بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تفسیر دُرِّ منثور

مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

زیر نگرانی

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

# تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

# تفسیر دُرِّ منثور مترجم

## جلد ششم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

| | |
|---|---|
| نام کتاب | تفسیر درمنثور مترجم (جلد ششم) |
| مصنف | امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ |
| ترجمہ متن قرآن مجید | ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ |
| مترجمین | مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی |
| | من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف |
| زیر نگرانی | ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف |
| | قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور |
| سال اشاعت | نومبر 2006ء |
| ناشر | الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ |
| تعداد | ایک ہزار |
| کمپیوٹر کوڈ | 1Z 31 |
| قیمت | -/2850 روپے کامل سیٹ |

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com
zquran@brain.net.pk
Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

# فہرست مضامین

ایاتہا ۳۵ | سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَکِّیَّۃٌ ۴۶ | رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝

''حا، میم۔ اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب، بہت دانا ہے۔ نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور مدت مقررہ تک۔ اور کفار اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے روگردانی کرنے والے ہیں''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا سورۃ حٰمٓ ۝ (احقاف) مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے سورۃ حٰمٓ ۝ پڑھائی۔ اور یہ سورۃ احقاف ہے۔ آپ نے فرمایا: کسی سورت کی آیات جب تیس سے زیادہ ہوں تو وہ ثلاثین کہلاتی ہے۔

امام ابن ضریس، حاکم اور آپ نے اسے صحیح کہا ہے، نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے مجھے سورۃ احقاف پڑھائی۔ اور آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو بھی پڑھائی۔ لیکن اس کی قراءت کچھ مختلف تھی۔ تو میں نے کہا: تجھے کس نے یہ سورت پڑھائی ہے؟ اس نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے۔ پھر میں نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کے سوا (یعنی کچھ تبدیلی کے ساتھ) پڑھائی ہے۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے مجھے یہ سورت اس اس طرح نہیں پڑھائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، کیوں نہیں۔ پھر دوسرے آدمی نے عرض کی: کیا آپ نے مجھے اس اس طرح نہیں پڑھائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ وہی پڑھے جو اس نے سنا۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کے سبب ہی ہلاک ہوئے ہیں۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ

الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝۴ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىٕهِمْ غٰفِلُوْنَ۝۵ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ۝۶ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۝۷ؕ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝۸

''فرمایئے (اے کفار!) کبھی تم نے (غور سے) دیکھا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) پکارتے ہو (بھلا) مجھے بھی تو دکھاؤ جو پیدا کیا ہے انہوں نے زمین سے یا ان کا آسمانوں (کی تخلیق) میں کچھ حصہ ہے۔ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے اتری ہو، یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت اگر تم سچے ہو۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے ہی غافل ہیں۔ اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ (روز محشر) تو وہ معبود ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا صاف انکار کر دیں گے۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں جو روشن ہیں تو کہتے ہیں کفار حق کے بارے میں، جب ان کے پاس آیا، کہ یہ کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی نے اس کو خود گھڑ لیا ہے۔ فرمایئے اگر میں نے اس کو خود گھڑا ہے تو تم اس طاقت کے مالک نہیں کہ مجھے اللہ سے چھڑا لو۔ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو۔ وہ کافی ہے بطور گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان، اور وہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے مراد خط اور تحریر ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور خطیب نے ابو سلمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے مراد ''هذا الخط'' یعنی (یہ تحریر) ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے صفوان بن سلیم کی سند سے حضرت عطاء بن یسار سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خط کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا (مراد یہ ہے کہ) نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم دی ہو اور اس نے دی ہو جس کی موافقت علم کرے۔ صفوان نے کہا: میں نے اس کے بارے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو بتایا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام لکھتے تھے اور جو کوئی ان کی تحریر کی مثل لکھتا وہ عالم ہو جاتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ کے بارے فرمایا: اس سے مراد خط کا حسین اور خوبصورت ہونا ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور حاکم رحمہما اللہ نے شعبی رحمہما اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد خط کی عمدگی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ابوسلمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خط ہے۔ اہل عرب زمین میں خط لگاتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد خاص علمی ثبوت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: اس سے مراد کسی امر کی دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا: اس سے مراد ہے کوئی جو علم نقل کرتا ہو۔ اور ارشاد باری تعالیٰ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ کے بارے میں آپ نے کہا ہے کہ تُفِيْضُوْنَ بمعنی تقولون ہے (یعنی وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کہتے ہو)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹

”آپ کہیے میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں اور میں (از خود یہ) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ میں تو پیروی کرتا ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے اور میں نہیں ہوں مگر صاف صاف ڈرانے والا۔“

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کا معنی ہے آپ کے لیے میں کوئی پہلا رسول تو نہیں ہوں اور میں (از خود

یہ) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح:2) (تاکہ دور فرمادے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے) اور یہ ارشاد گرامی لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ (الفتح:5) (تاکہ داخل کر دے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں) پس اللہ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ بتادیا جو کچھ وہ آپ سے اور تمام مومنین سے کرے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا کا معنی ہے میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اسی کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی رسل علیہم السلام تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کے تحت فرمایا ہے کہ میں نہیں جانتا کیا (مجھے) مکہ مکرمہ میں رہنے دیا جائے گا یا وہاں سے نکال دیا جائے گا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ وَ مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: اسے سورۂ فتح کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب تشریف لائے اور انہیں "غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ" کی بشارت سنائی۔ تو اہل ایمان میں سے ایک آدمی نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مبارک ہو۔ تحقیق اب ہم نے جان لیا ہے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ سو بتائیے ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل فرمائی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ (الاحزاب) (اور آپ مژدہ سنا دیں مومنوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے) اور مزید فرمایا: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۵﴾ (الفتح) (تاکہ داخل کر دے اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور دور فرمادے ان سے ان کی برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے) پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا جو کچھ ان کے ساتھ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے عکرمہ اور حسن رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، بخاری رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مردویہ نے حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے کہا: اے ابوالسائب! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ میں تجھ پر شہادت دیتی ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت و تکریم عطا فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھے کس نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت

وسرفرازی عطا فرمائی ہے؟ پس اسے تو اپنے رب کی جانب سے موت آئی ہے۔ اور بلاشبہ میں اس کے لیے خیر و بھلائی کا متمنی ہوں۔ لیکن قسم بخدا! میں نہیں جانتا، حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ حضرت ام العلاء نے کہا: قسم بخدا! اس کے بعد میں نے کسی کے تزکیہ کی شہادت نہیں دی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو ان کی بیوی یا کسی عورت نے کہا: اے ابن مظعون! تجھے جنت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف غضب ناک نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا تجھے کس نے بتایا ہے؟ قسم بخدا! میں یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ لیکن میں وہ نہیں جانتا جو کچھ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کرے گا؟ راوی کا بیان ہے: یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ۔ اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ وہ آپ کے ساتھی اور آپ کے شہسوار (یعنی آپ کی معیت میں جہاد میں شریک ہونے والے) تھے۔ اور آپ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے لیے اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہوں اور ان کے خلاف ان کے گناہ کا خوف بھی رکھتا ہوں۔

امام ابن حبان اور طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی۔ تو ام العلاء نے کہا: اے ابوالسائب! اپنے آپ کو خوش کر لے، بلاشبہ تو جنت میں ہے۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: تجھے کس نے بتا دیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ ہم نے خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ قسم بخدا! میں نہیں جانتا جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ تو رسول اللہ ﷺ کچھ زمانہ تک حالت خوف میں عمل کرتے رہے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح) تو آپ ﷺ نے خوب مجاہدہ کیا۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی: آپ اپنے آپ کو خوب تھکا رہے ہیں (یعنی آپ خوب مجاہدہ کر رہے ہیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دور فرما دیئے جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ کے بارے فرمایا۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کے بعد وہ جان لیا جو آپ ﷺ سے کیا جائے گا۔ جب کہ یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ کی تفسیر میں فرمایا: کیا اس سے مراد یہ ہے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ آخرت میں کیا جائے گا؟ معاذ اللہ (ایسا ہرگز نہیں) یقیناً آپ اس وقت سے یہ جانتے تھے کہ آپ جنت میں ہوں گے جب رسل علیہم السلام سے آپ ﷺ کے

بارے میثاق لیا گیا۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آیا میری امت جھٹلانے والی ہوگی یا تصدیق کرنے والی، یا میری امت پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے یا اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ وحی کی گئی وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ (الاسراء:60) (اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا آپ کو بے شک آپ کے پروردگار نے گھیرے میں لے لیا ہے لوگوں کو) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں نے عرب کو آپ کے لیے گھیرے میں لیا ہوا ہے کہ وہ آپ کو قتل نہ کریں۔ پس اس سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ (الفتح) (وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ میں بذات خود تمہارے لیے شہادت دیتا ہوں کہ عنقریب تمہارا دین تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی امت کے بارے میں یہ فرمایا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ (الانفال) (اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں، اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں) پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے خبر دے دی جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی جائے گا اور جو آپ کی امت کے ساتھ کیا جائے گا۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾

"فرمائیے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو (تو اس کا انجام کیا ہوگا؟) حالانکہ گواہی دے چکا ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر اور وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو"۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم یہودیوں کی عبادت گاہ میں ان کی عید کے دن داخل ہو گئے۔ تو انہوں نے ہمارے وہاں آنے کو ناپسند کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: مجھے اپنے میں سے بارہ آدمی دکھاؤ، جو یہ شہادت دیں گے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ آسمان کی چھت کے نیچے رہنے والے ہر یہودی سے اس غیظ و غضب کو پھیر دے گا جو اللہ تعالیٰ کو اس پر ہے۔ وہ خاموش ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بھی آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ انہیں فرمایا۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا۔ لیکن ان میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے انکار کیا ہے۔ قسم بخدا! میں حاشر ہوں (مردوں کو اٹھانے والا) میں عاقب ہوں (پیچھے آنے والا) اور میں

مقفی ہوں (پیچھے آنے والا) تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ۔ پھر آپ ﷺ واپس چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم وہاں سے نکلنے کے قریب پہنچ گئے تو اچانک پیچھے سے ایک آدمی آملا۔ اور اس نے کہا: اے محمد! (ﷺ) جہاں ہو ٹھہر جاؤ۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے گروہ یہود! تم مجھے اپنی قوم میں کس حیثیت سے جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! ہم اپنے درمیان تجھ سے بڑھ کر اور تیرے باپ، دادا سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم اور فقیہ کسی آدمی کو نہیں جانتے۔ یہ سن کر اس آدمی نے کہا: بلاشبہ میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کا ذکر تم تورات و انجیل میں پاتے ہو۔ لوگوں نے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر انہوں نے اس کی بات کا رد کیا اور اسے سخت غلط اور ناپسندیدہ باتیں کہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہارا قول ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ پھر ہم وہاں سے نکلے تو ہم تین آدمی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ، میں اور حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سطح زمین پر چلنے والے کسی آدمی کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ سوائے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثۡلِهِۦ۔

امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کتاب اللہ کی کئی آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثۡلِهِۦ اور یہ آیت بھی میرے بارے میں نازل ہوئی: قُلۡ كَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدَۢا بَيۡنِي وَبَيۡنَكُمۡ وَمَنۡ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلۡكِتَٰبِ ﴿٤٣﴾ (الرعد)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثۡلِهِۦ حضرت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے رحمہم اللہ حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں شَاهِدٌ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت حسن بن مسلم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ میں تھے۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حٰمٓ ﴿١﴾ نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں مسلمان تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ

آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثۡلِهِۦ فرمایا یہ سورت مکی ہے اور یہ آیت مدنی ہے۔ فرمایا: آیت نازل ہوتی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ فلاں سورت میں فلاں فلاں آیتوں کے درمیان اس آیت کو رکھ دیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ آیت بھی ایسی آیات میں سے ہی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے نہیں ہے۔ یہ آیت مکی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے جو ایمان لایا پس وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ ایمان لانے والے کی طرح ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے کوئی شے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا قسم بخدا! حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ یہ آیت بالیقین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام مدینہ طیبہ میں تھے۔ بے شک یہ تو ایک خصومت ہے، جس کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ الثناء نے جھگڑا کیا۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جب حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام لانے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ بلاشبہ یہود اپنے پاس تورات میں آپ کی ان تمام صفات کو پاتے ہیں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ سے یہ عرض کی: آپ یہودیوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس بلا بھیجیں۔ اور ان سے میرے اور میرے والد کے بارے میں سوال کریں۔ بلاشبہ وہ آپ کو کچھ بتائیں گے۔ پھر میں ان پر ظاہر ہوں گا۔ اور یہ شہادت دوں گا کہ بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ شاید وہ اسلام لے آئیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ایک جماعت کو بلا بھیجا۔ اور اس سے قبل حضرت عبداللہ بن سلام کو اپنے گھر میں چھپا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا۔ تم میں عبداللہ بن سلام کی حیثیت کیا ہے اور اس کے والد کی حیثیت کیا تھی؟ تو ان سب نے جواب دیا۔ "سیدنا و ابن سیدنا، وعالمنا و ابن عالمنا" وہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ وہ ہمارے عالم ہیں اور ہمارے عالم کے بیٹے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام لے آئے تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے؟ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ وہ اسلام قبول نہیں کرے گا۔ پس اتنے میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے سامنے ظاہر ہوئے اور کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ آپ کے بارے میں اتنا جانتے ہیں جو میں جانتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے جندب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور

چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ لیے۔ پھر کہا: اے میری قوم! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو میں وہ ہوں، جس کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی: وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی مِثۡلِهٖ، الآیہ؟'' تو ان تمام نے جواباً کہا قسم بخدا! ہاں (اسی طرح ہے)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ میمون بن یامین حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مدینہ طیبہ میں یہود کا سردار تھا اور اسلام قبول کر لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہودیوں کو بلا بھیجئے اور اپنے اور ان کے درمیان ان میں سے کسی آدمی کو حکم (ثالث) بنا لیجئے۔ بلاشبہ وہ مجھے ہی ثالث چنیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے پیغام بھیجا اور میمون بن یامین کو اندر بھیج دیا۔ پس وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور طویل وقت تک وہ آپ ﷺ سے گفتگو کرتے رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تم اپنے میں سے کسی آدمی کو منتخب کر لو جو میرے اور تمہارے درمیان حکم ہوگا انہوں نے کہا: ہم میمون بن یامین کو مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میمون کو ان کے سامنے باہر نکالا۔ تو میمون نے انہیں کہا: ''اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ'' میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ حق پر ہیں۔ لیکن انہوں نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی مِثۡلِهٖ کے بارے حضرت مسروق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل ہیں اور تورات قرآن کریم کی مثل ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایمان لائے اور اے اہل مکہ! تم نے کفر کیا۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَوۡ كَانَ خَیۡرًا مَّا سَبَقُوۡنَاۤ اِلَیۡهِ ؕ وَ اِذۡ لَمۡ یَهۡتَدُوۡا بِهٖ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ هٰذَاۤ اِفۡكٌ قَدِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَ مِنۡ قَبۡلِهٖ كِتٰبُ مُوۡسٰۤی اِمَامًا وَّ رَحۡمَةً ؕ وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ٭ۖ وَ بُشۡرٰی لِلۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾

''اور کفار اہل ایمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر یہ (اسلام) کوئی بہتر چیز ہوتی تو یہ ہم سے سبقت نہ لے جاتے اس کی طرف، اور کیونکہ انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی قرآن سے تو یہ اب ضرور کہیں گے کہ (اجی) یہ تو وہی پرانا جھوٹ ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے کتاب موسیٰ راہنما اور رحمت بن کر آ چکی ہے۔ اور یہ کتاب

2B

(قرآن) تو اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تاکہ بروقت خبردار کردے ظالموں کو۔ اور خوشخبری ہے نیکو کاروں کے لیے۔ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے پس کوئی خوف نہیں انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی لوگ جنتی ہیں، ہمیشہ رہیں گے اس میں، یہ جزا ہے ان نیکیوں کی جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے کہا: ہم زیادہ عزت والے ہیں اور ہم بہتر اور افضل ہیں۔ پس اگر اس دین میں خیر اور بھلائی ہوتی تو فلاں فلاں آدمی اس دین کو قبول کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔ پس مذکورہ آیت نازل ہوئی: وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ" ابن منذر نے عون بن ابی شداد سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز تھی۔ جو آپ سے پہلے مشرف باسلام ہوئی۔ اس کا نام زنیرہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اسلام قبول کرنے کے سبب مارا کرتے تھے۔ تو کفار قریش کہا کرتے تھے اگر یہ دین بہتر ہوتا تو زنیرہ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ لے جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِس کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو غفار اور بنو اسلم کے بہت سے لوگ فتنہ میں تھے۔ وہ کہا کرتے تھے: اگر اس دین میں بھلائی اور خیر ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی طرف پہل کرنے کی توفیق نہ دیتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں سب سے پہلے اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

"اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے (اپنے شکم میں) اٹھائے رکھا اس کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اس کو بڑی تکلیف سے۔ اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک

تیس مہینے لگے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے والہانہ توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور صلاح (ورشد) کو میرے لیے میری اولاد میں راسخ فرما دے۔ بے شک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں۔ یہی وہ (خوش نصیب) ہیں قبول کرتے ہیں ہم جن کے بہترین اعمال کو اور درگزر کرتے ہیں ہم جن کی برائیوں سے، یہ جنتیوں میں سے ہوں گے۔ یہ (اللہ کا) سچا وعدہ ہے جو (اہل ایمان سے) کیا گیا ہے"۔

امام ابن عساکر نے کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مذکورہ دونوں آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا کہ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا کا معنی ہے کہ اس کی ماں نے اپنے اوپر مشقتیں برداشت کر کے اسے اٹھائے رکھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَحَمْلُهُ وَفَصْلُهُ بغیر الف کے پڑھا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بعجہ بن عبد اللہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے ایک آدمی نے قبیلہ جہینہ کی ایک عورت سے شادی کی۔ جب چھ ماہ مکمل ہوئے تو اس عورت نے ایک بچے کو جنم دیا۔ تو اس کا خاوند حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا۔ پس جونہی یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ تشریف لائے اور کہا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے چھ ماہ مکمل ہونے کے بعد بچہ جنا ہے کیا وہ اس کا ہو سکتا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے) اور مزید فرمایا: حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (البقرہ:233) (مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں) تو آپ چھ ماہ کے سوا کتنے باقی پاتے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میں اسے نہیں سمجھا۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس عورت کی خبر لوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے اس حال میں پایا کہ اس کا کام تمام کر دیا گیا تھا (یعنی اسے رجم کیا جا چکا تھا) اور اس نے اپنی بہن کے لیے یہ قول کہا تھا: اے بہن! تو میرے بارے میں غمزدہ نہ ہونا۔ قسم بخدا! اس آدمی کے سوا کسی نے میری شرم گاہ کو ننگا نہیں کیا۔ راوی کا بیان ہے: پھر وہ بچہ جوان ہوا اور اس آدمی نے اس کا اعتراف کر لیا اور اس کی سب سے زیادہ مشابہت اسی کے ساتھ تھی۔ راوی نے کہا: اس کے بعد میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ مسلسل اپنے بستر پر پڑا رہتا تھا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے ابو حرب بن ابو الاسود دؤلی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی۔ اس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ تو آپ نے اصحاب النبی ﷺ سے اس کے بارے میں استفسار فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے لیے رجم

نہیں ہے۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ اور مزید فرمایا وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ (لقمان: 14) تو باقی حمل کی مدت چھ ماہ رہی۔ نتیجۃً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم تک خبر پہنچی کہ اس نے دوسرا بچہ بھی چھ ماہ کے بعد ہی جنا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے نافع بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ میں اس عورت کے ساتھ تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا کہ اس نے چھ ماہ کے بعد بچہ جنا ہے۔ اور لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ظلم نہ کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: پڑھیے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ (البقرہ: 233) ایک حول کتنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک سال کا۔ میں نے پوچھا: سال کتنے مہینوں کا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: بارہ مہینوں کا۔ میں نے کہا: پس چوبیس مہینے کامل دو سال ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جتنا چاہے حمل کو مقدم و مؤخر کر سکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا یہ قول سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطمینان ہو گیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ابوعبیدہ مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی جس نے چھ ماہ کے بعد بچے کو جنم دیا تھا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میرے پاس ایک عورت لائی گئی ہے۔ میں اس کے بارے یہ گمان کرتا ہوں کہ اس نے برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب مدت رضاعت مکمل ہو تو پھر حمل کی مدت چھ ماہ ہی ہے؟ اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: جب کوئی عورت نو ماہ کے بعد بچہ جنے تو اس کے لئے اکیس مہینے دودھ پلانے کے لیے کافی ہیں اور جب کوئی عورت سات ماہ کے بعد بچہ جنے تو اس کے لیے تیئیس ماہ دودھ پلانا کافی ہے۔ اور جب کسی نے چھ ماہ کے بعد بچہ جنا، تو اس کے لیے مدت رضاعت کامل دو سال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔

امام ابن ابی حاتم نے قاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مسروق سے کہا: آدمی اپنے گناہوں کے سبب کب پکڑا جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب تو چالیس برس کی عمر کو پہنچ جائے گا۔ پس خوب احتیاط کر۔

امام ابن جوزی نے کتاب الحدائق میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے دو حفاظت کرنے والوں کو حکم دیا ہے اور دونوں کو کہا ہے کہ وہ میرے بندے کی جوانی کی ابتدا میں اس کے ساتھ رہیں اور جب وہ چالیس برس کی عمر تک پہنچ جائے تو اس کی حفاظت کریں اور ایسا کرنا دونوں پر لازم ہے۔

امام ابوالفتح ازدی نے جو یبر عن ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وہ آدمی

جو چالیس برس کی عمر کو پہنچ گیا اور اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ آئی۔ تو اسے چاہیے کہ وہ آگ کے لیے تیار ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے مالک بن مغول سے روایت بیان کی ہے کہ ابو معشر کے بیٹے نے حضرت طلحہ بن مصرف سے کسی تکلیف کا اظہار کیا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اس پر اس آیت سے مدد طلب کرو: رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: حَتّٰىٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُۥ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ الآیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی تو ان کے والدین، بھائی اور ساری کی ساری اولاد سعادت اسلام سے بہرہ ور ہوگئی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی: فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ (اللیل) الی آخر السورۃ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِيٓ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے "(اے اللہ!) انہیں میرے لیے صالحین بنادے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے اور آپ نے حضرت روح الامین علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "بندے کی نیکیاں اور اس کے گناہ لائے جائیں گے اور ان میں سے بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا۔ پس اگر اس کے لیے کوئی نیکی باقی بچی، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسے جنت تک وسیع فرمادے گا" راوی کا بیان ہے: کہ یزدان مجھ پر داخل ہوا اور اس نے بھی اسی کی مثل حدیث بیان کی۔ میں نے کہا: تو اگر نیکیاں ختم ہوگئیں۔ انہوں نے کہا: أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا الآیہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے رات میں حق ہے، وہ اسے دن سے قبول نہیں کرتا۔ اور دن میں اس کے لیے حق ہے، وہ اسے رات سے قبول نہیں کرتا۔ بلاشبہ کسی کے نوافل قبول نہیں ہوتے، یہاں تک کہ وہ فرض ادا کرے۔ بے شک دنیا میں حق کی اتباع کرنے کے سبب جن کے میزان بھاری ہوں گے۔ ان کے میزان قیامت کے دن بھاری ہوں گے۔ ان پر ان اوزان کا بھاری ہونا اور میزان کا حق ہونا یہ ہے کہ اس میں سوائے حق کے کچھ نہیں رکھا جائے گا کہ وہ بھاری ہو جائے۔ اور دنیا میں باطل کی اتباع کرنے کے سبب جن کے میزان ہلکے ہوں گے، قیامت کے دن انہیں کے اوزان خفیف ہوں گے، میزان کا ان پر ہلکا ہونا اور میزان کا حق ہونا یہ ہے کہ اس میں سوائے باطل کے کچھ نہیں رکھا جائیگا تا کہ وہ ہلکا ہو جائے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر ان کے احسن اعمال کے ساتھ کیا ہے۔ اور فرماتا ہے: ان کے اعمال کے قریب تیرا عمل کہاں پہنچتا ہے۔ اور اہل جہنم کا ذکر ان کے اعمال کی برائی کے سبب کیا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، میرا عمل ان کے عمل سے بہتر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے احسن اعمال کو لوٹا دیا ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ آیۃ الشدۃ کو آیۃ الرخاء کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور آیۃ الرخاء کو آیۃ الشدۃ کے ساتھ، تا کہ مومن رغبت رکھنے والا ہو جائے تا کہ وہ اپنے ہی ہاتھ سے ہلاکت میں نہ گر

جائے۔ اور نہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھے جو امید اللہ تعالیٰ سے رکھنا خلاف حق ہو۔

وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ لِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

’’اور جس نے کہا اپنے والدین کو افسوس ہے تمہارے حال پر کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو اس کی کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ گزر چکی ہیں کئی صدیاں مجھ سے پہلے (ان میں سے تو کوئی اب تک زندہ نہ ہوا) اور اس کے والدین بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتے ہیں (اور اسے کہتے ہیں) تیرا خانہ خراب ہو ایمان لے آ، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو وہ (جواباً) کہتا ہے نہیں ہیں یہ دھمکیاں مگر پہلے لوگوں کی فرسودہ کہانیاں۔ یہی وہ (بدبخت) ہیں جن پر ثابت ہو چکا ہے عذاب کا فرمان ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جنوں اور انسانوں میں سے۔ بے شک وہ سراسر گھاٹے میں تھے۔ اور ہر ایک کے لیے مرتبے ہوں گے ان کے اعمال کے مطابق۔ اور اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا‘‘۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن مالک سے روایت بیان کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز پر عامل مقرر کیا۔ اس نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا تاکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کی بیعت کی جائے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کہا۔ اس پر مروان نے کہا: اسے پکڑ لو۔ تو وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے اور وہ آپ کو گرفتار نہ کر سکے۔ تو مروان نے کہا: یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی: وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں قرآن کریم میں کوئی شے نازل نہیں فرمائی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن منذر، حاکم آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے محمد بن زیاد سے یہ قول بیان کیا ہے: جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے لیے بیعت لی۔ تو مروان نے کہا: یہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا: یہ ہرقل اور قیصر کی سنت ہے۔ تو مروان نے کہا: یہی ہے وہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا الآیہ۔ پس جب یہ خبر ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا: مروان نے جھوٹ بولا ہے۔ مروان نے جھوٹ کہا ہے۔ قسم بخدا! وہ اس طرح نہیں۔ اگر میں اس کا نام لینا چاہوں جس کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی تو میں اس کا نام لے سکتی ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے مروان کے باپ پر لعنت کی ہے اور یہ اس کی صلب میں تھا۔ پس مروان اللہ تعالیٰ کی لعنت سے کشادہ ہو گیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں مسجد میں ہی تھا جب کہ مروان نے خطبہ دیا۔ تو اس نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کے دل میں یزید کے بارے میں انتہائی اچھی رائے پیدا فرما دی ہے اور انہوں نے اسی طرح اپنا خلیفہ منتخب کیا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفے مقرر کیے۔ پس حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ ہرقل کی سنت ہے؟ بلا شبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کیا ہے۔ اور نہ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنی اولاد کی عزت و تکریم اور ان پر راحت و رحمت کی خاطر ہی خلیفہ بنایا ہے۔ یہ سن کر مروان نے کہا: کیا تو وہی نہیں ہے جس نے اپنے والدین کے لیے کہا: اُفٍّ لَّكُمَآ؟ (تمہارے حال پر افسوس ہے؟) تو حضرت عبد الرحمٰن نے کہا: کیا تو اسی ملعون کا بیٹا نہیں کہ تیرے باپ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی، تو فرمایا: اے مروان! کیا تو نے عبد الرحمٰن کو اس اس طرح باتیں کہی ہیں؟ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ قسم بخدا! جو کچھ اس میں نازل ہوا ہے وہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت ابن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے والدین کو کہا حالانکہ وہ دونوں اسلام قبول کر چکے تھے اور وہ خود اسلام لانے کا انکار کرتے تھے اور وہ دونوں اسے اسلام لانے کا حکم دیتے تھے اور وہ ان دونوں کو رد کرتا تھا اور ان کی تکذیب کرتا تھا اور کہتا: فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ اور اس سے مراد قریش کے وہ مشائخ تھے جو مر چکے تھے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو خوب اچھا کیا۔ پس ان کی توبہ (کی قبولیت) اس آیت میں نازل ہوئی: وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا۔

امام عبد الرزاق اور ابن مردویہ نے میناء کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ آپ اس بات کا انکار کرتی تھیں کہ یہ آیت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ فرماتی تھیں: یہ آیت فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور آپ ایک آدمی کا نام بھی لیتی تھیں۔(3)

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 528 (8483)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 201 (2860)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ سے مراد بعث بعد الموت ہے۔(1)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾

"اور جس روز لا کر کھڑا کر دیا جائے گا کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے ختم کر دیا تھا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھا لیا تھا تم نے ان سے۔ آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بوجہ اس گھمنڈ کے جو تم زمین میں ناحق کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے"۔

امام ابن مردویہ نے حفص ابن ابی العاص رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ الآیہ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کچھ درہم دیکھے، تو فرمایا: یہ درہم کیسے ہیں؟ تو انہوں نے جواباً کہا: میں اپنے گھر والوں کے لیے گوشت خریدنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے اس کی شدید خواہش کی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا جو شے بھی تم چاہتے ہو خرید لیتے ہو۔ تم اس آیت سے کہاں جا رہے ہو: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔(2)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے الزہد میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ کچھ گوشت اٹھائے ہوئے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے جابر! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ گوشت ہے، میں نے اسے پسند کیا، تو اسے خرید لیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بھی تو کوئی شے چاہتا ہے تو اسے خرید لیتا ہے؟ کیا تو اس سے ڈرتا نہیں کہ اس آیت کے اہل میں سے ہو جائے گا: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا۔(3)

امام ابونعیم نے الحلیہ رحمہ اللہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 494 (3698)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 153، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا کرتے تھے: قسم بخدا! وہ زندگی کی لذتوں کا ارادہ نہیں کریں گے کہ ہم بکری کے چھوٹے سے مگر موٹے تازے بچے کے بارے حکم دیں کہ اسے ہمارے لیے بھونا جائے۔ اور ہم گندم کے آٹے کے بارے حکم دیں کہ ہمارے لیے اس کی روٹیاں پکائی جائیں۔ اور ہم کشمش کے بارے حکم دیں کہ ہمارے لیے بڑے برتن میں نبیذ بنائی جائے۔ حتی کہ جب نر چکور کی آنکھوں کی مثل ہو جائے تو پھر ہم اسے کھالیں اور ہم اسے پی لیں۔ بلکہ ہم تو یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم اپنی نیکیوں اور نعمتوں کو باقی رکھیں۔ کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ۔(1)

امام ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس عراق کے کچھ لوگ آئے۔ تو آپ نے انہیں دیکھا کہ وہ کبوتر کھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! اگر میں چاہوں کہ میرے لیے اسی طرح عمدہ کھانا تیار کیا جائے جیسا تمہارے لیے کیا جاتا ہے تو میں یقیناً ایسا کر سکتا ہوں۔ لیکن ہم جو کچھ اپنے رب سے پاتے ہیں اسے اپنی آخرت کے لیے باقی رکھتے ہیں۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے بارے میں فرماتا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الآیہ۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جان لو! لوگ دنیا میں اپنی نیکیوں کو نگل جاتے ہیں۔ آدمی اپنی نیکیوں کو باقی رکھے، اگر وہ طاقت رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت نہیں ہے۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں چاہوں تو میں تم سے اچھا اور عمدہ کھانا کھا سکتا ہوں اور تمہارے لباس سے زیادہ باریک اور ملائم لباس پہن سکتا ہوں۔ لیکن میں اپنی نیکیوں کو بچاتا ہوں۔ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے تو آپ کے لیے ایسا کھانا تیار کیا گیا، جس کی مثل کھانا اس سے قبل آپ نے نہیں دیکھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ ہمارے لیے ہے تو ان مسلمان فقراء کے لیے کیا ہے جو موت کی آغوش میں چلے گئے اور انہوں نے جو کی روٹی بھی خوب سیر ہو کر نہ کھائی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ان کے لیے جنت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں اور فرمایا: اگر ہمارے لیے یہ حقیری چیزیں ہیں اور ان کے لیے جنت ہے تو پھر وہ ہم سے بہت دور نکل گئے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابومجلز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے لوگ ان اعمال کی نیکیاں تلاش کریں گے جو انہوں نے کیے۔ تو انہیں کہا جائے گا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہد ملا پانی پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! میں اس کی فضیلت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ فلاں کو پلا دو۔

امام عبد بن حمید نے وہب بن کیسان سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 49، مطبعۃ السعادۃ مصر
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

انہوں نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا۔ میں کچھ گوشت ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ تو آپ نے پوچھا: اے جابر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ گوشت ہے، میں نے اپنی عورتوں کے لیے اسے درہم کے بدلے خریدا ہے، انہوں نے اس کی خواہش کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بھی جب کسی شے کی خواہش کرتا ہے تو وہ اسے پورا کر لیتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنے پڑوسی اور اپنے چچازاد بھائی کے لیے بھوک برداشت کر لے؟ یہ آیت کہاں چلی گئی ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا فرمایا اس سے کسی نے رہائی نہیں پائی حتی کہ قریب ہے کہ میں بھی اس سے رہائی نہ پاؤں۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اکثر اوقات حفص شام کے کھانے پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھے ہوتے۔ لیکن جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو حفص کھانا نہ کھاتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ تو انہوں نے عرض کی: اے امیر المومنین! میرے گھر والے میرے لیے جو کھانا تیار کرتے ہیں وہ آپ کے کھانے کی نسبت زیادہ نرم ہے۔ اور میں ان کے کھانے کو آپ کے کھانے کی نسبت زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے! کیا تم جانتے نہیں اگر میں چاہوں تو میں ایک موٹا تازہ بکری کا چھوٹی عمر کا بچہ ذبح کرنے کا حکم دوں۔ اس کے بال اتار لیے جائیں اور اسے بھونا جائے۔ پھر میں آٹے کے بارے حکم دوں کہ اسے باریک کپڑے میں چھانا جائے اور پھر اس سے نرم نرم روٹی پکائی جائے۔ میں ایک صاع کشمش کے بارے حکم دوں جسے پانی کے ایک بڑے برتن میں ڈال دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس کا رنگ ہرن کی آنکھ کی طرح سرخ ہو جائے۔ حفص نے عرض کی: میں جانتا ہوں آپ عمدہ کھانوں کو پہچانتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تیری ماں تجھ پر روئے۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر مجھے یہ ناپسند نہ ہوتا کہ قیامت کے دن نیکیوں میں کمی کر دی جائے گی۔ تو میں ضرور تمہارے ساتھ عمدہ اور نرم کھانوں میں شریک ہوتا۔

امام ابن مبارک، ابن سعد، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اہل بصرہ کا ایک وفد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے لیے ہر روز کھانے پر کوئی چیز لگی ہوتی تھی۔ کبھی ہم دیکھتے کہ اس پر زیتون کا تیل لگایا گیا ہے، کبھی ہم دیکھتے کہ گھی لگایا گیا ہے اور کبھی دیکھتے کہ اس پر دودھ لگا ہوا ہے۔ کبھی دیکھتے کہ اس پر خشک گوشت کا قیمہ بنا کر لگایا گیا ہے اور کبھی ہم دیکھتے کہ اس پر گوشت کا سالن بنا کر لگایا گیا ہے۔ لیکن یہ بہت کم ہوتا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا: قسم بخدا! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے کھانے کو ناپسند کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو میں تم سب سے اچھا کھانا کھاؤں اور عمدہ لباس پہنوں اور اچھی زندگی گزاروں۔ قسم بخدا! میں مرغابی، بٹیر، گوشت بھونے، چٹنی (جو رائی اور زیتون سے بنائی جائے) اور ابلی ہوئی سبزیوں سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ان کے اپنے اعمال کے سبب عار دلائی ہے اور فرمایا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِي

حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا الآیہ۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ اپنے گھر والوں میں سے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ اور جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوتیں۔ پس آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے اور آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جب آپ ان کے دروازے پر پہنچے اور آپ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں دیکھ کر واپس لوٹ گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو آپ کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ اسی وجہ سے اندر تشریف فرما نہیں ہوئے جو کچھ آپ نے دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے پردہ پھاڑ دیا اور بچوں سے کنگن اتار لیے اور انہیں توڑ ڈالا۔ بچے رونے لگے۔ تو آپ نے وہ ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے لے لیے اور فرمایا: اے ثوبان! یہ مدینہ طیبہ میں بنی فلاں کے گھر والوں کی طرف لے جاؤ۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے عصب کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے بنے ہوئے دو کنگن خرید لاؤ۔ کیونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ اپنی نیکیاں اپنی دنیوی حیات میں ہی کھا جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ۖ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا ۚ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ ۖ وَأُبَلِّغُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٣﴾

"(اے حبیب!) ذکر سنائیے انہیں قوم عاد کے بھائی (ہود) کا۔ جب ڈرایا اس نے اپنی قوم کو احقاف میں اور گزر چکے تھے ڈرانے والے ان سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو (ورنہ) مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آ جائے۔ وہ (برافروختہ ہو کر) بولے (اے ہود!) کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے برگشتہ کر دو۔ لے آؤ (وہ عذاب) جس کی تم ہمیں دھمکیاں دیتے رہتے ہو اگر تم سچے ہو۔ ہود نے فرمایا کہ نزول عذاب کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ اور میں (برابر) پہنچا رہا ہوں تمہیں وہ پیغام جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔ لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو"۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 49، مطبعۃ السعادۃ مصر

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم پر اور عاد کے بھائی پر رحم فرمائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں خیر اور بھلائی کی دو وادیاں ہیں۔ایک وادی مکہ اور دوسری سرزمین ہند میں وادی ارم۔اور لوگوں میں دو شر کی وادیاں ہیں: ایک وادی احقاف اور دوسری وادی حضر موت جسے وادی برہوت کہا جاتا ہے۔اس میں کفار کی ارواح پھینکی جاتی ہیں۔لوگوں میں سب سے اچھا اور بہترین کنواں زمزم ہے اور سب سے برا کنواں برہوت ہے۔اور یہ اسی وادی میں ہے جو حضر موت کے مقام پر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: احقاف شام کا ایک پہاڑ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ احقاف شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ احقاف سے مراد زمین ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ احقاف سے مراد جسم کو ٹیڑھا کرنا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ عاد یمن کے قبائل تھے جو سمندر کے کنارے اس ریگستان میں آباد تھے جسے سرزمین شجر کہا جاتا تھا۔(6)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ احقاف سے مراد سرزمین یمن کے ٹیلے ہیں۔

امام ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ کی تفسیر میں کہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔(7)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ لِتَاْفِكَنَا کا معنی ہے کہ آپ ہمیں پھسلا دیں۔اور پھر یہ پڑھا: "اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا" فرمایا۔یہ تینوں لفظ "یضلنا، یزیلنا اور یافکنا" ایک ہی معنی میں ہیں۔(8)

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۵﴾

"پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آ رہا ہے، تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔ (نہیں نہیں!) بلکہ یہ تو عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ (یہ تند) ہوا ہے اس میں دردناک عذاب ہے۔ تہس نہس کر کے رکھ دے گی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے، پس جب ان پر صبح ہوئی تو نہ دکھائی دی کوئی چیز بجز ان کے (ویران) مکانوں کے، اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرموں کو"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا سے مراد بادل ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں نے آپ ﷺ کے حلق کا کوا دیکھا ہو۔ بلکہ آپ ﷺ تبسم فرماتے تھے۔ اور جب آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو پریشانی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے پہچانے جاسکتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو وہ اس امید پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ بارش برسے گی اور جب آپ دیکھتے ہیں تو ناپسندیدگی اور پریشانی کے آثار آپ کے چہرے پر نظر آنے لگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! مجھے یہ خوف رہتا ہے کہیں اس میں عذاب ہی نہ ہو کیونکہ ایک قوم کو ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا۔ تحقیق قوم نے عذاب دیکھا تو وہ کہہ اٹھے: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔(1)

امام عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب تیز ہوا چلتی تھی تو رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا مانگتے اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی، جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کے ساتھ تو نے اسے بھیجا ہے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس کے شر، جو شر اس میں ہے اور جس شر کے ساتھ تو نے اسے بھیجا ہے اس سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ پس جب آسمان ابر آلود ہوتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ کبھی آپ باہر تشریف لاتے اور کبھی اندر۔ اور رخ زیبا کبھی ایک طرف پھیرتے اور کبھی دوسری طرف۔ اور جب بارش برس جاتی تو آپ ﷺ سے وہ کیفیت زائل ہو جاتی۔ (تو میں نے یہ صورت پہچان لی) اسی لیے میں نے سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! شاید بات اسی طرح ہو جس طرح قوم عاد نے کہا تھا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب السحاب میں اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا بادل ہے جس میں بارش ہو۔ سب سے پہلے ان لوگوں نے اسے پہچانا کہ یہ عذاب ہے جنہوں نے شہر سے باہر اپنی سواریوں اور دیگر مال ومنال کو زمین وآسمان کے درمیان تنکوں کی مثل اڑتے دیکھا۔ وہ اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور ان کے دروازے بند کر لیے۔ لیکن ہوا آئی اور اس نے ان کے دروازے توڑ دیئے اور ان پر ریت پھینک دی۔ وہ مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن ریت کے نیچے کراہتے رہے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب صلوٰۃ الاستسقا، جلد 6، صفحہ 174 (16) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 174 (15)

پھر ہوا کو حکم ہوا۔ تو اس نے ان سے ریت کو ہٹا دیا اور انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے:
فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤی اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ۔

امام ابن ابی الدنیا، ابویعلی، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہوا جس میں قوم عاد ہلاک ہوئی اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر صرف مہر کی مثل کھولا۔ پس وہ بادیہ نشینوں کے پاس سے گزری تو اس نے انہیں اور ان کے اموال کو اٹھا لیا اور انہیں زمین و آسمان کے درمیان اڑانے لگی۔ اور جب قوم عاد کے شہر میں رہنے والے لوگوں نے اس ہوا اور جو کچھ اس میں تھا، اسے دیکھا تو کہنے لگے: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا پس ہوا نے اہل بادیہ اور ان کے مویشیوں کو شہر والوں پر پھینک دیا۔ (1)

امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر ہوا نہیں کھولی مگر مہر کی جگہ کی مقدار ان پر ہوا بھیجی گئی۔ تو وہ بدوؤں کو شہریوں کی طرف اٹھا لائی۔ پس جب شہر کے باسیوں نے اسے دیکھا۔ تو کہا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یعنی یہ بادل ہماری وادیوں کی طرف منہ کیے ہوئے ہیں۔ وہاں بادیہ نشین بھی تھے۔ سو ہوا نے اہل بادیہ کو شہر کے باسیوں پر پھینک دیا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ فرمایا: وہ آندھی ان کے تہ خانوں پر بھی چلی اور ان کے دروازوں کے درمیان سے نکل گئی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے عمرو بن میمون سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم میں تشریف فرما تھے کہ انتہائی سیاہ بادل نمودار ہوا۔ تو انہوں نے کہا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔ تو حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ "نہیں نہیں بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ تند ہوا ہے۔ اس میں دردناک عذاب ہے، پس وہ خیموں کو اکھیڑنے لگی اور چھپے ہوئے لوگوں کو بھی نکال لے گئی۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ان تمام نے حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر ہوا نہیں بھیجی مگر صرف میری اس مہر کی مقدار۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میمون رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے قرأت اسی طرح کی ہے: لَا تَرٰی اِلَّا مَسٰكِنَهُمْ یعنی تاء اور نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور حضرت عاصم رحمہما اللہ نے اس طرح قراءت نقل کی ہے: لَا یُرٰۤی اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ یعنی یاء کے ساتھ اور نون کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 245 (11366)، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً (11367)
3 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 33، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 494 (3699)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَفۡـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ سَمۡعُهُمۡ وَلَاۤ اَبۡصَارُهُمۡ وَلَاۤ اَفۡـِٕدَتُهُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِذۡ كَانُوۡا يَجۡحَدُوۡنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى وَصَرَّفۡنَا الۡاٰيٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوۡلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ قُرۡبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلۡ ضَلُّوۡا عَنۡهُمۡ ۚ وَذٰلِكَ اِفۡكُهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۸﴾

''اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی اور ہم نے عطا کیے تھے انہیں کان، آنکھیں اور دل۔ لیکن ان کے کسی کام نہ آئے ان کے کان، نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کیونکہ وہ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور احاطہ کرلیا ان کا اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور ہم نے برباد کردیے وہ گاؤں جو تمہارے اردگرد (آباد) تھے۔ اور ہم نے مختلف انداز میں اپنی نشانیاں پیش کیں شاید وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں۔ پس کیوں مدد نہ کی ان کی ان معبودوں نے جنہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب کے لیے (اپنے) خدا بنا رکھا تھا۔ بلکہ وہ تو ان سے روپوش ہوگئے۔ اور یہ محض ان کا ڈھونگ تھا اور بہتان جو وہ باندھتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ وَلَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ فِيۡمَاۤ اِنۡ مَّكَّنّٰكُمۡ فِيۡهِ کا مفہوم ہے: اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو قوت ہم نے تمہیں اس میں نہیں دی تھی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَلَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ کی تفسیر میں فرمایا: کہ قوم عاد کو اس سے بڑھ کر اور اعلیٰ قوت وطاقت بخشی گئی جتنی کہ اس امت کو دی گئی۔ وہ انتہائی طاقتور تھے، ان کی اولاد کثیر تھی اور ان کی عمریں بھی بہت طویل تھیں۔

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى کے ضمن میں فرمایا: یعنی یمن، شام اور یمامہ وغیرہ کے جو گاؤں تمہارے اردگرد آباد تھے ہم نے انہیں برباد کردیا۔

امام سعید بن منصور نے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح قراءت کی ہے: ''وَتِلْكَ اِفۡكُهُمۡ''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ اس طرح پڑھتے تھے: وَذٰلِكَ اَفَكَهُمۡ یعنی آپ الف اور کاف کو فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا: یہ ان کی اصل تھی۔ (2)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت      2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 37

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْاۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ۝۲۹ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝۳۰ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۝۳۱ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝۳۲ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰىؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝۳۳ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِؕ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَاؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۝۳۴

''اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں۔ تو جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو بولے خاموش ہو کر سنو۔ پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے۔ انہوں نے (جا کر) کہا اے ہماری قوم! ہم نے (آج) ایک کتاب سنی ہے۔ جو اتاری گئی ہے موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی، رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور راہ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم! قبول کرلو اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو اور اس پر ایمان لے آؤ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور بچائے گا تمہیں دردناک عذاب سے۔ اور جو قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو تو وہ اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں زمین میں (کہ اس سے بچ کر بھاگ نکلے) اور نہیں اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ یہ (منکر لوگ) کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ذرا تھکن محسوس نہ کی ان کے بنانے میں وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کردے۔ بلکہ وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں؟ کہیں گے ہمارے رب کی قسم! یہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا! اب چکھو عذاب کا مزہ اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے''۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مقام نخلہ پر جنات آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز ادا فرما رہے تھے تو وہ آپ ﷺ پر جمع ہو کر آ گئے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ وادی نخلہ میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا۔ تو آپس میں ایک دوسرے سے کہا: خاموش ہو جاؤ۔ اور کہا: ٹھہر جاؤ۔ وہ نو جن تھے۔ ان میں سے ایک زوبعہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ۝۲۹ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝۳۰ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۝۳۱ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝۳۲ ۔(2)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے انیس جن تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی اپنی قوم کی طرف رسل (پیغامبر) بنا دیا۔(3)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات کو دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اور نصیبین کے جن ان کے اشراف اور سردار تھے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ جن نصیبین کے رہنے والوں میں سے تھے۔ اور وہ وادی نخلہ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے آج رات گزاری اور میں حجون کے مقام پر جنات کی مرافقت میں ان پر قرآن پڑھتا رہا۔(6)

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مسروق سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس رات جنات کے ساتھ دیکھا جس رات انہوں نے آپ سے قرآن کریم سنا۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ درخت کے پاس دیکھا۔(7)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان سے یہ

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 167، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 495 (3701)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 234 (11340)، دار الفکر بیروت　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 40　6۔ ایضاً

7۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 143 (329)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3B

سوال کیا گیا۔ کہ کہاں رسول اللہ ﷺ نے جنات پر قرآن کریم پڑھا؟ تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے ان پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا: جسے حجون کہا جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، احمد، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی جنات کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم نے ایک رات آپ ﷺ کو مفقود پایا۔ تو ہم نے کہا: آپ ﷺ کو پکڑ لیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کو کہیں اچک لیا گیا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم نے انتہائی تکلیف اور پریشانی کے ساتھ رات بسر کی۔ پوری قوم کی کیفیت یہی تھی۔ پس جونہی صبح ہوئی، تو ہم نے دیکھا آپ حراء کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جنات کو دعوت دینے والا میرے پاس حاضر ہوا۔ تو میں ان کی طرف چلا گیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ﷺ چلے اور آپ نے ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آگ جلانے کے آثار دکھائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جزیرہ موصل کے بارہ ہزار جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سات جن تھے: تین اہل حران میں سے تھے اور چار نصیبین سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے نام یہ تھے حسی، مسی، شاصر، ماصر، الارد، اینان، اقحم اور سرق۔

امام طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صفوان بن معطل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر تھے کہ ہم نے ایک سانپ انتہائی اضطرابی حالت میں دیکھا، بس تھوڑا ہی وقت گزرا کہ وہ مر گیا۔ ایک آدمی نے اسے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹا اور اسے دفن کر دیا۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے۔ ہم مسجد حرام کے پاس تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا تم میں سے صاحب عمرو کون ہے؟ ہم نے کہا، ہم عمرو کو نہیں پہچانتے۔ پھر اس نے کہا: تم میں سے صاحب جنات کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ ہے۔ تو اس نے کہا: یہ ان نو میں سے سب سے آخر میں مرے گا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کریم سننے کے لیے حاضر ہوئے۔(3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں اور واقدی نے ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنات حاضر ہوئے۔(4)

واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب اہل نصیبین میں نو جنات وادی نخلہ سے واپس مڑے۔ اور وہ فلاں، فلاں، فلاں، الارد، اینان اور احقب تھے۔ تو وہ اپنی قوم کے پاس آئے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 233، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 115 (3258)، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 595 (6207)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 29-128

3B

سوال کیا گیا۔ کہ کہاں رسول اللہ ﷺ نے جنات پر قرآن کریم پڑھا؟ تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے ان پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا: جسے حجون کہا جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، احمد، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی جنات کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم نے ایک رات آپ ﷺ کو مفقود پایا۔ تو ہم نے کہا: آپ ﷺ کو پکڑ لیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کو کہیں اچک لیا گیا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم نے انتہائی تکلیف اور پریشانی کے ساتھ رات بسر کی۔ پوری قوم کی کیفیت یہی تھی۔ پس جونہی صبح ہوئی، تو ہم نے دیکھا آپ حراء کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جنات کو دعوت دینے والا میرے پاس حاضر ہوا۔ تو میں ان کی طرف چلا گیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ﷺ چلے اور آپ نے ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آگ جلانے کے آثار دکھائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جزیرہ موصل کے بارہ ہزار جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سات جن تھے: تین اہل حران میں سے تھے اور چار نصیبین سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے نام یہ تھے حسی، مسی، شاصر، ماصر، الارد، اینان، احقم اور سرق۔

امام طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صفوان بن معطل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر تھے کہ ہم نے ایک سانپ انتہائی اضطرابی حالت میں دیکھا، بس تھوڑا ہی وقت گزرا کہ وہ مر گیا۔ ایک آدمی نے اسے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹا اور اسے دفن کر دیا۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے۔ ہم مسجد حرام کے پاس تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا تم میں سے صاحب عمرو کون ہے؟ ہم نے کہا، ہم عمرو کو نہیں پہچانتے۔ پھر اس نے کہا: تم میں سے صاحب جنات کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ ہے۔ تو اس نے کہا: یہ ان نو میں سے سب سے آخر میں مرے گا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کریم سننے کے لیے حاضر ہوئے۔(3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں اور واقدی نے ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنات حاضر ہوئے۔(4)

واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب اہل نصیبین میں نو جنات وادیٔ نخلہ سے واپس مڑے۔ اور وہ فلاں، فلاں، فلاں، الارد، اینان اور احقب تھے۔ تو وہ اپنی قوم کے پاس آئے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 233، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 115 (3258)، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 595 (6207)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 29-128

اور انہیں ڈرانے لگے۔ اس کے بعد وہ وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی تعداد تین سو تھی۔ اور وہ حجون کے مقام پر جا کر رک گئے۔ احقب حاضر خدمت ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اور عرض کی ہماری قوم حجون کے مقام پر حاضر ہے اور آپ ﷺ کی ملاقات کی مشتاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی رات کی کسی ساعت میں حجون آنے کا اس سے وعدہ فرمایا۔ (1) واللہ اعلم۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

''پس (اے محبوب!) آپ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا اور ان کے لیے (بددعا کرنے میں) جلدی نہ کیجئے۔ جس روز وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو خیال کریں گے کہ وہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں مگر دن کی فقط ایک گھڑی۔ یہ پیغام حق ہے۔ پس کیا نافرمانوں کے علاوہ بھی کسی کو ہلاک کیا جائے گا''۔

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دن روزے میں گزارا۔ اور پھر آپ ﷺ نے کچھ نہ کھایا۔ اور پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھ لیا۔ اور روزہ مکمل ہونے کے بعد آپ نے کچھ نہ کھایا۔ حتی کہ آپ ﷺ نے پھر روزہ رکھ لیا۔ اور فرمایا: اے عائشہ! بے شک محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے دنیا نہیں چاہیے۔ اے عائشہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم رسولوں سے پسند نہیں کیا ہے مگر یہ کہ وہ مشکلات اور تکلیف دہ چیزوں پر صبر کریں اور مرغوب اور پسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے پر صبر اختیار کریں۔ سو اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں بھی یہی پسند کیا ہے کہ وہ مجھے بھی انہی چیزوں کا پابند بنائے جن کا انہیں مکلف بنایا۔ اور ارشاد فرمایا ہے: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ قسم بخدا! میں اسی طرح صبر کروں گا جس طرح انہوں نے صبر کیا۔ میری کوشش بھی اسی طرح ہوگی جس طرح انہوں نے کوشش کی۔ اور قوت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی تائید سے حاصل ہوتی ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا رسولوں میں سے اولوالعزم حضور نبی کریم ﷺ، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے ابوالعالیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

---

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 129 — 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 426 (8628)، دار الکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ اسی طرح صبر کریں جیسا کہ انہوں نے صبر کیا۔ وہ تین تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ چوتھے ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ (یونس: 71) الآیہ (اے میری قوم! اگر گراں ہے تم پر میرا مقام اور میرا پند و نصیحت کرنا اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے پس (سن لو) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا) تو ان کی مفارقت ظاہر ہو گئی۔ اور حضرت ہود علیہ السلام نے اس وقت کہا جب انہوں نے کہا اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِهٖ (ہود) (ہم تو یہی کہیں گے کہ مبتلا کر دیا ہے تجھے ہمارے کسی خدا نے دماغی خلل میں۔ ہود نے کہا میں گواہ بناتا ہوں اللہ تعالیٰ کو اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں بیزار ہوں ان بتوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو، اس کے سوا)

پس ان کی مفارقت اور جدائی بھی ظاہر ہو گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ (الممتحنہ: 4) الآیہ (بے شک تمہارے لیے خوب صورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں) تو ان کے لیے مفارقت کو ظاہر کر دیا۔ اور فرمایا اے محمد! ﷺ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانعام: 56) (آپ فرمایئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوجوں انہیں جن کی تم عبادت کرتے اللہ کے سوا) پس رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے۔ اور مشرکین پر یہ آیت پڑھی۔ اور ان کے لیے مفارقت کو ظاہر کر دیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت ابرہیم، حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت ایوب علیہم السلام ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان میں سے نہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں وہ رسل علیہم السلام مراد ہیں جنہیں قتال کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ اسی پر کاربند رہے اور وہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسولوں میں اولوالعزم تین سو تیرہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جان لو، قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کسی کو ہلاک نہیں کرے گا سوائے ایسے مشرک کے جس نے اسلام کی طرف اپنی

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 201 (2862) دار الکتب العلمیہ بیروت

پیٹھ پھیردی۔ یا ایسے منافق کے جس نے اپنی زبان سے تصدیق کی اور اپنے دل سے مخالفت کی۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الدعاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تو چاہے اور پسند کرے کہ تو کامیاب ہو جائے تو پھر یہ کہہ: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ''(2)

تمت بالخیر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے سورۂ احقاف کا ترجمہ آج مورخہ 23 جون 2003ء بروز پیر شام چھ بجے اختتام پذیر ہوا۔ رب کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ پر تقصیر کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 46، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، جلد 10، صفحہ 242 (17266)، دارالفکر بیروت

آیاتہا ۳۸ ﴿ سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ ۴۷ ﴾ رکوعاتہا ۴

سورۂ محمد کا دوسرا نام سورۃ القتال بھی ہے۔

امام ابن ضریس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ القتال مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورۂ محمد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ سورۂ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ محمد ہم میں ایک آیت ہے اور بنی امیہ میں ایک آیت ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز میں یہ قراءت کرتے تھے: اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳

''جنہوں نے (خود بھی) حق کا انکار کیا اور (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے رہے اللہ نے ان کے عملوں کو برباد کر دیا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایمان لے آئے جو اتارا گیا (رسول معظم) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور وہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے دور کر دیں ان سے ان کی برائیاں اور سنوار دیا ان کے حالات کو۔ (یوں) اس لیے کہ جنہوں نے کفر کیا وہ باطل کی پیروی کرتے تھے اور جو ایمان لائے تھے وہ حق کی پیروی کرتے تھے جو ان کے رب کی طرف سے تھا۔ اسی طرح اللہ بیان کرتا ہے لوگوں کے لیے ان کے حالات''۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور

ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد مدینہ طیبہ کے انصار ہیں۔ اور وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملات کو سنوار دیا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے فاضل اعمال تھے لیکن اللہ تعالیٰ کفر کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے حال کو سنوار دیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے امور کو سنوار دیا۔ اور ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ کی تفسیر میں فرمایا: باطل سے مراد شیطان ہے۔ (3)

فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ۫ ذٰلِكَ ۛؕ وَ لَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّیَبْلُوَاۡ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ سَیَهْدِیْهِمْ وَ یُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵ وَ یُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶

"پھر جب (میدان جنگ میں) تمہارا کفار سے آمنا سامنا ہو تو ان کی گردن اڑا دو۔ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو پھر کس کر باندھو رسیاں۔ بعد ازاں یا تو احسان کر کے ان کو رہا کر دو یا ان سے فدیہ لو یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔ یہی حکم ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا، لیکن وہ آزمانا چاہتا ہے تمہیں بعض کو بعض سے۔ اور جو مار ڈالے گئے اللہ کی راہ میں پس اللہ ان کے اعمال ضائع نہیں ہونے دے گا۔ وہ پہنچا دے گا انہیں بلند مدارج پر اور سنوار دے گا ان کے حالات کو۔ اور داخل کرے گا انہیں بہشت میں جس کی پہچان اس نے انہیں کرا دی تھی"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کی تفسیر میں فرمایا: کہ كَفَرُوْا سے مراد مشرکین عرب ہیں۔ اور فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے بارے فرمایا کہ تم ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ وہ کہہ دیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 47، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 46 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 48

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم انہیں قید نہ کرو اور نہ ان سے فدیہ وصول کرو۔ یہاں تک کہ تم انہیں تلوار کے ساتھ خوب قتل کرلو۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے ضمن میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو قیدیوں کے بارے اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو انہیں قتل کردیں۔ اگر چاہیں تو انہیں غلام بنالیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ الآیہ (التوبہ:5) (پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں) (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پس انہیں رخصت دی گئی ہے کہ وہ ان میں سے جن پر چاہیں ان پر احسان کریں۔ پھر اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ برات میں منسوخ کردیا اور فرمایا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مسلمانوں کا جب مشرکین سے آمنا سامنا ہو تو یہ انہیں خوب قتل کریں۔ اور جب ان میں سے بعض کو قیدی بنالیں تو پھر ان کے لیے صرف یہ ہے کہ یا ان سے فدیہ لے لیں اور پھر ان پر احسان کریں (اور انہیں آزاد کر دیں) پھر اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ اور فرمایا فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ (الانفال:57) (پس اگر آپ پائیں انہیں (میدان) جنگ میں تو (انہیں عبرت ناک سزا دے کر) منتشر کردو انہیں جو ان کے پیچھے ہیں۔ (2)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ضحاک اور مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے بارے کہا ہے کہ اس حکم کو اس آیت نے منسوخ کردیا ہے: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے سدی سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں سے دو آدمیوں کو مشرکین قیدیوں میں سے دو آدمیوں کے بدلے بطور فدیہ وصول کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اشعث سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن اور حضرت عطاء رحمہما اللہ تعالیٰ سے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے بارے سوال کیا۔ تو ان میں سے ایک نے کہا قیدی پر احسان کیا جائے گا مگر فدیہ نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 49
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 50 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 49

لیا جائے گا۔ اور دوسرے نے کہا: اسی طرح کیا جائے گا جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے کہ اس پر احسان کیا جائے گا۔ یعنی رہا کر دیا جائے گا مگر فدیہ لیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج قیدی لے کر آیا اور اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک آدمی دیا کہ آپ اسے قتل کر دیں گے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمارا حکم اس طرح نہیں ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً۔(1)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے زانیہ کے بیٹے کو آزاد کیا اور فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس پر بھی احسان کریں جو اس سے بھی بڑھ کر برا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: قیدیوں کو قتل کرنا حلال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً تو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تو اس طرح کی کسی شے کی پرواہ نہ کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ تمام کے تمام اس کا انکار کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ حکم منسوخ ہے۔ بے شک یہ حکم اس مصالحت کے بارے میں تھا جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان تھی۔ رہے آج کے حالات تو حکم اس طرح نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5) اور وہ مزید فرماتا ہے: فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ پس اگر وہ مشرکین عرب ہوں ان سے سوائے اسلام کے کوئی شے قبول نہ کی جائے۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان کے لیے قتل ہے۔ اور جو مشرکین عرب کے سوا ہیں۔ جب انہیں قیدی بنا لیا جائے تو ان کے بارے میں مسلمانوں کو اختیار ہے۔ اگر چاہیں تو انہیں قتل کر دیں، اگر چاہیں تو انہیں زندہ رکھیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں جب کہ وہ اپنے دین سے نہ پھریں۔ اور اگر وہ اسلام ظاہر کریں تو پھر ان سے فدیہ نہ لیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے صغیر (نابالغ) عورت اور شیخ فانی کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فدیہ لینے یا احسان کرنے کا جو حکم پہلے موجود تھا، اسے اس آیت نے منسوخ کر دیا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5)(3)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ مشرکین کو پکڑ کر قتل کرنا ناپسند کرتے تھے۔ اور یہ آیت پڑھتے تھے: فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً۔ پھر اسے اس آیت نے منسوخ کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب قتل اہل الشرک، جلد 5، صفحہ 143 (9467)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ الفداء بالدراہم، جلد 6، صفحہ 497 (33259)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

دیا۔ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (النساء:89) یہ آیت نازل ہوئی۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ یہ صرف اہل عرب کے بارے ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے عقبہ بن ابی معیط کو بدر کے دن پکڑ کر قتل کر دیا۔(1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وصفاء (خدمت کے قابل لڑکے) اور عسفاء (مزدوری کرنے والے) کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ضحاک رحمہ اللہ بن مزاحم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ مگر ان میں سے جو جنگ میں عملاً شریک ہوں (تو انہیں قتل کرنا ممنوع نہیں)(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے قاسم بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ تو انہوں نے ایک آدمی کو تلاش کیا۔ وہ درخت پر چڑھ گیا۔ تو انہوں نے درخت کو آگ کے ساتھ جلا دیا۔ جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: بے شک میں اس لیے نہیں بھیجا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دوں۔ میں تو صرف گردنیں مارنے اور رسیاں باندھنے کا (اختیار دے کر) بھیجا گیا ہوں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں تک کہ شرک نہ رہے۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں اس آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ظہور ہو جائے اور ہر یہودی، عیسائی اور صاحب دین اسلام لے آئے۔ بکری بھیڑیئے سے محفوظ ہو جائے، چوہیا کسی چمڑے کے برتن کو نہ کاٹے اور تمام لوگوں سے عداوت اور دشمنی ختم ہو جائے۔ یہی اسلام کا تمام دینوں پر غلبہ ہے۔ اور مسلمان آدمی خوشحالی ہوگا یہاں تک کہ اس کے پاؤں خون ٹپکائیں گے جب وہ انہیں رکھے گا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے جو تم میں سے زندہ رہا، اس کی ملاقات حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہو۔ وہ ہدایت یافتہ امام ہیں اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اس وقت صلیب توڑ دی جائے گی۔ خنزیر قتل کر دیئے جائیں

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب قتل اہل الشرک، جلد 5، صفحہ 140 (9452)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب عقر الشجر بارض العدو، جلد 5، صفحہ 137 (9442)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (9447)　4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 485 (33145)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت　6۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 51

گے ۔ جزیہ لگا دیا جائے گا اور جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا زمانہ ظہور ہے۔

امام ابن سعد، احمد، نسائی، بغوی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس اثناء میں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک گھوڑے باندھ دیئے گئے اور ہتھیار رکھ دیئے گئے ۔ اور لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جنگ نہیں ہے۔ بے شک جنگ نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ ابھی تو جنگ شروع ہوئی ہے اور میری امت کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتا رہے گا اور جو ان سے پیچھے رہے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے دل ٹیڑھے کر دے گا۔ تا کہ وہ انہیں ان کے ذریعے رزق دے، وہ قتال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور بھلائی مسلسل رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور جنگ اپنے ہتھیار نہیں ڈالے گی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج باہر نکل آئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح عطا فرمائی گئی۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج اسلام نے اپنے قدم مضبوط کر لیے ہیں اور جنگ نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ جنگ اپنے ہتھیار میان میں نہیں ڈالے گی۔ مگر اس سے پہلے چھ چیزیں ہوں گی: ان میں سے سب سے پہلے میرا وصال ہے۔ پھر بیت المقدس کی فتح۔ پھر میری امت کے دو گروہ ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کو للکاریں گے اور بعض بعض کو قتل کر دیں گے اور مال بہا دیں گے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ ناراض ہو جائے گا۔ اور موت اس طرح ہوگی جیسا کہ بکریاں قعاص (سینہ کی ایک بیماری جو گردن توڑ دیتی ہے) میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اور بنی اصفر کا بچہ ایک دن میں اتنا بڑھے گا جتنا کہ ایک مہینے میں بڑھتا ہے۔ اور ایک مہینے میں سال کے برابر نشوونما پائے گا۔ پس اس کی قوم اس میں خوب رغبت رکھے گی اور وہ اسے بادشاہ بنالیں گے اور کہیں گے: ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ تجھے ہم پر حاکم مقرر کر دے گا۔ پس وہ ایک جمع عظیم کو جمع کرلے گا۔ پھر چل پڑے گا۔ یہاں تک کہ وہ عریش اور انطاکیہ کے درمیان پہنچ جائے گا۔ اس دن تمہارا امیر کتنا اچھا امیر ہوگا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں سے کہے گا: تم کیا دیکھ رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہم ان سے جنگ لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ تو وہ کہے گا میں ایسا گمان نہیں کرتا۔ ہم اپنی اولادوں اور اہل وعیال کی حفاظت کریں گے۔ ہم ان کے اور زمین کے درمیان جگہ خالی چھوڑ دیں گے۔ پھر ہم جنگ لڑیں گے۔ تحقیق ہم نے اپنی اولادوں کو محفوظ کر لیا۔ پس وہ چل پڑیں گے اور وہ اپنی زمینوں کو خالی چھوڑ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ میرے اس شہر میں آجائیں گے۔ اور وہ ! سلام سے ہدایت طلب کریں گے۔ اور وہ انہیں ہدایت دیں گے۔ پھر وہ کہے گا: میرے ساتھ صرف وہی رہے جو اللہ کے لیے اپنا آپ قربان کر دے گا۔ یہاں تک کہ ہمارا ان

سے آمنا سامنا ہو جائے اور ہم جنگ لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ پس اس کے پاس ستر ہزار افراد جمع ہو جائیں گے اور تعداد اس سے بھی بڑھ جائے گی۔ تو وہ کہے گا میرے لیے ستر ہزار کافی ہیں۔ زمین انہیں برداشت نہیں کرے گی۔ ان میں ان کے دشمن کے جاسوس بھی ہوں گے۔ وہ ان کے پاس آئیں گے اور جو کچھ ہوا، وہ اس کے بارے انہیں خبر دے دیں گے۔ پس وہ ان کی طرف چل پڑیں گے یہاں تک کہ جب وہ آمنے سامنے ہوں گے تو وہ سوال کریں گے کہ وہ ان کے لیے راستہ چھوڑ دے جن کا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق ہے۔ پس وہ انہیں بلائے گا اور کہے گا جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کے بارے تمہاری کیا رائے ہے؟ تو وہ کہیں گے: تم سے بڑھ کر ان کے ساتھ جنگ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا اور نہ کوئی ان سے بڑھ کر زیادہ بعید ہے۔ پس وہ کہے گا: تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور اپنی نیامیں توڑ دو۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر اپنی تلوار لہرائے گا تو ان میں سے دو تہائی قتل ہو جائیں گے اور ایک تہائی کشتیوں میں ٹھہر جائیں گے۔ اور ان کے ساتھی بھی انہیں میں ہوں گے۔ حتیٰ کہ جب ان کے پہاڑ ان کے سامنے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر ہوا بھیج دے گا۔ تو وہ ہوا انہیں شام میں ان کے لنگر انداز ہونے کی جگہ کی طرف لوٹا دے گی۔ پس وہیں اپنی کشتیوں کی نزدیک ساحل پر انہیں پکڑ لیا جائے گا اور انہیں ذبح کر دیا جائے گا۔ پس اس دن جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے ذٰلِكَ ۛ وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنے کثیر لشکروں کے ساتھ ان سے بدلہ لے لیتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کل مخلوق اس کا لشکر ہے۔ سو اگر وہ مسلط کر دے تو وہ اپنی مخلوق کو دو چند کر دے۔ بالیقین وہی اس کا لشکر ہو جائے۔ (1)

امام ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ارشاد کے بارے میں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ خود ہی ان سے بدلہ لینا چاہتا۔ تو یقیناً ان پر فرشتہ بھیج کر انہیں ہلاک و برباد کر دیتا۔ اور وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کرام کے بارے نازل ہوئی جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَالَّذِيْنَ قٰتَلُوْا الف کے ساتھ پڑھا ہے۔ (یعنی صیغہ مجہول کے بجائے معروف پڑھا ہے)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد کے دن نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے۔ اور زخمی اور شہدا ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اس دن مشرکین نے یہ نعرہ لگایا۔ اُعْلُ هُبَلُ۔ اور مسلمانوں نے اس کا جواب اس طرح دیا: اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ مشرکین نے اس دن کو بدر کے دن کا بدلہ اور انتقام قرار دیا۔ بے شک جنگ پانسہ بدلتی رہتی ہے۔ لنا عزی ولا عزی لکم۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جواباً کہو۔ اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔ بے شک مقتولوں کی کیفیت مختلف ہے۔ ہمارے مقتول زندہ ہیں رزق دیئے جائیں گے۔ اور تمہارے مقتول آگ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہیں وہ عذاب دیئے جائیں گے۔" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ اِنَّ الْقَتْلٰى مُخْتَلِفَةٌ اَمَّا قَتْلَانَا فَاَحْيَاءٌ يُرْزَقُوْنَ، وَاَمَّا قَتْلَاكُمْ فَفِي النَّارِ يُعَذَّبُوْنَ "(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اہل جنت کی ان کے گھروں اور ان کے مساکن کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہاں سے جو جگہ تقسیم فرمادی ہے۔ وہ کبھی وہاں سے خطا نہیں کریں گے گویا کہ وہ جب سے پیدا کیے گئے ہیں وہاں رہ رہے ہیں۔ اس پر وہ کسی اور کی راہنمائی نہیں کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَرَّفَهَا لَهُمْ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں ان کی منازل کی پہچان کرادی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ فرشتہ جو دنیا میں انسان کے اعمال کی حفاظت کرنے پر مقرر کیا گیا ہے وہ جنت میں اس کے آگے آگے چلے گا۔ اور انسان اس کے پیچھے پیچھے چلتا جائے گا یہاں تک کہ وہ آخری منزل آجائے گی جو اسے کے لیے ہے۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے جنت میں عطا فرمایا، وہ اس ہر شے کو پہچان لے گا۔ پس جب جنت میں اپنی آخری منزل پر وہ پہنچے گا۔ تو وہ اپنے گھر اور اپنی ازواج کے پاس داخل ہو جائے گا اور وہاں سے وہ فرشتہ واپس لوٹ آئے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور (میدان جہاد میں) تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ اور جنہوں نے (حق کا) انکار کیا، خدا کرے وہ منہ کے بل اوندھے گریں اور اللہ ان کے اعمال کو برباد کر دے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ناپسند کیا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا پس اس نے ضائع کر دیئے ان کے اعمال۔ تو کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ وہ خود دیکھ لیتے کہ کیسا انجام ہوا ان (منکروں) کا جو ان سے پہلے گزرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تباہی نازل کر دی اور کفار کے لیے اسی قسم کی سزائیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 54 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 53

ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کفار کا کوئی مددگار نہیں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا: اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں اپنی مدد پر ثابت قدم رکھے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے عطا کرے جو اس سے سوال کرے اور اس کی مدد کرے جو اس کے (دین کی) مدد کرے۔ اور وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ کے بارے فرمایا: پہلی آیت میں وہ کفار مراد ہیں جنہیں بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے قتل کیا اور دوسری آیت میں عام کفار مراد ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ کا مفہوم ہے کہ یہ اس لیے ہے کیونکہ انہوں نے فرائض کو ناپسند کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ کی تفسیر میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مختلف قسم کے عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔ اس طرح کہ غور و فکر کرنے والا غور و فکر کرتا ہے، ذکر کرنے والا ذکر کرتا ہے، لوٹنے والا لوٹ آتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے امثال بیان فرمائیں اور رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے حکم کو سمجھ لیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا کے تحت بیان فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم کے کفار کے لیے اسی قسم کی سزائیں ہیں۔ جیسا کہ ان بستیوں کو عذاب کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ پس وہ تلوار کے ساتھ ہلاک کر دیئے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ کا مفہوم ہے کہ کفار کے لیے اسی قسم کی سزائیں ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے لوگوں کو ہلاک کیا گیا۔ سو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کفار کے لیے وعید ہے۔ اور ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے بارے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا ولی ہے۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے تحت انہوں نے فرمایا کہ اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔(2)

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 206، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے (سدا بہار) باغات میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں اور جنہوں نے کفر کیا وہ عیش اڑا رہے ہیں اور محض کھانے (پینے) میں مصروف ہیں ڈنگروں کی طرح حالانکہ آتش جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ اور بہت سی ایسی بستیاں تھیں جو قوت و شوکت میں تمہاری اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں جس (کے باشندوں) نے آپ کو نکال دیا۔ ہم نے ان بستیوں کے مکینوں کو ہلاک کر دیا پس کوئی ان کا مددگار نہ تھا۔ کیا وہ شخص جس کے پاس روشن دلائل ہیں اپنے رب کے پاس سے، اس (بدبخت) کی مانند ہے آراستہ کر دیئے گئے جس کے لیے اس کے برے اعمال اور وہ پیروی کرتے رہے اپنی خواہشوں کی''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ کا مفہوم ہے کہ وہ اپنی آخرت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، ان ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے غار کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے تمام شہروں سے زیادہ محبوب شہر ہے اور تو میرے نزدیک بھی اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں سے بڑھ کر محبوب ہے۔ اگر تیرے باسی مجھے تجھ سے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔ پس دشمنوں نے انتہائی سرکشی کا مظاہرہ کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر حملہ کیا یا غیر قاتل کو قتل کیا یا۔ پھر اہل جاہلیت کے کینہ اور عداوت کے سبب قتل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں قَرْيَتِكَ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے مراد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ میں مشرکین مراد ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر خواہش ضلالت و گمراہی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی ہوئی (خواہش) کا ذکر کیا ہے اس کی مذمت بیان کی ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت

وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

''احوال اس جنت کے جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے۔ اس میں نہریں ہیں ایسے پانی کی جس کی بو اور مزہ نہیں بگڑتا۔ اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا ذائقہ نہیں بدلتا۔ اور نہریں ہیں شراب کی جو لذت بخش ہے پینے والوں کے لیے۔ اور نہریں ہیں شہد کی جو صاف ستھرا ہے۔ اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور (مزید براں ان کے لیے) بخشش ہوگی اپنے رب کی طرف سے (سوچو!) کیا یہ ان کی مانند ہوں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور وہ کاٹ دے گا ان کی آنتوں کو''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت کریمہ میں غَیْرِ اٰسِنٍ کا معنی غو متغیر ہے (یعنی ایسا پانی جس کی بو اور مزہ تبدیل نہیں ہوگا) (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بدبودار نہیں ہوگا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت میں ایسے دودھ کی نہریں ہیں جو دوہا نہیں گیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ کی تفسیر میں کہا ہے کہ ایسے دودھ کی نہریں ہیں جو گوبر اور خون کے درمیان سے نہیں نکلتا۔ اور وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ کے بارے فرمایا کہ وہاں ایسی شراب کی نہریں ہیں جسے لوگ اپنے پاؤں کے پاس گدلا نہیں کر سکیں گے۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى فرمایا اسے شہد کی نہریں ہیں جو مکھیوں کے پیٹ سے نہیں نکلا۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے سمندر ہیں۔ پھر اس کے بعد انہیں سے نہریں نکلیں گی۔ (4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 59

4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب ماجاء فی صفۃ انہار الجنۃ، جلد 10، صفحہ 31 (2571)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حارث بن ابی اسامہ نے مسند میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ دریائے نیل جنت میں شہد کا دریا ہوگا، دریائے دجلہ جنت میں دودھ کا دریا ہوگا، دریائے فرات جنت میں شراب کا دریا ہوگا اور دریائے سیحان جنت میں پانی کا دریا ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ مجھے ابوصالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے شب معراج سیر کرائی گئی تو میرے ساتھ ایک فرشتہ چلا اور وہ شراب کے دریا پر لے گیا۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ تو میں نے فرشتے سے پوچھا: یہ کون سا دریا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ دریائے دجلہ ہے۔ پھر میں نے اسے کہا: بے شک یہ پانی ہے؟ تو اس نے کہا دنیا میں یہ پانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا جسے چاہا سیراب کرتا رہا۔ لیکن آخرت میں یہ اہل جنت کے لیے شراب ہے۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں اس فرشتے کے ساتھ نہر الرب کی طرف چل پڑا۔ تو میں نے فرشتے سے پوچھا: یہ کون سا دریا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ دریائے جیحون ہے۔ یہ ایسا پانی ہے جس کی بو اور مزہ نہیں بگڑتا۔ دنیا میں یہ پانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اس سے سیراب کرتا رہا۔ لیکن آخرت میں یہ ایسا پانی ہے جس کا ذائقہ اور بو نہیں بگڑے گی۔ پھر وہ فرشتہ مجھے لے کر چلا۔ اور اس نے مجھے دودھ کی ایک ایسی نہر پر پہنچایا جو قبلہ سمت سے متصل تھی۔ تو میں نے اس فرشتے سے کہا: یہ کون سا دریا ہے؟ اس نے کہا: یہ دریائے فرات ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا یہ پانی ہے؟ اس نے جواب دیا یہ پانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جسے چاہا اس کے ساتھ سیراب کرتا رہا اور آخرت میں یہ ان مومنین کی اولادوں کے لیے دودھ ہے جن سے اور جن کے آباء سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ پھر وہ فرشتہ مجھے لے کر چلا اور اس نے مجھے اس شہد کے دریا تک پہنچا دیا جو مدینہ طیبہ کی جانب سے نکلتا ہے۔ تو میں نے اس فرشتے سے پوچھا: جو میرے ساتھ بھیجا گیا تھا کہ یہ کون سا دریا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ دریائے مصر ہے۔ میں نے کہا کیا یہ پانی ہے؟ اس نے جواب دیا یہ پانی تھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنہیں چاہا دنیا میں سیراب کرتا رہا اور آخرت میں یہ اہل جنت کے لیے شہد ہے۔ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فرماتے ہیں جنت میں ان کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ اور مزید براں ان کے لیے اپنے رب کی طرف سے ان کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! آپ یہ حرف کیسے پڑھتے ہیں۔ کیا یاء کے ساتھ یا الف کے ساتھ؟ یعنی ''مِنْ مَّآءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ یا مِنْ مَّآءٍ غَيْرِ آسِنٍ'' تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا اس کے سوا تو نے سارے قرآن کو سمجھ لیا ہے؟ تو اس نے کہا: بلا شبہ میں تو (سورۃ) مفصل ایک رکعت میں پڑھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ تو اس شعر کی طرح ہے کہ ایک قوم قرآن پڑھے گی اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ لیکن قرآن جب دل میں واقع ہوتا ہے اور ان میں راسخ ہو جاتا ہے تو پھر نفع دیتا ہے۔ بے شک میں

1۔ صحیح مسلم، باب ترتیل القرآن، جلد 1، صفحہ 74-273، وزارت تعلیم اسلام آباد

4B

ایسی نظائر پہچانتا ہوں کہ جو رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے سعد بن ظریف رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ابو اسحاق سے مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ میں نے اسی کے متعلق حارث سے سوال کیا۔ تو انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ سے مراد تسنیم ہے۔ انہوں نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اسے کوئی ہاتھ مس نہیں کرے گا۔ اور یہ پانی اس طرح آئے گا کہ سیدھا منہ میں داخل ہو جائے گا۔(1) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾

"اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو کان لگائے رکھتے ہیں آپ کی طرف۔ حتی کہ جب نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو کہتے ہیں اہل علم سے (کہ ذرا غور فرمایئے) یہ صاحب ابھی ابھی کیا کہہ رہے تھے۔ یہی وہ (بدبخت) ہیں مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور وہ پیروی کرتے ہیں اپنی خواہشوں کی۔ اور جو لوگ راہ ہدایت پر چلے اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے ان کے نور ہدایت کو اور انہیں تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے۔ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں قیامت کا کہ آجائے ان پر اچانک۔ بے شک اس کی نشانیاں تو آ ہی گئی ہیں۔ (تو جب قیامت ان پر آ گئی) تو اس وقت ان کو سمجھنا کب نصیب ہوگا۔ پس آپ جان لیں کہ نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے اور آرام کرنے کی جگہوں کو"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مومنین اور منافقین حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہوتے تھے۔ جو کچھ آپ ﷺ ارشاد فرماتے مومنین انہیں توجہ سے سنتے تھے اور انہیں یاد کر لیتے تھے۔ لیکن منافقین انہیں سنتے تو تھے مگر یاد نہیں کرتے تھے۔ اور جب وہاں سے باہر نکلتے تو مومنین سے پوچھتے ابھی ابھی آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوتے تھے۔ اور جب آپ کے پاس سے باہر نکلتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہتے: آپ نے ابھی ابھی کیا کہا ہے؟ تو وہ فرماتے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اس طرح فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صاحب علم لوگوں میں سے تھے۔

امام ابن جریر، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ان دونوں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں بھی اہل علم میں سے تھا۔ اور مجھ سے بھی سوال کیے جاتے تھے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ کے تحت فرمایا کہ یہ منافقین تھے۔ دو آدمی داخل ہوئے۔ پس ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل دی گئی۔ وہ جو سنتا ہے اس سے وہ نفع اٹھاتا ہے۔ اور ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل نہیں دی گئی۔ اس نے نہ توجہ سے کچھ سنا اور نہ اس سے نفع اٹھایا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ میں اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ اپنے رسولوں کے ساتھ ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی۔ اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بھی آپ کی بعثت سے پہلے ایمان لائے۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کے ساتھ کفر کیا۔ انہیں کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (آل عمران: 106) اور اہل کتاب میں سے ایک قوم تھی جو اپنے رسولوں کے ساتھ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بعثت سے پہلے ایمان لائے۔ اور پھر جب آپ مبعوث ہوئے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر بھی ایمان لائے۔ تو ان کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى الآیہ کے بارے فرمایا کہ جب قرآن نازل کیا گیا تو وہ اس کے ساتھ ایمان لائے تو یہ ان کے لیے سراپا ہدایت ہے۔ اور جب ناسخ منسوخ سے کھل کر واضح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت میں مزید اضافہ کر دیا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 60
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 62
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 63

ہے قیامت قریب آ چکی ہے۔(4)

امام ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَشْرَاطُهَا سے مراد قیامت کی ابتدائی نشانیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وسطیٰ اور اس کے ساتھ والی انگلی کے ساتھ اس طرح اشارہ کر کے فرمایا: میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ملی ہوئی ہیں۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بعثت اور قیامت دونوں اس طرح ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ متصل شہادت کی انگلی) اور وسطیٰ انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا کے تحت حضرت سعید بن ابی عروبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: تحقیق قیامت قریب آ چکی ہے، تمہاری جانب سے فدیہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کے لیے فراغت قریب ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد اپنے اصحاب کو خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا اور بالکل تھوڑا سا باقی رہ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے؟ دنیا میں سے جو گزر چکا ہے اور اس میں سے جو باقی ہے اس کی مثال تمہارے اس دن کی طرح ہے کہ جو اس سے گزر چکا ہے اور جو اس سے باقی ہے۔ پس اس سے انتہائی تھوڑا وقت باقی ہے (یعنی جس طرح یہ دن گزر چکا ہے اور انتہائی قلیل مقدار اس کی باقی ہے بالکل اسی طرح دنیا گزر چکی ہے اور اس کی انتہائی قلیل مقدار باقی ہے)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اور قیامت دونوں اکٹھے بھیجے گئے۔ قریب تھا کہ وہ مجھ سے سبقت لے جاتی۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ابو جبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے فوراً ہلاک کر دینے والی زہر (قیامت) میں مبعوث کیا گیا۔

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب بعثت انا والساعۃ الخ، جلد 6، صفحہ 387 (2214)، دار الفکر بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، باب اشراط الساعۃ، جلد 4، صفحہ 421 (4040)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، شراب پی جائے گی، زنا زیادہ ہو جائے گا، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں کثیر ہو جائیں گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے مقابلے میں ایک مرد ہوگا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس باہر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: اس کے بارے مسئول (جس سے سوال کیا گیا ہے) سائل (سوال کرنے والا) سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں اس کی علامات بیان کیے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، جب ننگے پاؤں اور ننگے بدن بکریوں کے چرواہے لوگوں کے سردار ہوں گے تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور جب ریوڑ چرانے والے بلند و بالا عالیشان محلات تعمیر کریں گے تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔(2)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع کی جانے لگیں تو پھر قیامت کا انتظار کر۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ انہیں کس طرح ضائع کیا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے جو اس کے اہل نہ ہو تو پھر قیامت کا انتظار کر۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب آئیگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سائل مسئول سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے عرض کی: اگر آپ ہمیں اس کی علامات بتا دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک علامت تقارب الاسواق ہے۔ میں نے عرض کی: تقارب الاسواق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اصابت رائے کے کم ہونے کے سبب لوگ آپس میں ایک دوسرے پر شک کریں گے۔ زنا کی اولاد زیادہ ہو جائے گی، غیبت پھیل جائے گی، مالداروں کی تعظیم کی جائے گی، مساجد میں فاسقوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی، گناہ کرنے والے بڑھ جائیں گے اور ظلم کرنے والے غالب ہو جائیں گے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے: پڑوس کا بدخلق ہونا، رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کرنا، جہاد سے تلواروں کا رک جانا اور دین کے سبب دنیا کو اختیار کرنا۔(4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب العلم، جلد 16-15، صفحہ 181 (9)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 146 (5)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 14، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 5 (6003)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دنیا کے سبب لئیم بن لئیم لوگوں میں زیادہ سعادت مند ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ہرگز ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ لئیم بن لئیم کے لیے ہو جائے گی۔(1)

امام احمد، بخاری اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ تم ایسی قوم سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ چوڑے ہوں گے۔ گویا کہ ان کے چہرے تہ بتہ سپر کی مانند ہوں گے۔(2)

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ علم قبض کر لیا جائے گا۔ مال عام ہو جائے گا۔ تجارت پھیل جائے گی اور قلم اٹھ جائے گا'' عمرو نے کہا: پس اگر یہ آدمی کوئی شے بیچے گا تو کہے گا کہ میں بنی فلاں کے تاجر سے مشورہ کرلوں اور وہ آس پاس کے بڑے بڑے گھروں میں کوئی کاتب تلاش کرے گا لیکن اسے وہ نہیں پا سکے گا۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قیامت سے پہلے کچھ ایام ہوں گے جن میں علم اٹھا لیا جائے گا۔ ان میں جہالت اتر آئے گی اور ان میں فتنہ و فساد بڑھ جائے گا۔(3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں عبد اللہ بن ربیب الجندی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو الولید، اے عبادۃ بن صامت! جب تو دیکھے کہ صدقہ چھپایا گیا ہے اور اس میں خیانت کی گئی ہے۔ غزوہ میں اجرت لی گئی ہے، کھنڈرات کو آباد کیا گیا ہے، آبادی کو کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔ آدمی اپنی امانتوں کے ساتھ اس طرح کھیلنے لگے جس طرح اونٹ درخت کے ساتھ منہ مارتا رہتا ہے۔ تو پھر تو اور قیامت دونوں اس طرح ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بیان کرتے وقت اپنی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی بڑی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔(4)

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ مساجد میں باہم ایک دوسرے پر فخر کرنے لگیں گے۔(5)

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 358، دار صادر بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 461 (4098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب العلم، جلد 16-15، صفحہ 181 (10)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الشعار، جلد 5، صفحہ 158 (9527)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب تشیید المساجد، جلد 1، صفحہ 401 (739)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمانہ باہم قریب ہو جائے گا۔ پس سال مہینے کے برابر ہو جائے گا، مہینہ ایک ہفتہ کے، ایک ہفتہ ایک دن کے اور ایک دن ایک ساعت کی مثل ہو جائے گا اور ساعت آگ کی چنگاری کی طرح ہو جائے گی۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا پس سال مہینے کی مثل ہو جائے گا۔ مہینہ ہفتہ کی طرح ہو جائے گا اور ہفتہ ایک دن کی طرح ہو جائے گا۔ اور دن ایک ساعت کی مثل ہو جائے گا۔ اور ایک ساعت کھجور کی ایک شاخ کے جلنے کی طرح ہو جائے گی۔(2)

امام مسلم اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں کی طرف لوٹ آئے گی۔ اسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو بہت بڑے گروہ آپس میں لڑیں گے۔ ان کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوگی۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ یہاں تک کہ تقریباً تیس جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے۔ ان میں سے ہر کوئی یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ یہاں تک کہ علم قبض کر لیا جائے گا، زلزلے زیادہ ہو جائیں گے۔ زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا۔ فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل عام ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ تم میں مال کی کثرت ہو جائے گی۔ اور وہ اتنا بڑھ جائے گا کہ صاحب مال کو یہ وہم ہونے لگے گا کہ صدقہ کون قبول کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ مال پیش کرے گا اور جس پر مال پیش کرے گا وہ کہے گا: مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ یہاں تک کہ لوگ بلند و بالا اونچے اونچے محلات تعمیر کریں گے اور یہ کہ آدمی ایک آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا اے کاش! میں اس کی جگہ ہوتا۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ پس جب سورج طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو تمام کے تمام ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت ان کا ایمان انہیں کوئی نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لائے۔ یا انہوں نے اپنے ایمان سے کوئی اچھا عمل نہیں کمایا۔ قیامت ضرور بر ضرور قائم ہوگی حالانکہ دو آدمی اپنے درمیان ایک کپڑا پھیلائیں گے۔ وہ نہ اس کی بیع کر سکیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے۔ اور قیامت بالیقین قائم ہوگی۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر مڑے گا اور وہ اسے پی نہیں سکے گا۔ اور قیامت ضرور بر ضرور قائم ہوگی حالانکہ ایک آدمی اپنے حوض پر آئے گا اور اس سے پانی نہیں پی سکے گا۔ اور قیامت ضرور بر ضرور قائم ہوگی حالانکہ کھانے کا لقمہ منہ کی طرف اٹھایا جائے گا۔ لیکن وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔(4)

---

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی تقارب الزمان، جلد 4، صفحہ 490 (2332)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 38-537، دار صادر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 524 (8472)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 55-1054، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فاحش (برائی کرنے والا) اور متفحش (بدکلامی کرنے والا) کو پسند نہیں کرتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ برائی اور فحش، برا پڑوس، رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی ظاہر ہو جائے۔ یہاں تک کہ امین خیانت کرنے لگے اور خیانت کرنے والے کو امین بنایا جائے۔ پھر فرمایا: مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے کہ وہ گرے تو اسے پاکیزہ حالت میں کھالیا جاتا ہے۔ نہ وہ خراب ہوتی ہے اور نہ وہ توڑی جاتی ہے۔ اور مومن کی مثال سرخ سونے کے ٹکڑے کی طرح ہے کہ اسے آگ میں رکھا جائے اور اسے پھونک دی جائے۔ تو اس کا رنگ متغیر نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا وزن کیا جائے تو وہ کم نہیں ہوتا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام احمد اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ عام بارش برسائیں گے۔ اور زمین کوئی شے نہیں اگائے گی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے انہوں نے فرمایا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے کذاب ظاہر ہوں گے۔ انہیں میں سے صاحب یمامہ (مسیلمہ کذاب) صاحب صنعاء عنسی ہے۔ اور انہیں میں سے صاحب حمیر ہے۔ اور دجال بھی انہیں میں سے ہے اور یہی سب سے بڑا فتنہ ہے۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے تقریباً تیس دجال ہوں گے۔ ان میں سے ہر کوئی کہے گا میں نبی ہوں۔ میں نبی ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں دجال کذاب ظاہر ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس ایسی نئی نئی باتیں لائیں گے جن کے بارے نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباء نے، پس تم اپنے آپ کو اور انہیں بچاؤ تا کہ وہ تمہیں کسی فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔ (3)

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے یقیناً مسیح دجال ظاہر ہوگا اور تیس یا اس سے زیادہ کذاب ظاہر ہوں گے۔ (4)

امام ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک میری امت میں ستر سے کچھ زائد داعی ہوں گے۔ وہ تمام کے تمام آگ کی طرف دعوت دیں گے۔ اگر میں چاہوں تو میں تمہیں ان کے ناموں اور ان کے قبیلوں سے بھی آگاہ کر سکتا ہوں۔ (5)

امام ابو یعلی نے ابو جلاس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ عبداللہ السبائی کو کہہ رہے تھے کہ تحقیق

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 147 (253)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 500 (37533)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 349، دار صادر بیروت 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 95

5۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 140 (5675)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے تیس کذاب ہوں گے۔ اور تو ان میں سے ایک ہے۔(1)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے خروج سے پہلے ستر دجالوں سے کچھ زائد ظاہر ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قیامت سے پہلے چھتر دجال ظاہر ہوں گے۔(3)

امام احمد اور بزار رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آسمان موسلا دھار بارش برسائے گا۔ اور اس سے سوائے بالوں کے گھروں (خیموں) کے مٹی کا بنا ہوا کوئی گھر نہ محفوظ رہے گا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث والنشور میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں علم کی تلاش میں نکلا اور کوفہ آیا۔ میری ملاقات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ تو میں نے ان سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! کیا قیامت کے بارے میں تم کچھ جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ بچہ سخت غضب میں ہوگا اور بارش سخت گرم ہوگی اور اشرار پانی کے بہنے کی طرح عام ہو جائیں گی۔ جھوٹ بولنے والے کی تصدیق کی جائے گی اور خائن کو امین بنایا جائے گا اور امین خیانت کا ارتکاب کرے گا۔ ہر قبیلہ اور ہر بازار میں فاسق و فاجر کو سردار بنایا جائے گا۔ محرابوں کی زیبائش و آرائش کا اہتمام کیا جائے گا اور دل فاسد ہو جائیں گے۔ مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اکتفا کریں گی (یعنی ہر کوئی اپنے ہم جنس سے خواہش پوری کرے گا) دنیا کے آباد مقامات کھنڈر بن جائیں گے اور ویران جگہیں آباد ہو جائیں گی۔ فتنے ظاہر ہوں گے، سود عام کھایا جائے گا، گانے بجانے کے آلات، زمین میں دفن شدہ خزانہ اور شراب کا پینا بھی عام اور ظاہر ہو جائے گا۔ اور شرط لگانے والے، طعنہ زنی کرنے والے اور عیب گیری کرنے والے زیادہ ہو جائیں گے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب بہتر قسم کی خصلتیں اور عادات عام ہوں گی۔ جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ نماز ترک کرتے ہیں۔ امانت ضائع کرتے ہیں، سود کھاتے ہیں، جھوٹ کو حلال سمجھتے ہیں، خون بہانے کو حقیر جانتے ہیں، عمارتیں بلند و بالا بنانے لگے ہیں، دین کو دنیا کے عوض بیچتے ہیں، رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی عام ہو چکی ہے۔ حاکم کمزور ہو جائے گا، جھوٹ کو سچ سمجھا جائے گا اور ریشم لباس بن جائے گا۔ جب دیکھیں گے کہ ظلم و زیادتی عام ہو چکی ہے۔ طلاق کثرت سے واقع ہو رہی ہے۔ اور ناگہانی موت کثرت سے ہونے لگی ہے، خیانت کرنے والے کو امین بنایا گیا ہے اور امین خیانت کرنے لگا ہے۔ کاذب کی تصدیق کی جاتی ہے۔ اور سچ بولنے والے کی تکذیب کی جاتی ہے۔ تہمت عام ہے۔ بارش سخت گرم ہے اور بچہ شدید غصے میں ہے۔ بخل

1۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 218 (445)    2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 386 (4042)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 494 (37503)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ    4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 262، دار صادر بیروت

اور کنجوسی پانی کی طرح بہنے لگے ہیں۔ عزت وتکریم کم ہوگئی ہے۔ امراء ووزراء جھوٹے ہیں، امانت دار لوگ خیانت کرنے لگے ہیں، عرفاء ظلم کرنے لگے ہیں اور قراء فاسق ہیں۔ جب وہ بھیڑوں کی طرح کا لباس پہنتے ہیں۔ تو ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوتے ہیں اور مصبر سے زیادہ کڑوے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فتنے کے ساتھ ہر جانب سے ڈھانپ لے گا۔ جس میں وہ اس طرح مبتلا ہو جائیں گے جس طرح یہود ظلم میں مبتلا ہیں۔ دنانیر عام ہو جائیں گے، چاندی تلاش کی جائے گی۔ خطائیں زیادہ ہو جائیں گی اور امن کم ہو جائے گا۔ مصاحف کو آراستہ کیا جائے گا۔ مساجد میں تصویریں بنائی جائیں گی۔ مینار بلند اور اونچے بنائیں جائیں گے، دلوں کو فاسد کر دیا جائے گا۔ شراب پی جائے گی اور حدود معطل کر دی جائیں گی، لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی اور تو ننگے پاؤں اور ننگے بدن آدمیوں کو دیکھے گا کہ وہ حکمران بن گئے ہیں۔ عورت خاوند کے ساتھ تجارت میں شریک ہوگی، مرد عورتوں، اور عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کریں گی۔ غیر اللہ کی قسمیں کھائیں گے، مومن کسی معاملہ پر گواہ بنائے بغیر اس کی شہادت دے گا۔ سلام کرے گا پہچان کے لیے، اللہ تعالیٰ کے دین کی نیت اور ارادہ کیے بغیر وہ فقاہت حاصل کرے گا، آخرت کے عمل کے ساتھ دنیا کو طلب کرے گا، مال غنیمت کو دولت بنا لے گا، امانت کو مال غنیمت بنا لے گا اور زکوٰۃ کو چٹی سمجھے گا، قوم کا سردار ان میں سے سب سے رذیل اور کمینہ آدمی ہوگا۔ آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا اور اپنی ماں کے ساتھ زیادتی کرے گا اور اپنے دوست کو نقصان پہنچائے گا اور اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، مساجد میں فاسقوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی، بناؤ سنگھار کرنے والی لونڈیاں اور گانے بجانے کے آلات بنائے جانے لگیں گے، راستوں میں شراب پی جانے لگے گی، ظلم کو فخر قرار دیا جائے گا، فیصلہ کو بیچا جائے گا، شرطیں کثرت سے لگائی جائیں گی، قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا اور درندوں کی جلدوں کے خفین بنائے جائیں گے۔ اور اس امت کے بعد میں آنے والے لوگ اس کے پہلے آنے والے لوگوں پر لعن وطعن کرنے لگیں۔ تو ایسے حالات میں لوگوں کو چاہیے کہ وہ سرخ ہوا، زلزلہ، زمین میں دھنسا، شکلیں بگڑ جانا، پتھروں کی بارش اور دیگر علامات کا انتظار کریں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سوال کیا: قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا: تحقیق تم نے مجھ سے ایسے امر کے بارے میں سوال کیا ہے جسے نہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جانتے ہیں اور نہ میکائیل علیہ السلام۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں چند چیزوں کے بارے تمہیں مطلع کر دیتا ہوں کہ جب وہ وقوع پذیر ہوں گی تو پھر قیامت کے لیے زیادہ وقفہ نہیں ہوگا۔ جب زبانیں نرم ہو جائیں اور دل پتھر ہو جائیں، لوگوں کے لیے دنیا میں رغبت بڑھ جائے، سطح زمین پر تعمیرات عام ہو جائیں، بھائیوں میں اختلاف پڑ جائے اور دونوں کی خواہشات متفرق ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کھلے عام بیچا جائے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قرب قیامت میں سے یہ ہے کہ سطح زمین پر تعمیرات عام ہو جائیں، رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات منقطع ہو جائیں اور پڑوسی اپنے پڑوسی کے لیے باعث اذیت ہو۔ (2)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 501 (37546)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (37547)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ برائی اور فحش گوئی عام ہو جائے، بد خلقی اور پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی ظاہر ہو جائے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ قول ظاہر ہو جائے اور عمل رک جائے۔ شریر اور برے لوگ بلند مرتبہ ہو جائیں اور نیک لوگوں کو پست اور حقیر جانا جائے، وہ ان پر مثانی پڑھے اور ان میں سے کوئی بھی اسے یاد نہ کرے۔ میں نے پوچھا مثانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد کتاب اللہ کے سوا ہر کتاب ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے رجاء بن حیوۃ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ کھجور کا درخت سوائے ایک کھجور کے کچھ نہیں اٹھائے گا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قیس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ گائے کے سر کی قیمت اوقیہ کے ساتھ لگائی جائے گی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے وداک سے یہ قول بیان کیا ہے قرب قیامت میں سے چاندوں کا بلند ہونا بھی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرب قیامت میں سے یہ ہے کہ چاند سامنے دکھائی دے گا۔ اور اسے ابن لیلتین کہا جائے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے ابو شیبہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرب قیامت میں سے یہ ہے کہ چاند سامنے دیکھا جائے گا۔ اور اسے ابن لیلتین کہا جائے گا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو موسیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت سے پہلے کچھ وقت جہالت نازل ہوگی اور علم اٹھا لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ آدمی اپنی ماں کے پاس کھڑا ہوگا۔ اور اپنی جہالت کے سبب تلوار کے ذریعے اسے پریشان رکھے گا۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مساجد میں جمع ہوں گے اور نمازیں پڑھیں گے۔ حالانکہ ان میں کوئی مومن نہیں ہوگا۔(9)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ علم جہل ہو جائے گا اور جہل علم ہو جائے گا۔(10)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بالیقین لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ عورتوں کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 501 (37548) — 2۔ ایضاً (37549)

3۔ ایضاً (37550) — 4۔ ایضاً (37551)

5۔ ایضاً (37552) — 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 502 (37553)

7۔ ایضاً، (37553) — 8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 504 (37574)

9۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 505 (37586) — 10۔ ایضاً (37588)

راستے پر پھینکی ہوئی جوتی (کی طرح) پائیں گے۔اوران میں سے بعض بعض کو کہیں گی۔یہ جوتی ایک بار فلاں مرد کی تھی۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور بزار رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: قیامت کب آئے گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے جھڑک دیا۔یہاں تک کہ جب آپ فجر کی نماز پڑھ چکے، تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا۔اور کہا: اسے پیدا کرنے والی ذات، اسے بلند کرنے والی، اسے بدلنے والی اور اسے اس طرح لپیٹنے والی ذات جیسے کتاب کو لپیٹا جاتا ہے پاک ہے اور مقدس ہے۔پھر زمین کی طرف متوجہ ہوئے۔اور کہا۔پاک ہے وہ ذات جو اسے پیدا کرنے والی ہے، اسے بچھانے والی ہے، اسے بدلنے والی ہے اور اسے اس طرح لپیٹنے والی ہے جیسے کتاب کو لپیٹ دیا جاتا ہے۔پھر فرمایا: قیامت کے بارے سوال کرنے والا کہاں ہے؟ پس قوم کے آخر سے ایک آدمی اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا۔تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جب کہ ائمہ ظلم کریں گے، تقدیر کو جھٹلایا جائے گا، ستاروں کے ساتھ ایمان رکھا جائے گا، لوگ امانت کو مال غنیمت بنا لیں گے، زکوٰۃ کو چٹی سمجھیں گے اور برائی کے ارتکاب کو ملاقات قرار دیں گے۔سو میں نے ''الفاحشۃ زیارۃ'' کے بارے استفسار کیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا۔فاسقوں میں سے دو آدمی ہوں گے، ان میں سے ایک کھانا پینا تیار کرے گا اور وہ اسے عورت کے پاس لے کر آئے گا۔اور کہے گا: میرے لیے تو اسی طرح تیار کر جیسے میں نے تیار کیا ہے پس وہ اسی بناء پر ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔فرمایا: اس وقت میری امت ہلاک ہو جائے گی اے ابن خطاب!

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سلام معرفت و پہچان کی بنا پر ہو جائے۔یہاں تک کہ مساجد کو راستے بنا دیا جائے۔اور کوئی بھی ان میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سجدہ نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ان سے گزر جائے گا۔یہاں تک کہ بچے کو بوڑھے کے ساتھ دو افقوں کے درمیان برید برید بھیجا جائے۔یہاں تک کہ فاجر آدمی بڑھنے کی طاقت رکھنے والی زمین کی طرف چلے اور وہ اس میں کوئی فضیلت اور زیادتی نہ پائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا۔پھر باب کعبہ کے حلقہ کو پکڑا اور فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی نشانیاں نہ بتا دوں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! فداک ابی وامی آپ ارشاد فرمایئے، ہمیں مطلع کیجیے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کی علامات میں سے نماز کو ضائع کرنا ہے، خواہش نفس کی طرف میلان رکھنا ہے اور مال دار کی عزت و تعظیم کرنا ہے۔تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا یہ بھی ہے یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اے سلمان! اس وقت زکوٰۃ چٹی ہو جائے گی، مال فے غنیمت ہو جائے گا۔جھوٹ بولنے والے کی تصدیق کی جائے گی، سچ بولنے کو جھٹلا دیا جائے گا۔خیانت

1۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 509 (37626)

کرنے والے کو امین بنایا جائے گا، امین خیانت کرنے لگے گا۔ اور رویبضہ کلام کرنے لگے گا۔ عرض کی: رویبضہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں وہ کلام کرے گا جس نے کبھی کلام نہیں کی۔ لوگوں میں دس میں سے نو افراد حق کا انکار کریں گے، اسلام ختم ہو جائے گا۔ سوائے اس کے نام کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ قرآن ختم ہو جائے گا۔ سوائے اس کے نشان اور علامت کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مصاحف کو سونے کے ساتھ مزین کیا جائے گا۔ میری امت کے مذکر (مرد) موٹے ہو جائیں گے۔ اور لونڈیوں (عورتوں) کے لیے مشورے ہوں گے۔ منبروں پر بچے خطاب کریں گے۔ اور عورتوں کے لیے خطاب کرنے والی عورت ہوگی۔ پس اس وقت مساجد کو اس طرح مزین اور آراستہ کیا جائے گا جس طرح گرجا گھروں اور کنیسوں کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ بلند و بالا اونچے مینار ہوں گے، صفیں کثیر ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ دلوں میں ایک دوسرے کا بغض ہوگا، زبانیں ایک دوسرے کے خلاف ہوں گی۔ اور خواہشات بے شمار ہوں گی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اے سلمان! اس وقت ان میں مومن لونڈی سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ اس کا دل اس کے پیٹ میں اس طرح پگھل جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اس برائی اور بے حیائی کا سبب جسے وہ دیکھے گا۔ اسے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا۔ مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اکتفاء کریں گی۔ اور بچوں پر اسی طرح غیرت کی جائے گی جس طرح باکرہ بچی پر غیرت کی جاتی ہے۔ اے سلمان! اس وقت امراء فاسق ہوں گے، وزراء فاجر ہوں گے اور امین خیانت کرنے والے ہوں گے۔ وہ نمازیں ضائع کریں گے اور شہوات کی اتباع کریں گے۔ پس اگر تم انہیں پالو، تو اپنی نمازیں وقت پر ادا کرنا۔ اے مسلمان! اس وقت کچھ قیدی مشرق سے آئیں گے اور کچھ قیدی مغرب سے آئیں گے۔ ان کے بدن انسانوں کے بدنوں کی مثل ہوں گے۔ لیکن ان کے دل شیطانوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ وہ کسی چھوٹے پر رحم نہیں کریں گے۔ اور کسی بڑے کی عزت و توقیر نہیں کریں گے۔ اے سلمان! اس وقت لوگ اس بیت الحرام کا حج کریں گے۔ ان کے بادشاہ اور حکمران لہو اور تفریح کے لیے حج کریں گے، اغنیاء تجارت کے لیے حج کریں گے، مساکین اور فقراء سوال کے لیے حج کریں گے اور ان کے قراء ریا کاری اور شہرت کے لیے حج کریں گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اے سلمان! اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا، ستارہ اپنی دم ظاہر کر دے گا۔ عورت تجارت میں اپنے خاوند کی شریک ہوگی اور بازار ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے۔ عرض کی: ان کے قریب ہونے کا کیا معنی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی کساد بازاری اور قلت منافع کے سبب وہ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ اے سلمان! اس وقت اللہ تعالیٰ ہوا بھیجے گا۔ اس میں پیلے رنگ کے سانپ ہوں گے۔ اور وہ علماء کے سرداروں کو اٹھا لیں گے کہ جب انہوں نے بے حیائی اور گناہ کو ہوتا دیکھا۔ تو انہوں نے اسے تبدیل نہ کیا۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! قیامت

قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم پر ایسا شخص والی بن جائے جس کا قیامت کے دن دس مچھروں کے برابر بھی وزن نہیں ہوگا۔(1)

امام احمد، ابن ماجہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے سلامہ بنت الحر سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ساعت بھر کھڑے رہیں گے اور امام نہیں پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک دجال کے ایام دھوکے کے سال ہوں گے۔ ان میں سچ بولنے والا جھوٹ بولے گا۔ جھوٹ بولنے والا سچ بولے گا، ان میں امین خیانت کرے گا، خیانت کرنے والے کو امین بنایا جائے گا۔ اور ان میں رویبضہ گفتگو کرے گا۔ عرض کی گئی۔ رویبضہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے کہ امور عامہ میں فاسق آدمی گفتگو کرے گا۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے کچھ دھوکے کے سال ہیں۔ ان میں سچ بولنے والا جھوٹ بولے گا اور جھوٹ بولنے والا سچ بولے گا۔ ان میں امین خیانت کرے گا اور خائن کو امین بنایا جائے گا اور معاملات کے بارے میں رویبضہ (فاسق) گفتگو کرے گا۔(4)

امام احمد، ابویعلی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والضیاء میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک میری امت کو ایک قوم ہانک کر لے جائے گی جن کے چہرے چوڑے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے ڈھالیں ہیں۔ آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ انہیں جزیرۂ عرب کے ساتھ ملا دیں گے۔ پس ان میں سے پہلا گروہ جو بھاگ گیا وہ نجات پا جائے گا۔ رہا دوسرا گروہ تو ان میں سے بعض ہلاک ہوں گے اور بعض نجات پا جائیں گے اور تیسرے گروہ میں جو بھی باقی رہے وہ تمام کے تمام ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ترک ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ راستوں میں گدھوں کے باہم جفتی کرنے کے عمل کی طرح کا عمل کرنے لگیں گے۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: یہاں تک کہ وہ راستوں میں گدھوں کے حملہ آور ہونے کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے۔ پھر ان کے پاس ابلیس آ جائے گا اور وہ انہیں بتوں کی عبادت کی طرف پھیر دے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے بیان فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے قتال کرلو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے قتال کرلو جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ناک چپٹی اور چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب سباق الخیل، جلد 5، صفحہ 206 (9760)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب ما یجب علی الامام، جلد 1، صفحہ 528 (982)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 220، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 338
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 49-348
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 466 (37277)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے سوال کرتے تھے۔ اور میں آپ ﷺ سے شر کے بارے پوچھتا تھا تاکہ میں اسے پہچان لوں، اور پھر اس سے بچ سکوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو خیر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس کے بعد شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تلوار۔ میں نے عرض کیا تلوار سے بھی کوئی چیز باقی رہ جانے والی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی پھر کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جماعت کا جھوٹ اور تہمت لگانے میں مکر وفساد کرنا ہے۔ پس اگر ان دنوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی خلیفہ ہو، جو تیری پشت پر کوڑے لگائے، تیرا مال لے لے۔ اور اپنی بات سنوا کر، اسے تسلیم کرالے تو بہتر ہے۔ ورنہ درخت کے تنے کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے مرجا۔ میں نے عرض کی: پھر کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دجال نکلے گا۔ اس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی۔ پس جو اس کی آگ میں گر پڑا، سو وہ گر گیا اور اس کا بوجھ بھی گر گیا۔ اور جو کوئی اس کی نہر میں گرا اس کا بوجھ ثابت ہو گیا اور اس کا اجر گر گیا۔ میں نے عرض کی پھر کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر قیامت کا قیام ہے۔ اسے حاکم نے صحیح کہا ہے۔(2)

امام احمد، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کیا جائے۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کیا جائے (یعنی جب تک زمین اللہ کہا جائے گا قیامت قائم نہیں ہوگی) حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔(4)

امام احمد، ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جائے اور یہاں تک کہ عورت جوتے کے ایک ٹکڑے کے پاس سے گزرے گی اور کہے گی: کہ اس کے لیے بھی آدمی تھا۔ اور یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی (حفاظت کے لیے) ایک مرد ہوگا۔ اور یہاں تک کہ آسمان بارش برسائے گا اور زمین کوئی چیز نہیں اگائے گی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! ایسے آدمی پر قیامت قائم نہیں ہوگی جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے، نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے

1۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 466(37353)

2۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 479(8332)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔صحیح مسلم مع شرح نووی، باب ذہاب الایمان آخر الزمان، جلد 2، صفحہ 153(148)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 539(8511)

5۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 540(8513)

روکتا ہے۔ حاکم رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(1)

امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین پر کوئی ایک بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر ہو۔ اور یہاں تک کہ عورت کو دن کے وقت کھلے عام پکڑ لیا جائے گا اور راستے کے وسط میں اس سے وطی کی جائے گی۔ اور کوئی بھی اس سے منع نہیں کرے گا۔ پس ان کی مثل لوگوں میں جو یہ کہے گا کہ اگر تو اسے راستے سے تھوڑا دور لے جاتا تو وہ ان میں اس طرح ہوگا جیسے تم میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ضعیف۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت علباء سلمی رحمہ اللہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی مگر گھٹیا اور رذیل لوگوں پر۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(3)

امام احمد اور مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! زمانہ مجھے نہیں پائے گا اور قیامت قائم نہیں ہوگی مگر شریر اور برے لوگوں پر۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! نہ زمانہ مجھے پائے گا اور نہ تم اس زمانے کو پاؤ گے۔ اس میں نہ علم والے کی پیروی کی جائے گی اور نہ حلیم سے حیاء کی جائے گی۔ ان کے دل عجمیوں کے دلوں کی طرح ہوں گے اور ان کی زبانیں عربوں کی زبانوں کی طرح ہوں گی۔

امام احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دوس کی عورتوں کی سرینیں ذوالخلصہ پر حرکت کریں گے۔ اور ذوالخلصہ اس قبیلہ دوس کے وہ سرکش اور شیطان ہیں جن کی زمانہ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک عورتوں کی سرینیں بتوں کے ارد گرد مضطرب ہوں گی (یعنی حرکت کریں گی)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ عقلیں غائب ہو جائیں گی اور حلم و بردباری کم ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے قرب قیامت میں سے جلدی آنے والی موت بھی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے جلدی آنے

---

1۔ ایضاً (8514)
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 541 (8516)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (8517)
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 394، دارصادر بیروت
5۔ صحیح بخاری، باب تغیر الزمان، جلد 2، صفحہ 1054، وزارت تعلیم اسلام آباد

والی موت بھی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابوالعالیہ رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے ہم باتیں کرتے تھے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کے باشندوں میں بہتر وہ ہوگا جو خیر کو دیکھے گا۔ تو از روئے قرب اس کے اپنے پہلو میں چلنے لگے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے عربوں کا ہلاک ہونا بھی ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مساجد کو راستے بنالیا جائے گا، آدمی کسی آدمی کو معرفت اور پہچان رکھنے کے سبب سلام کرے گا، عورت اپنے خاوند کے ساتھ مل کر تجارت کرے گی اور یہاں تک کہ گھوڑے اور عورتیں مہنگے ہو جائیں گے۔ پھر وہ سستی ہوں گے اور قیامت کے دن تک مہنگے نہیں ہوں گے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ (1)

امام احمد، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے سلام خاص لوگوں کو کیا جائے گا، تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ عورت تجارت میں اپنے خاوند کی معاونت کرے گی، قطع رحمی ہو جائے گا۔ قلم شہرت پالے گا (کتابیں زیادہ لکھی جائیں گی) جھوٹی شہادت ظاہر ہوگی اور حق کی شہادت چھپائی جائے گی۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آدمی مسجد سے گزرے گا اور اس میں دو رکعتیں نماز نہیں پڑھے گا، آدمی صرف اسے ہی سلام کرے گا جسے وہ پہچانتا ہوگا۔ بچہ بوڑھے کو اپنے فقر کے سبب کمزور اور ناتواں کردے گا، ننگے پاؤں، ننگے بدن بکریوں کے چرواہے اونچے اونچے محلات میں رہیں گے۔ (3)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین سے شرفاء کے گروہ کو اٹھالے گا۔ اور چیخنے چلانے والے باقی رہ جائیں گے۔ وہ نہ نیکی کو پہچانیں گے اور نہ برائی کا انکار کریں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ (4)

امام احمد، مسلم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر تجھ پر (زندگی کا) عرصہ طویل ہو جائے تو پھر قریب ہے کہ تو ایسی قوم کو دیکھے جو صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں جاتے ہیں اور شام کے وقت اس کی جانب سے لعنت میں واپس آتے ہیں۔ ان کے سامنے گائے کی دموں کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 493 (8379)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 20-419، دار صادر بیروت

3۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 431 (8778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 482 (8341)

5B

مثل ہوں گی۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جو میاثر (یعنی بڑی بڑی زینوں) پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ وہ مساجد کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتیں لباس پہنے ہوئے ننگی دکھائی دیں گے، ان کے سروں پر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح جوڑے ہوں گے۔ تم ان پر لعنت کرو۔ کیونکہ ان پر لعنت کی گئی ہے۔ اگر تمہارے پیچھے کوئی اور امت ہوتی۔ تو یہ عورتیں ان کی خدمت کرتیں (یعنی کنیزیں ہوتیں) جیسا کہ تم سے پہلی امتوں کی عورتوں نے تمہاری خدمت کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا: میاثر کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: بڑی بڑی زینیں۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ اس امت میں سے آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، ان کے پاس کوڑے ہوں گے گویا کہ وہ گائے کی دمیں ہیں۔ وہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نکلیں گے۔ اور شام کی وقت اس کی لعنت میں واپس آئیں گے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام بزار اور حاکم رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ دنیا ختم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ان پر زمین میں دھنسا، شکلوں کا بگڑنا اور پتھروں کی بارش کا ہونا واقع ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ وہ کب ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو عورتوں کو دیکھے کہ وہ بڑی بڑی زینوں پر سوار ہونے لگی ہیں، گانے بجانے والی زیادہ ہوگئی ہیں، جھوٹی شہادتیں عام ہونے لگی ہیں، نمازی اہل شرک کے برتنوں (یعنی سونے چاندی کے برتنوں) میں پینے لگے ہیں۔ مرد مردوں کے سبب اور عورتیں عورتوں کے سبب مستغنی ہوگئی ہیں۔ پھر تم آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور خوب تیاری کرو۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ امر (حکم) شدت اور سختی کی طرف نہیں بڑھے گا اور مال میں سوائے اسے (خرچ کرنے) اور بہانے کے اضافہ نہیں ہوگا اور قیامت قائم نہیں ہوگی مگر مخلوق کے شریر لوگوں پر۔ طبرانی نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پس جب ہم لوٹے تو کچھ لوگوں نے جلدی کی اور وہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے پوچھا۔ آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ مدینہ طیبہ میں آگے چلے گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ وہ اسے چھوڑ دیں گے حالانکہ وہ اس سے بہتر حالت میں ہوگا جس میں وہ اب ہے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا: کب جبل وراق سے آگ نکلے گی۔ اس کے سبب بخت کے اونٹوں کی گردنیں بصریٰ میں روشن ہو جائیں گی اور وہ اسے دن کی روشنی کی طرح دیکھیں

1۔ ایضاً (8344) 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 483 (8346)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (8347) 4۔ ایضاً

5۔ کنز العمال، جلد 14، صفحہ 256 (34-38633)، مکتبۃ التراث الاسلامی

گے۔حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت رافع بن بشر سلمی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سیل سے آگ نکلے گی۔طیبہ کی طرف چلے گی۔رات کو چھپ جائے گی اور دن کو چلے گی۔صبح و شام آتے جاتے رہیں گے۔کہا جائے گا اے لوگو! آگ آ گئی پس تم نکل جاؤ۔آگ کہے گی: اے لوگو! ٹھہر جاؤ۔آگ واپس چلی گئی۔پس تم واپس آ جاؤ۔جسے آگ نے پالیا وہ اسے کھا لے گی۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ابوالبداح بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا جو ابھی پیش نہیں آیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس سیل کہاں ہے؟ ہم نے عرض کی: ہم نہیں جانتے۔پھر بنی سلیم کا ایک آدمی میرے پاس سے گزرا۔تو میں نے اس سے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا جس سیل سے۔پس میں اسے لے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ آدمی بتا رہا ہے کہ اس کے اہل و عیال جس سیل میں ہیں۔پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: اور فرمایا اپنے گھر والوں کو وہاں سے نکال لے۔کیونکہ عنقریب وہاں سے ایک آگ نکلے گی جس کے سبب بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔(3)

امام بخاری اور مسلم دونوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے آگ نکلے گی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔(4)

امام احمد اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امت شریعت پر قائم رہے گی جب تک ان میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں۔جب تک ان سے علم قبض نہ کر لیا جائے۔جب تک زنا سے پیدا ہونے والے بچے زیادہ نہ ہو جائیں اور جب تک ان میں سقارون ظاہر نہ ہو جائیں۔صحابہ کرام نے عرض کی: سقارون کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے لوگ جو آخر زمانہ میں ہوں گے جو آپس میں سلام کہیں گے، جب کہ ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے کے لیے ملاقات کریں گے۔امام احمد نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور امام ذہبی نے کہا یہ ضعیف ہے۔(5)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب کڑک کے سبب مرنے والے زیادہ ہو جائیں گے اور چیخ و پکار کرتے ہوئے کہیں گے گزشتہ رات کڑک کے سبب کون کون مرے؟ تو وہ کہیں گے: فلاں فلاں کڑک کے سبب مر گئے۔حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(6)

امام بزار، ابویعلی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم

1۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 489 (8366)
2۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 489 (8367)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 490 (8368)
4۔صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 24 (42)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 439، دار صادر بیروت
6۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 491 (8373)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کا حج نہ کیا جائے (یعنی جب تک بیت اللہ شریف کا حج کیا جاتا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی) حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے خلیفہ ہوگا جو مال دیتا رہے گا اور اسے کبھی شمار نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے امر ادھر واپس لوٹ جائے گا جہاں سے شروع ہوا۔ کامل ایمان مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ جائے گا جیسا کہ وہاں سے شروع ہوا۔ یہاں تک کہ کل ایمان مدینہ طیبہ میں ہوگا۔ پھر فرمایا: مدینہ طیبہ سے کوئی آدمی وہاں سے اعراض کرتے ہوئے نہیں نکلے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ کو اس سے بہتر بدل عطا فرمائے گا۔ لوگ بھاؤ کے سستا ہونے اور کھوٹے دراہم کے بارے خبر سنیں گے۔ تو وہ اس کی اتباع کریں گے۔ حالانکہ مدینہ طیبہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جان لیتے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے بالشت کے مقابلے میں بالشت اور ذراع کے مقابلے میں ذراع (یعنی بالکل برابر برابر ان کی راہ پر چلو گے) یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کی بل میں داخل ہوا، تو تم بھی ضرور داخل ہوگے۔ اور یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے راستے میں اپنی عورت کے ساتھ جماع کیا، تو تم بھی بالیقین ایسا کرو گے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جس میں قراء زیادہ ہوں گے اور فقہاء کم ہو جائیں گے۔ علم کم ہوگا اور قتل و غارت (ہرج) زیادہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرج کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان قتل و غارت گری کا ہونا۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا۔ جس میں منافق اور کافر، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا مومن کا قصد کرے گا اسی طرح کہتے ہوئے جیسے بندہ مومن کہتا ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(4)

ابن ابی شیبہ، احمد اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں کے ساتھ گفتگو کریں گے۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے کوڑے کے پھندے اور جوتے کے تسمے سے گفتگو کرے گا اور جو کچھ اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا، اس کے بارے اس کی ران اسے خبر دے گی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے فتنہ ہوگا۔ پس لوگ اس کے مقابلہ کے لیے ٹھہر جائیں گے اور اس کی جڑ مار دیں گے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر دوسرا فتنہ کھڑا ہوگا پس لوگ اس

---

1۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 500 (8397)
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 501 (8400)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 502 (8404)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 504 (8412)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 514 (8443)

کے مقابلے میں کھڑے ہو کر اس کی جڑ کاٹ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہو گا۔ پس لوگ اس کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے اور اس کی جڑ مار دیں گے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ برپا ہو گا۔ پس لوگ اس کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوں گے اور اس کی جڑ کاٹ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر پانچواں فتنہ ظاہر ہو گا۔ اور یہ بہت بڑا فتنہ ہو گا اور زمین میں اس طرح پھٹ پڑے گی جیسا کہ پانی پھوٹتا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! میرے اور قیامت کے درمیان برپا ہونے والے تمام فتنوں کے بارے میں میں تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کوئی ایسی شے مجھ پر چھپا کر نہیں رکھی جو میرے سوا کسی کو نہیں بتائی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنوں کے بارے میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں گفتگو فرما رہے تھے اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنوں کو شمار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ان میں سے تین ہیں وہ کسی شے کو نہیں چھوڑیں گے۔ ان میں سے کچھ فتنے موسم گرما کی ہواؤں کی طرح ہیں۔ ان میں سے کچھ چھوٹے ہیں اور کچھ بڑے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے سوا وہ سارا گروہ چلا گیا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں چار فتنے ہوں گے، ان میں سے آخری ذولت کا فتنہ ہے۔ (2)

امام احمد، ابوداؤد اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتن کا ذکر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثرت سے ان کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے فتنہ الاحلاس (عرصہ دراز تک قائم رہنے والا فتنہ) کا ذکر فرمایا۔ تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنہ الاحلاس کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ فتنہ حرب وہرب ہے (یعنی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں گے اور ایک دوسرے کے خوف سے بھاگیں گے) مزید فرمایا: پھر فتنہ سراء (خوشحالی اور عیش وعشرت کا فتنہ) ہو گا۔ اس فتنے کا دھواں ایک آدمی کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو میری اہل بیت میں سے ہو گا (یعنی وہ شخص اس فتنہ کا بانی ہو گا) وہ یہ گمان کرتا ہو گا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ کیونکہ میرے دوست تو متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی کے ہاتھ پر رضا مندی اور بیعت کا اظہار کریں گے، جو کہ کولہے کے اوپر پسلی کی مانند ہو گا (یعنی جس طرح پسلی کولہے کی اوپر غیر مستقیم ہوتی ہے اسی طرح وہ بھی غیر مستقل مزاج ہو گا) پھر اس کے بعد فتنہ الدھیماء (سیاہ وتاریک فتنہ) ظاہر ہو گا۔ وہ اس امت میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا مگر یہ کہ اسے طمانچہ لگائے گا (یعنی کوئی بھی اس کے فتنہ سے محفوظ نہیں رہے گا) یہاں تک کہ جب یہ کہا جائے گا کہ فتنہ ختم ہو چکا ہے۔ تو وہ دوبارہ پھر لوٹ آئے گا۔ اس فتنہ کے دوران آدمی صبح کے وقت مومن ہو گا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ دو خیموں (حصوں) میں بٹ جائیں گے۔ ایک خیمہ ایمان کا ہو گا۔ اس میں کوئی نفاق نہیں ہو گا

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 13-12 (2891)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، جلد 2، صفحہ 226، وزارت تعلیم اسلام آباد

اور ایک خیمہ نفاق کا ہوگا۔ جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ اور جب ایسا ہو جائے تو تم اسی دن یا دوسرے دن دجال کا انتظار کرو۔(1)

ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو ہم ایک منزل پر اترے پس ہم میں سے بعض اپنا خیمہ لگانے لگے۔ اور بعض تیر اندازی کا مقابلہ کرنے لگے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے ندا دی: ''اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ'' جماعت تیار ہے۔ پس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے: اے لوگو! بلاشبہ مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس پر یہ واجب تھا کہ وہ اپنی امت کو ان چیزوں کی راہنمائی کرے، جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ ان کے لیے بہتر اور خیر کا باعث ہیں۔ اور وہ انہیں ان سے ڈرائے جن کے بارے یہ جانتا ہے کہ وہ ان کے لیے باعث شر ہیں۔ خبردار جان لو! اس امت کی عافیت اس کی ابتدا اور اس کے پہلے لوگوں میں ہے۔ کیونکہ اس کے آخر کو بلائیں اور فتنے آ پہنچیں گے۔ اور وہ مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئیں گے۔ ایک فتنہ آئے گا۔ تو مومن کہے گا یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ پھر وہ دور ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ ظاہر ہوگا۔ تو مومن پھر اسی طرح کہے گا۔ پھر فتنہ ظاہر ہوگا اور بندۂ مومن پھر اس اس طرح کہے گا۔ پھر وہ فتنہ دور ہو جائے گا۔ پس جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے دور رہے اور جنت میں داخل ہو، تو اس کی آرزو اسے پالے گی درآنحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو۔ اور وہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا وہ خود پسند کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا جائے۔ اور جس نے کسی امام کی بیعت کی اور اسے اپنے ہاتھ کا وعدہ اور دل کا ثمرہ دے دیا تو پھر اسے چاہیے کہ حسب استطاعت اس کی اطاعت کرے۔(2)

ابن خزیمہ اور حاکم نے عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت کے پاس اٹھ کر گئے اور آپ اسے ڈرانے لگے۔ پھر واپس لوٹ آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں تین دجالوں سے ڈراتا ہوں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ'' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے ہمیں کانے دجال اور سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والے کے بارے تو پہلے خبر دی ہے۔ تو یہ تیسرا کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی ایک قوم میں ظاہر ہوگا۔ ان کے پہلے لوگ بھی ہلاک ہوئے ہیں اور ان کے آخری لوگ بھی ہلاک ہوں گے۔ ان پر لعنت ہے۔ اور وہ فتنہ جارفہ (ہمہ گیر موت دینے والا فتنہ) میں مبتلا ہوں گے۔ اور وہی دجال اکیس ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کھائے گا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ سے دور ہوگا۔ ذہبی نے کہا: یہ حدیث مرہ کے سبب منکر ہے۔(3)

امام حاکم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ تمہارے لیے کسریٰ کے خزانے کھول دیئے جائیں گے۔ چاہے وہ ابیض ہوں یا ابیض میں ہوں (یعنی سفید محل میں) اے مسلمانوں کے گروہ! حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(4)

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 513 (8441)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 191، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 558 (8513)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 561 (8573)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے: رمضان المبارک کے مہینے میں ایک دھماکہ ہوگا جو سونے والے کو بیدار کر دے گا۔ اور جاگنے والوں کو خوفزدہ کر دے گا۔ پھر شوال میں ایک جماعت ظاہر ہوگی، پھر ذی الحجہ میں لوہے یا لکڑی کا ہنٹر۔ اور وہ محارم کی آبروریزی کریں گے۔ پھر صفر میں موت آجائے گی۔ پھر قبائل ربیع میں اتریں گے۔ پھر جمادی اور رجب کے درمیان مکمل طور پر خود پسندی اور تکبر ہوگا۔ پھر محرم میں کجاوے والی اونٹنی محل نما عمارت سے بہتر ہوگی۔ اور ایک لاکھ بھی کم ہو جائے گا۔ (1) حاکم نے کہا: یہ حدیث غریب المتن ہے۔ اور ذہبی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے۔

امام احمد، ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بجیلہ کا ایک آدمی پہاڑی شیطان کو اتارے گا۔ اسے اشہب یا ابن اشہب راعی الخیل کہا جاتا ہے۔ اس کا غلام قوم میں بہت زیادہ ظلم کرے گا۔ (2) ذہبی نے کہا یہ روایت صحت سے بہت بعید ہے اور آپ نے اسے منکر کہا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ارقم بن یعقوب سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے۔ تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب کہ تمہیں تمہاری اس زمین سے جزیرۂ عرب اور منابت الشیخ کی طرف نکال دیا جائے گا؟ میں نے پوچھا: ہمیں کون نکالے گا؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دشمن۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: گویا کہ میں انہیں فرات کے دونوں کناروں پر ان کے گھوڑوں کے کانوں اور ان کی بغلوں کے اندرونی حصوں کو دیکھ رہا ہوں۔ (4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے معیقیب اور نعیم بن حماد رحمہما اللہ سے اور انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے: میری امت ہرگز فنا نہیں ہوگی یہاں تک کہ ان میں تمایز، تمایل اور مقامع ظاہر ہو جائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ! ﷺ تمایز کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ عصبیت ہے جو میرے بعد اسلام کے بارے میں لوگوں میں ظاہر ہو جائے گی۔ پھر میں نے عرض کی: تمایل کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی طرف مائل ہو جائے گا اور اس کی محرمات کو حلال سمجھنے لگے گا۔ پھر میں نے عرض کی: مقامع کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بعض دینی پیشوا بعض کی طرف چلیں گے اور جنگ میں ان کی جماعتیں مختلف ہوں گی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ (5)

امام ابن ماجہ، حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب جنگیں واقع ہوں گی تو دمشق سے غلاموں کا ایک دستہ نکلے گا۔ عربوں میں ان کے گھوڑے بہترین ہوں گے اور ان کے ہتھیار عمدہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس دین کی مدد فرمائے گا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (6)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: عنقریب فتنے برپا ہوں گے۔

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 563 (8580)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 566 (8588)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 474 (37339)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً (37340)
5۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 569 (8597)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 591 (8646)

لوگ ان سے اس طرح نکلیں گے جیسے سونا معدن سے نکلتا ہے۔ پس تم اہل شام کو برا بھلا نہ کہو۔ بلکہ ان کے ظالم لوگوں کو گالی گلوچ دو۔ کیونکہ ان میں ابدال رہتے ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا اور انہیں غرق کر دے گا۔ یہاں تک کہ اگر ان کے ساتھ لومڑوں نے بھی جنگ کی تو وہ ان پر غالب آ جائیں گے۔ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ حضور نبی رحمت ﷺ کی آل بیت اطہار سے ایک آدمی بھیجے گا۔ اس کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔ اگر ان کی تعداد کم ہوئی۔ یا پندرہ ہزار کا لشکر ہوگا اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ تین جھنڈوں پر ان کے اونچے اونچے نشان ہوں گے۔ اور ان کے ساتھ سات جھنڈوں والے جنگ لڑیں گے، جن میں سے ہر علمبردار صرف ملک میں حرص اور طمع رکھتا ہوگا۔ پس وہ جنگ لڑیں گے اور انہیں شکست سے دو چار کر دیں گے۔ پھر ہاشمی غالب آئے گا اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کی دوستی و محبت اور ان کی نعمتیں واپس لوٹا دے گا، پس وہ اسی حال پر رہیں گے یہاں تک کہ دجال ظاہر ہو جائے گا، حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ نے ذم الملاہی میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ مشکل میں گھر جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کی پشت پر مٹی کے گھروں اور خیموں میں رہنے والے نہیں رہیں گے اور اس امت کے آخری لوگ زلزلوں میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔ پس اگر انہوں نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر زلزلے، پتھروں کی بارش، شکلوں کا بگڑنا اور بجلی کی کڑک لوٹا دے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں حضرت مہدی کی بشارت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے میری امت میں اس وقت مبعوث فرمائے گا جب زمانے کے فسادات اور زلزلے عروج پر ہوں گے۔ اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جیسا اس سے قبل اسے ظلم و زیادتی سے بھرا گیا۔ اور زمین و آسمان کے باسی اس راضی اور خوش ہو جائیں گے۔ وہ زمین میں صحاح تقسیم کرے گا۔ یہ سن کر کسی آدمی نے عرض کی، صحاح کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے درمیان مساوات قائم کرنا۔ وہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلوں کو غنا سے بھر دے گا۔ اور اس کا عدل ان میں وسیع ہو جائے گا، یہاں تک کہ وہ منادی کو حکم دے گا۔ اور وہ ندا دیتے ہوئے یہ کہے گا: کون ہے جسے مال کی ضرورت ہو۔ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے سوا کوئی آدمی کھڑا نہیں ہوگا۔ تو وہ کہے گا: خازن کو بلاؤ اور اسے کہو کہ مہدی تجھے حکم دیتا ہے کہ مجھے مال عطا کرو۔ پس وہ اسے کہے گا گن کر دو۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کی گود میں ڈالے گا اور مال اس پر ظاہر کرے گا۔ تو وہ نادم ہو جائے گا۔ اور کہے گا: میں حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں اپنی ذات کے لیے زیادہ حریص اور لالچی تھا۔ تب ہی وہ مال جو ان کی وسعت رکھتا ہے۔ اس نے میری طاقت نہ رکھی۔ فرمایا: پس وہ لوٹا دے گا اور اس میں سے کوئی شے قبول نہیں کرے گا۔ تو پھر اسے کہا جائے گا: بے شک ہم اس سے کوئی شے نہیں لیں گے جو ہم نے عطا کر دی ہے۔ پس سات، آٹھ یا نو برس اسی طرح کے ہوں گے۔ پھر اس کے بعد زندہ رہنے میں کوئی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 596 (8658)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بھلائی اور خیر نہیں ہوگی۔ فرمایا: پھر اس کے بعد حیات میں کوئی خیر اور نفع نہیں ہوگا۔(1)

امام احمد، ترمذی اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں حضرت مہدی علیہ السلام پانچ یا سات خروج فرمائیں گے۔ اس مدت میں ابوالحوزی کو شک ہے۔ ہم نے عرض کیا: اس پانچ یا سات سے کون سی شے مراد ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ یا سات سال۔ پھر آسمان ان پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور زمین اپنی نباتات میں سے کوئی شے اپنے اندر چھپا کر نہیں رکھے گی۔ مال اکٹھا ہو جائے گا۔ ایک آدمی ان کے پاس آئے گا۔ اور کہے گا اے مہدی! مجھے دو، مجھے دو۔ پس وہ اس کے لیے اس کے کپڑے میں اتنا مال لائے گا جتنا وہ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوگا۔(2)

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی زمین پر حاکم بن جائے گا اور وہ آدمی کشادہ (پیشانی والا) اور اونچی (ناک والا) ہوگا(3)۔ اور ابوداؤد کے الفاظ ہیں: مہدی مجھ سے ہے اس کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہے وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسا کہ اس سے قبل اسے ظلم و جور سے بھرا گیا۔ وہ سات برس تک رہے گا۔

امام احمد اور مسلم نے بیان کیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک خلیفہ آئے گا جو بغیر شمار کے حق ادا کرے گا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ ختم ہونے کے وقت اور فتنوں کے ظہور کے وقت میری اہل بیت سے ایک آدمی خروج فرمائے گا اور اس کی عطاء بغیر حساب وشمار کے ہوگی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا میں سے سوائے ایک دن کے کچھ بھی باقی نہ رہا، تو بھی بالیقین اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک آدمی کو بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھرے گا جیسے اسے ظلم وزیادتی سے بھرا گیا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ رات کے وقت انہیں ظاہر فرمائے گا۔(8)

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 52، دار صادر بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 22-21، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 17 4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18، صفحہ 32 (14-2913)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 513 (37640)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً (37639) 7۔ ایضاً، (37648) 8۔ ایضاً (37644)

امام ابو دؤاد رحمہ اللہ نے ابو اسحاق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور انہوں نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سید فرمایا ہے۔ عنقریب ان کی صلب سے ایک آدمی پیدا ہوگا اس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔ وہ اخلاق (سیرت) میں انہی کے مشابہ ہوگا۔ لیکن تخلیق (صورت) میں وہ ان کے مشابہ نہیں ہوگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا میں سے سوائے ایک دن کے کوئی باقی نہ رہے۔ تو بھی اللہ تعالیٰ اس میں ایک آدمی مبعوث فرمائے گا جو میری اہل بیت سے متعلق ہوگا۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں شب وروز کا سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا مالک بن جائے گا۔ اس کا نام میرے نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے موافقت رکھتا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ اسے ظلم وجور سے بھرا گیا۔ ترمذی اور حاکم دونوں نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سوائے ایک دن کے دنیا میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس دن کو طویل کر دے گا، یہاں تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی والی بن جائے گا اور اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ ترمذی نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، طبرانی اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام میری نسل سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابویعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا۔ اور اس وقت اہل مدینہ میں سے ایک آدمی بھاگ کر مکہ کی طرف آئے گا۔ پس اہل مدینہ میں سے لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ اور اسے (امامت کے لیے) کہیں گے حالانکہ وہ ناراض ہوگا۔ پس وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ پھر شام سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجا جائے گا۔ لیکن انہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مقام بیداء پر دھنسا دیا جائے گا۔ پس جب لوگ اس صورت حال کا مشاہدہ کریں گے۔ تو شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں اس کے پاس آئیں گی اور اس کی بیعت کریں گی۔ پھر قریش میں ایک آدمی پیدا ہوگا جس کے ننہال بنی کلب میں ہوں گے۔ پس وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا اور وہ ان پر غلبہ پا لیں گے۔ یہی بنی کلب کا لشکر ہے۔ اور خسارے میں وہ رہے گا جو بنی کلب کے مال غنیمت میں شریک نہیں ہوگا۔ پھر وہ مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں نبی مکرم ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرے گا۔ اور اسلام ساری زمین میں عام کر دے گا۔ وہ

1۔ سنن ابوداؤد، اول کتاب المہدی، جلد 2، صفحہ 233، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 601 (8672)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سات سال تک اسی طرح رہے گا۔ پھر اُس کا وصال ہوگا اور تمام مسلمان اس کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ بنی ہاشم کے نوجوانوں کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا۔ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تو میں نے کہا: ہم آپ کے چہرہ مقدس پر ایسی شے دیکھ رہے ہیں جسے ہم ناپسند کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اہل بیت نے ہمارے لیے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے۔ بے شک عنقریب میرے بعد میرے اہل بیت بلاؤں اور بھگاؤ اور دور کرو جیسی آزمائشوں میں ڈال دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم آئے گی۔ ان کے پاس سیاہ رنگ کے جھنڈے ہوں گے اور وہ خیر اور بھلائی کا سوال کریں گے۔ لیکن وہ انہیں عطا نہیں کی جائے گی اور ان سے قتال کیا جائے گا۔ پھر ان کی مدد کی جائے گی۔ اور جو کچھ انہوں نے مانگا وہ انہیں دیا جائے گا۔ لیکن وہ اسے قبول نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی کو دے دیں گے۔ وہ اسے عدل وانصاف کے ساتھ اس طرح بھر دیں گے جیسے انہوں نے اسے ظلم وزیادتی کے ساتھ بھرا تھا۔ پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے، اسے چاہیے کہ وہ ان کے پاس آئے، اگرچہ برف پر گھسٹ کر ہی آنا پڑے۔(2)

امام ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی تمہارے خزانے کے پاس لڑیں گے۔ وہ تمام خلیفہ کے بیٹے ہوں گے۔ پھر وہ ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی نہیں رہے گا۔ پھر مشرق کی جانب سے سیاہ رنگ کے جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تم سے ایسی جنگ لڑیں گے کہ کسی قوم نے ایسی جنگ نہیں لڑی۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ چیزوں کا ذکر کیا، جنہیں میں یاد نہیں رکھ سکا۔ فرمایا: جب تم اسے دیکھو تو اس کی پیروی کرو اگرچہ برف پر چل کر جانا پڑے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام ترمذی اور نعیم بن حماد رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر آخری زمانہ میں ان کے سلطان کی جانب سے شدید آزمائش نازل ہوگی یہاں تک کہ ان پر زمین تنگ ہو جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ میری نسل سے ایک آدمی بھیجے گا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جیسا کہ اسے ظلم وجور سے بھرا گیا۔ اس سے زمین وآسمان کے مکین راضی ہو جائیں گے۔ زمین اپنے بیج میں سے کوئی شے مخفی نہیں رکھے گی بلکہ اسے باہر نکال دے گی۔ اور آسمان اپنی بارش میں سے ایک قطرہ بھی بچا کر نہیں رکھے گا۔ بلکہ اسے انڈیل دے گا۔ وہ ان لوگوں میں سات آٹھ یا نو برس تک زندہ رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام سے ایک آدمی

1۔ سنن ابوداؤد، اول کتاب المہدی، جلد 2، صفحہ 233

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب خروج المہدی، جلد 4، صفحہ 452 (4082)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 510 (8432)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نے مجھے یہ بتایا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک پاکیزہ نفس کو قتل کیا جائے گا۔ پس جب اس پاکیزہ نفس کو قتل کیا جائے گا۔ تو ان پر زمین و آسمان میں رہنے والے غضب ناک ہو جائیں گے۔ پس لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ آپ کو اس طرح اشتیاق کے ساتھ بھیجیں گے جیسا کہ شادی کی رات دلہن کو اس کے خاوند کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، زمین اپنی نباتات نکالے گی اور آسمان بارش برسائے گا۔ اور ان کی ولایت میں میری امت اتنی خوشحال ہوگی۔ جتنی کبھی خوشحال نہیں ہوئی ہوگی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ یکے بعد دیگرے فتنے برپا ہوں گے اور آخر میں کیفیت یہ ہوگی کہ کوڑے کے سرے کی گرہ کے پیچھے تلوار کی دھار ہوگی۔ پھر اس کے بعد ایک فتنہ ظاہر ہوگا۔ جس میں تمام محارم کو حلال سمجھا جائے گا۔ پھر اہل زمین میں سے نیک اور افضل آدمی کی خلافت آئے گی۔ حالانکہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے عاصم بن عمرو بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آسمان سے ایک آدمی کو نام لے کر پکارا جائے گا کہ کوئی ذلیل اس کا انکار نہیں کرے گا اور کوئی ذلیل اسے روک نہیں سکے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ثابت بن عطیہ کی سند سے حضرت عبد اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس طاعت اور جماعت کو لازم پکڑے رکھو۔ کیونکہ یہی وہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جس کو (پکڑے رکھنے کا) حکم دیا گیا ہے۔ بے شک جماعت میں جن چیزوں کو تم ناپسند کرتے ہو وہ ان سے بہتر ہیں جنہیں تم حالت افتراق میں پسند کرتے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جس شے کو بھی پیدا فرمایا ہے اس کے لیے ایک انتہاء بنا دی ہے۔ بے شک یہ دین مکمل ہو چکا ہے۔ اور یہ نقصان اور کمی کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس کی نشانی یہ ہوگی کہ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات منقطع ہو جائیں گے، مال بغیر حق کے لیا جائے گا، خون بہایا جائے گا، قرابت دار اپنی قرابت کی شکایت کرے گا تو کوئی شے اس پر لوٹ کر نہیں آئے گی، سائل چکر لگائے گا مگر اس کے ہاتھ پر کوئی شے نہیں رکھی جائے گی۔ پس لوگ اسی طرح ہوں گے کہ اچانک زمین گائے کے ڈکارنے کی طرح آواز نکالے گی۔ تمام انسان یہ گمان کریں گے کہ زمین نے ان کی وجہ سے یہ آواز نکالی ہے۔ پس لوگ اس حال میں ہوں گے کہ اچانک زمین اپنا سینہ چیر کر سونا اور چاندی باہر پھینک دے گی۔ اور اس کے بعد سونے چاندی میں سے کوئی شے نفع نہیں دے گی۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور میری طرف دیکھا۔ اور ارشاد فرمایا: اے امت! تم میں چھ چیزیں ہوں گی۔ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت۔ یہ سن کر میرا دل اپنی جگہ پر قائم نہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہے۔ پھر فرمایا: تم میں مال بہنے لگے گا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کو دس ہزار دیئے جائیں گے اور وہ اس پر اظہار ناراضگی کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دو ہیں۔ پھر فرمایا: تم میں سے ہر آدمی کے گھر فتنہ داخل ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تین ہیں۔ پھر فرمایا: موت بکریوں کی گردن توڑ بیماری کی طرح ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 514 (37653)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 474 (37337)

چار ہیں۔ پھر فرمایا: تمہارے اور بنی اصفر کے درمیان صلح ہو جائے گی۔ اور وہ تمہارے لیے عورت کے حمل کی مقدار نو مہینے تک جمع رہیں گے۔ پھر تم سے معاہدہ توڑ دینا اولیٰ سمجھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ پانچ ہیں۔ مدینہ (شہر) فتح ہوگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ مدینہ سے مراد کون سا شہر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسطنطنیہ۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عوف بن مالک اشجعی سے روایت بیان کی ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چمڑے کے قبہ میں تشریف فرما تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں ہوں گی میں انہیں شمار کرتا ہوں۔ فرمایا: میری موت۔ پھر بیت المقدس کی فتح، پھر دو موتیں تمہیں پکڑ لیں گی جیسے بکریوں کے سینے کی بیماری جوان کی گردن توڑ دیتی ہے۔ پھر مال کا عام بہہ جانا۔ حتیٰ کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ ناراض ہونے لگے گا، پھر ایک فتنہ ظاہر ہوگا۔ جس میں عرب کا کوئی گھر ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر صلح جو تمہارے اور بنی اصفر کے درمیان قائم ہوگی۔ پھر وہ اسے توڑ دیں گے اور وہ اسی علمبرداروں کے تحت تم پر حملہ آور ہوں گے اور ہر علم کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ امام احمد نے یہ اضافہ ذکر کیا ہے اس دن مسلمانوں کے خیمے جس زمین میں ہوں گے اسے غوطہ کہا جاتا ہے جو شہر دمشق میں واقع ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے چھ ہیں: میری موت، بیت المقدس کی فتح، وہ موت جو لوگوں کو اس طرح پکڑے گی جیسے بکریوں کو قعاص کی بیماری۔ ایک فتنہ جس کی گرمی ہر مسلمان کے گھر میں داخل ہوگی۔ ایک آدمی کو ہزار دینار دیئے جائیں گے اور وہ ان پر اظہار ناراضگی کرے گا، رومیوں کا معاہدہ توڑنا۔ وہ اسی جھنڈے لے کر چلیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (سپاہی) ہوں گے۔ (3)

امام ابوداؤد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کے خیمے شہر کی جانب غوطہ کے مقام پر ہوں گے۔ اس شہر کو دمشق کہا جاتا ہے جو دمشق کے شہروں میں بہترین شہر ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ (4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کسی آدمی اور اس کے گھر والوں کے قبضے میں جنگل بیابان دیکھے۔ تو اس وقت قسطنطنیہ فتح ہوگا۔

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 174، دار صادر بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اشراط الساعۃ، جلد 4، صفحہ 422 (4042)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 480 (37383)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، جلد 2، صفحہ 234، وزارت تعلیم اسلام آباد

نے ایسے شہر کے بارے سنا ہے جس کی ایک جانب جنگل ہے اور ایک جانب سمندر ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ستر ہزار افراد بنی اسحاق سے اس کے باسیوں سے جنگ لڑیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے قریب پڑاؤ ڈالیں گے۔ وہ ان کے ساتھ ہتھیاروں سے جنگ نہیں لڑیں گے اور نہ کوئی ان پر تیر برسائیں گے۔ بلکہ وہ یہ کہیں گے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واللّٰهُ اَكْبَرُ۔ تو اس کی ایک جانب گر جائے گی۔ پھر وہ دوسری بار کہیں گے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واللّٰهُ اَكْبَرُ تو اس کی دوسری جانب گر جائے گی۔ پھر وہ تیسری بار یہی کہیں گے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واللّٰهُ اَكْبَرُ۔ تو ان کا راستہ کھل جائے گا اور وہ شہر میں داخل ہو جائیں گے اور وہ مال غنیمت جمع کر لیں گے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اچانک چیختے چلاتے ایک آئے گا کہ دجال نکل آیا ہے۔ پس وہ ہر شے کو چھوڑ دیں گیا اور واپس لوٹ جائیں گے۔ حاکم نے کہا: کہا جاتا ہے کہ یہ شہر ہی قسطنطنیہ ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ اس کی فتح قیامت قائم ہونے کے قریب ہوگی۔ (1)

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابویعلی، نعیم بن حماد رحمہم اللہ نے الفتن میں، طبرانی، بیہقی نے البعث والضیاء میں اور مقدسی نے المختارہ میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چند سالوں کا فاصلہ ہے اور دجال ساتویں سال نکلے گا۔ (ایک روایت میں ہے کہ جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ سال کا فاصلہ ہے اور دجال ساتویں سال ظاہر ہوگا) (2)

امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قسطنطنیہ قیام قیامت کے قریب فتح ہوگا۔ (3)

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق میں اتریں گے اور ان کی طرف مدینہ طیبہ سے زمین کے بہترین اور اعلیٰ لوگوں پر مشتمل لشکر آئے گا۔ جب وہ باہم صف بند ہوں گے تو رومی کہیں گے ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان راستہ چھوڑ دو جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا۔ ہم ان سے جنگ لڑیں گے، تو مسلمان کہیں گے قسم بخدا! ایسا نہیں ہوسکتا۔ پس وہ ان سے جنگ شروع کر دیں گے اور ان میں سے ایک تہائی شکست خوردہ ہو کر بھاگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کی توبہ قبول نہیں فرمائے گا۔ اور ایک تہائی جام شہادت نوش کریں گے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔ اور ایک تہائی ایسے ہوں گے جنہیں کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔ وہ قسطنطنیہ پہنچ جائیں گے اور اسے فتح کر لیں گے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ اور وہ اپنے ہتھیار زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکائے ہوئے ہوں گے کہ اچانک شیطان چیخ کر کہے گا کہ تمہارے گھروں میں مسیح دجال آچکا ہے اور اس کا یہ اعلان جھوٹا ہوگا۔ پس جب وہ شام پہنچیں

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 35 (2920)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الملاحم، جلد 4، صفحہ 458 (4093)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 421، دارالفکر بیروت

گے تو اس وقت وہ نکلے گا۔ اس اثناء میں کہ وہ جنگ کے لیے تیار ہوں گے اور صفیں سیدھی کر رہے ہوں گے صبح کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور ان کی امامت کرائیں گے۔ جب وہ اللہ کا دشمن آپ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پگھلتا ہے۔ پس اگر آپ اسے چھوڑ دیں، تو وہ پگھلتا ہی رہے یہاں تک کہ ہلاک ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے آپ کے دست مبارک سے قتل کرائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔(1)

امام ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے کثیر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ابن اصفر سے قتال کرلو۔ اہل حجاز کے ان مومنین کی ایک جماعت ان کی طرف نکلے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔ اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت رکاوٹ نہیں بنے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے قسطنطنیہ اور روم تسبیح وتکبیر کے ساتھ فتح فرمادے گا اور اس کے قلعے گر جائیں گے۔ وہ ایسی عظیم فتح حاصل کریں گے، جس کی مثل کسی نے کبھی نہیں پائی۔ یہاں تک کہ وہ ڈھال کے ساتھ مال تقسیم کریں گے۔ پھر ایک چیخنے والا بلند آواز سے یہ کہے گا اے اہل اسلام! تمہارے شہروں اور تمہاری اولادوں میں دجال آگیا ہے۔ پس لوگ مال کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ بعض مال لینے والے ہوں گے اور بعض چھوڑنے والے۔ نتیجۃً مال لینے والا بھی نادم ہوگا اور چھوڑنے والا بھی نادم ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ طیبہ) کی خرابی اور تباہی کا باعث بنے گی اور یثرب کی خرابی جنگ کا سبب بنے گی اور جنگ کا شروع ہونا قسطنطنیہ کی فتح کا سبب بنے گا۔ اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے ظاہر ہونے کا سبب بنے گی۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا: قسم بخدا! بے شک یہ اسی طرح حق ہے جیسا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ عظیم، قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج سات مہینوں میں ہوگا۔(3)

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے ذی مخمر رحمہ اللہ سے جو کہ نجاشی رحمہ اللہ کا بھتیجا تھا، سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: عنقریب رومی تمہارے ساتھ انتہائی امن والی صلح کریں گے۔ حتی کہ اس کے بعد تم اور وہ مل کر ایک دشمن سے جنگ لڑو گے۔ پس تمہاری مدد کی جائے گی، تم مال غنیمت حاصل کرو گے اور واپس

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی فتح قسطنطنیہ، جلد 18، صفحہ 17 (2897)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، جلد 2، صفحہ 234، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی علامات خروج الدجال، جلد 6، صفحہ 420 (2238)، دارالفکر بیروت

لوٹ آؤ گے۔ پھر تم ایک ٹیلوں والی سرسبز و شاداب جگہ پر اترو گے۔ تو رومیوں میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا: صلیب غالب آ گئی۔ (یعنی ہم نے صلیب کی برکت سے فتح حاصل کی ہے) تو پھر مسلمانوں میں سے ایک کہنے والا کہے گا: نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے فتح حاصل کی ہے۔ پس وہ آپس میں باری باری اس کا تکرار کریں گے۔ نتیجۃً مسلمان ان کی صلیب کی طرف دوڑ کر جائے گا اور وہ ان سے زیادہ دور نہیں ہوں گے اور اسے جا کر توڑ دے گا۔ اور رومی صلیب توڑنے والے پر حملہ آور ہوں گے تا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ پس مسلمان بھی اپنے اسلحہ کی طرف دوڑ کر جائیں گے پھر ان کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ پس رومی حاکم روم کو کہیں گے۔ عرب کی حد تک ہم تیرے لیے کافی ہیں۔ وہ مسلمانوں سے علیحدہ ہو جائیں گے اور لشکر جمع کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ اسی علمبرداروں کے تحت تم پر حملہ آور ہوں گے اور ہر علم کے نیچے بارہ ہزار لشکری ہوں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام احمد، بخاری بزار، ابن خزیمہ، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن بشر غنوی سے روایت بیان کی ہے کہ میرے باپ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسطنطنیہ ضرور فتح کیا جائے گا۔ پس اس امیر کی امارت کتنی اچھی ہوگی۔ اور وہ لشکر کتنا اچھا لشکر ہوگا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام احمد اور حاکم نے ابوقبیل رحمہم اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قسطنطنیہ اور رومیہ کی فتح کے بارے مذاکرہ ہوا کہ ان میں سے پہلے کسے فتح کیا جائے گا؟ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صندوق منگایا اور اسے کھولا اور اس سے ایک کتاب نکالی۔ فرمایا: ہم یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ دونوں شہروں میں سے کون سا شہر پہلے فتح کیا جائے گا قسطنطنیہ یا رومیہ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''ہرقل کا شہر پہلے فتح کیا جائے گا'' آپ کی اس سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک خوشہ ردی کھجوروں کا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس عصا مبارک تھا۔ آپ نے عصا کے ساتھ خوشے میں کچوکا دیا اور فرمایا: اگر یہ صدقہ کرنے والا چاہے تو اس سے بہتر اور اچھی کھجوریں صدقہ کرے۔ بلاشبہ قیامت کے دن اس صدقے کا مالک ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔ قسم بخدا! اے اہل مدینہ تم اس شہر کو چالیس سال تک عوافی (پرندوں اور درندوں) کے لیے کھلا چھوڑ دو گے۔ ہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو عوافی کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پرندے اور درندے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(4)

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ مدینہ طیبہ کو موجودہ حالت سے بہتر اور اچھی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 467 (8298)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 335، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 468 (8301)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 472 (8310)

حالت پر چھوڑ دیا جائے گا اور اس سے پرندے اور درندے کھائیں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام حاکم نے محجن بن ادرع رحمہما اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے رخ زیبا مدینہ طیبہ کی طرف کیا اور اس کے لیے ایک قول فرمایا۔ پھر فرمایا: تیری ماں ہلاک ہو۔ اس کی ماں کے لیے ہلاکت ہے، یہ ایسا شہر ہے جسے اس کے باسی اس وقت چھوڑ دیں گے جب کہ اس کے پھل پکے ہوں گے۔ اور انہیں آزاد گھومنے پھرنے والے پرندے اور درندے کھائیں گے۔ دجال اس میں داخل نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔ جب بھی وہ اس میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کے راستوں میں سے ہر راستے میں اس کی ملاقات بہادر فرشتے سے ہوگی جو اسے اس میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دس علامات ظاہر ہو جائیں: مشرق کی جانب زمین میں دھنسنا، مغرب کی جانب زمین میں دھنسنا، جزیرۂ عرب میں زمین میں دھنسنا۔ دجال، یاجوج، ماجوج کا ظاہر ہونا، دابہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، قعر عدن سے آگ کا نکلنا جو کہ لوگوں کو محشر کی جانب ہانک کر لے جائے گی اور وہ چھوٹی اور بڑی چیونٹیوں کو بھی جمع کر دے گی۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام ابو یعلی، رویانی، ابن قانع اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک ہوا ہے جسے وہ (قیامت کے قریب) سو سال کے اختتام پر بھیجے گا اور ہر مومن کی روح قبض کر لی جائے گی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(4)

امام احمد، طبرانی اور حاکم نے عیاش بن ابی ربیعہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے ایک ہوا آئے گی۔ جس میں ہر مومن کی روح قبض کر لی جائے گی۔ حاکم نے کہا ہے: یہ روایت صحیح ہے۔(5)

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ایک ہوا بھیجے گا جو ریشم سے زیادہ نرم اور راحت بخش ہوگی۔ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اسے نہیں چھوڑے گی۔ بلکہ اسے قبض کر لے گی۔(6) حاکم نے کہا ہے: یہ حدیث صحیح ہے۔

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: سلسلہ لیل ونہار ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ لات وعزیٰ کی پوجا کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ صاف اور پاکیزہ ہوا بھیجے گا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی خیر اور نیکی ہوگی وہ فوت ہو جائے گا، اور وہ باقی رہے گا جس

---

1۔ ایضاً (8311)
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 474 (8315)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (8317)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 504 (8411)
5۔ ایضاً (8405)
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی الریح التی تکون قرب القیامۃ، جلد 2، صفحہ 14-113 (185)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6B

میں کوئی خیر اور نیکی نہیں۔ پھر وہ اپنے آباء واجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم پر مسلسل جنگ لڑتی رہے گی۔ اور وہ دشمن پر غالب رہیں گے۔ ان کے مخالفین انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا۔ اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔ اور اس کا مس کرنا ریشم کے مس کرنے کی طرح ہوگا (یعنی وہ ریشم کی طرح ملائم اور نرم و نازک ہوگی)۔ پس وہ کسی ایسے آدمی کو نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔ مگر یہ اس کی روح کو قبض کر لے گی۔ پھر لوگوں میں سے صرف شریر اور ظالم لوگ باقی رہیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا، جو کسی بھی ایسے شخص کو نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں ایک ذرہ برابر تقویٰ اور عقل ہوگی۔ مگر یہ ہوا اسے قبض کر لے گی اور ہر قوم اس کے ساتھ لاحق ہو جائے گی جس کی زمانہ جاہلیت میں ان کے آباء عبادت کرتے تھے۔ بے وقوف اور گھٹیا قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے۔ نہ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور نہ ہی برائی سے روکیں گے۔ اور راستوں میں نکاح کریں گے۔ پس جب ایسا ہوگا۔ تو اہل زمین پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہو جائے گا۔ اور وہ قیامت قائم کر دے گا۔(3)

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ لوگ اس پر لڑنے لگیں گے۔ اور سو میں سے ننانوے افراد اس کے سبب قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی یہ کہے گا(4): شاید میں زندہ بچ جاؤں اور نجات پا جاؤں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: قریب ہے کہ فرات سونے کا ایک پہاڑ ظاہر کر دے۔ پس جب لوگ اس کے بارے سنیں گے تو اس کی طرف چل پڑیں گے۔ تو اس کے پاس والا کہے گا: کہ اگر ہم نے لوگوں کو چھوڑ دیا کہ وہ اس سے لے لیں۔ تو وہ یہ سارے کا سارا لے جائیں گے۔ فرمایا: پس وہ اس پر لڑائی شروع کر دیں گے اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل کر دیئے جائیں گے۔(5)

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ مختلف معادن ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے ایک معدن حجاز کے قریب ہے۔ اس کے پاس لوگوں میں سے شریر ترین آئے گا۔ اسے فرعون کہا جاتا ہے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ اس میں کام کر رہے ہوں گے کہ اچانک اس سے سونا نکل آئے گا۔ پس اس کا کام انہیں تعجب میں ڈال دے گا جب کہ وہ ان

1۔ ایضاً، باب الفتن من المشرق، جلد 18، صفحہ 2، (2907)

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 503 (8409)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (8407)

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب لا تقوم الساعۃ حتی یحسر الفرات، جلد 18، صفحہ 15 (2894)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 16 (2995)

کے ساتھ زمین میں دھنس جائے گا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام احمد، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) قذف (پتھروں کی بارش ہونا) اور مسخ (شکلوں کا بگڑنا) ہوگا۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام احمد، بغوی، ابن قانع، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن صحار عبدی سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبائل عرب زمین میں دھنس جائیں گے۔ پس کہا جائے گا وہ بنی فلاں ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: ایک گھر کو دوسرے گھر کے پہلو میں اور اسے آگے والے گھر کے پہلو میں دھنسا دیا جائے گا جہاں جہاں مظالم ہوں گے۔

امام ابن سعد نے ابو عاصم عطفانی رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ایک حدیث بیان کرتے تھے جسے لوگ قبیح سمجھتے تھے۔ پس آپ سے کہا گیا: قریب ہے کہ آپ ہمیں حدیث بیان کریں۔ کہ عنقریب ہم میں مسخ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ بالیقین تم میں بندروں اور خنزیروں کی صورت میں شکلوں کا بگاڑ ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی (آلات موسیقی کی مذمت) میں فرقد سبخی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تورات جو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے کر آئے، میں نے اس میں پڑھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت جو کہ اہل قبلہ ہے، اس میں شکلوں کا بگڑنا، پتھروں کی بارش ہونا اور زمین میں دھنسنا ہوگا۔ آپ سے کہا گیا اے ابو یعقوب! ان کے اعمال کیا ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا وہ گانے بجانے کے آلات بنائیں گے، دف بجائیں گے، ان کا لباس ریشم اور سونا ہو گا۔ تو ہرگز غائب نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ تو یہ ازلی اعمال دیکھ لے گا۔ پس تو یقین کر لے، تیاری کر، اور اپنے آپ کو بچا۔ کہا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا: مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی اپنی حاجات پوری کریں گے۔ عرب عجم کے برتنوں میں رغبت رکھیں گے۔ پھر کہا: پس اس وقت قسم بخدا! مردوں پر آسمان سے پتھر برسائیں جائیں گے۔ جن کے سبب وہ اپنے راستوں اور اپنے قبائل میں کچلے جائیں گے۔ جیسا کہ قوم لوط علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا بعض دوسرے بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل جائیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا گیا۔ اور ایک قوم کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب کہ قارون کو دھنسا دیا گیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے سالم بن ابی الجعد سے یہ قول بیان کیا ہے بالیقین لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب کہ وہ اپنے میں سے ہی ایک آدمی کے دروازے پر جمع ہوں گے۔ اور اس کے باہر نکلنے کا انتظار کریں گے۔ تا کہ اس سے اپنی حاجت کا مطالبہ کریں۔ پس وہ ان کی طرف نکلے گا۔ حالانکہ اس کی شکل بندر یا خنزیر میں تبدیل ہو چکی ہوگی۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کے پاس اس کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 505(8415)

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 492(8375)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً

دکان میں جائے گا۔ وہ اسے کچھ بیچے گا۔ پھر یہ لوٹ کر اس کی طرف جائے گا۔ اور وہ بندر یا خنزیر کی شکل میں بدل چکا ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابوالزاہر یہ رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ دو آدمی ایک کام کی طرف چل کر جائیں گے۔ وہاں دونوں کام کریں گے، سو ان میں سے ایک بندر یا خنزیر میں بدل جائے گا۔ ان دو میں سے جو محفوظ رہا وہ اپنے ساتھی کو اس حالت سے بچا نہیں سکے گا جس کا مشاہدہ اس نے کیا۔ پس وہ اپنے اس کام کی طرف چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کر لے گا۔ اور یہ کہ دو آدمی ایک کام کی طرف چل کر جائیں گے۔ اور وہاں کام کریں گے۔ پھر ان دو میں سے ایک کو دھنسا دیا جائے گا۔ اور جو محفوظ رہا، وہ اپنے ساتھی کو اس حالت سے نہیں بچا سکے گا۔ جس کا مشاہدہ اس نے کیا۔ پس وہ اپنے اس کام کو پورا کرے گا یہاں تک کہ اس سے اپنی حاجت پوری کر لے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابن غنم رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عنقریب ایک دوسرے کے پڑوس میں دو خیمے ہوں گے۔ اور ان کے درمیان ایک نہر جاری ہوگی۔ وہ دونوں اس سے ایک حصے سے پئیں گے اور ان میں سے بعض بعض کو حاصل کر لیں گے۔ پس وہ دونوں ایک دن اس حال میں صبح کریں گے کہ ان میں سے ایک زمین میں دھنس جائے گا اور دوسرا زندہ ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے عبدالرحمٰن بن غنم رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریب ہے دو کنیزیں ایک چکی پر بیٹھیں گی۔ اور دونوں (آٹا) پیسیں گی۔ پھر ان میں سے ایک کی شکل بگڑ جائے گی۔ اور دوسری دیکھ رہی ہوگی۔

امام ابن ابی الدنیا نے مالک بن دینار رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ آخر زمانہ میں ہوا اور تاریکی ہوگی۔ لوگ گھبرا کر علماء کی طرف جائیں گے، تو وہ انہیں مسخ شدہ حالت میں پائیں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں گھبراہٹ ظاہر ہوگی۔ پس لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے۔ تو وہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی حالت میں پائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ تم ضرور بضرور بنی اسرائیل کے اعمال کی طرح عمل کرو گے۔ اور ان میں کوئی شے نہیں ہوگی مگر اس کی مثل تم میں بھی ہوگی۔ تو ایک آدمی نے کہا: کیا ہم میں سے بندر اور خنازیر بھی ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: کون سی شے تجھے اس سے بچا سکتی ہے۔ تیرے لیے قصد ہی نہیں کیا گیا؟ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب کہ تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے کوئی ایک اپنے آراستہ کیے ہوئے کمرے سے اپنے باغ کی طرف نکلے گا۔ پھر لوٹ کر آئے گا، تو بندر میں تبدیل ہو چکا ہوگا؟ (2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ الخروج فی الفتنۃ، جلد 7، صفحہ 479 (37380)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 485 (37428)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آگ جو کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی۔(1)

امام دارقطنی نے الافراد میں، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل مشرق پر ایک آگ بھیجی جائے گی جو انہیں مغرب کی طرف اٹھا لائے گی۔ جہاں وہ رات گزاریں گے وہیں وہ بھی رات گزارے گی۔ اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہ بھی انہیں کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ جو کوئی ان میں سے گر گیا اور پیچھے رہ گیا وہ اس کے لیے ہوگا۔ وہ انہیں اس طرح چلائے گی جیسے لنگڑے اونٹوں کو چلایا جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے قبل بحر حضر موت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کر دے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم شام کو لازم رکھو۔ ترمذی نے کہا یہ روایت حسن صحیح ہے۔(3)

رہا ارشاد باری تعالیٰ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ تو اس کے بارے ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ جب قیامت آجائے گی تو اس وقت ان کو سمجھنا کب نصیب ہوگا؟

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں یہ ذکر کیا ہے کہ جب ان پر قیامت آجائے گی تو ان کے لیے کیسے ہو سکے گا کہ وہ نصیحت حاصل کریں، توبہ کریں اور عمل کریں۔(4) واللہ اعلم۔

اور ارشاد گرامی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بارے امام طبرانی، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: افضل ترین ذکر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور افضل ترین دعا استغفار ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ۔

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار پڑھو اور ان دونوں کی خوب کثرت کرو۔ کیونکہ ابلیس نے کہا: میں نے لوگوں کو گناہوں کے سبب ہلاک کیا ہے اور انہوں نے مجھے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کے ساتھ ہلاک کیا ہے۔ جب میں انہیں اس حال میں دیکھتا ہوں تو پھر انہیں خواہشات کے سبب ہلاک کرتا ہوں۔ حالانکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

امام احمد، نسائی، طبرانی، حاکم، ترمذی رحمہم اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی یہ شہادت دیتے

---

1۔ صحیح بخاری، باب خروج النار، جلد 2، صفحہ 1054، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مجمع الزوائد، باب خروج النار، جلد 7، صفحہ 24 (126020)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب لاتقوم الساعۃ حتی تخرج نار، جلد 6، صفحہ 391، دار الفکر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوئے فوت ہوتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور دل سے اس پر پختہ یقین رکھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔

امام احمد، بزار، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی چابی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شے نہیں ہے مگر اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے۔ سوائے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قول اور والد کی دعا کے: ''لَیْسَ شَیْءٌ اِلَّا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ اِلَّا قَوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَدُعَاءَ الْوَالِدِ''

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے خلوص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو یہ جان لے کہ جو کوئی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتے ہوئے مرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہرگز ایسا کوئی بندہ نہیں آئے گا جو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو مگر یہ کہ اسے جہنم کی آگ پر حرام کر دیا گیا ہے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ شہادت دی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو آگ اسے ہرگز نہیں کھائے گی۔(3)

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا (یعنی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سہل بن بیضاء! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے یہ کہا تو لوگ جمع ہو گئے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے شہادت دی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے اسے آگ پر حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کے لیے جنت واجب کر دی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو غمزدہ اور پریشان دیکھا گیا: تو ان سے پوچھا گیا۔ آپ کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: میں بالیقین وہ کلمہ جانتا ہوں جسے جو بندہ بھی اپنی موت کے وقت کہے گا اللہ تعالیٰ اس سے اس کی مصیبت اور تکلیف کو دور کر دے گا، اس کا رنگ روشن کر دے گا اور اسے وہ کچھ دکھائے گا جو اسے خوش کر دے گا، پھر اس کے بارے مجھے آپ سے استفسار کرنے میں کوئی شے مانع نہ تھی اور اس پر قادر بھی تھا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ تو حضرت عمر

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 131، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 135

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بالیقین وہ کلمہ جانتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم ایسا کوئی کلمہ نہیں جانتے جو اس کلمہ سے بڑا ہو، جس کا حکم آپ نے اپنے چچا کو دیا۔ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! یہی وہ کلمہ ہے۔

امام احمد، مسلم، نسائی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو فوت ہوا در آنحالیکہ وہ یہ یقین رکھتا ہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! لوگوں کو بشارت دے دو کہ جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام احمد، ابو داؤد، طبرانی، حاکم، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس نے یہ شہادت دی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ کو حرام قرار دیا ہے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا وہ اسے حوادثات زمانہ سے نجات دے گا جو اس سے پہلے اسے پہنچا ہے سو پہنچ چکا ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ اس کے نامہ اعمال سے سابقہ گناہوں کو مٹا دے گا۔ یہاں تک کہ وہ دوبارہ ان کا ارتکاب کرے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی کا صدق دل کے ساتھ اس شہادت پر خاتمہ ہوا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس کسی کا خاتمہ ایسے دن کے روزے پر ہوا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو۔ وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔ اور موت کے وقت جس کا خاتمہ کسی مسکین کو کھانا کھلانے پر ہوا۔ جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

اور قول باری تعالیٰ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ الآیہ کے بارے عبد الرزاق، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مذکورہ قول کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ستر بار استغفار کرتا ہوں۔ (4)

امام احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الدلیل علی من مات علی التوحید، جلد 1، صفحہ 192 (43)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 202 (47)

3۔ شعب الایمان، باب فی الایمان باللہ، جلد 1، صفحہ 109 (97)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ محمد ﷺ، جلد 9، صفحہ 116 (3259)، دار الفکر بیروت

روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بھی۔ پھر عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اپنے لیے استغفار کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور تمہارے لیے بھی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو سنا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا: فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور فرمایا: میری زبان اپنے گھر والوں کے لیے سخت اور ترش تھی۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میری زبان مجھے جہنم میں داخل کر دیگی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو استغفار سے کہاں ہے؟ بے شک میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کبھی کوئی صبح نہیں کی مگر یہ کہ میں نے اس میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مہاجرین میں سے ایک آدمی جسے اغر کہا جاتا تھا سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، اور اس کی طرف توبہ کرو۔ کیونکہ میں ہر روز سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور ابن مردویہ نے الاغر مزنی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے دل پر بھی میل سی آجاتی ہے اور میں دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آتے تھے۔ اور آپ کہتے تھے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ" اے رب! میری مغفرت فرما، مجھ پر نظر رحمت فرما۔ بے شک تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ آپ ﷺ یہ سو بار کہا کرتے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ "اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ" (4)

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب اثبات خاتم النبوۃ، جلد 15، صفحہ 81 (2346)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 691 (1882)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب الاستغفار، جلد 17، صفحہ 20 (2702)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ محمد ﷺ، جلد 9، صفحہ 117، دارالفکر بیروت

ﷺ نے فرمایا: بے شک میں دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔(1)

رہا ارشاد گرامی وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ اس کے بارے عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے کی جگہ کو دنیا میں وَ مَثْوٰىكُمْ اور آخرت میں آرام کرنے کی جگہ کو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں تمہارے تمام معمولات اور آخرت میں تمہارے انجام کو جانتا ہے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ رات دن میں ہر چوپائے کے چلنے پھرنے کی جگہ اور آرام کرنے کی جگہ کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

"اور اہل ایمان کہتے ہیں کیوں نہ اتری کوئی نئی سورت (جہاد کے بارے میں) پس جب اتاری جاتی ہے کوئی واضح سورت اور اس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہوتا ہے کہ وہ تکتے ہیں آپ کی طرف جیسے تکتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ پس ان کے لیے بہتر یہ تھا کہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے۔ پھر جب حکم ناطق ہو چکا تو اگر وہ سچے رہتے اللہ تعالیٰ سے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم فساد برپا کرو گے زمین میں اور قطع کر دو گے اپنی قرابتوں کو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر (حق سننے سے) انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا (ان کے) دلوں پر قفل لگا دیئے گئے ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ الآیہ

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ محمد ﷺ، جلد 9، صفحہ 117، دار الفکر بیروت

کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر وہ سورت جس میں جہاد کا حکم نازل کیا گیا وہی سُوْرَۃٌ مُّحْكَمَةٌ ہے۔ اور وہی قرآن کریم میں سے منافقین پر شدید ترین اور گراں ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل ایمان کتاب اللہ اور اس میں ان پر نازل ہونے والے حکم کے مشتاق رہا کرتے تھے۔ اور جب کوئی ایسی سورت اتاری جاتی ہے جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں منافقین کو اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ تکتے ہیں آپ کی طرف جیسے تکتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے وعید ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فَاَوْلٰى لَهُمْ۝ یہ وعید ہے۔ پھر کلام منقطع ہو گیا۔ اور پھر فرمایا: طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (1) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور نیکی کا قول حقائق الامور کے نزدیک ان کے لیے بہتر ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو حکم دیا ہے اور فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ کا معنی ہے جب امر پختہ ہو گیا۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: تم کیسے دیکھتے ہو اس قوم کو جس نے کتاب اللہ سے روگردانی کی کہ کیا انہوں نے خون حرام نہیں بہایا، انہوں نے قرابتداروں کے ساتھ قطع تعلق نہیں کی۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جو کہ رحمٰن ہے۔ نافرمانی نہیں کی؟ (4)

امام عبد بن حمید نے بکر بن عبد اللہ مزنی رحمہما اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: میرا خیال یہ ہے کہ یہ آیت حروریہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے چیخنے والے کی آواز سنی۔ تو فرمایا: اے یرفأ! دیکھ یہ آواز کیسی ہے؟ سو اس نے دیکھا پھر حاضر ہوا اور عرض کی: قریش کی ایک بچی کی ماں فروخت کی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: مہاجرین و انصار کو بلاؤ۔ کچھ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ گھر اور کمرہ بھر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ اور پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں قطع رحمی کا کیا حکم ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اسی وجہ سے یہ تم میں پھیل چکی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ پھر فرمایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 66
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 279 (3006)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 67

اس سے بڑھ کر قطع رحمی کیا ہوگی کہ تمہارے درمیان ایک آدمی کی ماں فروخت کی جائیگی، جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فراخی عطا فرما رکھی ہے۔ لوگوں نے عرض کی: آپ جو مناسب سمجھیں وہ کریں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام علاقوں میں یہ حکم لکھ بھیجا کہ کسی آزاد کی ماں کو نہ بیچا جائے، کیونکہ یہ قطع رحمی ہے جو جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن حبان، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جب ان سے فارغ ہوا، تو رحم (قرابتداری) کھڑی ہوئی اور کنارہ عرش کو پکڑ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹھہر جا۔ تو اس نے عرض کی: کیا یہ مقام تجھ سے قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ میں اس سے صلہ رحمی کروں گا جس نے تجھ سے صلہ رحمی کی۔ اور میں اس سے قطع تعلقی کروں گا جس نے تجھ سے قطع تعلقی کی؟ اس نے عرض کی: کیوں نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پس وہ تیرے لیے ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ پڑھو: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ۝۲۲ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ۝۲۳ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۝۲۴۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک قرابتداری عرش کے ساتھ معلق ہو کر کہتی ہے: جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا اور جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلقی کرے گا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک قیامت کے دن قرابتداری کی زبان ہو گی۔ وہ عرش کے نیچے کھڑے ہو کر کہے گی: اے میرے رب! مجھے قطع کیا گیا، اے میرے رب! مجھ سے ظلم کیا گیا۔ اے میرے رب! مجھ سے برائی کی گئی۔ تو اس کا رب اسے جواب دے گا: کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ میں اس سے صلہ رحمی کروں گا جس نے تیرے ساتھ صلہ رحمی کی اور میں اس کے ساتھ قطع تعلقی کروں گا جس نے تیرے ساتھ قطع تعلقی کی۔ (3)

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن قرابتداری کی فصیح و بلیغ زبان ہوگی اور وہ عرض کرے گی: اے میرے رب! اس سے صلہ رحمی کر جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کر جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی۔ (4)

امام عبد الرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب صلۃ الرحم، جلد 16، صفحہ 92-91 (2554)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 215 (7935)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 214 (7933)

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 215 (7936)

بے شک رحم کے لیے رحمٰن سے حصہ ہے۔ وہ قیامت کے دن شور کرتے ہوئے عرش کے نیچے آئے گی اور فصیح و بلیغ زبان میں گفتگو کرے گی۔ پس جس کی طرف اس نے صلہ رحمی کا اشارہ کیا، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا اور جس کی طرف اس نے قطع تعلقی کا اشارہ کیا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلقی کر دے گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قرابتداری عرش کے ساتھ معلق ہوگی اور فصیح و بلیغ زبان کے ساتھ کہے گی: اے اللہ! اس کے ساتھ صلہ رحمی کر جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کر لے جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ ان دونوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کے لیے اپنے ناموں میں سے ایک نام کو شق کیا ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی، میں نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی۔ اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی، میں نے اس کے ساتھ تعلق توڑ دیا اور جس نے اس سے جدائی اور علیحدگی اختیار کی میں نے بھی اسے جدا کر دیا۔(3)

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم عرفہ کی شام کو رسول اللہ ﷺ کے پاس حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم کسی آدمی کے لیے یہ جائز قرار نہیں دیتے کہ وہ قطع رحمی کرے۔ سوائے اس کے جو ہم سے اٹھ جائے۔ پس صرف ایک نوجوان اٹھا جو حلقے کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنی خالہ کے پاس آیا۔ تو اس نے اس سے پوچھا: تو کیسے آیا ہے؟ تو اس نے اسے وہ سب کچھ بتایا، جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر واپس لوٹ گیا اور آپ ﷺ کی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں نے تیرے سوا کسی کو حلقہ سے اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس اس نے آپ ﷺ کو وہ کچھ بتایا جو اس نے اپنی خالہ سے کہا تھا اور جو کچھ خالہ نے اسے کہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جا تو نے اچھا کیا۔ خبردار سنو! بے شک اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والے ہوں۔(4)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کی شام کو پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔(5)

امام حاکم نے حضرت عمرو بن عبسہ سے روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو میں ان

1۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 185 (20407)

2۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 216 (7936)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی قطعیۃ الرحم، جلد 6، صفحہ 14 (1907)، دار الفکر بیروت

4۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 223 (7962)

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 224 (7966)

ابتدائی ایام میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ مکہ مکرمہ میں تھے۔ تو میں نے عرض کی: آپ کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے عرض کی: آپ کو کون سی شے کے ساتھ بھیجا گیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، بتوں کو توڑ دے اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی اور احسان کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمٰن ہوں اور یہ رحم (قرابتداری) ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی میں اس کے ساتھ قطع تعلقی کروں گا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ رحم رحمٰن کا ہی ایک جز اور شاخ ہے۔ پس جس نے اس سے صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا۔ اور جس نے اس کے ساتھ قطع رحمی کی اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ قطع تعلقی کرے گا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (3)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم اللہ تعالیٰ کی جانب سے حصہ ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی اللہ تعالیٰ بھی اس سے قطع تعلقی کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے: رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرے گا، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان کے باسی تم پر رحم کریں گے، رحم رحمٰن کی ہی شاخ ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا، اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ قطع تعلقی کرے گا۔ (4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت تقریباً چالیس آدمیوں کے ہمراہ سرخ چمڑے کے ایک قبہ میں تشریف فرما تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے لیے فتوحات ہوں گی، بے شک تمہاری مدد کی جائے گی اور تم ملک اور مال غنیمت حاصل کرو گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، نیکی کا حکم دے، برائی سے منع کرے اور صلہ رحمی کرے۔ اس کی مثال جو حق کے سوا اپنی قوم کی مدد کرتا ہے، اس اونٹ کی طرح ہے جو بھاگتا ہے اور وہ اپنی دم کے ساتھ ہی بھاگتا ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 165 (7240)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 173 (7265)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (7266) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 175 (7273) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 (7275)

مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز قائم کر، زکوۃ ادا کر، رمضان المبارک کے روزے رکھ، بیت اللہ شریف کا حج کر اور عمرہ کر۔ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کر، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر، مہمان کی عزت و توقیر کر، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روک اور حق کے ساتھ رہ جہاں وہ رہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو، رات کے وقت نماز پڑھو جب کہ لوگ سور ہے ہوں، تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔(2)

امام احمد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے الاسماء والصفات میں، ابن نصر نے الصلاۃ میں اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جب میں آپ کو دیکھتا ہوں مجھے فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ سو آپ مجھے ہر شے کے بارے خبر دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر شے پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے ایسے امر کے بارے آگاہ فرمائیے کہ جب میں اس کے مطابق عمل کروں تو میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیجئے، اور رات کے وقت اس وقت اٹھو جب لوگ سور ہے ہوں۔ پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔(3)

امام طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو آباد کرتا ہے اور ان کے لیے مالوں کی کثرت کرتا ہے۔ اور جب سے انہیں پیدا کیا، ان کی طرف بغض کی نظر سے نہیں دیکھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اس طرح کیسے ہو سکتا ہے یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے سبب۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(4)

امام طیالسی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے نسبوں کو پہچانو، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ کیونکہ رشتہ دار کے لیے کوئی قرب نہیں، جب تو نے اس سے قطع تعلقی کر لی۔ اگر چہ وہ قریبی ہو۔ اور اس کے لیے کوئی دوری نہیں جب تو نے اس سے صلہ رحمی کی۔ اگر چہ وہ بعیدی ہو۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن قرابتداری حاضر ہو گی اس طرح جیسا کہ تکلہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اور بڑی فصیح و بلیغ اور آزاد زبان کے ساتھ گفتگو کرے گی۔ پس تو اس سے صلہ رحمی کر جس نے اس سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کر لے جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(6)

1۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 (7276)　2۔ مستدرک حاکم، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 176 (7277)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (7278)　4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 177 (7282)　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 178 (7283)　6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 179 (7288)

امام بزار اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جو عرش کے ساتھ معلق ہیں۔ ایک قرابتداری یہ کہتی ہے: اے اللہ! بے شک میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس میرے ساتھ قطع تعلقی نہ کی جائے۔ دوسری امانت! یہ کہتی ہے اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس میرے ساتھ خیانت نہ کی جائے۔ اور تیسری نعمت یہ کہتی ہے: اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس میری ناشکری نہ کی جائے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں عرش کے نیچے ہیں۔ قرآن کریم اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، اسے بندوں پر حجت بنایا جاتا ہے۔ قرابتداری یہ پکار کر کہتی ہے۔ اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کر لے جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی اور تیسری امانت ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ قرابتداری عرش کے ساتھ معلق ہے۔ جب صلہ رحمی کرنے والا اس کے پاس آتا ہے تو یہ اس سے اظہار مسرت کرتی ہے اور اس کے ساتھ ہم کلام ہوتی ہے۔ اور جب اس کے ساتھ قطع تعلقی کرنے والا آتا ہے تو یہ اس سے پردہ کر لیتی ہے اور چھپ جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن حبان، طبرانی، بیہقی اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرابتداری عرش کے ساتھ معلق شاخ ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرابتداری ایک شاخ ہے جو رحمٰن کی کمر کو پکڑے ہوئے ہے اور اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے: کیا تو راضی نہیں ہے کہ میں اس سے صلہ رحمی کروں جو تجھ سے تعلقات قائم رکھے۔ اور اس سے قطع تعلقی کر لوں، جو تجھ سے تعلقات منقطع کرے؟ جس نے تیرے ساتھ تعلقات قائم کیے اس نے میرے ساتھ تعلق قائم کیا۔ اور جس نے تیرے ساتھ قطع تعلقی کی پس اس نے میرے ساتھ تعلقات منقطع کر لیے۔ (2)

امام طبرانی اور خرائطی رحمہما اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ شراب پینے والا، نافرمانی کرنے والا (والدین کی) اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مومنین پر یہ انتہائی گراں اور شاق ہے کہ وہ گناہ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق عاق (نافرمانوں) کے زمرہ میں پائے جائیں۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ۝ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرہ: 264) اور مزید فرمایا اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ الآیہ (المائدہ: 90)

1۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 221 (7953)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی البر وصلۃ الرحم، جلد 5، صفحہ 218 (25395)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ارشاد باری تعالیٰ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الآیہ۔ اس کے بارے امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قول غالب آجائے اور عمل روپوش ہو جائے، زبانیں محبت کریں، اور دل اختلاف کریں، اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی منقطع ہو جائے۔ تو اس کے بارے فرمایا: لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب العلم میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ علم کو ظاہر کریں گے اور عمل ضائع کر دیں گے، زبانوں کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور دلوں کے ساتھ ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے اور رشتہ داروں کے ساتھ باہمی قطع تعلقی کر لیں گے۔ تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے۔ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ

ارشاد باری تعالیٰ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا اس کے بارے اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ تو اہل یمن میں سے ایک نوجوان نے کہا: بلکہ ان پر قفل لگا دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی انہیں کھولے گا یا انہیں کشادہ کرے گا۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ پس اس نوجوان کا تصور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں رہا۔ یہاں تک کہ جب زمام اقتدار آپ کے سپرد کی گئی۔ تو آپ نے اس سے مدد چاہی۔ (1)

امام دارقطنی نے الافراد میں، اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نوجوان حاضر تھا۔ اس نے عرض کی: بلکہ قسم بخدا! ان پر قفل لگا دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ہے جو انہیں کھول سکتا ہے۔ سو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین بنایا گیا تو آپ نے اس نوجوان کے بارے میں دریافت کیا تا کہ اسے والی مقرر کریں۔ تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کے بارے کہا: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے قرآن کریم میں زجر و توبیخ موجود ہے۔ فرمایا: قوم نے اس میں غور و فکر نہیں کی کہ وہ اسے سمجھ سکتے۔ بلکہ انہوں نے قرآن کی متشابہات کو پکڑا۔ اور اس کے سبب وہ ہلاک ہو گئے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر بندے کی چار آنکھیں ہوتی ہیں۔ دو آنکھیں اس کے چہرے میں ہیں۔ جن کے ساتھ وہ اپنی دنیا، اور جو چیزیں اس کی معیشت کی اصلاح کرتی ہیں، انہیں دیکھتا ہے اور دو آنکھیں اس کے دل میں ہیں۔ جن کے ساتھ وہ اپنے دین، اور جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کا وعدہ فرما رکھا ہے، انہیں دیکھتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

اس کی ان دو آنکھوں کو کھول دیتا ہے جو اس کے دل میں ہیں۔ پس وہ ان کے ساتھ ان چیزوں کو دیکھتا ہے جن کا غیب سے اس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں برائی اور (ذلت) کا ارادہ فرماتا ہے تو دل کو وہ اسی حالت میں چھوڑ دیتا ہے جس حالت میں وہ ہے۔ اور آپ نے یہ آیت پڑھی اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا اور کوئی بندہ نہیں مگر اس کے لیے ایک مخفی شیطان ہے۔ وہ اپنی گردن کو اس کی گردن پر موڑتے ہوئے اس کی پیٹھ پر سوار رہتا ہے۔ اور اپنا منہ اس کے دل پر رکھے ہوتا ہے۔(1)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے مسند الفردوس میں خالد بن معدان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس قول اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۝ تک مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن ان کے دلوں میں بوسیدہ ہو جائے گا اور وہ گرتے ہی جائیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ان کا گرنا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے کوئی قرآن پڑھے گا اور وہ اس میں کوئی حلاوت اور لذت نہیں پائے گا۔ ان میں سے کوئی سورت شروع کرے گا اور اس کے ساتھ جو دوسرا ہے وہ اسے آخر سے پڑھے گا۔ پس اگر انہوں نے عمل کیا تو کہیں گے: اے پیارے رب! ہماری مغفرت فرما۔ اور اگر انہوں نے فرائض کو چھوڑ دیا تو کہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ کیونکہ ہم اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ان کا معاملہ امید و رجا کا ہے اور ان میں کوئی خوف نہیں اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ۝ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔(2)

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ۝۲۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیْعُكُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚۖ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ۝۲۶ فَكَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ۝۲۷ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۝۲۸

"بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے باوجودیکہ ان پر ہدایت (کی راہ) ظاہر ہو چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں لمبی زندگی کی آس دلائی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں کو جنہوں نے ناپسند کیا جو اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 68، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 49-448 (8701)، دارالکتب العلمیہ بیروت

7B

نے اتارا کہ ہم تمہاری ایک بات میں اطاعت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ مشوروں کو جانتا ہے۔ پس ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحوں کو قبض کریں گے اور چوٹیں لگائیں گے ان کے چہروں اور پشتوں پر۔ یہ درگت اس لیے بنے گی کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو اللہ کی ناراضگی کا باعث تھا اور ناپسند کیا اس کی خوشنودی کو، پس اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے مراد اللہ تعالیٰ کے دشمن اہل کتاب ہیں۔ وہ حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے اوصاف پہچانتے ہیں اور اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور پھر وہ آپ کا انکار کرتے ہیں۔ اور الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ کے بارے فرمایا: شیطان نے ان کے لیے مزین کر دیا۔ اور ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ فرمایا: ان سے مراد منافقین ہیں۔(1)

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے راہ ہدایت سے پیٹھ پھیر لی۔ یہ پہچان لینے کے بعد کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کو لمبی زندگی کی آس دلائی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں کو کہا جنہوں نے ناپسند کیا جو اللہ نے اتارا۔ فرمایا: یہودی حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے منافقین کو کہتے ہیں۔ اور وہ ان کے ساتھ یہ مشورے مخفی کرتے ہیں۔ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ کہ ہم تمہاری ایک بات میں اطاعت کریں گے کہ وہ جانتے ہیں کہ محمد ﷺ نبی ہیں۔ انہوں نے کہا: یہودیت بھی ایک دین ہے۔ پس منافقین یہود کی ان باتوں میں اطاعت کریں گے جن کے بارے یہودیت نے انہیں حکم دیا ہے وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے ان مخفی مشوروں کو جانتا ہے۔ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ فرمایا: یہ موت کے وقت ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ۝ فرمایا ان سے مراد منافقین ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ کے بارے انہوں نے فرمایا: وہ چوٹیں لگائیں گے ان کے چہروں اور ان کی سرینوں پر۔ لیکن اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ وہ کنایۃً بیان فرماتا ہے۔

## اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ۝۲۹ وَ لَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 70-69، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 69

الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۰ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝۳۱ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝۳۲

''کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر نہیں کرے گا ان کے دلی کھوٹوں کو۔ اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو دکھا دیں یہ لوگ سو آپ پہچان تو چکے ہیں ان کو ان کے چہرہ سے۔ اور آپ ضرور پہچان لیا کریں گے انہیں ان کے انداز گفتگو سے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے اعمال کو۔ اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تاکہ ہم دیکھ لیں تم میں سے جو مصروف جہاد رہتے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں، اور ہم پرکھیں گے تمہارے حالات کو۔ بے شک جو لوگ خود بھی کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی روکتے رہے اللہ کی راہ سے اور مخالفت کرتے رہے رسول (کریم) کی باوجودیکہ ظاہر ہو چکی تھی ان کے لیے راہ ہدایت وہ قطعاً اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ کا مفہوم یہ ہے: کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ظاہر نہیں کرے گا یعنی ان کے خبث نیت اور اس حسد کو جو ان کے دلوں میں موجود ہے (اسے ظاہر نہیں کرے گا) پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو منافقین کے بارے آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ منافقین میں سے ہر آدمی کو اس کا نام لے کر پکارتے تھے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ کے بارے فرمایا کہ آپ انہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کے سبب ضرور پہچان لیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں منافقین کو صرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کے سبب پہچانتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ الآیہ۔ اور پھر کہا: اے اللہ! ہمیں معاف فرما، ہمیں چھپا لے اور ہمارے حالات کو نہ پرکھ (اعمال کو) ''اَللّٰهُمَّ عَافِنَا وَاسْتُرْنَا وَلَا تَبْلُ اَخْبَارَنَا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حتی یعلم اور

ویبلو تمام کو یاء کے ساتھ اور ''ویبلو'' میں واؤ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ اعلم۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ۭ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَ لَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَ اللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی اور نہ ضائع کرو اپنے عملوں کو۔ بے شک جو لوگ خود بھی کفر کرتے رہے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے پھر وہ مر گئے کفر کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ (اے فرزندان اسلام!) ہمت مت ہارو اور (کفار کو) صلح کی دعوت مت دو تم ہی غالب آؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال (اور کوششوں) کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ یہ دنیوی زندگی تو محض ایک کھیل اور تماشا ہے۔ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگار بن جاؤ تو وہ تمہیں تمہارے اجر عطا کرے گا اور وہ نہ طلب کرے گا تم سے تمہارے مال۔ اگر وہ طلب کرے تم سے تمہارے مال اور اس پر اصرار کرے تو تم بخل کرنے لگو اور (یوں) ظاہر کر دے گا تمہاری ناگواریوں کو۔ ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں دعوت دی جاتی ہے کہ (اپنے مال) خرچ کرو اللہ کی راہ میں۔ پس تم میں سے کچھ بخل کرنے لگتے ہیں، اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے بخل کر رہا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو غنی ہے (کسی کا محتاج نہیں) بلکہ تم (اس کے) محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے (تو اس سعادت سے محروم کر دیئے جاؤ گے) اور تمہارے عوض وہ دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے بیان کیا ہے کہ تم میں سے جو

یہ استطاعت رکھتا ہے کہ وہ نیک عمل کو برے عمل کے ساتھ ضائع نہ کرے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت اور طاقت نہیں۔ کیونکہ نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے۔ کیونکہ اعمال کا سرمایہ ان کا خاتمہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر المروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب یہ گمان کرتے تھے کہ انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان اور ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل نفع نہیں دے سکتا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ پس وہ خوفزدہ ہو گئے کہ گناہ اعمال کو ضائع کر دیں گے۔ اور عبد بن حمید رحمہ اللہ کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ ڈرنے لگے کبائر سے کہ وہ تمہارے اعمال کو ضائع کر دیں گے۔

امام ابن نصر، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کا گروہ یہ خیال کرتے تھے کہ نیکیوں میں سے ہر شے مقبول ہے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ سو جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے کہا: کون سی وہ شے ہے جو ہمارے اعمال کو ضائع کرے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ثابت ہونے والے گناہ کبیرہ، اور بے حیائی کے امور۔ لہٰذا جب ہم کسی کو دیکھتے کہ اس نے ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا ہے تو ہم کہتے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (نساء: 48) جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم اس قسم کی بات کہنے سے رک گئے۔ اور جب ہم دیکھتے تھے کہ کسی نے ان میں سے کسی شے کا ارتکاب کیا ہے تو ہم اس کے بارے خوفزدہ ہوتے اور اگر وہ ان میں سے کسی کا ارتکاب نہ کرتا تو ہم اس کے لیے (مغفرت کی) امید رکھتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کے بارے آپ فرماتے ہیں کہ تم دو گروہوں میں سے پہلا گروہ نہ ہو جاؤ کہ جس کے ساتھیوں کو بچھاڑ دیا گیا ہے۔ اور اس نے انہیں دشمنی چھوڑ کر صلح کی پیشکش کر دی۔ حالانکہ تم ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ فرماتے ہیں: وہ ہرگز تمہارے ساتھ ظلم نہیں کرے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا تَهِنُوْا کا معنی ہے تم کمزور نہ ہو۔ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ فرمایا: تم ہی غالب آؤ گے۔ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا۔(3)

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ کا معنی ہے وہ تم پر ظلم نہیں کرے گا۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ فرمایا محمد بن منتشر نے السَّلْمِ کی سین کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 76-75
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 76-74
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 76

امام ابونصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانۃ میں عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ درج ذیل تمام آیات میں السَّلْمِ کی سین کو نصب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ (البقرہ: 208) وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ (الانفال: 61) اور وَ تَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالوں کے بارے سوال کرنے میں ناگواریوں کے اظہار کو جانتا ہے۔(1)

ارشاد باری تعالیٰ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا الآیہ کے بارے سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ تو کہا گیا یہ کون لوگ ہیں۔ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فارس کے رہنے والے لوگ ہیں یعنی یہ اور اس کی قوم ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے جنہیں ہمارے عوض بدل کر لایا جائے گا اگر ہم نے پیٹھ پھیر لی۔ پھر وہ ہمارے جیسے نہیں ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا: یہ اور اس کی قوم۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہوا تو رجال فارس اسے پالیں گے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ الآیہ۔ تو استفسار کیا گیا: وہ کون ہیں تو آپ نے فرمایا: اہل فارس۔ اگر دین ثریا پر بھی ہوا تو فارس کے لوگ اسے پالیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ کا معنی ہے کہ وہ تمہارے عوض جو قوم چاہے گا بدلے آئے گا۔

تمت بالخیر

اللہ تعالیٰ کے انتہائی فضل و احسان اور حضور نبی رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے سورۂ محمد ﷺ کا ترجمہ آج مورخہ 4 جولائی 2003ء بروز جمعرات 11 بجکر 5 منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ میں اس پر اپنے رب کی بارگاہ میں سراپا سپاس ہوں۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 209، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 79، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 158 (403)، وزارت تعلیم اسلام آباد

آیاتہا ۲۹ سُوۡرَۃُ الۡفَتۡحِ مَدَنِیَّۃٌ ۴۸ رکوعاتہا ۴

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ فتح مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن اسحاق، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے: سورۂ فتح مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان حدیبیہ کے بارے میں اول سے آخر تک نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر کے دوران سورۂ فتح اپنی سواری پر پڑھی۔ اور پھر اسی میں واپس لوٹ آئے۔ (2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا کی قراءت کرتے۔ (3)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ﴿۱﴾ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ﴿۳﴾

"یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے اور مکمل فرما دے اپنے انعام کو آپ پر اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے"۔

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو میں نے کسی شے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ پس میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور تمام لوگوں سے آگے نکل گیا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 498 (3710)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 716، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی صلوٰۃ الصبح، جلد 2، صفحہ 76، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور میں ڈرنے لگا کہ میرے بارے میں قرآن کریم نازل ہوگا۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری کہ میں نے چیخ کر بلانے والے کو سنا کہ وہ مجھے بلند آواز سے بلا رہا ہے۔ پس میں واپس لوٹا اور مجھے یہ گمان ہوا کہ میرے بارے میں کوئی شے نازل ہوئی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تحقیق مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ اور پھر آپ ﷺ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ کی تلاوت فرمائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مجمع ابن جاریہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حدیبیہ میں حاضر تھے۔ جب ہم وہاں سے کراع الغمیم کی طرف واپس پھرے۔ تو اچانک لوگ اونٹوں کو تیز دوڑانے لگے۔ تو بعض لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔ پس ہم بھی لوگوں کے ساتھ سواریوں کو تیز حرکت دیتے ہوئے چلے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر کراع الغمیم کے مقام پر تھے۔ اور لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ فتح ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بلاشبہ یہ فتح ہے۔ پس میں نے خیبر کو اہل حدیبیہ پر تقسیم کر دیا ہے۔ اس میں ان کے ساتھ کوئی اور شامل نہیں ہوا مگر وہی جو حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے آٹھ حصوں میں تقسیم کیا اور لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی۔ ان میں سے تین سو گھڑ سوار تھے۔ پس آپ نے گھڑ سوار کو دو حصے عطا فرمائے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے آئے۔ اسی اثناء میں کہ ہم چل رہے تھے آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ جب وہ نازل ہو رہی تھی آپ پر انتہائی شدید اور بھاری تھی۔ اس نے آپ ﷺ سے فکر کو دور کر دیا اور جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اس سے آپ ﷺ کو سرور حاصل ہوا۔ تو آپ ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ آپ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا میں فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں فتح سے مراد فتح خیبر ہے۔(5)

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 31، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 384 (36845) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 464
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 381 (36838)
5۔ ایضاً، غزوۃ خیبر، جلد 7 صفحہ 392 (36873)

امام بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم فتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو۔ حالانکہ فتح مکہ بھی فتح تھی۔ لیکن ہم فتح سے مراد حدیبیہ کے دن بیعت رضوان لیتے ہیں۔ ہم چودہ سو کی تعداد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے۔ ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ تک نہ چھوڑا۔ پس جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ تو آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا اور وضو فرمایا۔ پھر کلی اور دعا کی۔ پھر وہ پانی اس کنویں میں انڈیل دیا۔ ہم اسے چھوڑ کر تھوڑی ہی دور گئے کہ پھر اس کنویں نے ہمیں ہماری اور ہماری سواریوں کی ضرورت کے مطابق پانی مہیا کر دیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔ تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! یہ فتح نہیں ہے۔ تحقیق ہمیں بیت اللہ سے روک دیا گیا اور ہمارے قربانی کے جانوروں کو بھی روک دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر ہی ٹھہر گئے۔ اس نے اس طرح دو نکلنے والے مسلمانوں کو واپس لوٹا دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تک آپ کے ان اصحاب کی خبر پہنچ گئی کہ یہ فتح نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بہت برا کلام ہے۔ یہ تو فتح عظیم ہے۔ تحقیق مشرکین اس پر راضی ہوئے ہیں کہ وہ تمہارا دفاع اپنے شہروں سے نکل کر کریں اور تم سے قضیہ کے بارے سوال کریں اور وہ تمہارے واپس لوٹ جانے کو پسند کرتے ہیں۔ اور تحقیق انہوں نے تم سے کچھ چیزیں ناپسند کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر فتح و کامرانی سے سرفراز کیا ہے اور تمہیں سالم و محفوظ، ماجور لشکریوں کی صورت میں واپس لوٹا دیا ہے۔ تو یہ بہت بڑی فتح ہے۔ کیا تم جنگ احد کا دن بھول گئے ہو۔ جب کہ تم اوپر چڑھتے جاتے تھے اور کسی کی جانب مڑ کر نہیں دیکھتے تھے اور میں تمہیں پچھلوں میں بلا رہا تھا۔ کیا تم یوم احزاب کو بھول گئے ہو۔ جب کہ وہ لشکر تمہاری اوپر کی جانب سے اور تمہارے نیچے کی جانب سے تمہاری جانب آ گئے۔ جب کہ آنکھیں تھک گئیں، دل مونہوں کی جانب آنے لگے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے؟ مسلمانوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ فتح عظیم ہے۔ قسم بخدا! اے اللہ کے نبی ﷺ اور آپ یقیناً اللہ تعالیٰ اور ہمارے متعلقہ امور کے بارے میں بہتر اور اچھا جانتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس غزوہ میں وہ کچھ حاصل ہوا جو کسی اور غزوہ میں حاصل نہیں ہوا اور اس میں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ جو بیعت رضوان کی گئی ہے وہ حدیبیہ کی فتح ہے۔ اور جو الزام آپ پر (ہجرت) سے پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے وہ دور فرما دیئے گئے۔ اور صحابہ کرام نے بیعت رضوان کی سعادت حاصل کی۔ اور انہیں خیبر کی کھجوریں

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 598، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب نزول سورۃ الفتح، جلد 4، صفحہ 160، دار الفکر بیروت

کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ قربانیاں اپنے مذبح تک پہنچ گئیں۔ رومی اہل فارس پر غالب آئے اور مومنین کتاب اللہ کی تصدیق اور اہل کتاب کے آتش پرستوں پر غالب آنے سے مسرور اور خوش ہوئے۔(1)

امام بیہقی نے مسور اور مروان رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے واقعہ حدیبیہ کے بارے میں کہا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مراجعت فرما ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین تھے تو اول سے لے کر آخر تک سورۂ فتح نازل ہوئی۔ پس جب لوگ پرامن ہو گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ معاملات میں شریک ہونے لگے تو جس سے بھی اسلام کے بارے گفتگو کی وہی اس میں داخل ہو گیا۔ پس ان سالوں میں ان سے کہیں زیادہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے جتنے کہ اس سے قبل داخل ہوئے تھے۔ اس طرح صلح حدیبیہ فتح عظیم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کے بارے فرمایا کہ بلاشبہ ہم نے آپ کے لیے واضح اور قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ یہ سورۂ حدیبیہ کے سال اس قربانی کے بارے میں نازل ہوئی جو حدیبیہ کے مقام پر دی گئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سر کا حلق کرانے کے بارے میں یہ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ کے لیے واضح اور بین فیصلہ فرما دیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حدیبیہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا یہ فتح ہے کیوں کہ اس کے بارے یہ حکم نازل کیا گیا ہے؟ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، یہ فتح عظیم ہے۔ مزید فرمایا: دو ہجرتوں کے درمیان بطور حد فاصل فتح حدیبیہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ (الحدید:10) الآیہ (تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ آیت میں فتح مبین سے مراد فتح مکہ ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابو خالد واسطی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن تاریکی میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ حالانکہ کبھی اندھیرا ہوتا تھا اور کبھی روشنی ہوتی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ان دونوں کے درمیان نماز کا وقت ہے۔ تاکہ اہل ایمان باہمی اختلاف نہ کریں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں اندھیرے میں نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کا چہرۂ اقدس گویا مصحف کا ورقہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ہے جس نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہو؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ یا رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 81

اللہ! ﷺ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: البتہ میں نے دو فرشتوں کو دیکھا ہے۔ وہ دونوں اس رات میرے پاس حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے مجھے بازو سے پکڑا اور مجھے آسمان دنیا کی طرف لے کر چلے گئے۔ پس ہمارا گزر ایک فرشتے کے پاس سے ہوا اور اس کے سامنے ایک آدمی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر ہے۔ اور وہ اسے اس آدمی کے سر میں مارتا ہے۔ نتیجۃً اس کا دماغ ایک جانب جا گرتا ہے اور پتھر دوسری جانب جا گرتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ سو میں چلنے لگا۔ تو اچانک میری نگاہ ایک فرشتے پر پڑی اور اس کے سامنے ایک آدمی ہے۔ فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ جن کا سرا مڑا ہوا ہے۔ پس وہ اسے اس کی دائیں باچھ میں رکھتا ہے یہاں تک کہ اسے کان تک چیر دیتا ہے۔ پھر اسے بائیں جانب سے پکڑ لیتا ہے۔ اتنے میں دائیں جانب جڑ جاتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: آگے چلو۔ پس میں آگے گیا۔ تو وہاں خون کی ایک نہر تھی اور وہ اس میں اس طرح جوش مار رہا تھا جب کہ ہنڈیا ابلتی ہے۔ اس میں ایک ننگی قوم تھی اور نہر کے کنارے پر فرشتے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مٹی کے ڈھیلے تھے۔ جب بھی ان میں سے کوئی باہر آنے کی کوشش کرتا تو فرشتے وہ مٹی کا ڈھیلا اسے مارتے۔ جو اس کے منہ میں جا لگتا اور وہ پھر اسی نہر کے نیچے کی جانب جا گرتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ سو میں آگے چلا۔ تو وہاں ایک کمرہ تھا۔ اس کے نیچے کی جانب اوپر کی جانب سے زیادہ تنگ تھی۔ اس میں بھی ننگے بدن لوگ تھے۔ ان کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ اور جو بدبو ان سے نکل کر آ رہی تھی اس کی وجہ سے میں نے اپنی ناک کو بند کر لیا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو فرشتوں نے کہا: آگے چلو۔ چنانچہ میں آگے چلا تو وہاں میں نے ایک سیاہ رنگ کا ٹیلہ دیکھا۔ اس پر ایک مجنون قوم تھی۔ ان کی دبروں سے آگ نکل رہی تھی اور ان کے مونہوں، نتھنوں، کانوں اور ان کی آنکھوں سے بھی آگ نکل رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ چنانچہ میں آگے چلا۔ اور وہاں میں نے بہت بڑی انتہائی شدید آگ دیکھی، اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے، جو شے اس سے باہر نکلتی ہے وہ اس کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ دوبارہ اسے آگ میں لوٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ان فرشتوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ پس میں آگے چلتا گیا۔ تو وہاں ایک باغ تھا، اس میں ایک اتنے خوبصورت شیخ تشریف فرما تھے کہ ان سے بڑھ کر کوئی حسین و جمیل نہیں۔ ان کے اردگرد بچے ہیں۔ اور درخت ہیں جن کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ پس میں اس درخت پر چڑھا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ میں نے وہاں ایسے گھر دیکھے کہ ان سے زیادہ حسین اور خوبصورت کوئی نہیں۔ وہ وسیع کوکھ والے زمرد سے بنے ہوئے تھے۔ سبز زبرجد کے اور سرخ یاقوت سے بنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ میں آگے چلا گیا۔ میں نے وہاں ایک نہر دیکھی۔ اس پر سونے اور چاندی کے دو پل تھے۔ نہر کے دونوں کناروں پر اندر سے خالی کشادہ موتیوں اور سرخ یاقوت کے ایسے خوبصورت گھر بنے ہوئے تھے کہ ان سے زیادہ حسین کوئی گھر نہیں اور اس میں پیالے اور لوٹے بکھرے پڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں فرشتوں نے مجھے کہا: نیچے اتر آؤ۔ سو میں نیچے اترا۔ اپنے ہاتھ سے ان میں سے ایک برتن اٹھایا۔ اسے وہاں سے بھرا اور پھر اسے پی لیا۔ تو وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں اور میٹھا تھا۔ دودھ سے بڑھ کر سفید اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم تھا۔ پھر ان دونوں سے مجھے بتایا: آپ

نے وہ پتھر والا جو دیکھا کہ اس کے ساتھ اس کے سر کو مارا جارہا تھا۔ اس کا دماغ ایک جانب جا گرتا تھا اور پتھر دوسری جانب جا گرتا تھا۔ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز کے وقت سو جاتے ہیں اور اپنی نمازیں بغیر اوقات کے پڑھتے ہیں۔ انہیں اس پتھر کے ساتھ مارا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ جہنم کی آگ میں پہنچ جائیں گے۔ اور وہ جو لوہے کی سلاخوں والا آدمی تم نے دیکھا کہ اس پر فرشتہ مقرر ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ وہ اس کی دائیں باچھ کو چیرتا ہے۔ یہاں تک کہ کان تک چیر ڈالتا ہے پھر بائیں جانب سے اسے پکڑ لیتا ہے، اتنے میں دائیں جانب جڑ جاتی ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اہل ایمان کے درمیان چغل خوری کرتے رہے ہیں اور ان کے درمیان فساد برپا کرتے رہے۔ پس انہیں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ جہنم کی آگ میں داخل ہو جائیں گے، اور وہ فرشتے جن کے ہاتھوں میں ڈھیلے تھے اور جب بھی کوئی باہر آنے کی کوشش کرتا، تو وہ ڈھیلا اس پر پھینکتے اور وہ اس کے منہ پر جا لگتا نتیجۃً وہ اس نہر کے نیچے تک جا گرتا۔ وہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔ انہیں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ آگ میں جا پہنچیں گے۔ اور وہ کمرہ جو آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ وہ اوپر کی نسبت نیچے سے زیادہ تنگ ہے۔ اس میں ایک ننگے بدن قوم ہے۔ ان کے نیچے آگ جل رہی ہے اور آپ نے ان سے آنے والی بدبو کے سبب اپنی ناک کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور وہ بدبو ان کی شرم گاہوں سے آرہی تھی۔ انہیں جہنم کی آگ میں داخل ہونے تک یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ رہا وہ سیاہ ٹیلہ جس پر آپ نے پاگلوں کی ایک جماعت دیکھی تھی کہ ان کی دبروں میں آگ پھونکی جارہی تھی۔ اور وہ ان کے مونہوں، نتھنوں، آنکھوں اور کانوں سے نکلتی تھی۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو قوم لوط کے عمل جیسا فاعل اور مفعول بہ کا عمل کرتے رہے ہیں۔ پس انہیں جہنم میں داخل ہونے تک یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ اور وہ شدید آگ جس پر آپ نے ایک فرشتے کو مقرر دیکھا کہ جب بھی کوئی شے اس سے باہر نکلتی ہے۔ تو وہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور اسے دوبارہ آگ میں لوٹا دیتا ہے۔ تو وہ جہنم ہے۔ جو اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین فرق کرتی ہے۔ اور وہ جو باغ جو آپ نے دیکھا وہ جنت الماویٰ ہے۔ اور جب وہ شیخ آپ نے دیکھے کہ ان کے اردگرد بچے ہیں وہ ان کے بیٹے ہیں۔ اور وہ درخت جو آپ نے دیکھا پھر اس کی طرف بڑھے اور اس کی طرف بڑھے اور اس میں وسیع کوکھ والے زمرد، سبز برجد اور سرخ یاقوت کے بنے ہوئے اسے حسین وجمیل گھر بنے ہوئے تھے کہ ان سے بڑھ کر کوئی حسین گھر کوئی نہیں۔ وہ علیین میں رہنے والے انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین اور حسن اولئك رفیقا کے محلات ہیں۔ اور وہ نہر جو آپ نے دیکھی وہ آپ کی وہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اور یہ آپ کے اور آپ کی اہل بیت کے محلات ہیں۔ فرمایا: پھر مجھے اوپر سے ندا دی گئی یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ سوال کیجئے۔ دامن طلب پھیلا رہے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ پس میں بہت گھبرا گیا۔ میرا دل کانپنے لگا اور میرا ہر عضو مضطرب ہو گیا۔ اور میں نے جواب دینے کی طاقت نہ رکھی۔ ایک فرشتے نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور میرے ہاتھ پر اسے رکھ دیا اور دوسرے فرشتے نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا۔ اور اسے میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو اس سے مجھے سکون حاصل ہو گیا اور اضطراب جاتا رہا۔ پھر مجھے اوپر سے آواز دی گئی: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم۔ طلب کیجئے آپ کو عطا فرمایا جائے گا۔ فرمایا: میں نے عرض کی "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اَنْ تُثْبِتَ شَفَاعَتِیْ وَاَنْ تُلْحِقَ بِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ وَاَنْ اَلْقَاكَ وَلَا ذَنْبَ

لیٌ ''''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ میری شفاعت کو ثابت رکھ، میرے اہل بیت کو میرے ساتھ ملا دے اور میری تیرے ساتھ ملاقات اس حال میں ہو کہ میرے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔'' فرمایا پھر مجھے واپس لایا گیا۔ بعدازاں آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح یہ مجھے عطا کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ وہ بھی مجھے عطا فرمائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام سلفی رحمہ اللہ نے طیوریات میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے مسعودی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے جس نے رمضان المبارک کی پہلی رات نوافل میں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ پڑھی تو وہ اس سال محفوظ رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ الآیہ۔ اس کے بارے ابن منذر نے حضرت عامر اور ابوجعفر سے یہ قول بیان کیا ہے تاکہ دور فرما دے اللہ تعالیٰ وہ الزام جو آپ پر زمانہ جاہلیت میں لگائے گئے اور جو زمانہ اسلام میں لگائے گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ ارشاد کے بارے میں ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مَا تَقَدَّمَ سے مراد وہ ہیں جو عہد جاہلیت میں ہوئے اور وَ مَا تَاَخَّرَ سے مراد وہ ہیں جو عہد اسلام میں ہوئے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ بھی نہیں کیا۔

امام ابن سعد رحمہم اللہ نے مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ہم ضجنان میں تھے تو میں نے لوگوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ یہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ پر حکم نازل کیا گیا ہے۔ سو میں بھی لوگوں کے ساتھ دوڑ پڑا۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے آملے۔ تو آپ ﷺ یہ پڑھنے لگے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو۔ تو جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو مبارک عرض کی تو مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کو مبارک پیش کی۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ الآیہ تو آپ ﷺ نے عبادت میں خوب جدوجہد کی۔ تو آپ سے عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ یہ محنت اور کوشش کیسی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا'' کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ تو حضور نبی کریم ﷺ نے روزے رکھے اور نمازیں پڑھیں یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہو گئے۔ اور اتنی عبادت کی یہاں تک کہ (آپ ﷺ کا وجود) پرانی مشک کی طرح ہو گیا۔ تو آپ سے عرض کی گئی: کیا آپ اپنے لیے اتنی مشقت اٹھا رہے ہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے الزہد رحمہم اللہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو عبادت مشغول کردیتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ لوگوں پر پرانی مشک کی طرح ظاہر ہوتے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف نہیں فرمادیئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قیام کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کیا ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہیں ہوں؟(1)

امام ابویعلی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہوجاتے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف نہیں فرمادیئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہیں ہوں۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہوجاتے تھے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں متورم ہوجاتے تھے۔ تو آپ سے عرض کی گئی: کیا آپ اتنی مشقت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرمادی ہے؟ تو آپ ﷺ فرماتے: کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟(4)

امام حسن بن سفیان اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں ورم آلود ہوجاتے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ اتنی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرمادی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عبیط بن شریط اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 140، دارالفکر بیروت

2۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 73 (2893)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 139

4۔ شعب الایمان، باب فی حب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 185 (1495)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 4، صفحہ 141

نماز پڑھتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ اتنی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(1)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبادت کرتے یہاں تک کہ آپ پرانی مشک کی طرح ہو گئے۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کون سی شے ہے جو اس ساری مشقت پر آپ کو ابھارتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت چار رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ پھر آپ مسلسل جاری رکھتے تھے۔ اور پھر آپ ﷺ نماز اتنی طویل کرتے یہاں تک کہ مجھے آپ پر رحم آنے لگتا۔ تو میں عرض کرتی بابی انت وامی یا رسول اللہ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے۔ تو آپ ﷺ فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(3)

رہا ارشاد گرامی وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ تو اس کے بارے امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فتح مکہ، فتح خیبر اور فتح طائف ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

"وہی ہے جس نے اتارا اطمینان کو اہل ایمان کے دلوں میں تاکہ وہ اور بڑھ جائیں (قوت) ایمان میں اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، بہت دانا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آیت میں السکینہ سے مراد رحمت ہے۔ اور لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ کے بارے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو اس شہادت کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جب مومنین نے اس کی تصدیق کی تو اس نے ان کے لیے نماز کا اضافہ کر دیا۔ پھر جب اس کی تصدیق کی تو اس نے ان میں زکوٰۃ کا اضافہ کر دیا۔ پس جب انہوں نے اس کی تصدیق کی تو اس نے ان میں روزے کا اضافہ کر دیا۔ پھر جب اس کی تصدیق کر چکے تو ان کے لیے حج کا اضافہ ہو گیا۔ جب اس کی تصدیق کر چکے تو ان میں جہاد کا اضافہ ہو گیا۔ پھر اسی طرح ان

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 142، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143
3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 8، صفحہ 289، مطبعۃ السعادۃ مصر

کے لیے ان کا دین مکمل کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ: 3) (آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پس اہل زمین و آسمان کے ایمان کو پختہ و مضبوط کر دیا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی تصدیق و تکمیل کر دی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے تا کہ وہ اپنی پہلی تصدیق کے ساتھ تصدیق میں اور بڑھ جائیں۔

لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۶﴾ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۷﴾

"تا کہ داخل کر دے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور دور فرما دے ان سے ان کی برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور تا کہ عذاب میں مبتلا کر دے منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر ہے بری گردش اور ناراض ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان پر اور (اپنی رحمت سے) انہیں دور کر دیا ہے اور تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جہنم۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے"۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے حدیبیہ سے لوٹتے وقت آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایسی آیت نازل کی گئی ہے جو مجھے ہر اس شے سے محبوب ہے جو زمین پر موجود ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت صحابہ کرام کو پڑھ کر سنائی۔ تو ان تمام نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تو بیان فرما دیا جو کچھ وہ آپ کے ساتھ کرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت

گا۔ لیکن ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب یہ آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ہم حدیبیہ سے لوٹے تو اس وقت حضور نبی رحمت ﷺ کے صحابہ کرام غم واندوہ اور حزن وملال میں مبتلا تھے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قربانی کے جانور اپنی جگہوں میں ذبح کیے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایک واضح اور روشن آیت نازل کی گئی ہے جو میرے نزدیک تمام دنیا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسا فرمایا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ آیت کون سی ہے؟ تو آپ ﷺ نے پہلی دو آیتیں پڑھیں: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو! لیکن ہمارے لیے کیا ہے؟ تو پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ الآیہ۔ پس جب ہم خیبر آئے تو جونہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں کا لشکر دیکھا تو پیٹھیں پھیر کر قلعے کی طرف بھاگ نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ'' (خیبر ویران ہوگیا کیونکہ جب ہم کسی قوم کے پاس اترتے ہیں تو ڈرنے والوں کی صبحیں خراب ہو جاتی ہیں) (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ الآیہ۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: آپ کے رب نے آپ کو جو کچھ عطا فرمایا وہ آپ کے لیے مبارک ہو۔ یہ تو آپ کے لیے ہے لیکن ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ الی آخر الآیہ۔ (3)

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝

''بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا۔ تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو۔ اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح وشام''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر گواہ بنا کر کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی۔ وَّ مُبَشِّرًا کہ آپ ﷺ جنت کی بشارت دیتے ہیں انہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وَّ نَذِيْرًا اور لوگوں میں

1۔ سنن ترمذی تفسیر سورۃ الفتح، جلد 2، صفحہ 159، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۃ فتح، جلد 2، صفحہ 499 (3713)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اسے ڈراتے ہیں۔ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فرمایا (تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر) اس کے وعدے، حساب اور بعث بعد الموت کے ساتھ ایمان لاؤ۔ وَ تُعَزِّرُوْهُ فرمایا: تاکہ تم ان کی مدد کرو۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ فرمایا اور دل سے تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کرو اس کی حاکمیت، تفخیم شان، اور اس کے شرف وعظمت کو تسلیم کرتے ہوئے۔ فرمایا بعض قراتوں میں اس طرح ہے: ''وَيُسَبِّحُوا اللّٰهَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَ تُعَزِّرُوْهُ۔ فرمایا: تاکہ وہ اس کی مدد کریں۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ تاکہ وہ اس کی تعظیم کریں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے: وَ تُعَزِّرُوْهُ یعنی تم اس کی بزرگی اور عظمت شان کو بیان کرو۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ اور تم اس کی تعظیم کرو۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان بیان کرو اور آپ کی تعظیم کرو۔(3)

امام ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ رحمہم اللہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وَ تُعَزِّرُوْهُ فرمایا تم آپ کے سامنے تلوار کے ساتھ جہاد کرو۔(4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ معنی بیان کیا ہے تم آپ کی معیت میں تلوار کے ساتھ جنگ کرو۔(5)

امام ابن عدی، ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: وَ تُعَزِّرُوْهُ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے: ''تاکہ تم اس کی مدد کرو''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت پڑھتے تھے لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ فرمایا آپ کہا کرتے تھے: جب یاء یا تاء میں اشکال ہو جائے۔ تو تم اسے یاء پر محمول کرو کیونکہ سارے کا سارا قرآن یاء پر محمول ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ فرمایا وَ تُسَبِّحُوْهُ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں اس کی ذات کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔(6)

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 500 (3715)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 88
6۔ ایضاً

قراءت میں ہے "وَيُسَبِّحُوا اللهَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح پڑھتے تھے: "ويسبحوا الله بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا"۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾

"(اے جان عالم!) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کو توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں "حدیبیہ کے دن"۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ میں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی گئی اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الآیہ، پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت وہ تھی جس پر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اور حق کی اطاعت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ میری بیعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں۔ اور جب میں اس کی نافرمانی کروں تو پھر تم پر میری پیروی کرنا لازم نہیں۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور حق کی اطاعت و پیروی کے لیے بیعت کرو۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اور حق کی اطاعت کے لیے تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حکم بن اعرج رحمہما اللہ سے روایت بیان کی ہے: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) کہ وہ فرار نہ ہوں گے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اس پر کہ ہم نشاط و خوشحالی اور کسل مندی کے ہر قسم کے حالات میں آپ کا ارشاد سنیں گے اور حکم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

کی تعمیل کریں گے، تنگی اور خوشحالی ہر قسم کے حالات میں نفقہ ادا کریں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا رہیں گے۔ اور اس پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ اس کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ہمارے لیے رکاوٹ نہیں بنے گی اور اس پر یہ بیعت کی کہ ہم آپ کی مدد کریں گے جب آپ ہمارے پاس یثرب قدم رنجہ فرما ہوں گے، اور ہم آپ کی ہر اس شے سے حفاظت کریں گے جس سے ہم اپنی جانوں، بیویوں اور اولادوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے لیے جنت ہوگی۔ پس جس نے وعدہ وفا کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے وعدہ وفا کرے گا، اور جس نے توڑ دیا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی ذات پر ہوگا۔

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾

"عنقریب آپ سے عرض کریں گے وہ دیہاتی جو پیچھے چھوڑے گئے تھے ہمیں بہت مشغول رکھا ہمارے مالوں اور اہل وعیال نے پس ہمارے لیے معافی طلب کریں۔ (اے حبیب!) یہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ آپ (انہیں) فرمایئے کون ہے جو اختیار رکھتا ہو تمہارے لیے اللہ کے مقابلے میں کسی چیز کا، اگر ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی ضرر کا یا ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی نفع کا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے اور خیبر کی جانب چلے تو بعض دیہاتی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور وہ اپنے گھر والوں سے جا ملے، لیکن جب انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا ہے تو وہ بھی آپ کی طرف چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا کہ جو لوگ بھی آپ سے پیچھے رہے ان میں سے کسی کو بھی خیبر کے مال غنیمت میں سے کچھ عطا نہ فرمائیں۔ اور جو اس فتح میں شریک ہوئے ہیں انہیں میں ہی اس کا مال غنیمت تقسیم فرمائیں۔ اسی کے بارے یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جو آپ سے پیچھے رہ گئے ان میں سے کسی کو خیبر کے مال غنیمت میں سے کوئی شے بھی عطا نہ کریں (وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ کے

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ کے دیہات جہینہ اور مزینہ تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ کی طرف نکلتے وقت ان سے مدد چاہی۔ تو انہوں نے کہا: ہم آپ کے ساتھ اس قوم کی طرف جائیں جو آپ کی جانب آئے اور انہوں نے آپ کے اصحاب کے ساتھ قتال کیا کہ ہم ان کے گھروں میں جا کر ان سے قتال کریں۔ پس انہوں نے کام کے بہانے آپ کو ٹال دیا۔ پھر آپ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے آئے اور آپ کے اصحاب نے اہل حرم میں سے کچھ غافل لوگوں کو پکڑا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ وہ قبائل بطن مکہ میں آباد تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ مراجعت فرما ہوئے تو آپ نے بہت سے مال غنیمت کا وعدہ کیا۔ پس خیبر آپ کو عطا فرما دیا گیا۔ تو پیچھے رہ جانے والوں نے کہا: ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ (فتح:15) ہمیں بھی اجازت عطا فرمائیں کہ ہم تمہارے پیچھے پیچھے آئیں۔ یہ وہی مال غنیمت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا اور ان پر ایک ایسی قوم کی جنگ آپڑی جو انتہائی طاقتور اور قوی ہے۔ اور وہ اہل فارس ہیں اور وہ کثیر غنائم جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا وہ ہیں جنہیں وہ آج دن تک حاصل کر لیں گے۔ (1)

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤی اَهْلِیْهِمْ اَبَدًا وَّ زُیِّنَ ذٰلِكَ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنْ لَّمْ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا ﴿۱۳﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۴﴾ سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا یَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۵﴾

"حقیقت یہ ہے کہ تم نے خیال کر لیا تھا کہ اب ہرگز لوٹ کر نہیں آئے گا یہ پیغمبر اور ایمان والے اپنے اہل خانہ کی طرف کبھی، اور بڑا خوشنما لگتا تھا یہ ظن (فاسد) تمہارے دلوں کو اور تم طرح طرح کے برے خیالوں میں مگن رہے (اس وجہ سے) تم برباد ہونے والی قوم بن گئے۔ اور جو نہ ایمان لے آئے اللہ پر اور اس کے رسول پر تو بے شک ہم نے ان تمام کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ بخش دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96-93-91، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ کہیں گے (پہلے سفر جہاد سے) پیچھے چھوڑے جانے والے جب تم روانہ ہو گے اموال غنیمت کی طرف تا کہ تم ان پر قبضہ کر لو، ہمیں بھی اجازت دو کہ تمہارے پیچھے پیچھے آئیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کو بدل دیں۔ فرمائیے تم قطعاً ہمارے پیچھے نہیں آسکتے۔ یونہی فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے۔ پھر وہ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ ہم سے حسد کرتے ہو۔ (ان کا یہ غلط خیال ہے) درحقیقت وہ (احکام الٰہی کے اسرار کو) بہت کم سمجھتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِیْهِمْ اَبَدًا وَّ زُیِّنَ ذٰلِكَ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے بارے میں یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ ہرگز اپنے ان گھروں کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ بے شک عنقریب وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اسی گمان کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ حالانکہ وہ اپنے قول میں جھوٹے تھے۔ اور ارشاد گرامی سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا کے بارے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو معاہدہ حدیبیہ کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے وہ تمہاری طرح ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے فرمایا: مال غنیمت جہاد کے واسطے بنایا گیا ہے۔ بے شک خیبر کا مال غنیمت تو ان لوگوں کے لیے تھا جو حدیبیہ میں تھے، دوسروں کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فرمایا۔ پس انہیں غزوۂ حنین کے وقت ہوازن اور ثقیف کی طرف بلایا گیا۔ تو ان میں سے بعض نے انتہائی حسین اور خوبصورت جواب دیا اور جہاد میں رغبت رکھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے معذور لوگوں کے عذر قبول فرما لیے۔ اور فرمایا لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ (النور: 61) (نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے۔ اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ کا مفہوم ہے: قوم نے نفاق کا اظہار کیا۔ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ (وہ ظن یہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز واپس لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ کا معنی ہے: وہ چاہتے ہیں کہ وہ کتاب اللہ کو بدل دیں۔ وہ مسلمانوں کو جہاد سے روکتے تھے اور انہیں بھاگ جانے کا مشورہ دیتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں اس سے مراد فارس ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فارس اور روم ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ کے بارے آپ نے فرمایا۔ ان سے مراد بارزیعنی کرد قوم ہے۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے الکبیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فارس کے دیہات اور عجم کے کرد ہیں۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بنوحنیفہ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فرمایا: وہ ابھی تک نہیں آئے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶﴾

"فرما دیجئے ان پیچھے چھوڑے جانے والے بدوی عربوں کو کہ عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایک ایسی قوم سے جہاد کی جو بڑی سخت جنگجو ہے۔ تم ان سے لڑائی کرو گے یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ پس اگر تم نے اس وقت اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھا اجر دے گا۔ اور اگر تم نے (اس وقت بھی) منہ موڑا جیسے تم نے پہلے منہ موڑا تھا تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے مدینہ طیبہ کے دیہاتیوں میں سے جہینہ اور مزینہ ان دو قبائل کو بلایا جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی طرف خروج کے وقت بلایا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگ فارس کی طرف دعوت دی۔ فرمایا: اگر تم اطاعت کرو گے جب تمہیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) بلائیں گے تو یہ تمہاری جانب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے کے جرم کی توبہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اجر حسن عطا فرمائے گا۔ اور جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہیں دعوت دی تو اگر تم نے اس وقت بھی منہ موڑا جیسا کہ تم نے پہلے منہ موڑا تھا جب کہ تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تھی۔ تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ میں قوم سے مراد اہل فارس اور روم ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَوْمٍ سے مراد بتوں کے پرستار ہیں۔

فریابی اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ قَوْمٍ سے مراد ہوازن اور بنی حنیفہ ہیں۔

امام سعید بن منصور، ان جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس قَوۡمٍ سے مراد غزوۂ حنین میں بنی ہوازن تھے۔(1)

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ أَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢٠﴾ وَّ أُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾ وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾

”نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی مریض پر کوئی گناہ ہے (اگر یہ شریک جہاد نہ ہو سکیں) اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں۔ اور جو شخص روگردانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب دے گا۔ یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس اتارا اس نے اطمینان کو ان پر اور بطور انعام انہیں یہ قریبی فتح بخشی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی (عطا کیں) جن کو وہ (عنقریب) حاصل کریں گے، اور اللہ سب سے زبردست، بڑا دانا ہے۔ (اے غلامانِ مصطفیٰ!) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم (اپنے اپنے وقت پر) حاصل کرو گے۔ پس جلدی دے دی ہے تمہیں یہ (صلح) اور روک دیا ہے اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے۔ اور تا کہ ہو جائے یہ (ہماری نصرت کی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

نشانی اہل ایمان کے لیے اور تا کہ ثابت قدمی سے گامزن رکھے تمہیں صراط مستقیم پر۔ اور کئی مزید فتوحات بھی جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اگر جنگ کرتے تم سے یہ کفار تو پیٹھ دے کر بھاگ جاتے پھر نہ پاتے کسی کو (دنیا بھر میں) اپنا دوست اور مددگار۔ یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔ اور اللہ کے دستور میں تو ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائے گا''۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا اور میں قلم اپنے کان پر رکھتا تھا۔ جب جہاد کا حکم ہوا تو ایک نابینا حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کی: میرے لیے کیا حکم ہے حالانکہ میں تو نابینا ہوں۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ الآیہ۔ فرمایا یہ حکم جہاد کے بارے ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ان پر جہاد فرض نہیں۔

رہا ارشاد گرامی لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ تو اس کے بارے امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس اثناء میں کہ ہم قیلولہ کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا: اے لوگو! بیعت کے لیے آؤ، بیعت کے لیے آؤ۔ روح القدس نازل ہوئے ہیں۔ سو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ کر آئے۔ آپ ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے اور ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو لوگوں نے کہا: ابن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے تو صد مبارک ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر لیں گے اور ہم تو یہاں ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر وہ اتنے اتنے برس بھی وہاں ٹھہر رہے گا تو وہ طواف نہیں کرے گا، یہاں تک کہ میں طواف کر لوں۔ ''فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَوۡ مَکَثَ کَذَا وَ کَذَا سَنَۃً مَاطَافَ حَتّٰی اَطُوۡفَ''(1)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ طارق بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں حج کرنے کے لیے گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا، جو نماز ادا کر رہے تھے۔ تو میں نے دریافت کیا کیا یہ مسجد ہے؟ تو لوگوں نے بتایا یہ وہ درخت ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان لی تھی۔ سو میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس کے بارے اطلاع دی۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے باپ نے مجھے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان میں شامل تھے جنہوں نے درخت کے نیچے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ لیکن جب ہم آئندہ سال آئے تو ہم اس درخت کو بھول گئے اور ہم اسے پا نہ سکے۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تو اسے نہ جانتے تھے اور تم اسے جانتے ہو۔ سو تم زیادہ جاننے والے ہو۔(2)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 599، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کے پاس آتے ہیں جس کے نیچے بیعت کی گئی تو آپ نے اسے کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ وہ کاٹ دیا گیا۔

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ لوگ کتنے تھے جو بیعت رضوان میں حاضر تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ پندرہ سو تھے۔ پھر میں نے کہا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ چودہ سو افراد تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان پر رحم فرمائے۔ انہوں نے ہی مجھے بیان کیا ہے کہ وہ پندرہ سو افراد تھے۔(1)

امام بخاری، مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب شجرہ (درخت کے نیچے بیعت کرنے والے) تیرہ سو افراد تھے۔(2)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو افراد تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تم اہل زمین سے بہتر ہو: ''اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ''۔(3)

امام بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب، بخاری، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم اہل زمین سے بہتر ہو۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ درخت کے نیچے (بیعت میں) چودہ سو افراد (شریک) تھے۔

امام بخاری نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ تو ان سے پوچھا گیا: کون سی شے پر تم بیعت کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: موت پر۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر اترے۔ تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ زن ہونے کے سبب قریش گھبرا گئے۔ تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پسند فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے کوئی آدمی ان کی طرف بھیجیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف بھیجنے کے لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرامن اور محفوظ نہیں ہوں۔ بنی کعب کا کوئی آدمی بھی مکہ مکرمہ میں نہیں ہے کہ اگر مجھے کوئی اذیت دی جائے تو وہ میرا ساتھ دے اور میرے لیے اظہار ناراضگی کرے۔ آپ حضرت

1۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 598، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 102
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب مبایعۃ الامام، جلد 13، صفحہ 4 (71)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ ایضاً
5۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 599، وزارت تعلیم اسلام آباد

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیجئے۔ کیونکہ ان کا خاندان وہاں ہے۔ وہ بالیقین آپ کی جانب سے وہ پیغام ان تک پہنچا دیں گے جو آپ نے ارادہ فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: انہیں جا کر اطلاع دو کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دو۔ اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے پاس جاؤ۔ ان کے پاس جا کر انہیں فتح کی خوشخبری سناؤ اور انہیں یہ خبر دو کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکہ مکرمہ میں غالب کر دے گا یہاں تک کہ اس میں ایمان سے کوئی شے مخفی نہیں رہے گی۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قریش کی طرف گئے اور انہیں جا کر اطلاع دی تو مشرکین نے آپ کو وہاں روک لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کی دعوت دی۔ اور آقائے دو جہاں ﷺ کے منادی نے یہ اعلان فرمایا: خبردار سنو! روح القدس رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے ہیں اور انہوں نے آپ کو بیعت کا حکم دیا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلو اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرو۔ تو یہ اعلان سنتے ہی جانثاران مصطفیٰ پروانوں کی طرح آپ ﷺ کی طرف بڑھے اور آپ درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ کبھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قریش پر رعب ڈال دیا۔ نتیجۃً انہوں نے ان تمام مسلمانوں کو آزاد کر دیا جنہیں انہوں نے روک رکھا تھا اور انہیں مذاکرات اور صلح کی دعوت دی۔ (1)

امام مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ پس ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا دست مبارک تھامے ہوئے تھے اور آپ ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہم نے اس بات پر آپ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم نہیں بھاگیں گے۔ ہم نے موت پر آپ ﷺ کی بیعت نہیں کی۔ (2)

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے تحقیق تو نے مجھے درخت کے نیچے بیعت کرنے کے دن دیکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں آپ ﷺ کے سر مبارک سے ایک ٹہنی اوپر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس دن ہم چودہ سو افراد تھے۔ ہم نے موت پر آپ ﷺ کی بیعت نہیں کی۔ بلکہ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ تو جو سب سے پہلے آپ ﷺ کے پاس پہنچا تھا وہ ابوسنان اسدی تھا۔ اس نے آتے ہی عرض کی: آپ دست مبارک آگے بڑھائیے، میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ تو اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو کس

---

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 34-133، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 101، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب مبایعۃ الامام، جلد 13، صفحہ 5 (1858)، دارالکتب العلمیہ بیروت

بات پر میری بیعت کرے گا؟ تو اس نے عرض کی اسی پر جو آپ کے دل میں ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے اہل مکہ کے پاس تھے، پس لوگوں نے بیعت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! بے شک عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام لگا ہوا ہے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ عثمان کے لیے ہو گیا جو کہ ان کے اپنے ہاتھوں سے بہتر اور افضل ہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَ نْفُسِهِمْ''

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم نے ام بشر سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ کے بارے آپ نے فرمایا: بے شک ان پر اطمینان نازل کیا گیا جن سے وفا کا علم ہوا۔

حضرت سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ سے مراد فتح خیبر ہے۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے مراسیل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ایسے غائب کے لیے کوئی حصہ نہیں دیا جو اس میں حاضر نہیں ہوا مگر فتح خیبر کا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت اہل حدیبیہ میں سے غائب افراد کے لیے بھی حصہ نکالا۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ پس یہ غنیمتیں اہل حدیبیہ کے لیے تھیں ان کے لیے بھی جو ان میں سے وہاں حاضر تھے اور ان کے لیے بھی جو وہاں سے غائب تھے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ فرمایا: السَّكِيْنَةَ سے مراد وقار اور صبر ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور ہمیں جو بتایا گیا ہے اس کے مطابق وہ ببول کا درخت تھا جس کے نیچے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جانثار صحابہ کرام سے بیعت لی تھی۔ اس دن ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ انہوں نے اس بات پر آپ کی بیعت کی کہ وہ میدان سے فرار اختیار نہیں کریں گے۔ موت

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 137، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب من فضائل اصحاب الشجر، جلد 16، صفحہ 48(2496)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 163

4۔ مراسیل ابوداؤد، باب ماجاء فی الجہاد، جلد 1، صفحہ 13، وزارت تعلیم اسلام آباد

پر انہوں نے آپ کی بیعت نہیں کی۔ اور وَّ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً کے بارے فرمایا: یہ خیبر کی غنیمتیں ہیں، اس میں زمین بھی تھی اور مال بھی۔ جسے حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم فرمادیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے مدینہ طیبہ کی طرف واپس تشریف لائے۔ ابھی آپ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہی تھے کہ آپ پر سورۂ فتح نازل ہوئی۔ اور فرمایا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٣﴾ پھر اللہ تعالیٰ نے دیہاتیوں اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی مخالفت کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٢﴾ پھر دیہاتیوں کے بارے فرمایا بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٢﴾ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿١٣﴾ بعد ازاں بیعت کا ذکر فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ اور یہ فتح حدیبیہ کا ذکر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: درخت کے نیچے بیعت کرنے والے ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔(1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فرمایا: اے ابو امامہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ کے بارے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جب کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ سے مراد فتح خیبر ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کثیر غنیمتیں جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا۔ انہوں نے آج دن تک حاصل نہیں کیں۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ فرمایا: انہیں خیبر جلدی عطا کر دیا گیا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد فتح ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح جلدی عطا فرمادی)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 102، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 04-103

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ اور وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ سے مراد اہل مکہ ہیں۔ ''اَنْ يَسْتَحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَوْ يَسْتَحِلَّ بِكُمْ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اہل مکہ اسے حلال سمجھیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ یا وہ تمہیں حلال قرار دے حالانکہ تم حرام ہو۔ تاکہ یہ اہل ایمان کے لیے ہماری (نصرت کی) نشانی ہو جائے۔ یعنی تمہارے بعد آنے والوں کے لیے سنت ہو جائے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ مروان اور مسور بن مخرمہ دونوں نے کہا: حضور نبی مکرم ﷺ حدیبیہ کے سال واپس تشریف لائے۔ تو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان آپ پر سورۂ فتح نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر عطا فرمایا۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ میں خیبر کا ذکر ہے۔ سو حضور نبی رحمت ﷺ ذوالحجہ کے مہینہ میں مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ وہاں تھوڑا قیام فرمایا اور پھر محرم میں خیبر کی طرف چل دیئے۔ اور رسول اللہ ﷺ رجیع میں جا اترے۔ یہ غطفان اور خیبر کے درمیان ایک وادی ہے۔ آپ ﷺ کو خوف لاحق ہوا کہ غطفان ان کی مدد کریں گے۔ چنانچہ آپ نے رات وہاں گزاری اور صبح کے وقت ان پر حملہ کر دیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد خیبر ہے۔ اور وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ہاتھوں کو مدینہ طیبہ میں ان کے سامان اور اہل وعیال سے روک دیا۔ جب کہ وہ مدینہ طیبہ سے خیبر کی جانب چلے۔ یہ تفسیر حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ میں فتح خیبر مراد ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کے تحت انہوں نے فرمایا: دو حلیف اسد اور غطفان، ان پر مستزاد عیینہ بن حصن، اس کے ساتھ مالک بن عوف نصری، ابونضر اور اہل خیبر سب بئر معونہ پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ پس وہ شکست خوردہ ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں نہ آئے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد بنی اسد اور غطفان ہیں۔ اور لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ کے بارے فرماتے ہیں کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی سنت اور دستور یہ ہے کہ جس کسی نے بھی اس کے نبی علیہ السلام کے ساتھ قتال کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل ورسوا کیا۔ پس اسے یا تو ہلاک کر دیا یا اس پر رعب ڈال دیا اور وہ شکست خوردہ ہو گیا اور ہرگز کوئی دشمن اس کے بارے نہیں سنے گا مگر وہ شکست کھائیں گے اور صلح کی پیش کش کریں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب غزوۃ خیبر، جلد 4، صفحہ 197، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

بیان کیا ہے کہ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا کے بارے فرمایا: یہ وہ فتوحات ہیں جو آج تک ہوتی رہیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اَنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ یہ ارشاد اس ارشاد کی طرح ہے: "اَحَاطَهُ اللّٰهُ بِهَا عِلْمًا اَنَّهَا لَكُمْ" کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ اس کا احاطہ کر لیا ہے کہ وہ تمہارے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاسود دیلمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر بن عوام جب بصرہ آئے تو بیت المال میں داخل ہوئے اور وہاں سونا چاندی موجود تھا۔ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اور فرمایا یہ ہمارے لیے ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً میں خیبر کے وقت سے لے کر تمام فتوحات ہیں۔ تَاْخُذُوْنَهَا تمہیں ان سے واسطہ پڑے گا اور تم ان میں مال غنیمت حاصل کرو گے۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ پس ان میں سے خیبر تمہیں جلد ہی عطا فرما دیا۔ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ اور حدیبیہ کے دن صلح کے وقت قریش کے ہاتھ تم سے روک لیے۔ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تاکہ یہ اس کے بعد آنے والے مومنین کے لیے ان کے پورا ہونے پر شاہد اور دلیل ہو جائے۔ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا اور کئی مزید فتوحات جن کے علم پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان فارس اور روم کو تقسیم فرما دیا۔ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ تمہارے لیے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا میں فارس اور روم کی طرف اشارہ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فتح فارس ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا کے بارے فرمایا: کہ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ اس سے مراد عربی گاؤں اور بستیاں ہیں۔ اور بعض دوسروں کا خیال یہ ہے کہ اس سے مراد فارس اور روم کی (فتوحات) ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا کے تحت کہا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ (کی فتح) ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حنین کی فتح ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب نزول سورۃ الفتح، جلد 4، صفحہ 163، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 164
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 107

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد خیبر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ میں اہل مکہ مراد ہیں۔(2) واللہ اعلم۔

وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

"اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے وادیٔ مکہ میں باوجودیکہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔ یہی وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں بھی روک دیا مسجد حرام (میں داخل ہونے) سے اور قربانی کے جانوروں کو بھی کہ وہ بندھے رہیں اور اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں۔ اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) چند مسلمان مرد اور چند مسلمان عورتیں جن کو تم نہیں جانتے (اور یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم روند ڈالو گے انہیں سو تمہیں پہنچے گی ان کی وجہ سے عار بے علمی کے باعث (نیز) تاکہ داخل کر دے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے۔ اگر یہ (کلمہ گو) الگ ہو جاتے تو (اس وقت) جنہوں نے کفر کیا ان میں سے تو ہم انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے تو اہل مکہ میں سے اسی مسلح افراد جبل تنعیم کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی جانب آئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔ پس آپ نے ان کے خلاف دعا فرمائی۔ تو وہ پکڑے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بِبَطْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 108

3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 109

مَكَّةَ سے مراد حدیبیہ ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی جسے زنیم کہا جاتا ہے وہ حدیبیہ کے دنوں میں گھاٹی پر چڑھا۔ تو مشرکین نے اسے پھینک دیا اور قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ سوار بھیجے اور وہ بارہ شہسواروں کو لے آئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے لیے کوئی عہد یا ذمہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ تو اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ الآیہ۔ (1)

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے ایام میں ہزار سے کچھ زائد صحابہ کرام کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ سے چلے، جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کو قلادہ پہنایا اور اس کا شعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے بنی خزاعہ کا ایک آدمی جاسوس بنا کر بھیجا، تا کہ وہ آپ کو قریش کے بارے اطلاع کرے۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ جب عسفان کے قریب غدیر اشطاط پر پہنچے، تو آپ کا خزاعی جاسوس حاضر خدمت ہوا۔ اس نے بتایا: میں نے کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انہوں نے آپ کے لیے احابیش کو جمع کر رکھا ہے اور آپ کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے۔ وہ آپ کے ساتھ جنگ لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ شریف سے دور رکھیں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے مشورہ دو۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم ان لوگوں کے اہل و عیال کی طرف متوجہ ہوں جنہوں نے قریش کی معاونت کی ہے اور ہم ان پر حملہ کریں، پھر اگر یہ بیٹھے رہے تو انتہائی پریشان کن اور غمزدہ حالت میں بیٹھیں گے۔ اور اگر یہ مصر رہے تو یہ ہراول دستہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کر دے گا۔ یا تم یہ رائے رکھتے ہو، کہ ہم بیت اللہ کا قصد کرتے ہوئے چلتے رہیں۔ اور جو کوئی ہماری راہ روکنے کی کوشش کرے ہم اس سے قتال کریں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ہی بہتر جانتے ہیں۔ بلاشبہ ہم عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ اس لیے ہم کسی سے بھی جنگ نہ لڑیں۔ البتہ جو کوئی بیت اللہ شریف اور ہمارے درمیان حائل ہو، ہم اس کے ساتھ ضرور قتال کریں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تب چلتے رہو۔ سو وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب کچھ راستہ طے کر چکے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے گھوڑ سوار ہر اول دستے کے ساتھ غمیم کے مقام پر ہے۔ اس لیے دائیں طرف کی راہ اختیار کرو۔ قسم بخدا! خالد کو ان کے آنے کا احساس تک نہ ہوا یہاں تک کہ لشکر کا غبار اس پر جا پڑا۔ اور وہ قریش کو اطلاع کرنے کے لیے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ جب اس پہاڑی راستے پر پہنچے جس سے آپ ﷺ نے ان پر اترنا تھا، تو وہاں آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حل حل۔ یعنی آپ ﷺ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ اٹھی۔ تو لوگوں نے کہا: قصواء تھک چکی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قصواء تھکی نہیں ہے اور ایسا کرنا اس کی عادت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت

بھی نہیں ہے۔ لیکن اسے اس ذات نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! وہ مجھ سے ایسے خطہ کے بارے سوال کریں گے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کریں گے تو وہ انہیں میں عطا کر دوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ جھپٹ کر کھڑی ہوگئی۔ تو آپ نے ان کا راستہ بدل دیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے آخر میں نزول فرمایا۔ پاس ہی ایک کنواں تھا جس میں پانی انتہائی قلیل تھا۔ لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ لوگوں نے اس سے سارا پانی نکال لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیاس اور پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ اسے میں کنوئیں میں گاڑ دیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ قسم بخدا! وہ کنواں انہیں سیراب کرنے کے لیے ابلنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد اس سے واپس آگئے۔ پس وہ اسی حالت میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم قبیلہ خزاعہ کی ایک جماعت کے ہمراہ وہاں آیا۔ یہ تمام لوگ اہل تہامہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کے راز لیتے رہتے تھے۔ تو اس نے عرض کی: میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے کثیر پانیوں کے پاس اترے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ بچوں والی عورتیں بھی ہیں۔ وہ ضرور آپ سے جنگ لڑیں گے اور بیت اللہ شریف سے آپ کو روکنے کی کوشش کریں گے، حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہم کسی سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے، بلکہ ہم تو عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں۔ بلاشبہ جنگ قریش کے لیے نقصان دہ اور ضرر رساں ہوگی۔ پس اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لیے ایک مدت معین کر دیتا ہوں جس میں وہ میرے لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ اس میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان جنگ نہیں ہوگی۔ اور اگر میں غالب آجاؤں تو پھر اگر وہ چاہیں تو وہ بھی اسی طرح اسلام میں داخل ہو جائیں جس طرح اور لوگ داخل ہوئے۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ بھی کریں تو بھی مدت معاہدہ میں جنگ وجدال سے الگ رہیں۔ اور اگر وہ اس کا انکار کر دیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے اس امر پر ان سے جنگ لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری جان قربان ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ فتح ونصرت کا جو وعدہ فرما رکھا ہے وہ یقیناً اپنا فیصلہ نافذ فرمائے گا۔ یہ سن کر بدیل نے کہا: جو کچھ آپ فرما رہے ہیں میں یہ سب عنقریب ان تک پہنچا دوں گا۔ پس وہ چلا گیا اور قریش تک جا پہنچا۔ وہاں جا کر کہا: بے شک ہم ایک خاص آدمی کی جانب سے تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم نے اس سے کچھ باتیں سنی ہیں۔ سو اگر تم خواہش کرو تو ہم وہ باتیں تم پر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے ہمارے ساتھ کی ہیں۔ تو ان کے سفہاء اور بے وقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں کہ تم ہمارے ساتھ کسی شے کے بارے گفتگو کرو۔ لیکن ان میں سے جو صاحب رائے اور دانا لوگ تھے انہوں نے کہا: جو کچھ تم نے ان سے سنا ہے وہ بتاؤ۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ بدیل نے کہا میں نے انہیں سنا ہے کہ وہ اس اس طرح کہتے ہیں اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ سب بیان کر دیا۔ پھر عروہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور کہا: اے قوم! کیا تم مجھے بچے کی طرح نہیں جانتے؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا: کیا میں تمہیں باپ کی طرح نہیں سمجھتا؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر اس نے پوچھا۔ کیا تم مجھے متہم کر سکتے ہو؟ قریش نے کہا۔ ہرگز

نہیں۔ پھر عروہ نے کہا۔ کیا تم جانتے نہیں کہ میں نے اہل عکاظ کو بھگایا اور جب انہوں نے میری بات کا انکار کیا تو میں اپنے اہل وعیال اور متبعین سمیت تمہارے پاس آ گیا؟ قریش نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ایسا ہی ہے۔ تو پھر عروہ نے کہا: بے شک اس نے تم پر راہ ہدایت کو پیش کیا ہے۔ پس تم اسے قبول کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے اسے کہا کہ درست ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور آپ ﷺ سے کلام کرنے لگا۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے اس سے بھی اسی طرح گفتگو فرمائی جیسی گفتگو بدیل سے فرمائی تھی۔ تو اس وقت عروہ نے کہا: اے محمد! (ﷺ) کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو اپنی قوم کو تباہ و برباد کر دے۔ کیا تو نے عربوں میں سے کسی کے بارے یہ سنا ہے کہ تجھ سے پہلے اس نے اپنے ہی اہل کو ہلاک اور تباہ کیا ہو؟ اگر چہ تو بعد میں آیا ہے، قسم بخدا! میں یہ چند چہرے دیکھ رہا ہوں اور یہ اوباش قسم کے لوگوں کے چہرے ہیں۔ یہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: "اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ" (لات کا ختنہ جا کر چوس) کیا ہم ان سے بھاگ جائیں گے اور ہم آپ کو چھوڑ دیں گے؟ تو عروہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ابوبکر ہیں۔ تو اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تیرا مجھ پر وہ احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ ابھی تک میں نے تجھے نہیں دیا، تو بالیقین میں تجھے اس بات کا جواب دیتا۔ راوی کا بیان ہے: وہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ تو اسی دوران وہ آپ ﷺ کی ریش مبارک کو پکڑنے کی کوشش کرتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے سر پر کھڑے تھے۔ ان کے پاس تلوار تھی اور وہ خود پہنے ہوئے تھے۔ پس جب عروہ نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک کے قریب کرنے کی کوشش کی تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لے۔ عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ تو عروہ نے کہا: اے غدار! کیا میں تیرے چھٹکارے اور بھلائی کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کرتا رہا؟ مغیرہ زمانہ جاہلیت میں چند لوگوں کے ساتھ تھے۔ آپ نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا ساز و سامان خود لے لیا۔ پھر مدینہ طیبہ پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا ایمان لانا تو درست ہے۔ لیکن تمہارے اس مال سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ پھر عروہ دیر تک کنکھیوں سے حضور نبی رحمت ﷺ کے اصحاب کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ نے اپنے دہن مبارک سے جو کنگھار بھی پھینکا وہ بھی ان میں سے کسی کی ہتھیلی پر جا گرا اور اس نے اسے اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیا۔ اور جب آپ ﷺ نے انہیں کسی کام کا حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے انتہائی سرعت اور تیزی کے ساتھ اس کی تعمیل کی۔ اور جب آپ وضو فرماتے تو وہ اس پر آپس میں لڑنے کے قریب پہنچ جاتے۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست اور آہستہ کر لیتے۔ اور وہ آپ کے آداب اور تعظیم کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ کی جانب ٹکٹکی باندھے نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ جب عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ کر گیا تو اس نے جا کر بتایا: اے میری قوم! قسم بخدا! میں کئی بادشاہوں کی جانب گیا ہوں۔ مجھے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں جانے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ قسم بخدا! میں کسی

بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم اور ادب بجالاتے ہوں جتنی تعظیم اور احترام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب ان کی کرتے ہیں۔ قسم بخدا! اگر وہ کنگھارتے ہیں تو وہ بھی ان میں سے کسی کی ہتھیلی پر جاگرتا ہے اور وہ اسے اپنے چہرہ اور جسم پر سجا لیتا ہے۔ اور جب آپ انہیں کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل میں انتہائی تیزی اور جلدی کرتے ہیں۔ اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو وہ آپ کے وضو پر لڑ پڑتے ہیں۔ اور جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو وہ آپ کے پاس اپنی آوازوں کو انتہائی پست کر لیتے ہیں۔ اور وہ آپ کی تعظیم اور ادب کی خاطر آپ کی طرف نظر جما کر دیکھتے تک نہیں۔ بلاشبہ یہ تمہارے لیے رشد و ہدایت کی پیشکش ہے تم اسے قبول کر لو۔ پھر بنی کنانہ کے ایک آدمی نے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے کہا: تم جاؤ۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فلاں ہے۔ اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی انتہائی تعظیم اور احترام کرتے ہیں۔ پس تم اس کے لیے انہیں اٹھا دو چنانچہ قربانی کے جانور اٹھا دیئے گئے اور لوگوں نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! قریش کے لیے قطعاً مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کو بیت اللہ شریف سے روکیں۔ جب وہ لوٹ کر واپس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو اس نے کہا: میں نے خود قربانی کے جانور دیکھے ہیں انہیں قلادے پہنائے ہوئے ہیں، اور ان کے شعار کیے گئے ہیں۔ (شعار سے مراد گردن کی دونوں جانب سے زخم کا نشان لگا کر خون گردن پر مل دینا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ جانور قربانی کے لیے وقف ہے)۔ لہٰذا میں قطعاً یہ رائے نہیں رکھتا کہ انہیں بیت اللہ شریف کی زیارت سے روکا جائے۔ پھر ایک مکرز بن حفص نامی آدمی اٹھا۔ اس نے کہا: مجھے ان کے پاس جانے سے کی اجازت دو۔ چنانچہ قریش نے اسے کہا: کہ تم جاؤ۔ جب وہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکرز ہے۔ یہ فاجر آدمی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ گفتگو کر رہا تھا تو اسی اثناء میں سہیل بن عمرو آ گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق تمہارے لیے معاملہ آسان ہو گیا ہے۔ پس سہیل نے حاضر ہوتے ہی عرض کی: لاؤ اور اپنے اور ہمارے درمیان معاہدہ لکھو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلایا اور فرمایا: لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سہیل نے کہا: رحمٰن کون ہے۔ قسم بخدا! میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟ لہٰذا تم یہ لکھو: ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' جیسا کہ تم لکھتے تھے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا: قسم بخدا! ہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہی لکھیں گے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھو ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' پھر آپ نے فرمایا: یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ سن کر سہیل نے کہا: قسم بخدا! اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ شریف سے قطعاً نہ روکتے اور نہ ہم آپ کے ساتھ جنگ لڑتے۔ بلکہ تم لکھو محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو پھر لکھو۔ یہ وہ عہد نامہ ہے جس کا فیصلہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ زہری نے کہا یہ شرط تسلیم کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ مجھ سے ایسی شے کے بارے سوال کریں گے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہیں تو میں انہیں ضرور عطا کر دوں گا۔ پھر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہو گا کہ تم ہمارے اور بیت

اللہ شریف کے درمیان راستہ چھوڑ دو گے اور ہم اس کا طواف کریں گے۔ سہیل نے کہا: قسم بخدا! آپ عربوں سے یہ گفتگو نہیں کریں گے کہ ہم نے کمزور رائے کو اختیار کیا ہے۔ بلکہ آپ آئندہ سال آئیں گے۔ پس یہ شرط لکھ دی گئی۔ پھر سہیل نے کہا: آپ پر یہ لازم ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی آپ کی طرف نہیں آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو۔ اور اگر کوئی ایسا آدمی آئے تو آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹا دیں گے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ! جو مسلمان ہو کر آئے اسے مشرکین کی طرف کیسے لوٹایا جا سکتا ہے؟ ابھی وہ اسی کیفیت میں تھے کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو آ گئے اور وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی نچلی جانب سے نکلے یہاں تک وہ مسلمانوں کے درمیان پہنچ گئے۔ تو سہیل نے کہا: اے محمد! (ﷺ) یہ پہلا آدمی ہے جس کے بارے میں آپ سے تقاضا کرتا ہوں کہ معاہدہ کے مطابق آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹا دیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ابھی معاہدہ کی شرائط مکمل نہیں ہوئی) لہٰذا معاہدہ مکمل ہو جانے کے بعد ہم اسے نہیں توڑیں گے۔ تو سہیل نے کہا: قسم بخدا! میں کسی شے پر کبھی آپ سے صلح نہیں کروں گا (یعنی اگر آپ اسے واپس نہیں کرتے تو پھر میری آپ کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے لیے چھوڑ دو اور اس شرط سے مستثنیٰ قرار دو۔ لیکن اس نے جواب دیا: میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، تو ایسا کر۔ مگر اس نے جواب دیا: میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو ابو جندل نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جائے گا حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کتنی مشقت اور اذیت برداشت کی ہے؟ اور کتنا شدید عذاب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا گیا ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں اسلام لایا ہوں آج کے دن کے سوا میں نے کبھی شک نہیں کیا۔ چنانچہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: کیا آپ اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، بلاشبہ ایسا ہی ہے۔ پھر میں نے عرض کی: تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کیوں دکھا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہی میرا ناصر و مددگار ہے۔ پھر میں نے عرض کی: کیا آپ ہمیں بتایا نہیں کرتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ شریف میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ کیا میں نے تجھے یہ خبر دی تھی کہ تم اس سال بیت اللہ شریف میں آؤ گے؟ تو میں نے عرض کی: نہیں۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تم کعبہ شریف میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا: اور کہا۔ اے ابوبکر! کیا یہ اللہ تعالیٰ کا نبی برحق نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ پھر میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کیونکر دکھا رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اے آدمی! بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی مددگار ہے۔ پس تم رکاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو (یعنی فرمانبردار بن کر رہو) کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہاں تک کہ تمہیں اسی حال پر موت آ جائے۔ قسم بخدا! بلاشبہ وہ

یقیناً حق پر ہیں۔ پھر میں نے کہا: کیا وہ ہمیں بتاتے نہیں تھے کہ ہم بیت اللہ شریف میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں مگر کیا آپ نے تمہیں یہ خبر دی تھی کہ تم سال آؤ گے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ تم کعبہ معظمہ میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسی کے لیے ایک عرصہ تک مسلسل عمل کرتا رہا۔

پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اٹھو، قربانی کے جانور ذبح کرو۔ پھر حلق کرالو (سر منڈالو) قسم بخدا! ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔ حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تین بار فرمایا۔ جب ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کی صورت حال ان سے ذکر کی۔ تو انہوں نے عرض کی آپ تشریف لے جائیے اور ان میں سے کسی سے بات نہ کیجئے۔ اور اپنا جانور ذبح کر دیجئے۔ اور سر مونڈنے والے کو بلا کر اپنا حلق کرا دیجئے پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی ایک سے بھی کوئی گفتگو نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ یہ عمل کر لیا کہ اپنی قربانی کو جانور ذبح کر دیا اور حالق کو بلا کر اپنے سر کا حلق کرا لیا۔ پس جب صحابہ کرام نے دیکھا تو وہ بھی اٹھے اور انہوں نے بھی جانور ذبح کر دیئے، اور وہ بعض آپس میں ایک دوسرے کا حلق کرنے لگے، حتی کہ قریب تھا کہ ان میں سے بعض بعض کو غم کی وجہ سے قتل کر دیتے۔ پھر ایمان والی عورتیں آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنہ:10) اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو عورتوں کو طلاق دی۔ وہ دونوں حالت شرک میں آپ کے پاس تھیں۔ پھر ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے۔ پھر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ تو وہاں قریش میں سے ابوبصیر نامی ایک آدمی مسلمان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔ تو قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا جو معاہدہ آپ نے ہمارے ساتھ کر رکھا ہے اس کے مطابق آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے ساتھ لے کر نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ تو وہاں ان میں سے ایک ابونصیر نے کہا: قسم بخدا! اے فلاں! میں تیری اس تلوار کو انتہائی خوبصورت اور عمدہ دیکھ رہا ہوں۔ پس دوسرے نے اسے سونتا اور کہا: قسم بخدا! یہ انتہائی عمدہ ہے۔ میں نے اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ تو حضرت ابونصیر نے اسے کہا: مجھے دکھاؤ، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں، سو اس نے وہ تلوار آپ کو دے دی۔ تو آپ نے اسے ضرب لگائی۔ یہاں تک وہ ٹھنڈا ہو گیا (یعنی مر گیا) اور دوسرا بھاگ گیا، حتی کہ مدینہ طیبہ آ پہنچا اور دوڑتے ہوئے مسجد میں داخل ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا: یہ آدمی انتہائی ششدر اور خوفزدہ دکھائی دے رہا ہے۔ جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو اس نے

کہا: اسے قتل کا خوف ہے۔ قسم بخدا! میرے ساتھی کو قتل کیا جا چکا ہے۔ اتنے میں حضرت ابو بصیر بھی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق آپ نے اپنی ذمہ داری کو پورا فرما دیا ہے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''افسوس ابو بصیر پر کہ اس نے جنگ کی آگ کو بھڑکا دیا۔ کاش! کوئی اس کی امداد و اعانت کرتا'' جب ابو بصیر نے یہ کلام سنا تو اسے یہ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پھر مشرکوں کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ وہ باہر نکلا اور ساحل سمندر پر آ پہنچا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مشرکین سے رہا ہو کر آ گئے اور وہ بھی ابو بصیر سے جا ملے۔ پس جو آدمی بھی قریش سے مسلمان ہو کر نکلتا تھا وہ آ کر ابو بصیر کے ساتھ مل جاتا۔ یہاں تک کہ وہاں ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔ پھر قسم بخدا! جب بھی وہ سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف نکلا ہے تو وہ اس کا راستہ روکتے، آدمیوں کو قتل کر دیتے اور ساز و سامان چھین لیتے تھے۔

چنانچہ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ انہیں اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور جو بھی ان میں سے آپ کے پاس آ جائے گا وہ امان میں ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ یہاں تک کہ وہ پہنچ گئے حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ اور ان میں جاہلیت کی حمیت اور تعصب یہ تھا کہ انہوں نے اقرار نہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں اور نہ انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا اقرار کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیت اللہ شریف کے درمیان حائل ہو گئے۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حدیبیہ کے دن معاہدہ لکھنے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ آئے۔ ہم چودہ سو افراد تھے۔ پھر مشرکین مکہ کے ساتھ ہماری صلح کی گفتگو ہوئی۔ جب ہم نے صلح کر لی اور ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل گئے تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سائے میں لیٹ گیا۔ تو اہل مکہ کے چار مشرک میرے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے باتیں کرنے لگے۔ تو میں نے انہیں غصے میں چند باتیں کہیں اور دوسرے درخت کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے۔ پس وہ اسی حالت میں تھے کہ وادی کے نیچے کی جانب سے منادی نے بلایا: اے مہاجرین! مدد کو آؤ۔ ابن زنیم قتل کر دیئے گئے۔ پس میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چاروں پر سختی کی۔ وہ سوئے پڑے تھے۔ میں نے ان کے ہتھیار لے لیے۔ اور تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے چہرۂ مصطفیٰ کو قابل تکریم بنایا! تم میں سے کوئی اپنا سر نہ اٹھائے، ورنہ میں اسے مار دوں گا جس میں اس کی آنکھیں ہیں (یعنی اس کا سر قلم کر دوں گا)۔ پھر میں انہیں چلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے آیا اور میرا چچا عامر عبلات میں سے ایک آدمی کو لے آیا۔ اس کا نام مکرز تھا اور مشرک تھا۔ وہ اسے کھینچ کر لا رہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 16-113، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 5، صفحہ 233 (9784)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھا۔ حتی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ستر مشرکین اکٹھے کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو، ان کے لیے ابتداء اور انتہاء میں گناہ ہوں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ۔(1)

امام احمد، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابونعیم نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے تنے کے پاس تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ اور اس درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ کی پشت پر پڑ رہی تھیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو آپ ﷺ کے سامنے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تو سہیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ہم نہ رحمٰن کو جانتے ہیں اور نہ رحیم کو۔ آپ ہمارے عہد نامے میں وہ لکھیں جسے ہم پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لکھو۔ ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' اور لکھا یہ وہ شرائط ہیں جن میں محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے صلح کی۔ پھر سہیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: تحقیق ہم نے آپ کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس لیے ہمارے فیصلہ میں وہ لکھو جسے ہم جانتے ہیں۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لکھو ان شرائط پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے صلح کی۔ پس ہم اسی حالت پر تھے کہ اچانک تیس نوجوان ہماری طرف آئے۔ وہ ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ وہ ہمارے سامنے جھپٹ پڑے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں کو پکڑ لیا۔ اور حاکم کے الفاظ ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت کو سلب کر لیا۔ پس ہم ان کی طرف اٹھے اور انہیں پکڑ لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا تم کسی کی ضمان میں ہو یا کسی نے تمہیں امان دی ہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے ان کا راستہ چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن اُبزی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ قربانی کا جانور لے کر نکلے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر آ کر رکے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ آپ کی قوم پر بغیر ہتھیاروں اور گھوڑوں کے جنگ مسلط ہو جائے گی۔ پس آپ نے مدینہ طیبہ پیغام بھیجا اور اس میں جو ہتھیار اور دیگر سامان حرب تھا وہ اٹھا لیا۔ جب آپ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو قریش نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ منیٰ میں آ پہنچے اور منیٰ میں ہی نزول فرمایا۔ وہاں عیینہ بن عکرمہ بن ابی جہل آیا جو کہ پانچ سو افراد کی معیت میں آپ کے لیے نکلا تھا۔ پس آپ نے خالد بن ولید کو کہا: اے خالد! یہ تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ اور تیرے پاس گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا ہے۔ تو خالد نے کہا: میں سیف اللہ اور سیف رسول ہوں۔ یعنی (اللہ اور اس کے رسول کی تلوار) پس اس دن آپ کا نام سیف اللہ رکھا گیا۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ جہاں چاہیں مجھے بھیج دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب غزوۃ الاحزاب، جلد 12، صفحہ 49-147 (1807)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت

نے انہیں گھوڑے پر بھیجا اور وہ گھاٹی میں جا کر عکرمہ سے ملے اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکہ کی آبادی میں داخل کر دیا۔ پھر وہ تیسری بار لوٹا۔ پھر آپ نے اسے بھگا دیا۔ یہاں تک کہ اسے مکہ کی آبادی میں داخل کر دیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ الآیہ۔ فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو ان پر کامیابی عطا کرنے کے بعد مسلمانوں کو باقی رکھنے کے لیے ان سے روک لیا۔ مسلمان اس میں باقی رہے مگر وہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ گھوڑے انہیں روند ڈالیں۔ (1)

امام ابن منذر نے ضحاک اور سعید بن جبیر دونوں سے یہ بیان کیا ہے کہ معکوف بمعنی محبوس ہے (جس کو روکا گیا)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے۔ جب انہیں بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا تو وہ اس کی طرف اس طرح مشتاق ہوئے جیسے اپنے بچوں کی طرف اشتیاق کا اظہار کیا جاتا ہے۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے۔ اس دن جب آپ نے درخت کے نیچے بیعت لی اور اس دن جب کہ قربانی کے جانوروں کو لوٹا دیا گیا کہ وہ بندھے رہیں اور وہ اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں۔ تو مشرکوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا محمد! (ﷺ) کون سی شے آپ کو اس پر برانگیختہ کر رہی ہے کہ آپ انہیں ہم پر داخل کریں حالانکہ ہم اسے ناپسند کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تجھ سے اور تیرے آباء و اجداد سے بہتر اور افضل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بالیقین اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ الآیہ کے بارے حسن بن سفیان، ابو یعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن قانع، الباوردی، طبرانی، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابو جمعہ جنید بن سبیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے دن کے پہلے حصہ میں کافر ہونے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ لڑی اور دن کے آخری حصہ میں مشرف باسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ لڑی۔ پس ہمارے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ ہم نو افراد تھے جن میں سات مرد اور دو عورتیں تھیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ فرمایا: جب کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو واپس لوٹایا۔ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ کہ تم انہیں ان کے قتل کرنے کے سبب روند ڈالو گے۔ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر کفار مومنین سے الگ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کو قتل کرنے کے سبب دردناک عذاب دیتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ کے بارے میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 15-314، دار صادر بیروت

اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے دن مشرکین سے ان مومنین کو دور کر دیا جو ان کے درمیان رہ رہے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے اور وہ اسلام کی بات کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ناپسند فرمایا کہ انہیں اذیت دی جائے اور انہیں روندڈالا جائے جس وقت کہ محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کو حدیبیہ کے دن واپس لوٹا دیا گیا۔ سو مسلمانوں کو ان کی وجہ سے عار پہنچے گی۔ بغیر علم کے یعنی بے علمی کے سبب گناہ پہنچے گا۔(1)

امام ابن جریر نے ابن زید سے بیان کیا ہے کہ مَّعَرَّةٌۢ معنی گناہ ہے۔ اور لَوْ تَزَیَّلُوْا کا معنی ہے اگر وہ جدا ہو جائے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت میں عَذَابًا اَلِیْمًا۝ سے مراد قتل اور قید ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کو کفار سے دور ہٹا دے گا۔(4)

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۝۲۶

"جب جگہ دی کفار نے اپنے دلوں میں ضد کو ہی (زمانہ) جاہلیت کی ضد تو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے رسول (مکرم) پر اور اہل ایمان پر اور انہیں استقامت بخش دی تقویٰ کے کلمہ پر اور وہ اس کے حق دار بھی تھے اور اس کے اہل بھی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سہل بن حنیف سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے صفین کے دن کہا: تم نے اپنے آپ کو بدگمان کیا ہے۔ تحقیق تو نے ہمیں حدیبیہ کے دن دیکھا کہ ہم اس صلح سے خوف کھا رہے تھے جو حضور نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان قائم ہوئی اور اگر ہم جنگ دیکھتے تو بالیقین ہم جنگ کرتے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر عرض کی: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تو پھر عرض کی: پھر ہم کیوں اپنے دین کے بارے میں کمزوری دکھا رہے ہیں اور اس کی طرف لوٹ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا؟ تو آپ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 117، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 19-117
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 213 (2908)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 118

فرمایا: اے ابن خطاب! بلاشبہ میں الله تعالیٰ کا رسول ہوں، الله تعالیٰ ہرگز مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پس وہ حالت غضب میں واپس لوٹ گئے اور صبر نہ کر سکے۔ حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنہ کے پاس آئے: اور کہا: اے ابوبکر! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم کی آگ میں نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تو پھر کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنہ نے فرمایا: اے ابن خطاب! بلاشبہ وہ الله تعالیٰ کے رسول ہیں۔ الله تعالیٰ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی تو رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی الله عنہ کو بلا بھیجا اور انہیں یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ انہوں نے عرض کی: یارسول الله! صلی الله علیہ وآلہ وسلم کیا یہ فتح ہے؟ تو آپ صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔(1)

امام نسائی اور حاکم رحمہما الله نے حضرت ابوادریس رحمہ الله کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی الله عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ یہ آیت پڑھتے تھے: اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ۔ اگر تم بھی اسی طرح ضد کرتے جیسے انہوں نے ضد کی تو مسجد حرام میں فساد برپا ہو جاتا۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ پس وہ خبر حضرت عمر رضی الله عنہ تک پہنچی تو وہ آپ پر گراں ثابت ہوئی تو آپ نے انہیں اپنی طرف بلا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام میں سے بھی کچھ لوگوں کو بلا بھیجا۔ ان میں حضرت زید بن ثابت رضی الله عنہ بھی تھے۔ تو آپ نے فرمایا تم میں سے سورۂ فتح کون پڑھے گا؟ تو حضرت زید رضی الله عنہ نے آج کی ہماری قرأت کے مطابق پڑھی تو حضرت عمر رضی الله عنہ کو اس سے غصہ آ گیا۔ تو حضرت ابی رضی الله عنہ نے کہا: کیا میں بات کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا بات کیجئے۔ تو انہوں نے کہا: تحقیق آپ یہ جانتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی الله علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا تھا اور آپ صلی الله علیہ وآلہ وسلم مجھے پڑھایا کرتے تھے اور آپ دروازے پر ہوتے۔ لہٰذا اگر آپ پسند فرمائیں کہ میں لوگوں کو اس طرح پڑھاؤں جیسے آپ صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پڑھائی ہے۔ تو میں پڑھاتا ہوں ورنہ جب تک میں زندہ رہا ایک حرف بھی نہیں پڑھاؤں گا۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگوں کو پڑھاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ الله نے حضرت ابن جریج رحمہ الله سے حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش نے حضور نبی کریم صلی الله علیہ وآلہ وسلم کے ان پر داخل ہونے کے بارے ضد کی اور کہا: وہ ہم پر ہمیشہ کے لیے داخل نہیں ہو سکتے۔ تو الله تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی الله علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ضد کو ختم کر دیا (یعنی ان کے جواب میں انہوں نے ضد نہ کی)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت اجلح رحمہ الله سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی الله عنہ حسین بالوں والے، خوبرو شکل اور شکار کے عادی انسان تھے۔ ایک دفعہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم ابوجہل کے پاس سے گزرے۔ اس نے آپ صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو روکا اور آپ کو اذیت پہنچائی۔ پس حضرت حمزہ شکار سے واپس لوٹے۔ ان کی دو بیویاں ان کے پیچھے چلنے لگیں۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: اگر یہ جان لیں جو کچھ ان کے بھتیجے کے ساتھ ہوا ہے۔ آپ نے اپنی رفتار آہستہ کی اور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا ہوا ہے؟ یہ سن کر آپ میں حمیت آ گئی۔ چنانچہ آئے اور سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 83، داراحیاء التراث العربی بیروت

وہاں ابوجہل کے سر پر اپنی قوس سے ضرب لگائی۔ پھر کہا: میرا دین وہی ہے جو محمد ﷺ کا دین ہے، اگر تم سچے ہو تو مجھے روک لو۔ قریش اٹھ کر ان کی طرف آئے اور کہنے لگے یا ابایعلی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ فرمایا: مراد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ تو اس کے بارے ترمذی، عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن جریر، دار قطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى کے بارے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابو الحسین بن مروان رحمہما اللہ نے فوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہے۔

امام احمد نے حمران مولیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بلاشبہ میں وہ کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ دل سے حق سمجھ کر کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام قرار دیتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلمہ اخلاص کون سا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کے اصحاب پر لازم کیا ہے۔ اور وہی وہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى ہے جس کی ترغیب اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کو موت کے وقت دلائی۔ اور وہ شہادت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ "شَهَادَةُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔ اور یہی ہر قسم کے تقویٰ کی بنیاد ہے۔(4)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الفتح، جلد 9، صفحہ 122 (3265)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 120، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 63، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 121

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت علی الازدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ تو آپ نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' تو آپ نے فرمایا: یہی ہے یہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور دار قطنی رحمہما اللہ نے الافراد میں حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ دونوں نے کہا کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰی سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ'' ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان دو میں سے ایک نے کہا: كَلِمَةَ التَّقْوٰی سے مراد اخلاص ہے۔ اور دوسرے نے کہا كَلِمَةَ التَّقْوٰی سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ'' ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰی سے مراد کلمۃ الاخلاص ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد، حسن، قتادہ، ابراہیم تیمی اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہم سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطا خراسانی سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمان اس کا زیادہ حق رکھتے تھے اور وہی اس کے اہل تھے۔(8) واللہ اعلم۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 122 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 121 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 122 8۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 123

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ کہ تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا امن وامان سے، منڈواتے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشواتے ہوئے، تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہوگا۔ پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے تو اس نے عطا فرمادی (تمہیں) اس سے پہلے ایسی فتح جو قریب ہے۔ وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر۔ اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے''۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام امن وامان سے، اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور ترشواتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب آپ نے حدیبیہ کے مقام پر قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو صحابہ کرام نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا خواب کہاں گیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ تک مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ پھر وہ لوٹ کر آئے اور خیبر کو فتح کیا۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کیا۔ پس آئندہ سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کی تصدیق ہوگئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ کے تحت آپ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کی تاویل عمرہ قضاء ہے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کا اپنے سروں کو منڈاتے ہوئے یا ترشواتے ہوئے بیت اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ سچا خواب دکھایا۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ امن وامان کے ساتھ ہیں، اپنے سروں کو منڈوا رہے ہیں اور ترشوا رہے ہیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ تم عنقریب اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بالوں کو ترشواتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ جب یہ سورت حدیبیہ کے مقام پر نازل ہوئی اور اس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں داخل نہ ہو سکے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 123، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً

تو منافقین نے اس بارے میں طعنہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ یعنی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں دکھایا اگر آپ اسی سال داخل ہوں گے، لیکن آپ داخل ضرور ہوں گے۔ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مکان کا رد کیا ہے جو مومن مردوں اور عورتوں کے سامنے تھا اور مؤخر کیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں اسے داخل فرمائے گا جسے چاہے گا، ان میں سے جو یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ فرمایا: اس فتح سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ کہ جب وہ حدیبیہ سے لوٹ کر آئے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ فتح عطا فرمائی۔ اور حدیبیہ کے تمام شرکاء پر اسے تقسیم فرما دیا۔ سوائے انصار کے ایک آدمی کے، جسے ابودجانہ سماک بن خرشہ کہا جاتا ہے۔ وہ حدیبیہ میں حاضر تھے مگر خیبر سے غائب تھے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالعقدہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین و انصار بھی تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔ تو قریش آپ کی جانب نکل پڑے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف سے روک دیا، یہاں تک کہ فریقین کے درمیان گفتگو اور تنازع شروع ہو گیا اور قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ چھڑ جاتی۔ تو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے درخت کے نیچے بیعت لی۔ اس وقت ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ وہی بیعت رضوان کا دن ہے۔ پس آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ قریش نے کہا ہم آپ کے ساتھ صلح اس شرط پر کرتے ہیں کہ آپ اپنی قربانیاں اسی مقام پر ذبح کر دیں اور سر منڈوا کر واپس چلے جائیں۔ اور جب آئندہ سال آئے گا تو ہم آپ کے لیے تین دن تک مکہ مکرمہ خالی کر دیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ پس وہ عکاظ کی جانب نکل گئے۔ اور تین دن تک وہیں مقیم رہے۔ اور انہوں نے آپ پر یہ شرط بھی لگائی کہ آپ سوائے تلوار کوئی ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے۔ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی آدمی آپ کے ساتھ آ ملے تو آپ اسے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں قربانی کا جانور ذبح کیا، حلق کرایا اور واپس لوٹ گئے۔ حتیٰ کہ آئندہ سال جب وہی دن آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لائے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے اور آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ الآیہ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت بھی نازل فرمائی: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (البقرہ: 194) الآیہ۔ (2)

رہا ارشاد گرامی مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ تو اس کے بارے امام مالک، طیالسی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بال ترشوانے والوں پر بھی۔ پھر آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 383 (36843)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بال ترشوانے والوں پر بھی۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: بال ترشوانے والوں پر۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کہا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہی جملہ فرمایا۔ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ'' صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی۔ (2)

امام طیالسی، احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما کے سوا حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تمام اصحاب نے اپنے سروں کا حلق کرایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار مغفرت طلب کی اور قصر کرانے والوں کے لیے صرف ایک بار۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حبشی بن جنادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: اے اللہ! قصر کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی مریم رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی۔ میں نے اس دن اپنے سر کا حلق کرایا ہوا تھا اور اپنے سر کا حلق کرانا سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے خوش کر رہا تھا۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی الحصین رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنی دادی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حلق کرانے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے ایک بار دعا فرمائی۔ (6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفضیل الحلق، جلد 9، صفحہ 43 (318)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفضیل الحلق، جلد 9، صفحہ 44-43 (1302)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 89، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الحلق، جلد 3، صفحہ 220 (13621)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 221 (13622)

6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفضیل الحلق، جلد 9، صفحہ 44 (1303)

یہ فرماتے سنا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ تین بار کہا۔ تو پھر ایک آدمی نے عرض کی: قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ ﷺ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ سے یہ پوچھا گیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے صرف ایک بار دعا مانگی ہے۔ یہ ترجیح کیوں دی؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ تین بار کہا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حلق کرانے والوں کو کیا ہوا کہ آپ نے رحم کی دعا میں انہیں ترجیح دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پہلی بار حج کرنے والے آدمی کے لیے مستحب قرار دیتے تھے کہ وہ حلق کرائے اور پہلی بار عمرہ کرنے والے کے لیے مستحب قرار دیتے تھے کہ وہ بھی حلق کرائے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ حلق کرنے والے کو فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ حج اور عمرہ میں حلق کرے تو دونوں ہڈیوں تک پہنچے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطار حمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: سنت یہ ہے کہ حلق دونوں ہڈیوں تک ہو۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حلق کرنے والے کو اسی طرح فرمایا اور اپنے دست مبارک سے دائیں جانب اشارہ کیا۔(7)

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر حلق نہیں ہے بلکہ ان پر صرف تقصیر (بال ترشوانا) ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 177، دار صادر بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما جری فی احرامہم، جلد 4، صفحہ 151، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الحلق، جلد 3، صفحہ 220 (13618)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً (13614)

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 318 (14565)
6۔ ایضاً (14569)
7۔ ایضاً (14570)

فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

"(جان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ (سعادت مند) جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقت ور ہیں، آپس میں بڑے رحم دل ہیں، تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوئے اور کبھی سجدہ کرتے ہوئے، طلب گار ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے۔ ان (کے ایمان وعبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔ یہ ان کے اوصاف تورات میں (مذکور) ہیں۔ نیز ان کی صفات انجیل میں بھی (مرقوم) ہیں۔ (یہ صحابہ) ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا پھر تقویت دی اس کو پھر وہ مضبوط ہو گیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اپنے تنے پر (اس کا جوبن) خوش کر رہا ہے بونے والوں کو، تا کہ (آتش) غیظ میں جلتے رہیں انہیں دیکھ کر کفار۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجر عظیم کا"۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے بروایت مالک ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ مالک نے فرمایا: یہ انجیل میں نازل ہوا اور یہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی نعت ہے۔

امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن ابی شیبہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رونے سے الگ پہچاننے لگی۔ حالانکہ میں اپنے حجرہ میں تھی۔ اور وہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ عرض کی گئی: رسول اللہ ﷺ کیسے کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ کی آنکھیں کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھیں۔ لیکن جب آپ یہ کیفیت پاتے تھے تو اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرمائے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانا وہ ہم میں سے نہیں۔ (2)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ما جاء فی رحمۃ الناس، جلد 6، صفحہ 28 (1922)، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ما ذکر فی الرحمۃ من الثواب، جلد 5، صفحہ 214 (25359)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بدبخت کے سوا رحمت کسی سے نہیں چھینی جائے گی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرمائے گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس علامت سے مراد وہ نشان نہیں جو تم دیکھتے ہو۔ بلکہ اس سے مراد اسلام کی علامت، اس کی آب و تاب، اس کا حسن و جمال اور اسلام کا خشوع اور عجز و انکساری ہے۔(3)

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ السمت سے مراد حسن ہے۔(4)

امام طبرانی نے الاوسط اور صغیر میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے تحت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ نور ہے جو قیامت کے دن ان کے چہروں پر نمایاں ہوگا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ سے مراد وہ سفیدی ہے جو قیامت کے دن ان کے چہروں کو ڈھانپ لے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے چہروں میں سجدوں کی جگہ قیامت کے دن نسبتاً زیادہ سفید اور روشن ہوگی۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے پر فخر کریں گے جن کی امت کے افراد زیادہ ہوں گے۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اس دن تمام کی نسبت زیادہ افراد کے ساتھ آؤں گا۔ اس دن ان میں سے ہر آدمی بھرے ہوئے حوض پر کھڑا ہوگا۔ اس کے پاس عصا ہوگا۔ اور اپنی امت میں سے جسے اس نے پہچان لیا وہ اسے بلا لے گا۔ اور ہر امت کے لیے ایک علامت ہوگی جس کے سبب ان کا نبی انہیں پہچان لے گا۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سنن میں حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں سائب بن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ماذکر فی الرحمۃ من الثواب، جلد 5، صفحہ 214 (25360)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 215
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

یزید کے پاس تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا اس کے چہرہ میں سجدوں کا نشان تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: تحقیق اس نے اپنا یہ چہرہ خراب کر دیا ہے۔ قسم بخدا! یہ وہ نشان نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ میں اسی برس سے اپنے چہرے پر نماز پڑھ رہا ہوں۔ میری آنکھوں کے درمیان سجدوں سے کوئی نشان نہیں بنا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد چہرے پر نشان نہیں بلکہ اس سے مراد خشوع ہے۔(1)

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خشوع اور تواضع ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وضو کے پانی کی تری اور مٹی کی نمنا کی ہے۔(3)

امام ابن نصر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد رات کو جاگنا ہے کیونکہ جب آدمی رات کو جاگتا ہے تو اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کیا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ سے مراد رات کو جاگنے (کا نشان) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا: جب آپ اپنی امت کے کسی آدمی کی طرف دیکھیں گے تو آپ وضو کے اثر سے پہچان لیں گے کہ یہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہے۔ اور جب آپ صبح کریں گے تو آپ پہچان لیں گے کہ اس نے رات کی نماز (نماز تہجد) پڑھی ہے۔ اے محمد! ﷺ وہ دین میں پاک دامنی، حیاء اور عادات و خصائل کا حسین ہونا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کی طرف لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ تحریر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کی جانب سے ہے جو کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اس بھائی کے صاحب ہیں جنہوں نے اس (دین) کی تصدیق کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے۔ خبردار سنو! اے تورات کو ماننے والی جماعت! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرمایا ہے۔ اور تم اپنی کتاب میں یہ پاتے ہو: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ الی آخر السورۃ۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے تورات و انجیل میں لکھا ہوا ہے۔(4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 129

ابوعبید، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن منذر نے عمار مولی بنی ہاشم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قدر کے بارے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کے بارے سورۂ فتح کے آخر پر اکتفا کرو: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ الی آخرالسورۃ۔ یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق سے پہلے ان کی نعت اور تعریف بیان کی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے بارے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے لیے بعض کے دلوں میں رحمت ڈال دی۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ فرمایا ان کی علامت نماز ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ فرمایا اسی کی مثل تورات میں ہے۔ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ فرمایا یہ دوسری مثال ہے۔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فرمایا یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نعت انجیل میں ہے (1) آپ سے کہا گیا: بے شک عنقریب ایک قوم آئے گی، وہ کھیتی کے اگنے کی طرح اگیں گے۔ اور انہیں میں سے ایک جماعت ہوگی جو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ان کی نمازوں کے آثار ان کے چہروں میں ظاہر ہوں گے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فرمایا: اس کی بالی جب اپنے دانے سے نکل کر نباتات بننے تک پہنچتی ہے۔ "فَاٰزَرَهٗ" فرماتے ہیں: جب کہ اس کی کونپلیں اکٹھی ہو کر بالیاں بن جاتی ہیں۔ تو یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی بیان فرمائی ہے۔ جب ایک قوم نکلے گی وہ اس طرح اگیں گے جس طرح کھیتی اگتی ہے۔ ان میں لوگ ہوں گے جو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ پھر ان میں وہی مضبوط ہو جائیں گے جو ان کے ساتھ تھے۔ اور یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ اکیلے ہی تنہا نبی کو مبعوث فرمائے گا۔ پھر تھوڑے سے لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے۔ وہ اس کے ساتھ ایمان لے آئیں گے پھر وہ قلیل کثیر ہو جائیں گے۔ اور عنقریب وہ قوت پکڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کفار پر غالب کر دے گا۔ پس وہ اپنی کثرت اور اپنے حسین اگنے کے سبب بونے والے کو خوش کر رہا ہے۔ (2)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے "كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ" کے بارے فرمایا: گندم کا بیج (دانے) متفرق ہوتا ہے۔ اور ہر دانے نے ایک پٹھا اگایا ہے پھر اس کے اردگرد اسی طرح کے اور پٹھے اگائے۔ یہاں تک کہ اسے تقویت دی اور وہ سیدھا اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔ وہ فرما رہا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب قلیل تھے۔ پھر وہ کثیر ہو گئے اور انہوں نے تقویت پکڑ لی۔ (3)

ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَزَرْعٍ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ کھیت کی اصل اور بنیاد حضرت عبدالمطلب ہیں۔ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ جس نے اپنا پٹھا نکالا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 126,29,30,31، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 127,32,33

3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 132

فَاٰزَرَهٗ پھر اسے تقویت دی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ فَاسْتَغْلَظَ پھر وہ مضبوط ہو گیا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ، فَاسْتَوٰى پھر سیدھا کھڑا ہو گیا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے سبب۔ عَلٰى سُوْقِهٖ اپنے تنے پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تاکہ انہیں دیکھ کر کفار (آتش) غیظ میں جلتے رہیں۔

ابن مردویہ، قلطی اور احمد بن محمد الزہری نے فضائل الخلفاء الاربعہ میں، اور شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ یعنی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح۔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فَاسْتَغْلَظَ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام مراد ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ یعنی کھیت کی مانند جس نے اپنا پٹھا نکالا۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ کا معنی ہے اس کھیت کی مانند جس نے اپنا پٹھا اور اپنی کونپلیں نکالیں۔ (1)

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ کا معنی ہے جب اس سے طاقت نکلتی ہے۔ فَاٰزَرَهٗ تو اس نے اسے تقویت دی۔ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ فرمایا: یہی مسلمانوں کی مثال ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ کا مفہوم یہ ہے کہ جو کھیتی کے پہلو میں نکلتا ہے پھر وہ اسے کمال تک پہنچاتی ہے اور بڑھاتی ہے۔ فَاٰزَرَهٗ پھر اس نے اسے مضبوط کیا اور اس کی معاونت کی۔ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ پھر وہ اپنی جڑوں پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ (2)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سورۂ فتح پڑھی۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تو فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ذریعہ کفار کو (آتش) غیظ میں جلائے۔ پھر فرمایا: تم کھیت ہو اور اس کی کٹائی کے دن قریب ہیں۔ (3)

حاکم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے انہیں استغفار کا حکم دیا، تو کفار نے انہیں برا بھلا کہا۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جز 26، صفحہ 32-131
3۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 501 (3718)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (3719)

آیاتہا ۱۸ سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۴۹ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۂ حجرات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

"اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے"۔

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ بنی تمیم کے گھوڑ سواروں کی ایک جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کیا جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنایا جائے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے فقط مجھ سے اختلاف کا ارادہ لیا ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے آپ کی مخالفت کا قصد نہیں کیا۔ پس اسی وجہ سے دونوں کے درمیان گفتگو کا تکرار ہونے لگا یہاں تک کہ دونوں کی آواز بلند ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ یعنی تم کتاب و سنت کے خلاف کچھ نہ کہو۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے اگر اس کے بارے (کچھ) نازل کیا جائے اور اس کی وضع اس اس طرح ہو۔ سو اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسند فرمایا اور اسی کے بارے میں مذکورہ حکم فرمایا۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی بیان کی ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلام کرنے سے منع کیا گیا۔ (5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143 (عن الحسن) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری تفسیر سورۂ حجرات، جلد 2، صفحہ 718، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 134، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قربانی کے دن کچھ لوگوں نے اپنے جانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی سے پہلے ذبح کر دیئے۔ تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ جانور ذبح کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الاضاحی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی کا جانور ذبح کیا۔ تو اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ تم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے سے پہلے روزے نہ رکھو۔

امام ابن نجار نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لوگ رمضان المبارک آنے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ لوگ مہینے کا آغاز اس کے آنے سے پہلے کر لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی روزے رکھنے لگتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح پڑھا ہے لَا تَقَدَّمُوْا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی شے کے بارے فیصلہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان پر فیصلہ فرمادے۔(2) حفاظ نے کہا ہے: یہ تفسیر لَا تُقَدِّمُوْا یعنی تاء اور دال کے فتحہ کی قرأت کے مطابق ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۳

"اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو۔ (اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے۔ انہی کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 134

امام بخاری، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریب تھا دونوں عظیم اور اعلیٰ انسان ہلاک کر دیئے جاتے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی آوازیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت بلند ہوگئیں۔ جب بنی تمیم کی ایک جماعت آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی تو ان دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس کے بارے میں اور دوسرے نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں اشارہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے صرف مجھ سے اختلاف کا ارادہ کیا ہے، تو انہوں نے جواب دیا میں نے تم سے اختلاف کا قصد نہیں کیا۔ پس اسی بحث مباحثہ میں دونوں کی آواز بلند ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیہ۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: اس آیت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے (اتنی آہستہ آواز سے) گفتگو کرتے تھے (کہ وہ کسی اور کو سنائی نہ دیتی تھی) یہاں تک کہ آپ سے اس کے بارے دریافت کیا جاتا۔ (1)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے اسی طرح بیان کیا ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اسے اپنی قوم پر عامل (حاکم) مقرر فرما دو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اسے عامل نہ بنانا۔ پس دونوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی موجودگی میں کلام کا تکرار کرنے لگے حتیٰ کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے فقط میری مخالفت کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں نے تمہاری مخالفت کا قطعاً ارادہ نہیں کیا۔ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ پس اس آیت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جب بھی کلام کرتے تو وہ کسی کو سنائی نہ دیتا۔ یہاں تک کہ ان سے اس کے بارے پوچھا جاتا۔

امام بزار، ابن عدی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قسم بخدا! میں آپ سے کوئی کلام نہیں کروں گا مگر سرگوشی کرنے والے بھائی کی طرح۔ (3)

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو سلمہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 718، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الحجرات، جلد 9، صفحہ 123 (3266)، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 78 (4449)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی میں آپ سے کلام نہیں کروں گا مگر سرگوشی کرنے والے بھائی کی طرح یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں گا۔ (یعنی مجھے موت آجائے گی)۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ اونچی آواز سے ایک دوسرے کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اپنی آوازوں کو خوب بلند کر لیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز کے ساتھ نہ پکارو۔ بلکہ انتہائی نرم اور دھیمے انداز میں کہو یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابویعلی، بغوی نے معجم الصحابہ میں، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں ہی وہ ہوں جو اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند کرتا ہوں۔ سو میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں اہل نار میں سے ہو گیا۔ وہ انتہائی پریشان حال اور غمگین ہو کر اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حاضر نہ پایا۔ تو قوم کے بعض افراد ان کی طرف گئے اور انہیں جا کر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مفقود پایا ہے تمہیں کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں اپنی آواز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند کرتا ہوں اور میں آپ سے زور سے گفتگو کرتا ہوں۔ بس میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں اہل نار میں سے ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ تو کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ پھر انہوں نے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔

امام ابن جریر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ الآیہ تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ راستے میں بیٹھ کر رونے لگے۔ تو عاصم بن عدی بن عجلان ان کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے پوچھا: اے ثابت! تم کیوں رو رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا اس آیت سے میں خوفزدہ ہو گیا ہوں کہ یہ میرے بارے میں ہی

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حجرات، جلد 2، صفحہ 501 (3720)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 136، داراحیاء التراث العربی بیروت

نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ میں ہی بلند آواز آدمی ہوں۔ پس حضرت عاصم بن عدی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے بارے آپ کو خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ حاضر خدمت ہوئے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: اے ثابت! کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو عرض کی: میں بلند آواز آدمی ہوں اور میں ڈر رہا ہوں کہ یہ آیت میرے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِیْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟" کیا تو اس سے راضی اور خوش نہیں ہے کہ تو قابل تعریف زندگی گزارے، شہادت کی موت سے سرفراز ہو اور جنت میں داخل ہو جائے؟ عرض کی: میں راضی ہوں۔ میں کبھی بھی اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز پر بلند نہیں کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الآیہ۔(1)

امام ابن حبان، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے ہلاک ہونے کا خوف اور اندیشہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آدمی کو منع فرماتا ہے کہ ایسے کام کے سبب اس کی تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں اپنے بارے میں انتہائی پسندیدہ اور محبوب تعریف پاتا ہوں، اللہ تعالیٰ خود پسندی اور غرور سے روکتا ہے حالانکہ میں اپنے آپ کو انتہائی زیادہ حسن و جمال والا پاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہماری آوازوں کے آپ کی آواز پر بلند ہونے سے روکتا ہے اور میں بلند آواز والا آدمی ہوں۔ تو اس کے جواب میں کریم آقا ﷺ نے فرمایا اے ثابت! کیا تو اس پر راضی اور خوش نہیں ہے کہ تو قابل تعریف زندگی گزارے، شہادت کی موت سے سرفراز ہو اور جنت میں داخل ہو؟ "یَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِیْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟"(2)

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاطراف میں فرمایا: اسی طرح حضرت ابن حبان رحمہ اللہ نے اس روایت کو بیان کیا ہے اور اس میں اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسماعیل نے یہ روایت ثابت سے خود سنی ہے۔ سو یہ روایت منقطع ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے موطأ میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے، انہوں نے اسماعیل سے اور انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اور آگے مذکورہ روایت ذکر کی۔ اور انہوں نے مؤطا کے راویوں میں سے اکیلے سعید بن عفیر کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چونکہ اسماعیل نے حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پایا، اس لیے یہ روایت بالیقین منقطع ہے۔ انتہی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ انتہائی غمزدہ اور پریشان حال تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ثابت! کیا ہوا ہے کہ میں تجھے اس طرح دیکھ رہا ہوں؟ تو آپ نے عرض کی: وہ آیت جو آپ نے اس رات پڑھی۔ میں تو ڈر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 136، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 67، مطبعۃ الزہراء الحدیثۃ موصل

رہا ہوں کہ میرے اعمال ضائع ہو گئے۔ یعنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ آپ کانوں سے بہرے تھے۔ اور عرض کی: سو میں ڈر رہا ہوں کہ وہ میں ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنی آواز کو بلند کیا اور آپ کے ساتھ گفتگو بھی زور کے ساتھ کی۔ اور وہ میں ہی ہوں کہ میرے عمل ضائع ہو گئے اور مجھے احساس تک نہ ہوا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر چلو انتہائی خوشے اور مسرت کے ساتھ، کیونکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔ "فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْشِ عَلَى الْاَرْضِ نَشِيْطًا فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ"۔(1)

امام علامہ بغوی اور ابن قانع رحمہما اللہ نے معجم الصحابہ میں حضرت محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے اور انہوں نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ تو میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ جب یہ خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو قابل تعریف اور خوش حال زندگی گزارے گا اور شہادت کی موت سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔(2)

امام علامہ بغوی، ابن منذر، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور انصار میں سے ایک آدمی سے ملاقات کی۔ میں نے کہا حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی حدیث مجھے بیان فرمایئے۔ تو اس آدمی نے کہا میرے ساتھ اٹھو۔ چنانچہ میں اس آدمی کے ساتھ چل پڑا۔ یہاں تک کہ میں ایک عورت پر داخل ہوا۔ اس آدمی نے بتایا: یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ جو آپ کا جی چاہے ان سے پوچھ لیجئے۔ میں نے اس سے کہا مجھے حدیث بیان کیجئے۔ تو اس نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیہ تو وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا اور رونا شروع کر دیا۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس حاضر نہ پایا تو فرمایا: ثابت کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی ہم تو نہیں جانتے انہیں کیا ہوا ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے اوپر اپنے گھر کا دروازہ بند کیا ہوا ہے اور وہ رو رہے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میں اونچی اور زوردار آواز والا ہوں۔ پس میں ڈر رہا ہوں کہ میرے عمل ضائع ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے۔ بلکہ تو خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ ہی مرے گا۔ اس عورت نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ (لقمان) تو انہوں نے پھر اپنے اوپر دروازہ بند کر لیا اور رونا شروع ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غیر حاضر پایا تو دریافت فرمایا۔ ثابت کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا! ہم اس کی حالت کو نہیں جانتے۔ سوائے اس کے کہ اس نے اپنا دروازہ بند کر رکھا ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 946، مکتبہ نزار الریاض

رو رہے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بلا بھیجا اور پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿﴾ (لقمان) قسم بخدا! میں حسن و جمال کو پسند کرتا ہوں اور میں یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ میں اپنی قوم کا سردار بنوں۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے۔ بلکہ تو قابل تعریف باعزت زندگی گزارے گا اور شہادت کی موت سے سرفراز ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر راوی نے کہا: جب جنگ یمامہ ہوئی تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ جب اس کا سامنا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے ہوا تو یہ بالکل ظاہر تھے۔ اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ابو حذیفہ کے غلام حضرت سالم سے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس طرح جنگ نہیں کرتے تھے۔ پھر دونوں نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور قوم نے ان پر حملہ کر دیا (یعنی جنگ شروع ہوگئی) یہ دونوں انتہائی ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ انتہائی نفیس اور قیمتی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی۔ پھر مسلمانوں میں سے ایک آدمی سویا پڑا تھا کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اسے خواب میں آئے اور فرمایا: میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اس پر عمل کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تو اسے ایک خواب کہہ کر ضائع کر دے۔ جب گزشتہ کل مجھے شہید کیا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی میرے پاس سے گزرا ہے، اس نے میری زرہ اٹھا لی ہے۔ اس کا خیمہ لشکر کے آخر میں ہے اور اس کے خیمے کے پاس گھوڑا بندھا ہوا ہے جو آگے پیچھے اچھل کود رہا ہے اور اس نے زرہ پر پتھر کی ہانڈی الٹی کر رکھی ہے اور اس ہانڈی پر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور انہیں جا کر کہہ کہ وہ میری زرہ کے لیے کسی کو بھیج کر اس سے زرہ لے لیں۔ اور جب تو خلیفہ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائے تو انہیں یہ اطلاع دینا کہ مجھ پر فلاں فلاں کا اتنا قرض واجب الادا ہے اور میرا اتنا قرض فلاں فلاں کے ذمہ ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ یہ ایک فقط خواب ہے اور تو اسے ضائع کر دے۔ چنانچہ وہ آدمی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو زرہ کے بارے اطلاع دی۔ تو آپ نے زرہ کے لیے آدمی بھیجا۔ تو اس نے دیکھا کہ خیمہ لشکر کے آخر میں ہے اور اس کے پاس ایک گھوڑا طویل رسی سے بندھا چر رہا ہے۔ پھر اس نے خیمے میں دیکھا تو اس میں کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ خیمے میں داخل ہو گئے، اور کجاوے کو اٹھایا تو اس کے نیچے ایک ہانڈی تھی۔ پھر اسے اٹھایا تو اس کے نیچے زرہ پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے اٹھا کر حضرت خالد بن ولید کے پاس لے آئے۔ پھر جب وہ مدینہ طیبہ آئے تو اس آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا۔ تو آپ نے موت کے بعد ان کی وصیت کو جائز قرار دیا۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ سوائے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے کسی کی موت کے بعد اس کی وصیت کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الآیہ حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔

امام ترمذی، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بدوی لوگوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور زور دار آواز کے ساتھ آپ ﷺ کو اس طرح بلانا شروع کر دیا یا محمد، یا محمد! ﷺ۔ تو ہم نے کہا: تیری ہلاکت ہو! اپنی آواز کو پست کر۔ کیونکہ تجھے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ قسم بخدا! (میں اس طرح بلاتا رہوں گا) یہاں تک کہ میں اپنی بات انہیں سنالوں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگے آؤ۔ تو اس نے عرض کی: آپ کا اس آدمی کے بارے کیا خیال ہے جو ایک قوم سے محبت تو کرتا ہے لیکن ان سے مل نہیں سکا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" آدمی کا انجام اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ زیادہ محبت کرتا رہا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ امْتَحَنَ کا معنی "اَخْلَصَ" (خالص کرنا، مختص کرنا) ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اسی کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ کاموں کے لیے ان کے دلوں کو خالص کر دیا۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا یا امیر المومنین! کیا وہ آدمی جو نہ برائی کی خواہش کرتا ہے اور نہ اس کے مطابق عمل کرتا ہے وہ افضل ہے یا کہ وہ آدمی جو برائی کی خواہش تو کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا بلاشبہ وہ لوگ افضل ہیں جو برائی کی اشتہاء تو رکھتے ہیں مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم (انسان) کا نفس جوان رہتا ہے اگرچہ اس کا بدن بوڑھا بھی ہو جائے سوائے ان لوگوں کے جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے مختص کر دیا ہے اور وہ بہت قلیل ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: تم میں سے ہر ایک کا نفس کسی شے کی محبت سے ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ اگرچہ اس کے سینے کی ہڈیاں بوڑھی بھی ہو جائیں۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے مختص کر دیا ہے اور وہ بہت قلیل ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَوْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝

''بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لاتے ان کے پاس تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام احمد، ابن جریر، ابوالقاسم بغوی، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے سند صحیح کے ساتھ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی سند سے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف باہر تشریف لائیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو پھر کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرا تعریف کرنا زینت ہے اور میرا مذمت کرنا عیب ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اللہ (کے قبضہ اختیار میں) ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ: ابن منیع نے کہا ہے: میں نہیں جانتا کہ اقرع کی یہ روایت اس سند کے بغیر بھی بیان کی گئی ہو۔ (1)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ کے تحت فرمایا: ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میری تعریف زینت ہے اور میری مذمت عیب ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ (2)

امام ابن راہویہ، مسدد، ابویعلی، طبرانی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عرب کے کچھ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: اس آدمی کی جانب چلو۔ پس اگر وہ نبی ہے تو پھر ہم تمام لوگوں سے بڑھ کر سعادت مند ہو گئے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو ہم اس کے زیر سایہ زندگی گزاریں گے۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ چنانچہ وہ آپ کے حجرہ کی طرف آئے اور آپ کو آوازیں دینے لگے یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا اور فرمانے لگے اے زید! اللہ تعالیٰ نے تیرے قول کی تصدیق کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے قول کی تصدیق کر دی ہے۔ (3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میری مدح باعث زینت وفخر ہے اور میری مذمت عیب اور نکتہ چینی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدح و مذمت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے تو اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے خبر دی گئی کہ بنی تمیم کے ایک آدمی اور بنی اسد بن خزیمہ کے ایک آدمی دونوں نے ایک دوسرے کو گالی گلوچ دیں۔ پس اسدی نے کہا اِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ جلد 26، صفحہ 141

اَلَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ یہ بنی تمیم کے بدوی لوگوں کا طریقہ ہے۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمیمی فقیہ اور دانا ہوتا (تو کہتا) بے شک اس کا پہلا حصہ بنی تمیم کے بارے ہے اور اس کا آخری حصہ بنی اسد کے بارے ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حبیب بن ابی عمرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے اور بنی اسد کے ایک آدمی کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اسدی نے کہا اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ بنی تمیم کا طریقہ ہے۔ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ (وہ اکثر ناسمجھ ہیں) تو میں نے اس کا تذکرہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو بنی اسد کے بارے میں یہ نہیں کہے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا (الحجرات: 17) کیونکہ عرب اسلام نہیں لائے یہاں تک کہ ان سے قتال کیا گیا اور ہم بغیر جنگ وقتال کے اسلام لائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت انہیں کے بارے نازل فرمائی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے بنی تمیم کے ایک آدمی کو کہا اور یہ آیت تلاوت کی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ یہ بنی تمیم کے بارے ہے۔ جب تمیمی اٹھ کر چلا گیا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اگر تمیمی جانتا ہوتا۔ اس کے بارے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسد کے بارے نازل کیا ہے تو یقیناً بات کرتا۔ ہم نے پوچھا ان کے بارے میں کیا نازل کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے بے شک ہم اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے اسلام لائے اور بے شک یہ ہمارا حق ہے (اور ہمارے ذمہ واجب ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا...... بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ بنی تمیم کے بدوی لوگوں کے بارے ہے۔ (1)

امام ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت یعلی بن اشدق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سعد بن عبد اللہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بنی تمیم کے بداخلاق اور اجڈ قسم کے لوگ تھے۔ اگر یہ لوگ کانے دجال کو قتل کرنے کے لیے دوسرے لوگوں سے بڑھ کر طاقتور اور مضبوط نہ ہوتے۔ تو میں ان کے بارے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ انہیں ہلاک کردے۔

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ ستر، اسی افراد پر مشتمل بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ ان میں زبرقان بن بدر، عطارد بن معید، قیس بن عاصم، قیس بن حارث اور عمرو بن اہتم بھی تھے۔ ان کے ساتھ عیینہ بن حصن بن بدر فزاری بھی چل پڑا۔ یہ وفد ہر گھاٹی طے کرتا رہا یہاں تک کہ وہ (لوگ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے پاس آ گئے اور حجروں کے باہر سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اکھڑ زبان کے ساتھ آوازیں دینے لگے: یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا، یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا، یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا۔ یعنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 41-140، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضور ﷺ کا نام نامی لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آیئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا: ''یَا مُحَمَّد اِنَّ مَدْحَنَا زَیْنٌ وَّاِنَّ شَتْمَنَا شَیْنٌ، نَحْنُ اَکْرَمُ الْعَرَبِ''یعنی ہم جس کی مدح کرتے ہیں وہ اس کے لیے باعث زینت ہوتی ہے اور جس کی مذمت کرتے ہیں وہ اس کے لیے باعث عیب بن جاتی ہے اور ہم تمام عربوں سے اشرف واعلیٰ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کَذَبْتُمْ بَلْ مَدْحَۃُ اللّٰہِ الزَّیْنُ وَشَتْمُہُ الشَّیْنُ وَاَکْرَمُ مِنْکُمْ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ'' اے بنی تمیم! تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی مذمت باعث تحقیر ہے اور تم سے اشرف واعلیٰ حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ پھر انہوں نے کہا بے شک ہم تو آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ ہم آپ کے ساتھ اظہار مفاخرت کریں۔ پس طویل وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں یہ ہوا کہ تمیمی اٹھے اور انہوں نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ اسی آدمی کے لیے (سب کچھ) بنایا گیا ہے۔ اس کا خطیب اٹھا، تو وہ ہمارے خطیب سے اعلیٰ اور بلند مرتبہ خطیب تھا اور اس کا شاعر ہمارے شاعر کی نسبت زیادہ وقیع اور اپنے فن کا ماہر تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝ کے بارے فرمایا کہ یہ پہلی قرأت میں تھا۔

امام ابن سعد، امام بخاری نے الادب میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں داخل ہوتا تھا، تو میں اپنے ہاتھ سے ان کی چھتوں کو چھو لیتا تھا۔ (1)

امام بخاری نے الادب میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ازواج مطہرات کے حجروں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنائے گئے اور باہر سے وہ بالوں سے بنے ہوئے کمبل کے ساتھ ڈھانپے ہوئے تھے۔ میرا گمان یہ ہے کہ ایک کمرے کی چوڑائی حجرہ کے دروازہ سے بیت کے دروازے تک تقریباً چھ، سات ذراع تھی اور اندر سے کمرے کی لمبائی دس ذراع تھی۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ بیت کی چھت سات، آٹھ ذراع کے درمیان ہوگی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطا خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجروں کو اس حالت میں پایا ہے کہ وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنے ہوئے تھے۔ ان کے دروازوں پر سیاہ بالوں سے بنے ہوئے کمبل تھے۔ پس ولید بن عبد الملک کا خط آیا۔ وہ پڑھنے لگا اور اس نے حکم دیا کہ ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی میں شامل کر دیئے جائیں۔ میں نے اس دن سے زیادہ اسے روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ پس میں نے اس دن حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: قسم بخدا! میری پسند یہ تھی کہ وہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیتے۔ اہل مدینہ سے لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ساری کائنات سے یہاں آنے والے آئیں گے۔ تو وہ مشاہدہ کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 397 (10734)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں کس شے پر اکتفا کیا ہے اور یہ چیزیں لوگوں کو مال کی کثرت اور مفاخرت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے سے روکتیں اور دور رکھتیں۔ اسی دن حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے کہا: کاش! انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا اور نہ گرایا جاتا۔ تاکہ لوگ بلند و بالا عمارتیں بنانے سے باز رہتے۔ اور وہ یہ مشاہدہ کرسکتے کہ کون سی شے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے پسند کیا ہے (اور کس شے پر وہ آپ سے راضی ہوا ہے) حالانکہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں آپ کے دست مبارک میں تھیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ﴿۶﴾ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۸﴾

"اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔ اور خوب جان لو تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما ہیں۔ اگر وہ مان لیا کریں تمہاری بات اکثر معاملات میں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنادیا ہے تمہارے نزدیک ایمان کو اور آراستہ کردیا ہے اسے تمہارے دلوں میں اور قابل نفرت بنادیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو۔ یہی لوگ راہ حق پر ثابت قدم ہیں۔ (یہ سب کچھ) محض اللہ کا فضل اور انعام ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑا دانا ہے"۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت حارث بن ضرار خزاعی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ میں نے اسے قبول کرلیا اور اسلام کی سعادت سے بہرہ ور ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ کا حکم قبول کرنے کو ارشاد فرمایا۔ تو میں نے اس کا بھی اقرار کرلیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں اپنی قوم کی طرف واپس جاتا ہوں۔ پس میں انہیں اسلام قبول کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف دعوت دوں گا۔ جنہوں نے میری اس دعوت کو قبول کرلیا، میں ان سے زکوٰۃ جمع کرلوں گا۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ میری طرف اپنا قاصد روانہ فرمائیں گے۔ اس اس طرح اس کی وضاحت کی جائے گی۔ تاکہ جو زکوٰۃ میں نے جمع کی ہوگی وہ آپ کے پاس لے آئے گا۔ پس جب حارث ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر چکے جنہوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ اور وہ تفصیلات جنہیں ان کی طرف بھیجنے کا رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا وہ

ان تک پہنچا چکے۔ تو قاصد رک گیا اور وہاں نہ آسکا۔ حارث نے یہ گمان کیا کہ اس سے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنی قوم کے خوشحال اور ذی مرتبہ لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے وقت معین فرمایا تھا کہ آپ اپنا قاصد میری طرف بھیجیں گے۔ تا کہ جو زکوٰۃ کا مال میرے پاس ہے وہ لے جائے اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے وعدہ خلافی ممکن نہیں۔ اس لیے میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ ﷺ کے قاصد کا نہ آنا آپ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا چلو ہم خود آقا دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ ادھر حضور نبی اکرم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو حارث کی طرف بھیجا تا کہ جو مال زکوٰۃ اس کے پاس جمع ہوا وہ اکٹھا کر کے لے آئے۔ جب ولید نے چلتے ہوئے کچھ راستہ طے کر لیا تو وہ گھبرا گیا اور واپس لوٹ آیا۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ حارث نے زکوٰۃ میرے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حارث کی طرف ایک دستہ بھیجا۔ حارث اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھیجا ہوا دستہ مدینہ طیبہ سے نکلا ہی تھا کہ حارث کی ان سے ملاقات ہوگئی۔ تو انہوں نے کہا: یہی حارث ہے۔ جب اس نے ان سے ملاقات کی تو ان سے پوچھا۔ تم کس کی طرف بھیجے گئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا تیری طرف۔ اس نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو تیری طرف بھیجا اور اسے یہ گمان ہوا ہے کہ تو نے اسے زکوٰۃ حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے اور تو نے اسے قتل کرنا چاہا ہے۔ حارث نے جواب دیا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! نہ میں نے اسے دیکھا اور نہ وہ میرے پاس آیا۔ پس جب حارث رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے زکوٰۃ سے انکار کیا ہے اور میرے قاصد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! نہ میں نے اسے دیکھا اور نہ اس نے مجھے دیکھا۔ میں نہیں آیا، مگر صرف اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد میرے پاس نہیں آیا، تو مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ ایسا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی کے سبب ہوا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۝ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝ (1)

امام طبرانی، ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ بن ناجیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو ہماری طرف بھیجا۔ پس وہ چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے قریب پہنچا۔ تو وہ واپس لوٹ آیا اور یہ واقعہ مریسیع کے بعد پیش آیا۔ پس میں بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک قوم کے پاس ان کی حالت جاہلیت میں آیا۔ انہوں نے لباس پکڑ لیے اور صدقہ روک لیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کو رد نہ کیا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ پس ولید

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 279، دار صادر بیروت

کے پیچھے بنی مصطلق گروہ کی صورت میں اپنے صدقات لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی وکیعہ کی طرف بھیجا۔ دور جاہلیت میں ان کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی۔ جب وہ بنی وکیعہ پہنچا تو انہوں نے اس کا استقبال کیا۔ تا کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے اسے غور سے دیکھیں۔ پس اس کو خطرہ لاحق ہوا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آیا اور آ کر کہا: بے شک بنی وکیعہ نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور صدقہ میرے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پس جب وہ خبر بنی کیعہ کو پہنچی جو ولید نے حضور نبی مکرم ﷺ کو بتائی، تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ولید نے جھوٹ بولا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ولید کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ...... الآیہ''

امام ابن راہویہ، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تا کہ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کرے۔ جب اس قوم نے یہ خبر سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعظیم کرتے ہوئے اسے انتہائی پرتپاک انداز سے ملے۔ لیکن شیطان نے ولید کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ یہ لوگ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ گیا اور جا کر کہا کہ بنی مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جب قوم کو اس کے واپس لوٹنے کی خبر پہنچی۔ تو وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے ہماری طرف زکوٰۃ وصول کرنے والا آدمی بھیجا۔ ہمیں اس سے انتہائی فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ پھر وہ راستہ میں سے ہی واپس لوٹ گیا۔ تو ہمیں یہ ڈر لاحق ہوا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی جانب سے باعث غضب و ناراضگی ہوگا۔ اسی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تا کہ ان سے صدقات لے آئے۔ جب یہ خبر ان تک پہنچی تو وہ انتہائی خوش ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے استقبال کے لیے باہر نکلے۔ جب اس کا علم ولید کو ہوا کہ وہ اس کی ملاقات کے لیے قبیلے سے باہر آئے ہیں۔ تو وہ راستے سے ہی واپس لوٹ گیا اور جا کر عرض کر دی: یا رسول اللہ! ﷺ بنی مصطلق نے مجھے مال زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کی خبر سن کر آقائے دوجہاں ﷺ نے شدید غیظ و غضب کا اظہار فرمایا۔ پس اسی اثناء میں کہ آپ اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ ان پر حملہ کریں، ایک وفد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جب ہمیں یہ خبر موصول ہوئی کہ آپ کا قاصد نصف راستے سے واپس لوٹ گیا ہے۔ تو ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ اس کے واپس لوٹنے کا سبب ایسا خط ہے جو ہم پر اظہار غضب کرتے ہوئے آپ نے اس کی طرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 154، داراحیاء التراث العربی بیروت

بھیجا ہو۔ پس اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام آدم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تا کہ ان کے صدقات وصول کرے۔ تو انہوں نے انتہائی امن وسکون اور خوشی کے ساتھ اس کے استقبال کا پروگرام بنایا۔ تو وہ راستے سے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف واپس لوٹ گیا اور جا کر بتایا کہ بنی مصطلق آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی وکیعہ کی طرف بھیجا اور زمانہ جاہلیت میں ان کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی۔ جب بنی وکیعہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے اس کے استقبال کا پروگرام بنایا۔ تا کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے اس میں غور وفکر کر سکیں۔ لیکن ولید قوم سے خوفزدہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور جا کر عرض کر دی کہ بنی وکیعہ نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے اور انہوں نے مجھے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جو کچھ ولید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا جب اس کی خبر بنی وکیعہ کو پہنچی۔ تو وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ ولید نے جھوٹ بولا ہے۔ البتہ ہمارے اور اس کے درمیان عداوت ودشمنی تھی۔ تو ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ جو ہمارے درمیان عداوت ہے وہ اس کا ہم سے انتقام لے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ولید کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ بے شک بنی فلاں۔ یہ عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اور آپ ﷺ کے دل میں ان کے خلاف کچھ جذبات تھے۔ ان کا اسلام قبول کرنے کا زمانہ ابھی نیا نیا تھا۔ انہوں نے نماز چھوڑ دی ہے۔ وہ مرتد ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی تیزی اور عجلت سے کام نہ لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں ان کی طرف بھیجا۔ پھر فرمایا: نماز کے وقت انہیں خوب دیر تک دیکھنا۔ اگر قوم نے واقعۃً نماز ترک کر دی ہے۔ تو پھر تم ان کے ساتھ جو کارروائی چاہو کرو گے۔ اور اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر ان پر جلدی نہ کرنا۔ راوی نے فرمایا: وہ غروب آفتاب کے وقت ان کے قریب پہنچے اور ایسی جگہ جا کر چھپے جہاں نماز کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پس آپ نے ان پر خوب نظر رکھی۔ جونہی سورج غروب ہوا تو موذن اٹھا۔ اس نے اذان کہی: پھر نماز کے لیے اقامت کہی۔ انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو انہیں نماز پڑھتے ہی دیکھا ہے۔ شاید انہوں نے اس کے علاوہ کوئی اور نماز ترک کر دی ہو۔ پھر آپ چھپ گئے۔ یہاں تک کہ جب رات شروع ہو گئی اور شفق غائب ہو گئی تو ان کے مؤذن نے اذان کہی: اور انہوں نے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے سوچا شاید انہوں نے کوئی اور نماز ترک کر رکھی ہو۔ لہٰذا پھر روپوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب آدھی رات کا وقت ہوا تو آپ آئے یہاں تک کہ آپ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 43-142، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 143

ان کے گھروں میں جھانک کر دیکھا کہ قوم نے قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا ہوا ہے۔ اور وہ رات کے وقت تہجد کی نماز ادا کر رہے ہیں اور قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ صبح کے وقت ان کے پاس آئے کہ جونہی فجر طلوع ہوئی تو ان کے مؤذن نے اذان کہی پھر اقامت کہی۔ وہ اٹھے اور انہوں نے نماز صبح ادا کی۔ پھر جب واپس پھرے اور ان پر دن خوب روشن ہو چکا تھا تب آپ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے گھروں میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا (تو کہا) یہ کون ہے؟ تو انہی میں سے بعض نے جواب دیا یہ خالد بن ولید ہے۔ آپ انتہائی سخت مزاج آدمی تھے۔ تو انہوں نے آپ سے پوچھا: اے خالد! تمہارا کیا کام ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: قسم بخدا! میرا کام یہ ہے کہ کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ خبر دی گئی کہ بے شک تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے، اور تم نے نماز چھوڑ دی ہے۔ یہ سن کر وہ رونے لگے اور انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم کبھی اس کے ساتھ کفر کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے گھوڑے کو واپس پھیرا اور لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قسم بخدا! اگرچہ یہ آیت خاص اسی قوم کے لیے نازل ہوئی ہے لیکن پھر اسے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا گیا ہے کسی شے نے اسے منسوخ نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے صدقات وصول کریں گے۔ لیکن وہ ان تک نہ پہنچا اور واپس لوٹ آیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے یہ کہہ دیا کہ انہوں نے نافرمانی کی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا کہ اتنے میں بنی مصطلق کی جانب سے ایک آدمی آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: ہم نے یہ سنا کہ آپ نے ہماری طرف قاصد بھیجا ہے۔ تو ہمیں اس سے انتہائی فرحت ہوئی اور اس سے بہت زیادہ خوشی اور مسرت حاصل ہوئی، لیکن آپ کا قاصد ہم تک نہیں پہنچا اور اس نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اسے فاسق کا نام دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں فاسق سے مراد ابن ابی معیط ولید بن عقبہ ہے، نبی مکرم ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے اسے بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ اس کی طرف آئے اور وہ ان سے ڈر گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور آپ کو جا کر یہ خبر دی کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا۔ کہ وہ ثابت قدم رہیں اور جلدی نہ کریں۔ پس وہ چلے گئے یہاں تک کہ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے اور اپنے جاسوس بھیجے۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو خبر دی کہ وہ اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے ہیں۔ آپ نے ان کی اذان اور نماز کی آوازوں کو سنا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان میں ایسی چیزوں کا مشاہدہ کیا جو آپ کے لیے انتہائی خوش کن اور مسرت انگیز تھیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی طرف واپس لوٹ کر آپ کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے قرآن نازل فرمایا حضور نبی مکرم ﷺ فرماتے تھے کام میں غور و

فکر کرنے کے لیے تاخیر اور انتظار کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور عجلت (تیزی) شیطان کی جانب سے ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی تیرے پاس آئے اور تجھے آکر یہ بتائے کہ فلاں اور فلانہ برے اعمال میں سے یہ یہ کام کر رہے ہیں۔ تو تو اس کی بات کی تصدیق نہ کر۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ تو اس کے بارے میں عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے ابونضرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: یہ تمہارے نبی ہیں جن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور تم امتیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اگر وہ اکثر معاملات میں ان کی بات مان لیں تو وہ مشقت میں پڑ جائیں۔ تو آج تمہارے لیے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو ہم نے بذات خود انکار کیا۔ تو ہم اپنے نفسوں کا کیسے انکار نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نبی بہت سے معاملات میں ان کی بات مان لے تو وہ مشقت میں پڑ جائیں۔ قسم بخدا! تمہارے دل بہت کمزور ہیں اور تمہاری عقلیں ناقص ہیں اور آدمی نے اپنی رائے میں شک کیا ہے اور اس نے کتاب اللہ سے نصیحت قبول کی ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ اس کے لیے مضبوط سہارا ہے جس نے اسے مضبوطی سے پکڑا اور پھر اسی پر انتہا کی (یعنی تمام تر معاملات کا حل اور راہنمائی اسی سے حاصل کی) اور کتاب اللہ کے سوا سب کچھ تباہی کا سامان ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لَعَنِتُّمْ کا معنی ہے تم میں سے بعض بعض کو مشقت میں ڈال دیں گے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ اس کے بارے امام احمد، امام بخاری الادب میں، نسائی اور حاکم نے رفاعہ بن رافع زرقی رحمہم اللہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب غزوۂ احد کا دن تھا اور مشرکین شکست خوردہ ہو کر واپس چلے گئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سیدھے ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کروں۔ چنانچہ آپ کے جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپ نے ان الفاظ میں اپنے رب کی حمد بیان کی: ''اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَاهَادِيَ لِمَا اَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَا هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الفتح، جلد 9، صفحہ 126 (3269)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 145

بَعَّدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ، وَ فَضْلِكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْاَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَائِذٌبِكَ مِنْ شَرِّمَا اَعْطَيْتَنَا وَشَرِّمَا مَنَعْتَنَا، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا، وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَ عَذَابَكَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ اُوْتُو الْكِتَابَ يَا اِلٰهَ الْحَقِّ"

(اے اللہ! تمام تر تعریفات تیرے لیے ہیں۔ اے اللہ! جسے تو پھیلا دے اسے کوئی قبض کرنے والا اور پکڑنے والا نہیں۔ اور جسے تو روک لے اسے کوئی پھیلانے والا نہیں۔ جسے تو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دین والا نہیں۔ اور جسے تو ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جس سے تو انکار کر دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور جسے تو عطا فرمائے اس کے لیے کوئی روکنے والا نہیں، جسے تو دور کر دے اسے کوئی قریب لانے والا نہیں، اور جسے تو قریب کرے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اے اللہ! ہم پر اپنی برکتوں، اپنی رحمت اور اپنے فضل کی چادر پھیلا دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو نہ تبدیل ہوں اور نہ زائل ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے فقر و فاقہ کے دن نعمت، اور خوف کے دن امن کی التجاء کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہی پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس شر سے جو تو نے ہمیں دیا، اور اس شر سے بھی جو تو نے ہم سے روک لیا۔ اے اللہ! ایمان کو ہمارے لیے محبوب بنا دے، اسے ہمارے دلوں میں آراستہ فرما دے۔ اور کفر، فسق اور نافرمانی (گناہ) کو ہمارے نزدیک ناپسندیدہ اور مکروہ بنا دے ہمیں راہ حق پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے بنا دے، یااللہ! ہمیں موت دے اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں۔ اور ہمیں زندہ رکھ اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں۔ اور ہمیں صالحین کے ساتھ ملا دے بغیر کسی ندامت اور بغیر کسی آزمائش کے۔ اے اللہ! ان کافروں کو قتل کر دے جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستے سے ہی روکتے ہیں۔ اور ان پر اپنی گرفت اور اپنا عذاب ڈال دے۔ اے اللہ! ان کافروں کو قتل کر دے جنہیں کتاب دی گئی یا الہ الحق۔ (1)

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، جلد 1، صفحہ 686 (1866)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰

”اور اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔ اور اگر زیادتی کرے ایک گروہ دوسرے پر تو پھر سب (مل کر) لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف۔ پس اگر لوٹ آئے تو صلح کرا دو ان کے درمیان عدل (وانصاف) سے اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔ بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ پس صلح کرادو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے“۔

امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے چلیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور گدھے پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ چل پڑی اور یہ زمین دلدلی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: مجھ سے دور رہو۔ قسم بخدا! تمہارے گدھے کی بو نے مجھے اذیت اور تکلیف دی ہے۔ تو اس کے جواب میں انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تجھ سے زیادہ اچھی اور عمدہ ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے لوگ غصے میں آ گئے۔ نتیجۃً دونوں کے اصحاب اور ساتھی غضب ناک ہو گئے اور ان کے درمیان چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ باہمی لڑائی شروع ہو گئی۔ تو انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ...... الآیہ“(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے دو آدمی آپس میں جھگڑ پڑے۔ تو ایک دوسرے کی قوم کے افراد غضب ناک ہو گئے اور وہ ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ آپس میں لڑنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اوس و خزرج کے مابین تلواروں اور جوتوں سے لڑائی ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھگڑا دو قبیلوں کے درمیان ہوتا تھا۔ تو وہ انہیں حکم (ثالث) کی طرف آنے کی دعوت دیتے اور وہ آنے سے انکار کر دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آیت انصار کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان دونوں کے درمیان کسی حق کے بارے جھگڑا تھا۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: میں بالیقین تلوار اٹھاؤں گا۔ اس کا قبیلہ کثیر تھا اور دوسرے نے اسے یہ دعوت دی کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مانتے ہیں (آپ جو فیصلہ فرمائیں گے وہ ہمیں قبول ہوگا) تو اس نے انکار کر دیا۔ پس وہ معاملہ چلتا رہا اور وہ دفاع کرتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 147، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

رہے اور بالآخر انہوں نے ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ ایک دوسرے کو مارا۔ لیکن تلواروں کے ساتھ لڑائی نہ ہوئی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا جسے عمران کہا جاتا تھا۔ اس کی بیوی تھی جسے ام زید کہا جاتا تھا۔ اس عورت نے اپنے اہل سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ تو خاوند نے اسے روک لیا اور اسے ایسے بالا خانہ میں رکھا، جہاں اس کے اہل خانہ میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آ سکے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا۔ تو اس کی قوم کے افراد آ گئے اور انہوں نے اسے وہاں سے اتار لیا تا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے چلیں۔ وہ آدمی باہر نکلا تو اس نے اپنے خاندان کے لوگوں سے معاونت چاہی۔ تو اس کے چچا کے بیٹے آ گئے تا کہ وہ عورت اور اس کے اہل کے درمیان حائل ہو جائیں۔ نتیجۃً وہ باہم لڑ پڑے اور جوتوں کے ساتھ ایک دوسرے کو پیٹا۔ تو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کسی کو بھیج کر ان کے درمیان صلح کرادی اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کبھی کوئی شے نہیں پائی جتنی کہ میں نے اس آیت سے پائی ہے۔ بلاشبہ میں نے اس زیادتی کرنے والے گروہ سے بھی جنگ نہیں کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حبان سلمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا کے بارے پوچھا۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حجاج حرم میں داخل ہوا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: تو نے زیادتی کرنے والے گروہ کو اس گروہ کے مقابلے میں پہچان لیا ہے جس پر زیادتی کی گئی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر میں اس کو پہچانتا جس پر زیادتی کی گئی ہے تو پھر تو اور نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کے لیے مجھ سے سبقت نہ لے جاتا۔ لہٰذا تو یہ جان لے کہ اگر دونوں گروہ ہی زیادتی کرنے والے ہوں تو پھر تو قوم کو چھوڑ دے۔ وہ اپنی دنیا کے بارے میں لڑ رہے ہیں۔ تو اپنے اہل کی طرف لوٹ جا۔ اور جب جماعت کا عمل درست ہو جائے تو اس میں داخل ہو جا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو یہ حکم دیا ہے کہ جب مومنین میں سے کوئی گروہ لڑنے لگے تو وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف بلائیں اور ان میں سے بعض بعض کو انصاف دلائیں۔ پس اگر وہ قبول کر لیں تو کتاب اللہ کے مطابق ان میں فیصلہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا دیا جائے۔ اور جو ان میں سے انکار کرے تو وہ باغی اور زیادتی کرنے والا ہے۔ اور پھر مومنین کے حکمران اور مومنین پر یہ لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ لڑیں یہاں تک کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 148، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حجرات، جلد 2، صفحہ 502 (3722)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا اقرار کر لیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اوس اور خزرج لاٹھیوں کے ساتھ آپس میں لڑ پڑے (تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی)(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ طائفہ کا اطلاق ایک سے لے کر ہزار افراد تک ہے۔ اور فرمایا کہ دو آدمی لڑ پڑے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اگر دو گروہوں کے درمیان لڑائی جوتوں اور لاٹھیوں سے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان کے درمیان صلح کرا دیں۔(3)

رہا ارشاد گرامی اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۝ تو اس کے بارے ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصاف کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلے اور گھر والوں کے ساتھ عدل و انصاف کرتے ہیں اور اس سے اعراض نہیں برتتے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک دنیا میں انصاف کرنے والے قیامت کے دن رحمٰن کے سامنے موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے دنیا میں انصاف کیا۔(5)

اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ الآیہ اس کے بارے امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اَخَوَيْكُمْ کو یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسے یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے اس کی مثل کوئی شے نہیں دیکھی جتنا میں نے اس سے اعراض کیا جو اس آیت میں ہے: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا الآیہ۔

امام احمد نے حضرت فہید بن مطرف غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سائل نے سوال کیا کہ اگر کوئی حملہ کرنے والے پر حملہ کرے؟ تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے تین بار روکے، منع کرے۔ سائل نے عرض کی: اگر وہ نہ رکے تو؟ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا۔ عرض کی گئی: ان کے مقتولوں کا انجام کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 148 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 147
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 39 (34035) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ ایضاً (34036)

ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے تجھے قتل کر دیا تو تو جنت میں ہوگا اور اگر تو نے اسے قتل کیا تو وہ جہنم میں ہوگا۔(1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي کا مفہوم ہے کہ تم زیادتی کرنے والے گروہ کے ساتھ تلوار کے ساتھ لڑو۔ پوچھا گیا ان کے مقتولوں کا انجام کیا ہوگا؟ فرمایا: وہ شہداء ہیں جنہیں رزق دیا جاتا ہے۔ پھر پوچھا گیا دوسرے زیادتی کرنے والے گروہوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا ان میں سے جو قتل ہوا وہ جہنم میں جائے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میرے بعد عنقریب ایسے حکمران ہوں گے جو حکمرانی کے لیے جنگ لڑیں گے اور بعض بعض کو قتل کر دیں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪

"اے ایمان والو! نہ تمسخر اڑایا کرے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں مذاق اڑایا کریں دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ برے القاب سے کسی کو بلاؤ۔ کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔ اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (اس روش سے) تو وہی بے انصاف ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ کے بارے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ آیت بنی تمیم کی ایک جماعت کے بارے نازل ہوئی۔ انہوں نے حضرت بلال، سلمان، عمار، خباب، صہیب، ابن فہیرہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ استہزاء کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کوئی ایک جماعت دوسری جماعت سے استہزاء نہ کرے۔ اگر چہ وہ آدمی غنی ہو یا فقیر۔ یا وہ آدمی عقل اور سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ سو اس سے استہزاء نہ کیا جائے۔(3)

اور ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ کے بارے امام عبد بن حمید، بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے غیبت کی مذمت میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 423، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی صفین، جلد 7، صفحہ 549 (37863)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت

شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض بعض پر طعنہ زنی نہ کریں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی ہے تم طعنہ زنی نہ کرو۔(3)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ لَا تَلْمِزُوْٓا تاء کی زبر اور میم کی زیر کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللمز کا معنی غیبت ہے۔

اور وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ کے بارے امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، بغوی نے معجم میں، ابن حبان، شیرازی نے الالقاب میں، طبرانی، ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے بارے میں بنی سلمہ میں یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ تو ہم میں کوئی آدمی بھی نہ تھا مگر اس کے دو نام تھے یا تین۔ جب آپ ﷺ ان میں سے کسی کو ان ناموں میں سے کوئی نام لے کر بلاتے تھے۔ تو لوگ عرض کرتے یا رسول اللہ! ﷺ وہ اس نام کو ناپسند کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: کہ یہ انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ ان میں سے تقریباً ہر آدمی کے دو یا تین نام تھے۔ بسا اوقات حضور نبی کریم ﷺ کسی آدمی کو کوئی نام لے کر پکارتے تھے۔ تو کہا جاتا یا رسول اللہ! ﷺ وہ اس نام کو ناپسند کرتا ہے۔ سو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد ہے اگر کوئی کسی کو اسلامی نام کے بغیر کوئی نام لے کر پکارے مثلاً یا خنزیر، یا کلب اور یا حمار وغیرہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ یہ ہے کہ کوئی آدمی برے عمل کرتا ہو، پھر وہ ان سے توبہ کرلے اور حق کی طرف لوٹ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی اسے اس کے گزشتہ عمل کے سبب عار دلائے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی پہلے یہودی وغیرہ ہو پھر اسلام لے آئے۔ تو اسے کوئی کہے اے یہودی، اے نصرانی اور اے مجوسی! وغیرہ۔ یا کوئی کسی مسلمان کو کہے اے فاسق!۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے کہا ہے کہ یہودی اسلام لے آتا ہے اور پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ جلد 26، صفحہ 152 5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 153

اس کو کہا جائے اے یہودی! تو اس (انداز) سے منع کیا گیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کو اس طرح نہ کہہ کہ اے فاسق، اے منافق!۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایک آدمی کا دوسرے آدمی کو اس طرح پکارنا ہے: اے فاسق، اے منافق!۔(3)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابو العالیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ کسی آدمی کا اپنے ساتھی کو یہ کہنا ہے: اے فاسق، اے منافق۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی آدمی کو کلمہ کفر کے ساتھ پکارا جائے حالانکہ وہ آدمی مسلمان ہو۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ کے تحت کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کو کہے اے فاسق۔

امام ابن منذر نے اسی کے ضمن میں محمد بن کعب قرظی سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ آدمی سابقہ دینوں میں سے کسی دین پر ہوتا ہے اور پھر وہ اسلام قبول کر لیتا ہے۔ تو کوئی اسے اس کے پہلے دین کی نسبت سے پکارے: اے یہودی، اے نصرانی وغیرہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا۔ تو یہ ان میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے۔ اگر وہ اسی طرح ہے جیسے اس نے اسے کہا ہے (تو فبہا) ورنہ یہ کہنے والے کی جانب ہی لوٹ جائے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

"اے ایمان والو! دور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے۔ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے تو مکروہ سمجھتے ہو۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا اور

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 222 (2934)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 221
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 153

الظَّنِّ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ دوسرے مومن کے بارے میں سوئے ظن رکھے۔(1)

امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظن وگمان سے بچو۔ کیونکہ ظن سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ نہ جاسوسی کرو، نہ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرو، نہ ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھائی بھائی ہو جاؤ اور کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر اپنی جانب سے پیغام نکاح نہ بھیجے۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کرلے یا چھوڑ دے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کے بارے میں سوئے ظن رکھا، تو گویا اس نے اپنے رب کے بارے میں اس برائی کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک ظن غلط بھی ہوسکتا ہے اور صحیح بھی ہوسکتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ الہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے دیکھا حضور نبی مکرم ﷺ کعبہ معظمہ کا طواف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ اور اچھی ہے۔ تو کتنا عظمت وشان والا ہے! اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بندہ مومن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ اور عظیم ہے۔ (اسی طرح) اس کا مال اور اس کا خون ہے اور یہ کہ اس کے بارے میں صرف اچھا اور خیر کا ظن اور گمان رکھا جائے۔(3)

امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کلمہ بھی تیرے بھائی کے بارے تجھ سے نکلے تو اس کے ساتھ سوئے ظن کا ارتکاب نہ کر۔ حالانکہ تو اس کلمہ کو بھلائی اور خیر کے محل میں استعمال کرسکتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے بعض بھائیوں نے میری طرف لکھا کہ اپنے بھائی کے معاملہ کو اس کی اچھائی پر ہی محمول کر۔ جب تک تیرے پاس کوئی ایسی دلیل نہ آجائے جو تجھ پر غالب آجائے۔ اور جو کلمہ بھی کسی مسلمان آدمی کے بارے میں نکلے اس سے برا گمان نہ کر۔ حالانکہ تو بھلائی اور خیر میں اس کا محل پاسکتا ہے۔ اور جس کسی نے اپنے آپ کو تہمت کے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تحریم الظن، جلد 16، صفحہ 97 (2563) (مختصراً) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب حرمۃ دم المومن، جلد 4، صفحہ 59-358 (3932)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پیش کیا تو وہ ضرور اپنے آپ کو ملامت کرے گا۔ اور جس کسی نے اپنے راز کو چھپائے رکھا تو اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور تو اس آدمی کے ہم پلہ نہیں ہے جس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس طرح کہ تو جواباً اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ تو حق کو حقیر نہ جان ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے حقیر و ذلیل کر دے گا۔ اس چیز کے بارے سوال نہ کر جو ابھی تک نہ ہو یہاں تک کہ وہ ہو جائے۔ اور اپنی بات نہ کر مگر اسی سے جو اس کو چاہتا ہو۔ تجھ پر لازم ہے کہ سچ کو اختیار کر اگرچہ سچ تجھے قتل کر دے۔ اور اپنے دشمن سے الگ رہ اور اپنے دوست سے پرہیز کر مگر جب کہ وہ امین ہو۔ اور امین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اور تو اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشاورت کر جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ (1)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے موفقیات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جو تہمت کے لیے پیش ہو گیا تو وہ اسے ملامت نہ کرے جو اس کے بارے سوئے ظن رکھے۔ اور جس نے اپنا راز چھپائے رکھا تو پسند اور اختیار اسی کے پاس ہے۔ اور جس نے اسے افشاء کیا تو اب پسند اس پر مسلط کی جائے گی۔ اپنے بھائی کے معاملہ کو اس کی اچھائی پر محمول کر یہاں تک کہ تیرے پاس ایسی دلیل آ جائے جو تجھے مغلوب کر دے۔ اور جو کلمہ تیرے بھائی کے بارے میں نکلے تو اس کے ساتھ برا گمان نہ کر۔ حالانکہ تو اس کے لیے اچھائی میں محل پاتا ہے۔ اور تو بھائی بنانے میں مصروف رہ۔ کیونکہ وہ خوشحالی کے دور میں ڈھال ہیں اور مصیبت و تکلیف کے وقت قوت اور طاقت ہیں اور تقویٰ کی بنیاد پر بھائی چارہ قائم کر۔ اور اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشاورت کر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن سعد، امام احمد نے الزہد میں اور امام بخاری رحمہم اللہ نے الادب میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں ظن کے خوف سے اپنے خادم پر ہڈیوں کا شمار بھی کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں حکم دیا جاتا کہ ہم خادم پر مہر لگائیں (یعنی ہر شے بند کر کے دیں) اور کیل کریں اور ہم اسے گن کر دیں، کیونکہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ وہ برے اخلاق کے عادی ہو جائیں اور ہم میں سے کوئی سوئے ظن رکھنے لگے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں میری امت کو لازم ہیں۔ بدشگونی، حسد اور سوئے ظن۔ تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جن میں یہ تینوں پائی جائیں کون سی شے انہیں ختم کر سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو حسد کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔ جب تجھے کوئی ظن و گمان پیدا ہو تو اس کی تحقیق نہ کر اور جب تو بدشگونی کرے تو اسے سے گزر جا (یعنی اس کی طرف توجہ نہ کر)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے بھائی کے ساتھ سوئے ظن رکھا۔ تحقیق اس نے اپنے رب کے ساتھ سوئے ظن رکھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔

---

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 323 (83450)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَّلَا تَجَسَّسُوْا اس کے بارے امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ مومن کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کی شرم گاہوں کا پیچھا کرے (یعنی اس کے خفیہ امور کی چھان بین کرے)(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ جو کچھ تمہارے لیے ظاہر ہے اسے لے لو اور جسے اللہ تعالیٰ چھپالے اسے چھوڑ دو۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تجسس کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے عیب تلاش کرے اور اس کے مخفی امر پر مطلع ہو۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ میں ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہرہ دیا۔ اس اثنا میں کہ وہ چل رہے تھے دیکھا کہ ایک گھر میں چراغ روشن ہے۔ چنانچہ وہ اس کے ارادے سے اس کی جانب چل پڑے۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو دیکھا دروازہ بند ہے۔ اندر بہت سے لوگ ہیں اور ان کی غلط اور نازیبا آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اور ساتھ ہی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا: کیا تم جانتے ہو یہ گھر کس کا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: یہ ربیعہ بن امیہ بن خلف کا گھر ہے اور وہ اب شراب پی رہے ہیں۔ تو آپ نے پوچھا: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرا خیال تو یہ ہے کہ ہم نے وہ کام کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّلَا تَجَسَّسُوْا اور تم جاسوسی نہ کرو حالانکہ ہم نے جاسوسی کی ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے واپس لوٹ آئے اور انہیں چھوڑ دیا۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو غیر حاضر پایا۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہمارے ساتھ فلاں کے گھر چلو۔ تاکہ ہم اسے دیکھ لیں (اور اس کا حال معلوم کریں) چنانچہ دونوں اس کے گھر کی طرف آئے اور اس کے دروازے کو کھلا پایا۔ وہ آدمی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک عورت اس کے لیے برتن میں کچھ انڈیل رہی تھی کہ وہ اسے پلائے گی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ کام ہے جس نے اسے ہم سے غافل کر دیا ہے۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ نہیں جانتے برتن میں کیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تو اس سے خوف کھا رہے ہیں کہ کہیں یہ تجسس نہ ہو۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بلکہ یہ تجسس ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے توبہ کیسے ہو سکتی ہے؟ انہوں نے عرض کی: آپ اس کے جس امر پر مطلع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 155، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 222، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہوئے ہیں آپ اسے نہ جانیں اور ساتھ ہی آپ کے دل میں خیر کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔

حضرت سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ عرض کی: فلاں آدمی (بے ہوشی سے) افاقہ نہیں پاتا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے فلاں! میں اس سے شراب کی بو پا رہا ہوں۔ کیا تو بھی اس کے ساتھ ہے؟ تو اس آدمی نے عرض کی: اے ابن خطاب! اور تم بھی اس کے ساتھ ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجسس کرنے سے منع نہیں فرمایا؟ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہچان لیا اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا اور آپ سے عرض کی گئی: یہ فلاں ہے اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ ہمیں تجسس سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر ہمارے لیے کوئی شے ظاہر ہو جائے تو ہم اس کے سبب پکڑ لیں گے۔ (1)

امام ابو داؤد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کی شرم گاہوں کی اتباع نہ کرو۔ کیونکہ جو آدمی مسلمانوں کی خفیہ چیزوں کا پیچھا کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے گھر میں ہی ذلیل و رسوا کرے گا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ثور الکندی رحمہ اللہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک گھر میں ایک آدمی کی آواز سنی کہ وہ گانے گا رہا ہے۔ چنانچہ آپ دیوار سے چڑھ کر اندر تشریف لے گئے۔ تو دیکھا اس کے پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی اس کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! کیا تیرا یہ گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے چھپا لے گا حالانکہ تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے؟ تو اس آدمی نے جواب دیا: اے امیر المومنین! آپ مجھ پر جلدی نہ کیجئے۔ کیونکہ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی ہے اور تم نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّلَا تَجَسَّسُوْا (جاسوسی نہ کرو) اور آپ نے جاسوسی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (البقرہ: 189) (گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ) حالانکہ تم دیوار پھلانگ کر آئے ہو۔ اور تم بغیر اجازت کے میرے پاس داخل ہوئے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا (النور: 27) (اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو (دوسروں کے) گھروں میں اپنے گھروں کے سوا، جب تک تم اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو ان گھروں میں رہنے والوں پر) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں تجھے معاف کر دوں تو کیا تجھ سے خیر اور نیکی کی توقع ہو سکتی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ پس

1۔ شعب الایمان، باب فی الستر علی اصحاب القرون، جلد 7، صفحہ 108 (9661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آپ نے اسے معاف کر دیا اور اسے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے پردے دار کنواری عورتوں کو بھی سنایا۔ آپ اپنی بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمانے لگے: ''اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو، اور ایمان کو اپنے دل میں راسخ نہیں کیا! تم مسلمانوں کی غیبت نہ کرو۔ اور نہ تم ان کی شرم والی چیزوں کا پیچھا کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے خفیہ امور کی جستجو کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے خفیہ امور کی جستجو کرے گا۔ اور جس کے خفیہ امور کی جستجو اللہ تعالیٰ کرے گا وہ اسے اپنے گھر میں ہی ذلیل و رسوا کر دے گا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ انتہائی غصے اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ اتنی بلند آواز کے ساتھ گفتگو فرمانے لگے کہ وہ پردوں کے اندر رہنے والی کنواری عورتوں کو بھی سنائی دینے لگی۔ آپ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کی مذمت نہ کرو، اور نہ تم ان کی شرم والی چیزوں کو تلاش کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی خفیہ شے کو تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پردے کو پھاڑ دیتا ہے اور اس کی شرم گاہ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دل کے لیے خالص نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور نہ تم ان کی شرم گاہوں کی جستجو میں رہو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی شرم گاہ کی جستجو کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی خفیہ شے کی جستجو میں رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے گھر میں ہی اسے پھاڑ دے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو اس کی خفیہ شے کے بارے میں برائی سے مشہور کر دیا کہ وہ بغیر حق کے اس کے عیب بیان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق میں اس کے عیب بیان کر دے گا۔ (2)

امام حاکم اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن نضیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو اپنا رخ زیبا لوگوں کی طرح کیا اور اتنی بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمانے لگے کہ اسے پردے کے اندر رہنے والے بھی سننے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبانوں کے ساتھ اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو، نہ تم انہیں عار دلاؤ اور نہ تم ان کے عیب اور لغزشیں تلاش کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا۔ اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا وہ اسے رسوا کر دے گا۔ حالانکہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوگا۔ تو کسی کہنے والے نے عرض کی: یا

1۔ شعب الایمان، باب فی الستر علی اصحاب القرون، جلد 7، صفحہ 108 (9660)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 107 (9658)

رسول اللہ! ﷺ کیا مسلمانوں پر کوئی پردہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اتنے پردے مومن پر ہیں جو شمار سے زیادہ ہیں۔ بے شک مومن جب گناہوں کے اعمال کرتا ہے تو اس کے پردے ایک ایک کر کے اتر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی شے بھی اس پر باقی نہیں رہتی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے: میرے بندے پر لوگوں سے پردہ ڈال دو۔ کیونکہ وہ اسے عار اور شرم دلائیں گے۔ اسے تبدیل نہیں کریں گے۔ پس ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ اسے گھیر لیتے ہیں اور لوگوں سے اسے چھپا لیتے ہیں۔ پس اگر وہ توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے اور اس پر اپنے پردے واپس لوٹا دیتا ہے اور ان میں سے ہر پردے کے ساتھ نو پردے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ پھر مسلسل گناہ کرتا رہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کو لوگوں سے چھپالو۔ کیونکہ لوگ اسے عار دلائیں گے۔ اسے تبدیل نہیں کر سکیں گے۔ پس فرشتے اپنے پروں کے ساتھ اس پر چھا جاتے ہیں اور اسے لوگوں سے چھپا لیتے ہیں۔ پس اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے اور اپنے پردے اس پر لوٹا دیتا ہے اور ہر پردے کے ساتھ نو پردے ہوتے ہیں۔ پھر اگر وہ مسلسل گناہوں میں پڑا رہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کو لوگوں سے چھپالو۔ کیونکہ لوگ اسے عار دلائیں گے اور اسے تبدیل نہیں کریں گے۔ چنانچہ فرشتے اپنے پروں کے ساتھ اسے ڈھانپ لیتے ہیں اور اسے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا لیتے ہیں۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔ اور اگر (گناہوں کی طرف) لوٹ آئے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہمارے اوپر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے: تم اسے اکیلا چھوڑ دو۔ پھر اگر اس نے کوئی گناہ تاریک رات میں تاریک گھر کے کسی کمرے میں بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے خفیہ عمل کو ظاہر کر دے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مومن نور کے ستر حجابات میں ہے۔ جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے اور پھر اسے بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر دوسرا گناہ کرتا ہے۔ تو ان حجابوں میں سے ایک حجاب اس سے پھٹ جاتا ہے۔ پس اسی طرح جب بھی وہ کوئی گناہ کرتا ہے، پھر اسے بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرا گناہ پھر کر دیتا ہے۔ تو ایک اور حجاب اس سے پھٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے سبب سوائے حیا کے پردے کے تمام حجابات اس سے پھٹ جاتے ہیں (اور حیا کا پردہ ہی) سب سے بڑا حجاب ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے اور وہ تمام کے تمام حجابات اس پر واپس لوٹا دیتا ہے۔ اور اگر کبائر کا ارتکاب کرنے کے بعد مزید گناہ کر لے پھر اسے بھول جائے، یہاں تک کہ پہلے گناہ سے توبہ کرنے سے قبل ہی دوسرا گناہ کر ڈالے۔ تو پھر اس سے حیا کا حجاب بھی پھٹ جاتا ہے۔ پھر تو جب بھی اسے ملے گا تو وہ انتہائی قابل نفرت اور مبغوض ہوگا۔ اور جب وہ قابل نفرت اور مبغوض ہو جائے گا تو اس سے امانت چھن جائے گی۔ اور جب امانت اس سے چھین لی جائے گی تو تو اسے جب بھی ملے گا وہ خائن (خیانت کرنے والا) مخون (جس سے خیانت کی جائے) ہوگا۔ اور جب وہ خائن اور مخون ہوگا تو اس سے

رحمت چھین لی جائے گی۔ اور جب اس سے رحمت چھن جائے گی تو تو اسے جب بھی ملے گا تو وہ انتہائی بدخلق اور سخت مزاج ہو گا۔ اور جب وہ بدخلق اور سخت مزاج ہو جائے گا تو اس سے اسلام کا قلادہ اتار لیا جائے گا۔ اور جب اس سے اسلام کا قلادہ اتر جائے گا تو جب بھی تو اسے ملے گا تو تو اسے لعین ملعون اور شیطان رجیم ہی پائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا الآیہ کے بارے امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندہ مومن کے لیے کسی شے کے ساتھ غیبت کرنا اسی طرح حرام قرار دیا ہے جیسا کہ اس نے مردار کو حرام قرار دیا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی کہ انہوں نے کھانا کھایا، پھر سو گئے اور گوز لگایا۔ تو دو آدمیوں نے ان کے کھانے اور ان کے سونے کا تذکرہ کیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک سفر میں دو آدمیوں کے ساتھ تھے۔ یہ ان کے خدمت گزار تھے۔ اور ان کے لیے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سو گئے۔ آپ کے دونوں ساتھیوں نے انہیں تلاش کیا۔ لیکن انہیں نہ پایا۔ دونوں خیمے میں آئے اور کہا کہ سلمان اس کے سوا کسی شے کا ارادہ نہیں رکھتا کہ وہ تیار کھانے اور لگے ہوئے خیمے کی طرف آئے۔ پس جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آئے تو ان دونوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا۔ تا کہ ان کے لیے سالن تلاش کر لائیں۔ چنانچہ آپ چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھیوں نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ ان کے لیے کچھ سالن عطا فرمائیں اگر آپ کے پاس موجود ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے اصحاب سالن کو کیا کریں گے جب کہ وہ پہلے ہی کھا چکے ہیں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ واپس لوٹ کر آئے اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع دی۔ چنانچہ وہ دونوں چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! جب سے ہم یہاں اترے ہیں ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم دونوں نے اپنے قول کے ساتھ سلمان کا گوشت کھایا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا۔

امام ابن ابی حاتم نے وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا کے بارے حضرت مقاتل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ بعض صحابہ نے اس کے پاس کسی کو سالن کے لیے بھیجا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے اس کے بارے کہا: بلاشبہ یہ بخیل اور سست آدمی ہے۔ تو اس بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے (غیبت یہ ہے) کہ کوئی آدمی کسی آدمی کے بارے میں اس کی پیٹھ کے پیچھے یہ کہے وہ اس طرح ہے اور اس میں وہ اس کی برائی بیان کرے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ایسی شے کے ساتھ ذکر کرے جو اس کے لیے معیوب ہو اور اس کے ایسے عیب بیان کرے جو اس میں موجود ہوں۔ سو اگر تو نے اس کے بارے جھوٹ بولا تو یہ بہتان ہوگا (1)۔ فرماتے ہیں: جس طرح تو یہ ناپسند کرتا ہے کہ اگر تو مردار پڑا ہوا پائے تو اس سے کچھ کھائے۔ پس اسی طرح تو اس کا گوشت کھانا ناپسند کر حالانکہ وہ زندہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ذِکْرُكَ اَخَاكَ بِمَایَکْرَہُ'' تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تو کہہ رہا ہے اگر وہ اس میں موجود ہے تو تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور اگر وہ اس میں موجود نہیں جو تو کہہ رہا ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔ ''اِنْ کَانَ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ اَغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ''۔ (2)

امام عبد بن حمید اور خرائطی رحمہما اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت مطلب حطب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو کسی آدمی کے بارے ان چیزوں (عیوب) کا ذکر کرے جو اس میں موجود ہیں۔ اور فرمایا ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر ہم ان چیزوں کا ذکر کریں جو اس میں موجود نہیں تو وہ بہتان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئی پھر باہر نکل گئی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اسے کتنا خوب صورت اور حسین بنایا ہے اگر اس کا قد چھوٹا نہ ہوتا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے عائشہ! تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہی شے کہی ہے جو اس میں موجود ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جب تو نے اس کے بارے ایسی شے کا ذکر کیا ہے تب ہی یہ غیبت ہے۔ اور جب تو اس کے بارے ایسی شے کا ذکر کرے جو اس میں نہیں ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان تراشی کی ہے۔

عبد بن حمید نے عون بن عبد اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کسی آدمی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں موجود ہے تو تحقیق تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور جب تو ایسی بات کہے جو اس میں موجود نہیں تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تیرے پاس سے ڈاکو گزرے اور تو کہے یہ ڈاکو ہے تو یہ بھی غیبت ہے۔

عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے کسی کا ذکر کیا اور کہا: وہ سیاہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا استغفر اللہ ارانی (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس نے مجھے یہ دکھایا) تحقیق تو نے غیبت کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 158، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 15، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے جواباً کہا: ہم اسے ناپسند کرتے ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ (غیبت کی مذمت) میں، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں۔ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی کہ ایک عورت گزری جس کا دامن طویل تھا۔ تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کا دامن طویل ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو قے کر۔ تو میں نے گوشت کے ٹکڑے قے کیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس گئے اور انہیں فرمایا: دانتوں میں خلال کرو۔ تو اس قوم نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا! آج کے دن ہم نے قطعاً کوئی کھانا نہیں کھایا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم بخدا! میں فلاں کا گوشت تمہارے اندر دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اس کی غیبت کی تھی۔

امام الضیاء المقدسی رحمہ اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ عرب دوران سفر بعض بعض کی خدمت کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ وہ دونوں سو گئے۔ پھر دونوں بیدار ہوئے۔ تو اس نے ان کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا: یہ تو بہت سونے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بیدار کر دیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور یہ عرض کرو: کہ ابوبکر و عمر دونوں آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور آپ سے اجازت مانگتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں نے کھانا کھا لیا ہے۔ پس وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی شے کے ساتھ ہم نے کھانا کھایا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کے ساتھ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ میں تم دونوں کے ساتھ اس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے استغفار کیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم دونوں اسے کہو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے۔ تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک آدمی بھیجا۔ تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گوشت مانگ کر لائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے سے فرمایا کیا تم گوشت سے سیر نہیں ہوئے ہو؟ انہوں نے عرض کی کہاں سے؟ قسم بخدا! اتنے دنوں سے ہمارے پاس کوئی گوشت نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اس ساتھی کے گوشت سے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم نے صرف یہ کہا ہے کہ وہ ضعیف اور کمزور ہے۔ وہ کسی کام میں ہماری مدد نہیں کرے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی ہے۔ پس تم ایسا نہ کہا کرو۔ چنانچہ وہ آدمی لوٹ کر ان کی طرف گیا اور جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ سب کچھ انہیں بتا دیا۔ پس

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے کانوں کو میرے تابع بنادیجئے اور میرے لیے استغفار کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے کانوں کو میرے تابع ہونے کی دعا فرمایئے اور میرے لیے استغفار کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

امام ابویعلی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا آخرت میں اس کا گوشت اس کے قریب ہوگا اور اسے کہا جائے گا اس مرے ہوئے کو کھاؤ جیسا کہ تم نے اسے زندگی میں کھایا تھا۔ پس وہ اسے کھائے گا اور تیوری چڑھائے گا اور چیخ و پکار کرے گا۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام عبید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ اور پھر ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور انہوں نے لوگوں کا گوشت کھانا شروع کردیا۔ ان دونوں کی جانب سے ایک قاصد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہاں دو عورتیں روزہ رکھے ہوئے ہیں اور وہ دونوں مرنے کے قریب ہو چکی ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بڑا برتن یا پیالہ منگوایا۔ اور ان میں سے ایک سے کہا: اس میں قے کر۔ تو اس نے خالص پیپ، خون اور خون ملی پیپ کی قے کی یہاں تک کہ اس نے نصف پیالہ قے کی۔ پھر دوسری کو فرمایا: تو قے کر۔ تو اس نے بھی اسی طرح خون اور پیپ کی قے کی۔ یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ان دونوں نے ایسی شے سے روزہ رکھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال قرار دی تھی اور انہوں نے اسے ایسی شے سے افطار کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام قرار دی ہے کہ ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی اور پھر دونوں لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان سے غیبت کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ جمعہ کے دن انہوں نے صبح کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اور انصار کی عورتوں میں سے ان کی ایک پڑوسن ان کے پاس آئی۔ پس دونوں نے مل کر مردوں اور عورتوں کے بارے غیبت کی اور خوب ہنسیں۔ وہ دونوں ابھی غیبت کی بات جاری رکھے ہوئے تھیں کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ پس جونہی انہوں نے آپ کی آواز سنی تو خاموش ہو گئیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنی چادر کی ایک طرف اپنی ناک پر ڈال لی۔ پھر فرمایا: اف! تم دونوں نکلو اور قے کرو۔ پھر پانی سے طہارت اور پاکیزگی حاصل کرو۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا باہر آئیں اور بہت سے گوشت کی قے کی جسے بدل دیا گیا تھا۔ جب انہوں نے بہت سا گوشت دیکھا۔ تو یہ یاد کیا کیا میں نے کوئی تازہ گوشت کھایا ہے؟ تو ذہن میں یہ بات آئی کہ گزشتہ دو جمعوں سے پہلے گوشت کھایا تھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قے کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی کیفیت بتائی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ گوشت ہے جو تو کھاتی رہی ہے۔ تو اور تیری سہیلی مل کر دوبارہ وہ غیبت نہ کرنا

جوتم دونوں کرتی رہی ہو۔ پھر ان کی سہیلی نے بھی انہیں یہ بتایا کہ اس نے بھی ان کی طرح ہی گوشت کی قے کی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ابو مالک اشعری اور انہوں نے حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن مومن پر حرام ہے۔ اس کا گوشت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے کھائے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی غیبت کرے۔ اس کی عزت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے پامال کردے اور اس کا چہرہ اس پر حرام ہے کہ وہ اسے طمانچہ مارے۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری نے الادب میں، ابو یعلی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو آدمیوں کو سنا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے: کیا تو نے اس کی طرف نہیں دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا تھا۔ لیکن اس کے نفس نے اسے نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ اسے اس طرح پتھر مارے گئے جیسے کتے کو مارے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے رہے اور ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے۔ تو وہاں ارشاد فرمایا: فلاں، فلاں کہاں ہیں۔ دونوں آؤ اور اس مردہ گدھے سے کھاؤ۔ تو ان دونوں نے عرض کی: کیا اسے کھایا جا سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ابھی اپنے بھائی کا گوشت کھانا اس کے کھانے سے زیادہ شدید اور مشکل ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ اب جنت کی نہروں میں غوطہ زنی کر رہا ہے۔ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِیْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ یَنْغَمِسُ فِیْهَا"۔(1)

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، امام بخاری نے الادب میں اور خرائطی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک مردہ خچر کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ تھے۔ تو فرمایا: قسم بخدا! تم میں سے کسی کے لیے اس مردہ خچر سے پیٹ بھر کر کھا لینا اس سے بہتر ہے کہ کوئی کسی مسلمان آدمی کا گوشت کھائے۔(2)

امام بخاری نے الادب میں اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس آئے، جہاں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو کسی بڑے گناہ کے سبب عذاب نہیں دیا جا رہا۔ اور آپ رونے لگے۔ فرمایا: ان میں سے ایک لوگوں کی غیبت کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہ بچنے کے سبب تکلیف اٹھا رہا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تازہ ٹہنی منگائی اور اسے توڑ کر دو حصے کیے۔ پھر ہر ٹکڑے کے بارے حکم دیا، تو اسے قبر پر گاڑ دیا گیا۔ اور فرمایا: جب تک یہ دونوں تر رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کے پاس کسی مومن کی غیبت کی گئی اور اس نے اس مومن کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اس کے عوض بہتر جزاء عطا فرمائے گا۔ اور جس

1۔ مسند ابویعلی، جلد 5، صفحہ 359 (6114)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 230 (25537)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کے پاس غیبت کی گئی اور اس نے اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عوض اسے بری جزاء عطا کرے گا۔ اور بندۂ مومن کی غیبت سے بڑھ کر شر کا لقمہ کسی نے نہیں کھایا۔ اگر کسی نے اس کے بارے وہ کہا ہے جسے وہ جانتا ہے تو گویا اس نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور جس نے اس کے بارے وہ کہا جسے وہ نہیں جانتا تو تحقیق اس نے اس پر بہتان لگایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو ہوا نے ایک بدبودار مردار کو اٹھایا۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ان کی ہوا ہے جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی کسی آدمی کے بارے میں شروع ہو اور تو جماعت میں ہو تو تو اس آدمی کی مدد کر اور قوم کو جھڑک دے اور ان سے اٹھ جا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ربا (سود) کے تقریباً ستر دروازے ہیں۔ ان میں سے سب سے آسان دروازہ حالت اسلام میں اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرنے کی مثل ہے اور سود کا ایک درہم پینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ شدید اور سخت ہے اور شریر ترین ربا، بہت زیادہ سود خوری، اور نجس ترین ربا نے تجھے مسلمان کی عزت اور اس کی حرمت تک پہنچا دیا ہے (یعنی سود خوری نے مسلمان کی عزت پامال کرنے اور اس کی حرمت کو تار تار کرنے پر برانگیختہ کیا ہے) (2)

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا، تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جس کے ناخن تانبے کے تھے اور ان کے ساتھ وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں میں دست درازی کرتے ہیں۔ (3)

امام احمد، ابوداؤد، بیہقی، ابویعلی، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت المستورد رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان آدمی کا کھانا کھالیا تو اللہ تعالیٰ اسی کی مثل اسے جہنم سے کھلائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان آدمی کا کپڑا پہن لیا تو اللہ تعالیٰ اسی کی مثل اسے جہنم سے پہنائے گا۔ اور جو آدمی کسی آدمی کے ساتھ شہرت اور ریا کے مقام پر کھڑا ہوا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے شہرت اور ریا کے مقام پر کھڑے کرے گا۔ (4)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 351، دار صادر بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 299 (6715)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (6716)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 300 (6717)

ارشاد فرمایا: کہ لوگ ایک دن روزہ رکھیں اور کوئی بھی آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر افطار نہ کرے۔ پس لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہے اور عرض کرتا ہے: میں نے آج سارا دن روزے سے گزارا۔ پس آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ اسے افطار کردوں۔ تو آپ ﷺ نے اسے اجازت عطا فرمادی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرا آدمی آ گیا۔ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کے اہل سے دو نوجوان عورتیں ہیں۔ وہ دونوں آج دن سے روزے دار تھیں۔ آپ انہیں اجازت عطا فرمائیں کہ وہ روزے کو افطار کردیں۔ تو آپ ﷺ نے اس سے رخ زیبا پھیر لیا۔ پھر اس نے دوبارہ عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا روزہ نہیں۔ اس کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔ تو جا اور انہیں کہہ کہ اگر وہ دونوں روزے دار ہیں تو قے کریں۔ پس ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ تو ان میں سے ہر ایک نے خون کے لوتھڑوں کی قے کی۔ وہ آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو مطلع کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ان دونوں کا روزہ ہوتا اور یہ گوشت ان دونوں میں باقی رہتا تو بالیقین آگ ان دونوں کو کھاتی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میں سے کوئی نجس کلمہ کہنے (کے بعد) وضو نہیں کرتا جو وہ اپنے بھائی کے بارے میں کہتا ہے۔ جب کہ وہ حلال کھانا کھانے کے بعد وضو کرتا ہے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: حدث دو قسم کا ہے۔ ایک حدث تیرے منہ سے لاحق ہوتا ہے اور ایک حدث تیرے سو جانے سے اور منہ کا حدث شدید ترین جھوٹ اور غیبت ہے۔ (3)

امام بیہقی نے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وضو کرنا حدث لاحق ہونے اور مسلمان کو اذیت پہنچانے سے لازم ہو جاتا ہے۔ (4)

امام خرائطی نے مساوی الاخلاق میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزے دار تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نماز مکمل کر چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنا وضو اور نماز لوٹاؤ اور اپنے روزے کو پورا کرو اور اس کی جگہ دوسرے دن قضا کرو۔ انہوں نے عرض کی: کیوں یارسول اللہ! ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق تم دونوں نے فلاں کی غیبت کی ہے۔ (5)

امام خرائطی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک چھوٹے قد کی عورت آئی۔ حضور نبی مکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ میں نے اپنے انگوٹھوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ (6)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم

---

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 301 (6722)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، صفحہ 5، 302 (6723) 3۔ ایضاً (6724) 4۔ ایضاً جلد 5، صفحہ 03-302 (6728)

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 303 (6729) 6۔ ایضاً (6730)

ﷺ کے پاس سے ایک آدمی اٹھا۔ تو اسے دیکھا گیا کہ وہ اپنے کھڑا ہونے میں عاجز اور کمزور ہے۔ تو بعض لوگوں نے کہا: فلاں کتنا عاجز آ گیا ہے۔ تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس آدمی کو کھایا ہے اور تم نے اس کی غیبت کی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ تو لوگوں نے کہا: وہ کتنا عاجز ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس آدمی کی غیبت کی ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے وہی کیا ہے جو کچھ اس میں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ کہتے جو اس میں نہیں تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہوتے۔(2)

ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ تو لوگوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا: وہ نہیں کھا سکتا مگر وہی جو اسے کھلایا جائے اور وہ چل نہیں سکتا مگر اتنا ہی جتنا اسے چلایا جائے۔ وہ کتنا ضعیف اور کمزور ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا اس (عیب) کو بیان کرنے کے ساتھ غیبت ہوتی ہے جو اس میں موجود ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے کافی ہے کہ تم اپنے بھائی کے بارے اس کے ایسے عیب کے متعلق گفتگو کرو جو اس میں پایا جاتا ہے۔(3)

امام ابوداؤد، دارقطنی نے الافراد میں، خرائطی، طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اس کی مخالفت کی۔ اور جو اس حال پر مرا کہ اس پر قرض تھا تو اب اس کا بدل دینار و درہم نہیں بلکہ ان کی بجائے نیکیاں ہیں۔ اور جس نے ناحق کسی سے جھگڑا کیا حالانکہ وہ اسے جانتا ہے تو وہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا، یہاں تک کہ وہ جھگڑا ختم کر دے، اور جس نے کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت و نقصان کی دلدل میں سکونت عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائے جو اس نے کہا ہے حالانکہ وہ نکلنے والا نہیں ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ کیونکہ بندہ جب سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ پھر دس سے سو تک اور پھر سو سے ہزار تک۔ اور جس نے اضافہ کیا اللہ تعالیٰ بھی اس میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ اور جس نے مغفرت طلب کی (استغفار کیا) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اس کی مخالفت کی۔ اور جس نے کسی جھگڑے پر بغیر علم کے معاونت کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضگی کا انکار کیا۔ اور جس نے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت و نقصان کے کیچڑ میں قید کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 157، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 304 (6734)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 157
4۔ مستدرک حاکم، کتاب البیوع، جلد 2، صفحہ 33-32 (2222)، دارالکتب العلمیہ بیروت

دے گا یہاں تک کہ وہ نکلنے کے راستے پر آ جائے۔ اور جو اس حال میں مرا کہ اس پر قرض تھا تو اس کا بدلہ اس کی نیکیوں سے لیا جائے گا۔ وہاں دینار و درہم نہیں ہوں گے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی آدمی کے بارے میں ایسا کلمہ کہتا ہے جو اس کے عیب اور نقصان کو بیان کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت ونقصان کے کیچڑ میں قید کر دے گا یہاں تک کہ اس سے نکلنے کی راہ آ جائے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن بندے کو کہا جائے گا: کھڑا ہو اور فلاں سے اپنا حق لے لے۔ تو وہ کہے گا: اس کی جانب میرا کوئی حق نہیں۔ تو کہا جائے گا: کیوں نہیں بلکہ فلاں فلاں دن اس نے تیرے بارے اس اس طرح ذکر کیا تھا۔(3)

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ غیبت کس طرح زنا سے زیادہ شدید ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک آدمی زنا کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ وہ اسے معاف کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔(4)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ زنا کرنے والا توبہ کرسکتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے کوئی توبہ نہیں۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت غیاث بن کلوب کوفی رحمہ اللہ کی سند سے مطرف سے اور انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ گوشت والے گھر کو مبغوض اور ناپسند کرتا ہے۔ تو میں نے مطرف سے پوچھا لحم (گوشت) سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ گھر جس میں لوگوں کی غیبت کی جاتی ہے۔ اسی سند کے ساتھ انہوں نے اپنے باپ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کہ حجام کے سامنے تھا۔ اور وہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا۔ وہ دونوں ایک آدمی کی غیبت کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: حاجم (پچھنے لگانے والا) اور محجوم (جس کو پچھنے لگائے گئے) دونوں نے روزہ افطار کر دیا ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے: یہ غیاث مجہول راوی ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سب سے بڑا ربا یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی عزت میں دست درازی کرے۔(7)

---

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 305 (6736)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (6737) 3۔ ایضاً (6739)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306 (6741) 5۔ ایضاً (6742)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 307 (6743) 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 395 (5522)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی آدمی کی غیبت کرتا ہے تو وہ اسے اس کے بارے خبر نہ دے۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس سے معافی مانگے جس کی تو نے غیبت کی ہے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شکایت اور تحذیر غیبت میں سے نہیں ہیں۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ بن عیینہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تین آدمی ہیں جن کی کوئی غیبت نہیں: ظالم حکمران، فاسق معلن اپنے فسق کے سبب، اور وہ مبتدع جو لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل بدعت کی کوئی غیبت نہیں۔ (5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک غیبت اس آدمی کی ہے جو گناہوں کے سبب ملعون نہ ہو۔ (6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جس نے حیاء کا پردہ اتار دیا اس کی کوئی غیبت نہیں۔ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو؟ جو اس میں عیوب ہیں ان کو بیان کرو تا کہ لوگ اسے پہچان لیں اور لوگ اس سے بچ سکیں۔ (8)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تین قسم کے آدمی ہیں، جن کی غیبت کرنے میں کوئی حرمت نہیں۔ ایسا فاسق جس پر فسق کے سبب لعنت کی گئی ہو۔ ظالم حکمران، ایسا بدعتی جس پر بدعت کے سبب لعنت ملامت کی گئی ہو۔ (9)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ ترازو کے ایک پلڑے میں اس کی نیکیاں رکھی جائیں گی اور ایک میں اس کی برائیاں، تو برائیاں بڑھ جائیں گی۔ پھر ایک پرچہ، کاغذ کا پرزہ لایا جائے گا اور اسے نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ تو اس کے سبب نیکیاں بھاری ہو جائیں گی۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا ہے؟ میں نے جو عمل بھی رات

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 317 (6786)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (6786)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 318 (6789)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 319 (6792)
5۔ ایضاً (6793)
6۔ ایضاً (6794)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 108 (9664)
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 109 (9666)
9۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 110 (9669)

میں یا دن کے وقت کیا۔ اسے میں نے پہلے پالیا ہے۔ تو اسے یہ بتایا جائے گا۔ یہ وہ ہے جو کچھ تیرے بارے میں کہا گیا حالانکہ تو اس سے بری ہے۔ پس اسی کے سب وہ نجات پا جائے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بہتان جو کسی بری الذمہ انسان پر لگایا گیا وہ آسمانوں سے زیادہ ثقیل اور بھاری ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

''اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے اوپر چڑھے اور چھت پر اذان کہی۔ تو یہ سن کر بعض لوگوں نے کہا: یہ سیاہ رنگ کا غلام کعبہ کی چھت پر اذان دے رہا ہے اور بعض نے یہ کہا: اگر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ تو اسے بدل دے گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى الآیہ۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے اور ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت زہری سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ ابو ہند کی شادی اپنے قبیلے کی کسی عورت کے ساتھ کر دیں۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ہماری بیٹیوں کی شادی ہمارے غلاموں سے کرتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام زہری نے کہا: یہ آیت صرف ابو ہند کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور فرمایا: ابو ہند حضور نبی کریم ﷺ کا حجام تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عروہ سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہند کی شادی کر دو اور اس کے ساتھ کسی کا نکاح کر دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اسی کے بارے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بچے کو پیدا نہیں کیا مگر مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حجرات کی یہ آیت اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى مکی ہے اور یہ عربوں کے لیے ہے بالخصوص موالی کے لیے چاہے ان کا قبیلہ اور قوم کوئی بھی ہو۔ اور ارشاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت

گرامی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے شرک سے زیادہ بچتا ہے۔

امام بخاری اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شُعُوْبًا سے مراد بڑے بڑے قبائل، اور قَبَآىِٕلَ سے مراد بطون ہیں۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُعُوْبًا سے مراد بڑے قبائل اور قَبَآىِٕلَ سے مراد چھوٹا قبیلہ، خاندان ہے جس کے ساتھ ایک دوسرے کی پہچان کی جاتی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ قَبَآىِٕلَ سے مراد افخاذ (چھوٹے قبیلے یا خاندان اور شُعُوْبًا سے مراد جمہور ہیں (یعنی بڑے قبائل، مثلاً مضر وغیرہ)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ شعب سے مراد دور کا نسب ہے۔ اور قَبَآىِٕلَ جیسا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ فلاں بنی فلاں سے ہے۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شُعُوْبًا سے مراد بعیدی نسب ہے اور قَبَآىِٕلَ سے مراد وہ ہے جو اس کے سوا ہو(4)۔ ہم نے یہ بنائے تاکہ تم یہ پہچان کر سکو کہ فلاں ابن فلاں، فلاں فلاں سے تعلق رکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَبَآىِٕلَ سے مراد بڑے بڑے قبائل۔ اور شعوب سے مراد خاندان اور گھرانے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر کعبہ معظمہ کا طواف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصا مبارک کے ساتھ ارکان کا استلام کیا۔ جب آپ باہر نکلے تو اونٹنی کو بٹھانے کی کوئی جگہ نہ پائی۔ چنانچہ آپ لوگوں کے ہاتھوں پر نیچے اترے اور انہیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ ارشاد فرمایا۔ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تم سے جاہلیت اور اپنے آباء کے ساتھ اپنی برتری اور تکبر کرنے کے رواج کو ختم فرما دیا۔ لوگ دو قسم کے ہیں: ایک نیک، متقی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز، اور دوسرے فاجر، شقی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر اور ذلیل۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۝ پھر فرمایا: میں اپنا یہ قول کہہ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 160
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 161-160
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث فتح مکہ، جلد 7، صفحہ 405 (36919)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا "یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ، اَلَا اِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ، اِلَّا لَافَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَّ لَالِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ، اَلَاھَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ" اے لوگو! سنو، بلاشبہ تمہارا رب ایک ہے۔ خبردار سنو! بلاشبہ تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے۔ نہ کسی سیاہ کو سرخ اور نہ ہی سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت ہے۔ مگر تقویٰ کے ساتھ۔ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا نہیں دیا؟ تمام نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پس جو حاضر ہیں انہیں چاہیے کہ وہ یہ پیغام غائب تک پہنچا دیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے غرور اور اپنے آباء کے ساتھ تکبر کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ تم سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہما السلام کی اولاد ہو (اور اس طرح ہو) جیسے ایک صاع کے کنارے دوسرے صاع کے بالکل برابر ہوتے ہیں۔ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ پس جو بھی تمہارے پاس آئے اور تم اس کے دین اور اس کی امانت پر راضی اور خوش ہو تو اس کی شادی کرادو۔(2)

امام احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے یہ نسب کسی کے لیے باعث حقارت نہیں۔ تم تمام کے تمام حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد صاع کے کنارے کی طرح ہو۔ اسے مکمل نہ بھرو۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر دین اور تقویٰ کے ساتھ۔ بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے حسب ونسب کے بارے میں تم سے سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔(3)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے اس عہد کو ضائع کر دیا جو میں نے تم سے لیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کر لیا۔ اور آج کے دن میرا نسب بلند اور ارفع ہے۔ اور تمہارے نسب حقیر اور ذلیل ہیں۔ متقی کہاں ہیں؟ متقی لوگ کہاں ہیں؟ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 289(5137)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 288(5136)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 161، داراحیاء التراث العربی بیروت

فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے لوگو! بے شک میں نے نسب بنایا اور تم نے بھی نسب بنائے۔ میں نے تو یہ بنایا کہ تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ اور تم نے انکار کر دیا مگر تم نے کہا فلاں فلاں سے معزز ہے اور فلاں فلاں سے معزز ہے۔ بلاشبہ آج میرا نسب بلند اور ارفع ہے اور تمہارے نسب حقیر اور ذلیل ہیں۔ خبردار سنو! میرے دوست متقی لوگ ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا درآنحالیکہ وہ غیر مختون ہوں گے اور ان کی رنگت سیاہ ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندو! میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے میرے امر کو ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور انہی کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرتے رہے۔ آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں۔ میں ہی غالب حکمران ہوں۔ کہاں ہیں متقی لوگ؟ کہاں ہیں متقی لوگ؟ بلاشبہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی ہوگا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام کے تمام لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے کسی سرخ کو سفید پر اور کسی سفید کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں مگر تقوی کے ساتھ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن خراش القصری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بنی سلیط کے ایک آدمی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے تقویٰ یہاں ہے(1)۔ راوی نے کہا: کہ آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اور جن دو آدمیوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کی، تو ان کے درمیان سوائے ایسی بات کے کوئی شے تفریق نہیں ڈال سکی جو ان میں سے ایک کرتا ہے اور وہ بات شر ہوتی ہے اور وہ بات برائی اور گناہ کی ہوتی ہے۔

امام بخاری اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے کون زیادہ معزز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو ان میں سے زیادہ متقی ہے۔ صحابہ نے عرض کی: ہم اس کے بارے سوال نہیں کر رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اس لیے کہ ان کے باپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، ان کے دادا اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: ہم آپ سے اس کے متعلق سوال نہیں

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 69(109)، دار صادر بیروت (مختصراً)

کر رہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم معادن عرب کے بارے مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہی معزز اور اعلیٰ تھے دور جاہلیت میں اور وہی معزز اور اعلیٰ ہیں دور اسلام میں بشرطیکہ وہ سمجھ لیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: تو دیکھ بلاشبہ تو کسی سرخ وسیاہ سے بہتر اور افضل نہیں۔ مگر یہ کہ تو اپنے آپ کو تقویٰ کے ساتھ فضیلت دے۔ (1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں کسی کو نہیں دیکھتا جو اس آیت کے مطابق عمل کر رہا ہو: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۔ پس ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہتا ہے: میں تجھ سے زیادہ معزز ہوں۔ حالانکہ کوئی بھی کسی سے معزز نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور تقویٰ کے ساتھ۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: تم عزت وکرامت شمار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرمادیا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معززوہ ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی ہوگا۔ اور تم حسب کو شمار نہیں کرتے حالانکہ تم میں سے حسب کے اعتبار سے افضل وہ ہے جو تم میں سے اخلاق کے اعتبار سے اچھا اور زیادہ حسین ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت درہ بنت ابی لہب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کون سے لوگ بہتر اور افضل ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے بہتر اور افضل وہ ہیں جو ان میں سے زیادہ قاری ہیں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائی سے روکتے ہیں اور عام لوگوں سے بڑھ کر صلہ رحمی کرتے ہیں۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، طبرانی، دارقطنی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صاحب تقویٰ کے سوا دنیا کی کسی شے اور کسی آدمی نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو خوش نہیں کیا۔ (3)

امام حکیم ترمذی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈرائے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرا اللہ تعالیٰ اسے ہر شے سے ڈرائے گا۔

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 158، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی البر وصلۃ الرحم، جلد 5، صفحہ 218 (25397)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 69، دار صادر بیروت

امام حکیم ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء زینت ہے، تقویٰ کرم وعزت ہے، اچھی سواری صبر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشحالی اور وسعت کا انتظار کرنا عبادت ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں غنا اور اس کے دل میں اپنا خوف اور تقویٰ رکھ دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بارے میں شر کا ارادہ فرماتا ہے تو پھر فقر وافلاس اس کی آنکھوں میں ڈال دیتا ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے فضائل القرآن میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے نصیحت فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ کیونکہ یہ ہر قسم کی خیر اور بھلائی کا مجموعہ ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ تو جہاد کرے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے لیے رہبانیت ہے۔ اور تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور کتاب اللہ کی تلاوت کرے۔ کیونکہ یہ تیرے لیے زمین میں نور ہے اور آسمان میں تیرے لیے ذکر ہے۔ اور سوائے نیکی اور خیر کی بات کے زبان کو نہ کھول۔ بے شک تو اس کے سبب شیطان پر غالب رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حالت خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا ہے۔ تو اس نے وہاں اپنے غلام کو اپنے سے اوپر بلندی پر ستارے کی مثل دیکھا۔ تو کہا: اے میرے رب! قسم بخدا! یہ تو دنیا میں میرا غلام ہے۔ کس شے نے اسے اس مقام ومرتبہ پر پہنچا دیا ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: یہ عمل کے اعتبار سے تجھ سے زیادہ حسین اور اچھا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اپنے نسبوں سے وہ کچھ سیکھو جس کے سبب تم اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو گے۔ کیونکہ صلہ رحمی اہل میں محبت کا باعث مال میں خوشحالی کا سبب اور عمر کے بڑھنے کا ذریعہ ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تمام کے تمام آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں، قوم کو چاہیے کہ وہ اپنے آباء کے ساتھ فخر کرنے سے باز رہے یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نو کفار آباء تک نسب بیان کیا اور ان کے سبب وہ عزت اور بڑائی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ آگ میں ان کے ساتھ دسواں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دور جاہلیت کی چار چیزیں ہیں جنہیں میری امت ترک نہیں کرے گی۔ حسب کے ساتھ فخر کرنا، نسب میں

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی تعلم النسب، جلد 2، صفحہ 19، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 134، دار صادر بیروت

طعنہ زنی کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں دو چیزیں ہیں اور وہ دونوں کافروں کی عادات میں سے ہیں۔ ایک نوحہ کرنا اور دوسرا انساب میں طعنہ زنی کرنا۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

''اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ آپ فرمایئے تم ایمان تو نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم (سچے دل سے) اطاعت کرو گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ذرا کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ اعراب سے مراد بنی اسد بن خزیمہ کے اعراب ہیں۔ اور وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا کے بارے فرمایا البتہ یہ کہو کہ ہم نے قتل اور قید کے ڈر سے اطاعت اختیار کر لی ہے۔ (1)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت بنی اسد کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ آیت تمام اعراب کو شامل نہیں۔ بلکہ اعراب کے کچھ گروہوں کے لیے ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے مجھے اپنی عمر کی قسم! یہ آیت تمام اعراب کے لیے عام نہیں۔ بلاشبہ اعراب میں سے ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ یہ آیت قبائل عرب میں سے ایک قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی جو اطاعت اختیار کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور انہوں نے کہا: ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ہم نے آپ سے جنگ نہیں کی جیسا کہ بنو فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے ایمان کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور کہا کہ اسلام سے مراد اقرار ہے اور الْاِيْمَانُ سے مراد تصدیق ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہماری رائے یہ ہے کہ اسلام کلمہ (قول) ہے اور الْاِيْمَانُ عمل ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 63-162 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 163 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 162

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ کچھ افراد پر مشتمل ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک آدمی کے سوا سب کو کچھ عطا فرمایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے ان تمام کو عطا فرمایا اور فلاں کو چھوڑ دیا۔ قسم بخدا! میں تو اسے مومن دیکھ رہا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا مسلم۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے۔ (1)

امام ابن قانع اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حصہ تقسیم فرمایا اور کچھ لوگوں کو عطا فرمایا اور بعض دوسروں سے روک لیا۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے فلاں فلاں کو عطا فرمایا اور فلاں کو عطا نہ فرمایا حالانکہ وہ بھی مومن ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: مومن نہ کہو۔ بلکہ کہو وہ مسلم ہے۔ اور آگے زہری نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان سے مراد دل کے ساتھ معرفت رکھنا، زبان کے ساتھ اقرار کرنا اور ارکان کے مطابق عمل کرنا ہے۔ "اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ وَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ"۔ (2)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام اعلانیہ ہوتا ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ انہیں اسماء ہجرت کے ساتھ پکارا جائے اور انہیں ان اسماء کے ساتھ نہ پکارا جائے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا ہے۔ اور ان کے لیے مواریث چھوڑے جانے سے قبل یہ ہجرت کی ابتدا تھی۔ (3)

ارشاد باری تعالیٰ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ الآیہ کے بارے امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے پڑھا لَا یَلِتْکُمْ یعنی بغیر الف اور ہمزہ کے۔ اور لام کو کسرہ کے ساتھ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رمضان المبارک کے روزے تم پر فرض ہیں اور رات کے وقت فرض نماز کے بعد نماز (تراویح) پڑھنا تمہارے لیے نفل ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں ذرا کمی نہیں کرے گا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لَا یَلِتْکُمْ کا معنی ہے وہ تم پر کوئی زیادتی نہیں کرے گا۔ فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے۔ وہ تمہارے اعمال میں نقصان یا کمی نہیں کرے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی الایمان، جلد 1، صفحہ 61 (65)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 163

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے لَا يَلِتْكُمْ کا معنی آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: لغت بنی عبس کے مطابق اس کا معنی ہے "لَا يَنْقُصْكُمْ" کہ وہ تمہارے اعمال میں ذرا کمی اور نقصان نہیں کرے گا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حطیہ عبسی کا یہ قول نہیں سنا؟

اَبْلَغَ سُرَاةَ بَنِيْ سَعْدٍ مُغَلْغَلَةً جُهْدَ الرِّسَالَةِ لَا اَلْتًا وَلَا كَذِبًا

"اس نے بنی سعد کے سرداروں تک پیغام پوری طاقت کے ساتھ پہنچا دیا نہ اس میں کمی کی اور نہ جھوٹ بولا"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا" کہ وہ تمہارے اعمال کے بارے میں تم پر ذرا زیادتی نہیں کرے گا اور اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴿۱۴﴾ کے بارے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت فرمانے والا ہے اور اپنے بندوں پر انتہائی رحمت فرمانے والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴿۱۶﴾

"(کامل) ایماندار تو وہی ہیں جو ایمان لے آئے اللہ اور اس کے رسول پر پھر (اس میں) کبھی شک نہیں کیا اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ راست باز ہیں۔ آپ فرمایئے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے ہر اس چیز کو جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے"۔

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا میں مومنین تین اجزاء میں منقسم ہیں: ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کے ساتھ ایمان لائے پھر اس میں کبھی شک نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے آپ کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں پر امین بنایا۔ پھر تیسرے وہ جنہیں کوئی حرص اور طمع پیش آیا تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر چھوڑ دیا۔(1)

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴿۱۸﴾

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 8، دار صادر بیروت

''وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ وہ اسلام لے آئے۔ فرمائیے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا۔ بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم (اپنے ایمان کے دعویٰ میں) سچے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے سب چھپے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو''۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عرب کے کچھ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم اسلام لے آئے اور ہم نے آپ سے کوئی قتال نہیں کیا جیسا کہ بنی فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا الآیہ۔

امام نسائی، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، ہم اسلام لے آئے۔ عربوں نے آپ سے قتال کیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ضریس اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تورات کی جگہ سبع عطا فرمائی گئی اور مجھے انجیل کی جگہ مثانی عطا فرمائی گئی اور مجھے فلاں فلاں زبور کی جگہ عطا کی گئی اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت عطا فرمائی گئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو لوگ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ ہم اسلام لائے اور ہم نے آپ سے کوئی قتال نہیں کیا۔ جیسا کہ بنو فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسد کی دس افراد پر مشتمل ایک جماعت نویں سال کی ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ ان میں حضرمی بن عامر، ضرار بن ازور، وابصہ بن معبد، قتادہ بن القائف، سلمہ بن حبیش، نقادہ بن عبداللہ بن خلف اور طلحہ بن خویلد سب موجود تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ تو انہوں نے سلام کیا اور ان کے متکلم (کلام کرنے والا) نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے شہادت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں اور آپ نے ہماری طرف کوئی پیغام نہیں بھیجا اور ہم اپنے پیچھے والوں کے لیے باعث سلامتی وصلح ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں اور انجیل کی جگہ مجھے مئین عطا فرمائیں اور پھر مفصل کے سبب مجھے فضیلت عطا فرمائی گئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ طول تورات کی جگہ ہیں، مئین انجیل کی طرح ہیں، مثانی زبور کی جگہ ہے اور اس کے بعد سارے قرآن کو دیگر کتب پر فضیلت دی گئی ہے۔

آیاتہا ۴۵　سورۃ ق مکیۃ ۵۰　رکوعاتہا ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ ق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے مفصل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور ہم یہ حجت بنا کر ٹھہرے رہے کہ ہم اسے پڑھیں گے، اس کے علاوہ کوئی نازل نہیں ہوگی۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ان کے ہاتھ پر ضرب لگائی گئی تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! یہ وہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل لکھی تھی۔

امام احمد، طبرانی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت واثلہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تورات کی جگہ سات طوال سورتیں عطا فرمائی گئیں اور مجھے زبور کی جگہ مئین عطا کی گئیں، اور انجیل کی جگہ مثانی عطا فرمائی گئی۔ اور مجھے مفصل کے ساتھ فضیلت دی گئی۔(1)

امام دارمی، طبرانی، محمد بن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول ذکر کیا ہے: بے شک ہر شے کے لیے ایک دروازہ ہے اور قرآن کا دروازہ مفصل ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم بنی ثقیف کے وفد میں آئے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے پوچھا تم قرآن کے اجزاء کیسے کرتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: تین، پانچ، سات، نو، گیارہ، تیرہ اور حزب المفصل حالانکہ وہ ایک ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مفصل میں سے کوئی چھوٹی سورت ہو یا بڑی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ فرض نماز میں لوگوں کی امامت اس کے ساتھ کراتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز فجر میں قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ پڑھا کرتے تھے۔(4)

امام سعید بن منصور اور یہاں الفاظ انہی کے ہیں، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت قطبہ بن مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نماز فجر کی پہلی رکعت میں قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ پڑھا کرتے تھے۔

---

1۔ شعب الایمان، باب ذکر المفصل، جلد 2، صفحہ 487 (2484)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 488 (2487)

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب کم یستحب ان یختم القرآن، جلد 2، صفحہ 150 (1345)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 150 (458)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام ہشام بنت حارثہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝ رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے حاصل کی ہے۔ آپ ﷺ جب جمعۃ المبارک کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے، تو آپ ہر جمعہ منبر پر اسے پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ام صبیہ خولہ بنت قیس جہینہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا کرتی تھی۔ میں عورتوں کے آخر میں ہوئی اور آپ ﷺ منبر پر قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝ پڑھتے۔ تو میں آپ کی قرأت سنتی حالانکہ میں مسجد کے آخر میں ہوتی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ" کی تعلیم حاصل کرو اور قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝ کے احکام سیکھو، اور وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ (النجم) وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ (البروج) اور وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۝ (الطارق) کا علم حاصل کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝۱ بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۝۵ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ۝۷ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝۸ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ ۝۹ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۝۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝۱۱

"قاف، قسم ہے قرآن مجید کی (کہ میرا رسول سچا ہے) مگر یہ (نادان) حیران ہیں اس بات پر کہ آیا ہے ان کے پاس ڈرانے والا ان میں سے تو کہنے لگے کفار کہ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ (وہ کہتے ہیں) کیا جب ہم

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 6، صفحہ 158 (891)، دارالکتب العلمیہ بیروت

مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کیے جائیں گے) یہ واپسی تو (عقل سے) بعید ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو زمین ان کے جسموں سے گھٹاتی ہے۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔ بلکہ انہوں نے جھٹلایا (دین) حق کو جب وہ ان کے پاس آیا پس (اس وجہ) سے وہ بڑی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمان کی طرف جو ان کے اوپر ہے ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے اور اسے کیسے آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور جما دیئے اس پر بڑے بڑے پہاڑ اور اگا دی ہیں اس میں ہر قسم کی رونق افزا چیزیں۔ یہ (آثار قدرت) بصیرت افروز اور یاد دہانی ہیں ہر اس بندے کے لیے جو اپنے رب کی طرف مائل ہے۔ اور ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی پس ہم نے اگائے اس سے باغات اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے۔ اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن کے گچھے (پھل سے) گندھے ہوتے ہیں۔ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے زندہ کر دیا اس پانی سے مردہ شہر۔ یونہی (روز محشر ان کا) نکلنا ہوگا"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قٓ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے پیچھے ایک سمندر تخلیق فرمایا ہے جو اس ساری زمین کو محیط ہے۔ پھر اس کے پیچھے ایک پہاڑ پیدا فرمایا جسے قٓ کہا جاتا ہے۔ آسمان دنیا اس پر پھیلا ہوا ہے۔ پھر اس پہاڑ کے پیچھے اس زمین سے سات گنا بڑی زمین پیدا فرمائی، پھر اس کے پیچھے ایک سمندر پیدا کیا جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔ پھر اس کے پیچھے ایک پہاڑ پیدا فرمایا، اسے بھی قٓ کہا جاتا ہے۔ اور دوسرا آسمان اسی پر چھایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے سات زمینیں، سات سمندر، سات پہاڑ اور سات آسمان شمار کیے۔ فرمایا اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ (لقمان: 27) (اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر)

امام ابن منذر، ابن مردویہ، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قٓ زمرد کا ایک پہاڑ ہے جو ساری دنیا کو محیط ہے اور اسی پر آسمان کے کنارے ہیں۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے عقوبات میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ پیدا فرمایا جسے قٓ کہا جاتا ہے اور وہ ساری دنیا کو محیط ہے۔ اور اس کی جڑیں اس چٹان تک گہری ہیں جس پر زمین ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی گاؤں میں زلزلہ برپا کرنا چاہے تو وہ اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس رگ اور جڑ کو حرکت دے جو اس گاؤں سے مل رہی ہے۔ چنانچہ وہ اسے حرکت دیتا ہے اور زلزلہ برپا کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شہروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 169، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 504 (3727)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں زلزلہ آتا ہے اور بعض میں نہیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قٓ ایک پہاڑ ہے جو زمین کو محیط ہے۔(1)

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قٓ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۝ میں الْمَجِیْدِ بمعنی کریم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۝ کوئی شے بھی قرآن کریم سے احسن اور افضل نہیں ہے۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۝ کی تفسیر میں فرمایا: کہ انہوں نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کیا اور کہا: کہ کون یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ لوٹائے اور ہمیں زندہ کرے؟

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم خوب جانتے ہیں اسے جو زمین ان کے جسموں سے گھٹاتی ہے اور اسے جو ان کے جسموں سے ضائع اور ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم خوب جانتے ہیں اسے جو کچھ زمین ان کے گوشت، بالوں اور ہڈیوں میں سے کھا جاتی ہے۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی ہم خوب جانتے ہیں ان مردوں کو جنہیں زمین کھا جائے گی جب وہ مریں گے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ۝ کے تحت حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں ان کی تعداد اور ان کے اسماء محفوظ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ۝ کا معنی ہے مختلف۔ یعنی وہ بہت بڑے اختلاف میں پھنس گئے ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اَلشَّیْءُ الْمَرِیْجُ سے مراد منکر اور متغیر شے ہے۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 227، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 171، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 172
5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 173

فَجَالَتْ وَالْتَمَسَتْ بِهٖ حَشَاهَا فَخَرَّ كَأَنَّهٗ خَوْطٌ مَّرِيْجُ

"پس اس نے چکر لگایا اور اس کے سبب اپنی پناہ کو تلاش کیا اور وہ گر پڑا گویا کہ وہ بدلی ہوئی نرم ٹہنی ہے"۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ وہ گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔(2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الوقف میں، خطیب رحمہ اللہ نے تالی التلخیص میں اور طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا مَّرِيْجٍ بمعنی مختلط ہے۔ یعنی وہ بہت بڑی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

فَرَاغَتْ فَانْتَقَذَتْ بِهٖ حَشَاهَا فَخَرَّ كَأَنَّهٗ خَوْطٌ مَّرِيْجُ

"وہ چپکے سے نکل گئی اور اس طرح اس نے اپنی پناہ ختم کر دی اور وہ گر پڑا گویا کہ وہ مختلط ٹہنی ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مَّرِيْجٍ بمعنی ملتبس ہے۔ اور مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ۞ میں فروج سے مراد دراڑیں ہیں۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ۞ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: زَوْجٍ سے مراد واحد اور بَهِيْجٍ سے مراد حسن ہے۔ پھر نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا آپ نے اعشیٰ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

وَكُلُّ زَوْجٍ مِّنَ الدِّيْبَاجِ يَلْبَسُهٗ اَبُوْقُدَامَةَ مُحْبُوْكَ يَدَاهُ مَعًا

"ریشم کا ہر جوڑا جسے ابو قدامہ پہنتا ہے وہ اور اس کے ہاتھ دونوں تیرے پسندیدہ ہیں"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بَهِيْجٍ۞ یعنی حسن (خوبصورت، پر رونق) ہے۔ اور تَبْصِرَةً کے بارے فرمایا بندوں کے لیے کتنا اچھا تبصرہ ہے۔ اور وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ۞ فرمایا مُّنِيْبٍ سے مراد ہر وہ بندہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور مائل ہو۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تَبْصِرَةً یعنی بصیرت ہے۔ (یعنی یہ آثار قدرت بصیرت افروز ہیں)(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فرمایا: عَبْدٍ مُّنِيْبٍ سے مراد عاجزی و انکساری کرنے والا بندہ ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 173، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 173-74
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 175 5۔ ایضاً

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب آسمان بارش برساتا تھا تو آپ کہتے تھے: اے کنیز! میری زین نکال، میرے کپڑے نکال، اور کہتے وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَآءً مُّبٰرَكًا سے مراد بارش ہے۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ سے مراد گندم ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ سے مراد گندم اور جو ہیں۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قطبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے صبح کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا۔ جب آپ اس آیت پر آئے: وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ فرمایا قطبہ! میں کہتا ہوں وہ کھجور کے درخت جنہیں بہت لمبا بنایا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ سے مراد کھجور کے لمبے لمبے درخت ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے کہا: کہ میں نے النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ کے بارے پوچھا اور کہا کہ کھجور کے بسوق سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد کھجور کا گابھا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ بکری کے لیے جب بچہ جننے کا وقت آتا ہے تو کہا جاتا ہے بٰسِقٰتٍ؟ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں پھر حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ بن جبیر کی طرف لوٹ کر آیا اور آپ کو یہ سب بتایا۔ تو انہوں نے فرمایا: عکرمہ نے جھوٹ کہا ہے۔ بلکہ بسوق النخل سے مراد کلام عرب میں اس کا لمبا اور طویل ہونا ہے۔ کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ اور پھر فرمایا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ سے مراد کھجوروں کا سیدھا کھڑا ہونا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: بسوق سے مراد کھجوروں کا ایک دوسرے کے ساتھ بالکل جڑا ہوا اور ایک دوسرے کے ساتھ بالکل ملا ہوا ہونا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ کا معنی ہے کہ ان کے گچھوں میں پھل ایک دوسرے کے اوپر تہ بہ تہ ہے۔(5)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 176، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 504 (3728)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 176

4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 177

اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾

"(حق کو) جھٹلایا تھا ان (اہل مکہ) سے پہلے قوم نوح، اہل رس اور ثمود نے۔ اور (جھٹلایا تھا) عاد، فرعون اور قوم لوط نے۔ نیز ایکہ کے باشندوں اور تبع کی قوم نے ان سب نے جھٹلایا تھا رسولوں کو پس پورا ہو گیا ہمارا (عذاب کا) وعدہ۔ تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کر کے (ایسا نہیں) بلکہ یہ (کفار) از سر نو پیدا ہونے کے بارے میں شک میں ہیں"۔

امام ابن منذر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی: فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ یعنی انہیں ڈرانے کے لیے وہ اس کے سبب ہلاک نہیں کیے گئے۔ اور اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ کے بارے فرمایا: جس وقت ہم نے تمہیں پیدا کیا کیا اس نے ہمیں تھکا دیا ہے؟ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ فرمایا: وہ دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے شک کر رہے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کرنے نے ہمیں تھکایا نہیں اور بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں شک کر رہے ہیں۔ (2)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾

"اور بلاشبہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم (خوب) جانتے ہیں اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے۔ اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بلند ترین مقام عطا فرمایا کہ وہ خود اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ وہ آدمی اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جاتا ہے اور وہ ہر چوپائے کو پیشانی سے پکڑنے والا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ کے بارے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کوئی شے بھی شہ رگ سے زیادہ انسان کے قریب نہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ انسان کے نزدیک ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد رگ گردن ہے۔(1)

امام ابن منذر نے آپ ہی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد رگ دل اور اس کی معاون رگیں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد وہ رگ ہے جو حلق میں ہوتی ہے۔(2)

اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾

"جب (اس کے اعمال کو) لے لیتے ہیں دو لینے والے (ان میں سے) ایک دائیں جانب اور (دوسرا) بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ کے تحت فرمایا ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں۔ ایک فرشتہ اس کی دائیں جانب ہے اور دوسرا اس کی بائیں جانب ہے۔ پس وہ فرشتہ جو انسان کی دائیں جانب ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں جانب ہے وہ برائیاں اور گناہ لکھتا ہے۔(3)

امام ابونعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے دو محافظ فرشتوں کو انتہائی لطیف بنایا ہے یہاں تک کہ اس نے دونوں کو دو داڑھوں پر بٹھا دیا ہے اور انسان کی زبان کو دونوں کی قلمیں اور اس کی تھوک کو دونوں کے لیے سیاہی بنا دیا ہے۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گناہ اور برائیاں لکھنے والے کا نام قعید ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ دائیں جانب نیکیاں لکھنے والا ہے اور بائیں جانب برائیاں اور گناہ لکھنے والا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ آلایہ کے تحت فرمایا: جو کلام بھی انسان کرے چاہے وہ اچھا ہو یا برا وہ سب کچھ لکھ لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا یہ قول بھی لکھ لیا جاتا ہے۔ میں نے کھایا، میں نے پیا، میں گیا، میں آیا، میں نے دیکھا، یہاں تک کہ جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو اس کے قول اور اس کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ اس میں خیر یا شر ہو اس کا اس سے اقرار کرایا جاتا ہے۔ اور پھر اس تمام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 184
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 185

کو رکھ دیا جاتا ہے۔ سو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ (الرعد:39) (مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴿۱۸﴾ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: بلاشبہ خیر اور شر (نیکی اور بدی) لکھے جاتے ہیں اور ایسے اقوال نہیں لکھے جاتے: اے غلام تو گھوڑے پر زین ڈال۔ یا کوئی کہے: اے غلام مجھے پانی پلا۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہی کچھ لکھا جاتا ہے جس پر اجر دیا جائے گا اور جس کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا ادھر آؤ تا کہ ہم اس اس طرح کریں تو اس پر کچھ نہ کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الغدیہ میں کلبی کی سند سے حضرت ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا: نیکیاں لکھنے والا آدمی کی دائیں جانب ہے اس کی نیکیاں لکھتا ہے اور برائیاں لکھنے والا بائیں جانب ہے۔ پس جب کوئی نیکی کا عمل کرے تو دائیں جانب والا فرشتہ دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور جب کوئی برا عمل کرے تو دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے کہ کہتا ہے اسے چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ تسبیح و استغفار کرنے لگتا ہے۔ اور جب جمعرات کا دن آتا ہے تو وہ نیکی اور بدی جس کے سبب جزا دی جائے گی وہ لکھ لی جاتی ہے۔ اور جو کچھ اس کے سوا ہوا سے پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر اسے ام الکتاب پر پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس میں وہ سب کچھ پالیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الصمت (خاموشی کے بیان) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان کی زبان فرشتے کا قلم ہے اور اس کی تھوک اس کی سیاہی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ احنف بن قیس نے عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ﴿۱۷﴾ کے بارے فرمایا: دائیں طرف والا فرشتہ خیر اور نیکی لکھتا ہے اور وہی بائیں طرف والے کا امیر ہے۔ اور اگر بندہ گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ اسے کہتا ہے رک جا۔ پس اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر لے تو وہ اسے گناہ لکھنے سے روک دیتا ہے، اور اگر بندہ استغفار نہ کرے تو وہ اسے لکھنے کا اصرار کرتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک دائیں جانب ہے، وہ نیکیاں لکھتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں جانب ہے، وہ برائیاں لکھتا ہے۔ پس وہ فرشتہ جو دائیں جانب ہے وہ اپنے ساتھی کی شہادت کے بغیر لکھتا ہے۔ اگر کوئی بیٹھا ہوا ہو تو ان میں سے ایک دائیں جانب ہوتا ہے اور دوسرا بائیں جانب۔ اور اگر وہ چلے تو ان میں سے ایک اس کے آگے ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پیچھے۔ اور اگر وہ سوئے تو ان میں سے ایک اس کی سر کی جانب ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پاؤں کی جانب۔ ابن

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مبارک نے کہا ہے: انسان کو پانچ فرشتوں کے حوالے کیا گیا ہے: دو فرشتے رات کے وقت ہوتے ہیں اور دو فرشتے دن کے وقت۔ یہ دو دو آتے جاتے رہتے ہیں اور پانچواں فرشتہ نہ ان سے رات کے وقت جدا ہوتا ہے اور نہ دن کے وقت۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۞ سے مراد رصید یعنی نگہبان اور تاک میں رہنے والا ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت حجاج بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ابو معشر سے کہا کہ وہ آدمی جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے فرشتے اسے کیسے لکھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ اس کی خوشبو پا لیتے ہیں۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت ابوعمران جونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر شام عصر کے بعد آسمان دنیا میں فرشتے اپنی تحریریں پیش کرتے ہیں۔ تو ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے اس صحیفہ کو رکھ دے۔ اور دوسرا فرشتہ بھی پکار کر کہتا ہے اس صحیفہ کو رکھ دے۔ تو وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! انہوں نے خیر اور بھلائی کی بات کی ہے اور ہم ان پر محافظ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بلاشبہ انہوں نے اس سے میری رضا کا قصد نہیں کیا اور میں تو صرف اس عمل کی طرف توجہ فرماتا ہوں جس سے میری رضا مقصود ہو۔ اور دوسرے فرشتے کو پکار کر کہتا ہے: فلاں ابن فلاں کے لیے اس اس طرح لکھ لو۔ تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے میرے رب! اس نے یہ عمل نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک اس نے اس کی نیت کی ہے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی الدنیا نے اخلاص میں اور ابوالشیخ نے العظمہ میں ضمرہ بن حبیب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے کثیر قرار دیتے ہیں اور اس کا تزکیہ بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ وہاں رکتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے عمل پر محافظ ہو اور میں اس کا نگہبان ہوں جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ میرے اس بندے نے خالص میرے لیے اپنا عمل نہیں کیا۔ پس تم اسے سجین میں رکھ دو۔ فرمایا: ملائکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے قلیل سمجھتے ہیں اور اسے حقیر قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ وہاں جا کر رکتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے: بے شک تم میرے بندے کے عمل پر محافظ ہو۔ لیکن میں اس کا نگہبان ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ تم اس کے عمل کو اس کے لیے دگنا کر دو اور اسے علیین میں رکھ دو۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے پر امیر ہے۔ پس جب کوئی بندہ نیک عمل کرے تو اس کے لیے اس کی مثل دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور جب کوئی برا عمل کرے اور بائیں جانب والا فرشتہ اسے لکھنے کا ارادہ کرے تو دائیں جانب والا اسے کہتا ہے رک جا۔ تو وہ چھ، سات ساعتیں رکا رہتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لے تو پھر وہ اس پر کوئی شے نہیں لکھتا۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہ کرے تو پھر اس پر ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ (1)

1۔ شعب الایمان، باب فی معالجہ کل ذنب، جلد 5، صفحہ 390 (7049)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے التفسیر میں حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک مجلس مذاکرہ قائم کی جس میں مکحول اور ابن ابی زکریا بھی تھے۔ (اور اس میں یہ ذکر کیا) کہ جب کوئی گناہ کا عمل کرے تو اس کے بارے میں تین ساعتیں کچھ نہیں لکھا جاتا۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے تو فبہا۔ ورنہ اس کے خلاف گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک جو تم سے پہلے تھے وہ کتاب اللہ کے سوا فالتو کلام کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اسے پڑھیں یا نیکی کا حکم دیں یا برائی سے روکیں۔ اور یہ کہ تو اپنے کاروبار کے بارے میں اتنی گفتگو کرے جو تیرے لیے لازم اور ضروری ہے۔ کیا تم انکار کرتے ہو کہ تم پر کراماً کاتبین محافظ ہیں اور یہ کہ وہ دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اپنی زبان سے کوئی قول بھی نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو حیا نہیں آئے گی کہ اگر وہ اپنے اس صحیفہ (نامہ اعمال) کو کھولے جسے اس نے اپنے دن کے دوران بھرا۔ اور ان میں سے اکثر ایسی باتیں ہیں جو نہ امور دینیہ سے متعلق ہیں اور نہ ہی امور دنیویہ سے؟

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ بن عطیہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ ایک آدمی گدھے پر سوار تھا، اچانک وہ اس سے گر پڑا۔ تو اس نے کہا: تو ہلاک ہو، تو دائیں جانب والے فرشتے نے کہا: یہ نیکی تو نہیں ہے کہ میں اسے لکھوں۔ اور بائیں جانب والے فرشتے نے کہا یہ برائی بھی نہیں کہ میں اسے لکھوں۔ تو بائیں جانب والے کو پکار کر کہا گیا کہ جو کچھ دائیں جانب والا چھوڑ دے تو اسے لکھ لے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن ماعز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ربیع بن خثیم کی بیٹی آئی۔ اور ان کے پاس ان کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس نے آتے ہی کہا: اباجی! میں کھیلنے جارہی ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ تو پھر آپ کے ساتھیوں نے آپ سے کہا: اے ابایزید! اسے چھوڑ یئے۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے نامہ اعمال میں یہ نہیں پایا جائے گا کہ میں نے اسے کہا ہے: تو جا اور کھیل۔ بلکہ یہ ہوگا کہ تو جا اور اچھی بات کہہ اور نیکی کا عمل کر۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ بن یمان سے یہ بیان کیا ہے کہ کلام کے سات دروازے ہیں۔ جب ان سے نکل آئے تو لکھ دی جاتی ہے۔ اور جب تک باہر نہ نکلے وہ نہیں لکھی جاتی: دل، حلق کا کوا، دو جبڑے اور دو ہونٹ۔ (1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر شے لکھی جاتی ہے حتی کہ مریض کا کراہنا بھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابن آدم (انسان) جو بات بھی کرتا ہے وہ لکھ دی جاتی ہے۔ حتی کہ اس کا اپنی بیماری کی حالت میں کراہنا بھی (لکھ دیا جاتا ہے)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت فضیل بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آدمی قریب مرگ ہوتا ہے۔ تو وہ فرشتہ جو اس کے اعمال لکھتا ہے اسے کہا جاتا ہے تو رک جا۔ تو وہ جواب دیتا ہے نہیں۔ اور میں نہیں جانتا

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 260 (7008)، دارالکتب العلمیہ بیروت

شاید وہ یہ کہہ دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو میں اس کے لیے اسے لکھوں گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مریض سے ہر شے لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں اس کا کراہنا بھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین سے فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے اسی کی مثل عمل لکھتے رہو جیسے وہ کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں اس کی روح قبض کرلوں یا اسے صحت عطا فرمادوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! تو نے اپنے بندے کو اس طرح کی بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ تو رب کریم فرماتا ہے: جب تک یہ میری رسی میں بندھا ہوا ہے (یعنی جب تک یہ اس بیماری میں مبتلا ہے) تم اس کے لیے اس طرح کے عمل لکھتے رہو جیسے وہ کیا کرتا تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے تو (قلم) اٹھا لے اور دائیں جانب والے فرشتے سے فرماتا ہے تو میرے بندے کے لیے وہ عمل لکھ جو یہ کیا کرتا تھا۔(4)

ابن ابی شیبہ نے نضر بن انس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم پچاس سال سے باتیں کرتے تھے کہ جو بندہ بیمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو فرمادیتا ہے کہ تم میرے بندے کے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ حالت صحت میں کرتا تھا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ سے روایت کیا ہے کہ جب کوئی بندہ نیک عمل کرتے ہوئے بیمار ہوتا ہے تو اسے اسی عمل کا اجر دیا جاتا ہے جو وہ اپنی صحت کی حالت میں کرتا تھا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو تو اس کے لیے ہر روز وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بن مسلم بن یسار سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو جو عمل وہ حالت صحت میں کرتا تھا اس سے بہتر اور احسن عمل اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ، دار قطنی نے الافراد میں، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے جسے جسمانی بیماری میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 443 (10830)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 441 (10812)

3۔ ایضاً (10814)

4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 188 (9947)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 442 (10820)

6۔ ایضاً (10823)

7۔ ایضاً (10824)

8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 442 (10825)

مبتلا کیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو حکم فرماتا ہے کہ جب تک میرا یہ بندہ میری رسی میں بندھا ہوا ہے اس کے لیے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ اپنی صحت کی حالت میں کرتا تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بیمار ہوا یا جو سفر پر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہی اعمال لکھ دیتا ہے جو وہ حالت صحت اور مقیم ہونے کی صورت میں کرتا تھا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو کسی جسمانی مرض میں مبتلا کرتا ہے تو فرشتے سے فرما دیتا ہے اس کے وہ اچھے اور نیک عمل لکھ جو یہ کیا کرتا تھا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمادے تو وہ اسے غسل صحت کرا دیتا ہے اور اسے پاک اور طاہر بنا دیتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اسے موت دے دے تو اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اس پر رحم کر دیتا ہے۔(3)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندے کے ساتھ دو فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں۔ وہ دونوں اس کے اعمال لکھتے ہیں۔ پس جب وہ بندہ مر جائے تو وہ دونوں فرشتے جو اس پر مقرر کیے گئے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ مر گیا ہے لہٰذا تو ہمیں آسمان کی طرف چڑھنے کی اجازت مرحمت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا آسمان میرے ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے جو میری تسبیح اور پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو پھر وہ عرض کرتے ہیں: کیا ہم زمین میں مقیم رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری زمین میری ایسی مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری تسبیح اور پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو پھر وہ عرض کرتے ہیں: تو پھر ہم کہاں رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ اور میری تسبیح اور پاکی بیان کرو میری حمد اور میری کبریائی بیان کرو اور قیامت کے دن تک اسے میرے بندے کے لیے لکھتے رہو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن ذر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر بات کرنے والے کی زبان کے پاس ہے۔ لہٰذا بندے کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس میں خوب غور و فکر کر لینا چاہیے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مرفوع حدیث نقل کی ہے۔

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 183 (9929)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 441 (10805)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 258، دار صادر بیروت

4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 84-183 (9931)

شَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿٢٥﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿٢٦﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَا اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾

''اور آ پہنچی موت کی بے ہوشی سچ مچ۔ (اے نادان!) یہ ہے وہ جس سے تو دور بھاگا کرتا تھا۔ اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وعید کا دن ہوگا۔ اور حاضر ہوگا ہر شخص اس طرح کہ اس کے ہمراہ ایک (اسے) ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔ تو (عمر بھر) غافل رہا اس دن سے پس ہم نے اٹھا دیا ہے تیری آنکھوں سے تیرا پردہ، سو تیری بینائی آج بڑی تیز ہے۔ اور کہے گا اس کا (عمر بھر کا) ساتھی یہ اعمال نامہ جو میرے پاس تھا بالکل تیار ہے۔ جہنم میں جھونک دو ہر کافر سرکش کو۔ جو سختی سے روکنے والا تھا نیکی سے، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا تھا۔ جس نے بنا رکھے تھے اللہ کے ساتھ کئی اور خدا، پس جھونک دو اس (بدبخت) کو عذاب شدید میں۔ اس کا ساتھی (شیطان) بولے گا اے ہمارے پروردگار! میں نے تو اسے سرکش نہیں بنایا تھا بلکہ وہ خود ہی گمراہی میں دور چلا گیا تھا۔ (اللہ) فرمائے گا مت جھگڑو میرے روبرو میں تو پہلے ہی تم کو وعید سنا چکا ہوں۔ میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔ (یاد کرو) وہ دن جب ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو پر ہوگئی وہ (جواباً) کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے''۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سَكْرَةُ الْمَوْتِ سے مراد موت کی سختی اور تکلیف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے یا لکڑی کا ایک برتن پڑا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے تھے اور پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے اور مسح کرتے اور زبان سے فرماتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بلاشبہ یہ موت کی تلخیاں ہیں۔ (1)

1۔ صحیح بخاری، باب سکرات الموات، جلد 2، صفحہ 964، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَجَآءَتۡ سَکۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ اور پھر فرمایا ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا درآنحالیکہ آپ پہ موت کے آثار ظاہر تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ پڑا تھا جس میں پانی تھا۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ داخل کرتے پھر وہ پانی اپنے چہرہ مبارک پر مل لیتے۔ پھر فرماتے: اے اللہ! سکرات الموت پر میری مدد فرما۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی سَکۡرَاتِ الۡمَوۡتِ۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہیکہ جب ولید بن ولید فوت ہوا تو ام سلمہ نے اس پر روتے ہوئے کہا:

یَا عَیۡنُ فَابۡکِیۡ لِلۡوَلِیۡدِ بۡنِ الۡوَلِیۡدِ بۡنِ الۡمُغِیۡرَةِ

''اے آنکھ! پس تو ولید بن ولید بن مغیرہ پر رو''۔

کَانَ الۡوَلِیۡدُ بۡنُ الۡوَلِیۡدِ اَبَا الۡوَلِیۡدِ فَتَی الۡعَشِیۡرَةِ

''ولید بن ولید خاندان کا مرد جوان ابوالولید تھا''۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! تو اس طرح نہ کہہ۔ بلکہ یہ کہو وَجَآءَتۡ سَکۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا کُنۡتَ مِنۡهُ تَحِیۡدُ۝۔

امام ابوعبید نے فضائل میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا: کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر موت کے آثار ظاہر ہوئے تو میں نے کہا:

وَاَبۡیَضَ یُسۡتَسۡقَی الۡغَمَامُ بِوَجۡهِهٖ ثِمَالُ الۡیَتَامٰی عِصۡمَةٌ لِّلۡاَرَامِلِ

''گوری رنگت والا ہے جس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی ناموس کا محافظ ہے''۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَجَآءَتۡ سَکۡرَةُ الۡحَقِّ بِالۡمَوۡتِ ذٰلِكَ مَا کُنۡتَ مِنۡهُ تَحِیۡدُ یعنی آپ نے اس آیت کی قرأت میں حق کو مقدم ذکر کیا اور موت کو بعد میں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کے دوران حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ پس جب آپ ایک منزل پر اترے اور رات کا نصف حصہ قیام کیا۔ تو ان سے پوچھا گیا: آپ کی قرأت کیسی تھی؟ تو جواب دیا آپ نے یہ آیت پڑھی: وَجَآءَتۡ سَکۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا کُنۡتَ مِنۡهُ تَحِیۡدُ۝ پس آپ بڑی ترتیل کے ساتھ اسے پڑھتے رہے اور اس میں تسبیح بھی کثرت سے کرتے رہے۔(2)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3731)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 236، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد اور ابن جریر نے عبداللہ بن یمنی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس شعر کے ساتھ مثال بیان کی:

أَعَاذِلُ مَا يُغْنِي الْحِذَارَ عَنِ الْفَتٰى إِذَا حَشْرَجَتْ يَوْمًا وَّ ضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

''میں ملامت کرتی ہوں اس (وقت کو) جو اس نوجوان سے خوف کو دور کرتا ہے جب کہ اس وقت سانس غرغرانے لگی اور اس کے سبب سینہ تنگ ہو گیا''۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! اس طرح نہیں۔ بلکہ یہ کہو: وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۞۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۞ تو اس کے بارے امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو موت سے بھاگتا ہے اس لومڑ کی طرح ہے جسے زمین قرض کے لیے (حق کے لیے) تلاش کرتی ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے آتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ خوب تھک جاتا ہے اور ہانپنے لگتا ہے تو وہ اپنی بل میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو زمین اسے کہتی ہے (میرا حق) پس وہ ایک سوراخ سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ اسی طرح کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی گردن ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مر جاتا ہے۔(1)

ارشاد باری تعالیٰ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ۞ اس کے بارے امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ، بیہقی نے البعث والنشور میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت پڑھی۔ اور فرمایا سَآئِقٌ سے مراد وہ ہے جو ہر نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف ہانکتا اور رغبت دلاتا ہے اور شَهِيْدٌ سے مراد وہ ہے جو اس کے خلاف اس عمل کے سبب شہادت دے گا جو عمل اس نے کیا۔(2)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ سے مراد فرشتہ اور شَهِيْدٌ سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ ملائکہ میں سے ہے اور شَهِيْدٌ وہ ہے جو اس کی ذات میں سے اس پر شہادت دے گا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ سَآئِقٌ ملائکہ سے ہے اور شَهِيْدٌ سے مراد اس کی اپنی ذات سے شہادت دینے والے ہاتھ اور پاؤں ہیں اور ملائکہ بھی ان پر شہادت دیں گے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 222 (6922)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 188

امام فریابی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ اور شَهِيْدٌ دو فرشتے ہیں۔ ایک کاتب (لکھنے والا) ہے اور ایک شہید (شہادت دینے والا) ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک ابن آدم کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اس سے غفلت میں ہے۔ بے شک جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے کو حکم دیتا ہے: اس کا رزق لکھ دو، اس کی عمر لکھ دو، اس کی موت کا وقت لکھ دو اور یہ لکھ دو کہ آیا یہ شقی (بدبخت) ہو گا یا سعید (بلند بخت)۔ پھر وہ فرشتہ اوپر چلا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک اور فرشتے کو بھیج دیتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قوت ادراک کو پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ بھی اوپر چلا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔ وہ اس کی نیکیاں اور اس کے گناہ لکھتے ہیں۔ جب اسے موت آتی ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور اس کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آ جاتے ہیں۔ پھر جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور پھر قبر کے دو فرشتے اس کے پاس آ جاتے ہیں اور اس کا امتحان لیتے ہیں۔ پھر وہ بھی اوپر چلے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہو گی تو اس پر نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اور گناہ لکھنے والا فرشتہ بھی اس پر اتریں گے اور اس کے نامہ اعمال کو کھول کر اس کے گلے میں باندھ دیں گے۔ پھر اس کے ساتھ دو فرشتے حاضر ہوں گے۔ ان میں سے ایک سائق ہو گا اور دوسرا شہید۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً تمہارے سامنے انتہائی عظیم اور مشکل امر ہے، تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے (اور نہ تم اس کی قدرت رکھتے ہو) لہٰذا عظمت و شان والے رب سے مدد طلب کرو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد کافر ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد حیات بعد الموت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے آخرت کا معائنہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا اس کی طرف دیکھا تو اسے بالکل اسی طرح پا لیا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پس تو آج کے دن اپنی تیز نگاہ کے ساتھ ترازو کے اس حصے کی طرف دیکھ جو تولتے وقت ہاتھ میں رہتا ہے وہ لوہے کا ہے۔ فرمایا حَدِيْدٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 189
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 190
4۔ ایضاً

سے مراد نظر کا تیز ہونا ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیت میں قَرِيْنُهٗ (ساتھی) سے مراد شیطان ہے۔(1)

فریابی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قَرِيْنُهٗ سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ قَرِيْنُهٗ سے مراد اس کا فرشتہ ہے۔ اور هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ کے بارے فرمایا: وہ اعمال نامہ جو میرے پاس ہے انسان کے لیے تیار ہے۔ میں اس کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ میں اسے لے آیا اور ارشاد ربانی قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَيْتُهٗ یہاں قرین سے مراد شیطان ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ کی تفسیر میں ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَنِيْدٍ سے مراد حق سے دور بھاگنے والے جفا کار اور ظالم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری سے سرکشی اختیار کرنے والے تھے اور نیکی سے سختی سے روکنا اس کا حق تھا۔ فرمایا: فرض زکوٰۃ کے بارے میں حد سے بڑھنے والا اور شک کرنے والا تھا۔ مزید فرمایا: یہ اپنے قول وکلام میں حد سے بڑھنے والا تھا اور اپنے رب کے بارے میں گناہ کا ارتکاب کرتا تھا۔ پس فرمایا یہ وہ منافق ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو الٰہ بنا رکھا تھا۔ لہٰذا یہ مشرک ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی انسان بھی نہیں ہے۔ مگر اس کے ساتھ جنوں میں سے ایک ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی آپ بھی نہیں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں بھی نہیں ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری معاونت فرمائی اور وہ اسلام لے آیا۔ لہٰذا وہ خیر اور نیکی کے سوا مجھے کوئی حکم نہیں دیتا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک وہ بغیر عذر کے معذرت پیش کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی حجت اور دلیل کو باطل قرار دے گا اور ان کا قول ان پر لوٹا دے گا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آیت میں لَدَيَّ بمعنی عندی ہے کہ تم میرے پاس مت جھگڑو۔ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ میں تو پہلے ہی تمہیں اپنے انبیاء ورسل علیہم السلام کے ذریعے وعید سنا چکا ہوں کہ جو میری نافرمانی کرے گا میں اسے عذاب دوں گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 230، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 195

ابوالعالیہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ۝ اور مزید فرمایا اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۝ (الزمر) سو یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: نعم۔ ہاں (اس طرح ہوگا) لیکن ارشاد باری تعالیٰ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ میں یہ سب مشرکین ہیں (اور خطاب انہیں کو ہو رہا ہے) اور ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۝ یہ سب اہل قبلہ ہیں جو اپنے مظالم کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا) تحقیق میں نے وہ فیصلہ کر دیا ہے جو میں نے کرنا تھا۔(2)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ کے بارے حضرت ابن جریج نے کہا ہے: یہاں قسم مراد ہے۔

امام عبد الرزاق، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر شب معراج پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر ان میں کمی کی گئی یہاں تک کہ صرف پانچ باقی رکھی گئیں۔ پھر آواز دی گئی یا محمد! ﷺ بے شک میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا۔ بلاشبہ آپ کے لیے ان پانچ نمازوں کے عوض پچاس کا اجر ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ مَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ جس نے جرم نہ کیا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہا یہ ارشاد گرامی یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ۝ تو اس کے متعلق امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا مجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: یہاں تک کہ جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اسے ضرور بضرور بھرے گا۔ اور فرمایا: میں تیرا وعدہ پورا کروں گا۔ تو جہنم نے کہا: کیا کوئی راستہ ہے؟

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جہنم میں مسلسل پھینکا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم قدرت رکھے گا۔ تو جہنم کے بعض حصے بعض کی طرف سمٹ جائیں گے۔ اور وہ کہنے لگے گی تیری عزت و کرم کی قسم کافی ہے کافی ہے اور جنت میں فالتو جگہ مسلسل باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائے گا اور انہیں جنت کے محلات میں سکونت عطا فرمائے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 160 (مفہوم)، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جہنم کو کہا جائے گا: کیا تو پر ہو گئی؟ تو وہ جواباً کہے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم قدرت رکھے گا تو وہ کہنے لگے گی: کافی ہے کافی ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا باہم مکالمہ ہوا۔ تو جہنم نے کہا: مجھے تکبر کرنے والوں اور جبر وظلم کرنے والوں کے ساتھ ترجیح دی گئی ہے۔ اور جنت نے کہا: مجھ میں تو صرف اور صرف کمزور لوگ اور ناتمام و نامکمل بچے ہی داخل ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جن پر چاہوں گا تیرے سبب رحم فرماؤں گا۔ اور جہنم کو فرمایا: بلاشبہ تو میرا عذاب ہے۔ میں تیرے سبب اپنے بندوں میں سے جنہیں چاہوں گا عذاب دوں گا۔ تم دونوں میں سے ہر ایک نے بھرا جانا ہے۔ پس جہنم تو پر نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ اپنا قدم قدرت اس میں رکھے گا۔ تو وہ کہنے لگے گی کافی ہے کافی ہے۔ پس اس وقت وہ پر ہو جائیگی اور اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ سمٹ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھی ظلم وزیادتی نہیں کرے گا۔ رہی جنت تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک اور مخلوق پیدا فرمائے گا۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے فخر کا اظہار کیا۔ پس جہنم نے کہا: اے میرے رب! جابر و ظالم لوگ، تکبر کرنے والے، اپنے اپنے وقت کے حکمران اور بڑے بڑے سردار مجھ میں داخل ہوں گے۔ اور جنت نے کہا: اے میرے پروردگار! ضعفاء، فقراء اور مساکین مجھ میں داخل ہوں گے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرمائے گا۔ تو میرا عذاب ہے۔ جسے میں چاہوں گا تیرے سبب عذاب دوں گا۔ اور جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے جو ہر شے سے وسیع اور زیادہ ہے۔ تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرا جانا ہے اور ہر ایک میں اس کے اہل اور مستحق ڈالے جائیں گے۔ سو جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور اس میں اور ڈالے جائیں گے۔ وہ پھر کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنی شان قدرت کے مطابق تشریف لائے گا اور اس پر اپنا قدم قدرت رکھ دے گا۔ تو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی میرے لیے کافی ہے۔ میرے لیے کافی ہے۔ رہی جنت تو اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اس میں داخل فرمائیگا۔ پھر اس کے لیے جتنی چاہے گا اور مخلوق پیدا فرمائے گا۔(3)

امام ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذات کا عرفان عطا فرمائیگا اور میں اسے ایسا سجدہ کروں گا جس کے سبب وہ مجھ سے راضی ہو جائے گا۔ پھر میں اس کی ایسی مدح و تعریف بیان کروں گا کہ اس کے سبب وہ مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ پھر وہ مجھے کلام کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا۔ پھر میری امت کو پل صراط پر سے گزارا جائے گا جو جہنم کی پشت پر بچھائی جائے گی۔ پس کچھ تو آنکھ جھپکنے اور تیر نکلنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ گزر جائیں گے اور کچھ تیز رفتار گھوڑے سے زیادہ تیزی کے

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ ایضاً

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 13، دار صادر بیروت

ساتھ گزریں گے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی گھسٹتے ہوئے اس سے نکل جائے گا اور اس کا انحصار اعمال پر ہے۔ اور جہنم مزید اضافے کا سوال کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم قدرت رکھے گا تو اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ سمٹ جائیں گے اور وہ کہے گی۔ کافی ہے کافی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جسے سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ میں ہوں۔ پس میں لبیک کہتے ہوئے کھڑا ہو جاؤں گا۔ پھر مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا سجدہ کروں گا کہ وہ اس کے سبب مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ پھر مجھے اذن دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھالوں گا اور ایسی دعا حسن کروں گا کہ اس کے سبب وہ مجھ سے خوش ہو جائے گا۔ تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ قیامت کے دن اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں پہچان لیا جائے گا کیونکہ وہ وضو کے اثر سے پنج کلیان ہوں گے (یعنی ان کے اعضائے وضو سفید اور چمک رہے ہوں گے) اور وہ حوض پر آئیں گے جو کہ عدن اور عمان بصری کے درمیان ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیدہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ اس پر اتنے برتن پڑے ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔ جو بھی وہاں آیا اور اس سے پانی پی لیا اس کے بعد اسے کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ اور جو اس سے پھر گیا (یعنی پانی پئے بغیر چلا گیا) اس کے بعد وہ کبھی سیراب نہیں ہوگا۔ پھر لوگوں کو پل صراط پر لایا جائے گا۔ تو پہلا گروہ بجلی کی طرح اس سے گزر جائے گا۔ پھر کچھ ہوا کی طرح گزریں گے، پھر کچھ اصیل گھوڑے کی طرح گزریں گے پھر کچھ عمدہ گھوڑوں اور سواریوں کی رفتار سے گزریں گے اور ہر حال کا انحصار اعمال پر ہے۔ پل صراط کی دونوں جانب ملائکہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہوں گے رب سلم سلم۔ اے پروردگار! انہیں سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ پس صحیح سالم رہنے والا نجات پانے والا ہے۔ اور جسے خراشیں لگیں وہ بھی نجات یافتہ ہے اور جو پھنس گیا وہ جہنم میں ہوگا۔ اور جہنم کہے گی: کیا اور بھی کچھ ہے؟ یہاں تک کہ رب العالمین اس میں وہ کچھ رکھے گا جو اللہ تعالیٰ اس میں رکھنا چاہے گا۔ پس وہ سکڑ جائے گی اور غرغرہ کرنے لگے گی جیسا کہ نئی چھاگل جب پانی سے خوب بھر جائے تو وہ غرغرہ کرتی ہے اور پھر جہنم کہنے لگے گی کافی ہے، کافی ہے۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْهَا وَ لَدَیْنَا مَزِیْدٌ ﴿۳۵﴾

''اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے لیے وہ (ان سے) دور نہیں ہوگی۔ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا، اپنی توبہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جو ڈرتا تھا رحمٰن سے بن دیکھے اور ایسا دل لیے ہوئے آیا جو یاد الٰہی کی طرف متوجہ تھا۔ داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی

ہے، یہ ہمیشگی کا دن ہے۔ انہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ وہاں خواہش کریں گے اور ہمارے پاس تو (ان کے لیے) اس سے بھی زیادہ ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ کا معنی ہے جنت کو آراستہ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوَّابٍ حَفِيْظٍ کے متعلق استفسار کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: جس نے اپنے گناہوں کی حفاظت کی یہاں تک کہ ان سے رجوع کر لیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن سنان سے لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ جس نے اپنے گناہوں کی حفاظت کی اور پھر ان سے ایک ایک کر کے ہر ایک سے توبہ کر لی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَوَّابٍ وہ ہے جو گناہ کرتا ہے۔ پھر توبہ کر لیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے۔ پھر توبہ کر لیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ توبہ کے ساتھ کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت انس بن خباب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا: کیا میں تجھے اَوَّابٍ حَفِيْظٍ کے نہ بتاؤں؟ پھر فرمایا: اس سے مراد ایسا آدمی ہے کہ جب وہ خلوت میں ہوتا ہے تو اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور پھر اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں عبید بن عمیر سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم اَوَّابٍ حَفِيْظٍ اسے شمار کرتے تھے جو مجلس میں ہوتا تھا۔ پس جب انہوں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ! میری مغفرت فرما میں اپنی اس مجلس میں درست اور صحیح کام نہیں کر سکا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِكُلِّ اَوَّابٍ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا۔ اور حَفِيْظٍ سے مراد ہے جو حفاظت کرتا ہے ان امانتوں کی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حق اور نعمتوں میں سے اسے ودیعت فرمائی ہیں۔ اور وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ کے متعلق فرمایا: منیب الی اللہ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والا ہے۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سلام فرمایا۔ ذٰلِكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 200، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب، جلد 5، صفحہ 438 (7192)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (7195)

یَوۡمُ الۡخُلُوۡدِ۝ فرمایا وہ ہمیشہ رہیں گے۔ قسم بخدا! اور انہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ (1)

رہا ارشاد گرامی لَہُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ فِیۡہَا وَ لَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ۝ تو اس کے بارے امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وَ لَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ۝ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔

امام شافعی نے الام میں، ابن ابی شیبہ، بزار، ابویعلی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں ابن جریر، ابن منذر، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ، آجری نے الشریعہ میں بیہقی نے الرؤیۃ میں اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانۃ میں طرق جیدہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے۔ ان کے ہاتھ میں سفید شیشہ تھا اور اس میں سیاہ نکتہ تھا۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ جمعہ ہے جس کے ساتھ آپ کو آپ کی امت کو فضیلت دی گئی ہے۔ پس تمہارے لیے اس میں لوگوں کا جمع ہونا یہود و نصاریٰ کی اتباع ہے اور تمہارے لیے اس میں خیر اور بھلائی ہے۔ اور اس میں ایک ساعت (گھڑی) آتی ہے کہ اس میں بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر اور بھلائی کی دعا مانگے اسے قبول کرلیا جاتا ہے۔ اور یہی ہمارے نزدیک یوم المزید ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! یوم المزید کیا ہے؟ فرمایا: آپ کے رب نے جنۃ الفردوس میں ایک وسیع وادی بنا رکھی ہے اور اس میں کستوری کے بڑے بڑے ٹیلے ہیں۔ پس جب جمعہ کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے جنہیں چاہے گا اتارے گا اور اس کے ارد گرد نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اور وہ منبر سونے کی کرسیوں کے ساتھ گھرے ہوتے ہیں جو یاقوت اور زبرجد سے مرصع ہوں گی۔ ان پر شہداء اور صدیقین تشریف فرما ہوں گے۔ پھر اہل جنت آئیں گے اور وہ ان کے پیچھے ان ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظہور فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرلیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تحقیق میں نے تمہارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دیا ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ تو وہ عرض کریں گے "رَبَّنَا نَسۡأَلُکَ رِضۡوَانَکَ" اے ہمارے رب! ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "قَدۡ رَضِیۡتُ عَنۡکُمۡ" تحقیق میں تم سے راضی ہوگیا۔ مجھ سے اور مانگو۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ عرض کریں گے یہاں تک کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی تم آرزو اور تمنا کرو گے۔ وَ لَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ۝ اور میرے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس اسی سبب سے وہ جمعہ کے دن سے محبت رکھتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کا رب انہیں خیر و بھلائی عطا فرمائیگا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں تمہارا رب اپنی شان قدرت کے مطابق عرش پر جلوہ افروز ہوا اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (2)

امام احمد، ابویعلی اور ابن جریر رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 01-200، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 03-202

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کروٹ بدلنے سے قبل ستر برس تک تکیہ لگائے جنت میں بیٹھا رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی۔ وہ اس کے کندھے پر ضرب لگائے گی۔ اور وہ آدمی اس کے رخسار میں جو کہ شیشے سے زیادہ صاف ہوں گے اپنا چہرہ دیکھ لے گا۔ اور اس پر ادنی موتی ایسا ہوگا جو مشرق و مغرب کے مابین جو کچھ ہے اسے روشن کر دے گا۔ پس وہ اسے سلام کرے گی۔ تو وہ اسے سلام کا جواب دے گا۔ اور پھر اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ تو وہ جواباً کہے گی: میں مزید میں سے ہوں۔ اس پر ستر حلے ہوں گے۔ ان میں سے سب سے ادنی انتہائی پاکیزہ اور عمدہ کپڑے کی مثل ہوگا۔ پس اس کی نظر اس سے پار نکل جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اندر سے اس کی پنڈلیوں کا گودا بھی دیکھ لے گا۔ اور اس پر ایسا تاج سجا ہوگا کہ جس کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے مابین سب جگہ کو روشن کر دے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں بھیج دے گا تو پھر اپنی شان کے مطابق جنت کی انتہائی وسیع سرسبز و شاداب وادی کی طرف نزول فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان موتیوں اور نور کے حجاب پھیل جائیں گے پھر نور کے منبر، نور کے پلنگ اور نور کی کرسیاں بچھائی جائیں گی پھر ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ پر پیش ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کے سامنے نور کے پہاڑ ہوں گے۔ پس وہ ملائکہ کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ سنے گا اور اس کے ساتھ ان کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز بھی سنے گا۔ تو اہل جنت اپنی گردنیں پھیلائیں گے اور کہا جائے گا یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہے جس کا مجسمہ رب کریم کے دست قدرت سے بنایا گیا اور اسے اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔ اور پھر فرشتوں کو حکم دیا گیا تو انہوں نے اسے سجدہ کیا۔ اور یہ وہ ہے جس کے لیے جنت مباح کی گئی یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ تحقیق انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو اجازت دی جائے گی۔ اس کے سامنے بھی پہاڑوں کی مثل نور ہوگا۔ وہ بھی ملائکہ کی تسبیحات سنے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے پروں کی آواز بھی سنے گا۔ تو اہل جنت اپنی گردنیں بلند کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا یہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے اور جس پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا گیا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ تحقیق انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک اور آدمی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی تو اس کے سامنے بھی پہاڑوں کی مثل نور ہوگا۔ تو وہ فرشتوں کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ اور ان کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنے گا اور اہل جنت اپنی گردنیں لمبی کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چن لیا۔ جسے سرگوشی کے لیے قریب کیا اور شرف ہمکلامی سے سرفراز فرمایا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام، تحقیق آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک اور آدمی کو اجازت دی جائے گی۔ اس کے ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام کی سواریاں ہوں گی۔ اس کے سامنے پہاڑوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت

کی مثل نور ہوگا۔ وہ ملائکہ کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ اور اس کے پروں کی آواز کو سنے گا۔ اور اہل جنت اپنی گردنیں بلند کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہیں جو سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور جن کی سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائے گی، سب سے زیادہ لوگوں کو ساتھ لانے والے ہیں۔ اولاد آدم کے سردار ہیں اور وہ ہیں جن کے مزار اقدس سے زمین سب سے پہلے شق ہوگی۔ اور آپ صاحب لواء الحمد ہیں۔ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام نور کے منبروں پر تشریف فرما ہوں گے۔ صدیقین نور کے پلنگوں پر ہوں گے اور شہداء نور کی کرسیوں پر تشریف رکھیں گے۔ اور بقیہ تمام کے تمام لوگ مسک کے سبز و سفید ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ پھر حجابوں کے پیچھے سے رب کریم انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! خوش آمدید! میرے بندو! میری ملاقات کو آنے والو، میرے پڑوسیو اور میری جماعت! اے میرے ملائکہ! میرے بندوں کے لیے اٹھو اور انہیں کھانا کھلاؤ۔ پس وہ پرندے کا گوشت ان کے قریب لائیں گے۔ گویا کہ یہ وہ نصیب اور بخت ہے جس کے نہ بال ہیں اور نہ کوئی ہڈی۔ تو وہ اسے کھائیں گے۔ پھر رب کریم حجاب کے پیچھے سے ندا دے گا۔ مرحبا! اے میرے بندو! میری زیارت کو آنے والو! میرے پڑوسیو اور میری جماعت! کھا چکے ہو۔ اب انہیں خوب پلاؤ۔ چنانچہ غلمان ان کی طرف اٹھیں گے جو انتہائی قیمتی موتیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے پاس سونے اور چاندی کے برتن ہوں گے جن میں انتہائی لذیذ مختلف قسم کے مشروب ہوں گے اور ان کا آخر پہلے کی طرح لذیذ ہوگا۔ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا یُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ (الواقعہ) (نہ سر درد محسوس کریں گے اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے) پھر اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ حجاب کے پیچھے سے انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! میرے بندو! میری زیارت کو آنے والو! میرے پڑوسیو! اور میری جماعت! کھا چکے ہو اور پی چکے ہو۔ اب پھل کے ساتھ ان کی تواضع کرو۔ پھر بڑی بڑی پلیٹیں ان کے قریب کی جائیں گی۔ جو کہ یاقوت اور مرجان سے مزین اور آراستہ ہوں گی۔ اور ان میں ایسی پختہ تازہ کھجوریں ہوں گی جنہیں اللہ تعالیٰ نے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں بنایا ہے۔ چنانچہ وہ انہیں کھائیں گے۔ پھر حجاب کے پیچھے سے رب کریم انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو اور میری جماعت! کھانے کھا چکے، مشروبات پی چکے اور پھل بھی کھا چکے۔ اب انہیں لباس پہناؤ۔ چنانچہ ان کے لیے جنت کے پھل ایسے حلوں کے ساتھ کھولے جائیں گے جنہیں نور رحمٰن کے ساتھ صیقل کیا گیا ہوگا۔ پس وہ انہیں پہن لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ عزوجل حجابوں کے پیچھے سے آواز دے گا، مرحبا! میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو! اور میرے وفد! کھا چکے، پی چکے، پھل بھی کھا چکے اور لباس بھی پہن چکے۔ اب انہیں خوشبو لگاؤ پس ان پر ایک تیز ہوا چلے گی جسے مثیرہ کہا جائے گا۔ اور اس میں سبز اور سفید مسک کے برتن ہوں گے۔ اور وہ ہوا اسے ان کے چہروں پر بغیر کسی غبار اور سیاہی کے پھونک دے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں حجاب کے پیچھے سے ندا دے گا۔ مرحبا! اے میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو! اور میرے وفد! کھا چکے، پی چکے، پھل کے ساتھ تواضع کر چکے، لباس پہن چکے اور خوشبو لگا چکے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ضرور بضرور ان کے لیے ظہور فرماؤں گا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں پس یہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کی انتہا ہے اور مزید فضل ہے۔ پھر رب کریم اپنا دیدار

کرانے کے لیے ان پر ظہور فرمائے گا۔ پھر فرمائے گا: السلام علیکم عبادی انظر والی۔ میرے بندو! تمام پر سلام ہو میری طرف دیکھو۔ "فَقَدْ رَضِيتُ عَنْكُمْ" تحقیق میں تم سے راضی ہوں۔ سو جنت کے محلات، اور وہاں کے درخت چار بار پکار کر کہیں گے۔ سبحانک۔ تیری ذات پاک ہے۔ اور قوم سجدے میں گر پڑے گی۔ پھر رب کریم انہیں ندا دے گا: اے میرے بندو! اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ دار العمل نہیں ہے اور نہ ہی دار نصب ہے۔ بلاشبہ یہ تو ثواب و جزا کا دار ہے۔ اور مجھے میری عزت کی قسم! میں نے اسے صرف تمہارے لیے ہی پیدا کیا ہے اور کوئی ایسی ساعت نہیں گزری جس میں تم نے دار دنیا میں میرا ذکر کیا ہو اور میں نے اپنے عرش کے اوپر تمہارا ذکر نہ کیا ہو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حدیث بیان فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبرئیل امین نے بتایا۔ آدمی ایک حور کے پاس داخل ہوگا۔ تو وہ اس کا استقبال کرے گی، اس کے ساتھ معانقہ کرے گی اور اس سے مصافحہ کرے گی اور ایسے پوروں کے ساتھ اس کی خدمت بجالائے گی کہ اگر ان میں سے کوئی پورا ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ جائے۔ اور اگر بالوں کا ایک مٹھا ظاہر ہو جائے تو وہ اپنی پاکیزہ خوشبو سے مشرق و مغرب کے مابین کو بھر دے۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ اس کیساتھ پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اچانک اوپر کی جانب سے اس پر ایک نور چمکے گا۔ تو وہ یہ گمان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ظہور فرمانے والا ہے۔ پھر ایک حور اسے پکار کر کہے گی: اے اللہ تعالیٰ کے دوست! کیا ہمارے لیے تجھ میں کوئی حصہ نہیں ہے؟ تو وہ کہے گا: اے آواز دینے والی! تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی: میں ان میں سے ہوں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ چنانچہ وہ اس کی طرف پھر جائے گا اور اس میں اتنا حسن و جمال اور کمال ہوگا جو پہلی کے پاس نہیں تھا۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ اپنے پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا کہ اچانک اوپر کی جانب سے ایک نور ظاہر ہوگا تو یہ ایک دوسری حور ہوگی جو اسے آواز دے گی: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! کیا ہمارے لیے تیرے پاس کوئی باری نہیں ہے؟ تو وہ پوچھے گا: اے پکارنے والی! تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (السجدہ) (پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے) پس وہ مسلسل ایک بیوی سے دوسری بیوی کی طرف پھرتا، بدلتا رہے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: اگر ادنیٰ اہل جنت کے پاس سارے کے سارے بارے اہل جنت بھی اتر پڑیں تو وہ ان تمام کو کھانے، پینے، بیٹھنے کی جگہوں اور خدام کے اعتبار سے کافی بلکہ ان کی حاجت و ضرورت سے زیادہ وسیع ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مزید یہ ہے کہ بادل اہل جنت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت

ساتھ ساتھ ہوگا اور کہے گا کون سی شے کی تم خواہش کرتے ہو کہ میں تمہارے لیے اس کی بارش برسا دوں؟ پس وہ جو شے بھی طلب کریں گے۔ وہ ان پر اس کی بارش کر دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ ۝۳۶ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِیْدٌ ۝۳۷

''اور قریش مکہ سے پہلے ہم نے برباد کر دیا بہت سی قوموں کو جو شوکت و قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں، پس وہ گھومتے رہے شہروں میں۔ کیا عذاب الٰہی سے انہیں کوئی پناہ گاہ ملی؟ بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل (بینا) رکھتا ہو یا (کلام الٰہی کو) کان لگا کر سنے متوجہ ہو کر''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ کا معنی ہے وہ شہروں میں رہنے کو ترجیح دیتے رہے۔ (1)

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے پوچھا فَنَقَّبُوْا کا کیا معنی ہے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: لغت یمن کے مطابق اس کا معنی ہربوا ہے۔ یعنی وہ شہروں میں گھومتے رہے۔ بھاگتے رہے۔ تو نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا:

نَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ مِنْ حَذَرِ الْمَوْتِ وَجَالُوْا فِی الْاَرْضِ اَیَّ مَجَال

''وہ موت کے ڈر سے شہروں میں بھاگ کر گئے اور زمین میں جو بھی گھومنے کی جگہ ہے وہ گھومتے رہے''۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ کا معنی ہے وہ زمین میں سفر کرتے رہے، گھومتے رہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ ۝ کے تحت فرمایا کیا کوئی بھاگ کر پناہ لینے کی جگہ ہے جس کی جانب وہ موت سے بھاگ رہے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ ۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن (شہروں میں) گھومتے پھرتے رہے اور انہوں نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم انہیں پا کر رہنے والا ہے (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کبھی راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے) (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کرتے تھے پھر باہر نکلتے تھے۔ تو کہتے تھے ابھی آپ نے کیا کہا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 205

(وجہ یہ ہے کہ) اس کے پاس دل (بینا) نہیں ہے۔

امام بخاری نے الادب میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک عقل دل میں ہے، رحمت جگر میں ہے، مہربانی اور نرمی تلی میں ہے اور عظمت و ہمت گردوں میں ہے۔(1)

امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ توفیق بہترین قائد ہے، حسن خلق بہترین ساتھی ہے، عقل بہترین صاحب ہے، ادب بہترین ترازو (میزان) ہے اور خود پسندی سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔(2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے وہ اس کے بغیر اپنی طرف سے کوئی بات نہ کرے۔ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ فرمایا: اور دل کے ساتھ حاضر رہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ سن رہا ہو اور اس کا دل حاضر ہو، اس کا دل کسی اور جگہ نہ ہو۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: اہل کتاب میں سے وہ آدمی جس نے قرآن کو کان لگا کر سنا اور جو کچھ کتاب اللہ میں سے اس کے سامنے ہے اس کی طرف خوب متوجہ ہو کر اسے سنا۔ تو وہ یقیناً النبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا پالے گا۔(4)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَ اسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

”اور ہم نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں اور ہمیں تھکن نے چھوا

1۔ شعب الایمان، باب فی فصل العقل، جلد 4، صفحہ 161 (4662)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (4661)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 206، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً

تک نہیں۔ پس آپ صبر فرمایئے ان کی (ذل دکھانے والی) باتوں پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے۔ اور رات کے وقت بھی اس کی پاکی بیان کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی۔ اور کان کھول کر سنو اس دن کے بارے میں جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا۔ جس دن سنیں گے سب لوگ ایک گرج دار آواز بالیقین۔ وہی دن (قبروں سے) نکلنے کا دن ہوگا۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی (سب نے) لوٹنا ہے۔ جس روز زمین پھٹ جائے گی ان کے اوپر سے جلدی سے نکل پڑیں گے۔ یہی حشر ہے، یہ ہمارے لیے بالکل آسان ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ پس آپ نصیحت کرتے رہیے اس قرآن سے ہر اس شخص کو جو (میرے) عذاب سے ڈرتا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں مخلوق کو پیدا فرمایا، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ۔ اور ہفتہ کے دن آرام کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۞۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جمعہ کے دن تخلیق سے فارغ ہوا اور ہفتہ کے دن اس نے آرام فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جھٹلاتے ہوئے فرمایا وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۞۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لُّغُوْبٍ ۞ کا معنی تھکاوٹ ہے۔(2)

امام آدم بن ابی ایاس، فریابی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لُّغُوْبٍ ۞ سے مراد تھکاوٹ ہے، یہودی کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو پیدا کرنے کے بعد تھک گیا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو مجلز سے ایسے آدمی کے بارے پوچھا جو بیٹھتا ہے اور اپنی ایک ٹانگ دوسری کے اوپر رکھ لیتا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں۔ اسے صرف یہودیوں نے ناپسندیدہ اور مکروہ قرار دیا ہے۔ ان کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ پھر ہفتہ کے دن آرام کیا اور وہ اسی حالت میں بیٹھ گیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

ارشاد باری تعالیٰ 'فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ الآیہ کے بارے امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی نماز ہے اور غروب آفتاب سے قبل عصر کی نماز ہے۔

رہا ارشاد گرامی وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۞ حضرت ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 207

قول بیان کیا ہے کہ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ سے مراد عشاء کی نماز ہے اور اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد نوافل ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ سے مراد ساری رات ہے۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گزاری۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے پہلے خفیف سی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: اے ابن عباس! فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا ادبار النجوم (ستاروں کے بعد) ہے۔ اور مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ادبار السجود (نمازوں کے بعد) ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام مسدد نے مسند میں، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِدْبَارَ النُّجُوْمِ (الطور: 49) اور اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ادبار السجود مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں اور اِدْبَارَ النُّجُوْمِ صبح سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعات نفل یاد کیے ہیں۔ ان میں سے چار کا ذکر کتاب اللہ میں ہے وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ فرمایا اس سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن منذر اور محمد بن نصر نے الصلاۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ اور اِدْبَارَ النُّجُوْمِ (الطور: 49) سے مراد نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن نصر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابو تمیم جیشانی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے متعلق ارشاد فرمایا: کہ یہ مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر نے حضرت ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتوں کو اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کہا جاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں (3) اور انہوں نے قتادہ، شعبی اور حسن سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے مغرب کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا: ان دونوں کا ذکر تو کتاب اللہ میں موجود ہے یعنی فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔(4)

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن نصر اور ابن مردویہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد نماز کے بعد تسبیح بیان کرنا ہے (5)۔ اور امام بخاری

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 11-208، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 210
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 211
5۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد

کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ تمام نمازوں کے بعد تسبیح بیان کیا کریں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ سے مراد صیحہ یعنی چیخ، سخت آواز ہے۔(1)

امام ابن عساکر اور واسطی رحمہما اللہ نے بیت المقدس میں بیان کیا ہے کہ یزید بن جابر نے وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ﴿﴾ کے تحت فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہوں گے اور صور پھونکیں گے اور کہیں گے اے بوسیدہ ہڈیو! پھٹے اور بکھرے ہوئے جسمو! اور کٹے ہوئے بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دے رہا ہے کہ فیصلہ کن حساب کے لیے جمع ہو جاؤ۔ ''یَا اَیَّتُهَا الْعِظَامُ النَّخِرَةُ وَالْجُلُوْدُ الْمُتَمَزِّقَةُ وَالْاَشْعَارُ الْمُتَقَطِّعَةُ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكِ اَنْ تَجْتَمِعِیْ لِفَصْلِ الْحِسَابِ''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر فرشتہ آواز دے گا اے بوسیدہ ہڈیو! اور اے کٹے ہوئے اعضائے بدن! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم ارشاد فرما رہا ہے کہ تم فصل قضاء کے لیے جمع ہو جاؤ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر اور اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر فرشتہ آواز دے گا: اے لوگو! حساب کے لیے آ جاؤ۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور واسطی رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم بیان کرتے ہیں کہ فرشتہ بیت المقدس کی چٹان سے ندا دے گا اور یہ زمین کا وسط ہے اور ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صخرہ بیت المقدس زمین کی نسبت اٹھارہ میل آسمان کے زیادہ قریب ہے۔(4)

امام واسطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ پکارنے والا بیت المقدس کی چٹان سے پکارے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ کے تحت حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صور پھونکنے کی آواز دور و نزدیک والے سب سنیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ﴿﴾ سے مراد وہ دن ہے جس دن وہ قبور سے دوبارہ زندہ ہو کر نکلیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آسمان ان پر بارش برسائے گا یہاں تک کہ ان سے زمین پھٹ جائے گی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 212، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 213　4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 212

میں ہوں جس سے زمین شق ہوگی۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا اور انہیں میرے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا الآیہ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی ہے آپ ان پر جبر نہ کیجئے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جبر کرنے کو ناپسند کیا ہے اور آپ کو اس سے منع فرمایا ہے اور اس میں آگے بیان فرمایا فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ۔(3)

امام حاکم نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جو بہت گھبرایا ہوا اور پریشان حال تھا۔ تو آپ نے فرمایا: پرسکون ہو جایئے۔ اپنا معاملہ ہلکا کیجئے۔ بلاشبہ میں قریش کی اس عورت کا بیٹا ہوں جو اس بطحاء میں خشک گوشت کے ٹکڑے کھاتی تھی۔ پھر جریر نے یہ آیت تلاوت کی: وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت کیا کرتے تھے۔ جنازوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کرتے تھے۔ اور گدھے پر سواری کرتے تھے۔ غزوۂ خیبر اور یوم قریظہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار تھے۔ اس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی رسی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے کھجور کی چھال سے بنا ہوا پالان تھا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے ہمیں خوفزدہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ۔(6)

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3722)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 506 (3733)

5۔ ایضاً، (3734)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 215

اٰیاتھا ٦٠ سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ٥١ رکوعاتھا ٣

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ ذاریات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابو المتوکل ناجی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز میں قاف اور ذاریات کی قرأت کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّ اِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ یُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ؕ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَسْــٴَـلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ؕ﴿۱۲﴾ یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾ اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

"قسم ہے ان ہواؤں کی جو اڑا کر بکھیرنے والیاں ہیں۔ پھر ان بادلوں کی جو (بارش کا) بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ پھر کشتیوں کی جو آہستہ چلنے والیاں ہیں۔ پھر فرشتوں کی جو حکم (الٰہی) سے بانٹنے والے ہیں! بے شک جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ سچا ہے۔ اور یقیناً جزاء وسزا کا دن ضرور آئے گا۔ قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔ بے شک تم مختلف (بے ربط) باتوں میں پڑے ہو۔ منہ پھیرے ہے اس (قرآن) سے جس کا منہ ازل سے ہی پھیر دیا گیا ہے۔ ستیاناس ہو اٹکل پچو باتیں بنانے والوں کا۔ جو غفلت (کے نشہ) میں بے سدھ پڑے ہیں۔ وہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

پوچھتے ہیں روز جزا کب آئے گا۔ یہ اس دن ہوگا جب وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔ اپنی سزا کا مزہ چکھو۔ یہی ہے وہ جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ البتہ اللہ سے ڈرنے والے (اس روز) باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ (بصد شکریہ) لے رہے ہوں گے جو ان کا رب انہیں بخشے گا۔ بے شک یہ لوگ اس سے پہلے بھی نیکوکار تھے۔ یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور سحری کے وقت (اپنی خطاؤں کی) بخشش طلب کرتے تھے۔ اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کے لیے اور محروم کے لیے"۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، حارث بن ابی اسامہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی اسناد سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝ سے مراد ہوائیں ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ سے مراد بادل ہیں۔ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۝ سے مراد کشتیاں ہیں۔ اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۝ سے مراد ملائکہ ہیں۔ (1)

امام بزار، دار قطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبیغ تمیمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی: مجھے ان آیات کی تفسیر بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝ یہ ہوائیں ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے عرض کی فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ کا مفہوم بتائیے، تو آپ نے فرمایا اس سے مراد بادل ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کہتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے عرض کی: مجھے فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۝ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد کشتیاں ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے کہا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۝ کے بارے وضاحت فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا: ان سے مراد ملائکہ ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں اس طرح نہ کہتا۔ پھر آپ نے اسے سو درے لگانے کا حکم دیا اور گھر میں رکھا۔ پھر جب وہ تندرست ہو گیا تو اسے بلایا اور اسے دوسری بار سو درے لگائے اور اسے اونٹ پر سوار کیا۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا کہ لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے سے روک دو۔ پس وہ اسی طرح کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور شدید قسم کھا کر کہا: جو کچھ وہ پہلے پاتا تھا اس میں سے کوئی شے بھی اپنے دل میں نہیں پاتا۔ چنانچہ آپ نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب لکھ بھیجی۔ تو آپ نے جواباً لکھا کہ فراست و دانائی سے اس کا پتہ لگالو کہ اس نے سچ کہا ہے اور پھر لوگوں ساتھ اس کے ساتھ مجالست کی اجازت دے دو۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت صبیغ تمیمی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝، وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ (المرسلات) اور وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا۝ (النازعات) کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے اسے فرمایا: اپنا سر ننگا کر، تو آپ نے دیکھا اس کی دو مینڈھیاں ہیں، تو آپ نے فرمایا اگر میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 18-216، دار احیاء التراث العربی بیروت

تجھے پاتا کہ تو سر کا حلق (ٹنڈ) کرائے ہوئے ہے تو میں بالیقین تیری گردن مار دیتا۔ پھر آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ کوئی مسلمان اس کی مجلس اختیار نہ کرے اور نہ اس سے کلام کرے۔

امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝ ہوائیں ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ بادل ہیں۔ اور فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۝ کشتیاں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ۝ کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ (1)

امام ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز (نوافل) پڑھتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ آیت بھی ہے۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ (السجدۃ:16)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ عشاء کی نماز سے پہلے سوتے نہیں ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا (یہ اس وقت تھا) جب کہ انہیں رات کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ پس دو ماہ وہ اسی حکم پر برقرار رہے۔ پھر رخصت کا حکم نازل ہوا۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (المزمل:20) (پڑھ لیا کرو اس سے جتنا تمہارے لیے آسان ہو)(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے لوگوں میں سے بہت کم لوگ تھے جو یہ عمل کرتے تھے جب کہ یہ وہاں تھے۔ (4)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ متقین لوگ ہیں اور یہ عام لوگوں کی نسبت بہت قلیل ہیں۔ (5)

امام ابن جریر اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ كَانُوْا قَلِیْلًا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ محسنین بہت کم ہیں۔ یہ دراصل محسنین کی تفصیل ہے اور اس کے بعد نیا کلام ہے۔ اور فرمایا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ۝ اس میں ہجوع سے مراد نیند ہے۔ (6)

ابن ابی شیبہ اور ابن نصر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ لوگ ساری رات نہیں سوتے تھے۔ (7)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 233، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 230

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب كانوا قليلا من الليل ما يهجعون، جلد 2، صفحہ 47 (6300)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 232 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (08-6303)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 233 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (6306)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ لوگ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ اور مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں: قلیل ہی کوئی رات ہے جس میں وہ مصیبت میں نہیں پڑتے تھے۔ اور محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں یہ لوگ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حسن کی سند سے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے یہ لوگ تھوڑا سوتے تھے پھر انہوں نے نیند کو سحری تک پھیلا لیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں تہجد پڑھنا میرے نزدیک اول حصے کی نسبت زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ میں يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ بمعنی یصلون ہے۔ یعنی یہ لوگ سحری کے وقت نماز (تہجد) پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن نصر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم نماز پڑھو اور جب سحری کا وقت ہو تو استغفار کرو (اور بخشش طلب کرو)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ کی تفسیر میں فرمایا ہے: اور ان کے اموال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق تھا جس کے سبب وہ صلہ رحمی کرتے یا مہمان کی مہمان نوازی کرتے یا جس کے سبب محروم کی معاونت کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ان کے اموال میں زکوٰۃ کے سوا حق تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مالوں میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق دیکھتے تھے۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سائل اور محروم کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: سائل وہ ہے جو لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے اور محروم وہ ہے جس کے لیے مسلمانوں میں کوئی حصہ مقرر نہیں۔(5)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (6301)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (6299)
3۔ ایضاً، باب من قال فی المال حق سوی الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 411 (10524)
4۔ ایضاً (10523)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ بھیجا۔ انہوں نے حملہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ تو ان کے فارغ ہونے کے بعد ایک قوم آئی اور یہ آیت نازل ہوئی: وَفِيٓ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝١٩۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محروم وہ پھوٹی قسمت والا انسان ہے جو دنیا کو طلب کرتا ہے اور وہ اس سے دور ہٹ جاتی ہے۔ اور وہ لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محروم کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: ایسا پھوٹی قسمت والا آدمی جس کی کمائی آسانی اور سہولت اس کے لیے مہیا نہ کرے (یعنی وہ تنگ دست ہی باقی رہے)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے محروم وہ پھوٹی قسمت والا انسان ہے جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو۔ (1)

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محروم وہ ہے جس کے لیے مال غنیمت میں کوئی شے نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یمامہ کا رہنے والا آدمی تھا۔ سیلاب آیا اور وہ اس کا مال بہا کر لے گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا: یہ محروم ہے۔ پس تم اسے دو۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سائل وہ ہے جو ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے اور محروم وہ ہے جو اس طرح مانگنے سے باز رہتا ہے (بلکہ اسے غیر مستحسن سمجھتا ہے)۔ (2)

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ نے کہا: محروم وہ ہے جس کی قسمت اس کا ساتھ نہ دے۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محروم وہ پھوٹی قسمت والا آدمی ہے جس کے لیے مال ثابت نہ ہو۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ محروم وہ ہے جس کا مال قضائے الٰہی میں نہیں بڑھتا۔

امام عبد بن حمید نے عامر سے بیان کیا ہے کہ محروم وہ ہے جس کی قسمت پھوٹی ہو۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ (الواقعہ) فرمایا: تمہارے پھل ضائع ہو گئے اور وہ اپنی زمین کی برکت سے محروم ہو گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت فرزعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے وَفِيٓ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: ایک زکوٰۃ ہے اور اس کے سوا سب حقوق ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سائل وہ ہے جو اپنا ہاتھ پھیلا کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 237

سوال کرتا ہے اور محروم پھوٹی قسمت والا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے میں یہ جاننے کی کوشش کرتا رہا کہ محروم کون ہے اور اس نے مجھے تھکا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو البشر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے محروم کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے اس کے بارے کچھ بھی نہ کہا۔ پھر میں نے حضرت عطاء سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: محروم سے مراد محدود ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ محدود وہ ہوتا ہے جس کی قسمت پھوٹی ہو۔ (1)

امام ابن جریر، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہوتا جس کے پاس ایک، دو کھجوریں ہوں اور نہ ہی وہ ہوتا ہے جس کے پاس کھانے کے ایک، دو لقمے ہوں۔ تو لوگوں نے عرض کی: پھر مسکین کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے غنی کر دے اور نہ اس کا مکان معلوم ہو۔ سو اس پر صدقہ کیا جائے گا اور وہی محروم ہے۔ (2)

امام عسکری نے المواعظ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! قیامت کا دن فقراء کی نسبت اغنیا کے لیے باعث ہلاکت و افسوس ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! انہوں نے ہمارے ساتھ ہمارے ان حقوق میں زیادتی کی ہے جو ہمارے لیے ان پر فرض کیے گئے تھے۔ تو رب کریم ارشاد فرمائے گا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے! میں ضرور بر ضرور تمہیں قریب کروں گا اور انہیں یقیناً دور ہٹادوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک مال میں زکوٰۃ کے سوا حق ہے۔ اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰي حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ (بقرہ: 177) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝۲۰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱ وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۲۲ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝۲۳ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝۲۴ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 237 (عن الزہری)

مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣٤﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَ تَرَكْنَا فِيْهَاۤ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٣٧﴾ وَ فِيْ مُوْسٰۤى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَ قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿٣٩﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَ هُوَ مُلِيْمٌ ﴿٤٠﴾

''اور زمین میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اہل یقین کے لیے۔ اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔ اور آسمان میں ہے تمہارا رزق اور وہ ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی یہ حق ہے (بعینہ اسی طرح) جس طرح تم باتیں کر رہے ہو۔ (اے حبیب!) کیا پہنچی ہے آپ کو خبر ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو (دل ہی دل میں سوچا) بالکل انجان لوگ ہیں۔ پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔ لا کر ان کے قریب رکھ دیا۔ فرمایا کھاتے کیوں نہیں۔ پس دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے۔ وہ بولے ڈریئے نہیں۔ اور انہوں نے بشارت دی آپ کو ایک صاحب علم بیٹے کی۔ پس آئی آپ کی بیوی چیں بجبیں ہو کر اور (فرط حیرت سے) طمانچہ دے مارا اپنے چہرے پر اور بولی (میں) بوڑھی (میں) بانجھ (کیا میرے) ہاں بچہ ہوگا!)۔ انہوں نے کہا ایسا ہی تیرے رب نے فرمایا ہے۔ بے شک وہی بڑا دانا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ آپ نے پوچھا تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے اے فرشتو! وہ بولے ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم کی طرف جو جرائم پیشہ ہے۔ تاکہ ہم برسائیں ان پر کارے کے

بنے ہوئے پتھر ( کھنگر)۔ جن پر نشان لگے ہیں آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے۔
(نزول عذاب سے پہلے) ہم نے نکال لیا وہاں کے تمام ایمانداروں کو۔ پس نہ پایا ہم نے اس (ساری) بستی میں بجز ایک مسلم گھر کے۔ اور ہم نے باقی رہنے دی وہاں ایک نشانی ان لوگوں ( کی عبرت پذیری) کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور (داستان) موسیٰ میں بھی نشانی ہے جب ہم نے انہیں بھیجا فرعون کی طرف ایک روشن دلیل دے کر۔ پس اس نے روگردانی کی اپنی قوت کے بل بوتے پر اور کہنے لگا یہ شخص جادوگر ہے یا دیوانہ۔ تو ہم نے اس کو اس کے لشکر سمیت پکڑا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا اور وہ قابل ملامت بن گیا''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ فِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: زمین میں معتبر نشانیاں ہیں اس کے لیے جو ان کا اعتبار کرے۔ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اور اس کی مخلوق میں بھی معتبر نشانیاں ہیں جب کوئی اس میں غور وفکر کرے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کی تو اس نے جان لیا کہ اس کے مفاصل (جوڑوں) کو عبادت کے لیے نرم وملائم کر دیا گیا ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ کے تحت انہوں نے فرمایا (کیا تمہیں اپنے وجود میں) چھوٹے اور بڑے پیشاب کا راستہ نظر نہیں آتا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے (کیا تمہیں وہ راستہ نظر نہیں آتا) جس میں تمہارا کھانا داخل ہوتا ہے اور جس سے خارج ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا تمہیں بول وبراز کا راستہ نظر نہیں آتا۔

امام ابن نقور اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ کے بارے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد بارش ہے۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بالیقین برف کو پہچانتا ہوں اور میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد میں برف مراد ہے۔

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 239، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، فصل فی تفسیر القرآن، جلد 4، صفحہ 407 (7183)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ میں رزق سے مراد بارش ہے اور وَمَا تُوعَدُونَ (اور وہ ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے) اس سے مراد جنت اور دوزخ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت آسمان میں ہے اور خیر و شر میں سے ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ الآیہ کے تحت انہوں نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان اقوام کو قتل اور تباہ و برباد کرے جن کے لیے ان کے رب نے قسم کھائی پھر انہوں نے تصدیق نہ کی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے قول باری تعالیٰ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ کے تحت فرمایا: یہ ہر اس شے کے بارے میں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں فرمایا۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ هَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ الْمُكْرَمِينَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ کو اس خدمت کی خبر پہنچی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بذات خود اپنے معزز مہمانوں کی کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑے کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کی۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَرَاغَ إِلٰى أَهْلِهِ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عام مال بیل اور گائیں تھیں۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَبَشَّرُوهُ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ میں غلام سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ کا معنی ہے اور آپ کی بیوی چیختی چلاتی آئی۔ فَصَكَّتْ اور اپنے چہرے پر طمانچہ دے مارا۔(8)

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ فِي صَرَّةٍ کا معنی صیحۃ خوبصورتی ہے اور فَصَكَّتْ وَجْهَهَا کا معنی ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر دے مارا۔ اور کہا ہائے افسوس، ہائے ہلاکت۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 41-240، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 241 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، باب فی اکرام الضیف، جلد 7، صفحہ 102 (9636)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 243 6۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 243 7۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 244
8۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 45-244 9۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 245

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے عَجُوۡزٌ عَقِيۡمٌ۔ الرِّيۡحَ الۡعَقِيۡمَ اور "عذاب یوم عقیم" کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ عَجُوۡزٌ عَقِيۡمٌ وہ ہوتی ہے جس کی اولاد نہ ہو اور الرِّيۡحَ الۡعَقِيۡمَ ایسی ہوا ہے جس میں برکت اور منفعت نہ ہو اور نہ عمل لقاح (نر اور مادہ درختوں کے اجزاء کو آپس میں ملانے) کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اور رہا عذاب یوم عقیم تو اس سے مراد وہ دن ہے جس کے لیے کوئی رات نہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فَمَا وَجَدۡنَا فِيۡهَا غَيۡرَ بَيۡتٍ مِّنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ کے ضمن میں فرمایا کہ الۡمُسۡلِمِيۡنَ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تیرہ افراد تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَمَا وَجَدۡنَا فِيۡهَا غَيۡرَ بَيۡتٍ مِّنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس میں اس سے زیادہ ہوتے تو بالیقین اللہ تعالیٰ انہیں نجات عطا فرماتا۔ تا کہ وہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان محفوظ ہے۔ اس کا اپنے اہل پر کوئی حرج اور نقصان نہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَتَرَكۡنَا فِيۡهَاۤ اٰيَةً کے تحت انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس میں واضح اور ظاہر چٹانیں چھوڑ دیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَتَوَلّٰى بِرُكۡنِهٖ کا معنی ہے پس اس نے اپنی قوم کے ساتھ روگردانی کی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ معنی یہ ہے پس اس نے اپنی قوت اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ روگردانی کی۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَهُوَ مُلِيۡمٌ کے تحت فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں قابل ملامت بن گیا۔(4)

وَفِيۡ عَادٍ اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الرِّيۡحَ الۡعَقِيۡمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنۡ شَىۡءٍ اَتَتۡ عَلَيۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِيۡمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيۡ ثَمُوۡدَ اِذۡ قِيۡلَ لَهُمۡ تَمَتَّعُوۡا حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مِنۡ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوۡا مُنۡتَصِرِيۡنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوۡمَ نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيۡنٰهَا بِاَيۡٮدٍ وَّاِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 7 3۔ ایضاً 4۔ جلد 27، صفحہ 8

لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۚ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۚ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌۚ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾

"اور (قصہ) عاد میں بھی نشان عبرت ہے جب ہم نے ان پر آندھی بھیجی جو خیر و برکت سے خالی تھی۔ نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر گزرتی مگر اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ اور (واقعہ) ثمود میں بھی نشانی ہے جب انہیں کہہ دیا گیا کہ لطف اٹھالو ایک وقت تک۔ پس انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے تو پکڑ لیا انہیں ایک خوفناک کڑک نے درآنحالیکہ وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر ان میں نہ اٹھنے کی صلاحیت رہی اور نہ وہ (ہم سے) انتقام لے سکے۔ اور قوم نوح کا اس سے پہلے (یہی حشر ہوا) بے شک وہ لوگ بھی (پرلے درجے کے) نافرمان تھے۔ اور ہم نے آسمان کو (قدرت کے) ہاتھوں سے بنایا اور ہم نے ہی اس کو وسیع کر دیا۔ اور زمین کا ہم نے فرش بچھا دیا پس ہم کتنے اچھے (فرش) بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے تاکہ تم غور و فکر کرو۔ پس دوڑو اللہ کی طرف (اور اس کی پناہ لے لو) بے شک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود۔ بے شک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اسی طرح نہیں آیا ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول مگر انہوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر ہے یا دیوانہ۔ کیا پہلوں نے پچھلوں کو یہی وصیت کی تھی (نہیں) بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿﴾ کے بارے فرمایا: اس سے مراد وہ شدید ہوا اور آندھی ہے جو کسی قسم کا نفع نہیں دیتی (1)، حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ وہ ہوا ہوتی ہے جو درختوں میں تلقیح کا عمل نہیں کرتی اور نہ ہی بادلوں کو چلاتی ہے۔ اور اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ کے تحت فرمایا کہ ہوا نے اسے ہلاک ہونے والی شے کی طرح کر دیا۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ سے مراد ایسی ہوا ہے جس میں نہ برکت ہو نہ منفعت، نہ اس سے بارش ہوتی ہو اور نہ ہی اس کے سبب درختوں کی پیوند کاری ہو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 8، داراحیاء التراث العربی بیروت  2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ایک خاص قسم کی) ہوا دوسری زمین میں محبوس ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو خازن ریح (ہوا پر مقرر فرشتہ) کو حکم دیا کہ وہ ان پر ایسی ہوا بھیجے جو عاد کو ہلاک کر دے۔ تو اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں ان پر بیل کے نتھنے کی مقدار (سوراخ سے) ہوا بھیجوں گا۔ تو جبار مطلق نے اسے ارشاد فرمایا نہیں کیونکہ اس سے زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب ختم ہو جائے گا۔ البتہ انگوٹھی کی مقدار (سوراخ سے) ان پر ہوا بھیج دے۔ اور یہی وہ ہوا ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ۔

امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: الرِّيحَ الْعَقِيمَ سے مراد ریح نکباء (ٹیڑھی چلنے والی ہوا) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرِّيحَ الْعَقِيمَ سے مراد جنوب سے چلنے والی ہوا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الرِّيحَ الْعَقِيمَ سے مراد ایسی ہوا جو کسی شے کی پیوندکاری کا فائدہ نہیں دیتی۔ اور كَالرَّمِيمِ سے مراد ہلاک ہونے والی شے ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرِّيحَ الْعَقِيمَ سے مراد وہ ہوا ہے جو کوئی شے نہیں اگاتی۔ اور إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ کے بارے فرمایا: جس پر وہ ہوا گزرتی تھی تو اسے کھائے ہوئے بوسیدہ درخت کی طرح بنا دیتی۔(3)

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ربیعہ کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے پاس عاد کے قاصد کا ذکر کیا اور ساتھ عرض کی کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ میں عاد کے قاصد کی مثل ہو جاؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاد کا قاصد کون تھا؟ تو میں نے عرض کی میں خبر رکھنے والے کے پاس حاضر ہوں۔ عاد جب قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ایک سردار کو بھیجا جو بکر بن معاویہ کے پاس اترا۔ تو اس نے اسے شراب پلائی اور دو ونڈیاں اس کے پاس جھنجھناتی رہیں۔ پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کے ارادہ سے نکل پڑا اور کہا: اے اللہ! میں کسی مریض کے لیے تیرے پاس نہیں آیا کہ میں اس کا علاج کروں اور نہ میں کسی قیدی کے لیے آیا ہوں کہ میں اس کا فدیہ دوں۔ پس تو اپنے بندے کو سیراب کر (پلا) جو تو اسے پلا سکتا ہے اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی سیراب کر۔ یہ اس کے لیے اس شراب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا جو شراب اس نے اسے پلائی تھی۔ تو اتنے میں اس کے لیے بادل نمودار ہوئے اور اسے کہا گیا: ان میں سے ایک کو پسند کر لے۔ چنانچہ اس نے ان میں سے سیاہ بادل کو اختیار کیا۔ تو اسے کہا گیا: اسے ہلاکت اور مدد کے لیے پکڑ لو۔ جو عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور آپ نے بیان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 9 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 10 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 9-10

فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انگوٹھی کے حلقے کی مقدار ان پر ہوا بھیجی۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَ فِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قول باری تعالیٰ وَ فِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ میں معین وقت سے مراد تین دن ہیں۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَعَتَوْا یعنی انہوں نے بہت زیادہ سرکشی کی۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ تو اچانک ایک خوفناک کڑک نے انہیں پکڑ لیا درآنحالیکہ وہ دیکھ رہے تھے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ کا معنی ہے پھر انہوں نے اٹھنے کی طاقت نہ رکھی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ کا معنی ہے کہ جب ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تو اس کے سبب پھر انہوں نے اٹھنے کی طاقت نہ رکھی۔ اور وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ کے بارے فرمایا: اور نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکار کرنے کی طاقت رکھی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ میں اید کا معنی قوت ہے۔(4)

امام آدم بن ایاس اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَيْىدٍ کا معنی بقوۃ ہے۔ یعنی ہم نے آسمان کو قوت کے ساتھ بنایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ہم یقیناً اس کی مثل آسمان پیدا کر سکتے ہیں۔ اور فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ کا معنی ہے ہم کتنے اچھے (فرش) بچھانے والے ہیں۔ یعنی الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ بمعنی فارشون ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کی تفسیر میں فرمایا (کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے) مثلاً کفر اور ایمان، شقاوت اور سعادت، ہدایت اور گمراہی، رات اور دن، آسمان اور زمین، جن اور انسان، خشکی اور تری، سورج اور چاند، صبح اور شام اور اسی طرح تمام چیزیں ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَتَوَاصَوْا بِهٖ کا معنی ہے کہ کیا ان میں سے پہلے لوگوں نے بعد میں آنے والوں کو جھٹلانے اور تکذیب کی وصیت کی تھی۔(6)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 130 (3273)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 11
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 12
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 13
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 14

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

”پس آپ ان سے رخ انور پھیر لیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں۔ اور آپ سمجھاتے رہیے یقیناً سمجھانا اہل ایمان کے لیے فائدہ بخش ہے۔ اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ طلب کرتا ہوں میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہی (سب کو) روزی دینے والا، قوت والا (اور) زور والا ہے۔ پس ان ظالموں کے لیے عذاب کا ویسا ہی حصہ ہے جیسا ان کے ہم مشربوں کو حصہ ملا تھا پس یہ جلد بازی نہ کریں۔ پس تباہی ہے ان کے لیے جنہوں نے کفر کیا اس دن سے جس کا (ان سے) وعدہ کیا گیا ہے“۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے رخ انور پھیرنے کا حکم دیا۔ تاکہ وہ انہیں عذاب دے۔ اور آپ ﷺ کو معذور قرار دیا۔ پھر فرمایا: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ پس اس حکم نے پہلے کو منسوخ کر دیا۔

امام اسحاق بن راہویہ، احمد بن منیع اور ہیثم بن کلیب نے اپنی اسانید میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے المختارہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ تو ہم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس نے ہلاک ہونے کا یقین کر لیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو ہم سے رخ زیبا پھیرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ تو ہمارے دل خوش ہو گئے اور سکون محسوس ہوا۔

امام ابن راہویہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ کے بارے فرمایا کہ ہم پر اس سے بڑھ کر شدید اور اس سے بڑھ کر عظیم آیت نازل نہیں ہوئی۔ تو ہم نے کہا: یہ تو یقیناً ناراضگی اور نفرت کا اظہار ہے۔ یہاں تک کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ فرمایا: آپ انہیں قرآن کے بارے نصیحت کرتے رہیے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے ہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے

یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر انتہائی گراں گزری۔ اور وہ یہ خیال کرنے لگے کہ وحی منقطع ہو جائے گی اور عذاب آجائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔(1)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ پس آپ ان سے اعراض فرمالیجئے۔ پھر آپ سے کہا گیا: وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمایئے۔(2)

ابن منذر نے سلمان بن حبیب محاربی سے یہ قول نقل کیا ہے جو اپنے دل میں نصیحت کی طلب اور اس کے واقع ہونے کی جگہ پائے تو اسے جان لینا چاہیے کہ وہ مومن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ انہیں چاہیے کہ وہ خوشی سے یا مجبوری سے عبودیت کا اقرار کریں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس پر میں نے جن وانس کو پیدا کیا ہے یعنی اپنی طاعت و معصیت اور شقاوت و سعادت میں سے جس پر میں نے انہیں پیدا کیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے وہ شقاوت و سعادت میں سے کسی پر پیدا نہیں کیے گئے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں انہیں رزق دیتا ہوں اور میں انہیں کھلاتا ہوں۔ میں نے انہیں پیدا نہیں کیا مگر اس لیے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ابن آدم! میری عبادت کے لیے فارغ ہو میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کا دروازہ بند کردوں گا۔ ورنہ تو ایسے کام کرے گا جو تیرے سینے کو مشغول کر دیں گے۔ اور میں تیرے فقر کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔(5)

امام طبرانی نے مسند الشامیین میں، حاکم نے تاریخ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن وانس کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ پیدا میں کرتا ہوں اور وہ عبادت میرے سوا غیروں کی کرتے ہیں۔ اور رزق میں دیتا ہوں اور وہ شکر میرے سوا دوسروں کا ادا کرتے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 16، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 16-15 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 17

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 16 5۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 358، دارصادر بیروت

6۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 134 (4563)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن حبان، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت یوں پڑھائی۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ متین کا معنی شدید (یعنی سخت زور والا) ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ذَنُوْبًا کا معنی دلوا یعنی (حصہ) ہے۔ (2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ کے بارے انہوں نے فرمایا: ان ظالموں کے لیے بھی ویسا ہی عذاب کا حصہ ہے جیسا ان کے ساتھیوں کے لیے عذاب کا حصہ تھا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق، میں حضرت طلحہ بن عمرو رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان ظالموں کے لیے بھی ان کے ساتھیوں کے عذاب کی مثل ہی عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمت بالخیر

وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وعلی آله واصحابه اجمعین

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 255 (2919)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۴۹ سُوْرَۃُ الطُّوْرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۲ رکوعاتہا ۲

ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ طور مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام مالک، احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے مغرب کی نماز میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ (1)

امام بخاری اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے۔ پس میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی ایک طرف نماز پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں وَ الطُّوْرِ ۙ۝۱ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ کی قرأت کی۔ (2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الطُّوْرِ ۙ۝۱ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ۝۲ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ۝۳ وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ۝۴ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶

"قسم ہے (کوہ) طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق پر۔ اور قسم ہے بیت معمور کی اور بلند چھت کی اور سمندر کی جو لبالب بھرا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الطُّوْرِ ۝۱ ایک پہاڑ ہے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اور كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ سے مراد صحف ہیں۔ اور فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳ سے مراد صحیفہ ہے۔ (4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 151 (463)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 720، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 508 (3741)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22-21، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ کِتٰبٍ سے مراد ذکر ہے اور مَّسْطُوْرٍ سے مراد لکھا ہوا ہے۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری نے خلق افعال العباد میں، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وَ الطُّوْرِۙ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ کا معنی ہے قسم ہے طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے۔ اور فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کے متعلق فرمایا اس سے مراد وہی کتاب ہے۔(1)

آدم بن ابی ایاس، امام بخاری نے خلق افعال العباد میں، ابن جریر اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ کا معنی ہے اور ان صحف کی جو لکھے ہوئے ہیں۔ اور فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کا معنی ہے صحف میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کا معنی ہے (جو لکھی گئی ہے) کتاب میں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت المعمور ساتویں آسمان میں ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور دوبارہ قیامت قائم ہونے تک وہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(2)

امام ابن منذر، عقیلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: آسمان میں ایک بیت ہے جسے معمور کہا جاتا ہے۔ وہ بالکل کعبہ معظمہ کے سامنے اور بالمقابل ہے۔ چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے حیوان کہا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں خوب غوطہ زنی کرتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں اور اپنے پروں کو خوب جھاڑتے ہیں۔ اور اس سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرما دیتا ہے۔ پھر انہیں بیت المعمور میں آنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اس میں عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور کرتے ہی رہتے ہیں۔ پھر اس سے باہر نکل آتے ہیں۔ پس وہ دوبارہ اس کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں جا سکیں گے۔ پھر ان میں سے ایک کو ان پر والی اور حکمران مقرر کر دیا جاتا ہے اور اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ انہیں آسمان میں ٹھہرنے کی جگہ ٹھہرائے۔ وہ اس میں قیام قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہیں گے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان میں بیت المعمور ہے جسے ضراح کہا جاتا ہے۔ وہ بیت الحرام کی طرح ہے اور بالکل اس کے سامنے اور بالمقابل ہے۔ اگر وہ نیچے گرے، تو سیدھا بیت اللہ شریف پر گرے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر دوبارہ کبھی ان کی باری نہیں آئے گی۔ آسمان میں اس کی حرمت واحترام اتنا ہی ہے جتنا مکہ مکرمہ کی حرمت واحترام ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت کریب مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت مرسل ذکر کی ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 24
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب الخطیئۃ فی الحرم، جلد 5، صفحہ 21، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خالد بن عرعرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا بیت المعمور کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ آسمان میں ایک بیت (کمرہ) ہے جسے ضراح کہا جاتا ہے۔ اور وہ مکہ مکرمہ سے اوپر کی جانب بالکل اس کے بالمقابل ہے۔ آسمان میں اس کی حرمت اسی طرح ہے جیسے زمین میں بیت اللہ کی حرمت ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور وہ دوبارہ اس کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں آسکیں گے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن جریر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت ابوطفیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیت المعمور کے بارے سوال کیا، کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: وہ ضراح نامی ایک بیت ہے جو سات آسمانوں سے اوپر اور عرش کے نیچے ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر وہ یوم قیامت تک اس کی طرف دوبارہ نہیں آسکیں گے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ عرش کے سامنے ایک بیت ہے۔ ملائکہ اسے آباد کرتے ہیں۔ اور ستر ہزار فرشتے ہر روز اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آئے گی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے فرمایا: وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝ جنت سے اتارا گیا اور یہ مکہ مکرمہ میں آباد ہو رہا تھا۔ پھر جب سیلاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اوپر اٹھالیا۔ اب وہ چھٹے آسمان میں ہے۔ ہر روز ابلیس کے قبیلے سے ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ایک دن بھی کوئی ایک اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝ کعبہ معظمہ کے بالمقابل ہے۔ اگر اس میں سے کوئی شے گرے تو وہ سیدھی کعبہ پر گرے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ اور حرم اس کے حرم کے بالمقابل ہے جو کہ عرش تک ہے۔ اور آسمان میں قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہے مگر اس پر کوئی فرشتہ سجدہ کر رہا ہے یا قیام کر رہا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان میں ایک بیت ہے۔ اسے ضراح کہا جاتا ہے۔ وہ بیت اللہ شریف کے بالکل بالمقابل اوپر ہے۔ آسمان میں اس کی حرمت اسی طرح ہے جیسے زمین میں بیت اللہ کی حرمت ہے۔ ہر رات ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ وہ اس ایک رات کے سوا کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الخطبۃ فی الحرم، جلد 5، صفحہ 21، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 23

4۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 439 (3997)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ تو بنوشیبہ نے انہیں کہا کہ رات کے وقت اس میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ البتہ دن کے وقت ہم آپ کے لیے اسے خالی کرادیں گے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے تو ام المومنین نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی کہ انہوں نے آپ کو بیت اللہ شریف میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے رات کے وقت بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ یہ کعبہ اس بیت المعمور کے بالمقابل ہے جو آسمان میں ہے۔ اس بیت المعمور میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر قیامت کے دن تک اس طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ اگر اس سے کوئی پتھر گرے تو وہ سیدھا کعبہ معظمہ کی چھت پر آ گرے۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیت المعمور کے بارے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بیت المعمور کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ اس سے نکل جاتے ہیں تو پھر آخر تک جو کچھ ان پر لازم ہے وہ اس (ذمہ داری) سے اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک فرشتہ مجھے ساتویں آسمان کی بلندی تک لے گیا تو میں ایک عمارت کے پاس رک گیا اور فرشتے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا: یہ ایک عمارت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے بنایا ہے۔ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتے ہیں اور وہ دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(2)

امام ابن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ** سے مراد آسمان ہے۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ** سے مراد عرش ہے اور **وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** سے مراد وہ بلند پانی ہے جو عرش کے نیچے ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **السَّقْفِ** سے مراد آسمان ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ **وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد عرش کے نیچے آسمان میں ایک سمندر ہے۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 23، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 24
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 26

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الْمَسْجُوْرِ سے مراد محبوس (روکا ہوا) ہے۔(2)

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْمَسْجُوْرِ سے مراد مرسل (چھوڑا ہوا سمندر) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہود میں سے ایک آدمی سے کہا: جہنم کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا یہی سمندر۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے سچ خیال کرتا ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیتیں پڑھیں وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (التکویر:6) (اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے)(3)

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث والنشور میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے فلاں سے بڑھ کر کسی یہودی کو سچ بولنے والا نہیں دیکھا۔ کیونکہ اس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی آگ یہی سمندر ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ سورج چاند اور ستاروں کو اکٹھا کر دے گا۔ پھر اس پر دبور (پچھوائی ہوا) بھیجے گا اور وہ اسے بھڑکا دے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ سے مراد بھڑکا ہوا سمندر ہے۔(4)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ کی تفسیر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سمندر بھڑکنے لگے گا اور پھر وہی جہنم بن جائے گا۔

ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ سے مراد لبالب بھرا ہوا سمندر ہے۔(5)

امام شیرازی نے الالقاب میں اصمعی کی سند سے ابو عمرو بن علاء سے اور وہ ذی الرمہ رحمہم اللہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ سے مراد خالی سمندر ہے۔ ایک جماعت پانی پینے کے لیے نکلی تو اس نے حوض کو فارغ اور خالی دیکھا۔ تو کہا: الحوض مسجور۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿١٥﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 26
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 25
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَعِيۡمٍ ۙ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾

''یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ جس روز آسمان بری طرح تھرتھرا رہا ہوگا۔ اور پہاڑ (اپنی جگہ چھوڑ کر) تیزی سے چلنے لگیں گے۔ پس بربادی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو محض تفریح طبع کے لیے فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں۔ اس روز انہیں دھکے دے کر آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (انہیں کہا جائے گا) یہی وہ آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ کیا یہ (آگ) جادو (کا کرشمہ) ہے یا تمہیں یہ نظر ہی نہیں آ رہی۔ اس میں (تشریف لے) چلو اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو۔ دونوں برابر ہیں تمہارے لیے تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ بے شک پرہیزگار (اس روز) باغوں میں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ شاد و مسرور ان نعمتوں پر جو انہیں ان کے رب نے دی ہوں گی۔ اور بچا لیا انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے''۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور امام احمد رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں غزوۂ بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ٹھہر گیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ مغرب کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ تو میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ تو یہ سنتے ہی میرا دل مضطرب اور پریشان ہو گیا۔

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ تو آپ کی سانس پھول گئی اور اس کے سبب بیس دن تک یہ کیفیت بار بار بنتی رہی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مالک بن مغول رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا: وَالطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ﴿۳﴾ فرمایا: یہ قسم ہے اس قول تک اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ پس آپ رونے لگے، مزید روئے یہاں تک کہ اس درد کی وجہ سے بار بار روئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہاں قسم واقع ہوئی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: يَّوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ﴿۹﴾ میں تَمُوۡرُ بمعنی تحرك ہے۔ یعنی جس روز آسمان حرکت کر رہا ہوگا اور کانپ رہا ہوگا۔ اور يَوۡمَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

یُدَعُّوْنَ میں یُدَعُّوْنَ بمعنی یدفعون ہے یعنی اس روز انہیں دھکیلا جائے گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ بمعنی تدور دورا ہے یعنی جس روز آسمان سخت گھومنے لگے گا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہیں گردنوں سے پکڑ کر دھکیلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔(3)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں آتش جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا۔

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ مُتَّكِـئِیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ۝ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ ۝ وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ۝

"(حکم ملے گا) کھاؤ پیو خوب مزے لے لے کر ان (نیکیوں) کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بچھے ہوئے پلنگوں پر اور ہم انہیں بیاہ دیں گے گوری گوری آہو چشموں سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور ہم کمی نہیں کریں گے ان کے عملوں (کی جزا) میں ذرہ بھر۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں اسیر ہوگا۔ اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے انہیں (ایسے) میوے اور گوشت جو وہ پسند کریں گے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے بارے اللہ تعالیٰ کے ارشاد كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں هَنِیْٓــٴًـۢا کا مفہوم ہے: تم اس میں نہیں مرو گے۔ پس اس وقت اہل جنت کہیں گے۔ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ۙ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ (الصفافات) (جنتی کہیں گے) کیا اب تو ہمیں مرنا نہیں ہوگا بجز اپنی پہلی موت کے اور نہ ہمیں (اب) عذاب دیا جائے گا)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کیا اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے بلاشبہ وہ تیز رفتار اونٹنیوں پر ایک دوسرے کی ملاقات کریں گے۔ ان سواریوں پر ریشم کے کپڑے پڑے ہوں گے۔ اوپر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 29-27، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 28 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 29

والے نیچے والوں کی ملاقات کے لیے آئیں گے۔ لیکن نیچے والے اوپر والوں کی ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ فرمایا یہ ان کے درجات ہیں۔ فرمایا: بے شک وہ اپنی کہنیاں تکیوں پر رکھے ٹیک لگا کر بیٹھیں گے اور کھانے پینے لگیں گے اور خوب آسودہ حال رہیں گے اور اس میں جام شراب باری باری ایک دوسرے کو دیتے جائیں گے۔ لیکن اس میں نہ کوئی لغو بات کہیں گے اور نہ کوئی گناہ کا عمل کریں گے، نہ اس سے انہیں دردسر ہوگا اور نہ ہی وہ بدمست ہوں گے۔ ستر خریف تک وہ اسی حال پر رہیں گے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنی کہنی اپنے تکیے سے نہیں اٹھائے گا۔ پھر سائل نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نکاح بھی کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے! پیچھے ہٹ جاؤ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ بھی کیا۔ لیکن دونوں جانب سے منی کا اخراج نہیں ہوگا۔ نہ وہاں پر وہ رینٹ صاف کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے۔ ان کے بدن سے خارج ہونے والا پسینہ کستوری کے دانوں کی طرح ہوگا۔ ان کی انگیٹھیوں میں اگر کی لکڑی ہوگی۔ ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کے برتن بھی سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔ ان کے دل (باہم پیار اور محبت کے سبب) ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے۔ نہ ان میں کوئی کینہ ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے۔ اور وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی اولاد کو بھی جنت میں اس کے ساتھ بلند درجہ پر فائز فرمادیگا۔ اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوں گے۔ تاکہ ان کے سبب بندۂ مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں (اور اسے راحت وسکون حاصل ہو) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ الآیہ۔ (1)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو بھی اس کے درجہ میں بلند فرمادے گا۔ اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوگی۔ تاکہ ان کے سبب ان کی آنکھوں کو تراوت اور ٹھنڈک نصیب ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ فرمایا جو کچھ (بلند مراتب) ہم نے اولاد کو عطا فرمایا ہے، اس کے عوض والدین کے اعمال کی جزاء میں ذرہ بھر کمی نہیں کریں گے۔

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی جنت میں داخل ہوگا تو اپنے والدین، اپنی ذریت اور اپنے بچوں کے بارے دریافت کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: بے شک وہ تیرے درجے اور تیرے عمل کو نہیں پہنچ سکے۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تحقیق میں نے اپنے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت

اوران کے لیے عمل کیے تھے۔ چنانچہ انہیں اس کے ساتھ درجہ میں ملانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ ذُرِّيَّتُهُمْ سے مراد بندۂ مومن کی وہ اولاد ہے جو دین اسلام پر رہتے ہوئے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ اگر چہ ان کے آباء واجداد کے درجات ان کے درجات سے بلند ہوں گے لیکن وہ اپنے آباء سے جاملیں گے۔ اور اس کے عوض جو اعمال ان کے آباء نے کیے ان میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد المسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مومنین اور ان کی اولاد سب جنت میں ہوں گے اور مشرکین اور ان کی اولاد سب جہنم میں ہوں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ہناد اور ابن منذر نے اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آباء کو اسی کی مثل عطا کیا جائے گا جو بیٹوں کو عطا کیا جائیگا۔ اور بیٹوں (اولاد) کو اسی کی مثل عطا کیا جائے گا جو کچھ آباء واجداد کو دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے لیے اس کی اولاد کو اسی طرح جمع فرمادیگا جیسا کہ وہ دنیا میں پسند کرتا تھا کہ انہیں ان کے لیے جمع کیا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ کا یہ معنی بیان کیا ہے ہم ان کے اعمال (کی جزا) میں ذرہ بھر کمی نہیں کریں گے۔ (1)

فریابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے عمل میں سے کسی شے کی کمی نہیں کی۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں کریں گے۔ (2)

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٢٤﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٍ ﴿٢٩﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 36

"وہ چھینا جھپٹی کریں گے وہاں جام شراب پر (لیکن) اس میں نہ کوئی لغویت ہوگی اور نہ گناہ۔ اور (خدمت بجا لانے کے لیے) چکر لگاتے ہوں گے ان کے گرد ان کے غلام (اپنے حسن کے باعث) یوں معلوم ہوں گے گویا وہ چھپے موتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے۔ کہیں گے ہم بھی اس سے پہلے اپنے اہل خانہ میں (اپنے انجام کے بارے میں) سہمے رہتے تھے۔ سو بڑا احسان فرمایا ہے اللہ نے ہم پر اور بچالیا ہے ہمیں گرم لو کے عذاب سے۔ بے شک ہم پہلے بھی (دنیا میں) اس سے دعا کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ بہت احسان کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ پس آپ سمجھاتے رہیے۔ آپ اپنے رب کی مہربانی سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون"۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے **یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاْسًا** کے ضمن میں فرمایا کہ آدمی، اس کی بیوی اور اس کے خدام آپس میں چھینا جھپٹی کریں گے کہ وہ آدمی جام شراب اپنے خادم اور اپنی زوجہ سے لینے کی کوشش کرے گا اور خدام وہی جام اس سے اور اس کی بیوی سے چھیننے کی کوشش کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: **لَّا لَغْوٌ فِیْهَا وَ لَا تَاْثِیْمٌ** کا معنی ہے کہ اس میں نہ کوئی باطل شے ہوگی اور نہ گناہ۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے **لَّا لَغْوٌ فِیْهَا** نہ وہ اس میں گالی گلوچ دیں گے **وَ لَا تَاْثِیْمٌ** اور نہ وہ اس میں ہلاک ہوں گے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ **كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ** کی تفسیر میں ابن جریج نے کہا: یعنی ایسے موتی جنہیں ابھی تک ہاتھوں نے مس نہ کیا ہو۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے **كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ** کے بارے فرمایا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ جب یہ خدام موتیوں کی مثل ہیں تو مخدوم کی کیفیت کیا ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مخدوم کو تو خادم پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے چودھویں رات کے بدر منیر کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ ابن جریر کے الفاظ ہیں۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے: ان دونوں کے مابین ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے ماہ تمام کو ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔(2)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے رب کے نزدیک میں تمام اولاد آدم سے زیادہ معزز و محترم ہوں۔ اور میں یہ فخر سے نہیں کہتا۔ اور ہزار خدام مجھ پر چکر لگائیں گے **كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ** (گویا کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں)(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 37، دار احیاء التراث العربی بیروت    2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 38

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 64 (3619)، دار الفکر بیروت

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو وہ بھائیوں کے انتہائی مشتاق ہوں گے۔ پس اس کا پلنگ آئے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پلنگ کے بالکل سامنے آ جائیگا۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگیں گے۔ یہ بھی تکیہ لگا لے گا اور وہ بھی تکیہ لگائے ہوئے ہوگا۔ اور وہ دونوں اس طرح گفتگو کرنے لگیں گے جیسے وہ دنیا میں کرتے تھے۔ تو ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہے گا اے فلاں! کیا تو جانتا ہے کون سے دن اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت فرمائی۔ جس دن ہم فلاں فلاں مقام پر تھے اور ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت فرما دی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ کا مفہوم حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بے شک ہم بھی اس سے پہلے دنیا میں اپنے اہل خانہ میں (اپنے انجام کے بارے) سہمے رہتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ بیان کیا ہے: عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ سے مراد آگ کا بھڑکنا اور جلنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ عذاب سموم سے ایک پورے کی مثل اہل زمین پر کھول دے۔ تو وہ زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کو جلا کر راکھ کر دے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی: فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝ تو آپ نے دعا مانگی: اے اللہ! ہم پر احسان فرما اور ہمیں گرم لو کے عذاب سے بچا لے۔ بے شک تو بہت احسان کرنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور یہ آپ نے نماز میں کہا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رحمہا اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور اس پر واقع ہوئیں۔ تو پھر پناہ طلب کرنے لگیں اور دعا مانگنے لگیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ الْبَرُّ کا معنی لطیف ہے (بہت زیادہ مہربان)۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَرُّ کا معنی صادق (بہت زیادہ سچ بولنے والا) ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ۭ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ۚ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ۚ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت

مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَؕ۝۳۴ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَؕ۝۳۵ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَؕ۝۳۶ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَؕ۝۳۷ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْهِ ۚ فَلْیَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍؕ۝۳۸ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَ لَكُمُ الْبَنُوْنَؕ۝۳۹ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَؕ۝۴۰ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَؕ۝۴۱ اَمْ یُرِیْدُوْنَ كَیْدًا ؕ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَؕ۝۴۲ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۝۴۳ وَ اِنْ یَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ۝۴۴ فَذَرْهُمْ حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ فِیْهِ یُصْعَقُوْنَۙ۝۴۵ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۝۴۶

'' کیا یہ (نابکار) کہتے ہیں کہ آپ شاعر ہیں (اور) ہم انتظار کر رہے ہیں ان کے متعلق گردش زمانہ کا۔ فرمایئے (ہاں ضرور) انتظار کرو پس میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔ کیا حکم دیتی ہیں ان کی عقلیں ان (مہمل) باتوں کا یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں۔ کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی (قرآن) گھڑ لیا ہے۔ درحقیقت یہ بے ایمان ہیں۔ پس (گھڑ کر) لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ پیدا ہو گئے بغیر کسی (خالق) کے یا وہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ کیا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ یقین سے محروم ہیں۔ کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے (جس پر چڑھ کر) وہ (خفیہ باتیں) سن لیا کرتے ہیں (اگر ایسا ہے) تو لے آئے ان میں سے سننے والا روشن دلیل۔ (ظالمو!) کیا اللہ کے لیے نری بیٹیاں اور تمہارے لیے نرے بیٹے۔ (اے حبیب!) کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں پس وہ چٹی کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے پس وہ لکھتے جاتے ہیں۔ کیا وہ (رسول خدا سے) کوئی فریب کرنا چاہتے ہیں تو وہ کافر خود ہی اپنے فریب کا شکار ہو جائیں گے۔ کیا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کے سوا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اگر وہ دیکھ لیں آسمان کے کسی ٹکڑے کو گرتا ہوا تو یہ (احمق) کہیں

گے یہ تو بادل ہے تہہ در تہہ۔ پس انہیں (یونہی) چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو پالیں جس میں وہ غش کھا کر گر پڑیں گے۔ جس روز ان کی فریب کاری ان کے کسی کام نہ آئے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی"۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش جب حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دار الندوہ میں جمع ہوئے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا تم اسے بیڑیوں میں قید کر دو۔ پھر اس کی موت کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ اس سے پہلے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ ہلاک ہوئے۔ کیونکہ یہ بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ تو ان کے اس قول کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَیْبَ الْمَنُوْنِ سے مراد موت ہے۔ (2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والا بتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ طور میں ایک مقام کے سوا ریب کا معنی شک ہے اور وہاں رَیْبَ الْمَنُوْنِ کا معنی حوادث الامور (گردش زمانہ، حوادثات زمانہ) ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا:

تَرَبَّصْ بِهَا رَيْبُ الْمَنُوْنِ لَعَلَّهَا ... تُطَلَّقُ يَوْمًا اَوْ يَمُوْتُ حَلِيْلُهَا

"حوادثات زمانہ نے اس کے لیے انتظار کیا کہ شاید اسے کسی دن طلاق ہو جائے یا پھر اس کا خاوند فوت ہو جائے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ رَیْبَ الْمَنُوْنِ سے مراد حوادث الدھر ہیں۔ اور اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ کے بارے فرمایا: بلکہ یہ لوگ ہی سرکش ہیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اَحْلَامُهُمْ کا معنی عقول ہیں۔

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ پس وہ بھی لے آئیں قرآن کی مثل کوئی بات۔ اور فَلْیَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ (پس لے آئے ان کا سننے والا ساتھی) اور ارشاد گرامی اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ کے بارے فرماتے ہیں: کیا آپ نے ان لوگوں سے اسلام لانے پر کسی اجر کا مطالبہ کیا ہے کہ اس چٹی نے انہیں اسلام لانے سے روک دیا ہو۔ اور اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ کے بارے فرمایا۔ الْغَیْبُ سے مراد قرآن ہے (یعنی یا ان کے پاس قرآن کا علم ہے)

امام بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ پس جب آپ اس آیت پر پہنچے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ الآیات تو میرا دل اڑنے کے قریب ہو گیا۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 39 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 39،41
4۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 720، وزارت تعلیم اسلام آباد

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے الْمُصَيْطِرُوْنَ بمعنی مسلطون (یعنی یا انہوں نے تسلط جمالیا ہو) کہا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ یعنی اَمْ هُمُ الْمُنْزِلُوْنَ (یا وہ خود ہی اترنے والے ہیں)(2) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

”اور بے شک ظالموں کے لیے (ایک) عذاب (دنیا میں) اس سے پہلے بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر (اس سے) بے خبر ہیں۔ اور آپ صبر فرمایئے اپنے رب کے حکم سے پس آپ بلاشبہ ہماری نظروں میں ہیں اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے جب کہ آپ اٹھتے ہیں۔ اور رات کے کسی حصہ میں بھی اس کی تسبیح کیجئے اور اس وقت بھی جب ستارے ڈوب رہے ہوتے ہیں“۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ سے مراد قیامت کے دن سے پہلے عذاب قبر ہے۔(3)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت زاذان رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک عذاب قبر (کا ذکر) قرآن کریم میں موجود ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اس کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اس عذاب سے مراد قریش کے لیے دنیا میں بھوک اور قحط ہے۔(5)

رہا ارشاد گرامی وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ تو اس کے بارے امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد بیان کرتے ہوئے اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے۔

ابن ابی شیبہ نے ابوالاحوص سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آپ اٹھیں تو کہیں سبحان اللہ وبحمدہ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت ابوعثمان الفقیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تعلیم دی کہ جب آپ کسی مجلس سے کھڑے ہوں تو یہ کہا کریں ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ“(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 42 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 46 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

6۔ مصنف عبدالرزاق، باب کفارۃ المجالس، جلد 10، صفحہ 84 (19965)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں کہتے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" تو کسی آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اب آپ یہ کلمات کہتے ہیں جو کہ آپ اس سے پہلے نہیں کہا کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس (لغزش وغیرہ) کا کفارہ ہے جو مجلس میں ہو جاتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زیاد بن حصین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ابو العالیہ کے پاس گیا۔ تو جب میں نے ان کے پاس سے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ عطا کروں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی رحمت ﷺ کو سکھائے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ اپنی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں یہ کلمات کہتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ یہ کلمات کیا ہیں جو آپ ادا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں اور یہ مجلس میں جو کچھ ہو جاتا ہے اس کا کفارہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ کلمات ہیں: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، اور ابن منذر نے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ کے بارے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے (اور آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے پاکی بیان کیجئے) یعنی جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ کلمات کہا کریں: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ"(2)

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کلمات کہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرما رہا ہے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝۔

ابن مردویہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے جب کہ آپ اپنے بستر سے اٹھتے ہیں یہاں تک کہ آپ نماز میں داخل ہو جائیں۔ واللہ اعلم۔

رہا یہ ارشاد گرامی وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ تو اس کے بارے امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ سے مراد فجر کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ قول بیان کیا ہے کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ سے مراد صبح کی نماز ہے۔(3)

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، جلد 1، صفحہ 721 (1971)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 47، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 49

اٰیاتھا ٦٢ ۔ سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ ٥٣ ۔ رکوعاتھا ٣

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ نجم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سجدے والی سورتوں میں سے سب سے پہلے سورۂ وَالنَّجْمِ نازل ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور ایک آدمی کے سوا تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ اس نے مٹی کی ایک مشت اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا۔ تو اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ حالت کفر میں ہی مارا گیا۔ وہ امیہ بن خلف تھا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلی سورت جس کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھتے ہوئے ظاہر فرمایا وہ سورۂ والنجم ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ النجم میں سجدہ کیا اور جن وانس اور درختوں میں سے جو حاضر تھے سب نے سجدہ کیا۔

ابن ابی شیبہ نے ابوالعالیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ النجم میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا۔ سوائے قریش کے دو آدمیوں کے کہ انہوں نے اس سے شہرت کا ارادہ کیا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس وَالنَّجْمِ کا ذکر کیا گیا۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سورت کے (نزول کے) ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ، مشرکین اور جن وانس تمام نے سجدہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ والنجم پڑھی اور اس میں مسلمانوں، مشرکین اور جن وانس سب نے سجدہ کیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے، انہوں نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، اور سورۂ والنجم پڑھی اور ہمارے ساتھ سجدہ کیا اور آپ ﷺ نے سجدہ کو خوب لمبا کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سورۂ والنجم پڑھی۔ جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 721، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 369، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 370
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 369

سورج کو گرہن لگنے کے سبب صلوٰۃ کسوف کی دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں سے ایک میں سورۂ والنجم پڑھی۔(1)

طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سورۂ والنجم پڑھی اور آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں سورۂ والنجم میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے تو پھر آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ منتقل ہوئے تو آپ نے مفصل سورتوں میں سے کسی میں بھی سجدہ نہیں کیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے، ان میں سے ایک سورۂ النجم کا سجدہ بھی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۗ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ﴿۴﴾

"قسم ہے اس (تابندہ) ستارے کی جب وہ نیچے اترا۔ تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا۔ اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد ثریا ہے جب کہ وہ غائب ہو جائے۔ ایک روایت کے الفاظ میں ہے ثریا جب کہ وہ فجر کے ساتھ ساقط ہو جائے۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ ثریا جب کہ وہ واقع ہو۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ لٹک جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ بلند ہو جائے۔(4)

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ غائب ہو جائے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: قسم ہے قرآن کی جب کہ وہ نازل ہوا۔(6)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 219، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 311، مکتبۃ الرشد الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 248 (3022)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 50

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ عتبہ بن ابی لہب نے کہا: بے شک میں نے نجم کے رب کیساتھ کفر کیا۔ معمر نے کہا ابن طاؤس نے اپنے باپ سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنا کتا مسلط کردے؟ پس ابولہب کا بیٹا لوگوں کے ساتھ ایک سفر پر نکلا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کچھ سفر طے کیا تھا کہ انہوں نے شیر کی آواز سنی۔ تو اس نے کہا: وہ صرف میرے ارادے سے ہی آ رہا ہے۔ پس اس کے ساتھی اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے اسے اپنے درمیان میں لے لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سو گئے شیر آیا اور اس نے اسے سر کی کھوپڑی سے پکڑ لیا۔(1)

امام ابوالفرج رحمہ اللہ اصبہانی نے کتاب الاغانی میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ نازل ہوئی تو عتبہ بن ابی لہب نے حضور نبی مکرم ﷺ سے کہا: بے شک میں نے روشن ستارے کے رب سے کفر کیا جب (وہ ستارہ) نیچے اترا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں یہ التجا کی: ''اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا بھیج دے'' راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پس وہ ایک قافلے کے ساتھ شام کی طرف نکلا۔ ان میں ہبار بن اسود بھی تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ وادی غاضرہ میں پہنچے اور اس وادی میں طرح طرح کے درندے تھے۔ تو رات کے وقت وہ وہاں ٹھہر گئے اور ایک صف میں انہوں نے بستر لگا لیے۔ تو عتبہ نے کہا کیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ تم رکاوٹ بنالو؟ (یعنی حفاظت کا انتظام کرلو) قسم بخدا! میں تو تمہارے درمیان میں رات گزاروں گا۔ پس درندے کے سوا مجھے کوئی نیند سے نہیں جگائے گا۔ سو وہ ان میں سے ایک ایک آدمی کو سونگھتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس تک پہنچا تو اس نے اپنی کچلیاں (نوکیلے دانت) اس کی کنپٹی میں پیوست کر دیں۔

امام ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ہبار بن اسود رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ دونوں شام کی طرف جانے کے لیے تیار ہوئے اور میں بھی ان دونوں کے ساتھ تیار ہو گیا۔ تو ابولہب کے بیٹے نے کہا: قسم بخدا! میں ضرور محمد (ﷺ) کی طرف جاؤں گا اور انہیں ان کے رب کے بارے میں اذیت دوں گا۔ پس وہ چل پڑا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس آ پہنچا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے اس طرح بددعا فرمائی: ''اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا بھیج دے''۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ تو ابولہب کے بیٹے عتبہ نے کہا: میں نے ستارے کے رب کے ساتھ کفر کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرمائے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 162، عالم الکتب

3۔ ایضاً، صفحہ 163

امام ابونعیم نے ابوالضحیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابولہب کے بیٹے نے کہا: وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے یہ کہا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب وہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے گا۔ جب یہ خبر اس کے باپ تک پہنچی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت کی کہ جب تم کسی جگہ اترو اور قیام کرو تو اسے اپنے درمیان میں رکھنا۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حتیٰ کہ ایک رات اللہ تعالیٰ نے ایک درندہ اس کی طرف بھیجا اور اس نے اسے مار ڈالا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ۙ مَا ضَلَّ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ بہکے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ کا یہ معنی بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نجوم قرآن کی قسم کھائی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ بہکے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ کے بارے فرمایا: وہ اپنی خواہش سے بولتا نہیں ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی ۝ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرماتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ تک وحی پہنچاتا ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالحمراء اور حبۃ العرنی رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا جو مسجد میں تھے اور یہ حکم ان پر شاق گزرا۔ حبہ نے بیان کیا: بے شک میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک سرخ چادر لیے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور وہ یہ کہہ رہے ہیں: تم نے اپنے چچا، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کو نکال دیا ہے اور اپنے چچا کے بیٹے کو سکونت دی ہے؟ تو اس دن کسی آدمی نے کہا: وہ اپنے چچا کے بیٹے کو اٹھانے میں بھی دیر نہیں کریں گے۔ فرمایا: پس رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا کہ یہ حکم ان پر شاق گزرا ہے۔ تو آپ نے بلایا نماز تیار ہے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ سے پہلے کبھی ایسا فصیح و بلیغ خطبہ نہیں سنا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید اور واحدانیت کا ذکر فرمایا۔ جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! میں نے نہ کسی دروازے کو بند کیا ہے اور نہ میں نے اسے کھولا ہے اور نہ میں تمہیں نکالتا ہوں اور نہ میں اسے سکونت دیتا ہوں۔ ''يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَا اَنَا سَدَدْتُهَا وَلَا اَنَا فَتَحْتُهَا وَاِلَّا اَنَا اَخْرَجْتُكُمْ وَاَسْكَنْتُهٗ'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ۝ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی ۝۔

امام احمد، طبرانی اور الضیاء رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کی شفاعت کے ساتھ جو کہ نبی نہیں ہے دو قبیلوں یعنی ربیعہ و مضر یا دو میں سے ایک کی مثل جنت میں داخل ہوں گے۔ سو کسی آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ربیعہ مضر سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں کہہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 164، عالم الکتب　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت

رہا ہوں جو میں کہہ رہا ہوں۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو میں نے تمہیں خبر دی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور وہ ایسی خبر ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ تو آپ کے اصحاب میں سے بعض نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ بے شک آپ تو ہمارے ساتھ خوش طبعی اور مزاح فرماتے رہتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا" بلاشبہ میں حق کے سوا کچھ بھی نہیں کیا کرتا" عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: "لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا" "قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا"(2)

امام دارمی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے یہ قول بیان کیا ہے: حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سنت لے کر اس طرح نازل ہوتے ہیں جس طرح قرآن لے کر نازل ہوتے تھے۔ "کَانَ جِبْرَئِیْلُ یَنْزِلُ بِالسُّنَّةِ کَمَا یَنْزِلُ بِالْقُرْآنِ"۔(3)

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ﴿۶﴾ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی ﴿۱۵﴾ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ﴿۱۸﴾

"انہیں سکھایا ہے زبردست قوتوں والے نے۔ بڑے دانا نے۔ پھر اس نے (بلندیوں کا) قصد کیا۔ اور وہ سب سے اونچے کنارہ پر تھا۔ پھر وہ قریب ہوا، اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس وحی کی اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی۔ نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے۔ کیا تم جھگڑتے ہو ان سے اس پر جو انہوں نے دیکھا۔ اور انہوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ نہ درماندہ ہوئی چشم (مصطفیٰ) اور نہ (حدادب سے) آگے بڑھی۔ یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں"۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 693 (18544)، دارالفکر بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 340، دار صادر بیروت

3۔ سنن دارمی، جلد 2، صفحہ 317 (3357)، دارالمحاسن القاہرہ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ سے مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اور ذُوْ مِرَّةٍ کے بارے فرمایا: جو طویل الخلقت اور حسین ہو۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہیں سکھایا صاحب قوت و طاقت جبرائیل علیہ السلام نے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذُوْ مِرَّةٍ کا معنی ہے صاحب خلق حسین۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے ذُوْ مِرَّةٍ کے بارے پوچھا تو آپ نے جواب دیا اس کا معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں زبردست قوت و طاقت والا ہو۔ تو انہوں نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کا قول نہیں سنا:

فِدًى اَقَرَّبِهٖ اِذْ ضَافَنِيْ    وَهٰنَا قُرٰى ذِيْ مِرَّةٍ حَازِمٍ

"اس نے فدیہ دینے کا اقرار کیا جب وہ میرے ہاں مہمان بنا۔ اور یہ تو طاقت ور، محتاط اور مستقل مزاج (سردار) کی بستیاں ہیں"۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دو بار کے سوا نہیں دیکھا۔ ایک بار تو وہ ہے جب آپ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ آپ اسے اصلی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنی اصل صورت دکھائی اور اس نے سارے افق کو بھر لیا۔ اور دوسری بار وہ ہے جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے ساتھ تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ فرمایا جبرئیل علیہ السلام پیدا کیے گئے۔(5)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا کہ اس کے چھ سو پر ہیں اور ہر پر افق کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس کے پروں سے رنگ برنگے زیورات، موتی اور یاقوت گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے بارے حقیقی علم رکھتا ہے۔(6)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت    2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 53-52    3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 53
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 52    5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 225 (10547)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 72-371، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا، اس کے چھ سو پر ہیں اور اس کے پروں سے مختلف رنگوں کے زیورات، موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۞ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ افق اعلیٰ سے مراد مطلع شمس (سورج کے طلوع ہونے کا محل) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن نے کہا افق اعلیٰ افق مشرق پر ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۞ یعنی جبرائیل علیہ السلام فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ فرمایا: دو قوسوں کی مقدار اَوْ اَدْنٰى ۞ فرمایا: جہاں قوس کی تانت ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جبرئیل کے اتنا قریب ہوا۔(2)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۞ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا۔ تو ان کے چھ سو پر تھے۔ "رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَئِيلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ"(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے کہا یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۞ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان پر سبز رفرف (باریک ریشم) کے دو حلے ہیں۔ تحقیق اس نے زمین و آسمان کے مابین ساری جگہ کو بھرا ہوا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پہلی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خواب کی حالت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو انتہائی خوبصورت اور طویل گردن کے ساتھ دیکھا۔ پھر آپ ﷺ اپنی کسی حاجت کے تحت باہر نکلے۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے انتہائی زوردار آواز میں پکارا اے محمد، اے محمد! ﷺ تو آپ ﷺ نے دائیں بائیں دیکھا۔ لیکن آپ نے کوئی شے نہ دیکھی۔ تین بار ایسا ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی نگاہ اٹھائی۔ تو وہ افق آسمان پر اپنی ایک ٹانگ موڑ کر دوسری پر رکھے ہوئے تھے۔ اور اس نے کہا: اے محمد! ﷺ جبرائیل جبرائیل (یعنی میں جبرائیل ہوں میں جبرائیل ہوں) وہ آپ ﷺ کو اطمینان اور سکون دینے لگا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ بھاگ کر لوگوں میں داخل ہو گئے۔ سو آپ نے کوئی شے نہ دیکھی۔ پھر آپ ﷺ لوگوں سے نکلے اور پھر دیکھا۔ تو اسے دیکھ لیا۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۞

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 55-54
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 274 (4756)، دار الفکر بیروت
4۔ سنن ترمذی، جلد 15، صفحہ 367 (3277)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَاغَوٰى ﴿۲﴾ وَ مَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہوئے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ اور جبرئیل علیہ السلام اپنے رب کے بندے کی طرف اتنا قریب ہوئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ محمد ﷺ ہیں جو اپنے رب کے قریب ہوئے اور پھر اور زیادہ قریب ہوا۔ "هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَا فَتَدَلّٰى اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ "(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ثُمَّ دَنَا پھر وہ اپنے رب کے قریب ہوا۔ فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے ضمن میں فرمایا: وہ اس کے قریب ہوئے دو قوسوں کی مقدار۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ کے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے درمیان دو کمانوں کی مقدار کا فاصلہ تھا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: جبرائیل امین اس کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ایک ذراع یا دو ذراع کا فاصلہ رہ گیا۔(4)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قَابَ سے مراد مقدار ہے۔ اور قَوْسَيْنِ سے مراد دو ذراع ہیں۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَابَ قَوْسَيْنِ فرمایا دو ذراع کی مقدار۔ اس میں قَابَ سے مراد مقدار اور القوس سے مراد ذراع ہے۔

حضرت شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے بارے فرمایا کہ دو ذراع کا فاصلہ رہ گیا۔ اس میں قوس سے مراد وہ ذراع ہے جس کے ذریعے ہر شے کی پیمائش کی جاتی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: کہ اس سے مراد وہ ذراع ہے جس کے ساتھ پیمائش کی جاتی ہے۔

امام آدم بن ابی ایاس، فریابی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے قَابَ قَوْسَيْنِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں قوس میں تانت ہوتی ہے۔ یعنی آپ اپنے رب کے اتنے قریب ہو گئے۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور عکرمہ دونوں نے کہا ہے کہ آپ اس کے قریب ہوئے۔ یہاں تک کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 57-56، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 150، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 55

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 56

5۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 103، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آپ کے اور اس کے درمیان اتنا فاصلہ رہ گیا جتنا کمان کا دونوں کناروں سے لے کر تانت تک کے درمیان ہوتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَابَ قَوْسَیْنِ کا معنی دو کمانوں کی مقدار اور آپ ہی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تمہاری ان قوسوں میں سے دو قوسوں کی مقدار۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر معراج پر لے جایا گیا تو آپ اپنے رب کے قریب ہوئے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۞ فرمایا کیا تم نے کمان کی طرف دیکھا نہیں کہ وہ تانت کے کتنا قریب ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ قَابَ سے مراد کمان کے کنارے کا وہ فالتو حصہ ہے جو تانت کے اوپر بچا ہوتا ہے۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۞ میں عَبْدِهٖ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ ''عَبْدِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں اور حضرت حکیم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس نور اعظم کو دیکھا اور اس نے میرے سامنے موتیوں اور یاقوت والا اپنا ریشمی حجاب لٹکا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو وحی کرنا چاہی وہ وحی فرمائی۔ (2)

امام ابو الشیخ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت سریج بن عبید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف اوپر چڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔ فرمایا کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رب کریم کے قرب کا احساس کیا تو سجدے میں گر پڑے اور مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیحات بیان کرتے رہے جو کہ ہر قسم کی قوت و طاقت اور بادشاہی کا مالک ہے اور جسے عظمت و کبریائی زیبا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اطلاع دی جو اطلاع دی۔ پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور میں نے اسے اس اصلی حالت میں دیکھا جس پر اسے پیدا کیا گیا۔ اس کے پر زبرجد، موتیوں اور یاقوت کے ساتھ منظم ہیں۔ مجھے یہ خیال گزرا کہ وہ فاصلہ جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے وہ مشرق و مغرب کے درمیان کو محیط ہے۔ اس سے قبل میں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ مگر مختلف صورتوں پر۔ اور اکثر اوقات میں اسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا کرتا تھا۔ اور بسا اوقات اس سے قبل میں اسے نہیں دیکھتا تھا مگر اس طرح جیسا کہ ایک آدمی اپنے ساتھی کو چھلنی (غربال) کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 58، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 274، دار صادر بیروت
3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، صفحہ 72، عالم الکتب

ﷺ کے پاس حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔

امام مسلم، امام احمد، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کے ضمن میں فرمایا کہ حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے دل (کی آنکھوں) کے ساتھ دو بار اپنے رب کا دیدار کیا۔ ''رَاٰی مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ بِقَلْبِهٖ مَرَّتَيْنِ''

امام عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے کہا یہ روایت حسن ہے، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ نے اسے اپنے دل (کی آنکھوں) کے ساتھ دیکھا۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ پڑھا کرتے تھے: اَفَتُمٰرُوْنَهٗ اور اس کی تفسیر بیان کرتے کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ پڑھا کرتے تھے اَفَتُمٰرُوْنَهٗ فرمایا۔ جس نے ''اَفَتُمَارُوْنَهٗ'' پڑھا تو اس نے کہا کیا تم اس کے بارے اس سے جھگڑا کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اَفَتُمٰرُوْنَهٗ پڑھا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ الف کے ساتھ ''اَفَتُمَارُوْنَهٗ'' پڑھا کرتے تھے اور حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ (بغیر الف کے) پڑھا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ اور آپ ہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔ ''اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ بِعَيْنِهٖ''

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کریم کو دو بار دیکھا۔ ایک بار اپنی آنکھوں کے ساتھ اور ایک بار اپنے دل کے ساتھ۔

امام ترمذی اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت حسن ہے، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کسی شے کے بارے پوچھا۔ اور پھر

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369 (3281)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369 (3280)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس طرح اللہ اکبر کہا کہ پہاڑوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بے شک ہم بنو ہاشم یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم کہیں کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم فرمادیا ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو بار اپنے رب کا دیدار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بار شرف ہمکلامی حاصل ہوا۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے پاس ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ تو میں نے عرض کی: کیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: تو نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہے جس کے بارے سمجھ بوجھ ساکن ہو چکی ہے۔ میں نے کہا: تھوڑی سی مہلت دیجئے۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ﴿۱۸﴾ تو اس پر ام المومنین نے ارشاد فرمایا: تجھے کہاں لے جایا جارہا ہے۔ بلاشبہ وہ جبرئیل ہی ہے۔ جو تجھے یہ خبر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا جو اسے حکم دیا گیا ہے اس میں سے کچھ چھپالے یا وہ پانچ چیزیں سکھادے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان: 34) الآیہ۔ تو یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو بار کے سوا اپنی اصل صورت میں نہیں دیکھا۔ ایک بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک بار اجیاد کے پاس، اس کے چھ سو پر تھے اور وہ سارے افق کو بھرے ہوئے تھا۔(1)

امام نسائی، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام، کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رؤیت حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے؟(2)

ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو انتہائی حسین وجمیل صورت میں دیکھا۔ تو اس نے مجھے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو جانتا ہے کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کون سی شے میں مباحثہ اور جھگڑا کر رہے ہیں؟ تو میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دوشانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے درمیان محسوس کی۔ پھر میں نے زمین وآسمان میں جو کچھ تھا اسے جان لیا۔ تو میں نے عرض کی: اے میرے رب! درجات، کفارات، جماعات کے لیے چل کر جانے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے (وہ گفتگو کر رہے ہیں) پھر میں نے عرض کی۔ اے میرے رب! بلاشبہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا کیا اور تو نے ایسا کیا، تو نے ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا: کیا میں نے تیرے لیے تیرا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا میں نے تجھ سے بوجھ اتار نہیں لیا؟

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 68-367 (3278)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 34-133، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، داراحیاء التراث العربی بیروت

کیا میں نے تیرے ساتھ ایسا نہیں کیا؟ کیا میں نے اس طرح نہیں کیا؟ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی اشیاء ظاہر فرمائیں کہ مجھے اجازت نہیں دی کہ میں ان کے بارے تم سے گفتگو کروں۔ اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ پس اللہ تعالیٰ نے میرا نور بصر میرے دل میں ڈالا، تو میں نے اپنے دل کے ساتھ اسے دیکھ لیا۔(1)

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف یہ پوچھنے کے لیے پیغام بھیجا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے ان کی طرف یہ جواب بھیجا کہ ہاں۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قاصد کو یہ پوچھنے کے لیے واپس لوٹایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیسے کیا؟ تو انہوں نے جواب یہ بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سبز باغ میں اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس میں سونے کا فرش تھا اور سونے کی کرسی پر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق تشریف فرما تھا اور کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں تھا ایک فرشتہ بیل کی صورت میں، ایک فرشتہ گدھ کی صورت میں اور ایک فرشتہ شیر کی صورت میں تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ایک روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ گویا کہ اس کے قدم (قدرت) سبزے پر تھے جس کے قریب موتیوں کا پردہ تھا۔ تو میں نے کہا: اے ابن عباس! کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا۔ ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ''؟ کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں تو آپ نے فرمایا: تیری ماں نہ رہے اس سے مراد اس کا وہ نور ہے جو اس کا ذاتی نور ہے۔ تو جب وہ اپنے اس نور سے تجلی ڈالے گا تو کوئی شے اس کا ادراک نہیں کر سکے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ اسے نہیں دیکھا اور اپنے دل کے ساتھ اسے دو مرتبہ دیکھا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک نہر دیکھی اور اس کے پیچھے ایک حجاب دیکھا اور میں نے اس کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ کے تحت یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل کے ساتھ اسے دیکھا۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل کے ساتھ دو بار دیکھا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نہ یہ گمان رکھتا ہوں کہ آپ نے اسے دیکھا ہے اور نہ یہ گمان رکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کریم کا دیدار نہیں کیا۔

امام مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نُوْرٌ اِنِّیْ اَرَاهُ" (وہ نور ہے میں نے اسے دیکھا ہے) (اور اگر اس کا تلفظ "نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ" کیا جائے تو معنی یہ بنے گا (وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں) (3)

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل کے ساتھ دیکھا ہے۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔ اپنی نظر سے اسے نہیں دیکھا۔

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا۔

عبد بن حمید نے مرۃ ہمدانی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دو بار کے سوا اپنی اصلی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں آئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سرسبز و شاداب جگہ میں دیکھا کہ اس کے ساتھ موتی لٹک رہے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس بہت بڑا عظمت وشان والا نور دیکھا۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 3، صفحہ 12 (292) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 371، دار الکتب العلمیہ بیروت

ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی ٹانگ سدرہ سے معلق ہے اور اس پر موتی اور ہیرے اس طرح (چمک رہے ہیں) جیسا کہ سبزیوں پر بارش کے قطرے ہوتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ کے ضمن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو سدرۃ المنتہٰی کے پاس اپنی اصلی صورت میں دیکھا۔ اس کے چھ سو پر تھے۔ ان میں سے ہر پر افق کو ڈھکے ہوئے تھا اور اس کے پروں سے رنگ برنگے زیورات، موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے جن کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سفر معراج پر لے جایا گیا۔ تو اس کی انتہا سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہوئی۔ اور یہ چھٹے آسمان میں ہے۔ جو ارواح چڑھتی ہیں وہ اس کے پاس آ کر رک جاتی ہیں اور انہیں قبض کر لیا جاتا ہے۔ اور اوپر سے اس کی جانب جو نیچے آتا ہے وہ بھی اس کے پاس آ کر رک جاتا ہے اور یہاں سے اسے قبض کر لیا جاتا ہے۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ فرمایا: سونے کا بچھونا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ آپ ﷺ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں، سورہ بقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا اس کے جہنم میں ڈالنے والے بڑے بڑے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے سدرۃ المنتہٰی کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ہر عالم کا علم اس تک رک جاتا ہے اور جو کچھ اس سے آگے ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: سدرۃ المنتہٰی نام کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہر شے اس کے پاس پہنچ کر رک جاتی ہے اور کوئی شے اس سے آگے تجاوز نہیں کرتی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شمر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: سدرۃ المنتہٰی کے بارے مجھے کچھ بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: بے شک یہ عرش کی بنیادوں (اصل عرش) میں ایک بیری کا درخت ہے۔ ہر مقرب فرشتے یا ہر نبی مرسل کا علم اس کے پاس پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور جو اس سے آگے غیب ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک یہ سدرہ حاملین عرش کے سروں پر

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 3، صفحہ 4(279)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 157 (34951)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے۔ مخلوق کا علم اس کے پاس آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے آگے کا کسی کو علم نہیں۔ تو چونکہ اس کے پاس علم کی انتہا ہو جاتی ہے اس لیے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ رکھا گیا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے بارے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا؟ تو انہوں نے کہا: سدرہ وہ ہے جس تک ملائکہ کے علم کی انتہا ہو جاتی ہے اور اسی کے پاس وہ اللہ تعالیٰ کا حکم پاتے ہیں۔ علم اس سے آگے تجاوز نہیں کرتا۔ پھر میں نے جنۃ الماویٰ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: یہ ایک باغ ہے جس میں سبز پرندے ہیں اور اس میں شہداء کی ارواح ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ (2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے: یہ جنت کا وسط ہے۔ جس پر سندس (باریک ریشمی کپڑا) اور استبرق (یعنی موٹے ریشمی کپڑے) میں سے حاجت سے زائد حصہ ڈال دیا گیا ہے۔ (3)

امام احمد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سدرہ کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ تو دیکھا اس کے بیر مٹکیوں کی مثل، اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مثل ہیں۔ اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کا حکم چھا جاتا ہے جو چھا جاتا ہے تو وہ یاقوت، زمرد اور اسی طرح کی دیگر چیزوں میں بدل جاتے ہیں۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن، وہ ہے جہاں (دنیا کی) انتہا ہوگی۔ (5)

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان کرتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شہسوار آزمائش کے دور میں اس سے سو برس چلے گا اور سو شہسوار آزمائشوں کے سبب اس کا سایہ حاصل کریں گے۔ اس میں بچھونا سونے کا ہے اور اس کے پھل مٹکوں کی مثل ہیں۔ (6)

امام حکیم ترمذی اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے دیکھا جب میں نے اس کی وضاحت چاہی۔ پھر اس کے آگے سونے کا بچھونا حائل ہو گیا۔ (7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ پڑھا۔ اور آپ نے اس پر نکتہ چینی کی جس نے جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ پڑھا۔ (8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 47، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 64
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 259 (35872)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66
7۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 537 (2648)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے جَنَّةُ الْمَاْوٰی پڑھا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اسے مجنون بنا دیا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ جَنَّةُ الْمَاْوٰی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحہما اللہ نے عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ عرش کے دائیں جانب ہے اور یہ شہداء کی منزل ہے۔(1)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت ساتویں آسمان میں بلندی پر ہے اور جہنم ساتویں زمین کی پستی میں ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جَنَّةُ الْمَاْوٰی پڑھا اور فرمایا یہ جنت المبیت ہے (رات گزارنے کی جنت)۔

امام آدم بن ابی ایاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سدرہ کی ٹہنیاں موتیوں اور یاقوت کی ہیں۔ اور حضور نبی رحمت ﷺ نے اپنے دل سے اسے دیکھا ہے اور اپنے رب کو بھی دیکھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب ملائکہ سدرہ پر چھا رہے تھے جو چھا رہے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن وہرام رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرمادی۔ پس وہ فرشتے سدرہ پر چھا گئے تاکہ وہ حضور نبی رحمت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحہما اللہ نے حضرت یعقوب بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا آپ نے سدرہ کا فن (میدان) دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سونے کا فرش ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسی آیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ نے اسے اس رات دیکھا ہے جس رات آپ کو سفر معراج پر لے جایا گیا کہ سونے کی ٹڈیاں اس کی پناہ لے رہی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ کی آنکھ دائیں بائیں نہ گئی۔ وَ مَا طَغٰی اور آپ نے اس سے تجاوز نہ کیا جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔(3)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66، ۔۔۔ 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 67 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 68

رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کا سبز رفرف دیکھا۔ اس نے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ وہ جنت میں آ گئے۔ پس میں اس میں داخل ہوا اور مجھے کوثر عطا کیا گیا۔ پھر وہ آگے چلے۔ یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے۔ پھر تیرا رب قریب ہوا پھر اور قریب ہوا۔ پس صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں سدرہ کے پاس پہنچا (تو دیکھا) کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مثل ہیں اور اس کے بیر مٹکوں کی طرح ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا امر اس پر چھا گیا جو چھا گیا تو وہ بدل گئی اور پھر آپ نے یاقوت کا ذکر فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں ہر نبی اور ہر فرشتے کے امر کی انتہا ہو جاتی ہے۔(4)

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

"(اے کفار!) کبھی تم نے غور کیا لات و عزیٰ کے بارے میں۔ اور منات کے بارے میں جو تیسری ہے۔ کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے نری بیٹیاں۔ یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے۔ نہیں ہیں یہ مگر محض نام جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں نازل کی اللہ نے ان کے بارے میں کوئی سند، نہیں پیروی کر رہے یہ لوگ مگر گمان کی اور جسے ان کے نفس چاہتے ہیں، حالانکہ آ گئی ہے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 57
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً

ہدایت۔ کیا انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے۔ پس اللہ کے دست قدرت میں ہے آخرت اور دنیا۔ اور کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے ستو تلتا تھا۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ ستو تلتا تھا اور حاجی اسے پانی پلاتے تھے۔(1)

امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو طفیل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا، تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا۔ وہاں عزیٰ تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو وہاں ببول کے تین درخت تھے۔ آپ نے انہیں کاٹ دیا اور جس مکان میں وہ تھا اسے گرادیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس لوٹ جا۔ کیونکہ تم نے کچھ کام نہیں کیا۔ پس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔ تو جب وہاں کے دربانوں نے آپ کو دیکھا تو وہ دوڑ کر پہاڑ پر چلے گئے اور یہ کہنے لگے یا عزیٰ یا عزیٰ۔ سو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ تو وہاں ایک عورت تھی جو عریاں تھی اور اپنے بال پھیلائے ہوئے تھی۔ وہ اپنے سر پر مٹی ڈال رہی تھی۔ آپ نے تلوار سے اس پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ کر آئے اور آپ ﷺ کو سارے معاملہ کی خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی عزیٰ ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عزیٰ وادئ نخلہ میں تھا اور لات طائف میں تھا اور منات قدید میں تھا۔

امام سعید بن منصور اور فاکہی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لات دور جاہلیت میں طائف کی چٹان پر ایک آدمی تھا اور اس کا ریوڑ تھا۔ پس وہ بکریوں کا دودھ لیتا تھا اور طائف کا کشمش اور پنیر لیتا تھا اور اس سے حلوہ تیار کرتا تھا اور لوگوں میں سے جو بھی وہاں سے گزرتا اسے کھلاتا تھا۔ پس جب وہ مر گیا تو لوگ اس کی پوجا کرنے لگے۔ اور انہوں نے کہا یہ لات ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ لات کو مشدد پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات حاجیوں کے لیے ستو تلتا تھا۔ جو بھی اس سے پیتا تھا وہ موٹا ہو جاتا تھا۔ پس لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی۔

امام فاکہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب لات مر گیا تو عمرو بن لحی نے لوگوں سے کہا بے شک وہ مرا نہیں بلکہ وہ چٹان میں داخل ہو گیا ہے۔ پس لوگوں نے اس کی عبادت شروع کر دی اور اس پر ایک مکان تعمیر کر لیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ کے تحت انہوں نے کہا: ثقیف میں سے ایک آدمی تھا جو تیل کے ساتھ ستو تلتا تھا۔ پس جب وہ فوت ہوا تو انہوں نے اس کی قبر کو بت بنالیا۔ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ عامر بن ظرب تھا جس نے دشمن کو پکڑا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ کے تحت بیان کیا ہے کہ لات طائف میں ستو تلتا تھا۔ پس وہ اس کی قبر پر معتکف ہو گئے اور عزیٰ یہ تو درخت تھے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَ مَنٰوةَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ جھوٹے الٰہ تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ لات اہل طائف کا بت تھا، عزیٰ وادیٔ نخلہ میں خوفناک پہاڑی راستے میں قریش کا الٰہ تھا اور منات قرید کے مقام پر انصار کا بت تھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات وہ بت ہے جو ان کے جھوٹے خداؤں پر سردار تھا اور ان کے لیے ستو تلتا تھا۔ اور عزیٰ کھجور کا ایک درخت تھا جس پر لوگ زرہیں اور رنگ برنگی اون لٹکایا کرتے تھے۔ اور منات قدید میں ایک پتھر تھا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لات پتھر ہے۔ اس پر ستو تلے جاتے تھے۔ پس اس وجہ سے اس کا نام لات رکھ دیا گیا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے ضِیْزٰى ﴿۲۲﴾ کا معنی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا اس کا معنی ہے ظلم کرنے والی۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے امری القیس کا یہ قول نہیں سنا:

ضَازَتْ بَنُوْ اَسَدٍ بِحُكْمِهِمْ اِذْ يَعْدِلُوْنَ الرَّأْسَ بِالذَّنَبِ

''بنو اسد نے اپنے فیصلے کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہے کیونکہ وہ سر کو دم کے برابر اور مساوی قرار دیتے ہیں''۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: ضِیْزٰى ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے ''منقوصة'' جسے گھٹا دیا گیا کم کر دیا گیا۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ضِیْزٰى ﴿۲۲﴾ کا معنی ظلم کرنے والی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 253، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 72

5۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسی زیادتی اور ظلم ہے جس میں کوئی حق نہ ہو۔(1)

رہا ارشاد باری تعالیٰ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی۞ تو اس کے بارے امام احمد، امام بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آرزو اور تمنا کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس میں خوب غور وفکر کرے جس کی اس نے تمنا کی ہے۔ کیونکہ وہ اسے نہیں جانتا جو اس کی آرزو اور خواہش کے سبب اس کے لیے لکھا جائے گا۔(2)

اور قول باری تعالیٰ وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ الآیہ کے بارے امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ارشاد ان کے اس قول کی وجہ سے ہے کہ غرانقہ (خوب صورت جوان لڑکے اور لڑکیاں) ضرور شفاعت کریں گے۔ (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے)۔

وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ۞۲۸ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ۞۲۹ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی ۞۳۰ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۙ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ۞۳۱

"حالانکہ انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں اور ظن حق کے مقابلہ میں کسی کام نہیں آسکتا۔ پس آپ رخ انور پھیر لیجئے اس (بدنصیب) سے جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور نہیں خواہش رکھتا مگر دنیوی زندگی کی۔ یہ ہے ان کا مبلغ علم۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے جو بھٹک گیا اس کی راہ سے۔ اور وہی بہتر جانتا ہے جس نے راہ راست پائی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تاکہ وہ بدلہ دے بدکاروں کو ان کے اعمال کا اور بدلہ دے نیکوکاروں کو ان کی نیکیوں کا"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دین کے بارے میں ایسی رائے سے پرہیز کرو۔ بے شک وہی رائے جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہے وہی صحیح اور درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 458 (7274)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو دکھا دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ (رائے) یہاں محض تکلف اور ظن ہے وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ﴿۲۸﴾۔

قول باری تعالیٰ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے بارے عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے رایہم۔ یعنی یہ ان کی رائے ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تھے اور صحابہ کرام کے لیے اس قسم کی دعائیں کرتے تھے: ''اے اللہ! ہمیں اپنی ایسی خشیت اور خوف عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو، ایسی طاعت وعبادت کا ذوق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے اور وہ یقین عطا فرما جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے اور ہمیں قوت سماعت اور قوت بصارت سے لطف اندوز فرما اور ہمیں قوت وطاقت عطا فرما جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اور ہماری جانب سے اسے وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے بدلہ لینے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ جو ہمارے ساتھ عداوت رکھے ہمیں اس پر غلبہ عطا فرما۔ ہمارے دین میں مشکلات نہ بنا اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنا۔ اور نہ ہی اسے ہمارا مبلغ علم بنا اور اسے ہم پر مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ روایت حسن ہے۔

''اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَايَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَاتُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَايُهَوِّنُ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا''(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا کے تحت ابن جریج نے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں اہل شرک مراد ہیں اور وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا میں مومنین مراد ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

''جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر شاذ و نادر۔ بلاشبہ آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے۔ وہ (اس وقت سے) خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب کہ تم حمل تھے اپنی ماؤں کے شکموں میں۔ پس اپنی خودستائی نہ کیا کرو۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے''۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ سے مراد وہ کبیرہ گناہ ہیں جن کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آگ (جہنم) کا ذکر کیا ہے اور الْفَوَاحِشَ سے مراد وہ گناہ ہیں جن پر دنیا میں حد مقرر کی ہے۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 493 (3502)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے کوئی شے نہیں دیکھی جو اللَّمَمَ کے ساتھ اس سے زیادہ مشابہ ہو جو کچھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے زنا میں اس کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ بالیقین پائے گا۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے۔ زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے۔ نفس اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہیاور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، ہونٹوں کا زنا بوسہ دینا ہے، دونوں ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور پھر فرج اس کی تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔ پس اگر وہ اپنی شرم گاہ کے ساتھ آگے بڑھے تو وہ زانی ہے ورنہ وہ اللَّمَمَ (یعنی گناہ کے قریب) ہے۔(2)

امام مسدد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اِلَّا اللَّمَمَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: دیکھنا، آنکھ مارنا، بوسہ لینا اور مباشرت (چھیڑ چھاڑ) کرنا۔ پس جب شرمگاہیں آپس میں ایک دوسرے سے مس ہو جاتی ہیں تو غسل فرض ہو جاتا ہے اور یہ زنا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللَّمَمَ سے مراد دو حدوں کے درمیان میں ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِلَّا اللَّمَمَ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! اگر تو مغفرت فرمائے تو تو (گناہوں سے) بھرے ہوئے انسان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ تیرا کون سا بندہ ہے جو چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اِلَّا اللَّمَمَ کے بارے فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے مگر وہ جو پیچھے گزر گیا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مشرکین نے کہا کہ بے شک کل تک وہ ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: اِلَّا اللَّمَمَ یعنی جو کچھ ان سے اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ تو جب وہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 79 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 77 6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ سے مراد شرک ہے اور الْفَوَاحِشَ سے مراد زنا ہے۔ جب وہ اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہ سب کچھ معاف فرما دیا جو کچھ انہوں نے اسلام سے پہلے کیا تھا یا جس کے قریب گئے تھے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت یہ مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وہ زنا کے قریب جا کر پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے اور دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں جاتا۔ یہی اللمة من الزنا ہے۔ اور اللمة من شراب الخمر یہ ہے کہ شراب پینے کے قریب ہوتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے۔ اور دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں جاتا۔ فرمایا یہی الالمام ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کہا کرتے تھے وہ آدمی جو زنا کے قریب پہنچ جاتا ہے اور وہ شراب پینے کے قریب ہوتا ہے۔ پھر اس سے رک جاتا ہے یا اس سے توبہ کر لیتا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللَّمَمَ کیا ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ وہ ہے جو زنا میں واقع ہونے کے قریب ہو جاتا ہے دوبارہ اس کی طرف لوٹتا نہیں۔ اور شراب پینے کے خطرہ میں پڑ جاتا ہے پھر دوبارہ لوٹتا نہیں۔ اور جو چوری کے قریب ہو جاتا ہے پھر وہ اس کی طرف لوٹتا نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے یہ قول نقل کیا ہے جو کبھی کبھار گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ سے اللَّمَمَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو میں نے جواباً کہا: وہ آدمی جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: تحقیق ملک کریم نے تیری اس پر مدد اور معاونت فرمائی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اِلَّا اللَّمَمَ کا مفہوم ہے کسی وقت زنا کا ارتکاب کرنے والا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: زنا سے بچ جانا اس طرح کہ دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد جماع کے قریب ہو جانا ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 77، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 79
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 80-79
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 80

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے سامنے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا اللَّمَمَ کے بارے یہ قول بیان کیا گیا کہ اس کا معنی زنا میں پڑنا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ اس سے مراد ایک دوسرے کو بھینچ کر دبانا، بوسہ لینا اور سونگھنا وغیرہ ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد وہ (گناہ) ہے جو شرک سے کم ہو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد ہر وہ شے ہے کہ جو دنیا اور آخرت کی دو حدوں کے درمیان ہے۔ نماز اسے ختم کر دیتی ہے اور وہ چیز ہے جو ہر واجب سے کم ہوتی ہے۔ پس رہی دنیا کی حد تو اس سے مراد ہر وہ حد ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مقرر کر دی ہے۔ اور آخرت کی حد سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ شے جس کا خاتمہ اللہ تعالیٰ نے آگ کے ساتھ کیا اور اس کی سزا کو آخرت تک مؤخر کر دیا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد وہ ہے جو دو حدوں کے درمیان ہو یعنی وہ شے جو نہ دنیا کی حد تک پہنچی ہو اور نہ ہی آخرت کی حد ثابت ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آخرت کی حد کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے آتش جہنم واجب کر دی ہے یا وہ ایسا گناہ نہ ہو جس پر دنیا میں حد قائم کی جاتی ہو۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فواحش (بے حیائی کے کام) حرام قرار دیئے ہیں جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو مخفی ہیں۔(4)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابونعیم نے المعرفہ میں، ابن مردویہ اور واحدی رحمہم اللہ نے حضرت ثابت بن حارث انصاری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی جب ہلاک اور تباہ ہوئے تھے تو ان کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ انہوں نے کہا یہ صدیق ہے۔ پس یہ خبر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ کوئی بھی روح نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پیٹ میں پیدا فرماتا ہے مگر یہ کہ شقی ہوتی ہے یا سعید۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الی آخر الآیہ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس ارشاد کی طرح ہے: وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ۝ (النحل)۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا فرمایا۔ پھر تمہیں آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 80، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 81
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 77
5۔ [illegible]، جلد 2، صفحہ 82-81 (1368) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 82

(وہ اس وقت سے تمہیں خوب جانتا ہے)۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کے بارے یہ جانتا ہے کہ وہ یہ کام کرے گا، یہ شے بنائے گا اور اس شے کی طرف پھر جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ کا معنی اس طرح بیان فرمایا کہ تم اپنے نفسوں کی برأت ظاہر نہ کرو۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان فرمایا کہ تم گناہوں کے اعمال نہ کرو۔ جب کہ تم کہتے ہو ہم طاعت و عبادت کے اعمال کرتے ہیں۔

ابن سعد، امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن مردویہ نے زینب بنت سلمہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا نام برہ رکھا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے تم اس کا نام زینب رکھو۔(4)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں اپنے دادا عبد اللہ بن مصعب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیس بن عاصم سے کہا: اپنے بارے میں کچھ بیان کرو۔ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ میں اپنے آپ رب کی تعریف کرنے والا نہیں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو یہ جواب سن کر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوب تعجب میں ڈال دیا۔

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰیۙ۝ وَ اَعْطٰى قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰى۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰى۝ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰىۙ۝ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى۝

"کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا جس نے روگردانی کی۔ اور تھوڑا سا مال دیا پھر کنجوس بن گیا۔ کیا اس کے پاس علم غیب ہے اور وہ دیکھ رہا ہے۔ کیا وہ آگاہ نہیں ہوا جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں جو پوری طرح احکام بجالائے"۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک غزوہ کے لیے نکلے تو ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کوئی ایسی شے (سواری) نہ پائی جس پر وہ بھی نکلے۔ تو وہ اپنے ایک دوست سے ملا اور کہا مجھے کوئی شے عطا کرو۔ تو اس نے جواب دیا: میں تجھے اپنا یہ جوان اونٹ اس شرط پر دیتا ہوں کہ تو میرے گناہ اٹھا لے۔ تو اس نے اسے کہہ دیا: ہاں ٹھیک ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰیۙ۝ وَ اَعْطٰى قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰى۝۔

امام ابن ابی حاتم نے دراج ابو السمح سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں جنگ کے لیے ایک سریہ میں نکلا تو ایک آدمی نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ [illegible]، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ [illegible]، [illegible]، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ [illegible]

4۔ صحیح مسلم [illegible] 2142 [illegible] دارالکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ سے عرض کی کہ آپ ﷺ اسے سواری مہیا فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسی کوئی شے نہیں پاتا جس پر میں تجھے سوار کروں۔ پس وہ غمزدہ ہو کر واپس لوٹ گیا۔ پھر وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرا، اس کا اونٹ اس کے سامنے بندھا ہوا تھا تو اس نے اس سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ میں تجھے اس پر سوار کر دوں تو تو لشکر سے جا ملے گا؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں: اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مشرف با سلام ہوا پھر اس کی ملاقات ایسے آدمی سے ہوئی جو اسے عار دلانے لگا کہ تو نے اپنے اشیاخ کے دین کو چھوڑ رہا ہے اور تو نے انہیں گمراہ قرار دیا ہے اور تو نے ان کے بارے یہ گمان کیا ہے کہ وہ سب آتش جہنم میں ہیں؟ تو اس نے جواب دیا بے شک میں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا۔ تو اس نے آگے سے کہا: مجھے کوئی شے دے دو۔ میں سارے کا سارا عذاب برداشت کر لوں گا جو تجھ پر ہوا۔ سو اس نے اسے کچھ دے دیا۔ تو اس نے پھر کہا: اضافہ کیجئے اور دیجئے۔ پس وہ دونوں متفق نہ ہوئے حتی کہ اس نے اسے کچھ شے دی۔ اور اس نے اس کے لیے تحریر لکھ دی اور اس کے لیے شہادت بھی قائم کر دی۔ تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں: اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ فرمایا: مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تھا اور جو کچھ وہ فرماتے تھے اسے سنا کرتا تھا۔ وَ اَعْطٰى اور اس نے اپنی جانب سے فقط سننا (استماع) پیش کیا۔ وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ فرمایا اس کی عطا اور سخاوت کٹ گئی، ختم ہو گئی، تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فرمایا: الْغَيْبِ سے مراد قرآن ہے یعنی کیا اس نے اس میں کوئی باطل دیکھا ہے اور وہ اپنی نگاہ کے ساتھ اس سے پار گزر گیا ہے جب وہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اختلاف کر رہا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ کے تحت فرمایا (اور اس نے تھوڑا سا مال دیا اور پھر اسے کاٹ دیا یعنی دینا بند کر دیا) یہ عاص بن وائل کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ دونوں نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے تھوڑا مال دیا اور پھر وہ سلسلہ کٹ گیا۔ (2)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ کے بارے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: کہ اس نے اپنے مال میں سے تھوڑا سا دیا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 84

زیادہ مال روک لیا۔ پھر اسے احسان جتلا کر مکدر کرنے لگا۔ یہ سن کر نافع رحمہ اللہ نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَعْطٰی قَلِیْلًا ثُمَّ اَکْدٰی بِمَنِّہٖ　　وَمَنْ یَنْشُرِ الْمَعْرُوْفَ فِی النَّاسِ یُحْمَدِ

''اس نے تھوڑا سا مال دیا پھر اپنے احسان کے سبب اسے روک لیا (اور یہ وہ ہے) جو لوگوں میں نیکی پھیلاتا اور عام کرتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے گی''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ۝

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، شیرازی نے الالقاب میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ارشاد ربانی وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ۝ کے بارے جانتے ہو؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کے ہر دن کے عمل میں چار رکعتیں ہیں۔ آپ انہیں دن کے پہلے حصے میں پڑھا کرتے تھے اور گمان یہ ہے کہ وہ چاشت کی نماز ہے۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے تبلیغ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو کچھ ان پر فرض کیا گیا تھا آپ نے اسے پورا کر دیا۔ (2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اسلام کے تیس حصص ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل کسی نے بھی انہیں مس نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ۝۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک اس کا پیغام پہنچانے میں (پوری طرح حق ادا کر دیا)۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ دونوں نے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ۝ کے بارے یہ کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس آیت کی تبلیغ فرمائی اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۝۔ (5)

ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا کہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا وہ آپ نے پوری طرح پہنچا دیا۔ (6)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 511 (3753)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 85
5۔ ایضاً　　6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یعنی وہ ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے خواب دیکھا تو جو کچھ اپنے لخت جگر کے ساتھ کیا اس میں اطاعت کا حق ادا کر دیا اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں ہے: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى الی آخرالآیہ۔(1)

ابن جریر نے حضرت قرظی سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کر کے حق ادا کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسلام کے تمام حصوں میں پوری طرح احکام بجالائے اور آپ کے سوا کوئی بھی پوری طرح انہیں بجا نہیں لایا۔ اور یہ تیس حصے ہیں۔ ان میں سے دس سورۂ براءت میں ہیں اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ (التوبہ: 111) تمام آیات اور دس سورہ احزاب میں ہیں اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ (الاحزاب: 35) الآیات کلھا۔ اور چھ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ میں ہیں سورت کی ابتداء میں تمام آیات ہیں۔ اور چار سَاَلَ سَآئِلٌ میں (المعارج: 1) وَ الَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ (المعارج) وَ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ (المعارج: 27) الآیات کلھا۔ پس یہ تیس حصے ہیں۔ پس جب جس نے ان میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے حصوں میں سے اس حصے کا پورا پورا عوض اسے عطا فرمائے گا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا اسلام کے تمام حصوں کا پورا پورا حق کسی نے ادا نہیں کیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾

"کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش کا نتیجہ جلد نظر آجائے گا۔ پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورہ وَ النَّجْمِ نازل ہوئی اور آپ اسے پڑھتے پڑھتے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى تک پہنچے، تو فرمایا: آپ پوری طرح یہ حکم بجالائے کہ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔ تا قولہ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے رب کی جانب سے یہ حکم پہنچا دیا: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔

امام شافعی، سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن اوس رحمہ اللہ سے یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 511 (3754)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بیان کیا ہے کہ آدمی کو دوسرے کے گناہ میں پکڑا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی فرمایا: آپ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور حق ادا کر دیا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ولی کو مولیٰ کے عوض پکڑ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے یہ حکم پہنچایا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کہ کسی کو بھی دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ہذیل بن شرحبیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک درمیانی دور میں کسی شخص کو دوسرے کے گناہ میں پکڑ لیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور یہ اعلان فرمایا: کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے بارے میں امام ابو داؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (الطور: 21) پس اللہ تعالیٰ نے آباء کے اعمال صالحہ کے سبب اولاد کو بھی جنت میں داخل کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تھے وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے اور عجز و انکساری کا اظہار کرتے۔

وَ اَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی ﴿۴۲﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰی ﴿۴۳﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْیَا ﴿۴۴﴾ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰی ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰی ﴿۴۷﴾

"اور یہ کہ سب کو آپ کے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔ اور یہ کہ اسی نے پیدا فرمائیں دونوں قسمیں نر اور مادہ۔ (وہ بھی) ایک بوند سے جب ٹپکتی ہے۔ اور یہ کہ اسی (اللہ تعالیٰ) کے ذمہ ہے دوسری بار پیدا فرمانا"۔

امام دارقطنی نے الافراد میں اور بغوی رحمہما اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ وَ اَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی کے بارے آپ نے فرمایا: رب کے بارے میں کوئی فکر نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 85، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 87

ہے۔ ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس آیت کے تحت اسی طرح نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فکر کی ضرورت نہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کررہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرو، خالق کے بارے میں غور وفکر نہ کرو، کیونکہ تم اسکی ہرگز قدرت نہیں رکھ سکو گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوچ بچار نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن میسرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا ذکر کررہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا ذکر کررہے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان میں غور وفکر کررہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار سنو! اللہ تعالیٰ کے بارے میں ثلاث ہونے کی فکر نہ کرو۔ بلکہ اس کی عظمت وشان میں غور وفکر کرو جس نے ثلاث کو پیدا فرمایا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامیہ مولی شبرمہ رحمہ اللہ سے (اس کا نام حکم ہے) اور اس نے بعض ائمہ کوفہ سے یہ قول بیان کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ گفتگو کررہے تھے۔ جب آپ ﷺ ان کی طرف تشریف لے گئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا باتیں کررہے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے سورج کی طرف دیکھا تو ہم اس کے بارے میں یہ غور وفکر کرنے لگے یہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرتے رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس تم اسی طرح کرو، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور وفکر ضرور کرو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی سوچ و بچار مت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مغرب کے پیچھے سفید زمین ہے جس کی سفیدی اور نور سورج کے چالیس دن تک چلنے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس میں بھی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ لہٰذا تم آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ کیا وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ نہیں جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے یا نہیں (پیدا کیے گئے) پھر عرض کی گئی: یا نبی اللہ! ﷺ ابلیس ان سے کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نہیں جانتے کہ ابلیس کو پیدا کیا گیا یا نہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم مسجد میں حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے ہمیں فرمایا: تم کس کام میں مصروف ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم سورج کے بارے میں غور وفکر کررہے ہیں کہ وہ کیسے طلوع ہوتا ہے اور کیسے غروب ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ تم اسی طرح کہا کرو۔ تم مخلوق میں غور وفکر کرو۔ خالق میں غور وفکر نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اور جس کے لیے چاہا پیدا فرمایا اور اس سے تم تعجب کرو گے۔ بے شک ق کے پیچھے سات سمندر ہیں۔ ہر سمندر پانچ سو سال کا ہے اور اس کے پیچھے

سات زمینیں ہیں۔ اس کا نور اس کے باسیوں کے لیے روشنی مہیا کرتا ہے اور ان سات زمینوں سے آگے ہزار امت ہے جنہیں پرندوں کی شکلوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اور اس کے بچے ہوا میں ہیں۔ وہ ایک تسبیح سے بھی غافل اور سست نہیں ہوتے۔ اور اس سے آگے ستر ہزار امت ہے جنہیں ہوا سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس ان کا کھانا بھی ہوا ہے، ان کا پینا بھی ہوا ہے، ان کے کپڑے بھی ہوا کے ہیں اور ان کے برتن بھی ہوا کے ہیں۔ ان کے چوپائے بھی ہوا کے ہیں۔ تم یہ خواہش نہ کرو کہ انہیں قیامت قائم ہونے تک زمین کی طرف لوٹا دیا جائے۔ ان کی آنکھیں ان کے سینوں میں ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی ایک ہی بار سوتا ہے اور پھر جاگ اٹھتا ہے۔ اس کا رزق اس کے سر کے پاس ہے۔ اس سے آگے عرش کا سایہ ہے اور عرش کے سائے میں ستر ہزار امت ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور نہ اولاد آدم کے بارے جانتے ہیں اور نہ ابلیس اور اس کی اولاد کی تخلیق کے بارے جانتے ہیں۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝ (النحل: 8) (اور وہ پیدا فرماتا ہے انہیں جنہیں تم نہیں جانتے)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے۔ وہ لوگ ہنس رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔ پھر آپ پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى۝ (کہ وہ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے) پھر آپ ان کی طرف لوٹ کر آئے اور فرمایا: میں چالیس قدم بھی نہیں چلا تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور آ کر کہا: ان کے پاس آؤ اور انہیں کہو: "اِنَّ اللّٰهَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى" بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام جنت سے سفید یاقوت کے ساتھ اترے۔ اس کے ساتھ آپ کے آنسو صاف کیے جاتے۔ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام جنت (سے نکلنے) پر پچاس سال تک روتے رہے۔ تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ اے آدم! کون سی شے آپ کو رلا رہی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف تسلی دینے کے لیے بھیجا ہے۔ تو آدم علیہ السلام ہنس پڑے۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى۝ پس آدم علیہ السلام ہنسے تو آپ کی اولاد بھی ہنستی ہے اور آدم علیہ السلام روئے۔ اس لیے آپ کی اولاد بھی روتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جبار الطائی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مصعب بن زبیر کی ماں کے جنازہ میں حاضر ہوا اور ہم نے نوحہ کرنے والیوں کی آوازیں سنیں۔ تو میں نے کہا: اے عباس! یہ کیا ہو رہا ہے حالانکہ آپ یہاں ہیں؟ تو انہوں نے جواب فرمایا: اے جبار! ہمیں چھوڑ دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔(1)

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى۝ وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى۝ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 426، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾

"اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور مفلس بناتا ہے۔ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے۔ اور یہ کہ اسی نے ہلاک کیا عاد اول (قوم ہود) کو۔ اور ثمود کو بھی پھر کسی کو نہ چھوڑا۔ اور (ہلاک کیا) قوم نوح کو ان سب سے پہلے وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔ اور (لوط کی) اوندھی بستی کو بھی پٹخ دیا۔ پس ان پر چھا گیا جو چھا گیا۔ پس (اے سننے والے بتا) تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا۔ یہ ڈرانے والا (رسول عربی) بھی پہلے ڈرانے والوں کی طرح ہے۔ قریب آنے والی قریب آ گئی۔ اللہ کے سوا اس کو کوئی ظاہر کرنے والا نہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اور وہی عطا کرتا ہے اور وہی راضی اور خوش کرتا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اَغْنٰى کا معنی ہے زیادہ اور کثیر عطا کرنا۔ اور اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کا معنی ہے قنع۔ یعنی کچھ دیا اور صبر پر مجبور کرنا (یعنی قناعت پر مجبور کرنا)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: "اَغْنَى مِنَ الْفَقْرِ وَاَقْنٰى مِنَ الْغِنٰى فَقَنَعَ بِهٖ"۔ یعنی فقر و افلاس سے نکال کر غنی کر دیا اور دولت و غنا سے نکال کر بقدر حاجت عطا کیا اور وہ اسی پر قانع ہو گیا۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عنترہ عبسی کا قول نہیں سنا:

فَاَقْنِیْ حَیَاءَ کِ لَا اَبَالَکِ وَاعْلَمِیْ اَنِّیْ امْرُؤٌ سَاَمُوْتُ اِنْ لَّمْ اُقْتَلِ

"اپنی شرم و حیاء پر قناعت کر تیرا کوئی باپ نہیں اور تو جان لے میں ایک آدمی ہوں، عنقریب مر جاؤں گا، اگر مجھے قتل نہ کیا گیا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَغْنٰى کا معنی راضی کرنا اور خوش کرنا ہے۔ اور اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کا معنی مون۔ خرچ برداشت کرنا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ہی مال کے ساتھ غنی کرتا ہے اور وہی کمائی سے غنی کر دیتا ہے (یعنی مفلس کر دیتا ہے)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 89

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى کہ اس نے اپنے آپ کو غنی بنایا ہے اور ساری مخلوق کو اپنا محتاج بنایا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ ایک ستارہ ہے جسے شعریٰ کہا جاتا ہے۔(3)

امام فاکہی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے بارے نازل ہوئی۔ وہ شعریٰ کی عبادت کرتے تھے اور یہ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شعریٰ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہے۔ وہ اس کی عبادت کرتے تھے۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اس ستارے کی عبادت کرتے تھے جسے شعریٰ کہا جاتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ﰳالْاُوْلٰى کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ دوسرے (عاد) حضر موت میں تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى (النجم) کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں کوئی بھی ایسا قبیلہ نہیں جو قوم نوح سے بڑھ کر ظلم کرنے والا اور سرکشی کرنے والا ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال انہیں دعوت حق دی۔ جب بھی ایک نسل ہلاک ہوگئی اور دوسری نسل پیدا ہوئی تو آپ نے انہیں دعوت دی۔ یہاں تک کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی یا بیٹے کا ہاتھ پکڑتا تھا اور وہ آپ کی طرف چل پڑتا تھا اور کہتا تھا: اے میرے بیٹے! بے شک میرا باپ بھی مجھے لے کر اس کی طرف چلا تھا اور میں آج کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکذیب اور لگاتار گمراہی میں ہونے کے تیری مثل ہوں۔(6)

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اوندھی بستی کو آسمان کی بلندی پر لے جانے کے بعد نیچے پٹخ دیا۔(7)

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم لوط کی بستی کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اوپر اٹھایا اور اس کے بعد ان کے ساتھ زمین کو الٹا گرا دیا گیا۔ پس زمین قیامت کے دن تک ان کے ساتھ دھنستی رہے گی۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت    2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 90    3۔ ایضاً    4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 255، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 92    7۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 93

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فرمایا: قوم لوط کی بستیاں فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فرمایا: پتھر۔ یعنی ان پر پتھر چھا گئے جو چھا گئے۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ فرمایا: پس تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں (کو جھٹلائے گا)۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک غفاری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ کا معنی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی سے ڈرایا ہے جس سے پہلے ڈراتے رہے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت محمد مصطفےٰ ﷺ کو انہیں (احکام) کے ساتھ بھیجا گیا ہے جن کے ساتھ آپ سے قبل رسل علیہم السلام مبعوث کیے گئے۔ اور اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ کے بارے فرمایا: اس سے مراد قیامت ہے (یعنی قیامت قریب آ گئی) لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی لوٹانے والا نہیں۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَزِفَتِ یوم قیامت کے اسماء میں سے ایک ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ کا معنی ہے قیامت قریب آ گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اس کا یہی معنی نقل کیا ہے اور لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ کے بارے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے معبودوں میں سے کوئی بھی اسے ظاہر کرنے والا نہیں۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

"بھلا کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو۔ اور (بے شرموں کی طرح) ہنس رہے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم نے کھیل مذاق بنا رکھا ہے۔ پس سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی عبادت کیا کرو"۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هٰذَا الْحَدِيْثِ سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت صالح ابوالخلیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ تو

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 56-255، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ہنسے نہیں بلکہ صرف آپ تبسم فرماتے۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ ہیں کہ پھر حضور نبی مکرم ﷺ کو نہ ہنستے دیکھا گیا نہ تبسم فرماتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے وصال فرما گئے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر نازل ہوئی تو اس کے بعد کبھی آپ کو ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب صفہ رونے لگے یہاں تک کہ انکے آنسوان کے رخساروں پر جاری ہو گئے۔ تو جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی ہچکیوں کی آواز سنی تو آپ بھی رونے لگے۔ پس ہم بھی آپ کے رونے کے سبب رونے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ آتش جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ پر اصرار کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادے گا۔(2)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ کا معنی ہے کہ تم غافل ہوتے ہوئے اس سے اعراض کر رہے ہو۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ کا معنی ہے۔ غافلون۔ یعنی تم غافل ہو۔(4)

امام عبد الرزاق، فریابی، ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ کے تحت فرمایا: اس سے مراد ہے یمن کے گویئے (گنگنانے والے) ہیں۔ جب وہ قرآن سنتے تھے تو گانا شروع کر دیتے اور کھیلنے کودنے لگتے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ یہ قبیلہ حمیر کے گانا گانے والے لوگ ہیں۔(6)

امام فریابی، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے انتہائی متکبرانہ انداز میں گزرتے تھے کیا تو نے اونٹ کی طرف نہیں دیکھا وہ کس طرح تکبر کرتے ہوئے چلتا ہے۔(7)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 82 (34356)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 489 (798)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 257، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 256
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 97
7۔ ایضاً

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ کا معنی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: سمود کا معنی لہو اور باطل ہے۔ تو نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ہزیلہ بنت بکر کا قول نہیں سنا؟ وہ قوم عاد پر روتے ہوئے کہتی ہے:

لَیْتَ عَادًا قَبِلُوا الْحَقَّ وَلَمْ یَبْدُوْا جُحُوْدًا

"کاش! عاد حق کو قبول کر لیتے اور ان سے انکار ظاہر نہ ہوتا"۔

قِیْلَ قُمْ فَانْظُرْ اِلَیْھِمْ ثُمَّ دَعْ عَنْکَ السُّمُوْدَا

"کہا گیا اٹھ، اور ان کی طرف دیکھ۔ پھر اپنے سے لہو ولعب اور باطل کو چھوڑ دے"۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ کی سند سے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ قوم کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے لگے۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ سمود (تکبر) میں سے ہے یا یہ تکبر ہے۔ اور منصور نے کہا جب مؤذن کھڑا ہو تو وہ بھی کھڑے ہو کر انتظار کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ کا معنی ہے سخت غصے کے سبب ہونٹ لٹکانے والے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو معشر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت نخعی سے روایت بیان کی ہے کہ وہ اس وقت کھڑا ہونا ناپسند کرتے تھے جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے۔ یہاں تک کہ امام آجائے۔ اور وہ یہ آیت پڑھتے تھے: وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ﴿۶۱﴾ حضرت سعید نے کہا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ امام کے آنے سے پہلے کھڑا ہونا ناپسند کرتے تھے۔ لیکن وہ اس آیت کی اس طرح تفسیر نہیں کرتے تھے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو خالد الوالبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ پھر نماز کھڑی کی گئی اور ہم کھڑے ہو کر آپ کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تم کھیل مزاح میں لگے ہوئے ہو(5)۔ نہ تم نماز پڑھ رہے ہو اور نہ ہی بیٹھ کر انتظار کر رہے ہو؟

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا﴿۶۲﴾ کے تحت انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ان چہروں کو مشقت میں ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں انہیں خاک آلود کرو۔

امام بخاری، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 254، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 98 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

ﷺ نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔(1)

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مطلب بن ابی وداعہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ میں سورۃ النجم پڑھی اور آپ نے سجدہ کیا اور جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سبرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ یوسف اور دوسری میں سورۂ والنجم پڑھی اور آپ نے اس میں سجدہ کیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور سورۂ اذا زلزلت پڑھ کر رکوع کیا۔

---

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 275 (4761)، دار الفکر بیروت

2۔ سنن نسائی، باب السجود فی النجم، جلد 2، صفحہ 160، دار الحکومت القاہرہ

اٰیاتہا ۵۵ ﴿ سُوْرَۃُ الْقَمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۴ ﴾ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝

”قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا (رسول خدا کو) اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی اور ہر کام کے لیے ایک انجام ہے“۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ قمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ اِقْتَرَبَتْ کے قاری کو تورات میں مبیضہ پکارا جاتا ہے کہ اسے پڑھنے والے کا چہرہ اس دن روشن اور چمک رہا ہوگا جس دن چہرے روشن ہوں گے۔ بیہقی نے کہا: یہ روایت منکر ہے۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ جس کسی نے الم تنزیل یٰسٓ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ (الملک:1) پڑھیں تو یہ اس کے لیے نور ہوں گی، شیطان اور شرک سے اس کی حفاظت کریں گی اور قیامت کے دن اس کے لیے درجات میں بلندی کا سبب بنیں گی۔(3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ رحمہ اللہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی نے ہر دو راتوں میں سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ پڑھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

امام ابن ضریس نے لیث عن معن عن شیخ کی سند سے ہمدان سے روایت بیان کی ہے اور ہمدان نے اسے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کیا ہے کہ جس کسی نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ایک ایک رات کے فاصلہ کے ساتھ پڑھی یہاں تک کہ وہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 490 (2495)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 425 (8626)، دار الباز

فوت ہو جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھی۔ ان کے فارغ ہونے سے پہلے ہی ایک آدمی اٹھا اور اپنی نماز پڑھ کر چلا گیا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے سخت قول کہا۔ پس وہ آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس آ کر اپنا عذر پیش کیا۔ اور عرض کی: میں نخلستان میں کام کرتا ہوں اور مجھے پانی کے بارے خوف تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۞ (الشمس) اور اس جیسی دیگر سورتیں نماز میں پڑھی جائیں۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ تو چاند مکہ مکرمہ میں دو حصوں میں بٹ گیا۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۞ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۞ یہ ختم کر دینے والا جادو ہے۔(1)

امام بخاری، امام مسلم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ اور نشانی دکھائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا، یہاں تک کہ انہوں نے (جبل) حراء کو ان دونوں کے درمیان دیکھا۔(2)

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ابو معمر سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکہ مکرمہ سے نکلنے سے قبل میں نے مکہ مکرمہ میں چاند کو دیکھا کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر ہے اور ایک ٹکڑا سویداء پر۔ تو یہ دیکھ کر مکہ والوں نے کہا: چاند پر جادو چل گیا۔ تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۞ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جیسا کہ تم نے چاند کو تقسیم ہوتا دیکھا۔ تو بے شک جس نے تمہیں قیامت کے قریب ہونے کی خبر دی ہے وہ بالکل حق ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو معمر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک حصہ اس سے نیچے کی جانب۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔(4)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت اسود رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے چاند کو پہاڑ پر دیکھا۔ پھر وہ شق ہو

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 03-102، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 100
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 512، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100

گیا۔ تو میں نے پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیانی فاصلے میں دیکھا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں مسروق کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا۔ تو قریش نے کہا: یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ پھر انہوں نے کہا: جو تمہارے قافلے سفر سے آ رہے ہیں ان کا انتظار کرو۔ کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام لوگوں پر سحر اور جادو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس قافلے آ گئے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواباً کہا: ہاں ہم نے چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا دیکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۔(2)

امام بخاری، امام مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا۔(3)

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ تو چاند شق ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پس ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے چھپ گیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ رہنا۔(4)

امام مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے بارے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس زمانہ تھا کہ چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ پہاڑ کے قریب تھا اور ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے تھا۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔(5)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا اور ہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہاں تک کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا اور ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا۔ تو لوگوں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم پر جادو کر دیا ہے، تو ایک آدمی نے کہا: اگر اس نے تم پر جادو کیا ہے۔ تو تمام لوگوں پر تو وہ جادو کرنے کی استطاعت اور طاقت نہیں رکھتا۔(6)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے: تحقیق ہجرت سے پہلے یہ ہو چکا ہے کہ چاند شق ہوا اور انہوں نے اس کے دو حصوں کو دیکھا۔(7)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 276 (4765)، دار الفکر بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 95، عالم الکتب

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100

6۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3289)، دار الکتب العلمیہ بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 102

کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مقدس میں چاند کو گرہن لگا۔ تو انہوں نے کہا: چاند پر جادو کر دیا گیا۔ تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ ۔ (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت عطاء اور ضحاک رحمہما اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں مشرکین اکھٹے ہوئے۔ ان میں ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاصی بن وائل، عاصی بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود اور نضر بن حارث شامل تھے۔ تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر آپ (اپنے دعوی نبوت میں) سچے ہیں۔ تو ہمارے لیے چاند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیجئے۔ اس طرح کہ ایک نصف جبل ابی قبیس پر ہو اور ایک نصف قعیقعان پر ہو۔ تو آقا دو جہاں ﷺ نے انہیں جواباً ارشاد فرمایا: اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ وہ چاند کی چودھویں رات تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی کہ وہ آپ کو معجزہ عطا فرمائے جس کا مطالبہ مشرکین مکہ نے کیا ہے۔ تو چاند اسی طرح ہو گیا کہ ایک نصف جبل ابی قبیس پر اور ایک نصف قعیقعان پر ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ پکار پکار کر فرمانے لگے اے ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ارقم بن ابی الارقم گواہ ہو جاؤ۔ (2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اہل مکہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا کوئی ایسی نشانی اور معجزہ ہے جس کے سبب ہم یہ پہچان کر سکیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور کہا: اے محمد! ﷺ کہہ دو۔ اگر آج کی رات تم باہر نکلو گے، تو ایسی نشانی دیکھ لو گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کے کہنے کے مطابق انہیں اطلاع کر دی۔ پس وہ چودھویں رات کو نکلے۔ تو چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک نصف صفا پر تھا اور ایک نصف مروہ پر تھا اور انہوں نے دیکھ لیا۔ پھر انہوں نے اپنی نظریں جھکا لیں اور انہیں خوب مل کر صاف کیا۔ پھر دوبارہ نظر اٹھائی اور چاند کو دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنی آنکھوں کو خوب ملا۔ اور پھر چاند کو دیکھ لیا۔ تو کہنے لگے: اے محمد! (ﷺ) یہ تو انتہائی سخت ختم کر دینے والا جادو ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ ۔ (3)

امام ابونعیم نے حضرت ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں کے علماء رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ ہمیں کوئی نشانی اور معجزہ دکھائیں تاکہ ہم ایمان لے آئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی کہ وہ آپ کو معجزہ عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چاند دکھایا کہ وہ شق ہو کر دو چاند بن گیا ہے۔ ان میں سے ایک صفا پر ہے اور دوسرا مروہ پر ہے۔ وہ عصر سے لے کر رات تک کے وقت کی مقدار اس کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر چاند غائب ہو گیا۔ تو پھر انہوں نے یہ کہہ دیا: سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ (4)

---

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 250 (11642)
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 8-7، صفحہ 112
3۔ ایضاً، جلد 7،8، صفحہ 113
4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 96، عالم الکتب

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۝ خبردار سنو! قیامت قریب آ گئی ہے، ہوشیار! رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند شق ہوا ہے۔ خبردار! بے شک دنیا نے فراق اور جدائی کی اطلاع دے دی ہے۔ خبردار! بے شک آج کا دن چھپنے والا ہے اور کل تیزی سے آ رہا ہے۔(1)

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت اس طرح پڑھی: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۝۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: چاند شق ہوا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں ہی قیام فرما تھے۔ تو دیکھ کر مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادوگر ہے۔ اس نے جادوگروں پر جادو کر دیا ہے۔ پس تم اسے چھوڑ دو۔ جیسا کہ مشرکین نے اس وقت کیا جب کہ چاند کو گرہن لگا۔ تو انہوں نے اپنی سلائیوں کے ساتھ مارا اور اس سے ان کے علماء زرد پیلے ہو گئے۔ انہوں نے کہا: یہ جادو کا فعل ہے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین چیزیں ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے اور وہ گزر چکی ہیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۝ تحقیق رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند دو حصوں میں شق ہوا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اسے اس حالت میں دیکھا۔ اور دوسری شے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ (القمر:45) (عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے)۔ اور اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ (المومنون:77) (جب ہم کھول دیں گے ان پر دروازہ سخت عذاب والا)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے چاند کو اس حال میں دیکھا کہ وہ شق ہوا پڑا ہے۔ تو کہنے لگے: یہ سخت ختم کرنے والا جادو ہے۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ۝ کے تحت بیان کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ۝ کا مفہوم ہے کہ ہر کام کے لیے اس کے اہل کے ساتھ ایک انجام ہے۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر کام کے لیے ایک انجام ہے، نیکی اور خیر کا عمل کرنے والوں کے لیے انجام اچھا ہے اور شر اور برائی کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے انجام بھی شر اور برا ہے۔(3)

وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 102

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 104

النُّذُرُ ﴿٥﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾

''اور پہنچ چکی ہیں ان کے پاس (پہلی قوموں کی بربادی کی) اتنی خبریں جن میں بڑی عبرت ہے۔ (وہ خبریں) سراسر حکمت ہیں۔ پس ڈرنے والوں نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ پس آپ رخ انور پھیر لیجئے ان سے۔ ایک روز بلائے گا (انہیں) بلانے والا ایک ناگوار چیز کی طرف۔ (خوف سے) ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی قبروں سے یوں نکلیں گے جیسے وہ پراگندہ ٹڈیاں ہیں۔ ڈرتے ڈرتے بھاگے جا رہے ہوں گے بلانے والے کی طرف۔ کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے''۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قرآن منتہی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حلال کو حلال قرار دیا ہے اور حرام کو حرام قرار دیا ہے اور اس میں تمہیں اس کے بارے خبر دی ہے جو تم کرتے ہو اور جس کی تم دعوت دیتے ہو۔ اس نے تمہارے لیے تمہارے دین میں کوئی التباس نہیں چھوڑا۔ یہی عزت و کرامت ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مکرم بنایا ہے اور یہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر مکمل فرما دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ اس کے بارے میں امام سعید بن منصور، ابن منذر اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''خَاشِعًا اَبْصَارُهُمْ'' الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خُشَّعًا یعنی خاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی (2)۔ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مُّهْطِعِيْنَ کا معنی ناظرین کیا ہے جو سوچتے ہوئے اور فکر کرتے ہوئے بلانے والے کی طرف جا رہے ہوں گے۔ (3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مُّهْطِعِيْنَ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مطیع ہو کر سر جھکانے والے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی اس معنی سے

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 514 (3762)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 106

واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے تبع کا قول نہیں سنا ہے:

تَعَبَّدَنِیْ نَمْرُبْنُ سَعْدٍ وَقَدْ دَرٰی     وَ نَمْرُبْنُ سَعْدٍ لِّیْ مَدِیْنٌ وَّ مُهْطِعُ

"نمر بن سعد نے مجھے غلام بنالیا ہے حالانکہ نمر بن سعد یہ جانتا ہے کہ میرے بھی غلام اور مطیع ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بلانے والے کی طرف قصد و ارادہ کرتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ بلانے والے کی طرف چلتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت تمیم بن حدلم رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ڈر کے سبب تیزی سے چلتے ہوئے بلانے والے کی طرف جائیں گے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ تیز رفتاری سے چلتے ہوئے بلانے والے کی طرف جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ کا معنی ہے اپنے کان آواز کی طرف لگاتے ہوئے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ﴿۹﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِیْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

"جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے یعنی انہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو اور کہا یہ دیوانہ ہے اور اسے جھڑکا بھی گیا۔ آخر کار آپ نے دعا مانگی اپنے رب سے کہ میں عاجز آ گیا ہوں پس تو (ان سے) بدلہ لے۔ پھر ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ۔ اور جاری کر دیا ہم نے زمین سے چشموں کو پھر دونوں پانی مل گئے ایک مقصد کے لیے جو پہلے مقرر ہو چکا تھا۔ اور ہم نے سوار کر دیا نوح کو تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر۔ وہ بہتی جا رہی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے۔ (یہ طوفان) بدلہ تھا اس (نبی) کا جس کا انکار کیا گیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت    2۔ ایضاً

تھا۔ اور ہم نے باقی رکھا اس (قصہ) کو بطور نشانی۔ پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ سو کیسا (خوفناک) تھا میرا عذاب اور (کتنے سچے تھے) میرے ڈراوے۔ اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا"۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ۝ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے دیوانہ اور مجنون ہونے کی تہمت دی گئی۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَّ ازْدُجِرَ۝ کے تحت حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے قتل کی دھمکی دی اور ڈرایا۔

امام بخاری نے الادب میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ابوالطفیل سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن الکواء رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مجرہ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ آسمان کا ابھرا ہوا حصہ ہے اور اسی سے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ کھولے گئے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ الآیہ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے کثیر پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ آسمان نے اس سے قبل اور نہ اس کے بعد بارش نہیں برسائی مگر بادلوں سے اور اس دن بادل کے علاوہ آسمان کے دروازے پانی کے ساتھ کھول دیئے گئے۔ پس وہ دونوں پانی مل گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب نے فَالْتَقَى الْمَآءُ کی تفسیر میں کہا کہ آسمان اور زمین کا پانی آپس میں مل گیا۔ اور عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ۝ کے بارے فرمایا: غذائیں جسموں سے پہلے ہیں اور تقدیر آزمائش اور بلاء سے پہلے ہے۔ (2)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ قَدْ قُدِرَ۝ کی تفسیر میں ابن جریج نے فرمایا: اس نے نرم اور ہموار زمین کو پھاڑ دیا۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد کشتی کے تختے ہیں۔ اور دُسُرٍ سے مراد وہ میخیں اور کلے ہیں جن کے ساتھ کشتی کو باندھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد دروازے کے تختے ہیں اور دُسُرٍ سے مراد دروازے کے اوپر والی لکڑی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد کشتی کے کلے اور دُسُرٍ سے مراد کیل اور میخیں ہیں۔ فرمایا۔ دسترمسامیر۔ اسے میخوں کے ساتھ درست کیا گیا۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دُسُرٍ سے مراد میخیں ہیں۔ (4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 109
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 110

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ دُسُرٍ سے مراد کشتی کے وہ کیل اور میخیں ہیں جن کے ساتھ اسے مضبوط کیا گیا۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا۔ کہ ارشاد گرامی وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ دُسُرٍ سے مراد وہ ہیں جن کے ساتھ کشتی محفوظ ہو جاتی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

سَفِينَةٌ نُوْتِى قَدْ اُحْكِمَ صَنْعُهَا مُتْخَنَةُ الْاَلْوَاحِ مَنْسُوْجَةُ الدُّسُرِ

"کشتی پر ہم لائے جا رہے ہیں، اس کی بناوٹ انتہا کی پختہ اور مضبوط ہے، اس کے پھٹے موٹے ہیں اور میخوں اور کیلوں کے ساتھ اسے خوب محفوظ کر دیا گیا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دُسُرٍ سے مراد کشتی کے سامنے کا حصہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ دُسُرٍ سے مراد کشتی کا وہ سینہ (سامنے والا حصہ) ہے جس کے ساتھ موج آ کر ٹکراتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ کے متعلق فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بدلہ ہے اس کا جس کا انکار کیا گیا تھا۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو جودی پہاڑی پر باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے آنے والوں نے اسے پالیا۔(4)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ کا معنی ہے کہ ہم نے قرآن کریم کی قرأت کو آسان بنا دیا ہے۔(5)

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی زبان پر اسے آسان نہ بناتا۔ تو مخلوق میں سے کوئی بھی یہ طاقت نہ رکھتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ گفتگو کر سکے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا تو وہ کہہ رہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 110
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 111 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 112 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 113

تھا خفیف سورت۔(سورۃ خفیفۃ) تو آپ نے فرمایا۔خفیف سورۃ نہ کہو۔ بلکہ یہ کہو: سورۃ میسرۃ یعنی وہ سورت جسے آسان بنادیا گیا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ کا معنی ہے کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کیا کوئی گناہوں سے رکنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کیا کوئی خیر کا طالب ہے جس پر اس کی مدد کی جائے؟(1)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مطر الوراق رحمہ اللہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے: کیا کوئی طالب علم ہے سو اس پر اس کی مدد کی جائے گی؟(2)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس مذکر کا لفظ ذال کے ساتھ ''فَهَلْ مِنْ مُّذَّكِرٍ'' پڑھا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ یعنی دال کے ساتھ پڑھنے کی راہنمائی فرمائی۔(3)

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ۝۱۸ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝۱۹ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝۲۰ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ۝۲۱ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۲۲

''عاد نے بھی جھٹلایا تھا پھر کیسا (خوفناک) تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے۔ہم نے ان پر تندوتیز آندھی بھیجی ایک دائمی نحوست کے دن میں۔وہ اکھاڑ کر پھینک دیتی لوگوں کو گویا وہ مڈھ ہیں اکھڑی ہوئی کھجور کے۔پس کیسا (سخت) تھا میرا عذاب اور (کتنے سچے تھے) میرے ڈراوے۔بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رِيْحًا صَرْصَرًا کا معنی ہے سخت ٹھنڈی ہوا اور فِىْ يَوْمِ نَحْسٍ کا معنی ہے سخت ترین دن۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ صَرْصَرًا کا معنی ہے تندوتیز ہوا۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 113، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً

3۔ایضاً، جلد 27، صفحہ 112 4۔ایضاً، جلد 27، صفحہ 15-114

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رِيحًا صَرْصَرًا کا معنی ہے ٹھنڈی ہوا۔ اور فِي يَوْمِ نَحْسٍ کا معنی ہے ایسے دن میں جو قوم کے لیے منحوس تھا اور اس کی نحوست اور شر ان پر مسلسل اور لگاتار تھا۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے فِي يَوْمِ نَحْسٍ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: نَحْسٍ سے مراد بلاء اور سختی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ زہیر بن ابی سلمیٰ کہتا ہے:

سَوَاءٌ عَلَيْهِ اَىَّ يَوْمٍ اَتَيْتُهُ　　اَسَاعَةُ نَحْسٍ تُتَّقٰى أَمْ بِأَسْعَدِ

''اس پر برابر ہے میں کسی دن بھی اس کے پاس آ جاؤں۔ کیا نحوست اور بلاء کی ساعت کا خوف کیا جاتا ہے یا سعادت مندی کی ساعت کا''؟

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فِي يَوْمِ نَحْسٍ سے مراد بدھ کا دن ہے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے کہا: قسم کو گواہ کے ساتھ پورا کرو۔ مزید کہا: بدھ کا دن ہی يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ⑲ ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی مکرم ﷺ پر اس پیغام کے ساتھ نازل ہوئے کہ قسم گواہ کے ساتھ ہے۔ پچھنے لگانا (درست ہے) اور بدھ کا دن ہی دائمی نحوست کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یوم نحس سے مراد بدھ کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دنوں کے بارے دریافت کیا گیا اور بدھ کے دن کے بارے بھی سوال کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بدھ کا دن یوم نحس ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور عاد و ثمود کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا۔

امام وکیع نے الغرر میں، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینے میں آخری بدھ دائمی نحوست کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب ہوا آئی تو عاد اس کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیے اور اپنے پاؤں زمین میں گاڑ لیے اور کہنے لگے: کون ہے جو ہمارے پاؤں زمین سے زائل کرے گا، اگر وہ سچا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا بھیجی جو لوگوں کو اکھاڑ کر پھینکنے لگی گویا وہ کھڑی ہوئی کھجور کے مڈھ ہیں۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 15-114، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 116

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر عاد میں سے کوئی آدمی ہوا اور وہ پتھر سے دروازے کے دو پٹ بنائے۔ پھر اس امت کے پانچ سو افراد اس پر جمع ہو جائیں تو وہ اسے اٹھانے کی طاقت نہ رکھیں۔ پس ایک آدمی اپنا قدم زمین میں گاڑتا تھا تو وہ اس میں داخل ہو جاتا تھا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَعْجَازُ نَخْلٍ کا معنی ہے کھجور کا مُڈھ اور اصل اور مُّنْقَعِرٍ۝۲۰ کا معنی ہے کٹی ہوئی، اکھڑی ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے: کھجور کے سیاہ مُڈھ۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے سر لکڑیوں کی طرح ہو کر گرے اور ان کی گردنیں گول گول ٹکڑے ہو گئیں۔ پس اس کو اللہ تعالیٰ نے اکھڑی ہوئی کھجور کے مُڈھ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔(2)

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝۲۳ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۝۲۴ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝۲۵ سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝۲۶ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَ اصْطَبِرْ ۝۲۷ وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَیْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝۲۸ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰی فَعَقَرَ ۝۲۹ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ۝۳۰ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝۳۱ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۳۲ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ۝۳۳ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۙ۝۳۴ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ ۝۳۵ وَ لَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝۳۶ وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ۝۳۷ وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۚ۝۳۸ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ۝۳۹ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۴۰ وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 117

فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓىِٕكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾

''ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر وہ کہنے لگے کیا ایک انسان جو ہم میں سے ہے (اور) اکیلا ہے ہم اس کی پیروی کریں۔ پھر تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیا اتاری گئی ہے وحی اس پر ہم سب میں سے (یہ کیونکر ممکن ہے) بلکہ وہ بڑا جھوٹا، شیخی باز ہے۔ کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا، شیخی باز ہے۔ ہم بھیج رہے ہیں ایک اونٹنی ان کی آزمائش کے لیے پس (اے صالح) ان کے انجام کا انتظار کرو اور صبر کرو۔ اور انہیں آگاہ کر دیجئے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان۔ سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوں۔ پس ثمودیوں نے بلایا اپنے ایک ساتھی (قذار) کو پس اس نے وار کیا اور (اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں۔ پھر (معلوم ہے) کیسا تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے۔ ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر وہ اس طرح ہو کر رہ گئے جیسے روندی ہوئی خاردار باڑھ۔ بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ قوم لوط نے بھی جھٹلایا تھا پیغمبروں کو۔ ہم نے بھیجی ان پر پتھر برسانے والی ہوا سوائے لوط کے گھرانے کے۔ ہم نے ان کو بچا لیا سحری کے وقت۔ یہ (خاص) مہربانی تھی ہماری طرف سے۔ اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں جو شکر کرتا ہے۔ اور بے شک ڈرایا تھا انہیں لوط (علیہ السلام) نے ہماری پکڑ سے پس جھگڑنے لگے ان کے ڈرانے کے بارے میں۔ اور انہوں نے پھسلانا چاہا لوط کو اپنے مہمانوں سے تو ہم نے میٹ دیا ان کی آنکھوں کو، لو اب چکھو (اے بے حیاؤ!) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ پس صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب نازل ہوا۔ تو اب چکھو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ اور بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور آئے آل فرعون کے پاس ڈرانے والے۔ انہوں نے جھٹلایا ہماری ساری آیتوں کو پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا جیسے کوئی زبردست قوت والا پکڑتا ہے۔ کیا تمہاری قوم کے کفار بہتر ہیں ان سے یا تمہارے لیے معافی لکھ دی گئی ہے آسمانی نوشتوں میں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا **سُعُرٍ** ﴿۲۴﴾ سے مراد بدبختی ہے (یعنی پھر تو ہم گمراہی اور بدبختی میں مبتلا ہو جائیں گے)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پھر تو ہم گمراہی، تھکن اور مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **وَّ سُعُرٍ** ﴿۲۴﴾ سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت

گمراہی ہے۔ اور انہوں نے كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ کے بارے فرمایا وہ پانی پر حاضر ہوں گے جب اونٹنی غائب ہوگی۔ اور جب وہ آجائے گی تو وہ دودھ کے لیے حاضر ہوں۔ اور فَتَعَاطٰى کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے پس اس نے پکڑا اور كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ وہ آدمی جس نے حلتمہ (سبز لاکھی گھڑا) توڑ دیا۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ کی تفسیر میں فرمایا: احیم ثمودی نے اونٹنی کو پکڑ لیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں اور كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ کے بارے فرمایا: وہ جلی ہوئی راکھ کی طرح ہو کر رہ گئے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَتَعَاطٰى کا معنی ہے تناول یعنی اس نے پکڑ لیا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ کا معنی بیان کیا ہے کہ وہ جلی ہوئی ہڈیوں کی طرح ہو گئے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ اس گھاس کی طرح ہو گئے جسے بکریاں کھاجاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ گھاس جسے تو روک رکھے۔ اور پھر ریوڑ اسے کھالے اس حال میں کہ وہ خشک ہو اور پھر وہ ختم ہو جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس مٹی کی طرح ہو گئے جو دیوار سے گر پڑتی ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ کا معنی ہے انہوں نے ڈرانے کی تصدیق نہیں کی۔ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک رات ان کے عذاب کے بارے میں اپنے رب سے اجازت طلب کی۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور بے شک انہوں نے بھی دروازے پر جلدی آگے بڑھنے کی کوشش کی تاکہ وہ ان پر داخل ہو سکیں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کے ساتھ انہیں گرا دیا اور انہیں اندھا کر چھوڑا اور وہ لڑکھڑانے لگے۔ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فرمایا اس نے انہیں آتش جہنم میں ٹھہرا دیا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ فرمایا پس ہم نے انہیں پکڑ لیا اس کے پکڑنے کی طرح جس کے عذاب اور گرفت میں انتہائی قوت اور شدت ہوتی ہے کہ جب وہ انتقام لیتا ہے تو پھر وہ آگے بڑھنے سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ اور اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ کے بارے فرماتے ہیں کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-20-119، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 261، دارالکتب العلمیہ بیروت    3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 120

4۔ ایضاً    5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 121

تمہارے کفار ان سے بہتر ہیں جو گزر گئے ہیں۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا کا عذاب ان کے ساتھ آخرت میں بھی برقرار رہا۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہاری قوم کے کفار حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کے کفار سے بہتر اور افضل نہیں ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے امت! کیا تمہارے کفار قرون اولی کے ان کفار سے بہتر ہیں جن کے بارے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور تباہ و برباد کر دیا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اسی کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں کہ کیا تمہارے کفار ان سے بہتر ہیں جو گزر چکے ہیں۔ یا تمہارے لیے آسمانی کتابوں میں معافی لکھ دی گئی ہے۔(4)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾

"یا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی جماعت میں جو غالب ہی رہے گی۔ عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت (روز) قیامت ہے اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ غزوۂ بدر کے دن ہوا (کہ وہ پسپا ہوئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے) وہ کہتے تھے: نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ (کہ ہم ایسی جماعت ہیں جو غالب ہی رہے گی) تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام بخاری، نسائی، ابن منذر، طبرانی، ابونعیم نے دلائل میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درآنحالیکہ آپ قبہ میں تشریف فرما تھے جو بدر کے دن آپ کے لیے بنایا گیا تھا: میں تجھے تیرا عہد و پیمان اور تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو نے چاہا تو آج کے دن کے بعد کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے رب اپنے رب کریم پر خوب اصرار کیا ہے۔ یقیناً آپ کے لیے کافی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 25-24-23-122، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 126
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 127

تشریف لائے۔ آپ زرہ میں انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے زبان اقدس سے یہ فرمار ہے تھے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ۝ ـ(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن زرہ میں اظہار مسرت کر رہے تھے اور فرمار ہے تھے یہ جماعت پسپا ہوگی چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(2)

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں مکہ مکرمہ میں تھی اور چونکہ میں ابھی بچی تھی اس لیے میں کھیلنے اور خوش طبعی کرنے لگی۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ۝ ـ(3)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر سے قبل مکہ مکرمہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۝ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سی جماعت عنقریب پسپا ہوگی؟ پس جب غزوۂ بدر ہوا اور قریش شکست خوردہ ہوئے۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا آپ ان کے آثار ونشانات میں تلوار سونتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۝ گویا یہ آیت یوم بدر کے لیے تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ (المومنون:64) الآیہ (یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا الآیہ (ابراہیم:28) (کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ریت پھینکی۔ اور یہ ان تمام کے لیے کافی ہوگئی اور اس نے ان کی آنکھوں اور مونہوں کو بھر دیا۔ حتیٰ کہ آدمی کو قتل کیا جاتا تو اس کی آنکھوں میں مٹی پڑی ہوئی ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (الانفال:17) (اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی)۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۝ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کہنے لگا: کون سی جماعت عنقریب پسپا ہوگی؟ یہاں تک کہ غزوۂ بدر ہوا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ زرہ پہنے وہاں گھوم رہے ہیں اور فرمار ہے ہیں سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۝ تو مجھے اس دن اس آیت کی تاویل معلوم ہوئی۔(5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 277 (4774)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 277 (4775)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 6، صفحہ 101، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127

امام ابن جریر رحمہ اللہ اور ایک دوسری سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل روایت بیان کی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ابوالعالیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت یوم بدر کے بارے میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا۔ وہ پسپا ہو گئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ﴿۴۶﴾ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کا ذکر کیا اور اس عذاب کا جو انہیں پہنچا اور عاد کا ذکر کیا اور اس ہوا کا جس نے انہیں تباہ کر دیا۔ ثمود کا ذکر کیا اور اس کرخت چیخ اور آواز کا جس نے انہیں ہلاک کر دیا اور قوم لوط کا ذکر کیا اور جو پتھر انہیں آ کر لگے ان کا ذکر کیا اور آل فرعون اور ان کے غرق ہونے کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا: اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ﴿۴۶﴾ یعنی قیامت کا دن اس سے زیادہ خوفناک اور تلخ ہے جو عذاب اور تکلیف انہیں پہنچی۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرلو جن کا تم میں سے ہر کوئی انتظار کر رہا ہے، یعنی سرکش بنا دینے والی دولت یا بھلا دینے والا فقر و افلاس یا فساد برپا کر دینے والی بیماری یا ایسا بڑھاپا جو ضعیف العقل بنا دے یا اچانک آ جانے والی موت یا دجال اور دجال ایک مخفی شر ہے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے یا پھر قیامت۔ اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت کی سزا تلوار بنائی ہے اور ان کے وعدے کا وقت روز قیامت کو بنایا ہے اور قیامت خوفناک اور تلخ ہے۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴿۴۹﴾ وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴿۵۱﴾ وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ﴿۵۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 354 (36665)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127

4۔ سنن ترمذی، جلد [illegible]، صفحہ 478 (2306)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''بے شک مجرم گمراہی اور پاگل پن کا شکار ہیں۔ اس روز انہیں گھسیٹا جائے گا آگ میں منہ کے بل (انہیں کہا جائے گا) چکھو اب آگ میں جلنے کا مزہ۔ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک انداز ے سے۔ اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جو آنکھ جھپکنے میں واقع ہو جاتا ہے۔ اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا جو (کفر میں) تمہارے ہم مشرب تھے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے''۔

امام احمد، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین قریش حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ قدر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۭ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۔(1)

امام بزار اور ابن منذر رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے باپ سے اور پھر اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت فقط اہل قدر کے بارے میں نازل ہوئی: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۭ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابن شاہین، ابن منذر، الباوردی نے الصحابہ میں، خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ اور فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلائیں گے۔(2)

ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ان کی ماں لبابہ بنت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، انہوں نے کہا: میں اپنے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہونے سے پہلے ہر جمعہ کے دن ان کی ملاقات کرتی تھی۔ پس میں نے انہیں کئی بار مصحف میں پڑھتے ہوئے سنا کہ جب وہ اس آیت پر پہنچتے اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ تو فرماتے: جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے میں انہیں ابھی تک نہیں پہچانتا اور یہ بعد میں ہوں گے اور بالیقین ہوں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: تقدیر کے بارے گفتگو کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3290)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 319، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 330، دار الباز

کہا ہے؟ قسم بخدا! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وہ اس امت کے شریر اور برے لوگ ہیں۔ تم نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور نہ ان کے مردوں پر نماز پڑھو۔ اگر تو مجھے ان میں سے کوئی ایک دکھائے تو میں اپنی ان انگلیوں کے ساتھ اس کی آنکھیں نکال دوں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیر اور شر کو بھی ایک اندازے کے مطابق پیدا فرمایا۔ (2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شے قضا اور تقدیر کے مطابق ہے حتی کہ عجز اور دانائی بھی۔ (3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے قضاء وقدر کے مطابق ہے حتی کہ تیرا اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار پر رکھنا بھی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی نہیں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کی (نماز جنازہ میں) حاضر نہ ہو۔ (4)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اس تقدیر کو قرآن کریم میں تلاش کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائیں۔ تو میں نے اسے ان آیات میں پا لیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ اور وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ کتاب میں درج ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے ہر چھوٹی، بڑی بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 253 (11384)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 15، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 86، دار صادر بیروت

" بے شک مجرم گمراہی اور پاگل پن کا شکار ہیں۔ اس روز انہیں گھسیٹا جائے گا آگ میں منہ کے بل (انہیں کہا جائے گا) چکھو اب آگ میں جلنے کا مزہ۔ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک اندازے سے۔ اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جو آنکھ جھپکنے میں واقع ہو جاتا ہے۔ اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا جو (کفر میں) تمہارے ہم مشرب تھے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے"۔

امام احمد، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین قریش حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور وہ قدر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾۔ (1)

امام بزار اور ابن منذر رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے باپ سے اور پھر اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت فقط اہل قدر کے بارے میں نازل ہوئی: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابن شاہین، ابن منذر، الباوردی نے الصحابہ میں، خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ اور فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلائیں گے۔ (2)

ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ان کی ماں لبابہ بنت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، انہوں نے کہا: میں اپنے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہونے سے پہلے ہر جمعہ کے دن ان کی ملاقات کرتی تھی۔ پس میں نے انہیں کئی بار مصحف میں پڑھتے ہوئے سنا کہ جب وہ اس آیت پر پہنچتے اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ تو فرماتے: جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے میں انہیں ابھی تک نہیں پہچانتا اور یہ بعد میں ہوں گے اور بالیقین ہوں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: تقدیر کے بارے گفتگو کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3290)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 319، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 330، دار الباز

کہا ہے؟ قسم بخدا! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وہ اس امت کے شریر اور برے لوگ ہیں۔ تم نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور نہ ان کے مردوں پر نماز پڑھو۔ اگر تو مجھے ان میں سے کوئی ایک دکھائے تو میں اپنی ان انگلیوں کے ساتھ اس کی آنکھیں نکال دوں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیر اور شر کو بھی ایک اندازے کے مطابق پیدا فرمایا۔ (2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شے قضا اور تقدیر کے مطابق ہے حتیٰ کہ عجز اور دانائی بھی۔ (3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے قضاء و قدر کے مطابق ہے حتیٰ کہ تیرا اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار پر رکھنا بھی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی نہیں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کی (نماز جنازہ میں) حاضر نہ ہو۔ (4)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اس تقدیر کو قرآن کریم میں تلاش کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائیں۔ تو میں نے اسے ان آیات میں پا لیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ اور وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ کتاب میں درج ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے ہر چھوٹی، بڑی بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 253 (11384)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 15، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 86، دار صادر بیروت

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات محفوظ ہے، لکھی ہوئی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے (ہر شی) سطر میں لکھی ہوئی ہے۔(3)

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْيَاعَكُمْ کے بارے ابن زید نے کہا: تحقیق ہم نے ہلاک کیا انہیں جو گزشتہ امتوں کے اہل کفر میں سے ان کے ہم مشرب تھے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۝ فرماتے ہیں: کیا کوئی ہے جو نصیحت کو قبول کرتا ہو؟(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ذباب نے تقدیر کا گمان کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تقدیر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجرمین ہیں اور انہیں کے بارے یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا فرمایا اور اس کا خاص اندازہ مقرر کیا۔ پس کرتہ عورت کے لیے، قمیص مرد کے لیے، پالان اونٹ کے لیے اور زین گھوڑے کے لیے اور اسی طرح دیگر چیزیں بھی مقرر فرمائیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عاقب اور سید دونوں آئے۔ یہ دونوں نجران کے عیسائیوں کے سردار تھے۔ دونوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تقدیر کے بارے میں بہت سخت گفتگو کی۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کسی بھی شے کا جواب دینے سے خاموش رہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں واپس لوٹ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ یعنی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا۔ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ۝ یا تمہارے لیے پہلی کتاب میں معافی لکھ دی گئی ہے۔ تا قولہ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْيَاعَكُمْ اور تحقیق ہم نے ہلاک کیا انہیں جنہوں نے تم سے پہلے تقدیر کا انکار کیا اور اسے جھٹلایا۔ وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ۝ اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ ام الکتاب (نامہ اعمال) میں درج ہے۔ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ۝ یعنی ہر چھوٹی بڑی بات سورت کے آخر تک لکھ دی گئی ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں یہ آیت پڑھتا۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ان سے کون مراد ہے۔ یہاں تک کہ پھر اس پر یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝ وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 130

بِالْبَصَرِ۝ کیونکہ یہی لوگ تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ آیت آخری آیت تک جھٹلانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو تقدیر کو جھٹلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس انہیں جمع کر دو۔ میں نے کہا: آپ ان کے ساتھ کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: میں ان کا گلا دباؤں گا یہاں تک کہ میں انہیں قتل کر دوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت سے دو گروہ ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک مرجئہ اور دوسرا قدریہ۔ انہیں کے بارے میں کتاب اللہ کی یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ۝ الی اخر الآیہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں کتاب اللہ میں ایک ایسی قوم کا ذکر پاتا ہوں جنہیں آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ کیونکہ وہ تقدیر کو جھٹلاتے تھے۔ اور بے شک میں ان کے بارے نہیں خیال کرتا اور نہ ہی ان کے بارے یہ جانتا ہوں کیا وہ ہم سے پہلے لوگوں میں تھے یا ان میں سے ہیں جو ابھی باقی ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے یہ آیت صرف اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہر امت کے لیے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کچھ نہیں۔ پس ان میں سے جو بیمار ہو اس کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائے تو تم اس کے جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ وہ دجال کے گروہ میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں اس کے ساتھ ملا دے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے اپنے ان کانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے کہا گیا تو لکھ جو ضروری ہے۔ تو اس نے عرض کی: کیا ضروری ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قدر۔ پھر قلم نے عرض کی: قدر کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو یہ جان لے (یقین کر لے) کہ جو شے تجھے پہنچتی ہے وہ تجھ سے خطا نہیں ہو سکتی اور جو تجھ سے خطا ہونی ہے (یعنی جو شے تجھے نہیں ملنی) وہ قطعاً تجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اگر تو اس کے سوا پر مر جائے تو تو آتش جہنم میں داخل ہوگا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 263، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت　　3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 129

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ منادی کو حکم دے گا۔ وہ اعلان کرے گا: اللہ تعالیٰ کے مخالفین کہاں ہیں؟ پس وہ کھڑے ہوں گے اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، ان کی آنکھیں پھری ہوں گی اور ان کی سفیدی ظاہر ہو گی اور ان کے ہونٹ لٹکے ہوں گے، ان کا لعاب بہہ رہا ہوگا اور جو بھی انہیں دیکھے گا وہ ان سے نفرت کرے گا اور انہیں اپنے سے دور ہٹائے گا۔ وہ کہیں گے: قسم بخدا! اے ہمارے رب! ہم نے تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کی ہے نہ سورج اور چاند کی، اور نہ ہی کسی پتھر اور بت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق شرک ان میں ایسی جہت سے داخل ہوا ہے جسے وہ نہیں جانتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۹ (المجادلہ) (جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی مفید چیز پر تکیہ کیے ہیں۔ خبردار! یہی وہ جھوٹے لوگ ہیں) تو آپ نے تین بار فرمایا: قسم بخدا! وہ قدریہ ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایک قوم تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتی رہتی ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ وہ کتاب اللہ کو جھٹلاتے ہیں۔ پس میں ان میں سے کسی کے بال پکڑوں گا اور بالیقین اسے پیشانی سے پکڑوں گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی بھی شے کو پیدا کرنے سے پہلے اپنی شان قدرت کے مطابق اپنے عرش پر تھا۔ سب سے پہلے اس نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے حکم دیا کہ جو کچھ ہونے والا ہے اسے لکھے۔ بلاشبہ لوگ اسی حکم کے مطابق چل رہے ہیں حالانکہ وہ اس سے فارغ ہو گیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو یحییٰ الاعرج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا۔ آپ نے قدریہ کا ذکر کیا اور فرمایا: اگر میں ان میں سے بعض کو پالیتا تو میں اس کے ساتھ اس اس طرح کرتا۔ پھر فرمایا: زنا، چوری اور شراب نوشی سب تقدیر کے سبب ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۴۹ (القمر) تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ کیا (عمل) ایسی شے کے بارے میں ہے کہ ہم وہ نئے سرے سے کرتے ہیں یا اسی شے کے مطابق جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرو۔ پس ہر کام کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ ہم اس کے لیے آسان راہ آسان کر دیں گے اور ہم اس کے لیے مشکل راہ بھی آسان کر دیں گے۔ (1)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝۵۴ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝۵۵

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

"بے شک پرہیزگار باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے۔ بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہر سے مراد فضا اور وسعت ہے۔ اس سے مراد جاری نہر نہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ سے حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ﴿۵۴﴾ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: نہر سے مراد وسیع اور کھلا میدان ہے۔ نافع نے عرض کی کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

مُلِكْتُ بِهَافَا نُهَرْتُ فَتْقَهَا يُرٰى قَائِمٌ مِّنْ دُوْنِهَا مَاوَرَآءَهَا

"مجھے اس کا مالک بنایا گیا۔ تو میں نے اس کے میدان کو خوب وسیع کر دیا۔ اب وہاں کھڑا ہونے والا دور سے دکھائی دیتا ہے"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شریک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ﴿۵۴﴾ سے مراد باغات اور چشمے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی: فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ﴿۵۴﴾ اور آپ نے نہر میں نون کو منصوب (زبر کے ساتھ) پڑھا۔ اور ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ زہیر قریشی وَّ نُهُرٍ﴿۵۴﴾ پڑھتے تھے اور مراد نہر کی جمع لیتے تھے۔

حکیم ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴿۵۵﴾ کے ضمن میں فرمایا: بے شک اہل جنت ہر روز جبار پر دو مرتبہ داخل ہوں گے۔ وہ ان پر قرآن پڑھے گا اور ان میں سے ہر آدمی اس جگہ بیٹھے گا جو اس کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یعنی موتیوں، یاقوت، زبرجد اور سونے چاندی کے منبروں پر اپنے اپنے اعمال کے مطابق بیٹھے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں کبھی اس طرح ٹھنڈی نہیں ہوں گی جس طرح اس کے ساتھ ٹھنڈی ہوگی۔ انہوں نے اس سے عظیم تر اور اس سے حسین تر کوئی شے کبھی نہیں سنی۔ پھر وہ اپنی رہائش گاہوں کی جانب لوٹ جائیں گے درآنحالیکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور تر و تازہ ہوں گی اور وہ دوسرے دن تک اسی طرح رہیں گی۔ (1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ﴿۵۴﴾ کی تفسیر میں فرمایا: بے شک پرہیزگار نور اور روشنی میں ہوں گے۔ (2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ثور بن یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ملائکہ قیامت کے دن مومنین کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے اللہ تعالیٰ کے دوستو! چلو (یا اولیاء اللہ انطلقوا) تو وہ کہیں گے کہاں؟ تو ملائکہ کہیں گے: جنت کی طرف۔ پھر مومنین کہیں گے: بے شک تم تو ہمیں ہماری منزل اور مقصد کے غیر کی طرف لے جا رہے ہو۔ تو ان سے پوچھا جائے گا: تمہارا مقصد اور مدعیٰ کیا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے: حبیب کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، صفحہ 206

اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور یہ دیکھنے لگا کہ میں نے صبح کر لی ہے۔ جب کہ مجھ پر ایک طویل رات تھی اور مسجد میں میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔ سو میں اٹھا اور میں نے اپنے پیچھے ایک حرکت سنی۔ تو میں گھبرا گیا، خوفزدہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا: اے اپنے دل کو خوف سے بھرنے والے! تو نہ ڈر یا تو نہ گھبرا اور یہ کہہ: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَاتَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ يَكُوْنُ، ثُمَّ سَلْ مَابَدَالَكَ'' اے اللہ! بے شک تو قدرت والا بادشاہ ہے جو امر بھی تو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ پھر جو تو چاہے التجا کر۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر جو شے بھی میں نے اللہ تعالیٰ سے مانگی اس نے مجھے وہ عطا فرما دی (یعنی میری ہر دعا کو قبول فرمایا)(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اصحاب میں سے کسی نے جنت کا ذکر کیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابودجانہ! کیا تو جانتا نہیں کہ جس نے ہمارے ساتھ محبت کی اور ہماری محبت کے سبب اسے آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہمارے ساتھ سکونت عطا فرمائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾۔(3)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 41-40، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 71، عالم الکتب

آیاتہا ۷۸ ﴿۵۵﴾ سُوْرَۃُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِیَّۃٌ ﴿۵۵﴾ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ﴿۸﴾ وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ﴿۹﴾ وَ الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِیْهَا فَاكِهَةٌ ۙۗ وَّ النَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَ الْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ الرَّیْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

”رحمٰن نے (اپنے حبیب کو) سکھایا ہے قرآن۔ پیدا فرمایا انسان (کامل) کو۔ (نیز) اسے قرآن کا بیان سکھایا۔ سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں۔ اور (آسمان کے) تارے اور (زمین کے) درخت اسی کو سجدہ کناں ہیں۔ اور آسمان اسی نے بلند کیا اور میزان (عدل) قائم کی۔ تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔ اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو کم نہ کرو۔ اور اس نے زمین کو پیدا کیا ہے مخلوق کے لیے۔ اس میں گوناگوں پھل ہیں اور کھجوریں غلافوں والی۔ اور اناج بھی بھوسہ والا اور خوشبودار پھول۔ پس (اے انس و جاں) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام احمد اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: اس وقت آپ رکن کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور مشرکین سن رہے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ جب آپ کو حکم دیا گیا آپ اس کا کھلے عام اظہار کریں: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ترمذی، ابن منذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ان پر سورۂ رحمٰن ابتداء سے آخر تک پڑھی اور وہ سب خاموش رہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم پر یہ کیسا سکوت دیکھ رہا ہوں۔ تحقیق میں نے یہی سورۂ جنوں کی ملاقات کی رات ان پر پڑھی۔ تو انہوں نے تم سے انتہائی خوبصورت اور حسین جواب دیا۔ میں جب بھی اس آیت پر پہنچا: فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تیری نعمتوں میں سے کوئی شے بھی نہیں جسے ہم جھٹلاتے ہیں۔ پس سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ ''لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ'' (1)

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور خطیب نے تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام پر سورۂ رحمٰن پڑھی۔ تو وہ خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہے میرے لیے کہ میں تم سے زیادہ حسین اور خوبصورت جواب جنات کو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے سن رہا ہوں؟ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر پہنچا: فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تیری نعمتوں میں سے کوئی شے نہیں ہے جسے ہم جھٹلاتے ہیں۔ پس سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ (2)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر شے کے لیے عروس (دلہن) ہے اور عروس القرآن سورۃ الرحمٰن ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: سورہ حدید، اذا وقعت الواقعہ اور الرحمٰن کے قاری کو ملکوت السموات والارض میں ساکن الفردوس (جنت الفردوس کا مکین) پکارا جاتا ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔ (4)

امام احمد نے حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پہلی مفصل سورۃ الرحمٰن ہے۔ (5)

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا: میں نے سورۂ مفصل ایک رکعت میں پڑھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا یہ اس شعر کی طرح ہے۔ بلکہ حضور نبی کریم ﷺ تو اس قسم کی دو صورتیں ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک رکعت میں سورۂ رحمٰن اور سورہ نجم اور ایک رکعت میں اقتربت اور الحاقہ۔ کبھی سورۂ طور اور ذاریات ایک رکعت میں کبھی ''اذا وقعت الواقعة'' ایک رکعت میں اور عم اور المرسلات ایک رکعت میں، سورۂ دخان اور اذا الشمس کورت ایک رکعت میں۔ سأل سائل اور سورۂ النازعات ایک رکعت میں، اور کبھی سورۂ ویل للمطففین اور سورۂ عبس ایک رکعت میں (تلاوت فرمایا کرتے تھے) (6)

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 373 (3291)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 45-144
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 490 (2494)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 491 (2496)
5۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 412، دار صادر بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 32، دارالفکر بیروت

امام حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو رکعتوں کے ساتھ نماز کو وتر بنالیتے تھے۔ پھر جب آپ عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ بوجھ محسوس کرنے لگے تو پھر سات رکعتوں کے ساتھ وتر بناتے۔ پس آپ ﷺ نے بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورۃ الرحمٰن اور سورۂ واقعہ کی قرأت کی۔(1)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سورۃ الرحمٰن پڑھائی۔ پھر میں شام کے وقت مسجد کی طرف نکلا۔ تو ایک گروہ میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ایک آدمی سے کہا۔ (یہ سورت) مجھ پر پڑھو۔ تو جب اس نے اس طرح کے حروف پڑھے جو میں نے نہیں پڑھے تھے۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تجھے کس نے پڑھایا ہے؟ اس نے جواباً کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے۔ سو ہم چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا ٹھہرے۔ تو میں نے عرض کی: ہماری قرأت میں اختلاف ہو گیا ہے۔ تو اچانک رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مقدس متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے اپنے دل میں خاصی تکلیف محسوس کی۔ جب اختلاف کا ذکر کیا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم سے پہلے تھے وہ اختلاف کے سبب ہی ہلاک اور برباد ہوئے۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: اور فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر آدمی اس طرح پڑھے جیسے اسے تعلیم دی گئی ہے کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کے سبب ہی ہلاک ہوئے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم پھر چل پڑے اور ہم میں سے ہر آدمی اس طرح کے حروف پڑھ رہا تھا کہ ان میں اس کے ساتھی کی قرأت اس سے مختلف تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ الآیات۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ میں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کی تفسیر میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ہدایت کے راستہ اور گمراہی کا راستہ دونوں کی وضاحت کر دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت (اور اس کا احسان) ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ فرمایا: مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کا بیان انہیں سکھایا اور اس کے حلال و حرام کی وضاحت کر دی۔ تا کہ وہ اس کے سبب انسان پر حجت قائم کر سکے اور اللہ تعالیٰ کی حجت اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ فرمایا: سورج اور چاند مقررہ مدت تک حساب کے پابند ہیں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ کے بارے فرمایا کہ دونوں کو حساب اور منازل کے مطابق بھیجا جاتا

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 33، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 34-133، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت ابو مالک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں کے لیے حساب اور مدت مقرر ہے جیسا کہ لوگوں کے لیے مدت مقرر ہے۔ پس جب ان دونوں کی مدت مقررہ آجائے گی تو یہ دونوں بھی ہلاک ہو جائیں گے (یعنی بے نور ہو کر ختم ہو جائیں گے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں حساب کے مطابق چل رہے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دونوں خاص انداز ے کے مطابق چلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ دونوں چکی کی آہنی میخ (جس کے اردگرد چکی گردش کرتی ہے) کی مثل میں گردش کناں ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے اور حضرت حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نجم وہ ہے جو زمین پر پھیل جائے اور شجر وہ ہے جو تنے پر کھڑا ہو(3)۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نجم سے مراد (بیلیں وغیرہ) ہیں۔ جو زمین پر بچھ جائیں اور ان کا کوئی تنا نہ ہو اور شجر وہ ہے جس کا تنا ہو۔ اور یَسۡجُدٰنِ۝ کے بارے فرمایا: ان دونوں کا سایہ ہی ان کا سجدہ ہے۔(5)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا: وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ۝ میں النَّجۡمُ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس سے مراد ایسی (بوٹی یا بیل) ہے جو زمین پر پھیلے اور تنے پر کھڑی نہ ہو اور جب وہ تنے پر کھڑی ہو تو پھر وہ شجر ہے۔ صفوان بن اسد تمیمی نے کہا:

لَقَدْ اَنْجَمَ الْقَاعُ الْكَبِيْرُ عِضَاتُهٗ   وَتَمَّ بِهٖ حَيَّاتَمِيْمٍ وَّوَائِلٍ

”تحقیق وسیع و عریض نرم میدان اس کی مصیبتیں ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی تمیم و وائل کے دونوں قبیلے مکمل ہو گئے“۔

از ہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا:

مُكَلَّلٌ بِاُصُوْلِ النَّجْمِ تَنْسِجُهٗ   رِيْحُ الْجُنُوْبِ كَضَاحِيْ مَابِهٖ حُبُكٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 134، داراحیاء التراث العربی بیروت  2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 135
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 136  4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 137  5۔ ایضاً

"وہ نباتات کی جڑوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ جنوب کی ہوا اس میں لہریں پیدا کرتی ہے سورج کی طرح، اسی کے سبب وہ تیرا پسندیدہ ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد آسمان کے تارے ہیں۔ اور الشَّجَرُ سے مراد درخت ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی صبح و شام سجدہ کرتا ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ۝ سے مراد عدل ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو عدل کر جب کہ تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ عدل کیا جائے اور اپنا پیمانہ پورا کر جیسا کہ تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیرے لیے ناپ تول پورا کیا جائے۔ کیونکہ عدل و انصاف لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو وزن کرتے دیکھا کہ اس نے اسے ایک جانب جھکا لیا۔ تو آپ نے فرمایا: لِسَانُ الْمِیْزَانِ (ترازو کا وہ حصہ جو تولتے وقت ہاتھ میں رہتا ہے) کو سیدھا کر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ سے مراد یہ ہے کہ تم انصاف کے ساتھ لسان المیز ان کو ٹھیک رکھو۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ۝ میں الانام سے مراد لوگ ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین لوگوں کے لیے پیدا کی ہے)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِلْاَنَامِ سے مراد مخلوق ہے۔(5)

امام طستی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ۝ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: الانام سے مراد مخلوق ہے۔ وہ ہزار گروہ اور جماعتیں ہیں۔ چھ سو سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

فَاِنْ تَسْاَلِیْنَا مِمَّ نَحْنُ فَاِنَّنَا      عَصَافِیْرُ مِنْ هٰذَا الْاَنَامِ الْمُسَخَّرِ

"پس اگر تو ہم سے پوچھے کہ ہم کن میں سے ہیں؟ تو بے شک ہم اس مسخر شدہ مخلوق کی چڑیاں ہیں"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ الانام سے مراد ہر ذی روح شے ہے۔(6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِلْاَنَامِ۝ سے مراد ہر وہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 37-136، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 138
3۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 139
6۔ ایضاً

شے ہے جو زمین پر رینگ کر چلتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَ الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ۝ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق یعنی جن وانس کے لیے زمین کو پیدا فرمایا۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذَاتُ الْاَكْمَامِ۝ سے مراد کھجور کے گابھے کا غلاف ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وَالْحَبُّ ذُوالْعَصْفِ سے مراد گندم کے پتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْحَبُّ سے مراد گندم اور جو کے دانے ہیں اور الْعَصْفِ سے مراد وہ چھلکا ہے جو دانے پر ہوتا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد بھوسہ ہے اور الرَّیْحَانُ سے مراد کھیتی کی سبزی اور شادابی ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد کھیتی کے پتے ہیں جب وہ خشک ہو جائے۔ اور الرَّیْحَانُ سے مراد ایسا پھول ہے جسے زمین اگاتی ہے اور اسے سونگھا جاتا ہے (یعنی خوشبودار پھول)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد وہ ابتدائی حالت کی کھیتی ہے جس میں وہ سبزی نکالتی ہے۔ اور الرَّیْحَانُ سے مراد وہ حالت ہے جس میں وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے لیکن ابھی تک اس کا سٹہ ظاہر نہ ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ الرَّیْحَانُ مذکور ہے اس سے مراد رزق ہے۔(5)

ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد وہ کھیتی ہے جو پہلے پہلے اگتی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ الرَّیْحَانُ سے مراد رزق ہے اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا کہ الرَّیْحَانُ سے مراد رزق اور طعام ہے۔(6)

امام ابن جریر نے ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الرَّیْحَانُ سے مراد وہ پودے ہیں جن میں خوشبو پائی جاتی ہے۔(7)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 142
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 43-141
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 142
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 143

ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الرَّيْحَانُ کی تفسیر میں فرمایا تمہارا پھول یہ ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی وہ کون سی نعمت ہے جسے تم جھٹلاؤ گے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رَبِّكُمَا میں تثنیہ ضمیر سے مراد جن وانس ہیں (یعنی اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )(3)

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾

"پیدا فرمایا انسان کو بجنے والی مٹی سے ٹھیکری کی مانند۔ اور پیدا کیا جان کو آگ کے خالص شعلے سے۔ پس (اے انس و جان) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہی دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ سے مراد آگ کا شعلہ ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد آگ کا وہ شعلہ ہے جو اس کے درمیان سے نکلتا ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد خالص آگ ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مِنْ مَّارِجٍ سے مراد آگ کے شعلے ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد زرد اور سبز رنگ کا وہ شعلہ ہے جو آگ میں بلند ہوتا ہے جب اسے روشن کیا جائے۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد وہ سبزی ہے جو اس سیاہ آگ سے جدا ہوتی ہے جو آگ اور دھوئیں کے درمیان ہوتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 143، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 145 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 147 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا۔ جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو اس طرح پیدا کیا گیا ہے جس طرح تمہارا وصف بیان کیا گیا ہے۔ (1)

ارشاد باری تعالیٰ ہے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ الآیہ، اس کے بارے میں امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورج کے لیے موسم سرما میں ایک مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) ہے اور موسم سرما میں ایک مغرب (غروب ہونے کی جگہ) ہے اور ایک مطلع موسم گرما میں ہے اور ایک مغرب موسم گرما میں ہے اور موسم گرما کا مطلع و مغرب موسم سرما کے مطلع اور مغرب سے سوا اور علیحدہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الْمَشْرِقَيْنِ سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مشرق ہے اور الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ سے مراد بھی دونوں موسموں کا مغرب ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَشْرِقَيْنِ سے مراد نجم اور شفق کا مشرق ہیں اور الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ سے مراد سورج اور شفق کا مغرب ہیں۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾

"اس نے رواں کیا ہے دونوں دریاؤں کو جو آپس میں مل رہے ہیں۔ ان کے درمیان آڑ ہے آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ نکلتے ہیں ان سے موتی اور مرجان۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ اللہ تعالیٰ نے دو دریا جاری فرمائے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ ان کے درمیان رکاوٹ اور آڑ ہے۔ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ وہ آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے (باہم ایک دوسرے کے ساتھ ملتے نہیں ہیں) (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کے بارے فرمایا: کہ اس سے مراد دونوں دریاؤں کا برابر اور ہموار ہونا ہے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ فرمایا: ان کے درمیان

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18-17، صفحہ 96 (2996)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 27، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 51-149

اللہ تعالیٰ کی جانب سے آڑ ہے۔ لَّا یَبْغِیٰنِ فرمایا وہ دونوں آپس میں گڈ مڈ نہیں ہوتے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کی جانب قطعاً نہیں بڑھتا۔ نہ میٹھا نمکین پر اور نہ نمکین اور کھاری میٹھے کی جانب بڑھتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ اللہ تعالیٰ نے دونوں دریاؤں کو حسین بنایا۔ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی جانب سے حق (آڑ) ہے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی جانب قطعاً نہیں بڑھتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْ... سے مراد بحر فارس اور بحر روم ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَحْرَ... سے مراد بحر فارس اور بحر روم، بحر مشرق اور بحر مغرب ہیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ سے مراد آسمان کا دریا اور زمین کا دریا ہے۔ یَلْتَقِیٰنِ فرمایا: وہ ہر سال ملتے ہیں۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَحْرَیْنِ سے مراد بحر السماء اور بحر الارض ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ کا معنی ہے کہ دونوں کے درمیان اتنی دوری اور بعد ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی جانب تجاوز نہیں کر سکتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ فرمایا: ان دونوں کے درمیان تم آڑ اور رکاوٹ ہو۔ لَّا یَبْغِیٰنِ وہ تم پر تجاوز نہیں کر سکتے کہ وہ تمہیں غرق کر دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان جزیرہ اور خشکی کی آڑ ہے۔ لَّا یَبْغِیٰنِ وہ خشکی پر تجاوز نہیں کرتے اور نہ ان میں سے ایک دوسرے پر تجاوز کرتا ہے اور نہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو پکڑا ہے کہ وہ تجاوز کرنے والا ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم، اس کی قدرت و اختیار اور اس کی عظمت و جلال کے سبب ان میں سے ہر ایک دوسرے سے دور اور رکا ہوا ہے۔ (6)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَّا یَبْغِیٰنِ کا معنی ہے کہ وہ لوگوں پر طغیانی نہیں لاتے۔ (7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 51-150، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 150
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 149
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 151
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 267، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بَرْزَخٌ کا معنی بعد اور دوری ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ کے تحت انہوں نے فرمایا: ایک کنواں یہاں ہے جس کا پانی شیریں اور میٹھا ہے اور اسی جگہ ایک اور کنواں ہے جس کا پانی نمکین ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب آسمان بارش برساتا ہے تو سمندر میں سیپیوں کے منہ کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس بارش کا جو قطرہ اس میں گر جاتا ہے وہی موتی بن جاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آسمان سے بارش برستی ہے تو اس کے لیے سیپیوں کو کھول دیا جاتا ہے (پس جو اس میں پڑ جائے) وہی قطرہ موتی بن جاتا ہے۔(3)

امام فریابی، ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد بڑے بڑے موتی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد بڑے بڑے موتی ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موتیوں میں سے جو بڑا اور عظیم ہے وہ مرجان ہے۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مرہ سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد عمدہ اور اعلیٰ قسم کے موتی ہیں۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔(8)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔(9)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَرْجَانُ سے مراد سرخ سلیمانی منکے یا کوڑیاں ہیں۔(10)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 150، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 154
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 153
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 152
9۔ ایضاً
10۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 153

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فرمایا بَرْزَخٌ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ کے بارے فرمایا۔ اللُّؤْلُؤُ اور الْمَرْجَانُ سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں صاحبزادگان ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بحرین سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ میں اللُّؤْلُؤُ اور الْمَرْجَانُ سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں شہزادے ہیں۔

وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

"اور اسی کے زیرفرمان ہیں وہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی مانند بلند نظر آتے ہیں۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ مانگ رہے ہیں اس سے (اپنی حاجتیں) سب آسمان والے اور زمین والے۔ ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ کی تفسیر میں فرمایا: الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ سے مراد وہ جہاز ہیں جن کے بادبان بلند ہوتے ہیں اور وہ جہاز جن کے بادبان بلند اور اونچے نہ ہوں وہ الْمُنْشَـٰٔتُ نہیں کہلاتے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ سے مراد ہے سفن (جہاز، کشتیاں) اور الْمُنْشَـٰٔتُ کے بارے فرمایا اس سے مراد کشتی کا بادبان ہے۔ اور كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ کا معنی ہے پہاڑوں کی طرح۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ یعنی جہاز اور کشتیاں۔ اور كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فرمایا: پہاڑوں کی طرح۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 56-155

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ سے مراد جہاز ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور محاملی رحمہم اللہ نے امالیہ میں حضرت عمیر بن سعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دریائے فرات کے کنارے ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ تو وہاں سے ایک کشتی گزری۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ضحاک سے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں پڑھتے تھے: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشِئٰتُ فِي الْبَحْرِ تو فرماتے: ای الفاعلات۔ (یعنی وہ صیغہ اسم فاعل (شین کے کسرہ کے ساتھ) پڑھتے تھے)۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعمش یہ آیت پڑھتے تھے: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ یعنی البادیات۔ صحرائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ اس کی قرأت دونوں طریقوں سے کرتے تھے۔ یعنی شین کے نیچے کسرہ بھی پڑھتے تھے اور اس کے اوپر فتحہ بھی۔

ارشاد گرامی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب تو یہ آیت پڑھے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ تو اس پر وقفہ نہ کر۔ خاموش نہ ہو جب تک کہ یہ آیت ساتھ نہ پڑھے: وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے عظمت و کبریائی کا مالک (صاحب عظمت و کبریائی)۔(3)

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے گا جو اس آیت پر پہنچا یعنی (پڑھتا رہتا) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے کریم اور کافی ہونے والے چہرۂ قدرت کے وسیلہ سے التجاء کی ہے۔ اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نے التجاء کی ہے اس چہرۂ قدرت کے وسیلہ سے جو باقی رہنے والا اور حسین و جمیل ہے۔

ارشاد ربانی ہے: يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس سے ہر روز رزق، موت اور زندگی اور دیگر حاجات کی التجاء کرتے ہیں، مانگتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم ہے کہ جو آسمانوں کے مکین ہیں وہ رحمت کی التجاء کر رہے ہیں اور زمین میں رہنے والے مغفرت اور رزق طلب کر رہے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ اہل زمین کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 192، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 157

لیے اللہ تعالیٰ سے رزق کا سوال کرتے ہیں اور زمین کے باسی اپنے لیے رزق مانگتے ہیں۔

امام حسن بن سفیان نے مسند میں، بزار، ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے، مصائب اور تکالیف دور فرما دیتا ہے ایک قوم کو غلبہ اور بلندی عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو ذلت اور پستی میں گرا دیتا ہے۔ اور بزار نے یہ اضافہ بھی کیا ہے اور وہ دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: وہ گناہ بخش دیتا ہے اور مصائب و آلام دور فرما دیتا ہے۔

بیہقی نے اس آیت کے ضمن میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے وہ تکالیف اور اذیتیں دور فرماتا ہے، دعا مانگنے والے کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے، ایک قوم کو غلبہ اور بلندی عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو ذلیل و پست کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان فرمایا ہے کہ ارشاد خداوندی کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتیوں سے پیدا فرمایا اس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت سے بنائے گئے ہیں۔ اس کا قلم نور کا ہے اور اس کی لکھائی بھی نور ہے۔ اس کا عرض اتنا ہے جتنا زمین و آسمان کے مابین فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اپنی شان کے مطابق دیکھتا ہے اور ہر بار دیکھنے میں کسی کی تخلیق فرماتا ہے، رزق دیتا ہے، زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، عزت عطا کرتا ہے، کسی کو ذلیل و رسوا کرتا ہے، کسی کو پابند سلاسل کرتا ہے اور کسی کو آزاد کرتا ہے، المختصر جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کی یہ شان ہے کہ وہ دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے، سائل کو عطا فرماتا ہے، قیدی کو رہائی دلاتا ہے، اور بیمار کو شفایاب فرماتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمین و آسمان کے باسیوں میں سے کوئی بھی اس سے مستغنی نہیں، وہ زندہ کو زندگی عطا فرماتا ہے اور مرنے والے کو موت دینے والا ہے، چھوٹوں کی وہی تربیت اور پرورش کرتا ہے، قیدی کو رہائی دلاتا ہے، فقیر کو غنی اور دولت مند بنا دیتا ہے۔ صالحین کی حاجات پوری کرنے کا مرکز اسی کی ذات ہے اور اسی کی ذات ان کے شکر کی انتہا ہے اور وہی اچھے اور نیک لوگوں کا فریاد رس ہے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 254 (11388)، دارالفکر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 157　4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کا مفہوم ہے وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ رحموں میں جیسے چاہتا ہے شکل وصورت بناتا ہے، جسے چاہے عزت سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہے ذلت کی پستی میں گرا دیتا ہے اور وہی قیدی کو رہائی دلاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: وہ ایک مخلوق کو پیدا فرماتا ہے، دوسروں کو موت دیتا ہے، انہیں رزق مہیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سوید بن جبلہ فزاری رحمہ اللہ جو کہ تابعین میں سے ہیں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ غلاموں کو آزادی دلاتا ہے، وہ عتاب کرنے والوں کو خاموش کرا دیتا ہے (وہ شدید اور سخت عذاب دیتا ہے) اور رغبت رکھنے والوں کو (بے شمار اور وسیع) عطا فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾ کے تحت فرمایا کہ کوئی ایک کام دوسرے کام سے اسے قطعاً مشغول نہیں کر سکتا۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایام دنیا میں سے ہر دن دعا مانگنے والے کی دعا قبول فرماتا ہے، تکلیف اور مصیبت کو دور فرماتا ہے، وہ مضطر اور مجبور انسان کی فریاد کو قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو بخشتا ہے۔(1)

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 157، داراحیاء التراث العربی بیروت

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

''ہم عنقریب توجہ فرمائیں گے تمہاری طرف اے جن وانس!۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اے گروہ جن وانس! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے تو نکل کر بھاگ جاؤ (سنو!) تم نہیں نکل سکتے بجز سلطان کے (اور وہ تم میں مفقود ہے)۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ بھیجا جائے گا تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں پھر تم اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکو گے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پھر جب پھٹ جائے گا آسمان تو سرخ ہو جائے گا جیسے رنگا ہوا سرخ چمڑا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پہچان لیے جائیں گے مجرم اپنے چہروں سے تو انہیں پکڑ لیا جائے گا پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہی وہ جہنم ہے جسے جھٹلایا کرتے تھے مجرم۔ وہ گردش کرتے رہیں گے جہنم اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان جو از حد گرم ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے توجہ اور قصد قریب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت وعید ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے بندوں کے لیے وعید ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شغل نہیں۔ آپ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ کے تحت فرماتے ہیں: تم میری بادشاہی اور سلطنت سے نہیں نکل سکو گے۔(3)

امام بزار اور بیہقی نے طلحہ بن منصور اور یحییٰ بن وثاب سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے اسے سیفرغ لکم پڑھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ کا مفہوم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ تم نہیں نکل سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کے ساتھ۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ہواتف الجان میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج بن علاط کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف نکلا۔ پس جب اس پر رات چھا گئی تو وہ خوفزدہ ہو گیا، ڈرنے لگا اور ٹھہر گیا۔ اس کے ساتھی پہرہ دینے لگے اور وہ کہنے لگا۔ میں اس وادی کے تمام جنوں سے اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کے لیے پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور میری جماعت صحیح سالم واپس لوٹ جائیں۔ پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 117، دار الفکر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 161

اس نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ پس جب وہ مکہ مکرمہ میں پہنچا تو اس نے اس کے بارے قریش سے گفتگو کی۔ تو انہوں نے اسے بتایا: یہ اس کلام میں ہے جو محمد ﷺ بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ انہی پر نازل ہوا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا معنی ہے آگ کا شعلہ۔ اور نُحَاسٌ کا معنی ہے آگ کا دھواں۔(1)

امام ابن الانباری نے کتاب الوقف والابتداء میں، طستی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا مفہوم کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ شعلہ ہے جس کا دھواں نہ ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت ثقفی سے نہیں سنا ہے کہ وہ کہتا ہے:

يَظَلُّ يَشُبُّ كِيْرًا بَعْدَ كِيْرٍ وَيَنْفُخُ دَائِمًا لَهَبَ الشُّوَاظِ

''وہ مسلسل بھٹی میں آگ روشن کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ آگ کے شعلوں کو پھونکیں مارتا رہتا ہے''۔

پھر نافع رحمہ اللہ نے کہا: مجھے نُحَاسٌ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ دھواں ہے جس میں شعلہ نہ ہو۔ تو اس نے پوچھا: کیا عرب بھی اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے نہیں سنا ہے؟

يَضِيْءُ كَضَوْءِ سِرَاجِ السَّلِيْطِ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ فِيْهِ نُحَاسًا

''وہ زیتوں کے تیل کے چراغ کی روشنی کی طرح روشنی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں دھواں نہیں رکھا ہے''۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا معنی آگ کا شعلہ ہے۔(3)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ سے مراد وہ سرخ شعلہ ہے جو آگ سے منقطع ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ میں ہے کہ اس سے مراد سرخ آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور نُحَاسٌ کے تحت انہوں نے فرمایا: تانبا پگھلایا جائے گا اور ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ یہ دو وادیاں ہیں۔ پس شواظ نتن (آگ) کی وادی ہے اور نحاس تانبے کی وادی ہے اور نتن سے مراد آگ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ ایک آگ ہے جو مغرب کی جانب سے نکلے گی اور لوگوں کو اکٹھا کردے گی۔ یہاں تک کہ یہ بندروں اور خنزیروں کو بھی ہانک کر لے جائے گی۔ جہاں وہ رات گزاریں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63-162، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 248، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 162
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 64-162

گے وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے یہ بھی ٹھہر جائے گی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نُحَاسٌ سے مراد وہ تانبا ہے جس کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ میں تثنیہ سے مراد جن وانس ہیں یعنی اے جن وانس! بچاؤ بھی نہ کرسکو گے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَرْدَةً سرخ ہونا ہے۔ یعنی جب آسمان پھٹ جائیگا تو سرخ ہو جائے گا۔ اور كَالدِّهَانِ سے مراد سرخ چمڑا ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ اور گھوڑے کے رنگ کی مثل (سرخ) ہو جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ جانور کی طرح سرخ ہو جائے گا۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے کہ وَرْدَةً سے مراد گلاب کے پھول کی سرخی ہے۔ اور كَالدِّهَانِ کا معنی ہے تیل کی صفائی کی طرح۔ کیا تو نے عربی کو یہ کہتے نہیں سنا: الجل الورد کہ جل کا معنی گلاب کا پھول ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آسمان کا رنگ زردی میں گلاب کے تیل کے رنگ کی طرح ہو جائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آسمان آج سبز ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور قیامت کے دن اس کا رنگ دوسرا ہوگا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَالدِّهَانِ کا معنی ہے تیل کی طرح۔(7)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آسمان تیل کے صاف ہونے کی طرح صاف ہو جائے گا۔(8)

محمد بن نصر نے لقمان بن عامر حنفی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو یہ پڑھ رہا تھا: فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ تو آپ ٹھہر گئے اور اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور آنسوؤں نے اس کا گلا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 471 (37318)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 163، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 164

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 165
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 166

بند کر دیا۔ وہ روتا رہا اور کہنے لگا: اس دن کون مددگار ہوگا جس دن آسمان پھٹ جائے گا؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان! قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تیرے رونے کے ساتھ ملائکہ بھی روئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ کے تحت فرمایا: وہ ان سے یہ سوال نہیں کرے گا کیا تم نے یہ یہ عمل کیے ہیں؟ کیونکہ وہ خود ان سے زیادہ انہیں جانتا ہے۔ بلکہ وہ کہے گا: تم نے یہ یہ عمل کیوں کیا ہے؟

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں: میں ان سے ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھوں گا اور نہ ہی ان میں سے بعض کے بارے سوال کروں گا۔ اور یہ ارشاد اس قول باری تعالیٰ کی مثل ہے: وَ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ (القصص) (اور نہیں دریافت کیے جائیں گے مجرموں سے ان کے گناہ) اور اس ارشاد کی مثل ہے وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ (البقرہ) (اور آپ سے باز پرس نہیں ہوگی ان دوزخیوں کے متعلق) (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کسی کا محاسبہ اس لیے نہیں کیا جائے گا کہ اس کی مغفرت کی جائے گی اور مسلمان اپنا عمل (انجام) قبر میں ہی دیکھ لیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ مجرم سے سوال نہیں کریں گے بلکہ وہ انہیں ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔ (2)

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجرموں کو ان کے چہروں کی سیاہی اور ان کی آنکھوں کی نیلاہٹ سے پہچان لیا جائے گا۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجرموں کو چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کے نیلا ہونے سے پہچانا جائے گا۔

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ کے تحت فرمایا: زبانیہ (جہنم کے داروغے) ان کی پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے انہیں پکڑ لیں گے اور انہیں اکٹھا کر کے انہیں توڑ کر اس طرح جہنم میں ڈالا جائے گا جس طرح لکڑیاں توڑ کر تنور میں پھینکی جاتی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فرشتہ ان میں سے ایک کی پیشانی کے بال پکڑے گا اور اسے اس کے قدموں کے ساتھ ملا دے گا۔ پھر اس کی پیٹھ توڑ دے گا اور پھر اسے آگ میں پھینک دے گا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے الزہد میں اسی آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ فرشتہ پیٹھ کے پیچھے سے اس کی پیشانی اور پاؤں کو ایک زنجیر میں اکٹھا کر دے گا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں کندہ کے ایک آدمی سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ پر ایسی ساعت بھی آئے گی جب آپ کسی کے لیے شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواباً ارشاد فرمایا: ہاں۔ تحقیق میں نے آپ ﷺ سے اس کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ جس وقت پل صراط بچھائی جائے گی اور اس وقت کچھ چہرے سفید اور روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اور پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز کی جائے گی اور اسے گرم کیا جائے گا یہاں تک کہ (آگ) کے انگارے کی مثل ہو جائے گی۔ پس مومن تو اس سے گزر جائے گا اور وہ اسے کوئی نقصان اور ضرر نہیں دے گی۔ لیکن منافق جب اس پر چلے گا تو جب درمیان میں پہنچے گا تو اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے گا اور وہ اپنے ہاتھوں سے پاؤں تک جا گرے گا۔ تو کیا تو نے ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو ننگے پاؤں دوڑتا ہے۔ پھر اسے کانٹا لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے پاؤں سے پار نکلنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ تو چونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کی جانب جھکے گا۔ تو جہنم کا داروغہ اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑتے ہوئے مارے گا اور اسے جہنم میں پھینک دے گا۔ وہ اس میں پچاس برس تک گرتا چلا جائے گا۔ تو میں نے پھر پوچھا: کیا اس ان پر بوجھ ڈالا جائے گا؟ فرمایا: اس پر پانچ بھاری اور موٹی اونٹنیوں کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ پس اس دن مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گا اور انہیں پکڑ لیا جائے گا پیشانی کے بالوں سے اور ٹانگوں سے۔(1)

امام ابن مردویہ اور ضیاء مقدسی رحمہما اللہ نے صفۃ النار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تحقیق جہنم کو پیدا کیے جانے سے ایک ہزار برس پہلے اس کے داروغے پیدا کیے گئے اور ہر روز ان کی قوۃ اور طاقت میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ انہیں پکڑ لیں گے جنہیں انہوں نے پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑنا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ کے تحت فرمایا: اتنا گرم پانی جس کی گرمائش اپنی انتہا کو پہنچی ہوگی۔(2)

امام طستی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: وہ گرم پانی جس کا پکنا اور گرمائش انتہا کو پہنچی ہوئی ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَيَخْضَبُ لِحْيَةً غَدَرَتْ وَخَانَتْ ۔۔۔ بِأَحْمٰى مِنْ نَجِيعِ الْجَوْفِ آنِيُ

''وہ داڑھی کو خضاب لگاتا ہے کہ اس نے دھوکہ دیا ہے اور خیانت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پیٹ کی خوشگوار خوراک میں سے انتہائی گرم خوراک سے پرہیز کرتا ہے''۔(3)

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 77، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 168، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 251، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے اسے پکایا جا رہا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَیۡنَ حَمِیۡمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ کا مفہوم ہے اس کی گرمائش اور اس کا پکنا انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَیۡنَ حَمِیۡمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ سے مراد ایسی آگ ہے جو انتہائی سخت گرم ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ تانبا ہے جس کی گرمی اور تپش انتہا تک پہنچی ہوئی ہو۔(3)

وَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَاۤ اَفۡنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیۡهِمَا عَیۡنٰنِ تَجۡرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیۡهِمَا مِنۡ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوۡجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیۡنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنۡ اِسۡتَبۡرَقٍ ؕ وَ جَنَا الۡجَنَّتَیۡنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

"اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو ان کو دو باغ ملیں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغ (پھلدار) ٹہنیوں والے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بستروں پر جن کے استر قنادیز کے ہوں گے۔ اور دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ وَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ذکر کیا اور آپ قیامت، میزان، جنت و دوزخ، ملائکہ کے صفیں باندھنے، آسمانوں کو لپیٹنے پہاڑوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 168، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

کے اڑنے، سورج کے لپیٹے جانے (یعنی بے نور ہونے) اور ستاروں کے بکھرنے کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے۔ پھر فرمایا: میرے لیے یہ بہتر اور پسندیدہ تھا کہ میں اس سبزے میں سے سبزہ ہوتا چوپائے میرے اوپر آتے اور مجھے کھا جاتے اور میں پیدا نہ کیا جاتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ (فَقَالَ وَدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ خَضْرَاءَ مِنْ هٰذَا الْخَضِرِ تَاْتِیْ عَلَیَّ بَهِیْمَةٌ فَتَاْكُلُنِیْ وَاَنِّیْ لَمْ اُخْلَقْ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ان مومنین سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کیے۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو ڈرا پھر اس نے تقویٰ اختیار کیا۔ اور خائف (ڈرنے والا) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالائے اور اس کی نافرمانی چھوڑ دے۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہند بن ابی الدنیا نے التوبہ میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو معصیت اور گناہ کا قصد کرتا ہے۔ پھر اسے اس کے سامنے کھڑے ہونا یاد آتا ہے تو وہ اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جو اس مقام سے ڈرا جس پر اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو گناہ کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک مومنین اس مقام سے ڈرے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے عمل کیے اور رات دن انہوں نے اسی کے لیے کوشش کی اور مشقت اٹھائی۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے اس سے رک جاتا ہے۔(6)

عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ دو باغ اس کے لیے ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ بن قیس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی جس نے کہا: تم مجھے آگ کے ساتھ جلا دو تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے غائب ہو جاؤں۔ یہ بات کرنے کے بعد اس نے رات دن ہمیں کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اس بات کو قبول کر لیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن منیع، حکیم نے نوادر الاصول میں، نسائی، بزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 469 (739)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 170 6۔ ایضاً

اور ابن مردویہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار یہ آیت تلاوت فرمائی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ تو میں نے پھر عرض کی: اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ تو میں نے عرض کی: اگرچہ اس نے زنا کیا اور اس نے چوری کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اگرچہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلود ہو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی اور اگرچہ ابوالدردا کی ناک خاک آلود ہو۔ پس حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے تھے اور اس طرح کہتے تھے: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ اگرچہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلود ہو۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حریری رحمہ اللہ کی سند سے ان کے بھائی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت محمد بن سعد رحمہ اللہ کو سنا وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" تو میں نے کہا اس آیت میں "وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے یہ آیت اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا ہے۔ پس میں مرتے دم تک اسی طرح پڑھتا رہوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ شہادت دی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ہشام بن عبدالملک کے پاس تھا۔ تو اس نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی؟ تو میں نے کہا بے شک یہ فرائض نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے اور جب فرائض نازل ہوئے تو یہ حکم ختم ہوگیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر یسار سے جو کہ آل معاویہ کا آزاد کردہ غلام تھا اور انہوں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: بلکہ ان سے کہا گیا: اے ابوالعراد! اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی؟ تو آپ نے فرمایا جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا وہ نہ زنا کرے گا اور نہ ہی چوری کرے گا۔(2)

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 170، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 171

اللہ نے البعث میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جنات الفردوس چار ہیں: ان میں سے دو باغ سونے کے ہیں کہ ان کی زیب و آرائش کا سامان، ان کے برتن اور دیگر جو کچھ ان میں ہے سب سونے کا ہے۔ اور دو باغ چاندی کے ہیں کہ ان میں زیب و آرائش کا سامان، ان کے برتن اور علاوہ ازیں جو کچھ ان میں ہے وہ سب چاندی کا ہے اور جنت عدن میں قوم اور رب کریم کے دیدار کے درمیان سوائے کبریائی کی چادر کے کوئی چیز حائل نہیں ہوگی اور وہ اسے اپنے چہرۂ قدرت پر لیے ہوگا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۞ اور وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۞ (الرحمٰن) کے تحت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مقربین بارگاہ الٰہی کے لیے دو جنتیں سونے کی ہیں۔ اور اصحاب یمین (جنہیں نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا) کے لیے دو جنتیں چاندی کی ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ سابقین کے لیے دو باغ سونے کے ہیں اور تابعین کے لیے دو باغ چاندی کے ہیں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن تمیم رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۞ اور فرمایا: دو باغ ہیں ان میں سے ہر ایک کا عرض سو سال کی مسافت ہے۔ دونوں میں درخت ہیں۔ ان کی شاخیں انتہائی خوبصورت اور مضبوط ہیں۔ ان کے درخت بھی انتہائی گھرے اور پختہ ہیں۔ ان کی زمین انتہائی اعلیٰ اور عظیم ہے۔ ان کی نعمتیں بھی قدر و منزلت والی ہیں اور ان کی راحتیں دائمی ہیں۔ ان کی لذتیں قائم رہنے والی ہیں اور ان کی نہریں جاری ہیں۔ ان کی ہوا پاکیزہ اور اچھی ہے۔ ان کی برکت بہت زیادہ ہے۔ ان کی زندگی طویل ہے اور ان کے میوے لاتعداد ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد اور عبادت میں لگا رہتا تھا۔ پس ایک لڑکی اس کے ساتھ عشق کرنے لگی۔ وہ خلوت میں اس کے پاس آئی اور اس کے ساتھ گفتگو کی۔ پھر اس کے نفس نے اس کے بارے خوب ملامت کی۔ تو وہ سسکیاں بھرتے ہوئے رونے لگا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ اس کا چچا اسے اپنے گھر لے آیا۔ جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے کہا: اے چچا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور میری جانب سے انہیں سلام عرض کرو۔ پھر یہ عرض کرو: اس کی جزاء کیا ہے جو اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرا؟ پس اس کا چچا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معاملہ سے آگاہ کیا۔ نوجوان دوبارہ غرغرہ میں مبتلا ہوا اور اس سے فوت ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر آ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: تیرے لیے دو

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 279 (4777)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 157، دار الکتب العلمیہ بیروت

باغ ہیں، تیرے لیے دو باغ ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ ذَوَاتَآ اَفۡنَانٍ۝ کا معنی ہے دونوں باغ مختلف رنگوں والے ہوں گے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے اور ہناد نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ذَوَاتَآ اَفۡنَانٍ۝ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وہ دونوں رنگ برنگے میووں والے ہوں گے۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: دونوں باغ (پھل دار) ٹہنیوں والے ہوں گے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ان دونوں کی ٹہنیاں آپس میں ایک دوسرے کو چھو رہی ہوں گی۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الفتن کا معنی ٹہنی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابوبکر بن حبان نے الفنون میں اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے الوقف والابتدا میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ ذَوَاتَآ اَفۡنَانٍ۝ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: باغ کی دیواروں پر ٹہنیوں کا سایہ پڑنا۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا ہے؟

مَاهَاجَ شَوْقُکَ مِنْ هَدِيْرِ حَمَامَةٍ ۔۔۔ تَدْعُوْ عَلٰى فَتَنِ الْغُصُوْنِ حَمَامَا

"کبوتری کی چہچہاہٹ سے تیرے شوق نے جوش نہیں مارا۔ جو ٹہنیوں کے سائے میں کبوتر کو بلاتی ہے"۔

تَدْعُوْ بِاَشْرَخَيْنِ صَادَفَ طَاوِيًا ۔۔۔ ذَا مِخْلَبَيْنِ مِنَ الصُّقُوْرِ قَطَامَا

"وہ پالان کے دونوں کونوں کے درمیان سے بلاتی ہے۔ اچانک شاہینوں میں سے شکرے نے اس حال میں ملاقات کی کہ وہ پنجوں کو لپیٹے ہوئے تھا"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ دونوں باغ (اس) فضل وکرم والے ہیں جو ان کے سوا پر ہے۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ فِيۡهِمَا مِنۡ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوۡجٰنِ۝ کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان دونوں میں ہر قسم کا پھل ہے۔ فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا دنیا میں کوئی میٹھا یا کڑوا پھل نہیں ہے مگر وہ جنت میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ اندرائن (تمہ) بھی ہے۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 468 (736)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 171، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 172
4۔ ایضاً

5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 173

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ (پھلوں کے) گچھے صنعا سے زیادہ دور ہیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تمہیں ان کے اندرونی حصے کی خبر دی گئی ہے۔ان کا ظاہر کیسا ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ کی قرأت میں ہے مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ استبرق فارسی زبان کا لفظ ہے موٹے ریشم کو استبرق کہا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (کہ ان کے استر تو ریشم کے ہیں) تو ان کے ظواہر کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ اس طرح ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (السجدہ: 17) (پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی)(3)

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے ظواہر خالص نور کے ہوں گے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ کے تحت فرمایا: وَ جَنَا سے مراد ان کا پھل ہے اور دَانٍ سے مراد ہے کہ وہ تیرے قریب ہوگا۔حتی کہ کھڑا اور بیٹھنے والا سب ہی اسے پالیں گے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کا پھل قریب ہوگا اور ان کے ہاتھوں کو پھل کا دور ہونا یا کوئی کانٹا واپس نہیں لوٹائے گا (یعنی پھل تک پہنچنے میں حائل نہیں ہوگا) فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! کوئی آدمی جنت کا کوئی پھل نہیں توڑے گا کہ ساتھ ہی وہ اس کے منہ میں آجائے گا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر اور اچھا پیدا فرمادے گا۔(6)

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29 (33960)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 86-285 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 174 6۔ ایضاً

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾

''ان میں نیچی نگاہوں والی (حوریں) ہوں گی۔ جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ تو گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دو کے علاوہ دو اور باغ بھی ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں نہایت سرسبز و شاداب۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو چشمے جوش سے ابل رہے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں میوے ہوں گے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کا مفہوم ہے کہ وہ نگاہیں جھکائے ہوئے ہوں گی اپنے خاوندوں پر۔ وہ ان کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ قسم بخدا! نہ وہ اجنبی لوگوں پر اپنی زینت اور محاسن ظاہر کریں گی اور نہ ہی ان کے چہروں کی طرف دیکھیں گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ مردوں سے اپنی نگاہیں نیچی کیے ہوں گی اور وہ اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ کا واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی آیت کے تحت فرمایا: وہ اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لَمْ يَطْمِثْهُنَّ کا معنی ہے کسی نے انہیں نہیں چھوا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ کسی نے ان کے ساتھ وطی نہیں کی۔ (3)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 176
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34047)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ کسی ان کے ساتھ مجامعت نہیں کی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تو کسی عورت کو طمثت نہ کہہ۔ کیونکہ الطمث کا معنی جماع ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے لَمْ یَطْمِثْهُنَّ کا معنی دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: جنتی عورتیں اسی طرح ہیں کہ ان کے خاوندوں کے سوا کوئی بھی ان کے قریب نہیں جائے گا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ کہ وہ کہتا ہے:

مَشَيْنَ اِلَيَّ لَمْ يَطْمِثْنَ قَبْلِي وَهُنَّ اَصْبَحُ مِنْ بِيْضِ النِّعَامِ

"وہ میری طرف چل کر آئیں، انہوں نے مجھ سے پہلے کسی کو مس نہیں کیا اور وہ شتر مرغ کے انڈے سے بڑھ کر سفید اور روشن ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ارطاۃ بن منذر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے ضمرہ بن حبیب کے پاس یہ ذکر کیا: کیا جن جنت میں داخل ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ جنوں کے لیے عورتیں بھی جنوں میں سے ہوں گی اور انسانوں کے لیے عورتیں بھی انسانوں میں سے ہوں گی۔(3)

امام سعد بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اہل دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ اس طرح تخلیق فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ (الواقعہ) (ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنا دیا انہیں کنواریاں)۔ اور جب سے دوسری بار پیدا کی گئیں انس و جن میں سے کسی نے انہیں چھوا تک نہیں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے اور وہ بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے عضو تناسل پر جن لپٹ جاتا ہے۔ وہ بھی اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن تمیم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ اور فرمایا: ان تک نہ دھوپ پہنچے گی نہ دھواں۔ نہ انہیں آزمائشوں میں مبتلا کیا جائے گا نہ ہی وہ کوئی گھٹیا اور ذلت آمیز گفتگو کریں گے، نہ غم و اندوہ ان کی ملامت اور چستی کو متغیر کریں گے اور نہ ہی وہ مایوس اور ناامید ہوں گی۔ وہ ہمیشہ رہنے والیاں انہیں موت نہیں آئے گی۔ وہ وہیں سکونت پذیر ہیں وہاں سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34046)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 176، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

کوچ نہیں کریں گی۔ ان کے لیے اتنی بھلائیاں اور ان کے اتنے منافع اور فوائد ہیں کہ اوہام واذہان ان کا وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ جنت کا سبزہ زرد رنگ کی مثل ہے اور اس کا زرد رنگ سبزے کی مثل ہے۔ اس میں نہ کوئی پتھر ہے نہ کوئی ڈھیلا، نہ کیچڑ۔ نہ وہاں کوئی خشک لکڑی ہے۔ اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ قائم اور باقی رہنے والا ہے۔

امام احمد، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ کے تحت فرمایا: وہ اس کے چہرے کی طرف اس کے رخسار میں دیکھے گا جو شیشے سے زیادہ صاف اور شفاف ہوگا۔ بے شک اس پر ایک ادنی سا موتی مشرق و مغرب کے مابین کو روشن کر دے گا۔ بلاشبہ اس پر ستر کپڑوں کا حجاب ہوگا۔ لیکن اس کی نگاہ ان سے پار نکل جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کا گودا بھی دیکھ لے گا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یاقوت کی صفائی اور موتی کی سفیدی اور چمک میں گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یاقوت کی صفائی اور مرجان کی سفیدی اور چمک میں گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے رنگ صفائی اور چمک میں یاقوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔(4)

ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن حارث سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح ہیں گویا وہ دھاگے میں پروئے ہوئے موتی ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑوں کے اندر سے ان کی پنڈلیوں کا گودا اس طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسے یاقوت میں دھاگہ دکھائی دیتا ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے وصف الجنۃ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابو الشیخ نے العظمۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سے عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر حلوں کے اندر سے بھی دکھائی دے گی۔ یہاں تک کہ اس کا گودا بھی نظر آئیگا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ پس یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر تو اس میں دھاگہ داخل کرے۔ پھر اسے خوب صاف رکھے تو تو دھاگے کو اس کے اندر سے دیکھ لے گا۔(7)

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 516 (3774)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 177
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 40 (34043)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً (34044)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 177

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر ستر ریشمی حلے ہوں گے لیکن کپڑوں کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اگر تم میں سے کوئی دھاگہ لے کر یاقوت میں داخل کر دے۔ تو کیا دھاگہ یاقوت کے اندر سے دکھائی نہیں دیتا؟ اصحاب نے کہا: کیوں نہیں یقیناً دکھائی دیتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا پس وہ بھی اسی طرح ہیں۔ اور آپ جب کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو آپ اس کی تائید کے لیے قرآن کریم کی آیت بھی لاتے تھے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث قیسی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت میں سے ہر آدمی کی بیوی پر ستر سرخ حلے ہوں گے۔ لیکن ان کے پیچھے کی جانب سے ان کی پنڈلیوں کا گودا پھر بھی دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: بے شک حورعین میں سے ایک ستر حلے پہنے ہوئے ہوگی اور وہ تمہارے اس شف (یعنی کسی شی کا اتنا باریک ہونا کہ اس سے دوسری جانب کی شے دکھائی دے) سے بھی زیادہ باریک ہوں گے جنہیں تم شف کہتے ہو اور بے شک گوشت کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا بھی دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک مقربین کی عورتوں میں سے ہر عورت کو ریشم کے سو حلے پہنائے جائیں گے جو نور سے صیقل شدہ ہوں گے ان تمام کے باوجود اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا اور اصحاب یمین کی عورتوں میں سے ہر عورت کو ستر ریشمی اور نور سے صیقل کیے ہوئے حلے پہنائے جائیں گے اور ان تمام کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت کی عورتوں کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک حورعین میں سے ہر عورت کی پنڈلی کا گودا گوشت اور ہڈیوں کے پیچھے سے ستر حلوں کے نیچے بھی دکھائی دے گا۔ جیسا کہ سرخ شراب سفید شیشی میں دکھائی دیتی ہے۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن میمون سے اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

رہا ارشاد گرامی هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے۔ لیکن بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا جسے میں نے توحید کی نعمت عطا فرمائی ہے اس کی جزا فقط جنت ہے۔(3)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 371 (427)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: جسے میں نے اسلام کی نعمت سے مالا مال فرمایا ہے اس کی جزا یہ ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بغوی نے اپنی تفسیر میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن نجار نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو جو تمہارے رب نے کہا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس پر میں نے توحید قبول کرنے کا انعام واکرام فرمایا کیا اس کی جزا جنت کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے۔ (1)

ابن نجار نے تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جسے میں نے توحید کی نعمت و دولت سے نوازا کیا اس کی جزا جنت کے سوا بھی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر میں نے یہ انعام فرمایا کہ اس نے دنیا میں کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو کیا آخرت میں اس کی جزا جنت کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیا اس کی جزا جنت کے سوا کوئی ہو سکتی ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن عدی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورۂ رحمٰن میں مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی جو کافر اور مسلمان کے لیے فیصلہ کن ہے: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کافر اور مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری نے الادب میں، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن حنفیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت نیکوکار اور فاجر کے لیے فیصلہ کن ہے (3)۔ بیہقی نے کہا: یہ روایت مرسل ہے۔

امام خطیب نے تاریخ میں اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک سرخ رنگ کا ستون ہے۔ اس کا اوپر والا سرا عرش کے پایوں میں سے ایک پائے پر مڑا ہوا ہے اور اس کا نچلا حصہ ساتویں زمین کے نیچے مچھلی کی پشت پر ہے۔ پس جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو وہ مچھلی حرکت کرتی ہے اور عرش کے نیچے وہ

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 215، دار صادر بیروت　2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 525 (9154)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت

ستون بھی حرکت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عرش کو فرماتا ہے: ساکن ہو جا۔ تو وہ عرض کرتا ہے: نہیں۔ تیری عزت کی قسم! میں ساکن نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو یہ کلمہ کہنے والے کے سابقہ گناہ معاف فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اچھے اور نیک اعمال کیے پس انہیں نیکی اور بھلائی کی جزاء دی گئی۔(2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ الآیات۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: یہ دونوں ان کے سوا ہیں جن میں نہریں جاری ہیں۔

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں اس سبزی اور شادابی کے سبب سیاہ ہونے کے قریب ہیں جو پانی کی کثرت کے سبب ہوتی ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں انتہائی سرسبز و شاداب اور خوش نظر ہیں۔(4)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قول باری تعالیٰ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دونوں نہایت سرسبز و شاداب باغات ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے دونوں سرسبز ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیے ہیں۔(6)

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے۔ وہ دونوں انتہائی خوش منظر سرسبز و شاداب باغ ہیں۔ جب سبزی شدت اختیار کر جاتی ہے تو وہ سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔(7)

---

1۔ تاریخ بغداد، جلد 1، صفحہ 168

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 180 4۔ ایضاً

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34053)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 180 7۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے کہ وہ دونوں (سبز رنگ کی شدت کے سبب) سیاہ ہو چکے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے کہا مُدْهَآمَّتٰنِ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے انتہائی سبزے کے سبب دونوں سیاہ ہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن زید سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مُدْهَآمَّتٰنِ﴿۶۴﴾ پڑھا اور پھر رکوع کیا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دو چشمے جو جاری ہیں۔ وہ ان سے بہتر ہیں جو دونوں ابل رہے ہیں۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ ہیں کہ وہ دو چشمے جو ابل رہے ہیں وہ ان دو سے افضل ہیں جو جاری ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَضَّاخَتٰنِ﴿۶۶﴾ کا معنی ہے فَائِضَتَانِ یعنی ان میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے سبزی و شادابی سے پانی کے دو چشمے ابل رہے ہوں گے۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَضَّاخَتٰنِ﴿۶۶﴾ کا معنی ہے، وہ دونوں پانی سے ابل رہے ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ دونوں چشمے کستوری اور عنبر سے ابل رہے ہیں اور جنت کے گھروں پر اسی طرح چھڑکاؤ کرتے ہیں جیسے اہل دنیا کے گھروں پر بارش۔(5)

امام ابن مبارک نے الزہد میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں چشمے میووں کے مختلف رنگوں کے ساتھ ابل رہے ہوں گے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ دونوں چشمے خیر کے ساتھ ابل رہے ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں: وہ ہر قسم کے خیر کے ساتھ ابل رہے ہوں گے۔(7)

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ﴿۶۸﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ یہ سب پھل ہیں۔ یعنی ان میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے اور ہر قسم کے میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 180، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 318 (3631)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 181
4۔ ایضاً
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29 (34056)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 182
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34054)

امام عبد بن حمید، حارث بن ابی اسامہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہود میں سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یا محمد! (ﷺ) کیا جنت میں میوے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پھر انہوں نے عرض کی: کیا اہل جنت وہاں اسی طرح کھایا کریں گے جس طرح اہل دنیا دنیا میں کھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ بلکہ اس سے دوگنا۔ پھر وہ عرض کرنے لگے: کیا وہ قضائے حاجت بھی کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ انہیں پسینہ آئے گا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کے پیٹ سے ہر اذیت ناک شے کو زائل کر دے گا۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت کے کھجور کے درختوں کے مُڈھ سبز زمرد کے ہوں گے۔ ٹہنیاں کاٹ لینے کے بعد باقی ماندہ تنے سرخ سونے کے ہوں گے اور ان کی شاخیں اہل جنت کا لباس ہوں گی۔ اہل جنت کے کپڑے اور حلے انہیں سے بنے ہوں گے اور ان کے پھل گھڑوں کی مثل ہوں گے۔ دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم ہوں گے اور ان میں گٹھلی نہیں ہوگی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سلمان سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹی سی ٹہنی پکڑی۔ اور پھر کہا: اگر تو جنت میں اس ٹہنی کی مثل بھی تلاش کرے گا تو تو اسے نہیں پائے گا۔ عرض کی گئی: تو پھر کھجور اور دوسرے درخت کہاں ہوں گے ان کی جڑیں اور تنے موتیوں اور سونے کے ہوں گے اور ان کے اوپر پھل لگا ہوگا۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جنت کی کھجوروں کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان کی جڑیں چاندی کی ہیں، مُڈھ سونے کے ہیں اور ان کی ٹہنیاں حلے ہیں اور ان کا پھل تروتازہ ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے، مکھن سے بڑھ کر نرم و ملائم ہے اور شہد سے زیادہ شیریں اور میٹھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت کا نظارہ کیا تو اس کے انار اس اونٹ کی مثل تھے جس پر پالان کسا ہوا ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت کے پھلوں سے ایک پھل کی لمبائی بارہ ہاتھ ہے۔ اس کی گٹھلی نہیں ہوگی۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ انار کا ایک دانہ لیں گے اور اسے کھائیں گے۔ تو آپ سے کہا گیا: تم ایسا کیوں کرو گے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جنت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 517 (3776)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34055)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کے دانہ کے ساتھ زمین میں انار کی پیوند کاری کی جاتی ہے۔شاید وہ بھی اسی طرح ہوگا۔(1)

امام ابن السنی نے طب نبوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ان اناروں میں سے کوئی انار نہیں ہے مگر یہ کہ جنت کے انار کے دانہ کے ساتھ اس کی پیوند کاری کی جاتی ہے۔واللہ اعلم۔

فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

''ان میں اچھی سیرت والیاں اچھی صورت والیاں ہوں گی۔پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔یہ حوریں پردہ دار خیموں میں۔پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ان کو بھی اب تک نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز مسند پر جو از حد نفیس، بہت خوبصورت ہوگی۔(پس اے انسانو! اور جنو!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔(اے حبیب!) بڑا بابرکت ہے آپ کے رب کا نام، بڑی عظمت والا، احسان فرمانے والا''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ کا مفہوم ہے: ان میں اچھی سیرت والی اور اچھی صورت والی عورتیں ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موتیوں کے خیموں میں ان کے دل، آنکھیں اور ان کے نفس اپنے خاوندوں پر ہی محصور اور نچھاور ہوں گے۔وہ ان کے سوا کسی کو نہیں دیکھیں گی۔(2)

امام ہناد نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ حوریں موتیوں کے خیموں میں محبوس ہوں گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ کیا ہے؟ یہ بڑے

1۔مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 59 (8040)، دارالفکر بیروت

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 185، داراحیاء التراث العربی بیروت

جوف والا (اندر سے بہت وسیع) موتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیام سے مراد بڑے اور وسیع جوف والا موتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: یہ حوریں پردہ دار موتیوں کے خیموں میں ہوں گی۔ ایک خیمہ ایک موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے چار فرسخ تک کھلا ہوگا۔ اس کے لیے چار ہزار سونے کے (کواڑ) دروازے بنے ہوں گے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک خیمہ ایک موتی کا ہوگا اس کے لیے ستر سونے کے دروازے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خیمے وسیع جوف والے موتیوں سے بنے ہوں گے۔(4)

امام مسدد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خیام سے مراد جوف والے موتی ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیمہ وسیع اور کھلے جوف والا موتی ہے۔ اس کی لمبائی آسمان میں ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر کونے اور زاویئے میں مومن کے لیے اہلیہ اور بیوی ہوگی اور دوسروں کی نظر ان پر نہیں پڑے گی۔ صرف وہی مومن ان کے پاس باری باری گھومتا پھرتا رہے گا۔(6)

ابن ابی شیبہ اور ہناد نے حضرت عبید بن عمیر سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کے لیے ادنیٰ مقام یہ ہوگا کہ ایک آدمی کے لیے ایک موتی کا گھر ہوگا۔ اس میں کئی کمرے ہوں اور ان کے کئی دروازے ہوں گے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ۝ کے تحت حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ جنت کی کنواری عورتوں کی صفات ہیں۔(8)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اخلاق اور سیرت کے اعتبار سے انتہائی عمدہ اور صورت اور چہروں کے لحاظ سے انتہائی خوبرو اور خوش شکل ہوں گی۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 189
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 187
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 42 (34060)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187
6۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 279 (4778)، دار الفکر بیروت
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 33 (33997)
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 41 (34057)
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 184

امام ابن مبارک نے الزہد میں حضرت اوزاعی سے بیان کیا ہے کہ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ کا مفہوم ہے: وہ فحش گو نہیں ہوں گی (یعنی ان کی زبان سچ بولنے والی انتہائی پاکیزہ ہوگی) نہ وہ کسی کو دھوکہ دیں گی اور نہ ہی کسی کو اذیت پہنچائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر مسلمان کے لیے ایک نیک سیرت اور خوش صورت عورت ہوگی۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک خیمہ ہوگا، ہر خیمے کے چار دروازے ہوں گے، اسے ہر روز اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحفہ، کرامت اور ایسا ہدیہ عطا کیا جائے گا جو اس سے قبل اس کے پاس نہیں ہوگا۔ نہ ان کی آنکھیں خراب ہوں گی، نہ وہ خاوند کی نافرمان ہوں گی، نہ ان کے منہ سے بدبو آئے گی اور نہ کہیں اور جسم سے بدبو آئے گی۔ وہ خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہیں۔ گویا کہ وہ انڈے ہیں جنہیں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ ابن مردویہ نے ایک دوسری سند سے یہی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع بیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک حور عین (خوبصورت آنکھوں والی حوریں) جنت میں یہ گانا گائیں گی: ''نَحْنُ الْخَيِّرَاتُ الْحِسَانُ خُبِئْنَا لِأَزْوَاجٍ كِرَامٍ'' (اور ہم اچھی سیرت والیاں اور اچھی صورت والیاں ہیں، ہم معزز و محترم اور ذی مرتبہ و مقام خاوندوں کے لیے آئی ہیں)۔(1)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے قول باری تعالیٰ حور عین کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ حوریں ہیں جن کی رنگت سفید ہے، ان کی آنکھیں خوبصورت اور بڑی بڑی ہوں گی، آنکھ کا کنارہ گدھ کے پر کی طرح ہوگا۔ اور ابن مردویہ کے الفاظ میں ہے: کہ پلکوں کا کنارہ گدھ کے پر کی طرح ہے۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشاد كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۝ (الواقعہ:23) کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی صفائی اور چمک اس موتی کی صفائی اور چمک کی طرح ہوگی جو اس صدف اور سیپ میں ہوتا ہے جسے کسی ہاتھ نے ابھی تک چھوا نہیں ہوتا۔ پھر میں نے عرض کی۔ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۝ (الصافات) کے بارے ارشاد فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی رقت اور ملامت اس جلد کی نرمی کی طرح ہے جو انڈے کے اندر کی جانب ہوتی ہے اور اس کے اوپر چھلکا ہوتا ہے۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ارشاد باری تعالیٰ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۝ کے بارے کچھ ارشاد فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی رنگ اور چمک اپنی صفائی کے اعتبار سے اس موتی کی صفائی طرح ہوگی جو ابھی ان سیپوں میں ہوتے ہیں جنہیں کسی ہاتھ نے مس نہ کیا ہو۔ پھر میں نے عرض کی: فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ کا مفہوم مجھے ارشاد فرمایئے۔ تو آپ ﷺ اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا: اچھے اور عمدہ اخلاق اور سیرت و کردار والیاں اور حسین و جمیل اور خوبرو چہروں والیاں۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ عُرُبًا اَتْرَابًا۝ (الواقعہ) (دل و جان سے) پیار کرنے والیاں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 32 (33988)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہم عمر) تو حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ عورتیں ہیں کہ جب ان کی روحیں دار دنیا میں قبض کی گئیں تو یہ بوڑھی ہو چکی تھیں۔ آنکھوں سے کیچڑ بہہ رہا تھا اور سر کے بال بھی سیاہ وسفید ملے جلے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس بڑھاپے کے بعد جب انہیں (دوبارہ) پیدا فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں کنوارا بنادے گا۔ دل و جان سے عشق ومحبت کرنے والا ہم عمر بنا۔ فرمایا عربا کا معنی ہے متعشقات متحببات (عشق کرنے والیاں محبت و پیار کرنے والیاں) اور ''اترابا'' کا معنی ہے ''علی میلاد واحد'' (یعنی ایک ہی وقت انہیں پیدا فرمایا۔ ہم عمر) پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا کہ حورعین؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی عورتیں حورعین سے اس طرح افضل ہیں؟ جس طرح ظاہر کو باطن پر فضیلت حاصل ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ایسا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور عبادت میں مشغول رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور سے منور فرمادے گا اور ان کے جسموں پر ریشمی لباس پہنائے گا۔ ان کی رنگتیں سفید ہوں گی اور کپڑوں کا رنگ سبز ہوگا اور زیورات کی صورت یہ ہوگی کہ ان کی گوندی ہوئی چوٹیوں پر موتی ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی: خبردار سنو! ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ ہمیں کبھی موت نہیں آئیگی۔ سنو! ہم آسودہ حال ہیں اور ہم کبھی مفلس نہیں ہوں گی۔ سنو! ہم مقیم رہنے والیاں ہیں۔ ہم کوچ نہیں کریں گی۔ خبردار سنو! ہم راضی رہنے والیاں ہیں۔ ہم ناراض نہیں ہوں گی۔ مبارک اور بشارت ہے اس کے لیے جو ہمارے لیے ہے اور جس کے لیے ہم ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ایک عورت دنیا میں دو، تین یا چار آدمیوں کے ساتھ باری باری شادی کرتی ہے پھر وہ مر جاتی ہے اور جنت میں داخل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ سارے لوگ بھی (جن کے ساتھ اس نے دنیا میں شادی کی تھی) جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تو ان میں سے اس کا خاوند کون ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو اختیار دیا جائے گا اور وہ اچھے اخلاق اور سیرت والے کو اختیار کرے گی اور عرض کرے گی اے میرے پروردگار! یہ آدمی دار دنیا میں اپنے حسن اخلاق اور سیرت و کردار کے اعتبار سے میرے ساتھ انتہائی اچھا تھا پس تو اسے میرا زوج بنادے۔ اے ام سلمہ: دنیا اور آخرت کی بھلائی حسن اخلاق لے گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۞۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لیجایا گیا تو میں جنت میں داخل ہوا اور ایک نہر کے پاس آیا جسے بیذخ کہا جاتا ہے۔ اس پر موتیوں، سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے خیمے ہیں۔ وہاں مجھے ندا دی گئی۔ السلام علیك یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ آواز کیسی ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ یہ پردے دار خیموں میں رہنے والیوں کی آواز ہے۔ انہوں نے اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرمادی ہے۔ پھر انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ ہم راضی وخوشی رہنے والیاں ہیں، ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ ہم سکونت اختیار کرنے والیاں ہیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، ہم کبھی یہاں سے سفر اور کوچ نہیں

کریں گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ کا معنی ہے سفید اور روشن رنگ کی حوریں۔ مَّقْصُوْرٰتٌ محبوس ہیں۔ فِی الْخِیَامِ ۞ موتیوں کے گھروں میں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حُوْرٌ کا مفہوم ہے آنکھ کی سیاہی کا خوب سیاہ ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۞ کا مفہوم ہے (یہ حوریں پردہ دار خیموں میں) یعنی اپنے گھروں سے باہر نہیں نکلیں گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ حوریں محبوس ہیں خیموں میں۔ وہ راستوں میں پھرنے اور چکر لگانے والی نہیں ہیں۔ اور الْخِیَامِ سے مراد وہ موتی ہیں جو اندر سے کھلے اور وسیع ہیں۔ (2)

امام ہناد بن سری رحمہما اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کا بیٹا جسے ابو بکر کہا جاتا تھا ایک جنگ سے واپس آکر ان کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے صورت حال دریافت کی۔ پھر اس نے کہا: کیا میں آپ کو اپنے فلاں ساتھی کے بارے خبر نہ دوں؟ اس اثناء میں کہ ہم جنگ لڑ رہے تھے کہ اچانک وہ جوش میں آ گیا اور کہنے لگا۔ ''وَا اَهْلَاهُ وَا اَهْلَاهُ'' (ہائے میرے اہل، ہائے میرے اہل!) ہم اس کی طرف گئے۔ ہم نے یہ گمان کیا کہ اسے کوئی عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ تو ہم نے اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: میں اپنے آپ سے یہ کہتا تھا کہ میں شادی نہیں کروں گا یہاں تک کہ مجھے جام شہادت پلا دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ حورعین سے میری شادی کر دے گا۔ پس جب مجھ پر شہادت طویل ہو گئی (یعنی اتنا وقت گزر گیا اور میں شہادت کی سعادت سے بہرہ ور نہ ہوا) تو میں نے اپنے دل میں یہ بات کہی کہ اگر میں زندہ واپس لوٹ کر گیا تو میں شادی کر لوں گا، تو حالت خواب میں میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے کہا کیا تو یہ کہہ رہا ہے کہ اگر میں واپس لوٹ کر گیا تو میں شادی کروں گا؟ اٹھ! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیری شادی عیناء (حورعین) سے کر دی ہے۔ پس وہ مجھے سرسبز و شاداب باغ کی طرف لے کر گیا۔ اس میں دس دوشیزائیں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کام کی ماہر تھی جو وہ کر رہی تھی۔ میں نے حسن و جمال میں ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا: کیا یہی عیناء ہیں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ ہم تو اس کی خادمائیں ہیں (اس میں بیس دوشیزائیں تھیں، ان میں سے ہر ایک اپنے کام کی ماہر تھی جو وہ کر رہی تھی۔ پہلی دس میں ان کے حسن و جمال کی کوئی شے نہ تھی (یعنی پہلی دس کو حسن و جمال اور خوبصورتی میں ان کے ساتھ کوئی نسبت نہ تھی) میں نے کہا: کیا یہی عیناء ہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں ہم تو اس کی خادمائیں ہیں) اور وہ سامنے کی جانب ہے۔ پھر میں آگے بڑھا: ایک اور باغ میں تھا جو پہلے باغ سے بڑھ کر سرسبز اور زیادہ خوبصورت تھا۔ اس میں چالیس دوشیزائیں تھیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک کام تھا جسے وہ بڑی مہارت کے ساتھ کر رہی تھیں۔ حسن و جمال کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 87-86-184، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 186

اوصاف میں پہلی دس اور بیس کو ان سے کوئی نسبت نہ تھی۔ میں نے پوچھا: کہ یہی عیناء ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ ہم تو اس کی خدمت گزار ہیں اور وہ سامنے کی طرف ہے۔ میں مزید آگے چلا۔ تو میں ایک یاقوت میں پہنچا جو اندر سے بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ اس میں ایک پلنگ پر ایک عورت تھی۔ اس کا پہلو پلنگ سے زائد تھا۔ تو میں نے اسے کہا: کیا تو عیناء ہے؟ اس نے جواب دیا، ہاں مرحبا خوش آمدید! میں آگے بڑھا تا کہ میں اپنا ہاتھ اس پر رکھوں۔ تو اس نے کہا: ٹھہر جا۔ بے شک ابھی تک تجھ میں روح موجود ہے۔ لیکن آج رات کا کھانا تیرا ہمارے پاس ہوگا۔ ابھی وہ آدمی اپنی بات سے فارغ ہی ہوا تھا کہ اتنے میں منادی نے آواز دی: اے اللہ تعالیٰ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ۔ تو میں اس آدمی کی طرف دیکھنے لگا اور ساتھ سورج کی طرف بھی دیکھتا رہا۔ ہم دشمن کے سامنے صف آرا تھے اور میں اس کی بات کا ذکر بھی کرتا رہا۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ دونوں سے پہلے کون گرا۔ اس کا سر یا کہ سورج پہلے غروب ہوا۔ تو حضرت انس نے فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے، یہ خاموشی (موت) جلد اور اچانک آنے والی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْخِيَامِ سے مراد وسیع اور کشادہ جوف والے موتی ہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔ (2)

ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خیمہ وسیع جوف والا موتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنت میں مومن کا گھر موتی سے بنا ہوا ہے۔ اس میں چالیس کمرے ہوں گے، اس کے وسط میں ایک درخت ہے جس پر حلے اگیں گے۔ پس وہ اس کے پاس آئے گا اور اپنی انگلی کے ساتھ ستر حلے اٹھا لے گا جو موتی اور مرجان لگی پٹیوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ الْخِيَامِ سے مراد حجال ہیں۔ یعنی وہ کمرہ جو دلہن کے لیے سجایا اور آراستہ کیا جاتا ہے۔ (5)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۝ کا معنی ہے جب سے وہ پیدا کی گئی ہیں اس سے قبل جن وانس میں سے کسی نے انہیں چھوا تک نہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت حیان بن ابی جبلہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اہل دنیا کی عورتیں جب جنت میں داخل ہوں گی تو دنیا میں ان کے اعمال کرنے کے سبب انہیں حورعین پر فضیلت اور فوقیت دی جائے گی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۝ کے تحت فرمایا کہ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے گوشہ عزت میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 188 3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 40 (34040)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 186

عمدہ اور خوبصورت مسند اور قالین پر۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ کا مطلب ہے عمدہ اور بہترین مسند، گوشہ عزلت اور عَبْقَرِيٍّ کا معنی ہے خوبصورت قالین۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے بیان کیا ہے کہ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے سبز رنگ کی عمدہ اور اعلیٰ مسند۔ اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ کا مفہوم ہے۔ موٹا ریشم جو انتہائی خوبصورت ہو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے سبز قالین اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ کا معنی ہے حاشیہ دار خوبصورت بچھونا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا مفہوم ہے گوشہ عزلت۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث والنشور میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رَفْرَفٍ خُضْرٍ سے مراد گوشہ عزلت ہے اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ سے مراد قالین ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے کہ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز عزلت کدوں میں اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ سے مراد قالین ہیں۔(6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عاصم جحدری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ سے مراد تکیے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ سے مراد باغات اور عبقری سے مراد قالین ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کا ہے کہ زہیر قرشی بصرہ کے بہت ماہر نحوی ہوئے ہیں وہ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبَاقِرِيٍّ حِسَانٍ ۝۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں اور حاکم نے حضرت ابوبکر سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح قرأت فرمائی۔ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفَارَفَ خُضْرٍ وَّعَبَاقِرِيٍّ حِسَانٍ ۝ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باغوں کے مابین پائی جانے والی فضیلت اور عظمت کا ذکر فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ فرمایا: ان دو کے سوا اور باغ ہیں اور وہ دونوں انتہائی سرسبز

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 191 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 190

4۔ ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 43 (34073)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 91-190 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 190

ہیں۔ فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ۝ ان دونوں میں دو چشمے ابل رہے ہوں گے۔ اور وہاں فرمایا: ان میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ۝ اور وہاں فرمایا۔ مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ۝ یعنی یہاں فرمایا: ان دونوں میں میوے، کھجوریں اور انار ہیں۔ اور وہاں فرمایا: یہ پھل کی دو قسمیں ہیں۔ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ اور وہاں فرمایا تھا قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۝۔ یہاں فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۝ اور وہاں فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔ فرمایا اِسْتَبْرَقٍ کا معنی ریشم اور عَبْقَرِيٍّ سے مراد قالین ہیں۔

رہا ارشاد خداوندی تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ۝۔

امام بخاری نے الادب میں، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا ''یا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ'' تو آپ نے فرمایا: تیری دعا قبول کی جائے گی، سو تو مانگ، التجا کر۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اور پاس ہی ایک آدمی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب وہ رکوع وسجود اور تشہد و دعا کے ساتھ نماز مکمل کر چکا تو اس نے اپنی دعا میں کہا۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ'' تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ سے اس عظمت و شان والے نام کے ساتھ دعا مانگی ہے کہ جب اس نام سے دعا مانگی جائے تو وہ اسے قبول فرمالیتا ہے اور جب اس نام سے اس سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ ضرور عطا فرما دیتا ہے۔(2)

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے رخ زیبا پھیرتے تو تین بار استغفر اللہ پڑھتے۔ پھر یہ دعا مانگتے ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ''(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا یا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے ساتھ اصرار کیا کرو۔ (بار بار کہا کرو) کیونکہ یہ دونوں اسم اللہ تعالیٰ کے انتہائی عظمت اور اعلیٰ شان والے اسماء میں سے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''یَا ذَا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 505 (3527)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 406 (1466)، مکتبۃ الرشد الریاض
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 98-97 (300)، دارالکتب العلمیہ بیروت

الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَام" کے ساتھ اصرار کیا کرو۔

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ربیعہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "ذَا الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَام" کے ساتھ اصرار کیا کرو۔(1)

امام ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقا دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یَا ذَا الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَام کے ساتھ اصرار کیا کرو۔(2)

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 177، دار صادر بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 504 (3524)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۹۶ سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۵۱ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾

”جب قیامت برپا ہو جائے گی۔ نہیں ہوگا جب یہ برپا ہوگی (اسے) کوئی جھٹلانے والا۔ کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی۔ جب زمین تھرتھر کانپے گی۔ اور ٹوٹ پھوٹ کر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ پھر غبار بن کر بکھر جائیں گے“۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الواقعہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن ضریس، حارث بن ابی امامہ، ابو یعلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ واقعہ غنا اور دولت مندی کی سورت ہے۔ سو تم اسے پڑھا کرو اور اپنی اولادوں کو بھی سکھاؤ۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ کی تعلیم دو کیونکہ یہ سورۃ الغنی ہے۔ (3)

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے حضرت سلمان تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی سورۂ واقعہ پڑھنے سے عاجز نہ رہے۔

امام عبد الرزاق، احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورۂ واقعہ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ سورۃ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 491، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 10 (4005) دار الباز 4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 366 (875)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الواقعہ، الحاقہ، عم یتسالون، النازعات، اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت اکثر اور بالاصرار پڑھا کرتے تھے۔ تو اس سے فقر و افلاس اڑ جاتا، ختم ہو جاتا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: آپ کی طرف فقر بڑی تیزی سے بڑھتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود اور اس کے ساتھ والی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ان آیات کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۝ جب قیامت کے دن قیامت برپا ہو جائے گی۔ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا کَاذِبَةٌ۝ تو اس کے لیے واپسی کی کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی بھی اسے واپس لوٹا سکے۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ تو یہ لوگوں میں سے بعض کو پست کر دے گی اور بعض کو بلند کر دے گی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ کا معنی ہے وہ (اپنی آواز) قریب اور بعید والوں کو سنوا دے گی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن سراقہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے ماموں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف پستی میں لے جائے گی اور اولیاء اللہ کو جنت کی طرف بلند کر دیگی۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ارشاد کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت ان لوگوں کو پست کر دے گی جو دنیا میں بلند تھے اور ان لوگوں کو بلند کر دے گی جو دنیا میں پست تھے (یعنی جو دنیا میں متکبر بن کر رہے قیامت کے دن وہ پست ہو جائیں گے اور جو دنیا میں منکسر المزاج بن کر عجز و انکساری کے ساتھ رہے قیامت کے دن وہ بلند ہو جائیں گے)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت تکبر کرنے والوں کو پست کر دے گی اور تواضع کرنے والوں کو بلند کر دے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۝ پھر اس کے ساتھ دوسری یہ نازل ہوئی: لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا کَاذِبَةٌ۝ اور خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۝ کی تفسیر میں فرمایا: کہ قیامت ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پستی میں گرا دے گی۔ اور ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت و کرامت میں بلند کر دے گی۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۝ فرمایا: جیسا زمین پر شدید زلزلہ برپا ہوگا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا۝ فرمایا: پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا۝ فرمایا: تو وہ اس طرح غبار بن کر بکھر جائیں گے جیسے درختوں کے خشک پتوں کو ہوائیں دائیں بائیں اڑا لے جاتی ہیں۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 193، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 194
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 97-95-193

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: جو اس دن پست ہو گیا پھر وہ کبھی بلند نہیں ہو سکے گا اور جو اس دن بلند ہو گیا پھر وہ کبھی پست اور رسوا نہیں ہوگا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ جب زمین پر زلزلہ طاری ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ اور پہاڑ کو توڑ دیا جائے گا۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ پس وہ سورج کی شعاؤں کی طرح غبار بن کر بکھر جائیں گے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ زمین تھر تھر کانپنے لگے گی اس میں زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ اور پہاڑوں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ جب زمین پر زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ اور پہاڑوں کو توڑ دیا جائے گا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: هَبَآءً سے مراد آگ کے وہ شرارے ہیں کہ جب آگ بھڑکتی ہے تو وہ اس سے اڑتے ہیں اور جب وہ گرے تو وہ کوئی شے نہیں ہوتی۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ غبار کے ذرات ہیں جو سورج کی شعاؤں کے ساتھ اڑتے ہیں اور انبثاث سے مراد اس کا متفرق ہونا اور بکھرنا ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ سے مراد ذاتوں کا اڑایا ہوا غبار اور الھبآء المنثور سے مراد سورج کا وہ غبار ہے جو روشن دان کی شعاع میں دکھائی دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ سے مراد وہ شعاع ہے جو روشن دان میں ہوتی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ غبار ہے جو دھوپ میں دکھائی دیتا ہے جب کہ وہ روشن دان سے کمرے میں داخل ہو رہی ہو۔

وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 219 (35486)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 96-194، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 197

5۔ ایضاً

أُولَٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾

''اور تم لوگ تین گروہوں میں بانٹ دیے جاؤ گے۔ پس (ایک گروہ) دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا، کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی۔ اور (دوسرا گروہ) بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا (خستہ) حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور (تیسرا گروہ ہر کار خیر میں) آگے رہنے والوں کا وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ عیش و سرور کے باغوں میں۔ ایک بڑی جماعت پہلوں سے۔ اور قلیل تعداد پچھلوں سے۔ ان پلنگوں پر جو سونے کی تاروں سے بنے ہوں گے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان پر آمنے سامنے۔ گردش کرتے ہوں گے ان کے اردگرد نوخیز لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے۔ (ہاتھوں میں) پیالے، آفتابے اور شراب طہور سے چھلکتے جام لیے ہوئے۔ نہ سردرد محسوس کریں گے اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے۔ اور میوے بھی (پیش کریں گے) جو وہ جنتی پسند کریں گے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ کا معنی ہے تم لوگ تین قسموں میں بانٹ دیئے جاؤ گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مذکورہ آیت کے تحت آپ ہی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہی ہے جس کا ذکر سورۃ الملائکہ میں ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ (فاطر:32) (پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں)

ابن منذر نے وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: یہ اس وقت ہوگا جب لوگوں کے منازل متفرق اور جدا جدا ہوں گے۔ ان میں سے کچھ اصحاب یمین، کچھ اصحاب شمال اور کچھ سابقین ہوں گے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے منازل تین قسم کے ہوں گے۔ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ فرمایا: کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی اور اس کی جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا۔ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ فرمایا: کیا (خستہ) حال ہوگا بائیں ہاتھ

والوں، اوران کا جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ فرمایا: مراد ہر گروہ اور امت سے سبقت لے جانے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ تک کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گزشتہ امتوں کے دائیں ہاتھ والوں اور اس امت کے اصحاب یمین کے درمیان مساوات اور برابری کر دی جائے گی اور پہلی امتوں کے سبقت لے جانے والے اس وقت کے سابقین سے زیادہ ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ کے ضمن میں فرمایا: یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آگے بڑے۔ آل یسین کے مومن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف تیزی سے آگے بڑھے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب تیزی سے آگے بڑھے (اور دوسروں سے سبقت لے گئے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سابقون چار قسم کے ہوں گے۔ پس میں عربوں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اہل فارس کی نسبت سابق ہیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے مکینوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اہل روم میں سے سابق ہیں۔

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ سے مراد وہ آدمی ہے جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور سب سے آخر مسجد سے نکلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن ابی سودہ سے جو کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، سے یہ قول بیان کیا ہے کہ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ کے بارے میں ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان سے مراد مساجد کی جانب دوسروں سے آگے بڑھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خروج کرنے والے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے (کہ (تیسرا گروہ) ان لوگوں کا ہوگا) جو ہر امت سے ہر کار خیر کی طرف آگے رہنے والے ہیں وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت حزقیل جو کہ آل فرعون کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 198، دار احیاء التراث العربی بیروت

مومن تھا۔ حبیب النجار جس کا ذکر یس میں کیا گیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں سے ہر آدمی اپنی امت میں سبقت لے جانے والا ہے اور سبقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تمام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۝ (التکویر) کے تحت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر آدمی اس قوم کے ساتھ مل کر ایک قسم ہے جو اس کے عمل کے مطابق اعمال کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۝ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ۝ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۝ فرمایا یہی ان کی اقسام ہیں۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ثُلَّةٌ کا معنی جماعت اور گروہ ہے۔ (1)

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر یہ شاق گزری۔ تو پھر یہ نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت میں چوتھائی ہو گے، اہل جنت کا تہائی ہو گے، بلکہ تم تو اہل جنت کا نصف یا اہل جنت کا ایک شطر ہو گے اور تم دوسرے شطر میں سے بھی ان سے کچھ لے لو گے۔ (2)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۝ سورت نازل ہوئی۔ اور اس میں یہ ذکر کیا گیا: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ (ایک بڑی جماعت پہلوں سے اور ایک بڑی جماعت پچھلوں سے) تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اے عمر! میرے نزدیک آؤ اور سنو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ خبردار سنو! بے شک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک ایک جماعت ہے اور میری امت ایک جماعت ہے۔ اور ہم ہرگز اپنی جماعت کو مکمل نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم اونٹ چرانے والے ان حبشیوں سے مدد لے لیں جو یہ شہادت دیتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ۔ ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند سے عروہ بن رویم سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ تو آقائے دو جہاں ﷺ کے اصحاب غمزدہ ہو گئے اور کہنے لگے تب امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قلیل ہوں گے۔ تو نصف النہار کے وقت یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝ تم لوگوں کے مقابل ہو گے۔ پس اس سے یہ آیت منسوخ ہو گئی: وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۝ یہ جماعت سابقہ لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 222، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 391، دار صادر بیروت

میں سے ہوگی اور وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یہ قلیل جماعت اس امت میں سے ہوگی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ کا معنی ہے مَصْفُوْفَةٍ ان پلنگوں پر جو بچھے ہوئے ہوں گے۔ (1)

امام سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی یہ معنی بیان کیا ہے ایسے پلنگوں پر جو سونے کے تاروں سے بنے ہوئے ہوں گے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ کا معنی ہے سونے کی تاروں سے بنا ہوا۔ (3)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ کا معنی ہے باریک بنا ہوا اور یہی مضبوط ترین پلنگ ہوتا ہے۔ (4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: مَّوْضُوْنَةٍ سے مراد ایسا پلنگ ہے جسے چاندی کے تاروں کے ساتھ بنایا جائے اور اس پر ستر بستر ہوں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا، وہ فرماتے ہیں:

اَعْدَدْتُ لِلْهَيْجَاءِ مَوْضُوْنَةً     فَضْفَاضَةً بِالنُّهْيِ بِالْبَاقِعِ

"میں نے ہیجاء کے لیے انتہائی دانش مندی اور زیرکی کے ساتھ کشادہ پلنگ تیار کیا"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں سے کوئی اپنے ساتھی کی گدی کو نہیں دیکھ سکے گا (کیونکہ وہ ان پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے)۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ (بڑی راحت اور آسودگی کے ساتھ وہ ان پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے)۔ (6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: نہ ان کے پاس نیکیاں ہوں گی جن کی انہیں جزا دی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہ ہوں گے جن پر انہیں سزا یا عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ انہیں ہمیشہ انہی مقامات پر رکھا جائے گا (کہ وہ ان کے اردگرد ہمیشہ گردش کناں رہیں گے)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 201 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 202 6۔ ایضاً

مُّخَلَّدُوْنَ۝ کا معنی ہے انہیں موت نہیں آئیگی۔ اور ارشاد گرامی بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ کے تحت آپ نے فرمایا۔ اکواب وہ پیالے ہوتے ہیں جن کے دستے نہیں ہوتے۔ اور اَبَارِيْقَ وہ آفتابے اور لوٹے ہوتے ہیں جن کے دستے ہوتے ہیں۔ اور وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ۝ کے تحت فرمایا: سفید شراب سے چھلکتے ہوئے جام۔ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ فرمایا: نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ہی وہ قے کریں گے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں نہ ان کی عقلیں ماؤف ہوں گی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اکواب کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ آفتابے ہیں جن سے شے کو انڈیلا جا سکتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اکواب کا معنی پیالے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ۝ کے تحت فرمایا: یعنی وہ جام جو شراب سے چھلکتے ہوں گے اور شراب وہاں پر جاری ہوگی۔ المعین کا معنی الجاری بہنے والی ہے۔ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ اس کے سبب نہ تو سر کا درد ہوگا اور کسی کی عقل مغلوب ہوگی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ان کی عقلیں ضائع ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ان کی عقلیں ماؤف ہوں گی۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اہل جنت کھائیں گے اور پئیں گے اور وہ مدہوش نہیں ہوں گے جب کہ اہل دنیا مدہوش ہو جاتے ہیں جب کہ وہ زیادہ کھا پی لیں۔ آپ فرماتے ہیں: وہ اکتائیں گے نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے اس آیت کی قرأت اس طرح کی ہے لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ۝ یعنی یاء کو مرفوع اور زاء کو مکسور پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اہل جنت میں سے ایک آدمی کے پاس جام لایا جائے گا اور وہ اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا ہوا ہوگا۔ پس وہ اسے پی لے گا۔ پھر وہ اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہوگا اور کہے گا تحقیق میں نے اپنی نگاہوں میں ستر گناہ اضافہ کر لیا ہے۔(5)

وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ۝ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۝ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 05-04-03-202، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 203
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 05-04-202
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 05-204
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 33 (33993)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

وَّ لَا تَاْثِیْمًاۙ۝۲۵ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا۝۲۶ وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِؕ۝۲۷ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍۙ۝۲۸ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍۙ۝۲۹ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍۙ۝۳۰ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍۙ۝۳۱ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍۙ۝۳۲ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍۙ۝۳۳

''اور پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ رغبت کریں گے۔ اور حوریں خوبصورت آنکھوں والیاں۔ (سچے) موتیوں کی مانند جو چھپا رکھے ہوں۔ یہ اجر ہوگا ان نیکیوں کا جو وہ کرتے رہے تھے۔ نہ سنیں گے وہاں لغو باتیں اور نہ گناہ والی باتیں۔ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔ اور دائیں ہاتھ والے کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی۔ بے خار بیریوں میں۔ اور کیلے کے گچھوں میں۔ اور لمبے لمبے سایوں میں۔ اور پانی کے آبشاروں میں۔ اور پھلوں کی بہتات میں۔ نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ۝۲۱ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ کسی بھی شے کی خواہش نہیں کریں گے مگر وہ ان کے سامنے ہوگی اور وہ اس سے اپنی حاجت اور ضرورت پوری کرلیں گے۔ بعدازاں وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، بزار، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: بے شک تو جنت میں کسی پرندے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ اور ساتھ ہی اس کی رغبت اور چاہت کا اظہار کرے گا۔ تو وہ فوراً بھونا ہوا تیرے سامنے آگرے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے پرندے کا ذکر فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بے شک وہ تو بہت عمدہ اور اچھا ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی اس سے کھائے گا وہ اس سے زیادہ عمدہ اور اعلیٰ ہوگا۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تو بھی اس سے کھائے گا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت طیبہ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ۝۳۴ کے تحت فرمایا: کہ ان میں سے ہر قالین کی موٹائی اتنی ہوگی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔(1)

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جنت کا پرندہ بختی اونٹ کی طرح ہوگا جو جنت کے درختوں میں چرے گا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ یہ پرندے تو بڑے عمدہ اور اعلیٰ ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کھانے والا ان سے بڑھ کر عمدہ اور اعلیٰ ہوگا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تو بھی انہیں کھانے والوں میں سے ہوگا۔(2)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 4، صفحہ 426 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 221، دار صادر بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں بختی اونٹوں کی مثل پرندے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ وہ تو انتہائی عمدہ اور اعلیٰ ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: جو انہیں کھائے گا وہ ان سے بڑھ کر فائق اور اعلیٰ ہوگا۔ اور تو بھی ان میں سے ہے جو انہیں کھائیں گے اور تو بھی ان میں سے ہے جو انہیں پکائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں بختی اونٹوں کی طرح کے پرندے ہیں۔ وہ آدمی کے پاس آئیں اور وہ ان سے اپنی حاجت اور طلب پوری کرلے گا۔ پھر وہ چلا جائے گا گویا کہ اس سے کوئی شے کم نہیں ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: بے شک کوئی آدمی جنت کے پرندوں میں سے کسی پرندے کی خواہش کرے گا۔ تو وہ بھونا ہوا پک کر اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک آدمی پرندے کی طرف رغبت کا اظہار کرے گا۔ تو بختی اونٹ کی مثل پرندہ آجائے گا، یہاں تک کہ اس کے دسترخوان پر آگرے گا۔ نہ اسے کوئی دھواں لگا ہوگا اور نہ ہی کسی آگ نے اسے مس کیا ہوگا۔ پس وہ آدمی اس سے خوب پیٹ بھر کر کھالے گا اور پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست کے سامنے دسترخوان بچھایا جائے گا، تو وہ پرندہ آئے گا اور اس پر آگرے گا پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑے گا اور ہر پر سے ایک ایسا رنگ نکلے گا جو شہد سے زیادہ لذیذ، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ وہ آئے گا اور اہل جنت میں سے ایک آدمی کے پیالے پر بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ پروں کو جھاڑے گا۔ تو اس کے ہر پر سے ایک رنگ خارج ہوگا جو برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ ملائم اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ اس میں کوئی ایسا رنگ نہیں جو دوسرے سے مشابہت رکھتا ہو۔ بعد ازاں وہ اڑ کر چلا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ الآیہ۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے مجھے یہ آیت جر کے ساتھ پڑھائی یعنی وَحُوْرٍ عِيْنٍ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے دونوں لفظوں کو رفع اور تنوین کے ساتھ پڑھا ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 31 (33977)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

یعنی وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں آنکھیں بہت خوبصورت بنائی گئی ہیں (یعنی آنکھوں کی سفیدی انتہائی زیادہ سفید اور سیاہی انتہائی زیادہ سیاہ ہے، اسی سبب سے آنکھیں خوبصورت ہیں)(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ موتی جو ابھی تک صدف میں ہو اور ہاتھ اس پر نہ لگے ہوں (وہ حوریں ایسے موتیوں کی طرح ہوں گی)۔

امام ہناد بن سری رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ان بڑے بڑے موتیوں کی طرح ہوں گی جنہیں کسی شے کے مس کرنے (کے خوف) سے چھپا دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا الآیہ۔ تو اس کے بارے امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں لغو سے مراد باطل کلام اور تَاْثِيْمًا سے مراد جھوٹ اور کذب ہے (یعنی نہ وہ اس میں باطل گفتگو سنیں گے اور نہ ہی کذب و افترا پردازی۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَغْوًا سے مراد ہے لایعنی اور بے مقصد گفتگو اور تَاْثِيْمًا سے مراد جھوٹ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ الآیات

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حصین کی سند سے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اہل طائف نے ایک وادی کا سوال کیا جو ان کی حفاظت کرے اور اس میں شہد بھی ہو۔ تو ایسا کر دیا گیا۔ وہ انتہائی تعجب خیز اور خوش کن وادی تھی۔ تو انہوں نے لوگوں سے سنا کہ وہ کہتے ہیں جنت میں اس طرح ہو گا۔ تو انہوں نے کہا: اے کاش! ہمارے لیے جنت میں بھی اس وادی کی مثل وادی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں ایک دوسری سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ (اہل طائف) وادی وج اور اس میں کیلے اور بیری کے سایوں پر فخر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ دو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 215 (35457)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 213، دار احیاء التراث العربی بیروت

مٹھیاں بھریں اور فرمایا یہ جنت میں ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ آتش جہنم میں ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔(1)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب فرمایا کرتے تھے: بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں اعراب اور ان کے مسائل کے سبب نفع اور فائدہ پہنچاتا ہے۔ ایک دن ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اذیت ناک درخت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جنت میں کوئی ایسا درخت ہو جو اپنے مالک کے لیے تکلیف دہ اور اذیت ناک ثابت ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: بیر کا درخت۔ کیونکہ اس کے کانٹے ہوتے ہیں۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ اللہ تعالیٰ اس کے کانٹے کاٹ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرما دے گا۔ بے شک وہ پھل اگائے گا۔ اس کے پھل سے کھانے کے بہتر رنگ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے کوئی رنگ دوسرے کے مشابہ نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی داؤد نے البعث میں، طبرانی، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عبد اللہ سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں آپ سے سنتا ہوں کہ آپ جنت میں ایک درخت کا ذکر کرتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کانٹوں والا درخت ہو۔ یعنی ببول کا درخت۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمائے گا۔ جو حجم میں خصی کیے ہوئے مینڈھے کے کپورے کے برابر ہوگا اور اس میں کھانے کے ستر رنگ ہوں گے اور اس میں کوئی بھی دوسرے کے مشابہ نہیں ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے بوجھ نے اٹھانے سے اسے عاجز و کمزور کر دیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ سے مراد وہ بھاری گٹھا یا بوجھ ہے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ سے مراد وہ ہے جس میں کانٹا نہ ہو۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت یزید رقاشی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے بیر گھڑوں سے بڑے ہوں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 239، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 518 (3778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

اللہ نے آپ سے فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ کے بارے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ بیری کا درخت جس کا کوئی کانٹا نہ ہو۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی یہ معنی جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا:

اِنَّ الْحَدَائِقَ فِي الْجَنَانِ ظَلِيْلَةٌ فِيْهَا الْكَوَاعِبُ سِدْرُهَا مَخْضُوْدُ

"بے شک جنتوں میں سایہ دار باغات ہیں ان میں خوب صورت سینے والی دوشیزائیں بھی ہیں اور بے خار بیریاں بھی ہیں"۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ سے مراد کیلا ہے۔(1)

امام فریابی، ہناد، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس آیت کو وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ پڑھا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن انباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی: وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا طَلۡحٍ کیا ہے؟ پس تم اسے "وطلع" پڑھا کرو۔ پھر فرمایا "وَطَلْعٍ نَّضِيْدٍ" تو آپ سے عرض کی گئی: اے امیر المومنین! کیا ہم اسے مصاحف سے مٹا دیں؟ تو آپ نے فرمایا: اب قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَّنۡضُوۡدٍ کا معنی ہے بعض کا بعض پر چڑھا ہونا یعنی کیلوں کا گچھا۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ یعنی ایسی بیری میں جو بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ یعنی کیلوں کا گچھا۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت کی دیوار سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہے۔ جنت کی زمین سونے کی ہے اور اس میں سنگریزے موتی ہیں۔ اس کی تر مٹی کستوری ہے اور اس کی خشک مٹی زعفران ہے اور ان کے درمیان بے خار بیریاں، کیلوں کے گچھے، لمبے لمبے سائے اور پانی کی آبشاریں ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 212، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 211 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 213

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے سو برس تک اس کے سائے میں ایک سوار چلتا رہے گا اور وہ اسے طے نہیں کر سکے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔(1)

امام احمد، بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے۔ ایک سوار سو برس تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا۔ وہ اسے طے نہیں کر سکے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو: وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے کہ ایک سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے تو وہ اسے طے نہ کر سکے اور وہی وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ سے مراد جنت میں سایہ دار درخت ہے جو ایک تنے پر ہے۔ اس کے سائے کی مقدار یہ ہے کہ اس کی تمام اطراف میں ایک سوار سو برس تک چل سکتا ہے۔ پس اہل جنت، اہل غرف (کمروں والے) اور ان کے علاوہ دیگر سب اس کی طرف نکلیں گے اور اس کے سائے میں باہم گفتگو کریں گے۔ پس ان میں سے بعض خواہش کریں گے اور دنیا کے کھیل کا ذکر کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا اور وہ درخت دنیا کے ہر کھیل کے ساتھ حرکت کرے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جو کوئی شے نہیں اٹھائے ہوئے ہے (یعنی اس پر کوئی پھل وغیرہ نہیں ہے) اس سے صرف سایہ حاصل کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن میمون سے وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کے تحت بیان کیا ہے: وہ سایہ ستر ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔(3)

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ کا معنی ہے جاری پانی۔

امام ہناد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: جنت کی کھجور کے درختوں کی شاخوں سے ان کے چھوٹے کپڑے اور ان کا لباس بنا ہو گا۔

امام ہناد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت کے گچھے اتنے بڑے بڑے ہوں گے جتنا تیرے اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے اور صنعاء سے مراد شام ہے۔

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

''اور بستر بچھے ہوں گے اونچے اونچے پلنگوں پر۔ ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنا دیا انہیں کنواریاں۔ (دل و جان سے) پیار کرنے والیاں ہم عمر۔ (یہ سب نعمتیں) اصحاب یمین کے لیے مخصوص ہوں گی۔ ایک بڑی جماعت اگلوں سے۔ اور ایک بڑی جماعت پچھلوں میں سے ہوگی''۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن حبان، ابن جریر، ابن ابی حاتم، رویانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کی بلندی اتنی ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرش مرفوعہ کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر بستر کو پلنگ کے اوپر سے نیچے پھینکا جائے تو اسے اس کی جائے قرار تک پہنچتے پہنچتے سو برس لگ جائیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اس کے اوپر کے سرے سے وہ گرے تو نیچے والے حصے تک چالیس برس میں پہنچے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ اگر اس کے اوپر سے کوئی شے پھینکی جائے تو وہ سو برس میں اس کی قرارگاہ تک پہنچے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے لیے بچھے ہوئے پلنگوں کی بلندی اسی برس کی مسافت ہے۔ واللہ اعلم۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ہناد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قول باری تعالیٰ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ عورتیں جنہیں پیدا کیا جائے گا وہ دنیا میں بوڑھی ہو چکی تھیں۔ ان کے سر کے بال سیاہ و سفید تھے۔ آنکھیں کمزور اور چندھیا گئی تھیں اور ان سے میل بہنے لگی تھی۔ (4)

امام طیالسی، ابن جریر، ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ، ابن قانع اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت سلمہ بن زید جعفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ہم نے ان کی ان ثیبہ اور باکرہ بیویوں کو پیدا کیا جو دنیا میں تھیں۔ (5)

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 374 (3294)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 257، دارالفکر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 43 (34082) (مختصراً) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 375 (3296)
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 40 (6322)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام عبد بن حمید، ترمذی نے شمائل میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک بڑھیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمایئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام فلاں! بے شک کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی، تو وہ روتے ہوئے واپس مڑی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے یہ بتاؤ کہ تو بوڑھی ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاۙ۔ (1)

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ تو میں نے عرض کی یہ میری خالہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ پس وہ بڑھیا وہاں رہی جتنا اللہ نے چاہا۔ تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ خَلْقًا آخَرَ" بے شک ہم انہیں دوسری تخلیق کے ساتھ پیدا کریں گے۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًۙ کا معنی ہے ہم نے انہیں پیدا کیا اور یہ خلقت پہلی تخلیق کے سوا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کی ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے وہ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر واپس لوٹ کر آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اس عورت نے تو آپ کی گفتگو کے سبب مشقت و تکلیف کا سامنا کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں جنت میں داخل فرمائے گا تو انہیں کنوارے پن کی طرف پھیر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًۙ کا معنی ہے "اَنْبَتْنَاهُنَّ" ہم نے انہیں پیدا کیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بے شک اہل جنت جب اپنی عورتوں سے مجامعت کر چکیں گے تو وہ پھر بکارت کی طرف لوٹ جائیں گی۔ (3)

ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاۙ کا معنی ہے ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًاۙ کا معنی ہے ہم عمر۔ (4)

1۔ سنن ترمذی، کتاب شمائل النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 17، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 776 (18764)، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 771 (18753) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-218

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے عشق و محبت رکھنے والیاں اور ان کے خاوند بھی ان کے لیے پیار و محبت رکھتے ہوں گے اور اَتۡرَابًا ﴿۳۷﴾ کے تحت فرمایا: تمام کی عمر ایک ہوگی یعنی تینتیس برس۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد اپنے خاوند سے ملنے والی بیوی ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد اپنے خاوندوں سے محبت و مودت رکھنے والی بیویاں ہیں۔ (2)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرب کا معنی غنجہ ناز و نخرہ ہے اور اہل مدینہ کے قول کے مطابق الشکلہ ہے یعنی ناز و نخرہ یا ہمشکل ہونا۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے ناز و نخرے والی عورت۔ (3)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے ناز و نخرے کرنے والیاں۔

امام سفیان، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عُرُبًا کے ضمن میں کہا وہ ناقہ (اونٹنی) ہے جو نر کی رغبت رکھتی ہو۔ اسے عربۃ کہا جاتا ہے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا: کہ اہل مکہ کی لغت کے مطابق یہی شکلہ یعنی ناز و نخرے کرنا والیاں یا ہم شکل عورتیں ہیں اور اہل مدینہ کی لغت کے مطابق مغنوجہ ہے (یعنی جس پر فخر و ناز کیا جائے)۔ (5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے خاوند کی طرف میلان اور رغبت رکھتی ہو۔ (6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے عُرُبًا اَتۡرَابًا ﴿۳۷﴾ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ اپنے خاوندوں سے عشق و محبت کرنے والی وہ عورتیں ہیں جو زعفران سے پیدا کی گئی ہیں اور اَتۡرَابًا سے مراد ہم عمر ہونا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 218، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 219
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 279، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 220
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 219 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

عَهِدَتْ بِهَا سُعْمدَى وَ سُعْدَى عَزِيزَةٌ عَرُوْبٌ تُهَاوِي فِي جِوَارِ خَرَائِدِ

"سعدی نے اس کے ساتھ ملاقات کی اور سعدی انتہائی عزیز اور محبت کرنے والی ہے۔ وہ پڑوس میں شرمیلی دوشیزاؤں کو تحائف بھیجتی رہتی ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ کا معنی ہے اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔ عُرُبًا فرمایا: اپنے خاوندوں سے پیار اور محبت کرنے والیاں۔ اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ فرمایا: جو ایک ہی عمر میں مساوی اور برابر ہیں یعنی ہم عمر ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے، بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے جن پر ناز وفخر کیا جائے اور عُرُبًا کا معنی ہوتا ہے ناز ونخرہ۔(2)

عبد بن حمید نے عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے بیان کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ عُرُبًا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواباً کہا: کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ محرم کو کہا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ایسا کلام نہ کر جو اسے لذت دیتا ہو۔ پس مراد محرم عورت ہے۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے تمیم بن جدلم سے بیان کیا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: العربۃ سے مراد خاوند کی اچھی طرح اطاعت وفرمانبرداری کرنے والی عورت ہے۔ جب کوئی عورت اچھی طرح خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری کرتی۔ تو عرب ایسی عورت کے لیے کہا کرتے: انھا العربۃ بے شک یہ تو عربہ ہے۔(3)

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے وہ عورتیں جو اپنے خاوند کی طرف میلان اور رغبت رکھتی ہوں۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد دل و جان سے عشق ومحبت کرنے والیاں ہیں۔

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے عشق ومحبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ کا معنی ہے ہم عمر۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے دل و جان سے پیار کرنے والیاں اور اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ کا معنی ہے ایک عمر میں مساوی اور برابر ہونا یعنی ہم عمر ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد محبت وعشق کرنے والیاں اور اَتْرَابًا سے مراد عمر کے لحاظ سے مساوی اور برابر ہونا ہے۔

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 279، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 219، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 21-219

امام ہناد بن سری اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرتی ہیں اور اَتْرَابًا سے مراد ہم عمر عورتیں ہیں۔

امام سفیان بن عیینہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے از حد محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا سے مراد ہم مثل اور ہم عمر ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرتی ہیں۔ اور اَتْرَابًا سے مراد ہم عمر اور ایک دوسرے سے مشابہت رکھنے والیاں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ العربۃ سے مراد اچھی گفتگو اور خوبصورت کلام کرنے والی عورت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا سے مراد ہم عمر ہے۔

امام وکیع نے الغرر میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت ہلال بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: عورتوں میں سے عروب کون سی ہیں؟ تو وہ مضطرب اور پریشان ہو گئے اور اسحاق بن عبد اللہ بن حارث نوفلی متوجہ ہوئے اور کہا: تحقیق تمہارے پاس وہ آ گیا ہے جو اس کے بارے تمہیں بتائے گا۔ تو انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اپنے خاوند کے لیے بہت شرم و حیاء کرنے والی اور بچھنے والی عورت۔ اور یہ شعر بھی کہا:

یَعْرُبْنَ عِنْدَ بُعُوْلِهِنَّ اِذَا خَلَوْ وَاِذَاهُمْ خَرَجُوْا فَهُنَّ خِفَارٌ

"وہ اپنے خاوندوں کے پاس بچھ جاتی ہیں جب وہ خلوت میں ہوں۔ اور جب وہ باہر چلے جائیں تو شرم و حیا کا پیکر ہوتی ہیں"۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری عورتوں میں سے بہترین وہ عورت ہے جو پاک دامن ہو اور اس میں جذبات شہوت بھی ہوں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے یہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ فاختہ بنت قرظہ کی طرف خواہش کا اظہار کیا تو وہ شہوت کے خراٹے لینے لگی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیا۔ تو انہوں نے کہا: تجھ پر کوئی برائی نہیں۔ قسم بخدا! خراٹے لینے والیاں اور ناک اور حلق سے آواز نکالنے والیاں ہی تم میں سے بہترین ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عُرُبًا کا معنی ہے ان کی کلام عربی ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے اگلوں میں سے کثیر لوگ اور پچھلوں میں سے کثیر لوگ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

امام مسدد نے مسند میں، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے تحت فرمایا: یہ دونوں جماعتیں اس امت سے ہوں گی۔(1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن عدی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جماعتیں میری امت سے ہوں گی۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں بڑی جماعتیں اس امت سے ہوں گی۔(3)

امام حسن بن سفیان، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت میں سے جنہوں نے میری اتباع اور پیروی کی ہے وہ اہل جنت کا چوتھائی ہوں گے۔ پس ہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ ایک شطر (نصف) اہل جنت میری امت میں سے ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہم دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پس جب صبح کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں میں سے ان کی اتباع اور پیروی کرنے والے پیش کیے گئے۔ پس کسی نبی علیہ السلام کے ساتھ ان کی امت سے صرف تین افراد تھے۔ جب کہ کچھ ایسے نبی علیہ السلام بھی تھے جن کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے بارے میں تمہیں آگاہ کیا ہے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بھی دانا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا گزر ہوا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میری امت کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی دائیں جانب نظر اٹھاؤ۔ تو کیا دیکھا وہاں مکہ مکرمہ کے ٹیلے ہیں جو لوگوں کے چہروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا تم راضی ہو؟ تو میں نے عرض کی: اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی بائیں جانب دیکھو۔ تو کیا دیکھا کہ افق لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا ہے۔ فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے ساتھ ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو آپ ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ! اسے بھی ان میں سے کر دے۔ پھر ایک دوسرا آدمی اٹھا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 332 (11395)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 223، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 279، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 223

دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ'' اس میں عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر تم طاقت رکھو کہ تم ان ستر ہزار میں سے ہوجاؤ تو ہوجاؤ۔ اور اگر تم عاجز رہو اور تم قاصر رہو تو پھر اصحاب ظراب (ٹیلے والوں) میں سے ہوجاؤ۔ اور اگر تم عاجز اور قاصر رہو تو پھر اصحاب افق میں سے ہوجاؤ۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے وہ باہم جھگڑ رہے ہیں۔ پھر فرمایا بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا شطر (نصف حصہ) ہوگے۔ قوم نے تکبیر بلند کی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٠﴾ پھر انہوں نے ان ستر ہزار کے بارے باہم گفتگو کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ نہ جادو منتر کرتے ہیں اور نہ وہ برے شگون لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں:

''فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرِقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ ''وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ'' (1)

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ﴿٤٢﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ﴿٤٤﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿٤٦﴾ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٤٧﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥١﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾

''اور بائیں ہاتھ والے، کیسی خستہ حالت ہوگی بائیں ہاتھ والوں کی۔ (یہ بدنصیب) جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ نہ یہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ۔ بے شک یہ لوگ پہلے بڑے خوشحال تھے۔ اور وہ اصرار کیا کرتے تھے بڑے بھاری گناہ پر۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا کو بھی (یہ ناممکن ہے)۔ آپ فرمادیجئے بے شک اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی۔ سب کو جمع کیا جائے گا ایک مقررہ وقت پر

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 105 (9965)، دارالفکر بیروت

ایک جانے ہوئے دن میں۔ پھر تمہیں اے گمراہ ہونے والو! اے جھٹلانے والو۔ حکما کھانا پڑے گا زقوم کے درخت سے۔ پس تم بھرو گے اس سے (اپنے) پیٹوں کو۔ پھر پینا پڑے گا اس پر کھولتا پانی۔ اس طرح پیو گے جیسے پیاس کا مارا اونٹ پیتا ہے۔ یہ ان کی ضیافت ہوگی قیامت کے دن۔ (آج غور کرو) ہم نے ہی تم کو پیدا کیا ہے پس تم قیامت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ کے بارے کہا: بائیں ہاتھ والوں کے لیے کیا ہے اور کیا ہے جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے؟

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ کے تحت کہا: وہ سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے (1)۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: وہ جہنم کے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ کا معنی ہے وہ جہنم کے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ کا معنی ہے وہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ سے مراد دھواں ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آگ سیاہ ہوگی، اس میں رہنے والے بھی سیاہ ہوں گے اور اس میں ہر شے بہت سیاہ ہوگی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ کا معنی ہے نہ اس کے اترنے کی جگہ ٹھنڈی ہوگی اور نہ اس کا منظر راحت بخش ہوگا۔ (4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مترفین کا معنی منعمین یعنی خوشحال اور آسودہ حال ہے کہ یہ لوگ پہلے بڑے خوشحال تھے۔ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ کے بارے فرمایا: اور وہ بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ سے مراد کبیرہ گناہ ہے۔

امام ابن عدی، شیرازی نے القاب میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، خطیب نے تالی

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 518 (3779)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 255، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 244

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 225

5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 226

تلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ واقعہ میں پڑھا فَشٰرِبُوْنَ شَُرْبَ الْهِيْمِ۝ یعنی انہوں نے شین کو فتحہ کے ساتھ پڑھا۔ یہ شَرْبَ سے ہے (پس وہ اس طرح پئیں گے جس طرح پیاس کا مارا ہوا اونٹ پیتا ہے)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شَرْبَ الْهِيْمِ۝ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُرْبَ الْهِيْمِ۝ کا معنی ہے پیاسا اونٹ۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ۝ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ اونٹ ہے، جسے بیماری لگ جاتی ہے اور وہ پانی سے سیراب نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کے لیے کھولتے پانی سے پینے کو پیاسے اونٹ کے پینے سے تشبیہ دی ہے۔ حضرت نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

اجزتُ الٰی معارفها بشعبٍ      واطلاح من العبدیّ هیَم

''میں اس کی تلاش میں گھاٹی سے آگے گزر گیا اور میرا غلام سفری تھکاوٹ کے سبب شدید پیاسا ہو گیا''۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ۝ کے تحت حضرت ابو مجلز سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیماری والا اونٹ پانی کو چوستا رہتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا (پس وہ بھی اسی طرح پانی پیتے رہیں گے مگر سیراب نہیں ہوں گے)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی مذکورہ آیت کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیمار اونٹ پانی کی چسکیاں لیتا رہتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ (ہیم) اونٹ کی ایک بیماری ہے جو اس میں سرایت کر جاتی ہے اور پھر اس کے سبب وہ سیراب نہیں ہوتا (یعنی اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی)۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْهِيْمِ۝ کا معنی ہیام الارض یعنی ریت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا الْهِيْمِ۝ سے مراد پیاسا اونٹ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ شُرْبَ الْهِيْمِ۝ سے مراد پیاسا اونٹ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے شُرْبَ الْهِيْمِ۝ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ ھیام ایک بیماری ہے جو اونٹوں کو لگتی ہے۔ اور جب وہ کسی کو لگ جائے تو پھر اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شُرْبَ الْهِيْمِ۝ یعنی شین کو مرفوع پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 229، دار احیاء التراث العربی بیروت    2۔ ایضاً    3۔ ایضاً

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

”بھلا دیکھو تو جو منی تم ٹپکاتے ہو۔ (اور سچ سچ بتاؤ) کیا تم اس کو (انسان بنا کر) پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم ہی نے مقرر کی ہے تمہارے درمیان موت اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اور تمہیں اچھی طرح علم ہے اپنی پہلی پیدائش کا پس تم (اس میں) کیوں غور وخوض نہیں کرتے۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے جو تم بوتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم ہی اس کو اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو چورا چورا بنا دیں پھر تم کف افسوس ملتے رہ جاؤ۔ (ہائے!) ہم تو قرضوں کے بوجھ تلے دب کر رہ گئے۔ بلکہ ہم تو ہیں ہی بڑے بد نصیب۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے پانی جو تم پیتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم ہی اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو کھاری بنا دیتے، پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے آگ کو جو تم سلگاتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے ہی بنایا ہے اس کو نصیحت اور فائدہ مند مسافروں کے لیے۔ تو (اے حبیب!) تسبیح کیجئے اپنے رب عظیم کے نام کی“۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حجر المرادی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اور میں نے آپ کی قرأت سنی جب کہ آپ رات کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے یہ آیت پڑھی: اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ تین بار فرمایا، بلکہ تو ہی (پیدا فرماتا ہے) اے میرے پروردگار! پھر یہ آیت پڑھی: ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ۔ تو پھر تین بار کہا بلکہ تو ہی (اگاتا ہے) اے میرے پروردگار! پھر یہ آیت پڑھی: ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ تو تین بار کہا: بلکہ تو ہی (بادل سے پانی اتارنے والا ہے) اے میرے پروردگار! پھر جب یہ آیت پڑھی ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ تو تین بار کہا: بلکہ تو ہی (نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے) اے میرے رب! (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ کا مفہوم ہے کہ ہم نے اہل زمین اور اہل آسمان کے لیے تقدیر بنادی ہے اس میں ان کے شرفا اور ضعفاء سب برابر ہیں۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے تمہارے درمیان موت کو بدیر یا جلدی مقرر کر دیا ہے۔ اور وَ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ کے متعلق فرمایا اور ہم تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جو ہم چاہیں۔ اور وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فرمایا: اور تمہیں اچھی طرح علم ہے اپنی پہلی پیدائش کا جب کہ تم کوئی شے نہ تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہے۔ (2)

امام بزار، ابن جریر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے اگایا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ میں نے کاشت کیا (یعنی زرعت کی بجائے حرثت کہنا چاہیے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی یہ کہے زرعت میں نے اگایا۔ بلکہ اسے یہ کہنا چاہیے: حرثت۔ میں نے بویا۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ کا معنی ہے کیا تم اسے اگاتے ہو۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ کا معنی ہے پھر تعجب کرتے رہو۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ کا معنی ہے پھر تم ندامت کا اظہار کرتے رہو پھر تم شرمندہ ہوتے رہو۔ (5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ کا مفہوم ہے بے شک ہم تو شر میں مبتلا ہو گئے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ بلکہ ہم تو خیر سے روک دیئے گئے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 231، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 232 5۔ ایضاً

اور ارشاد باری تعالیٰ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ میں مزن سے مراد بادل ہے، یعنی کیا تم نے بادل سے پانی اتارا ہے؟(1)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مزن سے مراد بادل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما دونوں سے یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب بھی پانی نوش فرماتے تھے تو یہ بعد میں دعا پڑھتے تھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا'' سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنی رحمت سے ہمیں انتہائی شیریں اور لذیذ پانی سے سیراب فرمایا اور ہمارے گناہوں کے سبب اسے نمکین اور کھاری نہیں بنایا۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً کا مفہوم ہے کہ یہ آگ ہمارے لیے بڑی آگ سے نصیحت ہے۔ وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ۝ فرمایا: یہ تمام کے تمام لوگوں کے لیے فائدہ مند اور نفع بخش ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ہر شہری اور دیہاتی کے لیے یہ سودمند ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً ہم نے ہی اسے بڑی آگ کے لیے نصیحت بنا دیا ہے۔ وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ۝ اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔(4)

عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً کا مفہوم ہے ہم نے ہی اسے بڑی آگ کے لیے نصیحت بنا دیا ہے۔ وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ۝ اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔ کتنی قومیں اور جماعتیں ہیں جنہوں نے سفر کیا، پھر ان کا توشہ ختم ہو گیا۔ پھر انہوں نے آگ جلائی، اس سے حرارت حاصل کی اور اس سے نفع اٹھایا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ۝ کا معنی ہے: اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فالتو پانی سے منع نہ کرو اور نہ ہی انہیں گھاس اور آگ سے روکو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے طاقت وروں کے لیے فائدہ مند اور کمزوروں کے لیے قوت اور طاقت بنایا ہے۔ اور ابن عساکر کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نفع حاصل کرنے والوں کے لیے ذریعہ قوام بنایا ہے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝۷۵ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ۝۷۶ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ۝۷۷ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ۝۷۸ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۝۷۹ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 233، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 235
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 236 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 36-235

الْعٰلَمِیْنَ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ۝ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝ فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ۝ وَ اَنْتُمْ حِیْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ۝ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۝

''پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ قرآن ہے بڑی عزت والا۔ ایک کتاب میں جو محفوظ ہے۔ اس کو نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں۔ یہ اتارا گیا ہے رب العالمین کی طرف سے۔ کیا تم اس قرآن کے بارے میں کوتاہی کرتے ہو۔ اور (اس کی بے پایاں برکتوں سے) تم نے اپنا یہی نصیب لیا ہے کہ تم اس کو جھٹلاتے رہو گے۔ پس تم کیوں لوٹا نہیں دیتے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ اور تم اس وقت (پاس بیٹھے) دیکھ رہے ہوتے ہو۔ اور ہم (اس وقت بھی) تم سے زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں البتہ تم دیکھ نہیں سکتے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فَلَاۤ اُقْسِمُ میں لا کو مد کے ساتھ اور اقسم کی الف کو مرفوع پڑھا ہے۔ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ (ستاروں کے ڈوبنے کی جگہیں) اس پر تمام کا اتفاق ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ اس سے مراد ستاروں کا جھرمٹ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النُّجُوْمِ سے مراد آسمان کے ستارے ہیں، یعنی میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں آسمان کے ستارے ڈوبتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد ستاروں کے ڈوبنے کی جگہیں ہیں۔ فرمایا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد قیامت کے دن ستاروں کا گرنا اور بکھرنا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد ستاروں کے غروب ہونے کی جگہیں ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد ستاروں کی منازل ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد قرآن ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ۝ فرمایا: مراد قرآن ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 239، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 238 3۔ ایضاً

(یعنی اگر تم سمجھو تو یہ قرآن بہت بڑی قسم ہے)۔(1)

امام نسائی، ابن جریر، محمد بن نصر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شب قدر میں ایک ہی بار سارا قرآن کریم آسمان علیا سے آسمان دنیا کی طرف نازل کیا گیا۔ پھر اسے سالوں میں تقسیم کر دیا گیا (2) اور ایک روایت میں ہے۔ پھر آسمان دنیا سے زمین کی طرف تھوڑا تھوڑا بتدریج نازل ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۟۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۟ سے مراد نجوم القرآن (قرآن کے ستارے، آیات) ہیں جب وہ نازل ہوتا ہے۔

امام ابن منذر، ابن انباری نے کتاب المصاحف میں اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار آسمان دنیا پر نازل کیا گیا۔ پھر وہاں سے زمین کی طرف تدریجاً تین آیات پانچ پانچ یا اس سے کم وبیش کر کے نازل کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۟۔

امام فریابی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت منہال بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا: معنی یہ ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں محکم قرآن کی جو کہ حضور نبی کریم ﷺ پر تدریجاً نازل ہو رہا ہے۔

امام ابن نصر اور ابن ضریس نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں محکم قرآن کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میں قسم کھاتا ہوں مستقر الکتاب کی، اس کے اول و آخر کی۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۟ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۟ کے بارے فرمایا (بے شک یہ عزت و شان والا قرآن ایک کتاب میں ہے جو محفوظ ہے) تو فرمایا كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۟ سے مراد لوح محفوظ ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۟ فرمایا وہ ملائکہ علیہم السلام ہیں جو گناہوں سے پاک ہیں۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے المعرفہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: قرآن اپنی کتاب میں ہے اور مکنون وہ ہے جسے مٹی اور غبار میں سے کوئی شے مس نہیں کر سکتی۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۟ فرمایا وہ ملائکہ علیہم السلام ہیں جو پاک ہیں اور اسے صرف وہی چھوتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۟ سے مراد تورات اور انجیل ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۟ فرمایا: الْمُطَهَّرُوْنَ ۟ سے مراد تورات و انجیل کو اٹھانے والے ہیں۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 239، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 238، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 40-239
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 241

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے المعرفہ میں کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کتاب جو آسمان میں نازل کی گئی اسے فرشتوں کے سوا کوئی نہیں چھوتا۔(2)

سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد ملائکہ علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا: وہ کتاب جو رب العالمین کے پاس ہے، اسے نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں یعنی ملائکہ۔ اور جو تمہارے پاس ہے اسے مشرک، پلید اور ناپاک منافق بھی چھوتے رہتے ہیں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے پاس پاکیزہ صحائف میں ہے۔ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے نہیں چھوتے مگر وہی جو مقربین ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ اپنے گھر سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے آپ سے عرض کی: اے ابو عبداللہ! اگر آپ وضو فرمالیں اور پھر آپ فلاں فلاں سورت ہم پر پڑھیں۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے بارے میں یہ فرمایا ہے: فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وہ وہ کتاب ہے جو آسمان میں ہے اسے سوائے ملائکہ علیہم السلام کے اور کوئی نہیں چھوتا۔ بعد ازاں آپ نے قرآن میں سے وہ ہم پر پڑھا جو ہم نے چاہا اور جس کی طلب کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کا مطلب ہے (بے شک یہ قرآن کریم) آسمان میں ہے۔ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے ملائکہ علیہم السلام کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد ملائکہ علیہم السلام ہیں تم نہیں ہو اے گناہ والو!(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت نعیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 241، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 240 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 241

4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 263 (1327)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 207 (35381)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نے اس آیت کے بارے سنا ہے وہ بہت اچھا اور حسین ہے کہ یہ آیت لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس آیت کی طرح ہے جو سورۂ عبس میں ہے فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (عبس)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ باوضو آدمی کے سوا کوئی مصحف (قرآن کریم) کو نہیں چھوئے گا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی داؤد اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ بیان کیا ہے کہ عمرو بن حزم کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے لکھ کر بھیجا کہ تو سوائے پاکیزہ حالت (باوضو) کے قرآن کریم کو مس نہ کر۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے نکلے اور ہم سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ ہماری طرف آئے۔ تو ہم نے کہا: اگر آپ وضو کر لیتے تو ہم آپ سے قرآن کریم میں سے کچھ اشیاء کے بارے پوچھتے۔ تو آپ نے فرمایا: تم مجھ سے پوچھو۔ کیونکہ میں اسے مس نہیں کروں گا۔ بے شک اسے تو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم کو نہیں چھوئے گا مگر وہی جو پاک (باوضو) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو ان کے معاہدہ میں یہ لکھا کہ قرآن کریم کو کوئی مس نہیں کرے گا مگر وہی جو طاہر (پاک) ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن حزم انصاری سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف لکھا کہ سوائے پاکیزہ حالت کے وہ قرآن کریم کو مس نہ کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مُّدْهِنُوْنَ کا معنی ہے جھٹلانے والے۔ یعنی کیا تم اس قرآن کی تکذیب کرتے ہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم ارادہ رکھتے ہو کہ تم اس کے بارے میں اکتاہٹ کا اظہار کرو اور ان کی طرف جھک جاؤ۔(4)

امام مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مقدس میں لوگوں پر بارش برسی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے صبح کی ہے اس حال میں کہ ان میں بعض شکر کرنے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 283، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519 (3782)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 242، بیروت 4۔ ایضاً

والے ہیں اور بعض ناشکری کرنے والے ہیں۔ بعض نے کہا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ اور بعض نے کہا فلاں ستارہ درست ہے۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۙ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ۙ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ۙ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۙ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝۔(1)

امام ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت پڑھتے تھے وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اور فرماتے: بے شک تم بارشوں کو جھٹلاتے ہو۔ اور جس قوم پر بھی بارش برسائی گئی ان میں سے بعض انکار کرتے ہوئے یہ کہنے لگتے تھے کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شدید گرمی کے موسم میں سفر کیا اور لوگ ایک ایسی جگہ پر اترے جہاں پانی نہیں تھا۔ تو انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پانی کا مطالبہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: شاید اگر میں ایسا کر دوں اور تم پیاس بجھالو۔ تو پھر تم یہ کہو: یہ فلاں فلاں ستارے کے سبب ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ یہ ستاروں کا وقت نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگایا۔ اس سے وضو کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ پس ہوا چلی، بادل اکٹھے ہوئے اور انہوں نے بارش برسائی۔ یہاں تک کہ ہر وادی بہہ پڑی اور انہیں یقین ہو گیا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے پیالے کو بھر کر یہ کہنے لگا: یہ فلاں ستارے کے سبب ہوئی ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝۔

ابن ابی حاتم نے ابوحزرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت غزوۂ تبوک کے دوران انصار میں سے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ لوگ حجر میں اترے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس کے پانی میں سے کچھ بھی (ساتھ) نہ اٹھائیں۔ آپ چلے پڑے اور ایک دوسری منزل میں جا اترے۔ وہاں ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پانی کا شکوہ کیا۔ آپ ﷺ اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھنے لگے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجا اور اس نے ان پر بارش برسا دی یہاں تک کہ وہ خوب سیراب ہو گئے۔ تو انصار میں سے ایک آدمی نے اپنی ہی قوم کے ایک دوسرے آدمی سے کہا: وہ آدمی نفاق کے ساتھ متہم کیا جاتا تھا۔ تیرے لیے ہلاکت ہے، تو دیکھ رہا ہے کہ جونہی حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے ہم پر بارش برسا دی۔ تو اس نے کہا: بے شک فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝۔

---

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2-1، صفحہ 54 (127)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، ابن منیع، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: تمہارا شکر یہ ہے کہ تم کہتے ہو: ہم پر فلاں فلاں ستارے اور فلاں فلاں نجم کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی رات بھی قوم پر بارش نہیں برسائی گئی مگر قوم نے اس کے ساتھ کفر کرتے ہوئے صبح کی۔ پھر فرمایا: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝ کہ کہنے والا کہہ دیتا ہے: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدس میں لوگوں پر بارش برسائی گئی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے صبح کی اس حال میں کہ بعض ان میں سے شکر کرنے والے ہیں اور بعض ان میں سے کفر اور ناشکری کرنے والے تھے۔ بعض نے کہا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور بعض نے کہا فلاں ستارہ سچا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ یہاں تک کہ اس آیت تک (وحی) پہنچ گئی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝۔(3)

امام ابو عبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ مذکورہ آیت پڑھتے تھے اور فرماتے تھے مراد ستارے ہیں۔ کسی قوم کو بارش نہیں دی گئی مگر ان میں سے بعض کافر ہو گئے اور وہ کہنے لگتے ہیں ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ...... الآیہ"(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی صرف تھوڑی سی آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ ان میں سے یہ بھی ہے: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ تم نے اپنا شکر یہی بنایا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح قرأت فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں سورۂ واقعہ پڑھی اور اس طرح یہ آیت پڑھی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: بلاشبہ میں یہ جانتا ہوں کہ کوئی کہنے والا کہے گا کہ انہوں نے یہ آیت اس طرح کیوں پڑھی ہے؟ تو میں نے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 374 (3295)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 244، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 45، صفحہ 91، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243

رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے۔ جب لوگوں پر بارش برسائی جاتی تو وہ کہتے ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش عطا کی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مُطِرْتُمْ تُكَذِّبُوْنَ اور تم نے اپنا شکر یہی بنا رکھا ہے کہ جب تم پر بارش برسائی جاتی ہے تو تم اس کی تکذیب کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: وَ تَجْعَلُوْنَ شکر کم اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنا برا ہے اس قوم کے لیے جس نے کتاب اللہ سے سوائے تکذیب کے اپنے لیے کوئی حصہ نہیں بنایا۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں سے بارش روک لی گئی اور وہ قحط زدہ ہو گئے۔ تو انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ اگر آپ ہمارے لیے بارش کی دعا مانگیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ قوم کو پانی سے سیراب کر دیا جائے تو وہ یہ کہنے لگیں: ہمیں تو فلاں فلاں ستارے کے سبب سیراب کیا گیا ہے، بارش عطا کی گئی ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے بارش کے لیے دعا مانگی تو ان پر بارش برسا دی گئی۔ پھر ایک آدمی نے یہ کہا: کہ فلاں فلاں ستارے ابھی تک باقی تھے (یعنی ان کے سبب یہ بارش برسائی گئی ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ستاروں کے بارے میں وہ یہ کہتے: ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے اور آپ کہتے ہیں: تم کہو بارش اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور وہ اس کا رزق ہے۔(2)

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ستاروں سے بارش طلب کرنا تم نے اپنا حصہ بنا رکھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تم نے اس سے اپنا حصہ یہ بنا رکھا ہے کہ تم جھٹلاتے رہو گے۔ حضرت عوف نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب بارش برسائی جاتی تو مشرکین عرب کہتے: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، دارمی، نسائی، ابو یعلیٰ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے بارش روک لے پھر اسے برسانے لگے۔ تو یقیناً ایک گروہ کافر ہو جائے، اور وہ کہیں یہ ذبح یعنی دبران ستارے کے سبب ہوئی ہے۔(3)

امام مالک، عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے بارش کے نشانات پر ہمیں صبح کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 244
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 284، دار الکتب العلمیہ بیروت

نماز پڑھائی۔ پھر جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا جو کچھ تمہارے رب نے اس آیت میں کہا ہے: میں نے اپنے بندوں پر کوئی نعمت نہیں فرمائی۔ مگر ان میں سے ایک فریق اس کے ساتھ کفر کرنے لگا۔ پس جو میرے ساتھ ایمان لایا اور پانی عطا فرمانے پر میری حمد بیان کی، تو وہی وہ ہے جو میرے ساتھ ایمان لایا اور اس نے ستارے کے ساتھ کفر کیا (یعنی اس کا انکار کیا) اور جس نے یہ کہا: ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش عطا کی گئی ہے۔ تو وہی وہ ہے جو ستارے کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے میرے ساتھ کفر کیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش حاصل کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور وہ اس ستارے کے ساتھ ایمان لائے۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے سیراب فرمایا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے اس ستارے کے ساتھ کفر کیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن محیریز رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے انہیں بلایا اور کہا: اگر تو علم نجوم سیکھتا تو میں تیرے علم میں اضافہ کر دیتا۔ تو انہوں نے جواباً کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں کا زیادہ خوف ہے وہ تین ہیں حکمرانوں کا ظلم کرنا، تقدیر کی تکذیب کرنا اور ستاروں کے ساتھ ایمان لانا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت رجاء بن حیوہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کے بارے میں اپنی امت پر خوف کھاتا ہوں۔ وہ یہ ہے ستاروں کی تصدیق کرنا، تقدیر کو جھٹلانا اور ائمہ وقت کا ظلم کرنا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت جابر سوائی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں تین چیزوں کا خوف ہے: یعنی ستاروں سے بارش طلب کرنا، سلطان وقت کا ظلم کرنا اور تقدیر کو جھٹلانا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ قحط زدہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنے رزق خاص میں سے رزق نازل فرماتا ہے۔ تو وہ لوگ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ عرض کی گئی: وہ کیسے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: وہ کہنے لگتے ہیں: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو صبح کے وقت یا شام کے وقت نعمت (بارش) سے نوازتا ہے۔ تو وہ قوم اس کے ساتھ کفر کرنے لگ جاتی ہے

---

1۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 227، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 429، دار صادر بیروت

اور وہ کہتے ہیں: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہمیں بارش عطا کی گئی ہے۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما "وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ" کے تحت فرماتے ہیں یہ آیت اس بارے میں ہے کہ جو تم پر بارش اور رحمت نازل کی گئی ہے۔ اس کے بارے وہ کہتے ہیں: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے اور یہی ان کی طرف سے اس نعمت کے ساتھ کفر اور انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی قوم پر بارش نہیں برسائی گئی مگر ان میں سے بعض کافر ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: "وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ"(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے لوگوں پر بارش برسائی جاتی تھی اور وہ کہتے تھے ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے۔(4)

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ۝ الآیات

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: لوگوں میں سے کسی بندے کی پہچان کب ختم ہو جاتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اس کی نظر ٹھہر جائے (یعنی وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے)(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب المحتضرین میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے پاس حاضر رہو اور انہیں نصیحت کرو۔ کیونکہ وہ وہ کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابوبکر مروزی رحہم اللہ نے کتاب الجنائز میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے قریب الموت لوگوں کے پاس حاضر رہو اور انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور انہیں کہا جا رہا ہوتا ہے۔(6)

امام سعید بن منصور اور مروزی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے قریب الموت لوگوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ تلقین کرو اور اطاعت و فرمانبرداری کرنے والوں سے جو تم سنتے ہو اسے سمجھو۔ کیونکہ ان کے لیے امور صادقہ (حقائق) ظاہر کر دیئے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور ابویعلی نے حضرت ابو یزید اقاشی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ملک الموت علیہ السلام کو فرماتا ہے میرے ولی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 27، صفحہ 244
5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 211 (1453)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 446 (10858)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

(دوست) کی جانب جا اور اسے میرے پاس لے آ، کیونکہ میں نے خوشحالی اور تنگدستی میں اسے آزمایا ہے اور میں نے اسے ویسے ہی پایا جو میں پسند کرتا ہوں۔ پس تو اسے میرے پاس لے آ تاکہ میں اسے دنیا کی پریشانیوں اور غموں سے راحت اور سکون عطا فرماؤں۔ چنانچہ ملک الموت علیہ السلام اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور ان کے ساتھ پانچ سو ملائکہ بھی ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے اور ان کے پاس پھولوں کے گلدستے ہوتے ہیں۔ اس پھول کی اصل ایک ہوتی ہے۔ لیکن اس کے اوپر سرے پر بیس رنگ ہوتے ہیں۔ ان میں ہر رنگ کی ایک خوشبو ہوتی ہے جو ساتھ والے دوسرے رنگ سے جدا اور علیحدہ ہوتی ہے۔ ان کے پاس سفید ریشم ہوتا ہے۔ اس میں کستوری کی خوشبو ہوتی ہے۔ پس ملک الموت علیہ السلام اس کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملائکہ اسے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے اعضاء میں سے کسی عضو پر رکھتا ہے اور وہ سفید ریشم اور خوشبودار کستوری اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتا ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس وقت اس کا نفس جنت کی طرف دیکھنے میں مشغول کر دیا جاتا ہے کہ کبھی وہ جنت میں موجود بیویوں کی طرف دیکھتا ہے کبھی اس کے لباس اور کپڑوں کا نظارہ کرتا ہے اور کبھی اس کے پھلوں میں نظر جما لیتا ہے۔ جیسا کہ جب کوئی بچہ رونے لگے تو اس کے گھر والے اسے مشغول کر دیتے ہیں اور اس کی ازواج اس وقت دل و جان سے اس کی مشتاق ہوتی ہیں اور روح خوشی و مسرت سے اچھلنے لگتی ہے اور ملک الموت علیہ السلام اسے کہتے ہیں: اے پاکیزہ روح تو نکل آ بے خار بیری کی طرف، لمبے لمبے کیلوں کی طرف اور جاری پانی کی طرف۔ اور ملک الموت علیہ السلام اس وقت اس سے بھی زیادہ مہربان ہوتا ہے جتنا ماں اپنے بچے کے ساتھ شفقت اور محبت کا اظہار کرتی ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ روح اپنے رب کی بارگاہ میں محبوب ہے اور اللہ کے ہاں معزز و محترم ہے۔ پس وہ اس روح کے ساتھ اپنے لطف و مہربانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی آرزو کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اس روح کو اس طرح نکالتا ہے جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ جونہی اس کی روح نکلتی ہے تو اس کے اردگرد کھڑے ملائکہ کہتے ہیں: سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ (النحل) ((اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے) اور اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ (النحل: 32) (وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں (اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر)

پھر اگر وہ مقربین میں سے ہو تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور نعمتوں بھری جنت ہوتی ہے۔ فرمایا موت کی تلخی اور شدت سے اس کے لیے راحت ہوتی ہے اور جسم سے خارج ہوتے ہی اسے پھولوں کے گلدستے پیش کیے جاتے ہیں۔ اور نعمتوں بھری جنت اس کے سامنے ہوتی ہے۔ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو روح جسم کو کہتی ہے۔ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں جلدی کرتا رہا اور اس کی نافرمانی اور گناہ سے بچتا رہا اور دور رہا۔ سو آج تیرے لیے مبارک ہے تو خود بھی نجات پا گیا اور مجھے بھی نجات دلائی اور جسم روح کو بھی اسی طرح کہتا ہے اور اس زمین کے قطع اس پر رونے لگتے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتا تھا اور آسمان کے ہر دروازے سے اس عمل

بلندی کی جانب چڑھتا ہے اور چالیس راتوں تک اس کا رزق اس سے اترا رہا ہے اور جب ملائکہ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو پانچ سو ملائکہ اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی انسان اس کی طرف اور پہلو تبدیل نہیں کرتا مگر ملائکہ ان سے پہلے اسے بدل لیتے ہیں۔ اور انسانوں کے کفن پہنانے سے پہلے ملائکہ اپنے کفن اسے پہنا دیتے ہیں۔ اور ان کے حنوط لگانے سے قبل ملائکہ جنت کا حنوط لگا دیتے ہیں۔ اور اس کے گھر کے دروازے سے لے کر اس کی قبر تک ملائکہ دو رویا صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور دعائے مغفرت کرتے ہوئے اس کا استقبال کرتے ہیں۔

اس وقت ابلیس انتہائی سخت چیخ لگاتا ہے۔ اس کے سبب اس کے جسم کی بعض ہڈیاں گر جاتی ہیں اور وہ اپنے لشکر کو کہتا ہے: تمہارے لیے ہلاکت اور بربادی ہو۔ یہ آدمی تم سے کیسے خلاصی اور نجات پا گیا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں: بے شک یہ آدمی (گناہوں سے) محفوظ و مامون رہا۔ اور جب حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی روح لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ہمراہ اس کا استقبال کرتے ہیں اور وہ تمام مل کر اسے رب کریم کی بارگاہ میں لاتے ہیں۔ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام عرش تک پہنچتے ہیں تو روح اپنے رب کے لیے سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ملک الموت علیہ السلام سے فرماتا ہے: میرے بندے کی روح کو لے جاؤ اور اسے بے خار بیریوں، کیلے کے گچھوں، لمبے لمبے سایوں اور جاری پانیوں میں رکھ دو۔ اور جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو نماز آ جاتی ہے اور وہ اس کی دائیں جانب ہو جاتی ہے، روزے آتے ہیں اور وہ اس کی بائیں جانب ہو جاتے ہیں، قرآن کریم اور ذکر آتا ہے اور یہ دونوں اس کے سر کی جانب ہو جاتے ہیں اور نماز کی طرف اس کا چل کر جانا آ جاتا ہے اور وہ اس کے پاؤں کی طرف ہوتا ہے۔ اور صبر آتا ہے اور وہ قبر کے کنارے پر ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عذاب کا پہلا حصہ بھیجتا ہے وہ دائیں جانب سے اس کی طرف آتا ہے۔ تو نماز اسے کہتی ہے: پیچھے ہٹ جا۔ بے شک یہ اپنی ساری عمر مشقت کرتا رہا۔ اور جب سے اسے قبر میں رکھا گیا ہے اس نے راحت اور سکون پایا ہے۔ پھر وہ بائیں جانب سے اس کے پاس آتا ہے تو روزہ اسی طرح اسے کہتا ہے پھر وہ سر کی جانب سے آتا ہے تو وہ اسے اسی کی مثل کہتا ہے۔ تو نتیجۃً کسی جانب سے بھی عذاب اس کے پاس نہیں آ سکتا۔ پھر وہ تلاش کرتا رہتا ہے کہ کیا کسی طرف سے عذاب کے لیے اترنے کی گنجائش ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ کا ولی یہ جان لیتا ہے کہ طاعت و ریاضت نے اسے بچا لیا ہے۔ تو بس جونہی وہ دیکھتا ہے عذاب اس سے نکل جاتا ہے اور صبر تمام اعمال کو کہتا ہے کہ بے شک اس نے مجھے روکا نہیں کہ میں بذات خود اس سے ملوں مگر میں نے اسے دیکھ لیا ہے جو تمہارے پاس ہے۔ پس اگر تم عاجز آ جاتے تو میں اس کا ساتھی ہوتا۔ لیکن جب تم نے اسے جزا دلا دی ہے۔ تو میں اس کے لیے ذخیرہ ہوں پل صراط کے پاس اور اس کے لئے ذخیرہ ہوں میزان کے پاس۔ پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس کی طرف بھیجتا ہے۔ ان کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح ہیں، ان کی آواز سخت گرج کی طرح ہے، ان کے نوکیلے دانت مرغ کی خاروں کی طرح ہیں، ان کی سانس شعلے کی مانند ہے جو اپنے بالوں کو درست کیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت ہے۔ مومنین کے سوا کسی کے لئے ان میں رأفت و رحمت نہیں رکھی گئی۔ انہیں منکر اور نکیر کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں گرز ہوتا ہے۔ اگر اس پر

جن وانس تمام جمع ہو جائیں تو وہ اس پر غالب نہ آسکیں۔ پس وہ دونوں اسے کہتے ہیں: بیٹھ جاؤ۔ تو وہ اپنی قبر میں سیدھا بیٹھ جاتا ہے اور اس کے کفن اس کی کوکھ میں گر جاتے ہیں اور وہ اس سے یہ سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ انہیں جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے جو وحدہ لاشریک ہے، اسلام میرا دین ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ میرے نبی ہیں اور وہی خاتم النبیین ہیں۔ تو وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: تو نے سچ کہا ہے۔ پھر وہ قبر کو دھکیلتے ہیں اور اسے سامنے کی طرف سے، پیچھے کی جانب سے، دائیں اور بائیں سے، اس کے سر کی جانب سے اور اس کے پاؤں کی جانب سے وسیع اور کشادہ کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں: اپنی اوپر کی جانب دیکھ۔ وہ دیکھتا ہے تو اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ پس وہ اسے کہتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! یہ تیری منزل ہے اس لیے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے۔ چنانچہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اس کے دل کو ایسی فرحت ومسرت حاصل ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ پھر اسے کہا جاتا ہے اپنے نیچے کی جانب دیکھ۔ وہ نیچے کی طرف دیکھتا ہے۔ تو جہنم کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تو نے اس سے نجات پالی ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس وقت بھی اس کے دل کو ایسی فرحت اور سرور حاصل ہوتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف ستتر دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا اسے آتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھا کر جنت کی طرف لے جائے گا۔

رہا کافر! تو اللہ تعالیٰ حضرت ملک الموت علیہ السلام کو فرماتا ہے اور ملک الموت کے لیے (دروازے) کھول دیتا ہے کہ میرے بندے کی طرف جا اور اسے میرے پاس لے آ۔ کیونکہ میں نے اسے اپنا وسیع رزق عطا فرمایا اور اپنی نعمتیں اس پر نچھاور کیں۔ لیکن اس نے میری نافرمانی اور گناہ کے سوا ہر شے کا انکار کیا۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں آج اس سے انتقام لوں گا۔ پس حضرت ملک الموت علیہ السلام انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ صورت میں اس کی طرف آتا ہے کہ لوگوں میں سے کسی نے کبھی ایسی صورت نہیں دیکھی۔ اس کی بارہ آنکھیں ہوتی ہے اور اس کے ساتھ بہت سی کانٹوں والی آگ کی سلاخیں ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ پانچ سو ملائکہ ہوتے ہیں۔ ان کے پاس تانبہ اور جہنم کے انگاروں میں سے انگارے ہوتے ہیں اور ان کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو بھڑک رہے ہوتے ہیں۔ اور ملک الموت علیہ السلام ان سلاخوں کے ساتھ ایک ضرب اسے لگاتے ہیں۔ تو ان سلاخوں میں سے ہر کانٹے کی جڑ ہر بال اور رگوں میں سے ہر رگ میں پیوست ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اسے شدت کے ساتھ بل دیتے ہیں۔ اور اس کی روح کو اس کے پاؤں کے ناخنوں سے کھینچ لیتے ہیں اور اسے اس کی ایڑی میں ڈال دیتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا دشمن سخت تکلیف اور بیہوشی میں ہو جاتا ہے اور ملائکہ اپنے کوڑوں کے ساتھ اس کے چہرے اور دبر پر مارتے ہیں۔ پھر اسی طرح اس کی کوکھ اور اس کے سینے تک لے جاتے ہیں۔ پھر اسے حلق تک کھینچ لاتے ہیں۔ پھر ملائکہ وہ تانبہ اور جہنم کی آگ کے انگارے اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام اسے کہتے ہیں: اے لعنتی اور ملعون نفس! تو نکل آ جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں، نہ یہ ٹھنڈا ہوگا نہ

آرام دہ۔ جب ملک الموت علیہ السلام روح کو قبض کر لیتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے میری جانب بری جزا دے۔ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کی طرف تیزی سے بڑھتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے اطاعت وفرمانبرداری سے سستی اور غفلت برتتا رہا۔ نتیجۃً تو خود بھی ہلاک ہوا اور تو نے مجھے بھی ہلاک کیا اور جسم بھی روح کو اسی طرح کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کرتا رہا تھا وہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور ابلیس کے لشکر اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور اسے بشارت اور مبارک دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے بنی آدم میں سے آدمی کو آگ میں ڈال دیا ہے۔ اور جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور دائیں جانب کی بائیں جانب میں اور بائیں کی دائیں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سیاہ رنگ کے سانپ بھیج دیتا ہے جو اسے ناک کی بنی اور پاؤں کے انگوٹھے کے پکڑ لیتے ہیں اور اس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور اس کے وسط میں پہنچ کر آپس میں مل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو اسے کہا جاتا ہے: نہ تو نے خود جانا اور نہ تو نے کسی کی اتباع کی۔ پھر وہ اسے سخت مارنے لگتے ہیں اور اس کی قبر میں شرارے اڑنے لگتے ہیں۔ پھر وہ اپنی حالت پر لوٹ آتا ہے۔ وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: اوپر کی جانب دیکھ۔ چنانچہ وہ دیکھتا ہے اور جنت کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے دشمن! اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا تو تیرا مقام یہ ہوتا۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس دل کو ایسی حسرت پہنچتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ کے دشمن! یہ تیرا مقام ہے کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ پھر اس کے لیے ستتر دروازے جہنم کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کی گرمی اور جھلسا دینے والی گرم لو اسے آتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھا کر جہنم کی طرف لے جائے گا۔

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

"پس اگر تم کسی کے پابند حکم نہیں ہو۔ تو پھر کیوں نہیں لوٹا دیتے (مرنے والے کی روح) اگر تم سچے ہو۔ پس وہ (مرنے والا) اگر اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا۔ تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت

ہوگی۔اور اگر وہ اصحاب یمین (کے گروہ) سے ہوگا۔تو (اسے کہا جائے گا) تمہیں سلام ہو اصحاب یمین کی طرف سے۔اور اگر وہ (مرنے والا) جھٹلانے والے گمراہوں سے ہوگا۔تو اس کی مہمانی کھولتے پانی سے ہوگی۔اور داخل ہونا پڑے گا اسے بھڑکتے دوزخ میں۔بے شک (جو بیان ہوا) یہ یقیناً حق ہے۔پس (اے حبیب!) پاکی بیان کیجئے اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۝ کا معنی ہے غیر محاسبین یعنی جن کا محاسبہ نہ ہو۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۝ کا معنی ہے جن کا محاسبہ نہ ہو اور تَرْجِعُوْنَهَآ کا معنی ہے، تو پھر نفس یعنی روح (کیوں نہیں لوٹا دیتے)(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۝ کا معنی ہے: غیر موقنین جو پابند نہ ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کہ اگر تم قیامت کے دن نہیں اٹھائے جاؤ گے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۝ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ یہ نعمتیں ان کے لیے موت کے وقت ہوں گی۔ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ۝ اور جنت اس کے لیے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک چھپا لی جائے گی۔ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ۝ فرمایا یہ اذیت اور تکلیف اس کے لیے موت کے وقت ہو گی۔ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ۝ فرمایا: جہنم اس کے لیے اسے دوبارہ زندہ کیے جانے کے دن تک چھپا دی جائے گی۔(4)

امام ابو عبید نے فضائل میں، امام احمد، عبد بن حمید اور بخاری نے تاریخ میں، ابو داود، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، حاکم اور آپ نے کہا ہے: یہ روایت صحیح ہے، ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت اس طرح پڑھتے سنا ہے: فَرُوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ یعنی آپ فروح میں را کو مرفوع پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس سورۂ واقعہ پڑھی۔جب میں اس آیت فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَرُوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 245، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً
3۔ایضاً، جلد 27، صفحہ 246
4۔کتاب الزہد، صفحہ 410، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 175 (2938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے عوف سے اور انہوں نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ راء کے رفع کے ساتھ فَرُوْحٌ پڑھتے تھے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فَرُوْحٌ پڑھتے تھے اور فرماتے اس کا معنی رحمت ہے۔ فرمایا: اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ یہی پڑھتے اور فرماتے اس کا معنی راحت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَرَوْحٌ کا معنی راحت ہے اور سَیْحَانٌ کا معنی راحت طلب کرنا یعنی استراحت ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سَیْحَانٌ سے مراد دنیا سے راحت پانے اور وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ کے بارے آپ فرماتے تھے کہ اس سے مراد مغفرت اور رحمت ہے۔ (2)

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید نے مسند میں، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُسْتَرِیْحٌ وَّ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ'' یعنی راحت پانے والا ہے اور اس سے راحت پائی گئی ہے۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مستریح کون ہے اور مستراح منہ کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندۂ مومن دنیا کی مشقت اور اس کی اذیتوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کی طرف راحت پالیتا ہے اور فاسق و فاجر بندے سے دوسرے بندے، شہر، درخت اور جانور راحت پالیتے ہیں۔ (3)

امام قاسم بن مندہ رحمہ اللہ نے کتاب الاحوال والایمان بالسوال میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے بندۂ مومن کو وفات کے وقت روح (راحت) ریحان (خوشبودار غذائیں) اور جنت نعیم (سرور والی جنت) کی بشارت دی جائے گی۔ اور بندۂ مومن کو قبر میں سب سے پہلے یہ بشارت دی جائے گی کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی بشارت ہو۔ تیرا آنا خوب ہے مرحبا، خوش آمدید، تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے جس نے تجھے تیری قبر تک پہنچایا ہے جس نے تیرے لیے شہادت دی اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کر دی اور جس نے تیرے لیے استغفار کیا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الروح سے مراد فرحت اور خوشی ہے اور سَیْحَانٌ سے مراد رزق ہے۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَرَوْحٌ وَّ سَیْحَانٌ کا معنی ہے اس غم سے نجات پانا جس میں وہ پہلے مبتلا تھے اور کام اور عمل سے راحت پانا کہ وہ نہ نماز پڑھیں گے اور نہ روزے رکھیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ روح سے مراد استراحت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ موطا امام مالک، صفحہ 224، وزارت تعلیم اسلام آباد 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247

رَیۡحَانٌ سے مراد رزق ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو القاسم بن مندہ رحمہم اللہ نے کتاب السؤال میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ یہ آخرت میں ہوگی۔ قوم کے بعض افراد نے آپ سے استفسار کیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! موت کے وقت انہیں اس (نوید) سے خوش کیا جائے گا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَیۡحَانٌ سے مراد رزق ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الروح سے مراد رحمت ہے اور رَیۡحَانٌ تو یہ پھول ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الروح سے مراد رحمت ہے۔ اور رہا رَیۡحَانٌ تو آدمی موت کے وقت اسے جا ملتا ہے۔(3)

امام مروزی نے جنائز میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مومن کی روح اس کے جسم سے ریحانہ میں نکلتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، عبد اللہ بن احمد رحمہم اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بندۂ مومن کو جب موت آتی ہے تو وہ جنتی ریحان کے گلدستے کو پاتا ہے اور اس کی روح اس میں رکھ دی جاتی ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے بیان کیا ہے کہ مقربین میں سے کوئی بھی دنیا سے جدا نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت کے ریحان (خوشبودار پودا) سے ایک ٹہنی لائی جاتی ہے۔ وہ اسے سونگھتا ہے پھر اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کو بندۂ مومن کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو وہ جنت سے ریحان لے کر آتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس میں اس کی روح قبض کر لے۔ اور جب کافر کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ جہنم سے دھاری دار کپڑا لاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس کی روح اس میں قبض کر لے۔

امام بزار اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندۂ مومن جب قریب الموت ہو۔ تو ملائکہ ریشم لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔ اس میں کستوری اور ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں اور اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے جیسے آٹے سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: اے پاکیزہ نفس! تو نکل آ اللہ تعالیٰ کی جانب سے راحت و کرامت کی طرف اس حال میں کہ تو اپنے رب سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ اور جب اس کی روح نکل آتی ہے تو اسے اس کستوری اور ریحان پر رکھا جاتا ہے اور اوپر سے ریشم کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 248، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 247 5۔ ایضاً

پھر اسے علیین کی طرف لیجایا جاتا ہے۔ اور جب کافر کی موت قریب آتی ہے تو فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں جس میں آگ کے انگارے ہوتے ہیں اور اس کی روح کو شدت اور سختی کے ساتھ کھینچا جاتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے اے خبیث اور ناپاک روح! نکل آ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسوائی اور ذلت کی طرف اور اس کے عذاب کی طرف۔ اس حال میں کہ تو اس سے ناراض ہے اور وہ تجھ پر ناراض ہے۔ اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اسے ان انگاروں پر رکھا جاتا ہے۔ اور اس پر جوش مارنے اور کھولنے لگتی ہے۔ اور اسے اوپر سے ٹاٹ کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے اور اسے سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بندہ مومن اپنی موت کے وقت جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو اور جنت کے پھولوں میں سے خاص پھول کا استقبال کرتا ہے اور اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور اسے جنت کے ریشم میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اس پر خوشبو چھڑکی جاتی ہے اور ریحان میں لپیٹ دی جاتی ہے۔ پھر ملائکہ رحمت اسے لے کر اوپر کی جانب چڑھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے علیین میں رکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ کے تحت فرمایا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام لے کر آتے ہیں اور اس پر سلام پیش کرتے ہیں اور اسے یہ خبر دیتے ہیں کہ وہ اصحاب یمین میں سے ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے (کہ وہ) سلامت اور محفوظ ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے اس پر سلام پیش کیا ہے۔(2)

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کوئی کافر دار دنیا سے نہیں نکلے گا۔ یہاں تک کہ وہ کھولتے پانی کا پیالہ پی لے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ شراب پیتا ہو اس کا چہرہ جہنم (کی آگ) کے انگاروں سے زخمی ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ یہ حکم اس کے لیے دنیا میں ہے۔ اسی طرح وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ یہ حکم بھی دنیا میں پورا ہوگا۔

امام احمد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مجھے فلاں بن فلاں نے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کو ناپسند کیا، سو قوم روتے ہوئے گر پڑتی ہے اور وہ کہنے لگتی ہے اور بے شک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح نہیں۔ بلکہ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 249

کوئی قریب الموت ہو۔ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ تو جب اسے یہ بشارت دی جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ اور جب اسے یہ خبر سنائی گئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: فَلَوْ لَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ پھر ارشاد فرمایا: جب کوئی موت کے قریب ہوتو اسے یہ کہا جاتا ہے: پھر اگر وہ اصحاب یمین میں سے ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ اور اگر وہ اصحاب شمال (بائیں ہاتھ والوں) سے ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کیا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کیا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: بے شک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ معنی نہیں۔ بلکہ بندۂ مومن پر جب موت قریب آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رضا اور عزت و کرامت کی بشارت دی جاتی ہے۔ تو اس وقت جو کچھ اس کے سامنے ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی شے اس کے نزدیک محبوب نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور اگر مرنے والا کافر ہو تو جب اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب اور سزا کی خبر سنائی جاتی ہے۔ تو پھر جو کچھ اس کے سامنے ہوتا ہے اس سے زیادہ ناپسندیدہ شے اس کے نزدیک کوئی نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مرنے والا نہیں مرتا ہے مگر وہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے اور وہ اپنے اٹھانے والے کو قسم دلاتا ہے۔ اگر وہ نیک ہے تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت ہے کہ وہ اسے جلدی لے چلے، اور اگر وہ برا ہو تو پھر (اس کی مہمانی کھولتے پانی سے ہوگی اور اسے بھڑکتے دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا) کہ وہ اسے روک لے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ کا معنی

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60-259، دار صادر بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 463، وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد

ہے کہ جو کچھ ہم نے تجھ پر اس سورت میں بیان کیا ہے۔ وہ یقیناً حق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا، یہاں تک کہ وہ اسے اس قرآن کے بارے میں یقینی واقفیت کرا دے گا۔ پس مومن نے دنیا میں ہی اس کا یقین کر لیا۔ تو اس کا نفع اسے قیامت کے دن ہوگا۔ اور رہا کافر! تو وہ قیامت کے دن اس کا یقین کرے گا اور اس وقت یہ یقین اس کے لیے نفع بخش نہیں ہوگا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ۝ کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بے شک جو بیان ہوا ہے یہ یقینی خبر ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: جو یہ چاہے کہ وہ اولین (اگلے لوگوں) و آخرین (پچھلے لوگوں) کی خبریں، دنیا اور آخرت کے بارے خبریں اور جنت و دوزخ کے بارے خبریں جان لے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ سورۂ واقعہ پڑھے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۝ کا معنی ہے پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھے (جو کہ بڑی عظمت والا ہے)۔

امام سعید بن منصور، احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۝ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنے رکوع میں رکھ لو۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى۝ (الاعلیٰ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجود میں رکھ لو۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے رکوع میں کیسے کہا کریں تو اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جو سورۂ واقعہ کے آخر میں ہے یعنی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۝ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم کہیں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' اور یہ طاق مرتبہ کہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم الشافعی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور ہمیں حسین بن عبد اللہ بن یزید نے خبر دی ہے۔ اسی طرح محمد بن عبد اللہ بن سابور نے ہمیں خبر دی ہے اور حکم بن ظہیر نے سدی سے انہوں نے ابو مالک سے یا ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ نے اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۝ کے بارے فرمایا: قیامت جب واقع ہو جائے گی تو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں جس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 250، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 149 (34873)، دار التاج بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 347، دار الکتب العلمیہ بیروت

دنیا میں اسے جھٹلایا، وہ آخرت میں اسے نہیں جھٹلا سکے گا، جب کہ یہ واقع ہو جائے گی۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ فرمایا: قیامت پست کرنے والی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: اس نے ( آواز ) پست کی اور کانوں کو سنوادی اور بلند کی تو دور تک سنوادی۔ لہٰذا اس میں قریب و بعید سب برابر ہیں۔ فرمایا: اس نے کئی قوموں کو پست کر دیا حالانکہ وہ دنیا میں بلند تھے اور کئی قوموں کو بلند کر دیا۔ یہاں تک کہ انہیں اعلیٰ علیین میں پہنچا دیا۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا فرمایا: یہ زلزلہ ہے (یعنی اس وقت زمین تھرتھر کانپنے لگے گی) وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا فرمایا: حکم اور سدی نے کہا ہے: اس فتنہ وفساد پر چوپاؤں کا وہ فتنہ بھی ہے جو غبار اڑائے گا۔ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً لوگ قیامت کے دن تین مراتب میں منقسم ہوں گے۔ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ یہی جمہور اہل جنت کی جماعت ہے۔ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِ یہ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: کیا خستہ حال ہے ان کا اور جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ یہ اگلے اور پچھلے لوگوں میں سیاعمال کے سبب انبیاء علیہم السلام، ظدیقین اور شہداء کی مثل ہیں۔ اُولٰٓىٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فرمایا: یہ جنت کے بطنان سے دار رحمٰن کے۔ دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قریب ہوں گے۔ اور بطنان الجنہ سے مراد جنات النعیم میں جنت کا واسطہ اور درمیان ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ فرمایا سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ سے مراد وہ پلنگ ہے جو سونے سے بنایا جائے اور اسے جواہر و یواقیت سے مزین اور آراستہ کیا جائے۔ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کی گدی (مراد پشت) کو نہیں دیکھے گا۔ آپ فرماتے ہیں: وہ حلقہ بنائے بیٹھے ہوں گے۔ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان نوخیز لڑکوں کو جنت میں پیدا فرمایا ہے جیسا کہ اس نے خوبصورت آنکھوں والی حوروں کو پیدا فرمایا ہے۔ نہ وہ مریں گے، نہ وہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ہی وہ کمزور ہوں گے۔ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِیْقَ اکواب سے مراد وہ پیالے ہیں جن کے دستے نہ ہو۔ جیسے عام پانی پینے کے پیالے اور اباریق وہ ہیں جن کی ٹونٹی بھی ہو اور پر گلا تنگ ہو یعنی لوٹا۔ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ فرمایا: کاس سے مراد وہ جام ہے جو شراب سے لبالب بھرا ہو۔ اور کوئی جام کاس نہیں ہو سکتا جب تک اس میں شراب نہ ہو۔ اور جب اس میں شراب نہ ہو تو وہ اناء (برتن) کہلاتا ہے۔ اور معین کے بارے آپ فرماتے ہیں: مراد چھلکنے والی شراب ہے۔ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وہ شراب کے سبب درد سر محسوس نہیں کریں گے۔ وَ لَا یُنْزِفُوْنَ اور نہ ہی شراب ان کی عقول کو ختم کرے گی۔ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ آپ فرماتے ہیں: اور وہ میرے بھی پیش کریں گے جو وہ جتنی چاہیں گے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک پرندہ ان کے پاس آئے گا، یہاں تک کہ وہ گر پڑے گا اور اپنے پر پھیلا دے گا۔ اور وہ اس سے جتنا چاہیں گے کھائیں گے کیونکہ پکا ہوا ہوگا لیکن آگ نے اسے نہیں پکایا ہوگا۔ اور جب وہ خوب سیر ہو جائیں گے تو وہ اڑ جائے گا اور پہلے کی طرح مکمل ہو جائے گا وَ حُوْرٌ عِیْنٌ فرمایا حُوْرٌ سے مراد سفید ہے۔ اور عِیْنٌ سے مراد بڑی بڑی آنکھیں۔ یعنی بڑی بڑی انکھوں والی خوبصورت حوریں۔ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ فرمایا: ان موتیوں کی چمک اور سفیدی کی طرح جنہیں ہاتھوں نے ہوا نہ ہو (اور نہ ہی حوادث زمانہ کا ان پر گزر ہو) اور الْمَكْنُوْنِ سے مراد وہ ہیں جو ابھی تک سیپ میں ہوں۔ پھر فرمایا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ

فِيْهَا لَغْوًا فرمایا لَغْوًا سے مراد قسم ہے یعنی لا واللہ اور بلی واللہ (نہیں قسم بخدا، اور کیوں نہیں قسم بخدا) وَّلَا تَاْثِيْمًا فرمایا: وہ نہیں مریں گے۔ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا آپ فرماتے ہیں: ان کی جانب سے اوران پر سلام ہوگا۔ یعنی ان میں سے بعض بعض کو سلام کریں گے۔ فرمایا: یہ مقربین ہیں۔ پھر فرمایا: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ اور کیا شان ہے اس کی جوان کے لیے (یعنی اصحاب یمین کے لیے) تیار کیا گیا ہے فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ فرمایا مَّخْضُوْدٍ سے مراد وہ بوجھ ہے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو (یہاں مراد بے خار بیری کا درخت ہے) وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ آپ فرماتے ہیں: مراد وہ پانی ہے جو اوپر سے انڈیلا جارہا ہو (یعنی پانی کی آبشار) وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ فرمایا: وہ پھل کسی وقت ختم نہیں ہوں گے اور کسی وقت وہ دنیا کے پھلوں کی مثل آئیں گے اوران سے روکا نہیں جائے گا۔ جیسا کہ دنیا میں ثمن (قیمت) کے بغیر روک دیا جاتا ہے۔ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ آپ فرماتے ہیں: ان میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں گے۔ پھر فرمایا اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فرمایا: یہ اہل جنت کی بیویوں کا ذکر ہے۔ حالانکہ وہ بوڑھی تھیں اوران کی آنکھیں کیچڑ زدہ تھیں۔ آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انہیں نئی تخلیق کے ساتھ پیدا فرمایا۔ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا پس ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا۔ عُرُبًا اَتْرَابًا العرب سے مراد اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرنے والیاں۔ اور اتراب سے مراد آپس میں ایک دوسرے کی ہم عمر عورتیں ہیں۔ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ آپ فرماتے ہیں: ایک جماعت اگلے لوگوں میں سے ہوگی اور ایک جماعت پچھلے لوگوں میں سے۔ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ کیا خستہ حال ہوگا ان کا اور اس کا جوان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ فِيْ سَمُوْمٍ فرمایا: مراد جہنم کی آگ کی گرمی ہے۔ وَّ حَمِيْمٍ وہ جاری پانی جو اپنی گرمی میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو اور اس سے اوپر گرمی کا تصور نہ ہو۔ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ اور جہنم کے دھوئیں کے سایہ میں۔ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ بے شک وہ اس سے پہلے آسودہ حال تھے۔ فرمایا: مراد وہ جبر و ظلم کرنے والے مشرکین ہیں۔ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ اور وہ قائم تھے۔ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ بڑے بھاری گناہ پر۔ فرمایا: اس سے مراد شرک ہے۔ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے بلاشبہ اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی سب کو جمع کیا جائے گا اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ فرمایا يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ۔ فرمایا: پھر تمہیں اے شرک کرنے والو! جھٹلانے والو! لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فرمایا: زَقُّوْمٍ جب وہ اس سے کھالیں گے تو وہ سرسبز ہو جائیں گے۔ اور زَقُّوْمٍ درخت ہے۔ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ فرمایا: وہ اپنے پیٹ زقوم سے بھریں گے۔ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ فرماتا ہے کہ پھر انہیں زقوم پر کھولتا پانی پینا پڑے گا۔ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ هیم سے مراد ریت ہے کہ آسمان اس پر ہمیشہ بارش برسائے پھر اس میں جمع شدہ پانی دکھائی نہیں دیتا۔ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ یوم حساب کی عظمت و کرامت کے سبب اسے یوم الدین فرمایا۔ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ فرماتا ہے کیا تم تصدیق نہیں کرتے۔ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ فرماتے ہیں: اس سے مراد آدمی کا پانی ہے یعنی منی) ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ ہم ہی نے مقرر کیا ہے تمہارے درمیان موت

جلدی یا بدیر۔ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ پس اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے: کہ ہم تمہیں ختم کر دیں گے اور تمہاری مثل دوسروں کو لے آئیں گے۔ وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور ہم تمہیں ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اگر ہم چاہیں تو ہم تمہیں بندر کی صورت پر پیدا کریں اور اگر چاہیں تو خنزیر کی صورت پر پیدا کریں۔ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ فرمایا: پس کیا تم اس میں غور وخوض نہیں کرتے۔ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ فرمایا: جو تم بوتے ہو۔ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ فرمایا رہا ہے: کیا ہم ہی وہ نہیں جو اسے اگتے ہیں یا کہ تم اسے اگاتے ہو۔ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ آپ فرماتے ہیں کہ تَفَكَّهُوْنَ بمعنی تندمون ہے یعنی پھر تم ندامت محسوس کرتے ہو۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بے شک ہم تو قرض کے بوجھ تلے دب گئے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ فرماتے ہیں: الْمُزْنِ سے مراد بادل ہے۔ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فرمایا: اُجَاجًا کا معنی کڑوا اور کھاری ہے۔ یعنی اگر ہم چاہتے تو اسے کھاری بنا دیتے۔ فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے۔ اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ کیا تم نے غور سے اس آگ کو دیکھا ہے جسے تم سلگاتے ہو۔ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ کیا تم نے پیدا کیا ہے۔ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ فرمایا: یہ آگ عناب کے سوا ہر درخت سے پیدا ہوتی ہے اور پتھر میں بھی ہوتی ہے۔ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً اس کے ذریعے آخرت کی بڑی آگ کی یاد آتی ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ فرمایا: مقوی وہ ہوتا ہے جو آگ نہیں پاتا۔ پس وہ اپنا چقماق نکلتا ہے اور اپنی آگ روشن کر لیتا ہے۔ پس یہ آگ اس کے لیے باعث نفع ہے۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ فرماتے ہیں: پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے جو کہ بڑی عظمت والا ہے۔ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ فرمایا: علبہ بن اسود یا نافع بن حکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ اور کہا اے ابن عباس! میں کتاب اللہ میں سے کچھ آیات پڑھتا ہوں۔ اور میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ کوئی بیرونی شے ان میں داخل ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس لیے کہ میں یہ سنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (القدر) پھر فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ (الدخان) اور پھر ایک اور آیت میں فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ: 185) حالانکہ قرآن کریم تو تمام مہینوں میں نازل ہوا ہے مثلاً شوال وغیرہ؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے تیری ہلاکت ہو! بے شک سارے کا سارا قرآن کریم آسمان سے لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا: "اِلٰى مَوٰقِعِ النُّجُوْمِ" فرماتے ہیں: آسمان دنیا کی طرف اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک رات میں وہاں سے قرآن لے کر نازل ہوئے اور وہی رات لیلۃ مبارکہ ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ پھر وہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس سال میں ایک یا دو یا زیادہ آیات لے کر نازل ہوتے رہے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَاۤ اُقْسِمُ فرماتے ہیں: معنی ہے میں قسم کھاتا ہوں بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ اور قسم سے مراد قسم ہے۔ اور ارشاد گرامی ہے لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا: اس سے مراد سفرہ ہیں اور سفرہ سے مراد کراماً کاتبین ہیں۔ پھر فرمایا: تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ

مُّدۡهِنُوۡنَ۝ اے اہل شرک! تم منہ پھیرتے رہو گے اور تم نے یہی اپنا نصیب بنالیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سخت گرمی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا اور لوگوں کو شدید پیاس کا احساس ہوا۔ یہاں تک کہ صورت حاصل یہ ہوئی کہ پیاس کی شدت کے باعث موت کا خطرہ منڈلانے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر ہوا اور لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں تو وہ ہمیں سیراب فرمادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کروں۔ تو وہ تمہیں پانی عطا فرمادے اور تم یہ کہو یہ فلاں فلاں ستارے کے سبب ہوا ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ ستاروں کا زمانہ نہیں ہے۔ ستاروں کا زمانہ گزر گیا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹے میں پانی منگوایا۔ وضو فرمایا۔ پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ پس ہوائیں چلیں اور بادل جمع ہوئے۔ پھر انہوں نے بارش برسائی یہاں تک وادی بھر کر بہنے لگی۔ لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ وادی سے پیالہ بھر رہے تھا اور وہ کہہ رہا تھا: فلاں فلاں ستارہ آج صبح گرا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ۝ فَلَوۡلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ۝ فرماتے ہیں کہ جب روح سانس حلق تک پہنچ جائے وَ اَنۡتُمۡ حِيۡنَئِذٍ تَنۡظُرُوۡنَ۝ۙ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡكُمۡ فرماتے ہیں: مراد ملائکہ ہیں۔ وَ لٰكِنۡ لَّا تُبۡصِرُوۡنَ۝ فرماتے ہیں: تم ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ فَلَوۡلَاۤ فرمایا یہ ہلا کے معنی میں ہے (کیوں نہیں) اِنۡ كُنۡتُمۡ غَيۡرَ مَدِيۡنِيۡنَ۝ اگر تمہارا محاسبہ نہیں ہے۔ تَرۡجِعُوۡنَهَاۤ فرماتے ہیں: اگر تم روح کو لوٹا دیتے۔ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۝ فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ۝ یعنی اگر وہ اعمال کے سبب انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کی مثل ہو۔ فَرَوۡحٌ مراد فرحت و سرور ہے جیسا کہ یہ ارشاد ہے وَ لَا تَايۡـئَسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ (یوسف: 87) اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے) وَّ رَيۡحَانٌ سے مراد رزق ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بندۂ مومن کی روح اس کے بدن سے خارج نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی موت سے پہلے جنت کے پھل کھالیتا ہے۔ وَّ جَنَّتُ نَعِيۡمٍ۝ فرماتے ہیں: اس کے لیے جنت اور آخرت لازم کردی گئی ہے۔ وَ اَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ۝ فرماتے ہیں: یہ جمہور اہل جنت ہیں۔ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ۝ؕ وَ اَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ الضَّآلِّيۡنَ۝ اور یہ مشرکین ہے۔ فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ۝ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی کافر دنیا میں اپنے گھر سے نہیں نکلے گا یہاں تک کہ وہ کھولتے پانی سے بھرا پیالہ پی لے گا۔ وَّ تَصۡلِيَةُ جَحِيۡمٍ۝ فرماتے ہیں: آخرت میں اسے بھڑکتے دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِيۡنِ۝ فرماتے ہیں: یہ قول جو ہم نے آپ پر بیان کیا ہے وہ یقیناً حق ہے اسے سچا قرآن بیان فرما رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

اٰیاتھا ۲۹ سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۷ رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۱ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۲ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۳ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ وَ هُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶

''اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہہ رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت حکومت پر۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس کی طرف عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو (اسے) خوب دیکھنے والا ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جائیں گے۔ داخل فرماتا ہے رات (کا کچھ حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کا کچھ حصہ) رات میں اور وہ خوب جانتا ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے''۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حدید مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ حدید مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔ (2)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

طرف رجوع کرتا۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچ گیا: اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ تو میں نے کہہ دیا۔ اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله، کہ میں شہادت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس قوم اظہار مسرت کرتی ہوئی باہر نکل آئی اور انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوالاسود رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جالوت کے سردار نے کہا: بے شک تورات میں صرف حلال وحرام کا ذکر ہے۔ مگر تمہاری کتاب میں سب کچھ موجود ہے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اور تورات میں ہے "یُسَبِّحُ لِلّٰهِ الطَّیْرُ وَالسِّبَاعُ" کہ پرندے اور درندے اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔

ارشاد گرامی ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ۔ اس کے بارے امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ ان پر بادل آ گیا۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے۔ یہ زمین کو سیراب کرنے والے بادل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوم کی طرف چلا رہا ہے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور نہ اس سے دعا مانگتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک وہ آسمان ہے جو ایک محفوظ چھت ہے اور رکی ہوئی موج ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو اس سے اوپر ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے اوپر بھی آسمان ہے اور دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات آسمانوں کا ذکر فرمایا: اور فرمایا ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس سے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس سے اوپر عرش ہے اور عرش اور ساتویں آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ہر دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو تمہارے نیچے ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ زمین ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو جو اس کے نیچے ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات زمینوں کو شمار کیا اور فرمایا: ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے شک اگر تم اپنے میں سے کسی کو رسی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 17-216، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ سورۂ حدید منگل کے دن نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے لوہا منگل کے دن پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو منگل کے دن قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ نے منگل کے دن حجامت (پچھ لگوانے) سے منع فرمایا۔(1)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ تم منگل کے دن پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ سورۂ حدید مجھ پر منگل کے دن نازل کی گئی۔(2)

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے قبل مسبحات پڑھتے تھے اور فرماتے: بے شک ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔(3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسبحات پڑھنے سے قبل سوتے نہیں تھے۔ اور آپ فرماتے تھے: بے شک ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات سے افضل ہے۔ یحییٰ نے کہا: ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ آیت سورۂ حشر کے آخر میں ہے۔

امام بزار، ابن عساکر، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف سب سے زیادہ سخت اور جوش میں تھا۔ پس اسی دوران میں ایک سخت گرم دن میں دوپہر کے وقت مکہ مکرمہ کے ایک راستہ میں تھا کہ ایک آدمی مجھ سے ملا۔ اس نے کہا: اے ابن خطاب! تجھ پر بھی عجب ہے کہ تو اپنے آپ کو یہ گمان کرتا ہے کہ تو ایسا ہے، تو ایسا ہے، حالانکہ وہ امر (دین اسلام) تیرے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا: تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔ پس میں شدید غصے کی حالت میں لوٹا اور دروازے پر دستک دی۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ میں نے کہا: عمر۔ سو انہوں نے جلدی کی اور مجھ سے چھپ گئے اور جو صحیفہ اپنے سامنے رکھ کر وہ پڑھ رہے تھے اسے انہوں نے وہیں چھوڑ دیا یا پھر بھول گئے۔ میں اندر داخل ہوا اور چارپائی پر بیٹھ گیا اور میری نظر اس صحیفہ پر پڑی۔ تو میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے یہ دکھاؤ۔ تو بہن نے جواب دیا: بے شک تو اس کے اہل اور لائق نہیں۔ کیونکہ تو نے غسل جنابت نہیں کیا ہوگا اور نہ ہی تو پاک ہوگا اور یہ وہ کتاب ہے جسے نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں۔ پس میں مسلسل اصرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے وہ صحیفہ مجھے دے دیا۔ تو جونہی میں نے اسے کھولا تو اس میں لکھا تھا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جب میں نے پڑھا، الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تو میں ڈر گیا۔ تو میں نے صحیفہ اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کیا۔ پھر اسے اٹھایا۔ تو اس میں لکھا پایا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ چنانچہ جب بھی میں اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے کوئی اسم پڑھتا تو خوفزدہ ہو جاتا۔ پھر میں اپنی ذات کی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 155، دار الفکر بیروت　　2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 40، دار الباز

3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 166 (2921)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے ساتھ باندھ کر نیچے والی ساتویں زمین کی طرف لٹکاؤ تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ پر جا کر گرے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۝ امام ترمذی نے فرمایا: بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کی سلطنت پر آگرے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم نے کسی کو رسی کے ساتھ ساتویں زمین کی طرف لٹکایا تو وہ یقیناً اپنے رب پر آپہنچے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۝۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَاشَیْءَ قَبْلَكَ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَاشَیْءَ بَعْدَكَ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ نَاصِیَتُهَا بِیَدِكَ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاِثْمِ وَالْكَسَلِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰی، وَمِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ'' (اے اللہ! تو ہی اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں۔ تو ہی آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ میں تجھ سے ہر جانور کی شر سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ میں گناہ اور غفلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں جہنم کے عذاب سے، عذاب قبر سے، دولت مندی کے فتنہ سے اور فقر وافلاس کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور گناہ اور مال کے نقصان یا قرض سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے خادم کے بارے عرض کی: تو آپ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: یہ دعا مانگا کرو ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ'' (اے اللہ! سات آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب! اے ہمارے رب! اور ہر شے کے رب، اے تورات، انجیل اور قرآن کریم نازل فرمانے والے! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! میں ہر اذیت اور شر پہنچانے والی شے کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں کہ تو اس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں، تو ہی آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ تو ہی ظاہر اور غالب ہے اور تیرے اوپر کوئی شے نہیں۔ اور تو ہی باطن ہے اور تیرے نیچے کوئی شے نہیں۔ ہماری جانب سے قرض ادا فرمادے اور فقر وافلاس سے ہمیں غنی کردے) (2)

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 77-376 (3298)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 484 (3481)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ ''(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو دعائیں کیا کرتے تھے ان میں سے یہ بھی ہے۔ ''یَا کَائِنُ قَبْلَ اَنْ یَکُوْنَ شَیْءٌ، وَالْمُکَوِّنُ لِکُلِّ شَیْءٍ، وَالْکَائِنُ بَعْدَ مَالَا یَکُوْنُ شَیْءٌ اَسْاَلُکَ بِلَحْظَۃٍ مِّنْ لَحْظَاتِکَ الْحَافِظَاتِ الْوَافِرَاتِ الرَّاجِیَاتِ الْمُنْجِیَاتِ''(اے ہر شے سے پہلے ہونے والے، اور ہر شے کو پیدا فرمانے والے، اور اے وہ جس کے بعد کوئی شے نہیں ہوگی۔ میں تیری آزمائشوں اور تنگیوں میں سے ہر تنگی کے بارے تجھ ہی سے وافر حفاظت اور نجات دلانے والی امیدوں کا سوال کرتا ہوں۔(2)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھائی۔ جب آپ کسی مشکل میں پڑ جاتے تو آپ وہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ یہ ہے۔ ''یَا کَائِنُ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ، وَیَامُکَوِّنَ کُلِّ شَیْءٍ وَیَا کَائِنُ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ افْعَلْ بِیْ کَذَا وَکَذَا'' اے ہر شے سے پہلے موجود! اور اے ہر شے کو پیدا فرمانے والے! اور اے ہر شے سے بعد موجود رہنے والے! تو میرا فلاں فلاں کام کر دے، وغیرہ۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم تک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے یہ خبر پہنچی ہے **ھُوَالْاَوَّلُ** وہ ہر شے سے اول ہے۔ **وَالْاٰخِرُ** وہی ہر شے کے بعد ہے۔ **وَالظَّاھِرُ** وہی ہر شے سے اوپر ہے۔ **وَالْبَاطِنُ** وہ ہر شے سے قریب تر ہے۔ یعنی وہ اپنے علم اور قدرت کے سبب قریب ہے حالانکہ وہ (اپنی شان کے مطابق) اپنے عرش کے اوپر ہے اور ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔ **ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ** اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ ان میں سے ہر دن کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔ پھر وہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ وہ اس قطرے کو بھی جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور نباتات کی جو کونپل بھی زمین سے نکلتی ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو آسمان سے بارش وغیرہ نازل ہوتی ہے اور جو کچھ آسمان کی جانب اوپر چڑھتا ہے۔ مثلاً فرشتے وغیرہ ان سب کو جانتا ہے۔ اور تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی اپنی قدرت اور اپنی سلطنت اور قوت و طاقت کے ساتھ وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کا علم بھی تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو۔ اور جو کچھ تم اعمال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 348، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 276، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ مسلسل ہر شے کے بارے سوال کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کہہ دیتے ہیں: اللہ تو ہر شے سے پہلے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے قبل کیا تھا؟ سو اگر وہ تم سے یہ کہیں تو تم یہ جواب دو: وہی ہر شے سے پہلے ہے اور وہی آخر ہے، اس کے بعد کوئی شے نہیں۔ وہی ظاہر (غالب) ہے اور اس سے اوپر کوئی شے نہیں۔ وہی باطن ہے ہر شے کے قریب ہے اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابوزمیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور کہا کوئی حقیقت نہیں اس شے کی جو میں اپنے دل میں پاتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: قسم بخدا! میں اس کے بارے کلام نہیں کروں گا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: کیا وہ شے کوئی شک ہے اور ضحک (مذاق) ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے تو کوئی بھی محفوظ نہیں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الآیہ (یونس: 94) (اگر تو شک میں مبتلا ہو جائے اس کے بارے جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے) اور آپ نے مجھے فرمایا: جب تو کوئی شے اپنے دل میں پائے تو یہ کہا کر: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَهُوَ مَعَكُمْ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا علم تمہارے ساتھ ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جہاں وہ ہو۔(2)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے وہ خاص اسم اعظم بتائیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خاص طور پر فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے خاص طور پر بتایا۔ اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو وہ عطا فرما کر رب کریم نے بھیجا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تو چاہے کہ اسم اعظم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگے تو سورۃ الحدید کی پہلی چھ آیات تا عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ اور سورۂ حشر کی آخری چار آیات پڑھ، پھر اپنے ہاتھ اٹھا اور کہہ: اے وہ جو اس طرح ہے! میں تجھ سے ان اسماء کے طفیل عرض کرتا ہوں اور تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھے اور تو اس اس طرح کہے جو تو ارادہ رکھتا ہے۔ تو قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر کوئی اللہ نہیں! بالیقین تیری حاجت اور التجا کو قبول کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 115، مکتبہ امدادیہ ملتان  2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 470 (741)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝۷ وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۹ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۰ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝۱۱

"ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو (اس کی راہ میں) ان مالوں سے جن میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (اس کا) رسول دعوت دے رہا ہے تمہیں کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ بھی لے چکا ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ وہی ہے جو نازل فرمار ہا ہے اپنے (محبوب) بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال لے (کفر کے) اندھیروں سے (ایمان کے) نور کی طرف اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی شفقت فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے (اپنے مال) راہ خدا میں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے۔ تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی۔ ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی (ویسے تو) سب کے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے بھلائی کا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بخوبی خبردار ہے۔ کون ہے جو (اپنا مال) اللہ تعالیٰ کو (بطور) قرضِ حسنہ دے اور اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دے اس کے مال کو اس کے لیے (اس کے علاوہ) اسے شاندار اجر بھی ملے گا"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ کے

تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خرچ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس رزق سے جو اس نے تمہیں زندگی گزارنے کے لیے کثرت سے عطا فرمایا ہے۔ وَ قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ فرمایا: ابھی تم پشت آدم میں تھے کہ اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ بھی لے چکا ہے۔ اور ارشاد گرامی لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کی تفسیر میں فرمایا تا کہ وہ تمہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف نکال لے۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ میں مراد وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا یعنی وہ اسلام لائے۔ آپ فرماتے ہیں جس نے ہجرت کی وہ اس کی طرح نہیں جس نے ہجرت نہیں کی۔ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى فرمایا اَلْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔ یعنی سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ کے تحت فرمایا: دو جگہیں ہیں ان میں سے ایک دوسری سے افضل ہے۔ اور دو خرچے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے افضل ہے۔ فرمایا: فتح مکہ سے پہلے جنگ لڑنا اور مال خرچ کرنا مکہ مکرمہ فتح ہو جانے کے بعد جنگ لڑنے اور مال خرچ کرنے سے زیادہ افضل واعلیٰ ہے۔ اور وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى کے تحت آپ نے فرمایا: اَلْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابو الدحداح نے کہا: قسم بخدا! جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں اور میرے بعد کوئی اس میں مجھ سے سبقت نہیں لے جا سکے گا۔ پھر کہا: اے اللہ! ہر وہ شے جس کا مالک ابو الدحداح ہے اس کا نصف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ حتیٰ کہ اپنا ایک جوتا بھی اتار دیا اور پھر کہا یہ بھی۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہاں سے ایک قوم آئے گی: اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر خیال کرو گے۔ لوگوں نے عرض کی: کیا ہم بہتر ہیں یا وہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم (بہتر ہو) پس اگر ان میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف کو بھی نہیں پا سکے گا۔ پس یہ آیت ہمارے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کن ہے: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل میں زید بن اسلم کی سند سے حضرت عطاء بن یسار سے اور انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم مقام عسفان پر تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم آئے گی کہ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر گمان کرو گے۔ ہم نے عرض کی: وہ کون ہیں یا رسول اللہ! ﷺ کیا وہ قریش میں سے ہوں گے؟ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 55-254، دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ اہل یمن ہوں گے۔ ان کے دل لوگوں سے بڑھ کر انتہائی نرم اور ملائم ہوں گے۔ پھر ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا وہ ہم سے بہتر ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کی مثل سونا ہو اور اس نے وہ (راہ خدا میں) خرچ کر دیا تو وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ سنو! ہمارے اور لوگوں کے درمیان یہ آیت فیصلہ کن ہے: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ الآیہ۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان مکالمہ اور گفتگو ہوئی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: چند دن (اسلام قبول کرنے میں) تم ہم سے آگے ہو اور ہم پر سبقت لے گئے ہو۔ پس یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا: میرے اصحاب کو میرے پاس بلاؤ (اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم نے احد کی مثل یا پہاڑوں کی مثل بھی سونا خرچ کر دیا تو بھی ان کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی: کیا ہم بہتر ہیں یا وہ جو ہمارے بعد ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ان میں سے کسی نے احد پہاڑ کی مثل بھی سونا خرچ کر دیا تب بھی وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو وہ ان میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف کو بھی نہیں پا سکتا۔ (4)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: تم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو گالی گلوچ نہ دو۔ کیونکہ ان میں سے کسی کی ایک ساعت کا مقام تم میں سے کسی کے عمر بھر کے عمل سے بہتر اور افضل ہوگا۔ (5)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 257، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 266، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 6
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 653 (3861)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 405 (32415)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فِيهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾

''جس روز آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کا نور ان کے آگے بھی اور ان کی دائیں جانب بھی (مومنو!) تمہیں مژدہ ہو آج ان باغوں کا بہہ رہی ہیں جن کے نیچے نہریں تم ہمیشہ وہاں رہو گے۔ یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ اس روز کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے (اے نیک بختو!) ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم بھی روشنی حاصل کرلیں تمہارے نور سے (انہیں) کہا جائے گا لوٹ جاؤ پیچھے کی طرف اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ پس کھڑی کر دی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار جس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہوگا۔ منافق پکاریں گے اہل ایمان کو کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ کہیں گے بے شک! لیکن تم نے اپنے آپ کو خود فتنوں میں ڈال دیا اور (ہماری تباہی کا) انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے اور دھوکہ میں ڈال دیا تمہیں جھوٹی امیدوں نے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آ پہنچا اور دھوکہ دیا تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان (دغا باز) نے۔ پس آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کفار سے تم (سب کا) ٹھکانا آتش (جہنم) ہے۔ وہ تمہاری رفیق ہے۔ اور بہت بری جگہ ہے لوٹنے کی''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ پل صراط پر ان کا نور ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کے آگے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا ہے کہ پل صراط پر ان کا نور ان کے آگے ضوفشانی کر رہا ہوگا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 199 (35317)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن منذر نے حضرت یزید بن شجرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے اسماء، تمہاری شکل وصورت، تمہارا رنگ روپ، تمہاری سرگوشی اور تمہاری مجالس سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا اے فلاں ابن فلاں! آ جا تیرے لیے نور اور روشنی ہے اور اے فلاں بن فلاں! تیرے لیے کوئی نور اور روشنی نہیں ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بعض مومنین ایسے ہوں گے جن کا نور ان کے لیے اتنی روشنی کرے گا جتنی کہ مدینہ طیبہ سے لے کر عدن تک کی جگہ ہے۔ صفاء تک زیادہ واضح اور روشن ہوگی۔ پھر اس سے کم ہو جائے گی یہاں تک بعض ایسے مومن بھی ہوں گے جن کا نور صرف ان کے پاؤں رکھنے کی جگہ کو روشن کرے گا اور لوگوں کے مراتب ان کے اعمال کے مطابق ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مومنین کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا جب کہ وہ پل صراط پر سے گزریں گے۔ ان میں سے بعض کا نور پہاڑ کی مثل ہوگا اور بعض کا نور کھجور کے درخت کی مانند ہوگا۔ اور ان میں سے سب سے کم نور اس آدمی کا ہوگا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہوگا، کبھی وہ بجھ جائے گا اور کبھی دوبارہ روشن ہو جائے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذر اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی پہلا ہوں جسے اپنا سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ سو میں اپنا سر نیاز سجدے سے اٹھاؤں گا تو میں اپنے سامنے، اپنے پیچھے، اپنی دائیں جانب اور اپنی بائیں جانب نظر اٹھا کر دیکھوں گا۔ تو دیگر امتوں کے درمیان سے میں اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ پھر عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کے لوگوں کو ان امتوں میں سے کیسے پہچانیں گے جو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک کے درمیان رہی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے اعضائے وضو وضو کے اثر سے روشن اور چمک رہے ہوں گے (یعنی یہ پنج کلیان ہوں گے) اور یہ نور اور چمک ان کے سوا کسی کے لیے نہیں ہوگی اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ انہیں ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ اور میں انہیں اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہوں گے اور میں ان کی شناخت ان کے اس نور سے بھی کر لوں گا جو ان کے آگے، ان کی دائیں جانب اور ان کی بائیں جانب ضوفشانی کر رہا ہوگا۔(3)

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 286، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 520 (3785)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (3784)

امام ابن مبارک، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے لوگو! تم ایک ایسی منزل میں صبح اور شام کرتے ہو جس میں تم نیکیاں حاصل کرتے ہو۔ اور عنقریب تم اس سے ایک دوسری منزل کی طرف کوچ کرنے والے ہو۔ اور وہ قبر ہے وہ تنہائی کا گھر ہے، وہ تاریک گھر ہے، کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہے اور انتہائی تنگ اور تکلیف دہ گھر ہے، مگر جس کے لیے اللہ تعالیٰ وسیع فرما دے۔ پھر قیامت کے دن تم وہاں سے میدان حشر کی طرف منتقل ہو گے۔ بے شک تم ابھی اس میدان میں ہی ہو گے کہ اللہ تعالیٰ کا امر لوگوں پر غالب آجائے گا۔ پس بعض چہرے سفید اور روشن ہوں گے اور بعض سیاہ ہوں گے۔ پھر تم وہاں سے ایک دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو گے۔ تو لوگوں پر شدید تاریکی اور اندھیرا چھا جائے گا۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ پس مومن کو وہ نور عطا کیا جائے گا اور کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا اور انہیں کوئی شے عطا نہیں کی جائے گی۔ یہی وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے اور کوئی کافر اور منافق مومن کے نور سے روشنی حاصل نہیں کر سکے گا جیسا کہ کوئی اندھا دیکھنے والے کی آنکھ سے روشنی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور منافق ایمان والوں کو کہیں گے: اَنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا اور یہی منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دھوکہ بازی کی سزا ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء: 142) (بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی)) پس وہ لوٹ کر اس جگہ کی طرف جائیں گے جہاں نور تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن وہ وہاں کوئی شے نہیں پائیں گے۔ پھر وہ ان کی طرف پھر کر جائیں گے۔ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ (پس ان کے اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہو گا اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہو گا) تو منافق اہل ایمان کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور تمہارے جہاد میں شریک نہیں ہوا کرتے تھے؟ تو اہل ایمان جواب میں کہیں گے: بے شک! لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنوں میں ڈال دیا تا قولہ...... وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن تاریکی پھیلا دی جائے گی اور کوئی مومن اور کافر اپنی ہتھیلی بھی نہیں دیکھ سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مومنین کی طرف ان کے اعمال کے مطابق نور بھیج دے گا اور منافقین ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور کہیں گے: اَنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ذرا ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے اس اثناء میں کہ لوگ تاریکی اور اندھیرے میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک نور بھیجے گا۔ پس جب مومنین اس نور کو دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور وہ نور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے جنت کی طرف راہنما بن جائے گا۔ اور جب

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 434 (3511)، دار الکتب العلمیہ بیروت

منافقین مومنین کو دیکھیں گے کہ وہ نور کی طرف چلیں ہیں تو وہ بھی ان کے پیچھے چل پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ منافقین پر تاریکی اور اندھیرا مسلط رکھے گا۔ تو اس وقت وہ کہیں گے ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھ تھے۔ تو مومنین کہیں گے: پیچھے کی جانب واپس لوٹ جاؤ اور وہیں سے نور تلاش کرو۔ جہاں اندھیرے سے تم آئے پس وہیں سے نور بھی تلاش کرو۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کی نسبت سے پکارے گا تاکہ ہر بندے کا پردہ اور ستر دوسرے بندوں پر قائم رہے اور پل صراط سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ ہر مومن اور ہر منافق کو نور عطا فرمائے گا۔ لیکن جب وہ پل صراط پر سیدھے کھڑے ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں کا نور سلب کر لے گا۔ تو اس وقت منافقین یہ کہیں گے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ اور مومنین یہ کہیں گے رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (التحریم:8) (اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما) اور اس وقت کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ تو وہ یہود کو پکارے گا اور ان سے یہ پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا تم تو اس کے ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتے تھے۔ وہ جواب دیں گے: ہاں (ایسا ہی ہے) پھر ان سے پوچھا جائے گا وہ کون ہے جس کی تم اس کے ساتھ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے۔ حضرت عزیر علیہ السلام۔ پس ان کے چہرے پھیر دیئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نصاریٰ کو بلائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم اس کے ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواباً کہیں گے: ہاں۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا: وہ کون ہے جس کی تم اس کے ساتھ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے: حضرت مسیح علیہ السلام۔ پھر ان کے چہرے پھیر دیئے جائیں گے۔ پھر مسلمانوں کو بلایا جائے گا اور یہ زمین کی خاصی مقدار پر جمع ہوں گے۔ سو ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم تو صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: کیا تم اس کے ساتھ کسی غیر کی بھی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ غضب ناک ہو جائیں گے اور جواب میں عرض کریں گے: ہم نے تو اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی۔ پس ان میں سے ہر انسان کو نور عطا کیا جائے گا۔ پھر انہیں پل صراط کی طرف متوجہ کیا جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ الآیہ۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ (التحریم:8) الی آخر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 261، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 52-651 (18443)، دارالفکر بیروت

الآیہ (اس روز رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے (اس روز) ان کا نور ایمان دوڑتا ہوگا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب .....)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد گرامی یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دوران کہ لوگ تاریکی میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک نور بھیجے گا۔ پس جب مومنین اس نور کی طرف دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور وہی نور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت کی طرف دلیل بن جائے گا۔ اور جب منافقین مومنین کو دیکھیں گے کہ وہ چل پڑے ہیں تو وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ منافقین پر تاریکی اور ظلمت مسلط کر دے گا۔ تو اس وقت وہ کہیں گے ذرا ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ تھے۔ تو مومنین انہیں جواب دیں گے: اسی جگہ کی طرف واپس لوٹ جاؤ جہاں سے تم تاریکی میں آئے۔ پس وہیں سے نور بھی تلاش کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو فاختہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا اور لوگوں پر ظلمت و تاریکی مسلط کر دے گا اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے لگیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن ہر مومن کو نور عطا فرمائے گا اور منافقین کو بھی نور عطا کرے گا۔ پس وہ سارے کے سارے جنت کی طرف متوجہ ہو کر چل پڑیں گے۔ ان کا نور ان کے ساتھ ہوگا۔ سو اس اثناء میں کہ وہ چل رہے ہوں گے اچانک اللہ تعالیٰ منافقین کا نور سلب کر لے گا۔ وہ تاریکی میں لڑکھڑانے لگیں گے۔ اور مومنین اپنے اس نور کے سبب جو ان کے سامنے ہوگا ان سے آگے نکل جائیں گے۔ تو منافقین انہیں پکار کر کہیں گے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔ پھر اہل ایمان اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی اس کا ایک دروازہ ہوگا اور اس کے باطن میں رحمت ہوگی جہاں مومنین جائیں گے اور اسی کی جانب جنت ہو گی۔ اور منافقین مومنوں کو پکار کر کہیں گے: کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ وہ جواب دیں گے: بے شک! (تم ہمارے ساتھ تھے) لیکن تم نے اپنے آپ کو خود فتنوں میں ڈال دیا۔ اور (ہماری تباہی کا) انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے۔ پس منافقین آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے اور وہ تاریکی میں بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔ آؤ! ہم مومنین کی طرف کوئی راستہ تلاش کریں۔ پس وہ ایک گہرے گڑھے میں گر پڑیں گے۔ تو بعض بعض کو کہیں گے: بے شک یہ تمہیں مومنین کی طرف لے جائے گا۔ پس وہ اس میں لگاتار گرتے جائیں گے اور مسلسل اس میں نیچے کی جانب گرتے جائیں گے یہاں تک کہ وہ جہنم کی گہرائی تک پہنچ جائیں گے۔ پس یہی منافقین کے لیے دھوکہ بازی کی سزا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء:142)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم نے اُنْظُرُوْنَا پڑھا ہے، یہ ہمزہ وصل ہے اور الف مرفوع ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَنْظِرُوْنَا میں ہمزہ قطعی ہے۔ چنانچہ اس میں الف منصوب اور ظاء مکسور ہے یعنی اَنْظِرُوْنَا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تو اس دن کہاں

ہو گا جب جہنم کو لایا جائے گا اور وہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے کو بند کر دے گی۔ اور کہا گیا ہے کہ تو ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گا جب تک کو جہنم میں غوطہ زنی نہ کر لے۔ پس اگر تیرے ساتھ نور رہا اور پل صراط پر وہ تیرے ساتھ قائم رہا۔ تو تحقیق قسم بخدا! تو نجات پا جائے گا اور ہدایت یافتہ ہو گا۔ اور اگر تیرے ساتھ نور نہ ہوا تو تجھے جہنم کے لوہے کے کانٹے یا اس کی وہ سلاخیں جن کے سرے مڑے ہوئے ہوں گے وہ مضبوطی سے پکڑ لیں گے اور تحقیق قسم بخدا! تو گرا دیا جائے گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَهُمْ عَلَى الصِّرَاطِ انْظُرُوْنَا کے تحت حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انْظُرُوْنَا کا معنی ہے تم ہمارا انتظار کرو۔ اور نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ یعنی ہم تمہارے نور سے حصہ حاصل کر لیں اور ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ کہا گیا ہے کہ ملائکہ انہیں کہیں گے: ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا مِنْ حَیْثُ جِئْتُمْ کہ تم لوٹ جاؤ اپنے پیچھے کی جانب اور وہیں سے نور تلاش کرو جہاں سے تم آئے۔ یہ ان کے ساتھ وہ استہزاء ہے جو دنیا میں وہ مومنین کے ساتھ استہزاء کرتے رہے۔ جس وقت کہ انہوں نے مومنین سے کہا: ہم ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں تھے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''اللہ یستھزی بھم'' (بقرہ:) جب کہ انہیں یہ کہا جائے گا: ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۖ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ اس میں سور سے مراد ایک دیوار ہے جو کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان کھڑی کر دی جائے گی۔ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ دیوار کے باطن میں یعنی اس طرف جو جنت کے ساتھ ملی ہو گی رحمت ہے۔ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب یعنی جہنم ہو گی اور (دیوار) یہ وہ حجاب ہے جو اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان حائل ہو گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بیت المقدس کی مشرقی دیوار پر تھے اور رونے لگے۔ تو ان سے کہا گیا: کون سی شے آپ کو رلا رہی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ نے جہنم کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ کے تحت انہوں نے کہا کہ یہ وادی جہنم کے پاس دیوار کا محل یہی جگہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سنان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ وادی جہنم کے پاس تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بے شک وہ دیوار جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ یہ وہی دیوار ہے جو بیت المقدس کی مشرقی دیوار ہے۔ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ کہ اس کے باطن میں مسجد ہے۔ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ اور اس کے ظاہر کی جانب وادی جہنم ہے اور جو کچھ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔(2)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 59 (34197)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ میں بِسُوْرٍ سے مراد جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ سے مراد یہ ہے کہ اس کے باطن میں جنت ہے۔ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ اور اس کے ظاہر کی جانب جہنم ہے۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ الآیہ کے تحت فرمایا کہ بے شک منافقین دنیا میں مومنین کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ وہ ان کے ساتھ شادی نکاح بھی کرتے تھے اور دیگر معاملات بھی سرانجام دیتے تھے۔ اور وہ انہیں کے ساتھ مرے۔ سو قیامت کے دن تمام کو نور عطا کیا جائے گا۔ پھر منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔ جب وہ دیوار کے پاس پہنچیں گے تو وہ ان کے درمیان جدائی ڈال دے گی اور دیوار اعراف میں حجاب کی طرح ہوگی۔ تو وہ کہیں گے انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ کی تفسیر میں فرمایا ہے: لیکن تم نے اپنے آپ کو شہوات ولذات کے فتنوں میں ڈال دیا اور توبہ کا انتظار کرتے رہے۔ وَ ارْتَبْتُمْ اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ اور جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یعنی موت تمہیں آ پہنچی۔ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان (دھوکہ باز) نے دھوکہ دیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سفیان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت کہا: لیکن تم نے اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب فتنوں میں ڈال دیا۔ توبہ کا انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے اور جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ دیا۔ تم کہتے رہے: ہمیں بخش دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یعنی موت آ پہنچی۔ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ اور شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت محبوب لیثی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے لیکن تم نے اپنے آپ کو شہوات کے سبب فتنوں میں ڈال دیا اور توبہ کا انتظار کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ اور طویل جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام اجل آ پہنچا اور شیطان دھوکہ باز نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 58 (34189)، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63-263، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 462 (7295)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ تَرَبَّصْتُمْ فرمایا: وہ حق اور اہل حق کی (تباہی کا) انتظار کرتے رہے۔ وَارْتَبْتُمْ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ فرمایا: وہ شیطان کی جانب سے دھوکہ میں مبتلا رہے۔ قسم بخدا! وہ اسی کیفیت پر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں پھینک دیا۔ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۝ اور شیطان (دھوکے باز) نے انہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ پس آج کے دن منافقین اور کفار سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۝۱۶ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝۱۷ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ۝۱۸

"کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کے لیے اور اس سچے کلام کے لیے جو اترا ہے اور نہ بن جائیں ان لوگوں کی طرح جنہیں کتاب دی گئی اس سے پہلے پس لمبی مدت گزر گئی ان پر تو سخت ہو گئے ان کے دل اور ایک کثیر تعداد ان میں سے نافرمان بن گئی۔ جان لو! اللہ تعالیٰ زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد، ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں تمہارے لیے (اپنی) نشانیاں تاکہ تم سمجھو۔ بے شک صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرضۂ حسنہ دیا کئی گنا بڑھا دیا جائے گا ان کے لیے (ان کا مال) اور انہیں فیاضانہ اجر ملے گا"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے قرأت اس طرح کی ہے: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے سترہ سال بعد مہاجرین کے دلوں میں (جھکنے میں) تاخیر اور آہستگی کو پایا تو یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور وہ ہنس رہے تھے۔ آپ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے اور آپ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ہنس رہے ہو۔ حالانکہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے امان ہے۔ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو

آپ ﷺ نے فرمایا: تم اتنی مقدار روتے رہو جتنا ہنسے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے سامنے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں: سب سے پہلے لوگوں سے خشوع اٹھالیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: کہ اس کا معنی ہے: کیا اہل ایمان کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ یاد الٰہی کے لیے ان کے دل جھک جائیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کے ضمن میں فرمایا: اس سے مراد دلوں کے سخت ہو جانے کے بعد انہیں نرم کرنا ہے۔

امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے اسلام لانے اور اس آیت اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ کے ساتھ ہمیں عتاب فرمانے کے درمیان فقط چار برس کا فاصلہ ہے۔(1)

امام ابن منذر، ابن مردویہ، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ ان کے اسلام لانے کے درمیان اور اس آیت کے نزول کے درمیان جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب فرمایا ہے۔ صرف چار برس کا فاصلہ ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جنہیں اس سے قبل کتاب دی گئی اور ان پر مدت طویل ہوگئی اور ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہو گئے۔(2)

امام ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی، تو ہم میں سے بعض لوگ بعض کے پاس آئے اور پوچھنے لگے: ہم نے کون سی بات کی ہے؟ ہم نے کون سا عمل کیا ہے؟

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کے دلوں کو ذرا سست پایا۔ تو نزول قرآن کے تیرہویں سال کے شروع میں انہیں عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ کرام سے مزاح اور ہنسنے کا اظہار ہوا تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(3)

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 421، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 521 (3787)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 244 (35715)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کسی شے کے بارے مزاح کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا الآیہ۔

امام ابن مبارک، عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ تو انہوں نے وہاں زندگی کی خوشحالی اور آسودگی کو پایا جب کہ اس سے قبل ان کی زندگی انتہائی تلخ اور مشقت آمیز تھی۔ تو انہوں نے بعض ایسے امور چھوڑ دیئے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ تو اس پر انہیں عتاب کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا الآیہ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت قاسم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سخت اکتا گئے۔ تو عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمیں بیان فرمایئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (یوسف: 3) (ہم آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں) پھر وہ اکتائے اور زچ ہوئے، تو عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمیں بیان فرمایئے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر مدت طویل نہیں ہوئی کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں۔ خبردار سنو! ہر شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ خبردار سنو! بے شک بعید اور دور وہی ہے جو آنے والی نہیں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل پر جب مدت (عمر) طویل ہوگئی۔ ان کے دل سخت ہو گئے، انہوں نے اپنی کتاب گھڑی۔ ان کے دل اس سے متحیر اور مبہوت ہو گئے۔ ان کی زبانوں نے اسے جائز سمجھا اور حق ان کے درمیان اور ان کی بہت سی خواہشات کے درمیان حائل تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت پھینک دیا۔ گویا کہ وہ اسے جانتے ہی نہیں۔ اور انہوں نے کہا: یہ کتاب بنی اسرائیل کو پیش کرو۔ پس اگر وہ تمہاری اتباع کریں تو تم انہیں چھوڑ دو۔ اور اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو تم انہیں قتل کر دو۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ ان کے علماء میں سے فلاں آدمی کو بلا بھیجو اور اس پر یہ کتاب پیش کرو۔ اگر اس نے تمہاری اتباع اور پیروی کی تو اس کے بعد ہرگز کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔ اور اگر کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اسے قتل کر دو۔ اس کے بعد ہرگز کوئی تم سے اختلاف نہیں کرے گا۔ پس انہوں نے اس کو بلا بھیجا۔ اس نے ایک کاغذ لیا اور اس کے اوپر لکھا اس میں کتاب اللہ ہے۔ پھر اسے اپنی گردن میں لٹکا دیا۔ پھر اس کے اوپر کپڑے پہن لیے۔ تو انہوں نے اس پر کتاب پیش کی اور اسے کہا: کیا تو اس کے ساتھ ایمان لاتا ہے؟ تو اس نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور کیا ہے مجھے کہ میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لاؤں گا؟ یعنی وہ کتاب جس میں قرآن ہے۔ تو انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور اس کے کچھ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

اصحاب تھے جو اس کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ پس جب وہ مر گیا تو انہوں نے وہ کتاب پالی جس میں قرآن اس پر معلق تھا۔ اور انہوں نے کہا: کیا تم اس کے اس قول کو جانتے نہیں میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور کیا ہے مجھے کہ میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لاؤں گا؟ بلاشبہ اس کی مراد یہ کتاب تھی۔ پس بنی اسرائیل ستر سے کچھ زائد ملتوں میں بٹ گئے اور ان میں سے سب سے بہترین مذہب صاحب قرآن کے اصحاب کا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک جو تم میں سے باقی رہا وہ عنقریب منکر اور گناہ کا عمل ہوتا دیکھے گا اور آدمی کے لیے یہی کافی ہوگا کہ وہ گناہ دیکھے گا لیکن اسے تبدیل کرنے کی استطاعت اور طاقت نہیں رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دل کی کیفیت کو جانتا ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ جب یہ آیت تلاوت کرتے تھے: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ تو پھر فرماتے تھے بے شک اے میرے رب! کیوں نہیں بے شک اے میرے پروردگار!

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے بیان کیا ہے کہ حضرت شداد بن اوس نے کہا ہے کہ لوگوں سے سب سے پہلے خشوع اٹھالیا جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَلْاَمَدُ سے مراد زمانہ (دہر) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو حرب بن ابی الاسود رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قراء کو جمع کیا اور فرمایا: تم میں قرآن جمع کرنے والوں کے (یعنی حفاظ قرآن) سوا کوئی داخل نہ ہو۔ سو ہم تین سو آدمی اندر داخل ہوئے اور آپ نے ہمیں وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا: تم اس شہر کے قراء ہو۔ قسم بخدا! تم پر زمانہ طویل ہو جائے گا اور تمہارے دل اسی طرح سخت ہو جائیں گے جیسے اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے۔(3)

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ﳓ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۠ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 95-95 (7589)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 286، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 317، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۱﴾

''اور جولوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی (خوش نصیب) اللہ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں۔ان کے لیے (خصوصی) اجر اور ان کا (مخصوص) نور ہے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ تو دوزخی ہیں۔خوب جان لو! کہ دنیوی زندگی محض کھیل، تماشا اور (سامان) آرائش ہے، اور آپس میں (حسب ونسب پر) اترانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد حاصل کرنا۔اس کی مثال یوں سمجھو جیسے بادل برسے اور نہال کردے کسانوں کو اس کی (شاداب وسرسبز) کھیتی پھر وہ (یکا یک) سوکھنے لگے تو تو اسے دیکھے کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے اور (دنیا پرستوں کے لیے) آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور (خدا پرستوں کے لیے) اللہ کی بخشش اور (اس کی) خوشنودی ہوگی۔اور نہیں ہے دنیوی زندگی مگر نرا دھوکہ۔تیزی سے آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے جو تیار کردی گئی ہے ان کے لیے جو ایمان لے آئے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔یہ اللہ کا فضل (وکرم) ہے عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی ذات اور دین کے بارے فتنہ سے ڈرتے ہوئے اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہوتا رہا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھا جائے گا۔اور جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید قرار دے گا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ پھر آپ نے فرمایا: اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف بھاگ دوڑ کرنے والے قیامت کے دن جنت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ان کے درجہ میں ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ میری امت کے مومنین شہداء ہیں۔پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک ایک آدمی اپنے بستر پر مرے گا اور وہ شہید ہوگا۔پھر آپ نے مذکورہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دن فرمایا اور وہ آپ کے

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 269، دار احیاء التراث العربی بیروت

پاس تھے: تم سارے کے سارے صدیق اور شہید ہو۔ تو آپ سے کہا گیا: اے ابو ہریرہ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ آیت پڑھو: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: بے شک شہید وہ ہے کہ اگر وہ اپنے بستر پر بھی مرا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یعنی وہ جو اپنے بستر پر مرے اور اس کا کوئی گناہ نہ ہو۔ (1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مومن صدیق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ فرمایا: یہ حصہ اس سے الگ اور جدا ہے۔ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ یہ علیحدہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدیقین رکھا ہے۔ پھر فرمایا: وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۔ (3)

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مسروق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت صرف شہداء کے لیے ہے۔ (4)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون جہنی رحمہ اللہ نے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا کیا خیال ہے اگر میں یہ شہادت دوں ان لا الہ الا اللہ وانك رسول اللہ اور میں پانچ نمازیں پڑھوں۔ میں زکوٰۃ ادا کروں، رمضان المبارک کے روزے رکھوں اور میں اسی پر قائم رہوں تو میں کن میں سے ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو صدیقین اور شہداء میں سے ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ کے تحت فرمایا: لوگ ان دونوں جانبوں کی طرف آخرت میں ہوں گے۔

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۚ﴿۲۲﴾ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 181 (9631)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 268، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 289

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

''نہیں آئی کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں، بے شک یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ (ہم نے تمہیں یہ اس لیے بتا دیا ہے) کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہیں نہ ملے اور نہ اترانے لگو اس چیز پر جو تمہیں مل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی مغرور، شیخی باز کو۔ جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں، اور جو (اللہ کے حکم سے) روگردانی کرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کا مستحق ہے''۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا: دنیا کے بارے میں اور نہ ہی دین کے بارے میں کوئی مصیبت نہیں آئی، زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا مگر وہ لکھی ہوئی ہے۔ کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں۔ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ تا کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو دنیا میں سے تمہیں نہ ملے۔ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ اور نہ اترانے لگو اس چیز پر جو دنیا میں تمہیں مل جائے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا: وہ ایک ایسی شے ہے جس سے فراغت پالی گئی ہے اس سے پہلے کہ نفسوں کو پیدا کیا جائے۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو حسان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ دو آدمی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک سواری کے جانور، عورت اور گھر بدفالی لینے کی چیزیں ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا! اس طرح نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے۔ بے شک بدفالی لینے کی چیزیں عورت، چوپائے اور گھر میں ہے۔ پھر ام المومنین نے یہ آیت پڑھی: مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۲۲﴾۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے اسی آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کون شک کرسکتا ہے کہ آسمان میں اور زمین میں آنے والی ہر مصیبت روحوں کو پیدا کیے جانے سے پہلے کتاب میں لکھ دی گئی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 73-272، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 271
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 521 (3788)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 141 (9770)، دارالکتب العلمیہ بیروت

شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی انسان نہیں ہے مگر وہ غمزدہ اور پریشان بھی ہوتا ہے اور خوش اور مسرور بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اسے مصیبت آپڑے تو وہ اسے صبر سے برداشت کرے اور اگر اسے خیر اور نفع حاصل ہو تو وہ اس پر شکر بجا لائے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں مذکورہ آیت میں مصیبت سے مراد مصائب معاش ہیں مصائب دین مراد نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ مصائب دین مراد نہیں کہ دین کے معاملات میں ان کے لیے حکم ہے کہ وہ گناہ اور غلطی پر غمزدہ ہوں اور نیکی کرنے پر اظہار مسرت و فرحت کریں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک برائی اور گناہ کے بارے آسمان میں فیصلہ کیا جاتا ہے اور وہ ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے لیے وقت مقرر کر دیا جاتا ہے اور وہ اسے اس کے مقررہ وقت تک روکے رکھتا ہے۔ پھر جب اس کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ اسے بھیج دیتا ہے۔ پس اب اسے لوٹایا نہیں جاسکتا۔ وہ اس طرح ہوتا ہے کہ فلاں دن فلاں مہینے، فلاں سال اور فلاں شہر میں مصیبت، قحط اور رزق (نازل ہوگا) اور مصیبت خاص افراد میں بھی آتی ہے اور عام میں بھی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی عصا پکڑتا ہے، اس کے ساتھ سہارا حاصل کرتا ہے حالانکہ وہ اسے ناپسند کر رہا ہوتا ہے پھر وہ اس کا عادی بن جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن ابی صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک جماعت میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور قوم میں سے ایک آدمی رونے لگا۔ تو انہوں نے فرمایا: کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو اس نے عرض کی: میں اس کے لیے رو رہا ہوں جو کچھ میں آپ میں دیکھ رہا ہوں اور اس کی وجہ سے جس کی طرف آپ کو لے جایا جا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو نہ رو۔ کیونکہ ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ کیا تو یہ ارشاد نہیں سنتا: مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ الآیہ۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت میں مصیبت سے مراد بھوک اور بیماریاں ہیں۔ اور مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا کا معنی ہے اس سے پہلے کہ ہم انہیں پیدا کریں۔(3)

ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مصیبت نازل فرمائی۔ پھر اسے اپنے پاس روک لیا۔ پھر وہ صاحب مصیبت کو پیدا فرماتا ہے۔ پھر جب وہ خطا اور غلطی کا عمل کرتا ہے تو اس پر وہ اس مصیبت کو بھیج دیتا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت سلیم بن جابر ہجیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 273، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 195 (30620)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 287، دار الکتب العلمیہ بیروت

آخر زمانہ میں میری امت پر تقدیر کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا، کوئی شے اسے بند نہیں کر سکے گی۔ تمہارے لیے کافی ہے کہ تم انہیں اس آیت کے ذریعے اس سے بچاؤ: مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِیۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید اور عبداللہ بن احمد رحمہما اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت قزعہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کھردرے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کے لیے ملائم کپڑا لایا جو خراسان میں بنایا جاتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی کہ میں آپ کو وہ پہنے ہوئے دیکھوں، کیونکہ آپ کھردرا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں اس کپڑے کو پہننے سے یہ خوف محسوس کرتا ہوں کہ میں مغرور اور شیخی باز ہو جاؤں گا اور ارشاد خداوندی ہے: وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِ ﴿۲۳﴾۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ ۚ وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالۡغَیۡبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۲۵﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ جَعَلۡنَا فِیۡ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الۡكِتٰبَ فَمِنۡهُمۡ مُّهۡتَدٍ ۚ وَ كَثِیۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّیۡنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمۡ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیۡنَا بِعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ وَ اٰتَیۡنٰهُ الۡاِنۡجِیۡلَ ۬ۙ وَ جَعَلۡنَا فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُ رَاۡفَةً وَّ رَحۡمَةً ؕ وَ رَهۡبَانِیَّةَۨ ابۡتَدَعُوۡهَا مَا كَتَبۡنٰهَا عَلَیۡهِمۡ اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ۚ فَاٰتَیۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ ۚ وَ كَثِیۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۲۷﴾

"یقیناً ہم نے بھیجا ہے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور ہم نے اتاری ہے ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے پیدا کیا ہے لوہے کو اس میں بڑی قوت ہے اور طرح طرح کے فائدے ہیں لوگوں کے لیے اور (یہ سب اس لیے) تاکہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ کہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زور آور، سب پر غالب ہے۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے رکھ دی ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب پس ان میں سے چند تو ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے انہیں کی راہ پر اور رسول بھیجے

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 322 (3466)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اوران کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں میں جو عیسیٰ کے تابعدار تھے، شفقت اور رحمت۔ اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا البتہ انہوں نے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اسے اختیار کیا تھا پھر اسے وہ نباہ نہ سکے جیسے اس کے نباہنے کا حق تھا۔ پس ہم نے عطا فرمایا جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے (ان کے حسن عمل اور حسن نیت) کا اجر۔ اور ان میں سے اکثر فاسق (وفاجر) تھے"۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت میں الْمِيزَانَ سے مراد عدل ہے۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اس میں مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کا مفہوم ہے مثلاً ڈھالیں، اسلحہ اور دیگر ساز و سامان لوہے سے بنایا جاتا ہے۔ یہ سب لوگوں کے لیے فوائد ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ کے تحت فرمایا کہ لوہے میں سے سب سے اول اللہ تعالیٰ نے لوہار کا زنبور نازل کیا جس پر لوہے کو کوٹا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے دنوں کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ہفتہ عدد ہے، اتوار عدد ہے، سوموار وہ دن ہے جس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ منگل خون کا دن ہے اور بدھ لوہے کا دن ہے۔ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ اور جمعرات وہ دن ہے جس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ الآیہ کے تحت امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عبداللہ! میں نے عرض کی لبیک یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تین بار ایسا ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے ایمان کا کون سا گروہ زیادہ مضبوط اور ثقہ ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کا مضبوط ترین گروہ ایسی ولایت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو، اس میں محبت بھی اسی کے لیے ہو اور بغض وعداوت بھی اسی کے لیے ہو۔ پھر فرمایا: کیا تو جانتا ہے لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے افضل وہ ہے جو عمل کے اعتبار سے ان میں افضل واعلیٰ ہو جب کہ وہ دین کی فقاہت اور سمجھ حاصل کر لیں۔ اے عبداللہ! کیا تو جانتا ہے لوگوں میں سے کون زیادہ عالم ہے؟ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 287، دارالکتب العلمیہ بیروت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ عالم وہ ہے جو ان میں حق کی زیادہ بصیرت رکھتا ہو جب کہ لوگوں کے مابین اختلاف ہو جائے۔ اگرچہ وہ عمل میں غفلت اور سستی برتنے والا ہو اور اگرچہ وہ اپنی سرین کے بل گھسٹتا رہے۔ وہ لوگ جو ہم سے پہلے تھے وہ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ ان میں سے تین نے نجات پائی اور تمام کے تمام گروہ علیحدہ اور جدا جدا ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ایک فرقے نے بادشاہوں کا مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دین کی بناء پر قتال کیا اور قتل کر دیئے گئے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جس نے بادشاہوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھی اور نہ ہی ان کے ساتھ کھڑا ہونا پسند کیا۔ تو وہ پہاڑوں میں چلے گئے اور وہاں خلوت اور رہبانیت اختیار کر لی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ یعنی وہ لوگ جو میرے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے میری تصدیق کی۔ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ یعنی جنہوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور انہوں نے میرا انکار کیا۔ (1)

امام نسائی، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بادشاہوں نے تورات اور انجیل کو بدل دیا۔ پس ان میں سے مومنین تورات و انجیل کو پڑھتے تھے۔ تو بادشاہوں سے کہا گیا کہ جو آدمی ہمیں گالیاں دیتا ہے، اس کی گالی سے زیادہ شدید اور سخت ہم اس شے کو پاتے ہیں کہ وہ یہ پڑھتے ہیں: وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے نازل فرمایا اللہ نے تو وہی لوگ کافر ہیں) وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں) وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں) اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی قرأت میں ہمارے اعمال کے بارے میں ہم پر عیب لگاتے ہیں۔ لہٰذا آپ انہیں بلائیے (اور انہیں کہیں) کہ وہ اسی طرح پڑھیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور وہ اسی طرح ایمان رکھیں جیسا ہم ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے انہیں بلایا اور انہیں اکٹھا کیا اور انہیں قتل کی دھمکی دی یا پھر وہ تورات و انجیل کو پڑھنا چھوڑ دیں۔ سوائے ان مقامات کے جو ان سے تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کیا تم اس کے بارے کیا ارادہ رکھتے ہو کہ تم ہمیں چھوڑ دو؟ پھر ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ہمارے لیے ایک ستون بنواؤ۔ پھر ہمیں اس کے اوپر چڑھا دو۔ پھر ہمیں کوئی ایسی شے عطا کر دو جس کے ذریعے ہمارا کھانا اور پانی اوپر چڑھایا جا سکتا ہو۔ تو پھر ہم تمہاری طرف نہیں لوٹیں گے۔ اور ایک گروہ نے کہا: ہمیں چھوڑ دیجئے، ہم زمین میں سیاحت کریں گے، اس میں گھومیں پھریں گے اور وہیں سے کھائیں گے جہاں سے وحشی جانور کھاتے ہیں اور وہیں سے پئیں گے جہاں سے وہ پیتے ہیں۔ پس اگر تم نے اپنی زمین میں ہمیں پکڑ لیا تو پھر ہمیں قتل کر دینا۔ اور ایک گروہ نے کہا: آپ ہمیں جنگلوں میں خانقاہیں اور رہائش گاہیں تعمیر کروا دیں۔ ہم وہاں کنویں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 522 (3790)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کھودیں گے اور سبزیاں وغیرہ کاشت کریں گے۔ پھر ہم نہ تمہارے پاس آئیں گے اور نہ تمہارے پاس سے گزریں گے۔ یہ تمام قبائل آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے، چنانچہ انہوں نے ایسا کرلیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فرمایا ان میں سے دوسرے وہ ہیں جو مشرکین میں سے عبادت کے لیے علیحدہ ہو گئے اور ان میں سے جو فناہ ہو گئے سو فناہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا: ہم تو اسی طرح عبادت کے لیے علیحدہ رہیں گے جیسے فلاں ہوا، ہم اسی طرح سیاحت کریں گے جیسے فلاں نے سیاحت کی۔ اور ہم اسی طرح خانقاہیں بنائیں گے جس طرح فلاں نے بنائی۔ حالانکہ وہ اپنے شرک پر ہی قائم تھے۔ انہیں ان کے ایمان کا کوئی علم نہ تھا جن کی انہوں نے اقتداء کی۔ پس جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تو اس وقت ان میں سے تھوڑے سے لوگ باقی تھے۔ چنانچہ جو مینار اور ستون والا تھا وہ اس سے نیچے اتر آیا۔ سیاحت کرنے والا سیاحت سے واپس آ گیا اور معبد میں رہنے والا اپنی عبادت گاہ سے باہر آ گیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ یعنی ان کے لیے دو اجر ہوں گے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانے اور اپنے آپ کو اور تورات و انجیل کو قائم رکھنے کا اور دوسرا حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کا وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (اور بنا دے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم چلو گے) فرمایا: اس نور سے مراد۔ قرآن اور ان کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنا ہے۔ (1)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اپنے آپ پر تشدد اور سختی کرو گے تو پھر تم پر سختی کی جائے گی۔ کیونکہ ایک نے اپنے نفسوں پر سختی کی تو پھر ان پر سختی کی گئی اور یہ معبدوں اور گرجا گھروں میں انہیں کی باقیات ہیں: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ۔ (2)

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سہل بن ابی امامہ بن سہل بن جبیر سے وہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو (اور انہیں مشقت میں نہ ڈالو) کیونکہ جو تم سے پہلے تھے وہ اپنے نفسوں پر سختی کرنے کے سبب ہی ہلاک ہوئے اور عنقریب تم ان کی باقیات معبدوں اور گرجا گھروں میں پاؤ گے۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کا قیام تم پر فرض نہیں کیا گیا۔ بے شک قیام وہ شے ہے جس کا آغاز تم نے کیا۔ پس اب اس پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرو اور اسے مت چھوڑو۔ کیونکہ بنی اسرائیل

---

1۔ سنن نسائی، کتاب ادب القضاۃ، صفحہ 06-305، وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 299 (3682)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 14 (3884)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں سے کچھ لوگ تھے جنہوں نے ایک بدعت (نے کام) کا آغاز کیا۔ پھر اسے چھوڑنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں عیب دار قرار دیا اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا۔(1)

امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر امت کے لیے رہبانیت ہے اور اس امت کی رہبانیت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو چھوڑ دیا اور خانقاہیں اور معبد عبادت گاہیں بنالیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ آمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٨﴾ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَ أَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَ اللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾

"اے ایمان والو! تم ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور (سچے دل سے) ایمان لے آؤ اس کے رسول (مقبول) پر اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا دو حصے اپنی رحمت سے اور بنا دے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم چلو گے اور بخش دے گا تمہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ (تم پر یہ خصوصی کرم اس لیے کیا) تا کہ جان لیں اہل کتاب کہ ان کا کوئی قابو نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل (وکرم) پر اور یہ کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے نوازتا ہے اس سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نجاشی کے اصحاب میں سے چالیس آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں شامل ہوئے۔ ان میں سے کئی زخمی ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی مقتول نہ ہوا۔ پھر جب انہوں نے مومنین کی حاجات وضروریات کو دیکھا۔ تو عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم خوشحال لوگ ہیں، آپ ہمیں اجازت فرمائیں کہ ہم اپنے مال لے آئیں اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی دلجوئی اور غم خواری کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا (القصص) پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دو اجر بنا دیے۔ فرمایا وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 14 (4227)، دار الکتب العلمیہ بیروت

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (القصص: 54) یعنی وہ نفقہ جس کے ساتھ انہوں نے مسلمانوں کی دلجوئی اور غم خواری کی۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے کہا: اے مسلمانوں کے گروہ! ہم میں سے جو تمہاری کتاب کے ساتھ ایمان لایا تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو تمہاری کتاب کے ساتھ ایمان نہ لایا تو اس کے لیے تمہارے اجروں کی طرح ایک اجر ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے نور اور مغفرت کا اضافہ فرما دیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (القصص: 54) تو اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب پر اظہار فخر کیا اور کہا: ہمارے لیے دو اجر ہیں اور تمہارے لیے ایک اجر ہے۔ پس صحابہ کرام پر ان کی یہ بات گراں گزری۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھی اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کے اجروں کی طرح دو اجر بنا دیئے اور اجر میں دونوں کو مساوی اور برابر قرار دیا۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں دو اجر عطا فرمائے گا اور مزید فرمایا کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد قرآن کریم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا عطا فرمائے گا اور مزید فرمایا: کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد ہدایت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَيْنِ سے مراد دو حصے ہیں۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَيْنِ سے مراد دو چند اور دوگنا ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَيْنِ سے مراد دوگنا ہے اور یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ (3)

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اسی آیت کے تحت فرمایا کہ ایک کفل اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تین سو پچاس اجزاء کا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک کفل رحمت کے تین سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

امام ابن ضریس نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد قرآن کریم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے یزید بن حازم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ اور عبد اللہ بن ابی سلمہ

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 259 (11404)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 281

رضی اللہ عنہما دونوں کو سنا۔ ان میں سے ایک نے اس طرح قرأت کی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اور دوسرے نے پڑھا "لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے عمل کو تقسیم فرمایا اور پھر اجر کو بھی تقسیم کر دیا۔ ایک روایت میں اجر کی بجائے اجل کے لفظ ہیں۔ یعنی مدت اور قوت کو تقسیم کر دیا۔ پس یہودیوں سے کہا گیا: تم عمل کرو۔ تو انہوں نے نصف دن تک عمل کیے تو انہیں کہا گیا کہ تمہارے لیے بطور اجر ایک قیراط ہے۔ عیسائیوں سے کہا گیا: تم عمل کرو۔ پس انہوں نے نصف دن سے لے کر عصر تک عمل کیا۔ تو ان سے بھی کہا گیا کہ تمہارے لیے بھی ایک قیراط ہے۔ پھر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم عمل کرو۔ پس انہوں نے عصر سے لے کر غروب آفتاب تک عمل کیا۔ تو انہیں کہا گیا: تمہارے لیے دو قیراط ہیں۔ پھر یہودیوں اور عیسائیوں نے اس بارے میں باہم گفتگو کی۔ پس یہودیوں نے کہا: کیا ہم نصف دن تک کام کریں گے تو ہمارے لیے ایک قیراط ہوگا؟ اور عیسائیوں نے کہا کیا ہم نصف دن سے عصر تک کام کریں گے تو ہمارے لیے ایک قیراط ہوگا؟ اور وہ (مسلمان) عصر سے غروب آفتاب تک کام کریں گے تو ان کے لیے دو قیراط ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ الی اخر الآیہ۔ پھر فرمایا: بے شک تمہاری مثال سابقہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسا کہ عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الآیہ۔ اہل کتاب نے اس پر ان کے ساتھ حسد کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: قریب ہے ہم میں سے ایک نبی ظاہر ہوگا اور وہ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے گا۔ پس جب عرب سے وہ نبی ظاہر ہوا تو انہوں نے کفر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ الآیہ، یعنی تاکہ اہل کتاب نبوت کی فضیلت کو جان لیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح قراءت کی ہے۔ "كَيْ لَا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ" واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتھا ۲۲ سُورَۃُ المُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۸ رکوعاتھا ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ مجادلہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝۱ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۴

"بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں (ساتھ ہی) شکوہ کیے جاتی تھی اللہ سے (اپنے رنج و غم کا) اور اللہ سن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو، بے شک اللہ (سب کی باتیں) سننے والا (سب کچھ) دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ظہار کرتے ہیں اپنی بیویوں سے وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔ نہیں ہیں ان کی مائیں بجز ان کے جنہوں نے انہیں جنا ہے۔ بے شک یہ لوگ کہتے ہیں بہت بری بات اور جھوٹ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت درگزر فرمانے والا، بہت بخشنے والا ہے، جو لوگ ظہار کر بیٹھیں اپنی عورتوں سے پھر وہ پلٹنا چاہیں اس بات سے جو انہوں نے کہی تو (خاوند) غلام آزاد کرے اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ہے جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو (اس سے) آگاہ ہے۔ پس جو

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

شخص غلام نہ پائے تو وہ دو ماہ لگا تار روزے رکھے اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو تو کھانا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو، یہ اس لیے کہ تم تصدیق کرو اللہ اور اس کے رسول (کے فرمان) کی، اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اور منکرین کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

امام سعید بن منصور، امام بخاری نے بطور تعلیق، عبد بن حمید، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی قوت سمع تمام آوازوں کو وسیع اور محیط ہے۔ تحقیق جھگڑنے والی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر باتیں کرنے لگی اور میں گھر کے ایک طرف میں تھی جو کچھ وہ کہہ رہی تھی اسے میں نہیں سن رہی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا الی اخر الآیہ۔(1)

امام ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ برکت وشان والی ہے وہ ذات کی قوت سماعت ہر شے کو محیط ہے۔ بے شک میں خولہ بنت ثعلبہ کی گفتگو سن رہی تھی لیکن اس کے بعض حصے مجھ پر مخفی اور پوشیدہ تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کے بارے میں تکرار اور شکوے کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میری جوانی کھالی۔ میرے بطن سے اس کے کئی بیٹے ہوئے، جب میں بوڑھی ہوگئی تو میری وہ اولاد جو میرے بطن سے ہوئی وہ مجھ سے کٹ گئی۔ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اپنا مقدمہ عرض کرتی ہوں۔ وہ مسلسل باتیں کرتی رہی یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوگئے: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اور وہ خاوند اوس بن صامت تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک عورت سے ملے جسے خولہ کہا جاتا تھا۔ آپ لوگوں کے ساتھ چل رہے تھے کہ اس نے آپ کو ٹھہرالیا۔ آپ اس کے لیے ٹھہر گئے اور اس کے قریب ہوئے اور اس کی بات توجہ سے سننے کے لیے اپنا سر اس کے قریب کیا اور اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھے۔ حتی کہ اس نے اپنی حاجت پوری کرلی اور واپس لوٹ گئی۔ تو کسی آدمی نے آپ سے کہا اے امیر المومنین! اس بڑھیا کے لیے قریش کے اتنے آدمی رکے۔ تو آپ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو کیا تو جانتا ہے یہ کون ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ وہ عورت ہے جس کا شکوہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اوپر سنا۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ قسم بخدا! اگر یہ رات تک مجھ سے واپس نہ پھرتی تو میں قطعاً نہ پھرتا یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت اور ضرورت پوری کر لیتی۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ثمامہ بن حزن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اس دوران کہ حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر چلتے جا رہے تھے کہ ایک عورت آپ سے ملی اور اس

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 118 (188)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 523 (3791)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے کہا: اے عمر! ٹھہر جاؤ۔ سو آپ ٹھہر گئے اور اس نے آپ کے ساتھ سخت لہجہ میں گفتگو کی۔ تو ایک آدمی نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کی گفتگو کی طرف توجہ کرنے سے کوئی مجھے روک نہیں سکتا۔ یہ وہ عورت ہے جس کی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے خصوصی توجہ فرمائی اور اس کے بارے قرآن کی آیات نازل فرمائیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ خولہ بنت ثعلبہ نے مجھے یہ بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! میرے اور اوس بن صامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔ اس نے بتایا: میں اس کے پاس تھی اور وہ شیخ کبیر تھا۔ اس کا اخلاق بگڑ چکا تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا۔ تو میں نے اسے کسی شے کے سبب واپس لوٹا دیا اور وہ غضب ناک ہو گیا، اور اس نے کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ'' تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا اور اپنی قوم کی مجلس میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھا۔ اور پھر میرے پاس آیا جب کہ وہ مجھ سے میری ذات کا ارادہ رکھتا تھا (یعنی مجھ سے مقاربت چاہتا تھا) میں نے کہا: ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں خولہ کی جان ہے! تو مجھ سے نہیں مل سکتا حالانکہ تو نے ایسا کہا کیا ہے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں فیصلہ نہ فرما دیں۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے آپ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ پس ابھی سلسلہ کلام جاری تھا کہ قرآن کریم نازل ہونے لگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ شے چھا گئی جو آپ پر چھا جاتی تھی۔ پھر آپ سے وہ کیفیت ختم ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے خولہ! اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر یہ آیات پڑھیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: خاوند کو کہو کہ وہ غلام آزاد کرے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کچھ نہیں ہے جسے وہ آزاد کر سکتا ہو۔ تو پھر آپ نے فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ لگاتار دو مہینے روزے رکھے۔ میں نے عرض کی: قسم بخدا! وہ بہت بوڑھا آدمی ہے۔ وہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجوریں کھلا دے۔ میں نے عرض کی: قسم بخدا! وہ اس کے پاس نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم کھجور کے عرق کے ساتھ اس کی مدد کریں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی دوسرے عرق کے ساتھ اس کی مدد کروں گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے درست کیا اور بہت اچھا کیا۔ پس تو چلی جا اور اس کی

طرف سے وہ صدقہ کردے اور پھر اپنے چچا کے بیٹے کو خیر اور نیکی کی نصیحت کر۔ اس نے بیان کیا: سو میں نے ایسا ہی کیا۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کیا۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کو اس کے بارے اطلاع دی۔ اور وہ اوس بن لمم تھا۔ پس قرآن کریم نازل ہوا وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا تو آپ ﷺ نے اس کی بیوی کو فرمایا کہ تو اسے کہہ کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عطا فرمایا جو عطا فرمایا! آپ اس کے لیے فقط رحمت ہی لے کر آئے۔ بے شک اس کے لیے میری ذات میں کئی منافع اور فوائد ہیں لیکن قسم بخدا! اس کے پاس غلام نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کا مالک ہے۔ اس عورت نے کہا: قرآن کریم نازل ہوا اور میں آپ ﷺ کے پاس گھر میں موجود تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہہ دے کہ وہ مسلسل دو مہینے روزے رکھے۔ تو اس نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عطا فرمایا جو عطا فرمایا! وہ اس پر قادر نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کرے۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اس کے پاس کوئی ایسی شے نہیں ہے جسے وہ صدقہ کر سکتا ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فلاں انصاری کے پاس جائے کیونکہ اس کے پاس کھجوروں کے وسق کا ایک شطر موجود ہے۔ وہ مجھے اطلاع دے کہ وہ صدقہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو وہ اس سے لے لے گا اور ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کردے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ خولہ اوس بن صامت کی بیوی تھی۔ اس آدمی کو تھوڑا سا جنون بھی تھا۔ پس جب اس کا جنون شدید ہو گیا تو اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کفارۂ ظہار کا حکم نازل فرمایا۔(3)

امام نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی اگر اپنی بیوی کو یہ کہتا تھا: ''اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ تو وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی اور دور اسلام میں سب سے پہلے اوس بن صامت نے ظہار کیا۔ اس کے نکاح میں اس کے چچا کی بیٹی تھی جسے خولہ کہا جاتا تھا۔ پس اس نے اس سے ظہار کیا اور اپنے قبضے سے نکال دیا اور کہا: میں تیرے بارے میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ لہٰذا تو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جا اور آپ کی بارگاہ میں عرض کر۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کے پاس ماشطہ (کنگھی کرنے والی) کو پایا جو آپ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کر رہی تھی اور آپ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خولہ! تیرے معاملہ کے بارے

1۔ سنن کبریٰ، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 391، دار الفکر بیروت 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار جلد 7، صفحہ 389
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 523 (3792)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں ہمیں کسی شے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ پھر الله تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر حکم نازل فرمایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خولہ! تجھے مبارک ہو۔ تجھے بشارت ہو۔ اس نے عرض کی: کیا خیر اور بہتری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں خیر اور بھلائی ہے۔ تو الله تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور پھر آپ ﷺ نے وہ آیات اس پر پڑھیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا الآیات۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت خولہ یا خویلہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی: یارسول الله! ﷺ میرے خاوند نے میرے ساتھ ظہار کیا ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا میں تیرے بارے میں یہی خیال کرتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے تو اس نے عرض کی: میں اپنی حاجت کا شکوہ اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کروں گی۔ پس الله تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے قرآن کے بارے فرمایا کہ الله تعالیٰ نے سارا قرآن ایک ہی بار نازل نہیں فرمایا: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ فرمایا یہ خولہ کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے۔ اگر خولہ ارادہ کرتی کہ وہ جھگڑا اور اصرار نہیں کرے گی۔ تو ایسا نہ ہوسکتا کیونکہ الله تعالیٰ نے یہ اسے پیدا کرنے سے پہلے اس کے مقدر میں کردیا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ خولہ انصار میں سے ایک عورت تھی۔ اس کے خاوند نے اس سے ظہار کیا اور کہا "اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ" پھر وہ رسول الله ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: میرے خاوند نے مجھ سے شادی کی تھی اور میں اس کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ یہاں تک کہ جب میں بڑی ہو گئی اور کبرسنی (بڑھاپے) میں داخل ہوگئی۔ تو اس نے کہہ دیا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے اور اس نے مجھے کسی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے یارسول الله! ﷺ پس اگر آپ میرے لیے کوئی رخصت پاتے ہیں۔ جو مجھے اور اسے ہلاکت سے بچا لے گی تو مجھے اس کے بارے بیان فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! اب تک تیرے معاملے کے بارے میں مجھے کسی شے کا حکم نہیں دیا گیا۔ البتہ تو اپنے گھر کی طرف لوٹ جا۔ اگر مجھے کسی شی کا حکم دیا گیا تو میں اسے تجھ پر نہیں چھپاؤں گا ان شاءالله تعالیٰ۔ چنانچہ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ گئی اور الله تعالیٰ نے کتاب میں اپنے رسول مکرم ﷺ پر اس کے لیے اور اس کے خاوند کے لیے رخصت کا حکم نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓیِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 83-282، دارالفکر بیروت

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پس آپ ﷺ نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا اور ارشاد فرمایا: کیا تو غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے عرض کی: تب میرا سارا مال صرف ہو جائے گا کیونکہ غلام مہنگا ہے اور میرے پاس تو زیادہ مال نہیں ہے۔ میں مفلس ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو لگا تار دو مہینے روزے رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس نے عرض کی: قسم بخدا! اگر میں ہر روز تین بار نہ کھاؤں تو میری نظر کمزور ہو جائے کام نہ کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی نہیں، قسم بخدا! مگر اس طرح کہ آپ میری مدد فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک پندرہ صاع میں تیری مدد کروں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کیا۔ تو اس نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور عرض کی: میرے خاوند نے میرے ساتھ اس وقت ظہار کیا ہے جب میں عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اور میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت ظہار نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی: میرے پاس اس کے لیے مالی وسعت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: تو مسلسل دو مہینے روزے رکھ۔ اس نے عرض کی: بے شک جب کبھی میں دن میں تین بار کھانا نہ کھا سکوں تو میری نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ اس نے عرض کی: میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا مگر اس طرح کہ آپ میری معاونت فرمائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پندرہ صاع اسے عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اس کی بیوی کو ملا کر دونوں کو اکٹھا کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ عورت جس نے اپنے خاوند کے بارے میں شکوہ کیا وہ خولہ بنت ثعلبہ تھی اور اس کی ماں معاذہ تھی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (النور:33) (اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر) اور وہ عبداللہ بن ابی کی لونڈی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے خولہ کے خاوند نے ظہار کیا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی: میرے خاوند نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکوہ کرنے لگی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اس بارے میں کوئی حکم میرے پاس نہیں آیا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں کس سے کہوں کہ میرے خاوند نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ پس ابھی وہ اسی حالت میں تھی کہ وحی نازل ہوئی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچی: فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا پھر وحی رک گئی۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس پر یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ تو اس نے عرض کی: وہ اتنی وسعت نہیں پاتا (کہ غلام آزاد کرے) تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہی حکم ہے۔ ابھی وہ اسی حالت میں تھی کہ پھر وحی نازل ہوئی: فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا پھر وحی رک گئی اور آپ ﷺ نے رخ زیبا اس کی طرف پھیرا اور اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پس حکم تو اس طرح ہے۔ ابھی وہ یہیں تھی کہ پھر وحی نازل ہوئی:

فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے یہ حکم پڑھ کر سنایا۔ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ یہ طاقت نہیں رکھتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم اس کی معاونت کریں گے۔

عبد بن حمید نے حضرت عطاء خراسانی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع کے ساتھ اس کی مدد فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوزید مدنی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت نصف وسق جو لے کر آئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے وہ اسے عطا فرما دیئے کہ جو کے دو مد گندم کے ایک مد کے برابر ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع جو کے ساتھ اس کی مدد فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مقدس میں ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور اس وقت ظہار شدید ترین طلاق اور سب سے بڑھ کر حرام کرنے والا شمار ہوتا تھا۔ جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھتا تو پھر وہ کبھی اس کی طرف نہ لوٹتی۔ چنانچہ وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ بے شک میرے خاوند اور میری اولاد کے باپ نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس پر مطلع نہیں ہوگا کہ وہ اپنے فراق کے سبب مجھ پر داخل ہوگا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: تحقیق اس نے کہہ دیا جو کہنا تھا۔ پھر اس نے عرض کی: تو میں کیا کروں گی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی اور اپنا شکوہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا اور فرمایا: تو غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی: اس زمین میں کوئی ایسا غلام نہیں ہے جس کا میں مالک ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ بے شک میں کبرسنی کو پہنچ چکا ہوں اور میرا سر بھی چکراتا ہے۔ جب میں دن میں کئی بار کھانا نہ کھاؤں تو مجھے چکر آنے لگتے ہیں یہاں تک کہ میں گر جاتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس نے عرض کی: قسم بخدا! میں اس کی وسعت نہیں پاتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ہم تیری مدد کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی کی بیوی حضور آقائے دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کی شکایت کرنے لگی کہ اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ اس وقت ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے سر سے کچھ نکال رہی تھی یا یہ کہا کہ وہ آپ ﷺ کے سر میں تیل لگا رہی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی۔ تو وہ عورت جو آپ ﷺ کے سر میں تیل لگا رہی تھی۔ اس نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی کی بیوی جس کا نام خولہ بنت ثعلبہ تھا، سے کہا: اے خولہ! کیا تو خاموش نہیں ہوگی۔ حالانکہ تو آپ کو دیکھ بھی رہی ہے کہ آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے غلام آزاد کرنے کو کہا: تو اس نے عرض کی: میں نہیں پاتا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے لگاتار دو مہینے روزے رکھنے کو کہا تو اس نے عرض کی: میں طاقت نہیں

رکھتا کیونکہ اگر میں ہر روز تین بار نہ کھاؤں تو وہ میرے لیے تکلیف دہ اور گراں ہوتا ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کی: میں یہ استطاعت بھی نہیں رکھتا۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس کچھ کھجوریں لائی گئیں۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: یہ اٹھاؤ اور انہیں تقسیم کر دو۔ تو اس آدمی نے عرض کی: ان لابتین (سیاہ پتھروں کے قطعے) کے درمیان مجھ سے زیادہ فقیر اور مستحق کوئی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: انہیں خود کھا لے اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن زید ہمدانی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا ہے کہ وہ عورت خولہ بنت صامت تھی۔ اس کا خاوند مریض تھا۔ اس نے اسے بلایا۔ لیکن اس نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے پاس آنے میں تاخیر کر دی۔ تو اس نے کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور یہ آیت نازل ہوئی: فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا غلام آزاد کر دے۔ اس نے عرض کی: میں نہیں پاتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دو مہینے لگاتار روزے رکھ۔ اس نے عرض کی: میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ اس نے عرض کی: قسم بخدا! میرے پاس کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ آپ میری مدد فرمائیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع کے ساتھ اس کی مدد فرمائی۔ تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! مدینہ طیبہ میں مجھ سے زیادہ ان کا کوئی محتاج نہیں ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا پس تو اور تیرے گھر والے ہی انہیں کھا لیں۔ ''فَقَالَ مَافِی الْمَدِیْنَةِ اَحْوَجُ اِلَیْھَا مِنِّیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: فَکُلْھَا اَنْتَ وَاَھْلُكَ''۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے عمران بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ دور اسلام میں سب سے پہلے اوس بن صامت نے ظہار کیا۔ اسے جنون لاحق تھا اور کبھی کبھار اسے افاقہ ہو جاتا تھا۔ ایک دن اپنے افاقہ کی حالت میں وہ اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کے پاس آیا اور اسے کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' پھر وہ اس پر نادم اور شرمندہ ہوا اور اس نے کہا: میں تیرے بارے میں خیال نہیں کرتا مگر یہی کہ تو مجھ پر حرام ہو گئی ہے۔ خولہ نے کہا: تو نے طلاق کا ذکر تو نہیں کیا۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور جو کچھ اس نے کہا تھا آپ کو بتا دیا، راوی کا بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بار بار اس کا تکرار کیا۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ! میں اپنی تنہائی کی شدت اور سختی کی شکایت تیری بارگاہ میں پیش کرتی ہوں اور اس کے فراق اور جدائی کے سبب جو گرانی مجھ پر ہو گی میں اس کا شکوہ تیری بارگاہ میں پیش کرتی ہوں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تحقیق وہ رو پڑی اور جو کوئی گھر میں تھا وہ بھی اس کے لیے رحمت اور اس پر رقت اور نرمی کے جذبات کے تحت رو پڑا اور رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ سے نزول وحی کی کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا: اے خولہ! اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں حکم نازل فرما دیا ہے: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا الآیات۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ غلام آزاد کرے۔ اس نے عرض کی: وہ غلام نہیں پائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ مسلسل دو مہینے روزے رکھے۔ اس نے عرض کی: وہ اس کی بھی طاقت نہیں

رکھے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے عرض کی: اس کے لیے یہ کہاں سے آئے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ ام منذر بنت قیس کے پاس جائے اور اس سے نصف وسق کھجوریں لے لے اور انہیں ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کر دے۔ چنانچہ وہ اوس کی طرف لوٹ گئی۔ تو اس نے پوچھا: تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے جواب دیا خیر اور بھلائی حالانکہ تو برا ہے۔ پھر اس نے اسے اطلاع دی۔ چنانچہ وہ ام منذر کے پاس آیا اور اس سے وہ کھجوریں اٹھائیں اور ہر مسکین کو دو دو کھجوریں کھلانے لگا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی طلاق ظہار اور ایلاء تھی یہاں تک کہ اس نے وہ کہا جو تو نے سنا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا میں زور سے مراد جھوٹ ہے۔ (2)

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جو اپنی بیوی کو کہتا ہے: ''اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' پس جب وہ یہ کہہ دے تو پھر اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ مجامعت یا کسی اور غرض سے عورت کے قریب آئے۔ یہاں تک کہ وہ غلام آزاد کر کے کفارہ ادا کرلے۔ اور اگر وہ غلام نہ پائے تو پھر اسے ہاتھ لگانے سے پہلے دو مہینے لگاتار روزے رکھے، اور یہاں مس سے مراد وطی ہے اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ بے شک یہ تب ہے جب وہ اسے کہہ دے ''اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' لیکن جب یہ کہے۔ ''اِنْ فَعَلْتِ كَذَا فَاَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' یعنی اگر تو نے اس طرح کیا تو تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ تو اس سے ظہار واقع نہیں ہوگا جب تک کہ وہ حانث نہ ہو جائے۔ اور جب وہ حانث ہو جائے تو پھر مرد اس کے قریب نہ جائے۔ یہاں تک کہ کفارہ ادا کرلے اور ظہار میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا کا مفہوم ہے کہ پھر وہ اسے مس کرنے کی طرف لوٹنا چاہے۔ (4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وطی ہے۔ یعنی پھر وہ وطی اور جماع کی طرف لوٹنا چاہے۔ (5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: جب کسی آدمی نے ظہار کے ساتھ بری اور جھوٹی بات کہی تو اس پر بھی کفارہ واجب ہوگا، چاہے وہ حانث ہو یا حانث نہ ہو۔

امام عبد الرزاق نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی طلاق ظہار تھی۔ پس کسی

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 80-379، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 292، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 386، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 291
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 292

آدمی نے اسلام میں ظہار کیا اور وہ طلاق کا ارادہ کر رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کفارہ کا حکم نازل فرمایا۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے الفاظ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد جماع ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا کے تحت فرمایا کہ قسم میں کھانا کھلانے کی کیفیت یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے دو مد ہوگا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ تین چیزیں ہیں جن پر مد لازم ہوتا ہے: ایک کفارہ یمین، دوسرا کفارۂ ظہار اور تیسرا کفارۂ صیام یعنی روزوں کا کفارہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ آدمی جس نے رمضان المبارک میں اپنی بیوی سے مقاربت اختیار کی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے کفارۂ ظہار کا حکم فرمایا ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطا، حضرت زہری اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کرنا، روزے رکھنا اور کھانا کھلانا سب عورت کو مس کرنے سے پہلے ہیں۔(3)

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ظہار عورتوں کو حرام قرار دیتا تھا۔ اور اسلام میں جس نے سب سے پہلے ظہار کیا وہ اوس بن صامت ہے۔ اس کی بیوی خولہ بنت خویلد تھی۔ وہ آدمی کمزور اور ضعیف تھا اور عورت مضبوط تھی۔ جب وہ ظہار کے کلمات کہہ چکا تو اس نے کہا: میں تجھے خیال نہیں کرتا مگر یہی کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ لہٰذا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا۔ شاید تو ایسی شے حاصل کر سکے جو تجھے میری طرف لوٹا دے۔ چنانچہ وہ چلی گئی اور وہ بیٹھا اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور ماشطہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر میں کنگھی کر رہی تھی۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اوس بن صامت کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ رائے کے اعتبار سے کمزور ہے اور اپنی قدرت وطاقت کے اعتبار سے عاجز ہے۔ اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے کچھ تلاش کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خولہ! تیرے معاملہ کے بارے میں ہمیں کسی شے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور اگر کوئی حکم دیا گیا تو میں تجھے مطلع کر دوں گا۔ پس اس اثناء میں کہ ابھی ماشطہ سر کی ایک طرف سے فارغ ہوئی تھی اور دوسری طرف میں شروع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو اس کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی رنگت متغیر ہو جاتی یہاں تک کہ آپ اس کی ٹھنڈک محسوس کرتے۔ اور جب وحی کا نزول ختم ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک پلٹ کر پہلے کی طرح سفید اور روشن ہو جاتا۔ پھر جو حکم دیا گیا ہوتا آپ اس کے بارے گفتگو فرماتے۔ تو آپ کی ماشطہ نے کہا: اے خولہ! میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ وحی تیرے بارے میں ہے۔ پس خوف اور کپکپی اس پر طاری ہو گئی۔ پھر اس نے دعا کی: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتی ہوں کہ تو میرے بارے میں خیر کے سوا کچھ اتارے، کیونکہ میں تیرے رسول

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 326 (11523)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 328 (11537) 3۔ ایضاً، (11543)

سے خیر کے سوا کچھ نہیں چاہتی۔ پس جب آپ سے وحی کا نزول ختم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خویلہ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں حکم نازل فرمادیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! یارسول اللہ! ﷺ میرے سوا اس کا کوئی خادم نہیں اور نہ ہی میرے لیے اس کے سوا کوئی خادم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اس نے عرض کی: قسم بخدا! جب وہ ایک دن میں دوبار نہ کھائے تو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ پھر آپ نے یہ فرمایا: فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! آج ہمارے پاس معمولی خوراک کے سوا کچھ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ فلاں کے پاس جائے اور اس سے نصف وسق کھجوریں لے لے اور وہ ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کردے اور تیری طرف رجوع کرلے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سلمہ بن صخر انصاری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر اپنی ماں کی پیٹھ کی طرح بنادیا (یعنی اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا) یہاں تک کہ رمضان گزر تا رہا۔ وہ بیٹھی انتظار کرتی رہی اور ابھی نصف رمضان گزرا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ مجامعت کرلی۔ پھر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ اسے بہت بڑا گناہ سمجھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی: نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی: نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فروہ بن عمرو! اسے وہ عرق دے دو۔ یہ پندرہ یا سولہ صاع کا ایک پیمانہ ہے۔ تاکہ یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے تو اس نے عرض کی: کیا مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی فقیر اور محتاج ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! ان لابتین کے درمیان کسی گھر والے ہم سے زیادہ ان کی ضرورت منداور محتاج نہیں ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی رحمت ﷺ بھی مسکرادیے اور پھر ارشاد فرمایا: یہ اپنے گھر والوں کی طرف ہی لے جا ''فَقَالَ: عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَابَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ بِهِ إِلَى أَهْلِكَ''(2)

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوالعالیہ سے بیان کیا ہے کہ خولہ بنت دولیج انصار میں سے

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 66-265 (11689)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 33-332 (3006)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ایک آدمی کے نکاح میں تھی۔ وہ سیء الخلق، نظر کا کمزور اور فقیر آدمی تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جدا کرنے کا ارادہ کرتا، تو وہ کہتا: ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' پس اس نے اسے کسی شے (پریشانی) میں مبتلا کر دیا تو اس نے یہ کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' تو اس کے گھر کا ایک آدمی تھا یا دو آدمی تھے۔ پس جب اس نے اسے سنا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے۔ تو اس نے اپنے بچوں کو اٹھایا اور دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئی اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ اقدس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملی۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کا ایک حصہ دھو رہی تھیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑی ہو گئی۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا خاوند فقیر اور مفلس آدمی ہے، اس کی بصارت کمزور ہے اور وہ بداخلاق بھی ہے۔ میں نے کسی شے کے بارے میں اس کے ساتھ جھگڑا کیا۔ تو اس نے یہ کہہ دیا ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' اور اس نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ اور فرمایا: میں نہیں جانتا مگر یہی کہ تو اس پر حرام ہے۔ لیکن اس نے عجز و انکساری سے کام لیا اور عرض کی: جو مصیبت مجھ پر نازل ہوئی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا شکوہ عرض کروں گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب سر کی دوسری طرف دھونے کے لیے دوسری جانب پھریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ پھر گئی۔ اور اس نے پھر پہلے کی طرح عرض کی: اور مزید کہا: میرے اس سے ایک یا دو بچے بھی ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ تو اس پر حرام ہے۔ پس وہ رونے لگی اور اس نے عرض کی: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی مصیبت اور تکلیف کا شکوہ کر رہی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پیچھے ہو جا۔ چنانچہ وہ بیٹھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی حالت پر رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! وہ عورت کہاں ہے؟ آپ نے عرض کی: وہ یہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے بلاؤ۔ چنانچہ آپ نے اسے بلایا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو جا اور اپنے خاوند کو ساتھ لے آ۔ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے گئی اور ذرا تاخیر کیے بغیر وہ آ گئی اور اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر کر دیا۔ تو وہ ایسے ہی تھا جیسے اس کے بارے اس نے کہا تھا۔ یعنی اس کی آنکھیں کمزور تھیں، وہ فقیر اور محتاج تھا اور بدخلق بھی تھا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اَسْتَعِیْذُ بِالسَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ الی آخر الآیہ۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تیرے پاس آزاد کرنے کے لیے کوئی غلام ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! جب تک میں ایک بار، دو بار یا تین بار دن میں نہ کھاؤں، مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ مگر یہ اس طرح کہ آپ میری معاونت فرمائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مدد فرمائی اور اس نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ (1)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 385، دار الفکر بیروت

امام بزار، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا ہے۔ میں نے چاند کی روشنی میں اس کے پازیبوں کی سفیدی اور چمک کو دیکھا۔ تو اس نے مجھے مدہوش کر دیا اور میں نے کفارہ ادا کرنے سے قبل اس کے ساتھ مجامعت کر لی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے: مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا اس نے عرض کی: تحقیق میں نے ایسا کیا ہے یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس سے دور رہ اور رکا رہ یہاں تک کہ تو کفارہ ادا کر لے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا، پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے میں نے اس کے ساتھ مجامعت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کی: چاند کی روشنی میں اس کے پازیبوں کی چمک نے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے قریب مت جا یہاں تک کہ تو وہ کر لے جس کا حکم تجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، طبرانی، بغوی نے معجم میں، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن صخر انصاری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: میں مرد تھا اور مجھ میں عورتوں کے جماع کے وہ جذبات رکھے گئے تھے جو میرے سوا کسی میں نہیں رکھے گئے تھے۔ پس جب رمضان المبارک آیا تو میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ رمضان گزرتا رہا اور میں رات کے وقت اپنی بیوی سے علیحدہ ہی رہا۔ ایک رات میں اس کا پیچھا کرتا رہا۔ لیکن میں اس کے ساتھ ملنے پر قادر نہ ہو سکا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اسی دوران ایک رات وہ میری خدمت میں مشغول تھی کہ اچانک اس کی کوئی شے مجھ پر ظاہر ہو گئی تو میں اس پر جھپٹ پڑا۔ اور جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور میں نے انہیں اپنی صورت حال سے آگاہ کیا۔ اور میں نے کہا: تم میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور میرے معاملے کی آپ ﷺ کو اطلاع دو۔ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم تو اس سے ڈرتے ہیں کہ ہمارے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے بارے میں کوئی ایسی بات فرما دیں گے جس کی عار اور شرم ہم پر باقی رہے گی۔ البتہ تو خود جا اور جو تو چاہے وہی کر۔ چنانچہ میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اپنے واقعہ کی خبر آپ کو دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس طرح کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں میں نے اس طرح کیا ہے اور میں ہی یہاں حاضر ہوں۔ پس آپ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور فیصلہ نافذ فرمائیے۔ میں صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ایک غلام آزاد کر میں نے اپنا ہاتھ اپنی گردن پر مارا اور کہا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اس (بیوی) کے سوا کسی کا مالک نہیں ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر دو مہینے لگاتار روزے رکھ لے۔ میں نے عرض کی: کیا جو مجھے پیش آیا وہ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 386، دار الفکر بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 3، صفحہ 503 (1199)، دار الکتب العلمیہ بیروت

روزوں کے دوران ہی مجھے نہیں پیش آیا؟ تو آپ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ میں نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! آج کی رات ہم نے اپنی اولاد کے ساتھ اس طرح بسر کی ہے کہ ہمارے شام کے کھانے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی زریق کے صاحب صدقہ (سخی) کی طرف جا اور ان سے جا کر کہہ کہ وہ صدقہ تجھے عطا کرے اور پھر تو اپنی طرف سے اس میں سے ایک وسق ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے۔ پھر ان تمام سے اپنے لیے اور اپنے اہل کے لیے مدد لے لے۔ چنانچہ میں لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آیا اور میں نے کہا: میں نے تمہارے پاس تنگی، گھٹن اور بری رائے کو پایا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وسعت اور برکت کو پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے تمہیں صدقہ دینے کا حکم دیا ہے۔ پس انہوں نے صدقہ دے۔(1)

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٨﴾

"بے شک جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی انہیں ذلیل کیا جائے گا جس طرح ذلیل کیے گئے وہ (مخالفین) جو ان سے پہلے تھے اور بے شک ہم نے اتاری ہیں روشن آیتیں، اور کفار کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ (یاد کرو) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو زندہ کرے گا پھر انہیں آگاہ کرے گا جو کچھ انہوں نے کیا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 378 (3299)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو گن رکھا ہے اور وہ بھلا چکے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں ہوتی کوئی سرگوشی تین آدمیوں میں مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ میں مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم میں اور نہ زیادہ میں مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں وہ ہوں، پھر وہ انہیں آگاہ کرے گا جو (کرتوت) وہ کرتے رہے قیامت کے دن، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہیں (اسلام کے خلاف) سرگوشیوں سے روکا گیا پھر دوبارہ وہی کرتے ہیں جس سے انہیں روکا گیا اور سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ، ظلم اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں۔ اور جب آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو آپ کو اس طرح سلام دیتے ہیں جیسے اللہ نے آپ کو سلام نہیں دیا اور وہ کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہماری ان باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ کافی ہے انہیں جہنم، اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے''۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَلَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ کا معنی ہے جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جھگڑا کر رہے ہیں۔ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فرمایا: انہیں اس طرح ذلیل ورسوا کیا جائے گا جیسے ان لوگوں کو ذلیل ورسوا کیا گیا جو ان سے پہلے تھے۔ (1)

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق عرش پر ہے اور اس کا علم ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی سے مراد یہود ہیں (یعنی وہ یہودی ہیں جنہیں اسلام کے خلاف سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی۔ لیکن جب ان کے پاس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی ایک آدمی گزرتا تھا تو وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے یہاں تک کہ مومن یہ گمان کرنے لگتا کہ وہ اسے قتل کرنے یا ایسا عمل کرنے کے بارے سرگوشیاں کر رہے ہیں جسے ایک بندۂ مومن مکروہ اور ناپسند سمجھتا ہے۔ پس جب مومن اسے دیکھتا تو وہ ان سے ڈر جاتا اور ان کے برعکس اپنا راستہ چھوڑ دیتا۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سرگوشی سے منع فرمایا، لیکن وہ باز نہ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی الآیہ۔

امام احمد، عبد بن حمید، بزار، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں سند جید کے ساتھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کو کہا کرتے تھے۔ سام علیك۔ وہ اس سے آپ کو (نعوذ باللہ) گالی دینے کا ارادہ کرتے تھے۔ پھر وہ آپس میں کہا کرتے تھے: لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ (کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا ہماری ان باتوں پر) تو یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری اور ترمذی رحمہم اللہ (اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے پاس آیا اور آکر کہا السام علیکم۔ اور قوم نے اسے سلام کا جواب دیا۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو اس نے کہا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس نے اس اس طرح کہا ہے۔ تم اسے میرے پاس لوٹا کر لاؤ۔ چنانچہ وہ اسے لے آئے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو نے السام علیکم کہا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اہل کتاب میں سے کوئی تمہیں سلام کہے۔ تو جواب میں کہو: علیك ماقلت (تجھ پر بھی وہی جو تو نے کہا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔(2)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: السام علیك یا ابا القاسم، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ "وعلیکم السام واللعنة"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بد کلامی کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی: کیا آپ نے انہیں سنا نہیں ہے وہ کہہ رہے تھے السام علیك؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا جو میں نے کہا ہے۔ وعلیکم (یعنی تم پر بھی) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ منافقین جب رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تو یہ کہا کرتے تھے۔ سام علیك۔ تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وہ کہتے تھے۔ سام علیك وہ بھی یہودی تھے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيْسَ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 260، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 80-379 (3301)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 511 (9099)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 292، دار الکتب العلمیہ بیروت

بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

"اے ایمان والو! جب تم خفیہ مشورہ کرو تو مت خفیہ مشورہ کرو گناہ، زیادتی اور رسول (کریم) کی نافرمانی کے متعلق بلکہ نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورہ کیا کرو، اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کی (بارگاہ) میں تمہیں جمع کیا جائے گا۔ (کفار کی) سرگوشیاں تو شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ وہ غمزدہ کردے ایمان والوں کو حالانکہ وہ انہیں کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا اللہ کے حکم بغیر اور اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے اہل ایمان کو۔ اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ (آنے والوں کے لیے) جگہ کشادہ کردو مجلس میں تو کشادہ کردیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی فرمائے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو، اللہ تعالیٰ ان کے جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا درجات بلند فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے خوب آگاہ ہے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی سریہ بھیجتے اور اسے جنگ پر برانگیختہ کرتے۔ تو منافقین باہم ملتے اور اپنے سر مسلمانوں کی طرف دیکھ کر ہلاتے اور کہتے: قوم قتل ہو جائے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو سرگوشی کرتے اور غم کا اظہار کرتے۔ پس اس کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں تک پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ الآیہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے تھے۔ پس اس طرح وہ مومنین کو غصہ دلاتے تھے اور ان پر تکبر اور برتری کا اظہار کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ الآیہ۔ (1)

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو پھر چاہیے کہ تیسرے ساتھی کے بغیر دو سرگوشی نہ کریں۔ کیونکہ یہ اسے پریشان اور غمزدہ کردے گی۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ہم رات کے وقت باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی واقعہ پیش آ جائے یا آپ کسی شے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ پس کسی رات باریوں والے اور پہرے دار زیادہ ہو جاتے اور جب ہم باتیں کرنے لگتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ہمارے پاس تشریف لاتے اور فرماتے: یہ کیا سرگوشی ہے؟ کیا تمہیں سرگوشی سے منع نہیں کردیا گیا؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 219، وزارت تعلیم اسلام آباد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے: تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ یعنی مجالس کو الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قتال میں کشادگی فرمادے گا۔ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا فرمایا: جب کہا جائے کہ واپسی کے لیے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ جاؤ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجالس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس ہے۔

امام عبد بن حمید، عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا الآیہ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت مجالس ذکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اس لیے کہ وہ جب کسی کو آتے ہوئے دیکھتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان کے بیٹھنے کی جگہ نہ چھوڑتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ بعض بعض کے لیے جگہ کشادہ اور کھلی کر دیں۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ آتے تھے اور ایک دوسرے کے پیچھے تہہ بہ تہہ بیٹھتے جاتے تھے۔ تو انہیں مجالس میں کھل جانے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ بعض بعض کے لیے کھل گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی اور اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفہ میں تشریف فرما تھے اور جگہ تنگ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین وانصار میں سے اہل بدر کی عزت و تکریم فرماتے تھے۔ پس اہل بدر میں سے کچھ لوگ آئے اور وہ مجلس کی طرف آگے بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور عرض کی: السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان پر سلام کا جواب لوٹایا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے قوم کو سلام کیا اور انہوں نے بھی انہیں جواب دیا۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے انتظار کرتے رہے کہ ان کے لیے جگہ بنائی جائے گی۔ تو جو شی انہیں کھڑا ہونے پر برانگیختہ کر رہی تھی۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہچان لیا۔ لیکن ان کے لیے جگہ میں کشادگی نہ کی گئی۔ تو یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق اور گراں گزری۔ تو غیر بدری مہاجرین وانصار جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے فلاں تو کھڑا ہو اور اے فلاں! تو بھی۔ اہل بدر میں سے جتنے لوگ کھڑے تھے ان کی تعداد کے برابر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اٹھا دیا۔ تو جنہیں آپ کی مجلس سے اٹھایا گیا تھا ان پر بھی یہ بات گراں گزری۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی۔

امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی کسی آدمی کو اپنی مجلس سے نہ اٹھائے۔ وہ اس میں بیٹھا رہے۔ لیکن تم آنے والوں کے لیے جگہ کشادہ کر دو اور اسے وسیع کر دو۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 217، وزارت تعلیم اسلام آباد

الْمَجٰلِسِ کا معنی ہے جب تمہیں کہا جائے کہ مجلس قتال میں کشادگی پیدا کرو۔ اور وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا کے بارے فرمایا: اور جب کہا کہ خیر اور نماز کی طرف اٹھو۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور جب کہا جائے اٹھو ہر بھلائی اور نیکی کی طرف مثلاً دشمن کے خلاف جنگ لڑنا۔ نیکی کا حکم دینا یا حق کو ثابت کرنا جو بھی ہو۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ جب تمہیں خیر کی طرف بلایا جائے تو ایسی دعوت کو قبول کرو۔ (2)

امام ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے المدخل میں بیان کیا ہے کہ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ کے باعث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ مومنین میں سے جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات ان لوگوں پر بلند فرمادے گا جنہیں علم نہیں دیا گیا۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ تم میں سے جو ایمان لائے اور انہیں علم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات ان لوگوں پر بلند فرمائے گا جو ایمان لائے اور انہیں علم نہیں دیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو قرآن کریم کی کسی آیت میں اس طرح خاص نہیں فرمایا جیسا کہ اس آیت میں خاص فرمایا ہے۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہیں علم کی دولت سے مالا مال کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان لوگوں پر فضیلت اور فوقیت عطا فرمائی ہے جو ایمان تو لائے لیکن انہیں علم کی دولت نہ عطا فرمائی گئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 293، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 24-523 (3793)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور (دلوں کو) پاک کرنے والی ہے۔ اور اگر تم (اس کی سکت) نہ پاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ کیا تم (اس حکم سے) ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی سے پہلے صدقہ دینا چاہیے۔ پس جب تم ایسا نہیں کر سکے تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی پس (اب) تم نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور تابعداری کیا کرو اللہ اور اس کے رسول کی۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسلمان کثرت سے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے مسائل پوچھتے تھے یہاں تک کہ آپ کو مشقت میں ڈال دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ اپنے محبوب ﷺ سے اس بوجھ کو ہلکا کرے (چنانچہ سرگوشی سے قبل صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا)۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا تو بہت سے لوگ سوال کرنے سے اور اپنے مسائل دریافت کرنے سے رک گئے۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ءَاَشْفَقْتُمْ الآیہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وسعت پیدا کر دی اور انہیں تنگی میں نہ ڈالا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور نحاس رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً الآیہ۔ تو مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو ایک دینار کے بارے کیا رائے رکھتا ہے؟ میں نے عرض کی: وہ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: نصف دینار کے بارے کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی: وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر تو کتنے کہتا ہے۔ تو میں نے عرض کی: ایک جو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تو بہت بے رغبتی کرنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر یہ آیت نازل ہوئی: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فرمایا: میرے سبب اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے تخفیف فرما دی۔(1)

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے سوا کسی نے اس آیت کے مطابق عمل نہیں کیا۔ یہاں تک کہ یہ منسوخ ہو گئی۔ آیت نجویٰ کا حکم ایک ساعت تک ہی باقی رہا۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے فرمایا: بلاشبہ کتاب اللہ میں ایک آیت ہے، مجھ سے پہلے کسی نے بھی اس کے مطابق عمل نہیں کیا اور نہ ہی میرے بعد اس کے مطابق کوئی عمل کرے گا اور وہ آیت نجویٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً میرے پاس ایک دینار

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 379 (3300)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 294، دارالکتب العلمیہ بیروت

تھا، میں نے اسے دس درہم کے عوض بیچا اور جب بھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کی، آپ کے سامنے ایک درہم پیش کیا۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی اور کسی نے بھی اس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ءَاَشْفَقْتُمْ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ سے سرگوشیاں کرنے سے منع کر دیا گیا، یہاں تک کہ وہ پہلے صدقہ دیں۔ تو پھر حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے آپ ﷺ سے سرگوشی نہیں کی۔ کیونکہ وہ ایک دینار لے کر آئے اور اسے صدقہ کیا۔ پھر حضور نبی رحمت ﷺ سے سرگوشی کی اور دس خصلتوں کے بارے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ بعد ازاں رخصت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو کوئی حضور نبی کریم ﷺ سے سرگوشی کرتا وہ ایک دینار صدقہ کرتا اور یہ عمل سب سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کیا۔ پھر آیت رخصت نازل ہوئی: فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ دولت مند اور خوشحال لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تھے اور بہت زیادہ آپ ﷺ کے ساتھ علیحدگی میں باتیں کرتے تھے اور مجالس میں فقراء پر غالب آ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور نبی مکرم ﷺ ان کے دیر تک بیٹھنے اور طویل سرگوشیوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے علیحدگی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لیکن جو تنگ دست لوگ تھے انہوں نے کوئی شے نہ پائی اور یہ حکم دس راتوں تک رہا۔ اور جو لوگ خوشحال تھے ان میں سے بعض نے اپنے مال کو روک لیا اور اپنے آپ کو پابند کر دیا۔ مگر چند گروہ تھے جو سرگوشی سے پہلے صدقہ دینے لگے اور وہ یہ گمان کرتے تھے کہ مہاجرین اہل بدر میں سے کوئی ایک آدمی کے سوا کسی نے ایسا نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ءَاَشْفَقْتُمْ الآیہ۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً تو میں جو لے کر آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تو تو بے رغبتی کا اظہار کرنے والا ہے۔ تو پھر دوسری آیت نازل ہوئی: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ۔(2)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورۂ مجادلہ کی اس آیت اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ ...... الآیہ کو اس کے بعد والی آیت نے منسوخ کر دیا ہے یعنی ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا ...... الآیہ۔

امام عبد بن حمید نے نقل کیا ہے حضرت سلمہ بن کہیل نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ الآیہ کے تحت فرمایا کہ سب سے پہلے اس آیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ پھر یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔ واللہ اعلم۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 524 (3794)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 147 (331)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لَا مِنْهُمْ ۙ وَ يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

''کیا تم نے نہیں دیکھا ان (نادانوں) کی طرف جنہوں نے دوست بنالیا ایسی قوم کو جن پر خدا کا غضب ہوا۔ نہ یہ لوگ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے، یہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں۔ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب، بلاشبہ یہ لوگ بہت برے کام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پس وہ (اس طرح) روکتے ہیں اللہ کی راہ سے، سو ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ کچھ نفع نہیں پہنچائیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے یہ لوگ جہنمی ہیں، یہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی مفید چیز پر تکیہ کیے ہیں۔ خبردار! یہی وہ جھوٹے لوگ ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا الآیہ کے بارے میں حضرت سعدی نے فرمایا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن نبتل کے بارے نازل ہوئی اور یہ منافقین میں سے ایک تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد یہودی اور منافقین ہیں اور وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور وہ اپنی قسموں کے ذریعے یہ بتاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا الآیہ۔ میں مراد منافقین ہیں جنہوں نے یہودیوں کو دوست بنالیا۔ اور يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ الآیہ کے بارے فرمایا: کہ منافقین قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں اٹھائیں گے جیسا کہ انہوں نے دنیا میں اپنے دوستوں کے پاس قسمیں کھائیں۔

امام احمد، بزار، طبرانی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجروں میں سے ایک

حجرے کے سائے میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک انسان آئے گا اور وہ تمہاری طرف شیطان کی آنکھ سے دیکھے گا۔ پس جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس سے کوئی بات نہ کرنا۔ زیادہ دیر وہ نہیں ٹھہرے کہ ان کے پاس نیلی آنکھوں والا ایک کانا آدمی آیا۔ جونہی آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا: تو اور تیرے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھوڑ تو انہیں لے کر آ۔ چنانچہ وہ گیا اور انہیں بلا لایا۔ تو انہوں نے قسمیں کھائیں اور معذرت کر لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ اور اس کے بعد والی آیت نازل فرمائی: يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ الآیہ۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِیْ ظِلِّ حُجْرَةٍ مِّنْ حُجَرِهٖ وَعِنْدَهٗ نَفَرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ: اِنَّهٗ سَيَأْتِيْكُمْ اِنْسَانٌ فَيَنْظُرُ اِلَيْكُمْ بِعَيْنِ شَيْطَانٍ، فَاِذَا جَاءَكُمْ فَلَا تُكَلِّمُوْنَهٗ، فَلَمْ يَلْبَثُوْا اَنْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ اَزْرَقُ اَعْوَرُ فَقَالَ، حِيْنَ رَآهُ: عَلَامَ تَشْتُمُنِیْ اَنْتَ وَاَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ ذَرْنِیْ اٰتِكَ بِهِمْ، فَانْطَلَقَ فَدَعَاهُمْ فَحَلَفُوْا وَاعْتَذَرُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ" يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا الآيه وَالَّتِیْ بَعْدَهَا۔(1)

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

"تسلط جما لیا ہے ان پر شیطان نے اور اس نے اللہ کا ذکر انہیں فراموش کرا دیا ہے۔ یہ لوگ شیطان کا ٹولہ ہیں۔ خوب سن لو! شیطان کا ٹولہ ہی یقیناً نقصان اٹھانے والا ہے۔ بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، وہ ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوں گے۔ اللہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 524 (3795)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کر رہیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ طاقتور (اور) زبردست ہے۔ تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبہ والے ہوں، یہ وہ لوگ ہیں نقش کر دیا ہے اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور تقویت بخشی ہے انہیں اپنے فیض خاص سے اور داخل کرے گا انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ (بلند اقبال) اللہ کا گروہ ہیں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے"۔

امام ابوداؤد، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی گاؤں یا کسی جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو تو گویا ان پر شیطان نے تسلط جمالیا ہے اور جماعت کے ساتھ رہنا تم پر لازم ہے۔ کیونکہ ریوڑ سے دور الگ تھلگ رہ جانے والے بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو تحریر لکھ دی ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابونعیم نے حلیہ میں، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن شوذب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد میدان بدر میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو چیلنج کرتے رہے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس سے دور ہٹتے رہے اور بچتے رہے۔ لیکن جب چیلنج بڑھ گیا تو آپ نے اس کا قصد کیا اور اسے قتل کر دیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الآیہ۔(2)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ ہمیں کسی نے یہ بتایا ہے کہ ابوقحافہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کیے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے زور سے تھپڑ رسید کیا اور وہ گر گیا۔ پس اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے ابوبکر! کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ تو آپ نے عرض کی قسم بخدا! اگر تلوار میرے قریب پڑی ہوتی تو میں یقیناً اسے مار دیتا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: لَا تَجِدُ قَوْمًا الآیہ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت بن قیس بن شماس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے مشرک ماموں کی ملاقات کے لیے حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے اجازت عطا فرما دی۔ پھر جب وہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور لوگ بھی آپ ﷺ کے پاس موجود تھے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن عطیہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ایک آدمی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! کسی فاجر اور کسی فاسق کے لیے میرے پاس کوئی احسان اور نیکی نہ رکھ۔ کیونکہ میں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 25-524 (3796)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 232 (14909)، دارالفکر بیروت

انہیں اسی طرح پاتا ہوں جیسا کہ تو نے ان کے بارے میری طرف وحی فرمائی ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سفیان نے کہا: وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو سلطان (بادشاہ) کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے محبت کر، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بغض رکھ، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عداوت رکھ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی دوستی قائم کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت اسی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔ (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، کہ فلاں عابد کو کہو کہ دنیا میں تیرا زہد یہ ہے کہ تو نے اپنے نفس کی راحت و آرام کو جلدی پالیا ہے اور میری طرف تیرا انقطاع (یعنی دنیا و مافیہا سے کٹ کر میری طرف متوجہ ہونا) یہ ہے کہ تو نے میرے ساتھ فخر کیا اور قوت حاصل کی۔ پس اس بارے میں تو نے کون سا عمل کیا ہے جو میرے لیے تجھ پر لازم ہے؟ اس نے عرض کی: اے میرے رب! تیرے لیے مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا: کیا تو نے میرے لیے کسی دوست سے دوستی کی ہے یا میرے لیے کسی دشمن سے عداوت رکھی ہے؟ (2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو زندہ کرے گا اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: دو امروں میں سے کون سا امر تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں تجھے تیرے عمل کا بدلہ اور جزا عطا فرماؤں یا تجھ پر اپنے احسان اور مہربانی کے ساتھ تجھے جزا عطا فرماؤں؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تو جانتا ہے میں نے تیری کوئی نافرمانی اور گناہ نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کو میری نعمتوں میں سے ایک نعمت کے عوض پکڑ لو۔ تو اس کی کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی، اس کی وہ ایک نعمت تمام نیکیوں کو محیط ہو جائے گی۔ تو پھر وہ کہے گا: اے میرے رب! اپنے احسان اور اپنی رحمت کے طفیل (جزا عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میری مہربانی اور میری رحمت کے ساتھ۔ اپنی ذات میں انتہائی نیکی کرنے والا آدمی لایا جائے گا۔ وہ یہ گمان نہیں کرے گا کہ اس کا بھی کوئی گناہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا کیا تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا تھا؟ وہ عرض کرے گا۔ اے میرے پروردگار! تو تو لوگوں سے سالم و محفوظ ہے۔ پھر رب کریم فرمائے گا: کیا تو میرے دشمنوں سے عداوت رکھتا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ میرے اور کسی ایک کے درمیان کوئی شے (عداوت وغیرہ) ہو۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: مجھے میری عزت کی قسم! وہ میری رحمت کو نہیں پا سکے گا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 35-134 (34770)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 10، صفحہ 17-316، مطبعۃ السعادۃ مصر

جس نے میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہ رکھی اور میرے دشمنوں کے ساتھ عداوت نہ رکھتا ہو۔(1)

امام طیالسی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خالص مضبوط ترین ایمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بغض رکھنا ہے۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حسن کی سند سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! کسی فاجر کے لیے میرے پاس کوئی احسان اور نعمت نہ رکھ کہ میرا دل اس سے محبت کرنے لگے کیونکہ میں اس کے بارے وہی پاتا ہوں جو تو نے میری طرف وحی فرمائی ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآیہ۔(3)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 315، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 170 (30420)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 235، دار الباز

آیاتہا ۲۴ سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۹ رکوعاتہا ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حشر مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کہا سورۃ الحشر۔ تو آپ نے فرمایا: تم کہو سورۃ النضیر۔(2)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: سورۃ الحشر۔ تو آپ نے فرمایا: یہ بنی نضیر کے بارے نازل ہوئی۔(3)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۞ هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۞ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ یُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۞ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ۞ وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 725، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 422، وزارت تعلیم اسلام آباد

يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَـتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

''اللہ ہی کی پاکی بیان کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ وہی تو ہے جو باہر نکال لایا اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت۔ تم نے کبھی یہ خیال بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ انہیں ان کے قلعے بچالیں گے اللہ (کے قہر) سے، پس آیا ان پر اللہ (کا قہر) اس جگہ سے جس کا انہیں خیال بھی نہ آیا تھا اور اللہ نے ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب، چنانچہ وہ برباد کر رہے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے۔ پس عبرت حاصل کرواے دیدۂ بینا رکھنے والو۔ اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی تو انہیں عذاب دے دیتا اس دنیا میں اور ان کے لیے آخرت میں تو آگ کا عذاب ہے ہی۔ یہ سزا اس لیے دی گئی کہ انہوں نے مخالفت کی تھی اللہ اور اس کے رسول کی۔ اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ عذاب دینے میں بڑا سخت ہے۔ جو کھجور کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن کو تم نے چھوڑ دیا کہ کھڑے رہیں اپنی جڑوں پر تو یہ (دونوں باتیں) اللہ کے اذن سے تھیں تا کہ وہ رسوا کرے فاسقوں کو۔ اور جو مال پلٹا دیئے اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر تو نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو مال پلٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان گاؤں کے رہنے والوں سے تو وہ اللہ کا ہے، اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، تا کہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے تمہارے دولت مندوں کے درمیان، اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ بدر کے بعد چھٹے ماہ کے شروع میں ہوا اور بنی نضیر یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ ان کے گھر اور ان کے نخلستان مدینہ طیبہ کی ایک طرف میں واقع تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ جلاوطنی اور اس شرط پر اترے کہ ہتھیاروں کے سوا دیگر ساز وسامان میں سے اونٹوں نے جو اٹھالیا وہ ان کا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ لڑی بالآخر آپ نے ان کے ساتھ جلاوطنی کی شرط پر صلح کر لی اور آپ ﷺ نے انہیں شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یہ وہ قبیلہ تھا جو ایسی جگہ جلاوطن ہو کر نہیں گئے جو رہنے والوں سے بالکل خالی ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں جلاوطنی لکھ دی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں قتل اور قید کی سزا دیتا۔ اور ارشاد گرامی لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کا مفہوم ہے کہ ان کی جلاوطنی شام کی طرف دنیا میں پہلی جلاوطنی تھی۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت بیان کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے: وہی روایت محفوظ ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا یہ پہلی جلاوطنی ہے اور میں (اسی) اثر (اور نشان) پر (قائم) ہوں۔ (3)

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے جو کوئی شک کرے کہ میدان حشر شام میں ہو گا تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیت پڑھے: هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ اس دن رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تم نکل جاؤ۔ انہوں نے پوچھا: کس طرف؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سرزمین محشر کی طرف۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت قیس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جریر نے اپنی قوم سے کہا اس حال میں کہ وہ انہیں نصیحت کر رہے تھے۔ قسم بخدا! میں نے پسند کیا ہے کہ میں اس میں ایک اینٹ بھی نہ بناؤں اور تم نہیں ہو مگر تاریکی کی طرح جو چھا جائے اور بلاشبہ تمہاری اس زمین کا بایاں حصہ خراب ہو چکا ہے۔ پھر اس کا دایاں حصہ اس کے پیچھے ہو گا۔ بلاشبہ محشر یہاں ہے اور آپ نے شام کی طرف اشارہ کیا۔ (4)

ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج نے لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کے تحت کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو ان پر فتح عطا فرمائی جنہیں پہلی جلاوطنی کے وقت آپ نے جلاوطن کیا اور جن سے پہلی بار آپ نے جنگ لڑی۔ اور مَا ظَنَنْتُمْ کے بارے کہا اور تم یعنی نبی مکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب یہ گمان بھی نہ کرتے تھے کہ وہ اپنے قلعوں سے ہمیشہ کے لیے نکل جائیں گے۔

بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو بنی نضیر کو جلاوطن کرنے اور انہیں اپنے گھروں سے نکال دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں نفاق کثرت سے پایا جاتا تھا۔ تو انہوں نے کہا: آپ ہمیں کس جگہ کی طرف نکالیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں محشر کی طرف نکالوں گا۔ جب منافقین نے اس کے بارے سنا جو

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 525 (3797)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 296، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت　4۔ کتاب الزہد، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان کے اہل کتاب بھائیوں اور دوستوں کے متعلق ارادہ کیا جارہا تھا۔ تو انہوں نے ان کی طرف یہ پیغام بھیجا اور کہا: بے شک ہماری زندگی اور ہماری موت تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تمہارے ساتھ جنگ لڑی گئی تو ہم تمہارے معاون و مددگار رہوں گے۔ اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تم سے پیچھے نہیں رہیں گے اور شیطان نے انہیں غلبے کی تو امید دلائی۔ پس انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو پکار کر کہا: قسم بخدا! ہم نہیں نکلیں گے۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بالیقین تمہارے ساتھ جنگ لڑیں گے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان میں تشریف لے گئے اور اپنے اصحاب کو بھی حکم فرمایا انہوں نے ہتھیار اٹھائے اور ان کی طرف چل دیئے۔ یہودی اپنے گھروں میں اور اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کی گلیوں تک پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے ان کے نزدیک ترین گھروں کو مسمار کرنے اور نخلستانوں کو کاٹنے اور جلا دینے کا حکم دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں اور منافقین کے ہاتھوں کو روک لیا۔ پس وہ ان کی مدد نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے فریقین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جونہی رسول اللہ ﷺ شہر کے ساتھ متصل ان کے گھروں کو گرانے سے فارغ ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں خوف و ہراس اور رعب و دبدبہ پیدا کر دیا اور وہ خود پیچھے والے گھروں کو گرانے لگے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں نکلنے کی انہیں ہمت اور طاقت نہ ہوئی۔ پس جب وہ اپنے آخری گھروں کے قریب پہنچے اور وہ منافقین کے منتظر تھے اور جس نے انہیں غالب آنے کی امید دلائی تھی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن جو کچھ ان کے پاس تھا جب وہ اس سے مایوس اور ناامید ہو گئے۔ تو پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے بارے جو فیصلہ فرمائیں گے وہ انہیں قبول ہوگا۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے انہیں جلاوطن کرنے کا فیصلہ فرمایا: اور ساتھ یہ فرمایا کہ اتنا ساز و سامان اٹھا لیں جسے اونٹ اٹھا سکتا ہے۔ مگر اس میں ہتھیار نہ ہوں۔ پس وہ مکمل طور پر چلے گئے اور جب مسلمانوں نے ان کے گھروں کو مسمار کر دیا اور کھجوروں کو کاٹ دیا تو انہوں نے مسلمانوں کو عار دلائی اور کہا کسی درخت نے تو کوئی گناہ نہیں کیا اور تم تو یہ گمان کرتے ہو کہ تم مصلح ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے اس ساز و سامان کو رسول اللہ ﷺ کے لیے مال غنیمت بنا دیا اور کسی غیر کے لیے اس میں کوئی حصہ نہ رکھا اور فرمایا: وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ پس رسول اللہ ﷺ نے یہ مال پہلے مہاجرین میں سے ان میں تقسیم فرما دیا جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کی رہنمائی فرمائی۔ (1)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 82-181، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ان میں سے ہر جگہ تک پہنچے۔ اور آپ نے ان سے جس شے کا ارادہ کیا وہ انہوں نے آپ کے حوالے کر دی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ان شرائط پر صلح کی کہ ان کے لیے ان کا خون محفوظ ہے۔ آپ انہیں ان کی زمینوں اور ان کے گھروں سے نکال دیں گے۔ آپ انہیں شام کے کھلے میدانوں کی طرف بھیجیں گے اور آپ نے ان میں سے ہر تین کے لیے ایک اونٹ اور ایک مشکیزہ مقرر فرمایا۔ (1)

امام علامہ بغوی رحمہ اللہ نے معجم میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں بنی نضیر کی طرف بھیجا اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ جلاوطنی میں تین (دن) کی انہیں مہلت دے دے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کی کھجوریں جلا دیں اور انہیں جلاوطن کر دیا اور انہیں اپنی زمین سے نکال کر دوسری زمین کی طرف منتقل کر دیا۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے درخت جلا دیئے اور کاٹ دیئے اور یہ چھوٹی ہلاکت تھی۔ اسی کے متعلق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَهَانَ عَلٰی سُرَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیْرُ

"پس بنی لوی کے شیروں پر ہلاکت کے سبب جلا دینا اور پھر (راکھ) اڑا دینا آسان ہے"۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ۝ (3)

امام ترمذی اور آپ نے کہا ہے یہ روایت حسن ہے، نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں لِّیْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ اور وَ لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ۝ کے بارے فرمایا کہ مسلمانوں نے انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور انہیں درخت کاٹنے کا حکم دیا اور یہ بات ان کے سینوں میں بیٹھ گئی۔ تو مسلمانوں نے کہا: ہم نے بعض کو کاٹ دیا ہے اور بعض کو چھوڑ دیا ہے۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں گے کہ کیا ہمارے لیے ان درختوں میں کوئی اجر ہے جنہیں ہم نے کاٹا ہے اور کیا ہم پر ان کا کوئی بوجھ ہے جنہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 725، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 184، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 81-380 (3303)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہیں کھجوریں کاٹنے کی رخصت دی گئی۔ پھر ان پر سختی کر دی گی۔ تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں ہم نے کاٹا ہے، کیا ان کے بارے میں ہم پر کوئی گناہ ہے یا جنہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے، ان کا ہم پر کوئی بوجھ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی نضیر میں اترے تو انہوں نے قلعوں میں پناہ لے لی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور ان میں آگ لگا دینے کا حکم دے دیا۔ تو وہاں کے لوگوں نے پکار کر کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو فساد سے اور عیب لگانے سے منع فرماتے تھے۔ تو یہ کھجوریں کاٹنا اور انہیں جلانا یہ کیا ہے؟ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بعض مہاجرین نے بعض کو کھجوریں کاٹنے سے منع کیا اور انہوں نے کہا: یہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے ہیں اور جنہوں نے کاٹے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ یہ تو دشمن کے خلاف غیظ وغضب کا اظہار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق میں جنہوں نے کاٹنے سے منع کیا تھا اور جنہوں نے کاٹے تھے ان کے لیے اجازت وحلت میں قرآن نازل فرمایا اور فرمایا بلاشبہ درختوں کو کاٹنا اور انہیں چھوڑنا دونوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہیں۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حشر بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت واحسان کا ذکر کیا جو انہیں پہنچایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر مسلط اور غالب کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا ذکر بھی کیا جو ان کے ساتھ باہمی پیغام رسانی کا تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ معاونت ومدد کے وعدے کرتے رہتے تھے۔ اور فرمایا هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کہ وہ اپنے ہی گھروں دروازوں کے نیچے سے اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں کے ساتھ گرا رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھجوریں کاٹنے اور یہودیوں کے اس قول کا ذکر کیا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو فساد سے منع کرتے تھے تو یہ درختوں کا کاٹنا کیا ہے؟ اور فرمایا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ انہیں خبر دے رہا ہے کہ یہ اس کی طرف سے نعمت واحسان ہے۔ پھر بنی نضیر کے مال غنیمت کا ذکر کیا: وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور انہیں بتایا کہ یہ مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

1۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 331 (2186)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 135 (9437)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے اور آپ جہاں چاہیں اسے صرف کر سکتے ہیں۔ پھر مسلمانوں کے مال غنیمت کا ذکر کیا کہ ان کے لیے وہ مال ہے جس کے لیے اونٹ اور گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اور جنگ کے ساتھ فتح کیا جاتا ہے اور فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ اور یہ وہ مال ہے جس پر گھوڑے اور اونٹ دوڑائے جاتے ہیں۔ پھر منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول، مالک، داعس اور جن کی رائے ان کی طرح تھی، کا ذکر کیا اور فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۱ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَ لَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَ لَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۲ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۱۳ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۴ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا (الحشر) یعنی وہ بنی قینقاع جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ ہی تو ہے جو پہلی جلا وطنی کے وقت اہل کتاب کے کافروں کو اپنے گھروں سے شام کی طرف نکال لایا اور وہ بنونضیر تھے جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ حضور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد سے واپسی پر مدینہ طیبہ سے خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ آیت میں الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے مراد بنی نضیر ہیں۔ اور وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد وہ ہیں جن جس کا ذکر اس سب کے درمیان ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے بیان کیا ہے کہ جسے شک ہو کہ محشر بیت المقدس کی طرف ہے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیت پڑھے: هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ تحقیق لوگوں کو ایک بار اکٹھا کر دیا گیا اور یہ اس وقت ہوا جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پر غالب آئے اور آپ نے یہودیوں کو جلاوطن کیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی سے بیان کیا ہے کہ کفار قریش نے عبداللہ بن ابی بن سلول کی طرف اور ہر اس آدمی کی طرف لکھا جو اوس وخزرج میں سے اس کے ساتھ بتوں کی پوجا پاٹ کرتا تھا۔ ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تھے اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے ہمارے صاحب کو پناہ دی ہے۔ اور بے شک مدینہ طیبہ کے باسیوں میں سے تعداد کے اعتبار سے تمہاری کثرت ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم ضرور بہ ضرور اسے قتل کر دیں گے یا پھر ہم اسے نکال لائیں گے اور تمہارے خلاف سارے عرب کو بھڑکائیں گے۔ پھر ہم لشکر جرار لے کر تمہاری طرف چلیں گے یہاں تک کہ ہم تمہارے جنگجوؤں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں اور بیٹوں کو مباح اور حلال بنا لیں گے۔ پس جب یہ پیغام عبداللہ بن ابی اور اس کے بتوں کی پوجا کرنے والے ساتھیوں تک پہنچا۔ تو انہوں نے آپس میں

ایک دوسرے کے ساتھ خط وکتاب کی اور اکھٹے ہو گئے اور ان تمام نے نبی مکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا۔ جب اس کی خبر حضور نبی رحمت ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ ان سے ملے اور فرمایا تمہارے ذریعہ سے قریش کی دھمکی پوری شدت کے ساتھ پہنچ چکی ہے۔ تم جو دھوکہ اور مکر و فریب اپنے آپ کو دینے کا ارادہ رکھتے ہو اس سے زیادہ تمہارے لیے کوئی مکر وفریب اور دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ پس تم تو اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔ پس جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ سنا تو وہ ان سے الگ اور متفرق ہو گئے اور یہ خبر کفار قریش کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد غزوۂ بدر ہوا۔ پھر غزوۂ بدر کے بعد کفار قریش نے یہودیوں کی طرف لکھا۔ بے شک تمہارے پاس ہتھیار اور قلعے ہیں۔ لہٰذا تم ہمارے صاحب (نبی مکرم ﷺ) کو قتل کر دو یا پھر ہم اس اس طرح کریں گے اور ہمارے درمیان اور تمہاری عورتوں کے پازیبوں کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوگی۔ پس جب ان کا یہ خط یہودیوں تک پہنچا۔ تو بنو نضیر دوسرے ہی دن اکھٹے ہوئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اپنے تیس اصحاب کو ساتھ لے کر ہماری طرف آئیں۔ اور ہماری طرف سے بھی تیس علماء آپ کی طرف نکلیں گے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسی جگہ ملاقات کریں گے جو ہمارے اور تمہارے درمیان نصف ونصف ہوگی۔ وہ آپ سے (دین کی گفتگو) سنیں گے۔ پس اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی اور وہ آپ کے ساتھ ایمان لائے۔ تو ہم تمام کے تمام آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ تیس اصحاب کی معیت میں نکلے اور یہود کے تیس علماء بھی آپ ﷺ کی طرف آئے۔ جب وہ ایک کھلے اور ظاہر میدان میں پہنچے تو یہودیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: تم اس پر کیسے قابو پا سکو گے جب اس کے ساتھ اس کے اصحاب میں سے تیس آدمی ہیں اور وہ تمام کے تمام ان سے پہلے مرنا پسند کرتے ہیں۔ تو انہوں نے پیغام بھیجا افہام و تفہیم کیسے ممکن ہے حالانکہ ہم ساٹھ آدمی ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے تین اصحاب کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائیے اور ہمارے بھی تین علماء آپ کی طرف آئیں گے، وہ آپ سے گفتگو سنیں گے۔ سو اگر وہ آپ کے ساتھ ایمان لے آئے، تو ہم تمام آپ کے ساتھ ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ حضور نبی معظم ﷺ اپنے تین اصحاب کے ساتھ نکلے اور یہودیوں میں سے بھی تین افراد ہی آئے۔ لیکن وہ خنجروں کے ساتھ مسلح تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس بنی نضیر کی ایک نیک سیرت عورت نے اپنے بھائی کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ انصار میں سے ایک مسلمان تھا اور اس نے اسے بنو نضیر کے دھوکہ دینے کے اس منصوبے کے بارے بتایا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ چنانچہ اس کا بھائی بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آیا اور اس نے حضور نبی رحمت ﷺ کو پا لیا اور آپ ﷺ کے ان تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو اس کے بارے آگاہ کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ صبح سویرے ہی اپنے لشکر کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: قسم بخدا! بے شک تم میرے پاس پناہ نہیں لے سکو گے مگر کسی ایسے عہد کے ساتھ جس پر تم میرے ساتھ معاہدہ کرو گے۔ تو انہیں نے آپ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس دن آپ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔ پھر اگلی صبح

لشکر کے ساتھ بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور بنو نضیر کو چھوڑ دیا اور انہیں معاہدہ کی دعوت دی۔ پس انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرلیا۔ تو پھر آپ ان سے لشکر کے ہمراہ بنی نضیر کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے ساتھ قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ اس شرط پر اترے کہ وہ جلاوطن ہوں گے اور اتنا ساز و سامان ان کے لیے ہوگا جتنا اونٹ اٹھا سکتا ہے۔ مگر ہتھیار اس میں شامل نہیں ہوں گے۔ چنانچہ بنو نضیر جلاوطن ہو گئے اور ساز و سامان گھروں کے دروازے اور ان کی لکڑیاں جو کچھ اونٹ اٹھا سکتا تھا وہ انہوں نے اٹھا لیا اور اپنے گھروں کو گرانے اور مسمار کرنے لگے اور لکڑیاں میں سے جو ان کے کام کی تھی وہ اٹھانے لگے۔ پس انہیں کی جلاوطنی شام کی طرف لوگوں کی پہلی جلاوطنی تھی بنو نضیر بنی اسرائیل کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا اور یہ اس وقت سے جلاوطن نہیں ہوئے تھے جب سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جلاوطنی کو لازم کیا تھا۔ پس اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلاوطن کردیا۔ اگر وہ جلاوطنی نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر لازم کی تھی تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں اسی طرح عذاب دیتا جیسا کہ بنو قریظہ کو دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ بنی نضیر کا مال غنیمت صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہی یہ عطا فرمایا اور آپ کو ہی اس کے لیے خاص کیا اور ارشاد فرمایا: وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ ۔ وہ فرما رہا ہے کہ اس نے یہ مال اپنے رسول مکرم ﷺ کو بغیر جنگ و قتال کے عطا فرمایا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا اکثر حصہ مہاجرین کو عطا فرمایا اور ان کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ اور انصار میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا جو کہ حاجت مند تھے اور ان دو کے سوا انصار میں سے کسی اور کو عطا نہیں فرمایا اور اس میں سے بقیہ مال رسول اللہ ﷺ کا وہ صدقہ ہے جو بنی فاطمہ کے قبضے میں ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہودیوں کے دو قبیلے تھے اور یہ دونوں دور جاہلیت میں انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج کے حلیف تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ قدم رنجہ فرما ہوئے اور انصار کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یہودیوں نے انکار کردیا تو مسلمان بنی نضیر کی طرف گئے اور وہ قلعہ بند ہو گئے۔ پس مسلمانوں نے وہ گھر گرانے شروع کردیئے جو ان کے قلعوں سے متصل تھے اور دوسرے نے ان کو گرانا شروع کردیا جو ان گھروں کے ساتھ متصل تھے۔ وہ ان تک پہنچنے سے متصل تھے اور دوسروں نے ان کو گرانا شروع کیا جو ان

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، کتاب غزوۃ بنی نضیر، جلد 3، صفحہ 79-178، دارالکتب العلمیہ بیروت

گھروں کے ساتھ متصل تھے۔ اوران تک پہنچنے کے لیے گراتے رہے یہاں تک کہ ان تک پہنچ گئے۔ تو اس کے بارے یہ آیات نازل ہوئی: هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۚ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَ لَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ پس جب مسلمان ان تک پہنچ گئے تو وہ ایک معاہدے پر نیچے اترے جوان کے درمیان اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان طے پایا۔ وہ یہ کہ آپ ﷺ انہیں اوران کے اہل خانہ کو جلاوطن کردیں گے اوران کے مال اوران کی زمین ان سے لے لیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں جلاوطن کردیا اور وہ خیبر میں جا کر رہنے لگے اور مسلمان کھجوروں کے درخت کاٹتے رہتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے باسیوں میں سے کچھ لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ زرد رنگ کی کھجوریں تھیں جیسا ردی اور گھٹیا قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں اور انہیں لینہ کہا جاتا تھا۔ مشرکوں نے اس عمل کو ناپسند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عذر کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ رہا یہ ارشاد گرامی فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وہ ان کی طرف گھوڑے اور اونٹ لے کر نہیں گئے تھے۔ کیونکہ وہ مدینہ طیبہ کی طرف میں رہ رہے تھے۔ ان کے بعد بنی قریظہ ایک سال یا دو سال اس معاہدے پر قائم رہے جو ان کے اور حضور نبی معظم ﷺ کے درمیان ہوا تھا۔ پھر جب مشرکین جنگ احزاب کے لیے نکلے تو انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے نکلو۔ تو انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ہماری طرف اپنے پچاس آدمی بطور رہن بھیج دو۔ پس حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پاس آئے اور انہیں اس کی خبر دی۔ اس وقت تک حضرت نعیم رضی اللہ عنہ مسلمانوں اور مشرکین دونوں میں محفوظ و مامون تھے۔ پس یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی کہ انہوں نے مشرکین کی طرف پیغام بھیجا ہے اور ان سے پچاس آدمی بطور رہن مانگ رہے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی معیت میں نکلیں۔ لیکن انہوں نے ان کی طرف رہن بھیجنے سے انکار کردیا اور وہ مسلمانوں اور مشرکین کے لیے ذریعہ جنگ بن گئے۔ پس حضور نبی رحمت ﷺ نے سعد بن معاذ اور خوات بن جبیر کو ان کی طرف بھیجا۔ جب وہ دونوں ان کے پاس آئے تو ان کے سردار کعب بن اشرف نے کہا: بے شک میرے دو پر تھے تو تم نے ان میں سے ایک کاٹ دیا ہے۔ پس یا تم مجھ پر میرا پر لوٹا دو۔ یا پھر میں تمہارے خلاف پر بن جاؤں گا۔ تو خوات بن جبیر نے کہا: میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نیزے کے ساتھ اسے پھاڑ دوں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تب قوم آگے بڑھے گی اور وہ مجھے پکڑ لیں گے، تو آپ نے اسے روک دیا۔ چنانچہ وہ دونوں لوٹ کر واپس حضور نبی کریم ﷺ کی طرف گئے اور دونوں نے آپ ﷺ کو اپنے متعلقہ بات عرض کردی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اجازت عطا فرمادی جب مشرکین کے گروہ واپس لوٹ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہتھیار اتار دیئے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جب سے مشرکین آپ کے مقابلہ

میں اتریں ہیں، میں نے اپنی پشت سے ہتھیار نہیں اتارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں شکست سے دوچار کردے اور چلے گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کے بارے میں اجازت دی تھی۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ان کی طرف گئے اور انہیں کہا: اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! آپ فحش گو تو نہ تھے۔ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اترے اور آپ ان لوگوں کے قبیلہ سے تھے جو ان کے حلیف تھے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بارے میں فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کردیا جائے اور ان کے اموال وغنائم کو تقسیم کردیا جائے۔ وہ ذکر کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "حَكَمَ بِحُكْمِ اللّٰهِ" کہ حضرت سعد نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنگجوؤں کو قتل کردیا اور ان کے اموال وغنائم کو تقسیم کردیا۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن سعید سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے پاس کسی کام سے گئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے (قتل کرنے) کا قصد کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع فرمادیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے خلاف جنگ کے لیے برانگیختہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصالحت فرمائی کہ سونا چاندی اور ایک اونٹ کا بوجھ ان کے لیے ہوگا اور کھجوریں، زمین اور ہتھیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مہاجرین کے درمیان تقسیم کردیا اور حضرت سہل بن حنیف اور حضرت ابودجانہ کے سوا انصار میں سے کسی کو کوئی شے نہیں دی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بنی نضیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان سے پوچھیں ان میں دیت کیسے ہوتی ہے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ اصحاب کو نہ دیکھا تو انہوں نے آپس میں یہ منصوبہ بنایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردیں اور آپ کے اصحاب کو قیدی بنالیں۔ پھر انہیں مکہ مکرمہ لے جا کر قریش کے ہاتھوں فروخت کردیں۔ پس وہ ابھی اسی کیفیت میں تھے کہ مدینہ طیبہ کی جانب سے یہودیوں میں سے کوئی آیا۔ جب اس نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ مشورہ کررہے ہیں تو اس نے ان سے پوچھا تم کیا ارادہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: ہم چاہتے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردیں اور آپ کے اصحاب کو پکڑ لیں۔ تو پھر اس نے ان سے پوچھا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ محمد قریب ہے۔ تو ان کے ساتھی نے انہیں کہا: قسم بخدا! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ طیبہ کے اندر چھوڑا ہے۔ پس اس نے ان کے پروگرام کو ختم کردیا اور انہوں نے کہا: یہ خبر مشہور ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ٹوٹ گیا ہے۔ پس ان میں سے ساٹھ علماء چلے۔ ان میں حی بن اخطب اور عاص بن وائل بھی تھے یہاں تک کہ وہ کعب کے پاس پہنچے اور جا کر کہا: اے کعب! تو اپنی قوم کا سردار ہے اور قوم کی عزت ہے۔ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ تو کعب نے انہیں کہا: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ مجھے بتاؤ۔ انہوں نے جواب دیا: ہم غلام آزاد کرسکتے ہیں اور اونٹوں کے گلے ذبح کرسکتے ہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل و مال سے خالی ہیں۔ پس کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں خوب عزت بخشی اور وہ لوٹ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ

كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (النساء) (کیا کچھ نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی جب انہوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ الآیہ (المائدہ: 11) (اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے لیے کعب کو کون کافی ہوگا؟ (یعنی اسے کون قتل کرے گا) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی جن میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کی جانب سے اسے کافی ہوں گے اور آپ سے کچھ چیزوں کی اجازت چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور کہا: اے کعب! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقے کا پابند بنایا ہے۔ اس لیے آپ ہمیں کچھ شے فروخت کیجئے۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ یہی وہ شے ہے جس کی حلت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی۔ تو کعب نے انہیں کہا: اپنے بچوں کو میرے پاس رہن رکھ دو۔ تو انہوں نے جواب دیا: یہ شے تو ہمارے لیے کل انتہائی شرم اور عار کا سبب بنے گی کہ لوگ کہیں گے یہ ایک وسق کا غلام ہے۔ فلاں دو وسق کا بندہ ہے۔ فلاں تین وسق کا غلام ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو پھر کعب نے کہا: پھر ہتھیار گروی رکھ دو۔ اس پر انہوں نے اپنا معاملہ طے کر لیا۔ ہمارے اور تیرے درمیان آنے والی رات کا وعدہ ہو گیا۔ چنانچہ جب رات آئی وہ اس کی طرف چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائے نماز میں بیٹھ کر ان کے لیے فتح و کامیابی کی دعا فرمانے لگے۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے۔ تو اسے آواز دی: اے کعب! اس کی شادی ابھی حال ہی میں ہوئی تھی اس نے ان کی آواز کا جواب دیا: تو اس کی بیوی نے کہا: یہ عمیر کی بیٹی تھی، تم اس وقت کہاں اتر رہے ہو۔ مجھے اس وقت خون کی بو آ رہی ہے۔ وہ نیچے اترا۔ وہ اپنے اوپر ورس سے رنگی ہوئی چادر لپیٹے ہوئے تھا۔ اس کی پیشانی کے بال دراز تھے۔ پس جب وہ اتر کر ان کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے کہا: تیری خوشبو کتنی حسین اور دلآویز ہے۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ پس حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں میں سے کسی نے کہا: ہمیں اس کی خوشبو تو سنگھاؤ۔ چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ کعب کے کپڑے پر رکھا اور کہا سونگھو اور خوب سونگھو۔ وہ یہ گمان کرنے لگا کہ وہ اس کی خوشبو سے انتہائی خوش ہو رہے ہیں اور اس پر اظہار تعجب کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے بہت خوش ہوتا رہا اور سرور حاصل کرتا رہا۔ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسی طرح کرتا رہا اور بالآخر اس کی پیشانی کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ پھر کہا: اس کی گردن اڑا دو۔ پس ساتھیوں نے مل کر اس دشمن خدا و مصطفیٰ کی گردن اڑا دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نضیر کی طرف گئے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں چھوڑ دیجئے ہم تو اپنے سردار کو رو رہے ہیں۔ تو آپ

ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا یہ اذیت پر اذیت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں یہ اذیت پر اذیت ہے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو اپنے گھروں کے اندر سے چیزیں اور سامان اٹھانے لگے تا کہ وہ نجات پاسکیں اور مومنین باہر سے ان کے گھروں کو مسمار کرنے لگے تا کہ ان پر داخل ہو سکیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلاوطنی لازم نہ کر دی ہوتی۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الجلاء کا مفہوم ہے کہ وہ وہاں سے نکلیں گے تا کہ آپ انہیں انہیں کی قوت سے قتل کر دیں اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا: کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ جب بنی نضیر کے پاس گئے تو وہ ان کی کھجوریں کاٹنے لگے۔ تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: جب اس نے پیٹھ پھیری۔ زمین میں دوڑ دھوپ کی تا کہ اس میں فساد برپا کرے اور مسلمانوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا: وہ کسی وادی کو طے نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ دشمن سے کوئی شے پائیں گے مگر اس کے عوض ان کے لیے عمل صالح لکھ دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اس میں لِيْنَةٍ سے مراد کھجور کے درخت ہیں۔ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ فرمایا: جو درخت تم نے کاٹے وہ بھی میرے اذن سے ہیں اور جو تم نے چھوڑے وہ بھی میرے اذن سے ہیں (یعنی تمہارا کاٹنا اور تمہارا چھوڑنا سب میرے اذن سے ہوا ہے)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کے تحت کہا ہے: مسلمان ان گھروں کو گرانے اور مسمار کرنے لگے جو ان کے ساتھ متصل تھے تا کہ وہ باہر سے ان پر داخل ہو سکیں اور یہودی اندر سے انہیں گرانے لگے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کے تحت مقاتل بن حیان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ قتال کر رہے تھے اور جب آپ غالب آگئے بڑے دروازوں پر یا گھروں پر تو آپ نے ان کی دیواریں گرا دیں۔ تا کہ جنگ کے لیے میدان وسیع اور کھلا ہو جائے اور یہودی جس دروازے یا گھر پر غالب تھے انہوں نے پیچھے سے اسے سوراخ کیا۔ پھر اسے محفوظ بنایا اور اس میں مہارت و کاریگری کا اظہار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ۝ اور ارشاد گرامی مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ اس میں لِيْنَةٍ سے مراد کھجور کے درخت ہیں اور یہ وصف کے لحاظ سے یہود کے لیے انتہائی پسندیدہ تھا۔ اس کے پھل کو لون کہا جاتا تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے صحابہ کرام سے ان کی کھجوروں کو کاٹا اور ان کے درختوں کو جڑ سے اکھیڑا تو یہودیوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) آپ کا گمان تو یہ ہے کہ آپ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا درختوں کو اکھیڑنے، کھجوریں کاٹنے اور فساد برپا کرنے میں بھی اصلاح ہے؟ پس یہ بات حضور نبی مکرم ﷺ پر شاق گزری اور مسلمان بھی ان کی اس بات کے سبب اپنے دلوں میں خوف اور ڈر محسوس کرنے لگے کہ ان کا درخت کاٹنا کہیں باعث فساد نہ ہو۔ چنانچہ بعض نے بعض سے کہا: تم انہیں نہ کاٹو کیونکہ یہ اس مال غنیمت میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور جو انہیں کاٹ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم درختوں کو کاٹ کر ان پر اپنے غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں۔ پس

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 297، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ یعنی جو کھجور کے درخت تم نے کاٹے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا ہے اور جنہیں تم نے اپنی جڑوں پر چھوڑ دیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا ہے۔ تو اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اہل ایمان کے دل مطمئن اور خوش ہو گئے۔ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ تاکہ وہ بنی نضیر کے یہودیوں کو رسوا کرے اور یہ درختوں کو جڑوں سے اکھیڑنا اور کھجوروں کو کاٹنا ان کے لیے باعث ذلت و رسوائی تھا۔ (1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ کے تحت کہا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلح نہیں کی تھی اور انہیں لکڑی بھی پسند نہ تھی مگر انہوں نے اسے بھی اٹھالیا۔ پس یہی ان کا اپنے گھروں کو برباد کرنا تھا۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ اپنے گھروں کو اندر سے برباد کرنے لگے اس طرح کہ جو بھی تھوڑی یا زیادہ ایسی چیز پائی جو ان کے لیے نفع بخش ہو سکتی تھی اسے انہوں نے خراب کر دیا اور برباد کر دیا۔ کیونکہ وہ کوئی بھی نفع بخش اور فائدہ مند چیز چھوڑنا نہیں چاہتے تھے جب وہ خود چلے جائیں گے، اور وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے فرمایا: اور مومنین باہر سے ان کے گھروں کو برباد کر رہے تھے تاکہ وہ ان تک پہنچ سکیں۔ اور وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا کے تحت فرمایا: تو اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کر دیتا اور ان کی گردنیں ماردی جاتیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جاتا۔ لیکن ان کے لیے جلاوطنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ انہیں اذرعات اور اریحا کی جانب جلاوطن کر دیا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت کہا ہے کہ ان کے گھر مزین اور آراستہ تھے اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ حسد کیا کہ وہ ان میں رہیں۔ چنانچہ وہ انہیں اندر سے برباد کرتے رہے اور مسلمان باہر سے اکھیڑتے رہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکلنا جلاء کہلاتا ہے۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت میں لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ، عکرمہ، مجاہد اور عمرو بن میمون رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مِّنْ لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کی ایک قسم ہے۔ (5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 79-178، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 297، بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 487 (33158)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، (33157)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 40، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد وہ کھجوریں ہیں جو عجوہ کھجوروں سے ادنیٰ اور کم ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد عجوہ کے سوا کھجور کی تمام اقسام ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت یا مطلق درخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح قرأت کی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے بعض اموراموال جلا دیے تھے۔ تو کسی کہنے والے نے کہا:

فَهَانَ عَلٰى سُرَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ  حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیْرُ

''پس بنی لوی کے شیروں پر ہلاکت کے ساتھ جلانا اور (راکھ) اڑا دینا آسان ہے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے اس دن کھجوریں کاٹیں اور بعض لوگوں نے ناپسندیگی کا اظہار کرتے ہوئے کہ یہ فساد ہے اس سے روکا۔ تو یہودیوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں فساد کی اجازت دی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ فرمایا۔ لِّيْنَةٍ سے مراد عجوہ کے سوا ہر قسم کی کھجوریں ہیں۔ تا قولہ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ فرمایا تاکہ تم انہیں غیظ وغضب میں مبتلا کرسکو۔ وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فرمایا: تم نے ان کی طرف جاتے ہوئے نہ کسی وادی کو عبور کیا اور نہ ہی تم ان کی طرف گھوڑے اور اونٹ چلا کر لے گئے۔ بلاشبہ یہ تو بنی نضیر کے باغات تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم ﷺ کو عطا فرمائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نضیر (کا ساز و سامان) قریش اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ فرمایا: یہ عجوہ، عتیق اور نخیل ہیں۔ یہ دونوں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھیں اور یہ دونوں کھجور کی اصل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دو انصار میں سے دو آدمیوں یعنی حضرت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف کے سوا کسی کو کوئی شے عطا نہیں فرمائی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور مشیت کے بارے آپ سے سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مشیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس نے کہا بے شک میں چاہتا ہوں کہ میں کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تو کھڑا ہو۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں بیٹھ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ نے چاہا کہ تو بیٹھ جائے۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں یہ درخت کاٹ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 487 (33156)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ نے چاہا کہ تو اسے کاٹے۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں اسے چھوڑ دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تو اسے چھوڑ دے۔ فرمایا: اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا آپ کو آپ کی دلیل اور حجت سمجھائی گئی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حجت کی تلقین فرمائی تھی۔ فرمایا: اور پھر یہ قرآن نازل ہوا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝۔

امام عبدالرزاق، بیہقی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ کے تحت حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل فدک اور ان کی مخصوص بستیوں کی صلح کی۔ حالانکہ آپ ﷺ نے دوسری قوموں کا محاصرہ کیا۔ پس انہوں نے پیغام صلح بھیجا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بغیر جنگ وقتال کے وہاں کا ساز و سامان بطور مال غنیمت عطا فرما دیا اور انہوں نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ فرماتے ہیں: اس سے مراد جنگ وقتال کا نہ ہونا ہے۔ بنی نضیر کے اموال خالص حضور نبی کریم ﷺ کے لیے تھے۔ انہوں نے وہ مال بزور شمشیر فتح نہیں کیا تھا۔ بلکہ اسے صلح کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ اس لیے حضور نبی معظم ﷺ نے یہ مال مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیا اور انصار میں سے دو آمیوں کے سوا کسی کو کوئی شے عطا نہیں فرمائی۔ اور وہ دونوں یعنی ابو دجانہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما اس کے حاجت مند تھے۔(1)

امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ بنی نضیر کے اموال ان مالوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو عطا فرمائے اور مسلمانوں نے ان پر گھوڑے اور اونٹ وغیرہ نہیں دوڑائے۔ پس یہ مال صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ آپ ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کے سالانہ اخراجات کے لیے خرچ کرتے تھے اور باقی مال سے فی سبیل اللہ جہاد کے لیے ہتھیار اور گھوڑے خچر وغیرہ کے حصول کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ کا مفہوم ہے کہ ان کا رب انہیں یاد دلا رہا ہے کہ اس نے ان کی مدد فرمائی ہے اور بنی قریظہ اور خیبر میں بغیر گھوڑے خچروں کے استعمال اور بغیر کسی جنگ وقتال کے ان کے لیے کافی ہوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول معظم ﷺ کو بنی قریظہ اور بنی نضیر کی طرف جانے کا حکم ارشاد فرمایا: اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی زیادہ گھوڑے اور اونٹ نہیں تھے اور رسول اللہ ﷺ کو اختیار عطا فرمایا کہ آپ جو چاہیں فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ اس وقت وہاں گھوڑے اور اونٹ نہ تھے جن کے ساتھ سفر تیزی سے کیا جا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 98-297، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 188 (1719)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سکتا ہو۔ فرمایا: ایجاف کا معنی ہے کہ وہ خوب تیز چال چلے ہوں اور وہ رسول الله ﷺ کے لیے ہوں۔ یہ صورت حال خیبر، فدک اور کچھ دیگر عرب بستیوں کی تھی اور الله تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ینبع کے لیے تیاری کریں۔ پس رسول الله ﷺ وہاں آئے اور سارے کے سارے سامان کو گھیر لیا۔ تو کچھ لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے اسے تقسیم کیوں نہیں کیا۔ تو الله تعالیٰ نے آپ کے عذر کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی: مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ الله علیہ نے فرمایا: اس میں اہل القریٰ سے مراد بنی قریظہ ہیں۔ یعنی جو مال الله تعالیٰ نے بنی قریظہ کی جانب سے اپنے رسول ﷺ پر لوٹا دیا ہے۔ الله تعالیٰ نے مہاجرین قریش کے لیے آپ ﷺ کو یہ عطا فرمایا اور انہیں ہی اس کے لیے مخصوص کر دیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما الله نے اسی آیت کے تحت حضرت زہری رحمہ الله سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اس مال سے مراد جزیہ اور خراج ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ مال جو الله تعالیٰ نے خیبر سے رسول مکرم ﷺ کو عطا فرمایا تھا وہ نصف الله تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے تھا۔ اور دوسرا نصف مسلمانوں کے لیے تھا۔ پس وہ نصف جو الله تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے تھا اس میں کتیبہ، وطیح، سلالۃ اور وجدہ تھے۔ اور وہ حصہ جو مسلمانوں کے لیے تھا وہ شق تھا اور شق کے تیرہ حصے تھے اور نطاۃ کے پانچ حصے تھے اور رسول الله ﷺ نے خیبر سے حاصل ہونے والا مال مسلمانوں میں سے کسی میں تقسیم نہیں کیا سوائے ان کے جو حدیبیہ میں حاضر تھے۔ اور رسول الله ﷺ نے حدیبیہ سے نکلتے وقت سوائے جابر بن عبد الله بن عمرو بن حزام انصاری کے کسی کو پیچھے رہنے کی اجازت عطا نہیں فرمائی اور لازم قرار دیا کہ وہ آپ کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوں۔

ابوداؤد اور ابن مردویہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی الله عنہ سے بیان کیا ہے کہ بنی نضیر، خیبر اور فدک سے حاصل ہونے والا مال رسول الله ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ پس وہ سامان جو بنو نضیر سے حاصل ہوا وہ اپنے مصائب اور حوادث کے لیے روک لیا گیا اور فدک سے حاصل ہونے والا مال ابن سبیل کے لیے وقف ہو گیا اور جو خیبر سے حاصل ہوا تھا اسے آپ ﷺ نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ان میں سے دو جز مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیئے اور ایک حصہ اپنی ذات اور اہل و عیال کے خرچہ کے لیے روک لیا اور جو کچھ آپ کے گھریلو اخراجات سے بچ جاتا وہ آپ مہاجرین فقراء کو عطا فرما دیتے۔ (2)

امام ابن الانباری رحمہ الله نے مصحف میں حضرت اعمش رحمۃ الله علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد الله اور حضرت زید

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، باب صفایا رسول الله ﷺ من الاموال، جلد 2، صفحہ 57، مکتبۃ امدادیہ ملتان

بن ثابت رضی اللہ عنہما کے مصنف میں حلال وحرام میں کوئی اختلاف نہیں۔ سوائے دو حرفوں کے کہ سورۂ انفال میں ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (الانفال: 41) اور سورۂ حشر میں ہے: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ میں مال فے آیت میں مذکورہ تمام کے لیے تھا۔ پھر اسے سورۂ انفال کی آیت نے منسوخ کر دیا اور فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (الانفال: 41) پس اس آیت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے سورۂ حشر میں تھا اور مال غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) ان کے لیے بنایا گیا جن کے لیے مال فے تھا۔ اور مال غنیمت کا باقی حصہ ان تمام لوگوں کے لیے ہو گیا جو جنگ میں شریک ہوتے۔

امام ابو عبید نے کتاب الاموال میں، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابو عوانہ، ابن حبان اور ابن مردویہ نے مالک بن اوس بن حدثان سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: دوپہر کے وقت حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ سو میں آیا اور آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے درمیان اور چارپائی کی رسیوں کے درمیان کوئی بستر حائل نہیں تھا اور آپ چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اے مالک! تیری قوم کے چند گھروں کے افراد ہمارے پاس آئے ہیں اور میں نے ان کے بارے میں رضخ (بچا کچھا سامان) کا حکم دیا ہے۔ پس تم وہ لے لو اور وہ ان کے درمیان تقسیم کر دو۔ تو میں نے عرض کی اے امیر المومنین! بلاشبہ وہ میری قوم ہے۔ لیکن اس معاملہ کے لیے میں ان کے پاس جانا ناپسند کرتا ہوں۔ اس لیے اس کے بارے آپ کسی اور کو حکم ارشاد فرمائیں۔ ابھی میں اس بارے میں آپ سے بات چیت کر رہا تھا کہ آپ کا غلام یرفاء آیا اور اس نے کہا: حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم حاضر ہیں۔ آپ نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور وہ اندر داخل ہوئے۔ پھر یرفاء آیا اور کہا: کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بھی اندر آنے دو۔ چنانچہ وہ بھی اندر آ گئے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! آپ اس بارے میں مجھ سے زیادتی کر رہے ہیں۔ تو پاس بیٹھے ہوئے افراد نے کہا: اے امیر المومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھی کی جانب سے راحت عطا کیجئے۔ کیونکہ اس میں آپ کے لیے بھی راحت ہے اور ان کے لیے بھی سکون ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: متانت سے کام لو اور آپ نے اپنے بازو چڑھائے۔ پھر ارشاد فرمایا: اے جماعت! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک ہم وارث نہیں بناتے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ بے شک انبیاء علیہم السلام کے وارث نہیں بنائے جاتے" تو ان لوگوں نے جواب دیا: ہاں ہم نے یہ

ارشاد سنا ہے۔ پھر آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے بھی سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس بارے میں میں تم سے بات نہ کروں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ مال یفے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے خاص کیا تھا اور آپ کے سوا کسی اور کو عطا نہیں فرمایا۔ اس سے آپ کی مراد بنی نضیر سے حاصل ہونے والے اموال تھے۔ وہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھے آپ کے ساتھ کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں تھا۔ قسم بخدا! آپ نے اسے تمہارے سوا کسی کے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اس کے لیے تم پر کسی اور کو ترجیح دی۔ تحقیق آپ ﷺ نے اسے تمہیں میں تقسیم فرمایا اور یہ مال اسی میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے اپنے گھر والوں کی سال بھر کی خوراک کے لیے لے لیتے تھے اور باقی فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے تھے۔ اسی پر آپ ﷺ کا عمل جاری رہا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول بنے۔ انہوں نے کہا: میں تو رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوں میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح آپ ﷺ کرتے تھے اور میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی سیرت و کردار کے مطابق ہی چلوں گا۔ آپ بھی اس مال کی آمدن سے رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے لیے سال بھر کا ذخیرہ کر لیتے تھے اور باقی مال کے دیگر راستوں میں خرچ کر دیتے تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی حیات طیبہ میں اس کا انتظام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ میں کہتا ہوں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں کا نائب ہوں۔ لہٰذا میں اس مال کے بارے میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح ان دونوں کا معمول تھا۔ اس لیے میں نے اسے قبضے میں لے رکھا ہے۔ پس جب تم دونوں میرے پاس آتے جاتے رہے۔ تو میرے لیے یہی مناسب ہے کہ میں یہ مال تم دونوں کے حوالے کر دوں اور تم دونوں سے یہ عہد و پیمان لے لوں کہ تم دونوں اس میں اسی طرح عمل کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور میں نے عمل کیا اور میں یہ مال تمہارے سپرد کر دوں۔ اے حاضر جماعت! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا میں یہ مال اس شرط کے ساتھ ان دونوں کے حوالے کر دوں؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! جی ہاں (آپ کا یہ فیصلہ درست ہے) پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا مذکورہ شرط کے ساتھ میں یہ مال تمہارے سپرد کر دوں؟ دونوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس کے سوا کسی اور فیصلے کے لیے تم دونوں مجھ سے التماس کر سکتے ہو۔ لیکن قسم بخدا! اس معاملے میں اس کے سوا میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ پس اگر تم دونوں اس سے عاجز آ جاؤ۔ تو پھر اسے میرے حوالے کر دینا۔ پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ پس یہ سب مال رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے، پھر ارشاد فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ پھر فرمایا: قسم بخدا! آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی یہ مال عطا نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (نیز وہ مال) نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں (جبراً) نکال دیا گیا تھا۔ ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے یہ (نیک بخت) تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی راست باز لوگ ہیں) پھر قسم بخدا یہ مال صرف انہیں کے لیے نہیں بنایا بلکہ فرمایا: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں۔ پھر قسم بخدا! یہ مال صرف انہیں کو عطا نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے) پس رسول اللہ ﷺ نے اس حصے کو ان تمام پر تقسیم کیا جن کا اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں باقی رہا تو صنعاء کے چرواہے بھی اپنا حق لیں گے اس وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔(1)

عبدالرزاق، ابوعبید اور ابن زنجویہ دونوں نے الاموال میں، عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں مالک بن اوس بن حدثان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ (التوبہ:60) یہاں تک کہ آپ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ تک پہنچے تو فرمایا: یہ ان کے لیے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى یہاں تک کہ لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ سے آخر آیت تک پہنچے۔ تو فرمایا: یہ مہاجرین کے لیے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ...... الآیہ" اور فرمایا یہ انصار کے بارے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ اور فرمایا: یہ آیت تمام مسلمانوں کو محیط ہے اور کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کا اس مال میں حق ہے۔ خبردار! تم اپنی وصیت کے مالک نہیں ہو۔ پھر فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو اس سے وہ چرواہا بھی اپنا حصہ لے گا جو اپنے گدھوں کو چلا رہا ہوگا اور اس میں اس کی پیشانی بھی عرق آلود نہیں ہوئی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت زید بن اسلم سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم اس مال کے لیے جمع ہو اور اس کے بارے غور و فکر کرو جسے تم جانتے ہو۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: بے شک میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس مال کے لیے جمع ہو اور اس کے

1۔ صحیح مسلم، کتاب علم الفی، جلد 12-11، صفحہ 65 (17517)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 99-298، دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے غور وفکر کرو جسے تم جانتے ہو اور میں نے کتاب اللہ کی یہ آیات پڑھی ہیں۔ پس وہ میرے لیے کافی ہیں۔ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قسم بخدا! یہ صرف انہیں کے لیے نہیں بلکہ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قسم بخدا! وہ صرف ان لوگوں کے لیے بھی نہیں بلکہ وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ قسم بخدا! مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کے لیے اس مال میں حق ہے کہ اسے اس میں سے دیا جائے یا اسے اس سے روک دیا جائے یہاں تک کہ عدن کے چرواہے کا حق بھی ہے۔(1)

عبدالرزاق، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ نے الاموال میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سطح زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہے مگر اس کے لیے اس مال میں حق ہے سوائے لونڈیوں کے۔(2)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال میں سے ایک حصہ تقسیم فرمایا۔ تو وہ لوگ اس پر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا: تم کتنے احمق ہو اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں تمہیں اس سے ایک درہم بھی نہ دیتا۔(3)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مال تین قسم کا ہے: مال غنیمت، مال فے اور مال صدقہ، اس میں سے کوئی درہم بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا محل بیان کر دیا ہے

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں کو عجم سے بھر دے۔ پھر وہ انہیں شیر بنا دے۔ وہ نہیں بھاگیں گے اور وہ تمہارے جنگجوؤں کو قتل کر دیں گے اور تمہارے غنائم کو کھا جائیں گے۔(4)

امام ابن سعد نے حضرت سائب بن یزید سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر کوئی الہٰ نہیں! تین قسم کے لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک کے لیے اس مال میں حق ہے۔ اسے دیا جائے یا اس سے روک لیا جائے۔ عبد مملوک کے سوا کوئی بھی کسی سے زیادہ حق نہیں رکھتا اور اس بارے میں میں بھی تمہاری طرح ہی ہوں۔ لیکن ہم کتاب اللہ کے مطابق اپنے درجات اور مراتب پر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہم

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 471، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 138 (33017)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 54، دارالفکر بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 564 (8583)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ پس اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی آزمائش بھی ہے۔ اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کا اسلام کی طرف آنا بھی ہے۔ اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی دولت مندی بھی ہے اور اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی حاجت بھی ہے، قسم بخدا! اگر میں زندہ رہا تو صنعاء کے پہاڑوں کا چرواہا بھی اس مال سے اپنا حصہ لے گا حالانکہ وہ اپنی جگہ پر ہی ہوگا۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ لوگوں کو ان کی عطائیں اور ارزاق دے دو۔ تو انہوں نے آپ کی طرف جواب لکھا کہ ہم نے ایسا کر دیا ہے اور بہت سا مال باقی بچا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھ بھیجا کہ بے شک ان کا وہ مال فے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے وہ نہ تو عمر کا ہے نہ ہی عمر کے خاندان کا اس لیے وہ ان کے درمیان تقسیم کر دو۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے مال پایا جو ان تین قسم کے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔ یعنی مہاجرین، انصار اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ (4)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ **وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا** کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں غنائم عطا فرماتے تھے اور خیانت سے انہیں منع فرماتے تھے۔ (5)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ معنی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال فے میں سے جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور مال فے میں سے جس سے تمہیں روک دیں تو اس سے رک جاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طاعت وامر میں سے جو تمہیں حکم دیں اسے اختیار کر لو اور میری نافرمانی اور گناہ سے روکیں تو رک جاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: **وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا**۔ انہوں نے کہا: بے شک۔ پھر آپ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ** (الاحزاب: 36) الآیہ (نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرمادے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں) فرمایا: بے شک میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دباء، حنتم، نقیر اور مزفت سے منع فرمایا ہے (یہ چاروں زمانہ جاہلیت کے برتن ہیں جن میں شراب تیار کی جاتی تھی) (6)

---

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 299، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 471 (83018)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً (33019)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 526 (33536)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 71 (23792)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں سے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء، حنتم، نقیر اور مزفت سے منع فرمایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے خوب صورتی کے لیے بال گودنے اور گودوانے والیوں پر۔ پیشانی کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور دانت کھودوانے والیوں پر اور ان پر جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی کرتی ہیں۔ پس یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا، تک پہنچی تو وہ آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایسا ایسا کرنے والیوں پر لعنت کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا ہے مجھے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور وہ کتاب اللہ میں ہے۔ اس عورت نے کہا: تحقیق جو کچھ ان دو تختیوں کے درمیان ہے میں نے اسے پڑھا ہے اور میں نے اس میں ایسی کوئی شے نہیں پائی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تو اسے پڑھتی تو یقیناً اسے پالیتی۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اس نے کہا: بے شک! (میں نے یہ آیت پڑھی ہے) تو آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (1) واللہ اعلم!۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ۝ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۟ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

"(نیز وہ مال) نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں (جبراً) نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے، یہ (نیک بخت) تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی راست باز لوگ ہیں۔ اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں مہاجرین (کی آمد) سے پہلے، محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی خلش اس چیز کے بارے میں جو مہاجرین کو دے دی جائے اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔ اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 205، وزارت تعلیم اسلام آباد

کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے گھروں، مالوں، گھر کے افراد اور خاندانوں کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں گھروں سے نکل پڑے اور اسلام کو اختیار کر لیا حالانکہ اس میں اذیتیں اور تکلیفیں تھیں۔ یہاں تک کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا تا کہ اس کے سبب وہ شدید بھوک کی حالت میں بھی اپنی کمر کو سیدھا رکھ سکے اور کوئی آدمی سردی کے موسم میں گڑھا بنا لیتا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی لحاف وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ الآیہ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت میں مراد انصار کے قبیلے کے وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں میں مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم رنجہ فرما ہونے سے دو سال قبل مساجد بنا لیں اور اللہ تعالیٰ نے یہاں تعریف فرما کر ان پر احسان فرمایا: یہی وہ پہلے دو گروہ ہیں جنہوں نے اس آیت سے اپنی فضیلت کو پا لیا ہے اور دونوں اس خیر اور بھلائی پر چلتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا حصہ اس مال فے میں بیان فرما دیا ہے۔ پھر تیسرے گروہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا...... الآیہ" فرمایا: بے شک اس میں انہیں حکم دیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں اور انہیں ان کو گالی گلوچ دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آیت میں یہ انصار کی سخاوت کی تعریف ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں اس ایمان اور مہاجرین کے لیے ان کے ایثار اور قربانی کو دیکھا کیونکہ اس مال فے سے انصار کو کوئی شے نہیں ملی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن الاصم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انصار نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے درمیان اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان نصف نصف تقسیم فرما دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ تمہارے ساتھ محنت ومشقت میں معاونت کریں گے اور تم انہیں پھلوں میں سے حصہ عطا کرو گے اور زمین تمہاری ہی رہے گی۔ تو انہوں نے عرض کی: ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مہاجرین کو انصار پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے سینوں میں (ان کے بارے) کوئی حسد نہیں پایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے اور ان کے لیے ان کی عزت واحترام کی حفاظت کرے اور میں اسے ان انصار کے بارے بھی وصیت کرتا ہوں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 31-330 (26596)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فرما ہونے سے پہلے دار ہجرت میں مقیم رہے اور ایمان میں ثابت قدم رہے کہ وہ ان کی نیکیوں اور اعمال خیر کو قبول کرے اور ان کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دے۔(1)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے اخبار المدینہ میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے دس نام ہیں، یعنی مدینہ، طیبہ، طابہ، مسکینہ، جابرہ، مجبورہ، تبدد، یثرب اور دار۔

رہا ارشاد گرامی وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اس کے بارے امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے مشقت اور فاقے نے آلیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھیجا لیکن ان کے پاس سے کوئی شے نہ پائی اور فرمایا کیا کوئی آدمی ہے جو آج کی رات مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یا رسول اللہ! ﷺ۔ پس وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی عزت و تکریم کیجئے تو کوئی شے بچا کر نہیں رکھے گی۔ اس نے کہا: قسم بخدا! میرے پاس بچوں کی خوراک کے سوا کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: جب بچوں کے رات کے کھانے کا وقت ہو تو انہیں سلا دینا اور آگے بڑھ کر چراغ بجھا دینا۔ آج کی رات ہم رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر اپنے پیٹ کو بھوکا رکھیں گے۔ تو اس وفا شعار بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر صبح کے وقت مہمان حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں اور فلانہ کو خوب پسند فرمایا ہے اور انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔(2)

امام مسدد نے مسند میں، ابن ابی الدنیا نے کتاب قری الضیف میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ابوالمتوکل ناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی تین دن تک روزے دار رہا۔ شام ہوتی تو وہ افطاری کے لیے کوئی شے نہ پاتا اور صبح پھر روزہ رکھ لیتا۔ یہاں تک کہ انصار کا ایک آدمی جسے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے اسے اس کے بارے معلوم ہوا۔ تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: آج رات میں اپنے ساتھ ایک مہمان کو لاؤں گا۔ جب تم اپنا کھانا رکھ چکو تو تم میں سے ایک چراغ کو درست کرنے کے لیے اس کے پاس کھڑا ہو جائے اور پھر اسے بجھا دے۔ پھر تم اپنے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھاتے رہنا گویا کہ تم کھا رہے ہو، لیکن کھانا نہیں۔ یہاں تک کہ ہمارا مہمان خوب سیر ہو کر کھا لے۔ پس جب شام ہوئی تو وہ اسے لے گیا اور انہوں نے اپنا کھانا سامنے چن دیا اور اس کی رفیقہ حیات چراغ کے پاس کھڑی ہو گئی، گویا وہ اسے درست کرنے لگی ہے۔ تو اسے بجھا دیا۔ پھر وہ کھانے پر اپنے ہاتھ مارنے لگے گویا کہ وہ کھا رہے ہیں، حالانکہ وہ کھا نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا مہمان خوب سیر ہو گیا اور اس وقت ان کا کھانا ایک روٹی تھی اور یہی ان کی خوراک تھی۔ جب صبح کے وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ثابت! گزشتہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 282 (34787)، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 26-725، وزارت تعلیم اسلام آباد

رات اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہارے مہمان سے خوب متعجب ہوا ہے"۔ پس انہی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی آدمی کو بکری کا سر بطور ہدیہ دیا گیا۔ تو اس نے کہا: بے شک میرا فلاں بھائی اور اس کے گھر والے میری نسبت اس کے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ تو انہوں نے وہ سر ان کی طرف بھیج دیا۔ پس مسلسل اسے ایک دوسرے کی طرف (اسی جذبے کے تحت) بھیجتا رہا حتی کہ سات گھر والوں نے اس سر کو پھرایا یہاں تک کہ وہ پہلا آدمی (جس سے وہ چلا تھا) اس کی طرف وہ لوٹ گیا۔ تو اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ خَصَاصَةٌ سے مراد فاقہ ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: مجھے خوف ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ تو آپ نے پوچھا: وہ کیسے؟ اس نے عرض کی: بے شک میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ اور میں تو حریص اور لالچی آدمی ہوں اور قریب نہیں ہے کہ مجھ سے کوئی شے خارج ہو جائے گی۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: وہ شح نہیں ہے بلکہ وہ بخل ہے اور بخل میں کوئی فائدہ اور خیر نہیں ہے اور وہ شح جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا مال ظلماً کھائے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے۔ شحیحہ کا یہ مفہوم نہیں کہ آدمی اپنا مال روک لے۔ بلکہ یہ تو بخل ہے اور یہ شر اور برا ہے۔ اور شُحَّ کا معنی یہ ہے کہ آدمی کی آنکھ اس شے کی طرف اٹھے جو اس کی نہیں۔

ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ایسی عورت کی طرف دیکھا جس کا وہ مالک نہیں یہ شُحَّ کہلاتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: بخل یہ ہے کہ آدمی اس شے کے ساتھ بخل کرے جو اس کے ہاتھ میں ہے اور شُحَّ یہ ہے کہ وہ اس شے پر حریص ہو جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔ اے اللہ! مجھے میرے نفس کی حرص سے بچا۔ اس سے زائد وہ کچھ نہیں کہتے تھے۔ جب ان سے اس کے بارے استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: جب مجھے میرے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا گیا تو نہ میں چوری کروں گا، نہ زنا کروں گا اور نہ ہی میں نے اس قسم کا کوئی کام کیا ہے۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 526 (3799)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شُحَّ سے مراد حرام کو داخل کرنا اور زکوٰۃ کو روکنا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی وہ اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رہا۔

خرائطی نے مساوی الاخلاق میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُحَّ بخل کی نسبت زیادہ شدید اور سخت ہے۔ کیونکہ شحیح اس شے کا حریص ہوتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ اسے روک لیتا ہے اور جو لوگوں کے پاس ہو اس پر وہ حرص کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے لے لے اور بخیل صرف اسی شے پر بخل کرتا ہے جو اس کے اپنے پاس ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب ذم البخل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا اور پھر اسے کہا: تو بول۔ تو اس نے کہا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (المومنون) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! کوئی بخیل تجھ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: تین عمل جس آدمی کے ہوں گے وہ شُح (حرص) سے بری اور محفوظ رہے گا۔ وہ آدمی جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کی مہمان نوازی کی اور مصائب اور قحط کے وقت لوگوں کو اپنے مال میں سے عطا کیا۔

امام حکیم ترمذی، ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کو ثابت کرنے والی کوئی شے کبھی شُحَّ کو ثابت نہیں کرتی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو زرعہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس کے دل میں فقر و افلاس ہو تو دنیا میں اسے کثیر ترین مال بھی غنی نہیں کر سکتا اور اسے نفس کی حرص نقصان دیتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجمع بن یحییٰ بن جاریہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے چچا خالد بن یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شُحَّ (حرص) سے وہ محفوظ رہا جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی عزت و تکریم کی اور مصیبت و تکلیف کی حالت میں کسی کو کچھ عطا کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی بھی کسی بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوگا اور نہ ہی کبھی کسی بندے کے دل میں ایمان اور شُح (حرص) جمع ہو سکتے ہیں۔(2)

امام ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 237 (3475)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 82 (2395)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا: دو خصلتیں کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتیں: ایک بخل اور دوسری سوء ظن۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی میں سب سے بڑا شر غمزدہ کر دینے والی حرص اور خواہشات کا بندہ بنا دینے والی بزدلی ہے۔(2)

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہے۔ اور شُحّ (حرص) سے بچو کیونکہ حرص نے انہیں ہلاک اور برباد کیا جو تم سے پہلے تھے اور انہیں اس پر ابھارا کہ وہ اپنے خون بہائیں اور محارم کو حلال سمجھیں۔(3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شُحّ (حرص) اور بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو اس پر برانگیختہ کیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کریں۔ پس انہوں نے قطع تعلقی کر لی اور اس نے انہیں اس پر ابھارا کہ وہ محارم کو حلال سمجھیں۔ پس وہ انہیں حلال سمجھنے لگے اور اس نے انہیں اس طرف دعوت دی کہ وہ اپنے خون بہائیں۔ چنانچہ وہ خون بہانے لگے۔(4)

امام ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا۔ تو لوگوں نے کہا: اس کے لیے تو جنت کی بشارت ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شاید تم نہیں جانتے کہ اس نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہو جو لایعنی اور بے مقصد ہو۔ یا ایسی شے کے بارے بخل کیا ہو جو اس کے لیے نفع بخش نہ ہو۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک آدمی مقتول ہوا۔ تو ایک عورت آئی اور اس نے کہا: اے میرے بیٹے تجھے شہادت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: تجھے کیا معلوم شاید اس نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہو جو لایعنی اور بے مقصد ہو اور یہ ایسی شے کے بارے بخل کرتا ہو جو اس کے لیے نفع بخش اور فائدہ مند نہ ہو۔(6)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ مبغوض قرار دیتا ہے۔ پس وہ دو خصلتیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ سخاوت اور سماحت (فیاض ہونا، بخشش کرنا) ہیں۔ اور وہ دو خصلتیں جنہیں اللہ تعالیٰ مبغوض سمجھتا ہے وہ سوء خلق اور بخل ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اسے لوگوں کی حاجات پوری کرنے پر لگا دیتا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 302 (1962)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 424 (10831)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 320، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 425 (10833)
5۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 483 (2316)
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 425 (10836)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 426 (10839)

نے فرمایا: جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی عزت و تکریم کی اور کسی کی تکلیف اور فاقہ کشی کی حالت میں اسے کچھ دیا وہ شح (حرص و بخل سے) محفوظ اور بری ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخاوت اللہ تعالیٰ سے دور نہیں لے جاتی۔ بلکہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور جب قیامت کے دن وہ اسے ملے گا تو وہ اسے اپنے دست قدرت سے پکڑے گا اور اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے پہلے (دور کے لوگوں کی) اصلاح اور سلامتی زہد اور تقویٰ کے ساتھ ہے اور اس کے آخری (دور کے لوگوں کی) ہلاکت بخل اور فجور کے سبب ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور جنت کے قریب ہوگا اور جہنم سے دور ہوگا۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوگا، وہ جنت سے دور ہوگا اور جہنم کے قریب ہوگا اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔(4)

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، وہ جنت کے قریب ہے اور لوگوں کے بھی قریب ہے اور وہ جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور لوگوں سے بھی دور ہے اور جہنم کے قریب ہے اور یقیناً جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔(5)

ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ وہ جنت کے قریب ہے، وہ لوگوں کے بھی قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، وہ جنت سے دور ہے، وہ لوگوں سے بھی دور ہے اور جہنم کے قریب ہے۔ اور فاجر سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے اور کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی سلمہ! آج تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: جد بن قیس۔ لیکن ہم اس سے بخل کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ البتہ تمہارے سردار حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ہیں۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا:

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 427 (10842)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (10843)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 29-428 (10845)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 428 (10847)
5۔ ایضاً (10848)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 429 (10851)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 430 (10855)

اے بنی سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جد بن قیس اور بے شک ہم اس سے بخل رکھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ البتہ تمہارا سردار سراپا خیر و برکت حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دور جاہلیت میں ان کے مہمان ہوتے تھے۔ مزید کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ کیا تھا جب آپ نے شادی کی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے بتایا: جد بن قیس۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: تم اسے کس سبب سے سردار مانتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: اس لیے کہ وہ ہم سے زیادہ مال دار اور دولت مند ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم اس کے لیے بخل کا گمان رکھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہے۔ وہ تمہارا سردار نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی: تو ہمارا سردار کون ہے یا رسول اللہ! ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا سردار براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہے۔ بیہقی نے کہا کہ یہ روایت مرسل ہے۔(2)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبید! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے بتایا جد بن قیس۔ اس کے باوجود اس میں بخل پایا جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ بلکہ تمہارا سردار تمہارے سردار کا بیٹا بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی دغا باز، خیانت کرنے والا اور اپنی ملکیت میں رہنے والوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل ہوں گے۔ سب سے اول جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے وہ غلام ہوں گے بشرطیکہ انہوں نے ان امور اور ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے ادا کیا ہو جو ان کے درمیان اور اللہ تعالیٰ اور ان کے مالکوں کے درمیان تھیں۔(4)

بیہقی نے ابوسہل واسطی سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لیے چن لیا ہے اور بلاشبہ اس دین کی سلامتی سخاوت اور حسن اخلاق کے ساتھ ہے۔ پس تم ان دونوں کے ساتھ دین کی تعظیم و تکریم کرو۔(5)

امام بیہقی نے کئی طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک اس دین کو میں نے اپنی ذات کے لیے پسند کیا ہے۔ سخاوت اور حسن خلق کے سوا کوئی بھی اسے سلامت نہیں رکھ سکتی۔ پس تم ان دونوں کے ساتھ اس کی عزت و تکریم کرو جب تک تم اس کے ساتھ زندگی گزار رہے ہو۔(6)

---

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 431 (10859)، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 430 (10857)

3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 242 (4965)، دارالکتب العلمیہ بیروت　4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 431 (10862)

5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 432 (10863)　6۔ ایضاً، (10865)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن جراد سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نیکی تلاش کرو تو اسے چہروں کی خوبصورتی اور حسن میں تلاش کرو۔ قسم بخدا! بخیل کے سوا کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اور کوئی شحیح (حریص) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بے شک السخاء جنت میں ایک درخت ہے جسے سخاء کہا جاتا ہے اور الشح جہنم میں ایک درخت ہے جسے شُحّ کہا جاتا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: السخاء جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ پس جس نے اس کی کوئی ٹہنی پکڑ لی، وہ ٹہنی اسے جنت کی طرف راہنمائی کرے گی۔ اور بخل جہنم کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ جس نے اس کی کوئی ٹہنی پکڑ لی تو وہ ٹہنی اسے جہنم کی طرف لے جائے گی۔ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخاء (سخاوت) جنت میں ایک درخت ہے۔ پس جو سخی ہوا اس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی اور اب وہ ٹہنی اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اسے جنت میں داخل کر دے گی۔ اور شح (حرص و بخل) جہنم میں ایک درخت ہے۔ پس جو حریص ہوا اس نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ لی اور وہ ٹہنی اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اسے جہنم میں داخل کر دے گی۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ تیرہ آدمی حاضر ہوئے جو سفری لباس پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے سید (سردار) کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا آپ کی امت میں کوئی سید (سردار) ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں موجود ہے۔ فرمایا: وہ آدمی جس نے حلال مال دیا اور خوب فیاضی کے ساتھ دوسروں تک رزق پہنچایا تو وہ فقیر کے قریب ہوا اور لوگوں میں اس کی شکایت کم ہوگئی۔(4)

امام بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال بیان فرمائی کہ وہ ایسے دو آدمیوں کی طرح ہیں جو لوہے کے جبے پہنے ہوئے ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے سینے اور ان کی ہنسلی کے ساتھ ہی جکڑے ہوئے ہوں۔ سو جب بھی اس نے صدقہ دیا تو وہ اس سے کھل گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پوروں کو ڈھانپ لیتا ہے اور اس کے اثر اور نشان کو مٹا دیتا ہے۔ اور بخیل نے جب بھی صدقہ کا قصد اور ارادہ کیا تو وہ (جبہ) اور سکڑ گیا اور ہر حلقے نے اپنی جگہ بنالی۔ پس وہ آدمی اسے کھلا کرتا ہے لیکن وہ کھلا ہوتا نہیں۔(5)

---

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 435 (10876)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (10875) 3۔ ایضاً، (10877)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 440 (10898) 5۔ صحیح مسلم، باب مثل المنفق والبخیل، جلد 1، صفحہ 329،

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں عبد اللہ بن ابی عبید بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سرزمین روم کی ایک طرف سے قیدی لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کے آخری آدمی تک پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے خالد! اس آدمی سے رک جاؤ۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ پوری قوم میں مجھ پر اس سے بڑھ کر شدید اور سخت آدمی کوئی نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دے رہے ہیں کہ یہ آدمی اپنی قوم میں سخی ہے، سو تم اس سے رک جاؤ۔ پھر وہ رومی آدمی مشرف با سلام ہو گیا۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَانْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

"اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بغض اہل ایمان کے لیے اے ہمارے رب! بے شک تو رؤف رحیم ہے۔ کیا آپ نے منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے کہ اگر تمہیں (یہاں سے) نکالا گیا تو ہم بھی

ضرور تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کی بات ہرگز نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ (سن لو!) اگر یہودیوں کو نکالا گیا تو یہ نہیں نکلیں گے ان کے ساتھ۔ اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر (جی کڑا کر کے) انہوں نے ان کی مدد کی تو یقیناً پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (اے فرزندان اسلام!) ان (یہودیوں) کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ (یہ بڑے بزدل ہیں) کبھی اکٹھے ہو کر (کھلے میدان میں) تم سے جنگ نہیں کریں گے جنگ کریں گے تو قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ لے کر۔ ان کا اختلاف آپس میں بہت سخت ہے، تم انہیں متحد خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں۔ یہ اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعنی وہ لوگ جو ان کے بعد اسلام لائے۔ تو انہوں نے عبد اللہ بن نبتل اور اوس بن قیظی کو بھی شامل کیا ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ تین مراتب اور درجات میں ہیں ان میں سے دو کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور ایک رتبہ کا ذکر باقی ہے اور اچھا ہوتا کہ تم اس پر ہوتے یعنی تم اس رتبہ اور درجہ پر ہو جس کا ذکر ابھی باقی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ الآیہ۔ پھر فرمایا: اس سے مراد مہاجرین ہیں اور یہ وہ رتبہ ہے جو گزر چکا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیہ۔ پھر ارشاد فرمایا: یہ انصار کا ذکر ہے۔ یہ رتبہ بھی گزر چکا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ تحقیق دو رتبے گزر گئے اور یہ تیسرا رتبہ باقی ہے اور اچھا ہے کہ تم اس رتبہ پر ہو۔ یعنی تم اس درجہ میں سے ہو جاؤ۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں ان کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انہوں نے دین میں نئے عمل کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہیں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے استغفار کریں تو انہوں نے انہیں گالی گلوچ دیں۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کے بارے سنا کہ وہ بعض مہاجرین پر اعتراضات اور ان کے بارے غلط الفاظ استعمال کرتا ہے۔ تو آپ نے اس پر یہ آیت پڑھی: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ۔ پھر فرمایا یہ مہاجرین کا ذکر ہے کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 526 (3800)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَلَّذِیۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الۡاِیۡمَانَ الآیہ، فرمایا یہ انصار کا ذکر ہے۔ کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ الآیہ۔ پھر فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں (کہ میں ان میں سے ہوں) تو آپ نے فرمایا: نہیں جو انہیں گالیاں دیتا ہے وہ ان میں سے نہیں ہو سکتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ تک یہ خبر پہنچی کہ کسی آدمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہا تو آپ نے اسے بلایا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر اس پر یہ آیت پڑھی لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِیۡنَ الآیہ۔ فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ الآیہ اور فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ قسم بخدا! وہ ان میں سے نہیں ہو سکتا جو انہیں پاتا ہوا اور اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ اور حسد موجود ہو۔

عبد بن حمید نے حضرت اعمش سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَ لَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ۔

امام حکیم ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔ پس انصار میں سے ایک آدمی آیا، اس کے ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ بائیں ہاتھ میں اپنا جوتا لٹکائے ہوئے تھا۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ چنانچہ وہی آدمی اپنی پہلے دن کی کیفیت میں آیا۔ پھر جب مزید اگلا دن (تیسرا دن) آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی طرح فرمایا۔ پھر وہی آدمی آیا۔ پس جب وہ آدمی اٹھا تو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پیچھے گئے اور فرمایا: میرا اپنے باپ سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اس کے پاس تین دن تک نہیں جاؤں گا۔ پس اگر تو مناسب خیال کرے تو مجھے اپنے پاس پناہ دے دے تا کہ میری قسم کھل جائے۔ کیا میں ایسا کر لوں؟ اس نے جواب دیا: ہاں! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رات اس کے ساتھ گزاری اور انہوں نے رات میں کسی بھی وقت اسے اٹھتے نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتا۔ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا اور اس کی عظمت و کبریائی کا ذکر کرتا۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے وہ اٹھا اور خوب اچھی طرح وضو کیا۔ مگر میں نے اسے کلمہ خیر کہنے کے بغیر کچھ کہتے نہیں سنا۔ پس جب میں تین راتیں گزار چکا اور قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر گمان کرتا۔ میں نے کہا: اے عبد اللہ! (اے اللہ کے بندے) بے شک میرے اور میرے والد کے درمیان نہ کوئی جھگڑا اور ناراضگی ہے اور نہ کوئی فراق اور جدائی ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے بارے میں تین مجالس میں تین بار یہ فرماتے سنا ہے کہ ابھی تم پر اہل جنت میں سے ایک آدمی داخل ہوگا اور تینوں مرتبہ تو ہی آیا۔ سو میں نے ارادہ کیا کہ میں تیرے پاس ٹھہروں اور تیرے عمل کو دیکھوں۔ پس جب میں وہ دیکھ چکا تو میں وہاں سے واپس آ گیا۔ جب میں نے پیٹھ پھیری، تو اس نے مجھے بلایا اور کہا: عمل تو وہی ہے جو تو نے دیکھ لیا ہے مگر میں اپنے دل میں کبھی بھی مسلمان کے لیے کوئی کینہ اور حسد نہیں رکھتا۔ اور جو خیر و برکت اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمائی

ہے اس پر کبھی حسد نہیں کرتا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا: یہی ہے وہ (عمل) جس نے تجھے (جنت میں) پہنچا دیا ہے اور یہی ہے وہ (عمل) جس کی ہم طاقت اور استطاعت نہیں رکھتے۔ (1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس جب وہ واپس پھرا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اس آدمی کی طرف آیا اور کہا اے چچا! کیا آپ میری مہمان نوازی کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس اس کا ایک خیمہ، بکری اور کھجور کا درخت تھا۔ جب شام ہوئی تو وہ اپنے خیمہ سے نکلا اور بکری کا دودھ دوھا، میرے لیے تازہ کھجوریں چنی پھر اس نے کھانا رکھا اور میں نے اس کے ساتھ کھایا۔ پھر اس نے رات سو کر بسر کی اور میں نے قیام کرتے ہوئے (عبادت وریاضت میں مصروف) رات گزاری۔ اس نے صبح کی اس حال میں کہ وہ روزے سے نہ تھا اور میں نے روزے کی حالت میں صبح کی۔ پس اس نے تینوں راتیں ایسا ہی کیا تو پھر میں نے اسے کہا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے تیرے بارے میں فرمایا ہے کہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ تو مجھے بتا کہ تیرا عمل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اس کے پاس جاؤ جس نے تجھے یہ خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تجھے میرے عمل کے بارے بھی بتا دے گا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور اسے جا کر حکم دو کہ وہ تجھے اس کے بارے بتائے۔ تو پھر میں نے اسے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ تجھے حکم ارشاد فرما رہے ہیں کہ تو مجھے اپنے عمل کے بارے بتائیے۔ اس نے کہا کیا ابھی؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو پھر اس نے کہا: اگر ساری دنیا میرے لیے ہو پھر وہ لے لی جائے تو مجھے اس پر کوئی غم اور ملال نہیں۔ اور اگر وہ دنیا مجھے عطا کر دی جائے تو مجھے اس سے کوئی خوشی اور فرحت نہیں اور میرے دل میں کسی کے بارے کوئی کینہ اور بغض موجود نہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن قسم بخدا! میں رات کو قیام کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھتا ہوں۔ اور اگر مجھے بکری ہبہ کی جائے تو مجھے اس سے خوشی ہوگی اور اگر وہ مجھ سے لے لی جائے تو بالیقین میں اس پر غمزدہ ہوں گا۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر انتہائی واضح اور روشن فضیلت عطا فرمائی ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول، رفاعہ بن تابوت، عبداللہ بن نبتل، اوس بن قیظی اور ان کے بھائیوں بنونضیر کے بارے میں ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بنی عوف کی حارث کی ایک جماعت جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول، ودیعہ بن مالک، سوید اور داعس وغیرہ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ثابت قدم رہو اور اپنی جگہ پر رکے رہو۔ بے شک ہم تمہیں کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ اگر تمہارے ساتھ جنگ کی گئی تو ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ پس وہ اس وجہ سے ان کی مدد کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن انہوں نے مدد نہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ پس انہوں

1۔ سنن نسائی، صفحہ 86-285، وزارت تعلیم اسلام آباد　　2۔ نوادر الاصول، صفحہ 309، دار صادر بیروت

نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ انہیں جلاوطن کردیں اور ان کا خون بہانے سے اجتناب کریں۔ اس شرط پر کہ اتنا سامان ان کا ہوگا جو ہتھیاروں کے سوا اونٹ نے اٹھالیا۔ تو آپ ﷺ نے ایسا کرلیا۔ پس ان میں سے ہر آدمی اپنا گھر گراتا جاتا تھا اور اونٹ کی پشت پر رکھتا جاتا اور پھر چل پڑتا۔ سو ان میں کچھ خیبر کی طرف نکلے اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر میں سے کچھ لوگ اسلام لائے اور ان میں منافقین بھی تھے۔ وہ اہل نضیر کو کہا کرتے تھے اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے تو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول، رفاعہ بن تابوت، عبداللہ بن نبتل اور اوس بن قیظی کے بارے ہے۔ يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ فرمایا: وہ بنی نضیر سے کہتے ہیں۔ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ۔ فرمایا: ان کے درمیان آپس میں زبانی اختلاف انتہائی سخت ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى فرمایا: منافقین کا دین بنی نضیر کے دین سے مخالفت رکھتا ہے۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا فرمایا: اس میں مراد بدر کے دن کے کفار قریش ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى کے تحت فرمایا: اسی طرح اہل باطل کی شہادت مختلف ہے، ان کی خواہشات مختلف ہیں اور ان کے اعمال مختلف ہے۔ لیکن وہ اہل حق کے ساتھ عداوت رکھنے میں سب اکھٹے ہیں۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا فرمایا اس سے مراد بنو نضیر ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى میں ھم سے مراد مشرکین ہیں۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مومنین آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ اور باہم محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کے مراتب علیحدہ علیحدہ ہوں اور فاجر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لیے دھوکے باز اور خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں اگرچہ ان کے بدن اکھٹے ہوں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا میں غزوۂ بدر کے دن کے کفار قریش مراد ہیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اس کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس میں مراد بنو نضیر ہیں۔(4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 57-56-55-54، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 189، عن انس رضی اللہ عنہ، بیروت

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾

"یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے پہلے ابھی ابھی اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ منافقین اور یہود کی مثال شیطان کی سی ہے جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے انکار کر دے، اور جب وہ انکار کر دیتا ہے تو شیطان کہتا ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں، میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب العالمین ہے۔ پھر ان دونوں (شیطان اور اس کے چیلے) کا انجام یہ ہوگا کہ دونوں آگ میں ڈالے جائیں گے اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لیے۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔ ان (نادانوں) کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے بھلا دیا اللہ تعالیٰ کو پس اللہ نے ان کو خود فراموش بنا دیا۔ یہی نافرمان لوگ ہیں۔ یکساں نہیں ہو سکتے دوزخی اور اہل جنت۔ اہل جنت ہی تو کامیاب لوگ ہیں"۔

امام عبد الرزاق، ابن راہویہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ایک گرجا گھر میں عبادت کرتا تھا اور ایک عورت اپنے بھائیوں کے ہمراہ رہائش پذیر تھی کہ اسے کوئی بیماری لاحق ہوگئی۔ تو وہ اسے لے کر اس کے پاس آئے۔ پس اس نے زیب و زینت کے سبب اس کے نفس کو خوب انگیخت دلائی۔ چنانچہ اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کر دیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آ گیا اور کہا: اسے قتل کر دے۔ کیونکہ اگر تیرے بارے میں ان پر یہ معاملہ ظاہر ہو گیا تو تو رسوا اور ذلیل ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے

دفن کر دیا۔ پھر اس کے بھائی آئے اور وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ چل رہے تھے۔ شیطان اس (راہب) کے پاس آیا اور اس نے کہا: بے شک میں ہی ہوں جس نے تیرے لیے اسے مزین اور آراستہ کیا۔ اب تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے، میں تجھے نجات دلا دوں گا۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کر دیا۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ الآیہ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک راہب تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور خوب اچھی طرح عبادت کرتا تھا۔ ہر علاقے سے لوگ اس کے پاس آتے تھے اور فقہ کے بارے پوچھتے رہتے تھے۔ وہ عالم تھا۔ تین بھائی تھے اور ان کی ایک بہن تھی جو حسین ترین لوگوں میں سے بہت حسین اور خوبصورت تھی۔ انہوں نے کہیں سفر پر جانے کا ارادہ کیا اور ان پر یہ بات انتہائی گراں اور بھاری تھی کہ وہ اسے ضائع ہونے کے لیے چھوڑ دیں۔ چنانچہ وہ راہب کے پاس آئے اور کہا: بے شک سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ہم کوئی ایسا آدمی نہیں پا رہے جو ہمارے نزدیک تجھ سے بڑھ کر قابل اعتماد اور حفاظت کرنے والا ہو۔ پس اگر آپ مناسب خیال کریں تو ہم اپنی بہن تیرے حوالے کر دیں۔ کیونکہ اسے شدید درد رہتا ہے۔ اگر وہ مر جائے تو اس کا انتظام مکمل کرنا۔ اور اگر وہ زندہ رہے تو اس کی اصلاح کرنا، یہاں تک کہ ہم واپس لوٹ آئیں۔ راہب نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں تمہارے لیے کافی ہوں (تمہیں قطعاً پریشان یا غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں)۔ چنانچہ وہ اس لڑکی کے ساتھ رہا اور اس کا علاج کرتا رہا یہاں تک کہ وہ صحت مند ہو گئی اور پہلے کی طرح اس کا حسن دوبارہ لوٹ آیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے اس حال میں پایا کہ اس نے خوب بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے اور شیطان مسلسل اسے اکساتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کر ڈالا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ پھر شیطان نے اسے مزید ندامت اور شرم دلائی اور اس کے قتل پر اسے خوب اکسایا اور کہا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو ذلیل و رسوا ہو جائے گا اس لیے اپنے معاملے کو پہچان اور تیرے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ وہ لگاتار اسے اس پر انگیخت دلاتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جب اس کے بھائی آئے تو انہوں نے پوچھا اسے کیا ہوا؟ تو اس نے جواب دیا: وہ مر گئی اور میں نے اسے دفن کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تو نے بہت اچھا کیا ہے۔ پھر وہ خواب دیکھنے لگے اور انہیں یہ بتایا جانے لگا کہ راہب نے اسے قتل کیا ہے اور وہ فلاں فلاں درخت کے نیچے ہے۔ چنانچہ وہ اس درخت کی طرف گئے اور انہوں نے اسے پا لیا کہ اسے قتل کیا گیا ہے۔ پھر وہ اس راہب کے پاس آئے اور اسے پکڑ لیا۔ تو اس وقت شیطان نے کہا: میں ہی ہوں جس نے تجھ میں زنا کی رغبت اور کشش پیدا کی۔ پھر تجھے اس کے قتل پر برانگیختہ کیا۔ پس اب کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو میری پیروی کرے اور میں تجھے نجات دلا دوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو پھر شیطان نے کہا: پس تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کیا اور پھر اسے قتل کر دیا گیا۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ الآیہ۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: ایک عورت ریوڑ چراتی تھی اور اس کے چار بھائی تھے۔ وہ رات کے وقت راہب کی عبادت گاہ میں پناہ لیتی تھی۔ پس راہب اترتا اور اس کے ساتھ زنا کرتا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: تو اسے قتل کر دے اور پھر اسے دفن کر دے۔ کیونکہ تو ایسا آدمی ہے جس کی بات سنی جاتی ہے اور تصدیق کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ پھر شیطان حالت خواب میں اس کے بھائیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: بے شک راہب نے تمہاری بہن کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اور جب اسے حاملہ کر چکا تو اسے قتل کر دیا اور فلاں فلاں جگہ میں اسے دفن کر دیا۔ پس جب صبح کے وقت وہ بیدار ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں نے گزشتہ رات اس اس طرح دیکھا ہے۔ پھر دوسرے نے کہا: قسم بخدا! میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔ پھر تیسرے نے کہا قسم بخدا! میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! یہ بالیقین کسی شے کی وجہ سے ہے۔ پس تم چلو اور اپنے حاکم کو اس راہب کے خلاف تیار کرو۔ چنانچہ وہ آئے اور راہب کے پاس جا اترے۔ پھر راہب کو پکڑ کر لے گئے۔ تو اسی دوران شیطان راہب سے ملا اور اسے کہا: میں ہی وہ ہوں جس نے تجھے اس معاملہ میں واقع کیا ہے اور میرے سوا کوئی تجھے ہرگز نجات نہیں دلا سکے گا۔ لہٰذا تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے، میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلا دوں گا جس میں میں نے تجھے واقع کیا ہے۔ پس اس نے اسے سجدہ کر دیا۔ جب وہ اسے لے کر اپنے حاکم کے پاس پہنچے تو شیطان اس سے الگ ہو گیا (کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں) اور راہب کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبید بن رفاعہ دارمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور وہ اس کی سند حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا۔ پس شیطان نے ایک دوشیزہ کو پکڑا اور اس کا گلا دبا دیا۔ اور پھر اس کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اس کا علاج راہب کے پاس ہے۔ چنانچہ اسے راہب کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے اسے قبول کر لیا اور وہ اس کے پاس ہی رہی۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے دل میں وسوسہ اندازی کی۔ اور اس کے لیے اسے خوب بنا سنوار کر پیش کیا۔ اور وہ یہ کوشش مسلسل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس سے برائی کا ارتکاب کر بیٹھا۔ پس جب وہ حاملہ ہوگئی تو شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اب تو رسوا ہو جائے گا۔ اس کے گھر والے تیرے پاس آئیں گے۔ لہٰذا تو اسے قتل کر دے اور اگر وہ تیرے پاس آئیں۔ تو تو انہیں کہہ دینا کہ وہ مر گئی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ پھر شیطان اس لڑکی کے گھر والوں کے پاس آیا اور ان میں وسوسہ اندازی کی اور ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ راہب نے اسے حاملہ کیا ہے اور پھر اسے قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے راہب سے پوچھا تو اس نے جواب دیا وہ مر گئی ہے۔ پس انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا میں ہی وہ ہوں جس نے لڑکی کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات القاء کی ہے اور میں ہی ہوں جس نے تجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

اس معاملہ میں واقع کیا ہے۔لہٰذا تو میری اطاعت اور پیروی کر۔تو نجات پا جائے گا اور میرے لیے دو سجدے کر۔پس اس نے اسے کے لیے دو سجدے کیے۔تو اسی کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے۔(1)

امام ابن منذر اور خرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت عدی بن ثابت کی سند سے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا جو طویل عرصہ تک عبادت کرتا رہا۔یہاں تک کہ اس کے پاس مجنون اور پاگل لوگ لائے جاتے تھے اور وہ ان پر کچھ پڑھتا تھا اور وہ صحت مند ہو کر واپس لوٹتے تھے۔پس ایک عورت کو اس کی جھونپڑی میں لایا گیا۔اسے جنون کا عارضہ لاحق تھا اور اس کے بھائی بھی اس کے پاس آئے۔تاکہ وہ اسے کوئی تعویذ دے۔پس شیطان مسلسل اس پر حملہ آور رہتا اور اسے انگیخت دلاتا رہا۔یہاں تک کہ اس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔پھر جب اس کا پیٹ بڑھ گیا تو شیطان مسلسل اس کے پاس آتا رہا اور اس کے دل میں قتل کر دینے کا خیال ڈالتا رہا۔یہاں تک کہ اس نے اسے قتل کر دیا اور ایک جگہ میں دفن کر دیا۔پھر شیطان ایک آدمی کی صورت میں اس کے ایک بھائی کے پاس گیا اور اسے جا کر واقعہ کی خبر دی۔پس وہ آدمی اس کے بھائی کو کہنے لگا: قسم بخدا! میرے پاس ایک آنے والا آیا ہے اور اس نے مجھے اس اس طرح خبر دی ہے۔یہاں تک کہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اس واقعہ کی خبر دی اور پھر ہوں نے اپنا معاملہ حاکم کے پاس پیش کر دیا۔سو حاکم چل پڑا اور لوگ بھی ساتھ تھے۔یہاں تک کہ اس نے راہب کو نیچے اتار یا تو اس نے واقعہ کا اقرار کر لیا اور اعتراف بھی۔تو حاکم نے اس کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ اسے سولی دے دی جائے۔پھر وہ ابھی سولی کی لکڑی پر ہی تھا کہ شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: میں نے ہی تجھے اس پر اکسایا اور میں نے ہی تجھے اس کے بارے میں القا کیا میں جو تجھے حکم دوں گا کیا تو اس میں میری پیروی کرے گا اور میں تجھے نجات دلا دوں گا؟ اس نے کہا ہاں۔تو پھر شیطان نے کہا: تو میرے لیے ایک بار سجدہ کر دے۔چنانچہ اس نے اسے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا اور پھر وہ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار آدمی تھا اور وہ بسا اوقات مجنون اور پاگل لوگوں کا علاج کرتا تھا۔ایک حسین و جمیل عورت کو جنون نے آلیا اور اسے اس کے پاس لایا گیا اور اسی کے پاس اسے چھوڑ دیا گیا۔پس عورت نے اسے (حسن کے سبب) مدہوش کر دیا۔تو اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کیا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔پھر اس کے پاس شیطان آیا اور کہا: اگر اس واقعہ کا علم ہو گیا تو تو رسوا اور ذلیل ہو جائے گا۔لہٰذا تو اسے قتل کر دے اور اسے اپنے گھر میں دفن کر دے۔چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا پھر کچھ وقت گزر نے کے بعد اس عورت کے گھر والے آئے اور وہ اس کے بارے اس سے پوچھنے لگے۔تو اس نے جواب دیا: وہ تو مر چکی ہے۔تو انہوں نے اسے کوئی تہمت نہ دی۔کیونکہ اس کی سلامتی اور اس کی رضا انہیں میں تھی پھر شیطان ان کے پاس آیا اور کہا وہ مری نہیں ہے بلکہ راہب نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ حاملہ ہوگئی پھر اس نے اسے قتل کر دیا اور گھر میں فلاں فلاں جگہ اسے دفن کر دیا۔پھر اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا: ہم تو تجھے متہم نہیں کرتے ہیں البتہ ہمیں یہ خبر دی گئی ہے۔تو نے اسے

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 372 (5449)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کہاں دفن کیا ہے اور تیرے ساتھ کون تھا۔ انہوں نے اس کے گھر کی تلاشی لی اور بالآخر اس جگہ کو پالیا جہاں اس نے اسے دفن کیا تھا۔ اسے پکڑ لیا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اس مصیبت سے نکالوں جس میں تو پڑا ہوا ہے۔ تو پھر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کر۔ چنانچہ اس نے شیطان کی پیروی کی اور کفر کا ارتکاب کر لیا۔ تو پھر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور اس وقت شیطان اس سے بالکل علیحدہ ہو گیا۔ حضرت طاؤس نے فرمایا: میں تو صرف یہی جانتا ہوں کہ آیت اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار اور منافقین کی مثال بیان فرمائی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ وہ شیطان کی طرح ہیں۔ جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے کہ تو انکار کر دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں عام لوگوں کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے: فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا واللہ اعلم۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم آئی جو دھاری دار اونی چادریں پہنے ہوئی تھی۔ وہ تلواریں لٹکائے ہوئے تھے اور ان کے اوپر چادریں تھیں۔ بس اس کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ ان میں سے اکثر قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشقت آمیز کیفیت، ننگے بدن اور فاقہ کشی کو دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنے کاشانہ اقدس پر تشریف لے گئے۔ پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝ فرمایا: تم صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تم صدقہ نہ کر سکو۔ تم صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اور تمہارے صدقہ کے درمیان وہ حائل ہو جائے، آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے دینار سے اور درہم سے صدقہ کرے تو اپنی گندم، جو اور اپنی کھجوروں سے صدقہ کرے۔ صدقہ کی کوئی شے بھی حقیر نہیں ہوگی۔ اگرچہ وہ آدھی کھجور ہی ہو۔ پس انصار میں سے ایک آدمی اٹھا، اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وصول فرمایا۔ ابھی آپ منبر پر ہی تھے۔ فرحت و سرور کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیبا پر دکھائی دینے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اس کا اجر اس کے لیے ہوگا اور اس کے اجر کی مثل بھی ملے گا جس نے اس کے مطابق عمل کیا اور

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان کے اپنے اجروں میں سے کوئی شے کم نہیں کی جائے گی اور جس کسی نے برے طریقے کو رواج دیا۔ اور اس کے مطابق عمل کیا، تو اس کا بوجھ اسی پر ہوگا اور جس کسی نے اس کے مطابق عمل کیا اس کی مثل بوجھ بھی اس پر ہوگا۔ اور ان کے اپنے بوجھوں میں سے کوئی شے کم نہیں کی جائے گی۔ پس لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور بکھر گئے پھر جس کے پاس دینار تھے اس نے دینار دیئے۔ جس کے پاس درہم تھے اس نے درہم دیئے۔ جس کے پاس کھانے وغیرہ میں سے کوئی شے تھی اس نے وہی پیش کر دی۔ پس اس طرح بہت سی چیزیں جمع ہو گئیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیزیں ان کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ (1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِغَدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت نعیم بن محمد الرجبی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں ہے، آپ نے فرمایا: تم جان لو! بے شک تم ایک مقررہ مدت میں صبح و شام آ جا رہے ہو اور تم سے اس کا علم مخفی رکھا گیا ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے کہ مدت گزر جائے اور تم کوئی بچاؤ کا طریقہ کر سکو تو تم ضرور ایسا کرتے۔ لیکن تم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہرگز اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ بے شک ایک قوم نے اپنی عمر دوسروں کو دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے منع فرمایا ہے کہ تم ان کی مثل ہو جاؤ اور ارشاد فرمایا: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾ کہاں ہیں وہ جنہیں تم اپنے بھائیوں میں سے پہچانتے تھے؟ تحقیق ان کے اعمال ختم ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا وہ اس پر وارد ہو چکے۔ وہ پہلے جبر و ظلم کرنے والے کہاں ہیں جنہوں نے شہر تعمیر کرائے اور پھر انہیں فصیلوں کے ساتھ محفوظ بنایا؟ تحقیق وہ چٹانوں اور ٹیلوں کے نیچے آ گئے ہیں۔ یہ کتاب اللہ ہے۔ اس کے عجائب کو فنا نہیں ہے اور نہ اس کا نور بجھایا جا سکتا ہے۔ تم آج اس سے روشنی حاصل کرو تاریک دن کے لیے اور اس کے لکھے ہوئے واضح بیان سے نصیحت حاصل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴿٩٠﴾ (الانبیاء) (بے شک وہ بہت سبک رو تھے نیکیاں کرنے میں اور پکارا کرتے تھے ہمیں بڑی امید اور خوف سے اور وہ ہمارے سامنے بڑا عجز و نیاز کیا کرتے تھے) ایسی بات اور قول میں کوئی بھلائی اور نفع نہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی تمنا اور چاہت نہ ہو، ایسے مال میں کوئی خیر اور فائدہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہ ہو سکے اور ایسے آدمی میں کوئی خیر نہیں جس کا غضب اس کے حلم پر غالب آ جائے اور ایسے آدمی میں بھی کوئی نیکی اور خیر نہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لومۃ لائم (ملامت کرنے والوں کی ملامت) سے ڈرتا ہو۔

لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللَّهُ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الصدقۃ، جلد 8-7، صفحہ 90، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300، دارالکتب العلمیہ بیروت

الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

''اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تا کہ وہ غور و فکر کریں۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا۔ وہی بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب کا بادشاہ، نہایت مقدس، سلامت رکھنے والا، امان بخشنے والا، نگہبان، عزت والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہی اللہ سب کا خالق، سب کو پیدا کرنے والا (سب کی مناسب) صورت بنانے والا ہے سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اس کی تسبیح کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ الآیہ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ قرآن میں پہاڑ پر نازل کرتا اور میں اسے وہ حکم دیتا جو میں نے تمہیں دیا اور میں اسے اس کے ساتھ ڈراتا جس کے ساتھ میں نے تمہیں ڈرایا، تو وہ پاش پاش ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک جاتا۔ پس تم زیادہ حق رکھتے ہو کہ تم جھکو اور عجز و انکساری کا اظہار کرو اور تمہارے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم ہو جائیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ میں تمہارے لیے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی بندہ اس قرآن کے ساتھ ایمان نہیں لائے گا مگر اس کا دل پاش پاش ہو جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی آیت کے تحت فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر میں یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتا تو وہ اسے اٹھا لیتا۔ پھر اس کے بوجھ سے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک جاتا اور پاش پاش ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان پر قرآن نازل ہوا ہے تو وہ اسے شدید خوف اور انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ لے لیں۔ فرمایا'' كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تا کہ وہ غور و فکر کریں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ سے آخر سورت تک یہ دردسر کے لیے دم ہے۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابونعیم الحافظ نے خبر دی اور انہیں ابوالطیب محمد بن احمد بن یوسف بن جعفر المقری البغدادی نے بتایا اور یہ ابن شنبوذ کے غلام کی حیثیت سے معروف تھے کہ انہوں نے فرمایا ہمیں ادریس بن عبدالکریم الحداد نے خبر دی اور فرمایا کہ میں نے یہ سورت خلف پر پڑھی۔ تو جب میں اس آیت پر پہنچا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تو انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت سلیم پر پڑھی، تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت اعمش پر پڑھی، تو میں جب اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت یحیٰی بن وثاب پر پڑھی۔ تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت علقمہ اور اسود پر پڑھی۔ تو جب میں مذکورہ آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ ہم نے یہ سورت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پڑھی۔ تو جب ہم اس آیت پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا تم دونوں اپنے ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت حضور نبی کریم ﷺ پر پڑھی تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب یہ آیت لے کر میری طرف نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ یہ آیات موت کے سوا ہر بیماری کے لیے باعث شفا ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں کھجوریں خشک کرنے کی خاص جگہ بنا رکھی تھی۔ تو آپ نے اس جگہ کو پایا کہ وہ کم ہوگئی ہے۔ تو جب رات ہوئی آپ نے اسے دیکھا۔ تو وہاں کوئی آدمی محسوس ہوا۔ آپ نے اسے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں جنوں میں سے ایک آدمی ہوں۔ ہم نے اس گھر کا ارادہ کیا۔ تو ہمارا توشہ ختم ہوگیا۔ تو ہم نے تمہاری کھجوروں میں سے کچھ لے لیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو مجھے اپنا ہاتھ دکھا۔ پس اس نے آپ کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ تو اس پر کتے کے بازوں کی طرح کے بال تھے۔ تو پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا جو ہماری کھجوروں میں سے تو نے لی ہیں۔ وہ تیرے لیے حلال ہیں۔ کیا تو مجھے اس افضل ترین شے کے بارے نہیں بتائے گا جس کے ذریعہ انسان جنوں سے پناہ حاصل کرسکیں تو اس نے جواب دیا سورۂ حشر کی مذکورہ آیت سے لے کر آخر سورت تک (یعنی لَوْ اَنْزَلْنَا سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں پھر اس دن یا رات کو وہ فوت ہوگیا۔ تو اس کا یہ عمل اس سے ہر خطا کو مٹا دے گا۔

---

1۔ تاریخ خطیب بغدادی، جلد 1، صفحہ 377، مطبوعہ [illegible] بغداد

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو حکم ارشاد فرمایا کہ جب تو اپنے بستر پر سونے لگے تو سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھ لے اور ارشاد فرمایا: اگر تو مر جائے گا تو تو شہید کی موت مرے گا۔

امام ابو علی عبدالرحمٰن بن محمد نیشاپوری رحمہ اللہ نے فواد میں حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بالخصوص مجھے وہ افضل ترین شے بتایئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خاص طور پر بتائی۔ اس میں سے جو جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کو خاص طور پر بیان کی اس میں سے جس کے ساتھ رحمٰن نے اسے بھیجا تو آپ نے فرمایا: اے براء! جب تو ارادہ کرے کہ تو اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگے تو سورۃ الحدید کی پہلی دس آیات اور سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھ۔ پھر یہ کہہ: اے وہ جس کی یہ شان ہے اور اس کے سوا کوئی اور اس طرح نہیں! میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ تو میرے لیے ایسا ایسا کر دے۔ تو قسم بخدا! اے براء! اگر تو میرے خلاف بھی دعا کرے تو بالیقین مجھے دھنسا دیا جائے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین بار اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگی (یعنی پڑھا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پھر سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے۔ جو اس سے شیاطین کو بھگا دیتے ہیں چاہے وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے اگر رات ہو تو صبح ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور اگر دن ہو تو شام ہونے تک ایسا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر اس میں انہوں نے یہ کہا۔ کہ وہ دس مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے گا۔

امام احمد، دارمی، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ضریس اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت معقل بن یسار سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے صبح کے وقت دس مرتبہ یہ کہا: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' اور پھر سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس دن فوت ہو جائے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے۔ اور جو کوئی رات کے وقت یہ پڑھتا ہے وہ بھی اسی رتبہ میں ہوتا ہے۔ (1)

امام ابن عدی، ابن مردویہ، خطیب اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے رات یا دن کے وقت سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں۔ پھر وہ اسی دن یا رات کو مر گیا تو اس نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔ (2)

---

1۔ سنن ترمذی، باب فیمن قرأ حرفا من القرآن مالہ اجر، جلد 5، صفحہ 167 (2922)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 492 (2501)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ہمیں بیان فرمایا ہے کہ جس کسی نے صبح ہوتے ہی سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں تو اس نے اسے پالیا جو رات کے وقت اس سے فوت ہوا اور وہ شام ہونے تک محفوظ رہے گا۔ اور جس کسی نے شام کے وقت یہ آیات پڑھ لیں تو اس نے اسے پالیا جو دن کے وقت اس سے فوت ہوا۔ اور پھر صبح ہونے تک وہ محفوظ ہو گیا اور اگر وہ مر گیا تو اس نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔

امام دارمی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جس کسی نے صبح کے وقت سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں۔ پھر وہ اسی دن فوت ہو گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔ اور اگر اس نے شام کے وقت یہ آیات پڑھیں، پھر وہ اسی رات فوت ہو گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سورۃ الحشر کی آخری چھ آیات میں ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کا معنی ہے وہ ہی جاننے والا ہے ہر چھپی ہوئی اور ظاہر شے کو اور الْمُؤْمِنُ کا معنی ہے وہ اپنی مخلوق کو اس سے امان بخشنے والا ہے کہ وہ ان پر ظلم کرے اور الْمُهَيْمِنُ کا معنی شاہد اور (نگہبان) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عٰلِمُ الْغَيْبِ کا مفہوم ہے جو کچھ ہو گا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور الْقُدُّوسُ کا معنی ہے کہ ملائکہ اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور اس کے مقدس ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ الْقُدُّوسُ کا معنی ہے برکتیں عطا فرمانے والا اور السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ کا معنی ہے اسے امان دینے والا جو اس کے ساتھ ایمان لایا اور الْمُهَيْمِنُ کا معنی ہے اس پر شہادت دینے والا (نگہبان) اور الْعَزِيزُ کا معنی ہے اپنی سزا دینے میں غالب آنے والا جب کہ وہ انتقام لے۔ اور الْجَبَّارُ کا معنی ہے اپنی مخلوق کو ہر اس کام پر مجبور کرنے والا جو وہ چاہتا ہے۔ اور الْمُتَكَبِّرُ کا معنی ہے کہ وہ ہر عیب اور کمزوری سے محفوظ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء میں الْمُؤْمِنُ ذکر کیا ہے۔ اس لیے کہ اس نے انہیں (ایمان والوں کو) عذاب سے امان دی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الْجَبَّارُ ہے۔ اس لیے کہ وہ مخلوق کو اس کام پر مجبور کرنے کی قدرت رکھتا ہے جس کا وہ ارادہ فرمائے۔

---

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 416 (1686)، بیروت

ایاتھا ۱۳ ﴿ سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۶۰ ﴾ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الممتحنہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖۗ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖۗ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝۲ؕ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۛۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۛۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٘ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما نزل بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۝ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۝٦

"اے ایمان والو! نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو (اپنے) جگری دوست، تم تو اظہار محبت کرتے ہو ان سے، حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں (اس دین) حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے۔ انہوں نے نکالا ہے رسول (مکرم) کو اور تمہیں بھی (مکہ سے) محض اس لیے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے۔ اگر تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لیے (تو انہیں دوست مت بناؤ) تم بڑی رازداری سے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ میں جانتا ہوں جو تم نے چھپا رکھا ہے اور جو تم نے ظاہر کیا۔ اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہوں گے اور بڑھائیں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم (ان کی طرح) کافر بن جاؤ۔ نہ نفع پہنچائیں گے تمہیں تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد۔ روز قیامت۔ اللہ تعالیٰ جدائی ڈال دے گا تمہارے درمیان۔ اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔ بیشک تمہارے لیے خوبصورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں۔ جب انہوں نے (برملا) کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور ان معبودوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ ایک اللہ پر مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے کہ میں ضرور مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اور میں مالک نہیں ہوں تمہارے لیے اللہ کے سامنے کسی نفع کا۔ (پھر کہا) اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری طرف ہی ہمیں پلٹ کر آنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں نہ بنا دے فتنہ کافروں کے لیے اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! بے شک تو ہی عزت والا (اور) حکمت والا ہے۔ بے شک تمہارے لیے ان میں خوبصورت نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور روز قیامت کا امیدوار ہے۔ اور جو روگردانی کرے (اس سے) تو بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز ہے، سب خوبیوں سراہا"۔

امام احمد، حمیدی، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوعوانہ، ابن حبان، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم تینوں کو بھیجا اور فرمایا: تم چلو یہاں تک کہ تم روضہ خاخ پر پہنچ جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہے، اس کے پاس ایک خط ہے۔ تم وہ خط اس سے لے لو اور میرے پاس لے آؤ۔ پس ہم نکل پڑے یہاں تک کہ روضہ خاخ پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے اس عورت کو پالیا۔ تو ہم نے اسے کہا: خط نکال کر دے دو۔ اس نے کہا: میرے

پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: تو بالیقین خط نکال کردے گی یا پھر تیرے کپڑے پرے پھینک کر اسے تلاش کیا جائے گا۔ تو اس نے اپنے بالوں کی چوٹی سے وہ خط نکال دیا۔ تو ہم اسے لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگوں کی طرف تھا اور اس میں حضور نبی مکرم ﷺ کے بعض معاملات کی اس نے انہیں خبر دی تھی۔ یہ دیکھ کر آقا دو جہاں ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے فیصلے میں جلدی نہ فرمائیے۔ بے شک میں ایسا آدمی ہوں جو قریش کے ساتھ منسلک (حلیف) ہوں لیکن میں خاندان قریش سے نہیں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کے وہاں رشتہ دار موجود ہیں جو ان کے گھر والوں اور ان کے مالوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس میں نے یہ پسند کیا کہ جب میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق موجود نہیں تو میں ان پر ایسا احسان کردوں جس کے سبب وہ میرے قرابتداروں کی حفاظت کرتے رہیں۔ میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے ارتداد کی وجہ سے قطعاً نہیں کیا۔ تو یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اجازت دیجیے میں اس کا سر قلم کردوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ غزوۂ بدر میں حاضر تھا اور تم جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے اعمال پر مطلع ہے اور اس نے ارشاد فرمایا ہے: ''اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ'' (تم جو چاہو عمل کرو تحقیق میں نے تمہاری مغفرت فرمادی) اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔ (1)

امام ابویعلی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حارث کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام میں سے بعض کے ساتھ خفیہ مشاورت کی کہ آپ مکہ مکرمہ میں دخول کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان میں حاطب بن ابی بلتعہ بھی تھے اور لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ آپ ﷺ خیبر کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ لیکن حضرت حاطب نے اہل مکہ کی طرف لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ تم پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کو ان کے اس خط کے بارے مطلع کردیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھیجا اور ارشاد فرمایا تم روضہ خاخ جاؤ اور آگے وہی واقعہ ذکر کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ سے مشرکین قریش کی طرف چلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے انہیں متنبہ کرنے کے لیے ان کی طرف لکھ بھیجا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب معظم ﷺ کو اس پر مطلع فرمادیا۔ تو وہ خط ایک عورت کے پاس سے پالیا گیا جو اس نے اپنے سر کے جوڑے میں چھپا رکھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت حاطب سے فرمایا: جو تو نے کیا ہے کس شے نے تجھے اس پر برانگیختہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواباً عرض کی: قسم بخدا! مجھے اللہ تعالیٰ کے امر میں ذرا شبہ نہیں اور نہ میں نے اس میں کوئی شک کیا ہے۔ البتہ وہاں مکہ مکرمہ میں میرے گھر والے اور

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 382 (3305)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 202 (393)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میرا مال موجود ہے۔ تو میں نے قریش کو رفیق اور دوست بنانے کا ارادہ کیا۔ حضرت حاطب قریش کے حلیف تھے۔ قریش خاندان میں سے نہ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن کریم کی مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت قریش میں سے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر تھا۔ اس نے مکہ مکرمہ میں اپنے گھر اور خاندان والوں کی طرف انہیں خبر دینے اور انہیں خطرہ سے آگاہ کرنے کے لیے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف آنے والے ہیں۔ لیکن اس خط کے بارے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ اس خط کو لے آئے۔

امام ابویعلی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین مکہ کی طرف ایک خط لکھا۔ پھر وہ خط حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کس شے نے تجھے اس پر اکسایا ہے جو تو نے کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے گھر والے ان میں رہ رہے ہیں۔ پس مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ تو میں نے چاہا کہ میں انہیں ایک ایسا خط لکھ دیتا ہوں جو قطعاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ تو میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، یہ کافر ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر میں سے اس گروہ کے اعمال پر بھی مطلع ہے۔ لیکن اس نے فرمایا ہے: ''اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ'' (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ سے روایت بیان کی ہے: حاطب یمن کا رہنے والا ایک آدمی تھا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا حلیف تھا اور یہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوا۔ اس کے بیٹے اور اس کے بھائی مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھے۔ اس کے باوجود کہ حاطب مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتا تھا، اس نے کفار قریش کی طرف ایک خط لکھا جس میں وہ انہیں نصیحتیں کرتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور دونوں کو فرمایا: تم جاؤ یہاں تک کہ تم ایک عورت کو پاؤ گے، اس کے پاس ایک خط ہے، وہ خط اس سے لے لو اور میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ دونوں گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حلیفہ بنی احمد کے پاس اس عورت کو پالیا۔ یہ جگہ مدینہ طیبہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ انہوں نے اسے کہا: تو وہ خط ہمیں نکال دے جو تیرے پاس ہے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ تو انہوں نے اسے کہا: تو جھوٹ بولتی ہے۔ تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ تیرے پاس خط ہے۔ قسم بخدا! وہ خط تو ہمارے حوالے کر دے۔ ورنہ ہم تجھ پر کوئی کپڑا نہیں چھوڑیں گے جس میں ہم اسے تلاش نہیں

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 203 (394)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کریں گے۔ اس نے کہا: کیا تم مسلمان آدمی نہیں ہو؟ انہوں نے جواباً فرمایا: کیوں نہیں (ہم بالیقین مسلمان ہیں) لیکن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ تیرے پاس خط ہے۔ یہاں تک کہ جب اسے یہ گمان ہوا کہ یہ دونوں تو اس کے ہر کپڑے کی تلاشی لیں گے۔ تو اس نے اپنے بالوں کی چوٹی کو کھولا تو اپنے سر کی مینڈھیوں کے درمیان سے وہ خط نکال کر ان کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کی چوٹی اس خط کے اوپر بنا رکھی تھی۔ پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے اہل مکہ کی طرف تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حاطب کو بلا کر فرمایا: کیا تو نے یہ خط لکھا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ خط لکھنے پر تجھے کس شے نے برانگیختہ کیا؟ حاطب نے عرض کی: قسم بخدا! جب سے میں مشرف باسلام ہوا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی شک نہیں گزرا۔ لیکن میں تم میں ایک اجنبی آدمی تھا۔ اے قبیلہ قریش! میرے بیٹے اور میرے بھائی مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہیں۔ سو میں نے کفار قریش کی جانب یہ خط لکھا تا کہ میں انہیں ان سے دور رکھ سکوں۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اجازت عطا فرمایئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ بدر میں حاضر تھا اور تم جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے اعمال پر مطلع ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے فرمایا: ''اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ غَافِرٌ لَّكُمْ مَا عَمِلْتُمْ'' تم جو چاہو کرو کیونکہ تم نے جو عمل بھی کیا میں تمہارے لیے مغفرت فرمانے والا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے یہ آیات نازل فرمائیں: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ فتح مکہ کے دن سوائے چار آدمیوں کے رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو امان دے دی (اور وہ چار یہ تھے) عبد اللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور ام سارہ۔ پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اور فرمایا: ام سارہ قریش کی ایک کنیز تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اپنی حاجت وضرورت کے بارے آپ ﷺ کی بارگاہ میں شکوہ پیش کیا۔ تو رسول ﷺ نے اسے کچھ چیزیں عطا فرمائیں۔ پھر اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے اس کے ذریعہ سے اہل مکہ کی طرف ایک خط روانہ کیا۔ وہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لیے اس خط کے ذریعے ان کا قرب چاہتا تھا۔ اس کے اہل وعیال وہاں مکہ مکرمہ میں رہ رہے تھے۔ لیکن اس کے خط کے بارے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دے دی۔ تو پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے پیچھے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ چنانچہ وہ دونوں راستے میں اسے جا ملے اور انہوں نے اس کی تلاشی لی۔ لیکن وہ دونوں اس کے پاس کوئی شے پانے سے قاصر رہے اور واپس لوٹنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا: قسم بخدا! نہ آپ نے ہم سے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی ہم نے کذب بیانی سے کام لیا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 302 (3197)، مفہوم، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے۔لہٰذا اس کی طرف واپس لوٹ چلو۔ چنانچہ وہ لوٹ کر اس کی طرف گئے اور دونوں نے اپنی تلواریں سونت لیں۔اور فرمایا: قسم بخدا! بالیقین ہم تجھے موت کا مزا چکھا دیں گے یا پھر وہ وہ خط ہمارے حوالے کر دے لیکن اس نے انکار کر دیا۔پھر تھوڑی دیر بعد کہا: میں وہ خط اس شرط پر تمہارے حوالے کرتی ہوں کہ تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا کر نہ لے چلو۔انہوں نے اس شرط کو قبول کر لیا تو اس نے اپنے سر کی چوٹی کھولی اور اس کی مینڈھیوں میں سے ایک مینڈھی سے وہ خط نکال دیا اور وہ دونوں یہ خط لے کر رسول ﷺ کی طرف لوٹ آئے اور آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔تو آپ ﷺ نے اس آدمی کو بلایا اور فرمایا: یہ خط کیسا ہے؟ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں آپ کو عرض کرتا ہوں۔آپ کے ساتھ جتنے لوگ بھی موجود ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں ایسے رشتہ دار موجود ہیں جو ان کے اہل وعیال کی حفاظت اور نگرانی کرتے ہیں۔لہٰذا میں نے یہ خط لکھا ہے تاکہ وہ میرے لیے میرے اہل وعیال کی بھی حفاظت کریں۔پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین کی طرف ایک خط لکھا جس میں اس نے رسول اللہ ﷺ کے سفر کے بارے ذکر کیا اور اس نے وہ خط ایک عورت کے ذریعے روانہ کیا۔پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں اپنے جانثاروں کو بھیجا۔وہ اس سے خط پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس لے آئے۔چنانچہ آپ ﷺ نے حاطب کو بلایا اور فرمایا: کیا تو نے یہ خط لکھا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، یارسول اللہ ﷺ قسم بخدا! میں بالیقین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں۔اور جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے پھر انکار نہیں کیا۔اور جب سے میں نے یقین کیا ہے پھر کبھی شک نہیں کیا۔لیکن میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کا قوم میں (قریش میں) کوئی نسبی تعلق نہیں کیونکہ میں ان کا حلیف ہوں اور میرے اہل وعیال ان کے قبضے میں ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔پس میں نے ان کی طرف کچھ لکھ دیا تاکہ اس کے ذریعہ میں انہیں اپنے اہل اور مال سے دور رکھ سکوں۔حالانکہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ ہرگز انہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکے گا اس شے سے جس کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فرما رکھا ہے۔تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اور اس اللہ تعالیٰ کے دشمن منافق کو چھوڑ دیجئے تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف ایسی نظر سے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہچان گئے کہ آپ غصے ہو رہے ہیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو اے عمر بن خطاب! کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ خیر کے وطنوں میں سے ہر وطن کے رہنے والوں پر مطلع اور آگاہ ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا: گواہ رہو۔بے شک میں نے اپنے ان بندوں کو معاف فرما دیا۔پس یہ جو چاہیں کرتے رہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ اہل بدر ہیں پس تو اہل بدر سے اجتناب کر۔بے شک یہ اہل بدر ہیں اور تو اہل بدر سے اجتناب کر۔بے شک یہ اہل بدر ہیں اور تو اہل بدر سے اجتناب کر۔

امام احمد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کی طرف خط لکھا اور اس میں ذکر کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ ان پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی اس

عورت پر راہنمائی کردی گئی جس کے پاس وہ خط تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی طرف (صحابہ کرام کو) بھیجا اور انہوں نے وہ خط اس کے سر کے بالوں سے نکال لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے عرض کی ہاں۔ لیکن میں نے نہ تو رسول اللہ ﷺ کو دھوکہ دینے کے لیے ایسا کیا ہے اور نہ ہی نفاق کے سبب یہ لکھا ہے۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول معظم کو غالب فرمائے گا اور آپ کے ارادہ کو مکمل فرمانے والا ہے۔ مگر یہ کہ میں ان کے درمیان ایک اجنبی تھا اور میری والدہ بھی ہے۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کی ان کے پاس خدمت کروں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: کیا میں اس کا سر نہ اڑادوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اہل بدر میں سے ایک آدمی کو قتل کرے گا اور تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے اعمال پر مطلع ہے۔ لیکن اس نے فرمایا ہے۔ ''اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ'' جو چاہو عمل کرو۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تا کہ وہ حاطب کی شکایت کرے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! حاطب ضرور بر ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ کہا ہے، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ اس کا نام حاطب بن ابی بلتعہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کی طرف خط لکھا اور اس میں حدیبیہ کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سفر کے بارے اس نے انہیں آگاہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو اس پر مطلع فرمادیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: کس شے نے تجھے اس پر ابھارا ہے جو تو نے کیا ہے؟ تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! مجھے اپنے دین کے بارے میں کوئی شک نہیں اور نہ مجھے اس میں کوئی شبہ ہے۔ البتہ وہاں میرے اہل وعیال سکونت پذیر ہیں اور کچھ مال موجود ہے تو میں نے اپنے اہل وعیال پر قریش کو محافظ بنانے کا ارادہ کیا اور اس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ وہ قریش کا حلیف تھا۔ خاندان قریش میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا: اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚۛ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚۛ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؗ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے تم اس بارے میں پریشان نہ ہو۔ کیونکہ یہ تو ایک وعدہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اس کے ساتھ فرمایا ہے۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں ان لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا جنہوں نے کفر کیا۔ وہ کہہ رہے ہیں تو انہیں ہم پر غالب نہ فرما کہ اس کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فضائل الصحابۃ، جلد 16-15، صفحہ 48(2195)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سبب انہیں آزمایا جائے۔ وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ اس لیے غالب آئے ہیں کہ وہ ہماری نسبت حق کے زیادہ قریب ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ؕ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ کے تحت فرمایا کہ یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ اور اس کے ساتھیوں کے خط کے بارے ہے جو اس نے کفار قریش کی طرف انہیں خطرات سے آگاہ کرنے کے لیے لکھا تھا۔ اور آپ نے اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ کی تفسیر میں فرمایا کہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ (چچا) کے لیے استغفار کرنے کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ وہ بھی مشرکین کے لیے استغفار کرنے لگیں۔ اور رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تو ہمیں ان کے ہاتھوں عذاب نہ دے اور نہ اپنے کسی بندے کے ذریعے عذاب دے۔ کیونکہ وہ کہنے لگیں گے: اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب نہ آتا۔

امام ابن منذر، اور حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ؕ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور اس کے ساتھیوں کے خط کے بارے ہے جو اس نے کفار قریش کو انہیں خطرات پر متنبہ کرنے کے لیے لکھا تھا۔ اور قول باری تعالیٰ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ کے بارے فرمایا کہ اس میں انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ کے لیے استغفار کرنے کی پیروی کرنے سے منع فرمایا گیا۔ اور ارشاد گرامی رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا معنی ہے تو ہمیں ان کے ہاتھوں عذاب نہ دے اور نہ ہی اپنی جانب سے ہمیں عذاب دے کیونکہ وہ کہیں گے اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب نہ پہنچتا۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق تمہارے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام کاموں میں بہترین نمونہ ہے۔ سوائے اپنے باپ کے لیے استغفار کرنے کے۔ کوئی بھی اپنے باپ کے لیے مغفرت طلب نہ کرے درآنحالیکہ وہ مشرک ہو۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 527 (3702)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 527 (3703)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے تو انہیں ہم پر مسلط نہ کر کہ انہیں ہمارے سبب آزمایا جائے۔(1)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَ اللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

”یقیناً اللہ پیدا فرما دے گا تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تم (اس کی رضا کے لیے) دشمنی رکھتے ہو محبت۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی قدر والا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو درست رکھتا ہے۔ اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا مدد دی تمہارے نکالنے میں کہ تم انہیں دوست بناؤ، اور جو انہیں دوست بناتے ہیں تو وہی (اپنے آپ پر) ظلم توڑتے ہیں“۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن شہاب سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو یمن کے کچھ حصے پر عامل مقرر فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ آئے اور ایک اوڑھنی والے مرتد سے ملے اور اسے قتل کر دیا۔ پس یہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مرتد ہونے کے سبب کسی کو قتل کیا اور دین کے لیے جہاد کیا۔ ابن شہاب نے کہا ہے کہ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے کی خاطر جس نے سب سے پہلے مرتدین کے ساتھ قتال کیا وہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن عدی، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کلبی کی سند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے حضرت ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ محبت جو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان پیدا فرمادی تھی، وہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ساتھ شادی کرلی۔ اس کے سبب وہ ام المومنین بن گئیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مومنین کے ماموں بن گئے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضور نبی کریم ﷺ کے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہی آپ کے اور ان کے درمیان مودت ومحبت تھی۔

امام طیالسی، احمد، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے تاریخ میں حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قتیلہ بنت عبدالعزی اپنی بیٹی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس کچھ تحائف لے کر آئی جو کہ کھر، پنیر اور گھی پر مشتمل تھے۔ وہ مشرکہ تھی۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے تحائف کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ یہاں تک کہ اسے اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دی اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب پیغام بھیجا کہ وہ اس کے بارے رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ الی آخر الآیہ۔ پس آپ ﷺ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ اس کے ہدیہ کو قبول کرلے اور اسے اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دے۔(2)

امام بخاری، ابن منذر، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میری ماں اظہار محبت کرتے ہوئے میرے پاس آئی اور وہ عہد قریش میں شرک کیا کرتی تھی۔ جب کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کیا تھا۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: کیا میں اس کے ساتھ ملوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو اپنی ماں کے ساتھ مل اور صلہ رحمی کر۔(3)

امام ابوداؤد نے تاریخ میں اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ کو سورۂ توبہ کی اس آیت نے منسوخ کردیا ہے: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا کہ تم ان کے لیے استغفار کرو، اُن کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کرو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہ کی۔

---

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 459، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 4، دار صادر بیروت
3۔ [illegible] جلد 2، صفحہ 891 [illegible] تعلیم [illegible]

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد کفار اہل مکہ ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

”اے ایمان والو! جب آجائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے تو ان کی جانچ پڑتال کر لو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو۔ پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو۔ نہ وہ حلال ہیں کفار کے لیے اور نہ وہ (کفار) حلال ہیں مومنات کے لیے، اور دے دو کفار کو جو مہر انہوں نے خرچ کیے۔ اور تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو۔ اور (اسی طرح) تم بھی نہ روکے رکھو (اپنے نکاح میں) کافر عورتوں کو اور مانگ لو جو تم نے (ان پر) خرچ کیا اور کفار بھی مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے۔ اور اللہ (سب کچھ) جاننے والا بڑا دانا ہے۔ اور اگر بھاگ جائے تم سے کوئی عورت تمہاری بیبیوں سے کفار کی طرف پھر تمہاری باری آجائے (کہ کوئی کافرہ تمہارے قبضہ میں آجائے) تو جن کی بیبیاں ان کے قبضہ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا انہیں دے دو۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو“۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حدیبیہ کے دن کفار قریش سے معاہدہ کیا تو آپ ﷺ کے پاس کچھ مومن عورتیں آئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ حتی کہ یہ آیت یہاں تک پہنچی: وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن ایسی دو عورتوں کو طلاق دی جو حالت شرک میں آپ کی بیویاں تھیں۔ (1)

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 380، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام بخاری، ابوداؤد نے ناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ حدیبیہ کے دن مدت کا فیصلہ لکھا تو سہیل کی طرف سے یہ شرط تھی کہ ہم میں سے کوئی آدمی بھی آپ کے پاس نہیں آئے گا۔ اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہوگا مگر آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوجندب بن سہیل کو واپس لوٹا دیا۔ پھر اس مدت کے دوران جو بھی مردوں میں سے آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے واپس بھیج دیا۔ اگرچہ وہ مسلمان ہو۔ پھر کچھ مہاجر عورتیں آئیں اور ان میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف آئی۔ اور یہ کنواری لڑکی کے گھر والے آپ ﷺ سے یہ التماس کرنے آئے کہ آپ اسے واپس لوٹا دیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمادی۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی احمد رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم نے مصالحت کے دور میں ہجرت کی اور اس کے دو بھائی عمارہ اور ولید بھی نکلے، یہاں تک کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے۔ آپ ﷺ نے ام کلثوم کے بارے گفتگو کی کہ آپ اسے ان کے ساتھ واپس لوٹا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہونے والے معاہدہ کو بالخصوص عورتوں کے بارے میں توڑ دیا اور انہیں مشرکین کی طرف واپس لوٹ کر جانے سے منع فرمادیا اور اللہ تعالیٰ نے آیۃ الامتحان نازل فرمائی۔(2)

امام ابن درید رحمہ اللہ نے حضرت امالیہ رحمہ اللہ میں ذکر کیا ہے کہ ابوالفضل ریاشی نے ابن ابی رجاء سے اور انہوں نے واقدی سے ہمیں یہ قول بیان کیا ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ان آیات کے ساتھ فخر کرتی تھی جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں کہ میں ان میں سے پہلی عورت ہوں جنہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ جب میں مدینہ طیبہ آئی تو میرے پیچھے میرا بھائی آیا اور میری شان میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان معاہدہ منسوخ کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے میرا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمادیا۔ تو میں نے عرض کی: کیا آپ میری شادی اپنے غلام سے کر رہے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (الاحزاب: 36) (نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرمادے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں) پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ تو پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا کہ اپنے آپ کو روکے رکھو۔ میں نے کہا: جی ہاں (درست ہے)۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ (البقرہ: 235) (اور کوئی گناہ نہیں تم پر اس بات میں کہ اشارہ سے پیغام نکاح دو ان عورتوں کو)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے صلح حدیبیہ کے دوران رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ شرط عائد کی تھی کہ اگر ہماری طرف سے کوئی آدمی بھی آپ کی طرف آئے گا۔ اگرچہ وہ آپ کے دین پر

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 600، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 263 (11413)، دارالفکر بیروت

ہو۔تو آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں گے اور جو آدمی آپ کی جانب سے ہماری طرف آئے گا ہم اسے آپ کی طرف واپس نہیں لوٹائیں گے۔پس اس معاہدے کے تحت آپ ﷺ ہر اس آدمی کو واپس لوٹاتے رہے جو بھی ان کی جانب سے دین اسلام میں داخل ہوکر آپ ﷺ کی طرف آیا۔لیکن جب ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کرکے آئی تو اس کے دو بھائی اس ارادہ سے آئے کہ وہ اسے نکال لائیں اور قریش کی طرف واپس لوٹا لائیں۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا۔فرمایا: اس سے مراد مہر ہے (یعنی کفار نے جو مہر انہیں دیا وہ مانگ لیں) وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ الآیہ۔فرمایا: وہ عورت جو اسلام لاتی ہے تو مسلمان اس کا مہر کفار کو واپس لوٹا دیں اور مسلمانوں نے اپنے پاس کفار کی عورتوں میں سے جنہیں طلاق دی تو ان پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے مہر مسلمانوں کو واپس لوٹا دیں۔پس اگر وہ ان مسلمانوں کے مہر میں سے کچھ مہر روک لیں جو کفار کی عورتوں سے علیحدہ ہوئے تو پھر مسلمان بھی ان مسلمان عورتوں کا مہر روک لیں جو ان کی جانب سے آئیں۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن سعد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے ان آیت کے بارے پوچھا گیا۔تو انہوں نے جوابا لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن قریش سے اس شرط پر صلح کی کہ قریش کی جانب سے جو آئیگا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔پس جب عورتوں نے ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے انکار فرما دیا کہ وہ مشرکین کی طرف واپس لوٹ کر نہ جائیں۔جب کہ وہ اسلام کی آزمائش کے ساتھ آزمائی گئیں۔پس انہوں نے پہچان لیا کہ بے شک وہ اپنی رغبت اور شوق کے سبب آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا مہر ان کی طرف لوٹانے کا حکم دیا، جب کہ انہیں ان سے روک لیا گیا ہے اور وہ مسلمانوں پر ان عورتوں کا مہر لوٹائیں گے جنہیں اپنی عورتوں سے روک دیا گیا ہے۔پھر فرمایا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ۔پس رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو روک لیا اور مردوں کو واپس لوٹا دیا، اور اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم نہ ہوتا تو آپ ﷺ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی واپس لوٹا دیتے اور اگر صلح اور معاہدہ نہ ہوتا تو آپ عورتوں کو روک لیتے اور ان کے مہر واپس نہ لوٹاتے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ کے تحت فرمایا: ان سے اس شے کے بارے پوچھ لو جو انہیں یہاں لے آئی۔پس اگر اپنے خاوندوں پر غیظ و غضب یا غیرت یا ناراضگی انہیں یہاں لے آئی اور یہ ایمان نہیں لائیں تو انہیں اپنے خاوندوں کی طرف واپس لوٹا دو۔اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے والیاں ہیں تو پھر انہیں روک لو اور مہروں میں سے ان کے اجر انہیں دے دو۔اور اگر تم چاہو تو ان سے نکاح کرلو اور انہیں مہر ادا کرو۔اور آپ نے وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ کے تحت فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو اپنی کافر عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا گیا جو کہ مکہ مکرمہ میں کفار کے ساتھ ہی بیٹھ

1۔طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 231، دار صادر بیروت　2۔ایضاً، جلد 8، صفحہ 12

گئیں۔ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا۔ فرمایا: حضور نبی معظم ﷺ کے اصحاب میں سے ازواج (خاوند) کفار کی طرف نہیں گئے۔ پس کفار کو چاہیے کہ وہ ان کے مہر انہیں ادا کر دیں اور وہ ان عورتوں کو روکے رکھیں۔ اور کفار میں سے ازواج (خاوند) اصحاب محمد ﷺ کی طرف نہیں گئے۔ لہٰذا اصحاب محمد ﷺ کو بھی اسی طرح کرنا چاہیے۔ یہ بھی قریش اور حضور نبی رحمت ﷺ کے درمیان ہونے والی صلح کی شرط تھی۔ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ اور اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی عورت کفار کی طرف بھاگ جائے جس کا تمہارے اور ان کے درمیان کوئی عہد نہیں۔ فَعَاقَبْتُمْ پھر تم قریش کا مال غنیمت (کوئی کافرہ عورت) یا ان کے سوا کو پالو۔ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا تو جتنا مہر ان کے خاوندوں نے ان پر خرچ کیا وہ انہیں دے دو۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئی۔ تو اس سے پوچھا گیا: کیا تجھے اپنے خاوند کے بغض نے مکہ مکرمہ سے نکالا ہے یا کہ تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کا قصد کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے لیے ہجرت کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ۔ پس اگر مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اس سے شادی کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے پہلے خاوند کی طرف وہ (مہر) لوٹا دے جو اس نے اس پر خرچ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ کے تحت فرمایا: یہ فیصلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہدایت یافتہ اور گمراہ لوگوں کے درمیان فرمایا فَامْتَحِنُوْهُنَّ فرمایا: ان کا امتحان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر بتائیں کہ وہ (خاوندوں کی) نافرمانی کے سبب نہیں نکلیں۔ بلکہ وہ صرف اور صرف اسلام کی محبت اور اس کی حریص بن کر وہاں سے آئی ہیں۔ جب وہ اس طرح کر دیں تو ان کی بات کو قبول کر لیا جائے (2) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا فرمایا: جب وہ اصحاب النبی ﷺ سے ان کفار کی طرف بھاگ جائیں جن کے درمیان اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان عہد ہے۔ اور وہ شادی کر لیں، تو وہ ان کے مسلمان خاوندوں کی جانب ان کے مہر بھیج دیں۔ اور جب عورتیں ان مشرکین سے بھاگ جائیں جن کے درمیان اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان معاہدہ ہے اور وہ ان سے نکاح کر لیں تو وہ ان کے مشرک خاوندوں کی جانب ان کے مہر بھیج دیں۔ پس اصحاب النبی ﷺ اور معاہدہ کرنے والے کفار کے درمیان یہی فیصلہ ہے۔ اور وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں: اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی عورت کفار قریش کی طرف چلی جائے تو ان کے درمیان اور حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہے جس کے سبب وہ انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ فَعَاقَبْتُمْ اور یہ غنیمت ہے جب وہ اس کے بعد اس غنیمت (عورت) کو پالیں۔ پھر یہ فیصلہ اور یہ عہد سورۂ براءت میں منسوخ کر دیا گیا اور ہر معاہدہ کرنے والے کی طرف اس کا عہد پھینک دیا گیا (یعنی معاہدہ توڑ دیا گیا)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 85-84، 79-83، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 28، صفحہ 81-79

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝۱۰ کے ضمن میں فرمایا کہ ان کا امتحان یہ تھا کہ وہ یہ شہادت دیں لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ پس جب وہ یقین کر لیں کہ یہ ان کی جانب سے حق اور درست قول ہے۔ تو پھر وہ انہیں کفار کی جانب واپس نہ لوٹائیں اور وہ کفار جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا ہوا ہے، ان میں سے اس کے خاوند کو وہ مہر ادا کر دے جو اس نے اس عورت کو دیا تھا۔ اور انہیں مومنین کے لیے حلال قرار دیا ہے جب وہ انہیں ان کے مہر ادا کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ ہجرت کرنے والی عورتوں کو اپنی ان عورتوں کی وجہ سے پکاریں جو کفار میں ہیں۔ اور عورتوں کا امتحان یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ انہیں کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس شرط پر بیعت لیں گے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ۔ عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند جس نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا تھا، وہ بھی بھیس بدل کر عورتوں میں موجود تھی۔ تو اس نے کہا: بلاشبہ اگر میں بات کروں گی تو وہ مجھے پہچان لے گا اور اگر اس نے مجھے پہچان لیا تو مجھے قتل کر دے گا۔ تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے ہوئے بھیس بدل لیا۔ پس وہ عورتیں جو ہند کے ساتھ تھیں وہ سب خاموش رہیں اور انہوں نے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ہند نے کہا: حالانکہ اس نے بھیس بدلا ہوا تھا کہ وہ عورتوں سے وہ شے کیسے قبول کر لیں گے جسے آپ نے مردوں سے قبول نہیں کیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان سے کہیے: اور وہ چوری نہیں کریں گی۔ یہ سن کر ہند نے کہا: قسم بخدا! میں ابوسفیان کے (مال) سے حاجت کے مطابق لے لیتی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ کیا یہ اسے حلال قرار دے گا یا نہیں؟ تو ابوسفیان نے کہا: میری جو شے بھی ہے چاہے وہ ختم ہو چکی ہے یا ابھی باقی ہے، وہ تیرے لیے حلال ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور اسے پہچان لیا۔ پھر اسے بلایا اور وہ آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ طلب کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو ہند ہے؟ تو اس نے عرض کی: جو کچھ ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رخ زیبا پھیر لیا۔ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ الآیہ یعنی اگر مہاجرین میں سے کوئی عورت کفار سے جا ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ مال غنیمت میں سے اتنا دیا جائے جتنا اس نے خرچ کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سورۂ ممتحنہ اس مدت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کے لیے اس معاہدے کے سبب مقرر کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان مدت کے بارے قائم ہوا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار قریش پر وہ مال لوٹا دیتے تھے جو انہوں نے ان عورتوں پر خرچ کیا ہوتا جو اسلام لاتیں اور ہجرت کرتی تھیں اور ان کے خاوند کافر ہی تھے۔ اور اگر انہوں

نے جنگ کی تو پھر رسول اللہ ﷺ اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ کی مدت نہیں اور نہ ان کی طرف ایسی کوئی شے لوٹائی جائے گی جو انہوں نے خرچ کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لیے بھی کفار اہل مدت (معاہدہ کرنے والوں) کے خلاف بعینہٖ اسی قسم کا فیصلہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوا مَا أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۰﴾ پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کی بیٹی کو طلاق دی اور معاویہ بن ابی سفیان نے اس سے شادی کر لی اور جرول خزاعی کی بیٹی کی شادی رسول اللہ ﷺ نے ابوجہم بن حذیفہ عدوی سے کر دی اور اسے حکم بنا دیا، اسی کے مطابق مومنین اور مشرکین کے درمیان اس عہد کی مدت کے دوران فیصلہ کیا جو ان کے درمیان قائم تھا اور مومنین نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تسلیم کیا۔ اور مشرکین کے وہ اخراجات جو انہوں نے اپنی عورتوں پر کیے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں انہوں نے وہ ادا کر دیئے۔ اور مشرکین نے اس مال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلمانوں کے اخراجات کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان پر فرض کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِن فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۱۱﴾ اس آیت کے بعد کوئی عورت مسلمان خاوندوں سے مشرکین کی طرف گئی تو مومنین ان کے (کافر) خاوندوں کی طرف اس خرچے کے لیے رجوع کرتے جو کسی نے اس عورت پر کیا ہوتا اور یہ اس کا انجام تھا جو ان کے سامنے تھا کہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین کی طرف ان کے وہ اخراجات لوٹا دیں جو انھوں نے اپنی بیویوں پر کیے جو ایمان لائیں اور انہوں نے ہجرت کی۔ پھر مومنین نے مشرکین کی طرف زائد بھی لوٹایا، اگر وہ ان کے لیے (مناسب) ہوا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ کے تحت فرمایا: وہ آدمی جس کی عورت دار الحرب چلی گئی تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنی بیویوں میں شمار نہ کرے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے عامر شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ زینب ان میں سے تھی جنہوں نے آپ سے کہا: وَسْـَٔلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوا مَا أَنفَقُوا۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ وَإِن فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اہل مکہ میں سے کوئی عورت مسلمانوں کے پاس آئے تو وہ اس کے خاوند کو معاوضہ دیں۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی عورت مشرکین میں سے ایسے آدمی کے پاس چلی جائے جس کا معاہدہ نہیں۔ فَعَاقَبْتُمْ اور پھر تم غنیمت کو پاؤ۔ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا تو تم اس کے خاوند کو غنیمت میں سے اس کے مہر کی مثل دے دو۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سہیل بن عمرو نکلا تو اس کے ساتھیوں میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المرأۃ تلحق بارض الشرک تحتد بھا، جلد 3، صفحہ 561 (17153)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (17158)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 250 (17430)

سے ایک آدمی نے کہا: یارسول الله! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: بے شک اس نے عرض کی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جو ان میں سے اسلام قبول کر کے آئے گا اسے ان کی طرف واپس لوٹایا جائے گا اور ہم میں سے جو ان کی اتباع کرے گا ہم اسے انہیں کے پاس رہنے دیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے جو مشرف با سلام ہوا تو اس کی سچائی اور صدق کو الله تعالیٰ خوب جانتا ہے، وہ اسے نجات عطا فرما دے گا اور جو ہم میں سے ان کی طرف لوٹ گیا، تو گویا الله تعالیٰ نے ہمیں اس سے محفوظ کر لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ سورۂ ممتحنہ اس صلح کے بعد نازل ہوئی۔ اور ان کی عورتوں میں سے جو اسلام لاتی تھی تو اس سے پوچھا جاتا تجھے کس چیز نے وہاں سے نکالا ہے؟ اگر وہ اپنے خاوند سے فرار ہو کر اور اس سے اعراض کر کے نکلی ہوتی، تو وہ واپس لوٹا دی جاتی اور اگر وہ اسلام میں رغبت و محبت کے سبب نکلی ہوتی تو اسے روک لیا جاتا اور اس کے خاوند کے پاس اتنا مال لوٹا دیا جاتا جو اس نے خرچ کیا ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ الله سے یہ بیان کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ الآیہ ابوحسان بن دحداحہ کی بیوی کے بارے نازل ہوئی۔ اور یہی امیمہ بنت بسر بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھنے والی عورت ہے۔ جب یہ بھاگ کر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی تو سہل بن حنیف رضی الله عنہ نے اس سے شادی کر لی اور اسی سے حضرت عبدالله بن سہل پیدا ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رضی الله عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان معاہدہ تھا۔ اس میں یہ شرط تھی کہ آپ عورتوں کو واپس لوٹا دیں گے۔ پس ایک سعیدہ نامی عورت آئی۔ وہ صیفی بن راہب جو مشرکین مکہ میں سے تھا، کی بیوی تھی۔ انہوں نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ تو الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ الآیہ۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زہری رضی الله عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور وہ حدیبیہ میں تھے۔ جب عورتیں آئیں تو الله تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کے ازواج کی طرف مہر واپس لوٹا دیں اور مشرکین کو بھی اسی طرح کا حکم ارشاد فرمایا کہ جب مسلمانوں میں سے کوئی عورت ان کے پاس آ جائے تو وہ اس کے خاوند کی طرف اس کا مہر واپس لوٹا دیں۔ پس مومنین نے تو الله تعالیٰ کے اس حکم کو تسلیم کر لیا۔ لیکن مشرکین نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ تو پھر الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا۔ پس مومنوں کو حکم دیا گیا کہ جب مسلمانوں میں سے کوئی عورت چلی جائے اور ان میں سے اس کا خاوند موجود ہو۔ تو اس کی طرف مسلمان اس کی بیوی کا اتنا مہر لوٹا دیں جتنا انہیں مشرکین کو دینے کا حکم دیا گیا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رضی الله عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے درمیان اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا۔ جب کوئی عورت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتی تو وہ اس کا امتحان لیتے۔ پھر وہ اس کے خاوند پر اتنا مال لوٹا دیتے جو اس نے اس پر خرچ کیا ہوتا۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی عورت مشرکین کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت

ساتھ جاملتی اور مسلمان مال غنیمت پاتے تو وہ اس میں سے اتنا مال اس کے خاوند کو دیتے جتنا اس نے اس پر خرچ کیا ہوتا۔ شعبی نے کہا: مشرکین کسی شے کے ساتھ راضی نہ ہوئے حتی کہ وہ آیت کے ساتھ بھی راضی نہ ہوئے اور انہوں نے کہا یہ نصف ہے۔

امام ابن ابی اسامہ، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ کے تحت بیان کیا ہے اور یہ الفاظ ابن منذر کے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ عورتوں سے امتحان کس طرح لیتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جب کوئی عورت حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس آتی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے قسم لیتے تھے۔ قسم بخدا! تو اس زمین کی رغبت اور پسند میں اس زمین سے نہیں نکلی، قسم بخدا! تو خاوند سے بغض رکھنے کے سبب نہیں نکلی۔ قسم بخدا! تو دنیا کی تلاش میں وہاں سے نہیں نکلی۔ قسم بخدا! تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی محبت میں وہاں سے نکلی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس عورت کو کہا جاتا تھا کہ ہم میں سے کسی آدمی کا عشق و محبت تجھے یہاں نہیں لایا اور نہ ہی اپنے خاوند سے فرار ہو کر آئی ہے۔ بلکہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کی محبت میں یہاں آئی ہے۔

امام ابن منیع رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور ان کی بیوی مشرکین میں پیچھے رہ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔

امام طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب وہ اسلام لائے تو ان کے ساتھ تمام گھر والے بھی مشرف باسلام ہوئے۔ مگر ان کی ایک بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ پھر ان سے کہا گیا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان تفریق کر دی ہے مگر یہ کہ وہ اسلام لے آئے اور اس کے لیے ایک سال کی مدت مقرر فرمائی ہے۔ پس جب آخری دن کے سوا سارا سال گزر گیا تو وہ بیٹھی سورج کی طرف دیکھنے لگی۔ یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوا تو وہ اسلام لے آئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو میں نے اپنی بیوی اروی بنت ربیعہ کو طلاق دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریبہ بنت ابی امیہ اور ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کو طلاق دی۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں میں سے اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مشرکین سے جاملتی ہے اور کفر اختیار کر لیتی ہے۔ پس اس کا خاوند اس کو بچانے کے لیے نہ روکے۔ تحقیق وہ اس سے بری ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ کے بارے فرمایا: کہ یہ آیت حکم بن ابی سفیان کی بیوی کے بارے نازل ہوئی۔ وہ مرتد ہوگئی اور ایک ثقفی آدمی نے اس سے شادی کر لی۔ قریش میں اس کے سوا کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی۔ پھر جب بنی ثقیف اسلام لائے تو وہ بھی ان کے ساتھ اسلام لے آئی۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر نے فَامْتَحِنُوْهُنَّ الآیہ کے تحت حضرت ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت کے بارے پوچھا: کیا آپ اس کے بارے جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝۱۳

”اے نبی (مکرم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب!) انہیں بیعت فرما لیا کرو اور اللہ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اے ایمان والو! نہ دوست بناؤ ان لوگوں کو غضب فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جن پر یہ آخرت (کے ثواب سے) مایوس ہو گئے ہیں جیسے وہ کفار مایوس ہو چکے ہیں جو قبروں میں ہیں“۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ مومن عورتوں میں سے جو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آئی تو آپ ﷺ اس آیت کے مطابق اس کا امتحان لیتے تھے: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ پس ان میں سے جو اس شرط کے مطابق اقرار کر لیتی تو آپ ﷺ اسے فرماتے: تحقیق میں نے تیری بیعت لے لی۔ (آپ ﷺ صرف یہی فرمایا کرتے تھے) قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے بیعت کے وقت کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ آپ صرف اور صرف اس قول

سے بیعت فرماتے تھے تحقیق میں نے اس آیت پر تیری بیعت لے لی۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن سعد، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت امیمہ بنت رقیقہ رحمہا اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے: میں چند عورتوں کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی تاکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں۔ تو جو قرآن میں تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پڑھ کر سنایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی۔ یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچ گئے: وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ (اور نہ وہ کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی) تو پھر ارشاد فرمایا: جتنی استطاعت اور طاقت رکھو اس پر عمل کرو۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم پر ہماری ذاتوں سے بڑھ کر رحیم ہیں۔ ہم سے مصافحہ کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ بلاشبہ میرا سو عورتوں کے لیے قول اسی طرح ہے جس طرح میرا قول ایک عورت کے لیے ہے۔(2)

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ امیمہ بنت رقیقہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام کی بیعت کے لیے حاضر ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھ سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی، نہ چوری کرے گی، نہ بدکاری کا ارتکاب کرے گی، نہ اپنے بچوں کو قتل کرے گی، نہ تو ایسا جھوٹا الزام لگائے گی جو تو نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو اور تو زمانہ جاہلیت میں کیے جانے والے بناؤ سنگھار کی طرح اپنے محاسن اور بناؤ سنگھار کسی پر ظاہر نہ کرے گی۔(3)

امام ابن سعد، امام احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمیٰ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ میں انصار کی عورتوں کے ہمراہ اسلام کی بیعت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر یہ شرط قائم فرمادی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، نہ بدکاری کا ارتکاب کریں گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی، نہ جھوٹا الزام لگائیں گی جسے ہم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو، نہ ہی نیکی میں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں گی اور نہ ہی تم اپنے خاوندوں کے ساتھ بددیانتی اور دھوکہ کرو گی۔ تو ہم نے اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلی۔ پھر ہم واپس لوٹیں تو میں نے ایک عورت سے کہا: تو واپس جا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ استفسار کر کہ ہمارا اپنے خاوندوں کے ساتھ دھوکہ اور بددیانتی کیا ہے؟ چنانچہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا: تو اس کا مال لے لے اور اس کے سوا کسی اور سے اظہار محبت کرے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ

1۔صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 726، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 129 (1597)، مفہوم، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 196، دار صادر بیروت
4۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 380

تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے اور بدکاری کا ارتکاب بھی نہیں کرو گے۔ اور (مذکورہ آیت) پڑھی۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس نے یہ وعدہ پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جس نے ان میں سے کسی شے کا ارتکاب کیا اور اسے دنیا میں سزا دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی۔ اور جس نے ان میں سے کوئی بھی کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرما دے۔ (1)

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ میں عید الفطر کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور چل پڑے یہاں تک کہ آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ یہاں تک کہ آپ نے مکمل آیت تلاوت فرمائی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا تم اس پر (بیعت کے لیے) تیار ہو؟ تو ایک عورت نے عرض کی: جی ہاں۔ (2)

ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے دن نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے صفا پر بیعت لی اور اسی کے نیچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عورتوں سے بیعت لیتے رہے۔

امام احمد، ابن سعد، ابو داؤد، ابو یعلی، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اسماعیل بن عبد الرحمٰن بن عطیہ سے اور وہ اپنی دادی ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ قدم رنجہ فرما ہوئے تو آپ نے انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں جمع کیا اور ان کی طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ پس آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور ساتھ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تمہاری طرف پیغامبر بن کر آیا ہوں کہ تم اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری نہیں کرو گی اور بدکاری کا ارتکاب نہیں کرو گی۔ الآیہ۔ ہم نے کہا: ہاں (درست ہے) پس آپ نے مکان کے باہر سے ہی اپنا ہاتھ آگے پھیلایا اور ہم نے مکان کے اندر کی جانب سے اپنے ہاتھ آگے کیے۔ اسماعیل نے کہا ہے کہ میں نے اپنی دادی سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے پوچھا: وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ تو انہوں نے جواباً فرمایا: اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے مصافحہ نہیں کروں گا۔ البتہ میں تم پر وہ پڑھوں گا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ (4)

---

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الحدود والکفارات، جلد 12-11، صفحہ 185، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 727، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ شعب الایمان، مفصل فی زیارۃ القبور، جلد 7، صفحہ 21 (9317)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 8، صفحہ 21، دار صادر بیروت

امام سعید بن منصور اور ابن سعد رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ پر کپڑا رکھتے۔ اور جب آپ عورتوں کو خبر دے چکتے تو پھر آپ ان پر یہ آیت پڑھتے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ۔ پس جب انہوں نے اقرار کرلیا تو فرمایا انہوں نے بیعت کرلی۔ یہاں تک ابوسفیان کی بیوی ہند آگئی۔ جب آپ ﷺ نے یہ پڑھا وَّ لَا یَزْنِیْنَ کہ وہ بدکاری نہیں کریں گی۔ تو اس نے کہا: کیا آزاد عورت بھی بدکاری کرتی ہے؟ تحقیق ہم تو دور جاہلیت میں بھی اس سے حیا محسوس کرتی تھیں تو اسلام میں اس طرح کیسے ہوسکتا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ' اس نے کہا: آپ نے تو ان کے آباء کو قتل کیا ہے اور آپ ہمیں ان کے بیٹوں کے بارے وصیت فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے یہ پڑھا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وہ چوری نہیں کریں گی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے ابوسفیان کے مال سے کچھ چاہیے تو اس نے اسے اس کی رخصت اور اجازت دے دی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ ان عورتوں سے کہو۔ رسول اللہ ﷺ تم سے اس پر بیعت لیں گے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔ ہند عورتوں میں بھیس بدل کر بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان سے کہو وَّ لَا یَسْرِقْنَ وہ چوری نہیں کریں گی۔ یہ سن کر ہند نے کہا: قسم بخدا! میں ابوسفیان کے مال سے وقتاً فوقتاً اٹھالیتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: وَ لَا یَزْنِیْنَ وہ بدکاری نہیں کریں گی۔ تو اس نے کہا: کیا آزاد عورت بھی بدکاری کرتی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ اور وہ اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی۔ ہند نے کہا: آپ نے تو انہیں بدر کے دن قتل کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔ وہ دور جاہلیت میں کپڑے پھاڑتی تھیں، چہروں کو نوچتی تھیں، بالوں کو کاٹتی تھیں اور ویل وہلاکت کو پکارتی ہیں۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ بنت عتبہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا بھائی ابوحذیفہ اسے اور ہند بنت عتبہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیعت کے لیے لے آیا۔ فاطمہ نے بیان کیا: آپ ﷺ نے ہمارے لیے کچھ شرائط بیان فرمائیں۔ تو میں نے اسے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! کیا تو اپنی قوم میں ان صفات میں سے کسی شے کو جانتا ہے۔ ابوحذیفہ نے کہا: تم بیعت کرلو۔ کیونکہ انہیں شرائط کے مطابق آپ بیعت کرتے ہیں اور اسی طرح کی شرائط عائد کرتے ہیں۔ تو ہند نے کہا: میں چوری پر آپ کی بیعت نہیں کروں گی۔ کیونکہ میں اپنے خاوند کے مال سے چوری کرتی ہوں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک پیچھے کھینچ لیا اور اس نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ابوسفیان کو بلا بھیجا اور اسے

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع علیہ الرسول ﷺ، جلد 8، صفحہ 9، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 90-89، دار احیاء التراث العربی بیروت

اپنی بیوی کے لیے مال حلال قرار دینے کو کہا۔ تو ابوسفیان نے کہا: اگر وہ تر ہے تو درست ہے اور اگر خشک ہے تو نہیں اور نہ کوئی نعمت واحسان ہے۔ پس ہم نے آپ کی بیعت کر لی۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ کے تحت فرمایا کہ آزاد عورت بچی کو جنم دیتی تھی تو اس کی جگہ بچہ رکھ دیا جاتا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ اپنے بچوں کے سوا کسی اور کو ملحق نہیں کریں گی اور وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کے تحت فرمایا بے شک یہ شرط ہے، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے اسے شرط قرار دیا ہے (یعنی وہ نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی) (2)

امام ابن سعد، احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ انصاریہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا: وہ نیکی کیا ہے جس کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نوحہ نہ کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بے شک بنی فلاں نے میرے چچا (کی موت) پر میری مدد کی تھی۔ لہٰذا میرے لیے ان کا بدلہ چکانا ضروری ہے۔ تو آپ ﷺ نے اجازت عطا نہ فرمائی۔ لیکن میں بار بار اپنی بات دہراتی رہی اور اصرار کرتی رہی۔ بالآخر آپ ﷺ ان کا بدلہ چکانے کے لیے مجھے اجازت مرحمت فرما دی۔ پھر اس کے بعد میں نے کبھی نوحہ نہیں کیا اور میرے سوا کوئی عورت بھی نوحہ کرنے سے محفوظ نہیں رہی۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن منیع، ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالملیح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کے لیے حاضر ہوئی۔ پس جب آپ نے اس پر یہ شرط لگائی کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری نہیں کرو گی اور بدکاری بھی نہیں کرو گی۔ تو اس نے انہیں تسلیم کر لیا اور اقرار کر لیا۔ لیکن جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ اور فرمایا کہ تو نوحہ نہیں کرے گی۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی ہوئی ہے۔ کیا میں ایک بار اس کی مدد کر سکتی ہوں اور پھر کبھی نوحہ نہیں کروں گی؟ تو آپ ﷺ نے اسے رخصت عطا نہ فرمائی۔ یہ روایت مرسل ہے اور حسن الاسناد ہے۔ (4)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت مصعب بن نوح انصاری رضی اللہ عنہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 528 (3705)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 383 (3308)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ طبقات کبریٰ، باب ذکر ما بایع رسول اللہ ﷺ النساء، جلد 8، صفحہ 8، دار صادر بیروت

یہ قول بیان کیا ہے میں نے ایک بوڑھی عورت کو پایا جو ان میں شامل تھی جنہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ تو اس نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جو پابندیاں عائد کیں ان میں یہ بھی تھی کہ تم نوحہ نہیں کروگی۔ اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہی معروف ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ تو میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ لوگ ان مصائب پر جو مجھے پہنچے ہیں میری مدد کرتے رہے ہیں اور اب انہیں مصیبت آپہنچی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میں بھی ان کی مدد کروں تو آپ نے فرمایا: چلی جا اور ان کا بدلہ چکا لے۔ پھر وہ عورت آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نے بیعت کی۔(1)

امام ابن سعد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اسید بن ابی اسید البراد سے اور انہوں نے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے کسی عورت سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس پر بیعت لی تھی کہ ہم کسی بھی نیکی میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، ہم اپنے چہروں کو نہیں نوچیں گے، ہم گریبان چاک نہیں کریں گے اور نہ ہی ہم ہلاکت کو پکاریں گی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ کے ضمن میں کہا ہے کہ وہ اپنے گریبان چاک نہیں کریں گی اور نہ اپنے رخساروں پر طمانچے ماریں گی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں مَعْرُوفٍ سے مراد نوحہ ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مَعْرُوفٍ سے مراد نوحہ ہے (یعنی وہ نوحہ کرنے کے حکم میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی)۔ فرمایا ہر وہ شے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو وہ طاعت ہے۔ اور وہ اپنے نبی کے لیے راضی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہاشم الواسطی رحمہ اللہ سے اسی قول کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ویل اور ہلاکت نہیں پکاریں گی، گریبان چاک نہیں کریں گی اور سر نہیں منڈائیں گی۔

ابن سعد اور عبد بن حمید نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت عورتوں سے وعدہ لیا کہ وہ گریبان چاک نہیں کریں گی چہروں کو نہیں نوچیں گی، ویل اور ہلاکت نہیں پکاریں گی اور وہ بدکلامی نہیں کریں گی۔(5)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ بنت قدامہ بن مظعون سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں اپنی والدہ رائطہ بنت سفیان کے ساتھ تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لینے لگے اور فرمانے لگے: میں تم سے اس شرط پر بیعت لوں گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگی، تم چوری نہیں کروگی، بدکاری کا ارتکاب نہیں کروگی، اپنی اولاد کو قتل

1۔ طبقات کبریٰ، باب ذکر ما بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النساء، جلد 8، صفحہ 8، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 7
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی النیاحۃ علی المیت، جلد 3، صفحہ 60 (12101)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 61 (12109)
5۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم النساء، جلد 8، صفحہ 9

نہیں کروگی، نہ تم ایسا جھوٹا الزام لگاؤ گی جسے تم اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیتی ہو اور نیکی کے کام میں تم نافرمانی نہیں کروگی۔ پس انہوں نے سر جھکا دیئے (اور ان شرائط کو قبول کرلیا) عائشہ کہتی ہیں: میں اپنی ماں کو سن رہی تھی وہ مجھے یہ کہتے ہوئے تلقین کررہی تھی: اے میری بچی! تم کہو: بے شک میں اپنی استطاعت کے مطابق عمل کروں گی۔ پس میں بھی اسی طرح کہتی رہی جیسے انہوں نے کہا۔(1)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ وعدہ لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک دور جاہلیت میں عورتوں نے ہماری مدد کی ہے، کیا ہم حالت اسلام میں ان کی مدد کرسکتی ہیں؟ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اسلام میں (نوحہ کے لیے) نہ مدد کرنا ہے اور نہ ہی فریب اور مکر ہے۔ اسلام میں کونچیں کاٹنے کی اجازت نہیں، نہ اس میں دھوکہ دہی ہے اور نہ دنیا سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی ہے۔ اور جس نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ کہ کیسے امتحان لیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا الآیہ۔

امام ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو آپ پانی کا بھرا ہوا ایک پیالہ منگاتے اور اس میں اپنا دست مبارک ڈبوتے، پھر وہ عورتیں اپنے ہاتھ اس میں ڈبوتیں۔ پس یہی آپ کی بیعت تھی۔(3)

ابن ابی شیبہ، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ام عطیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوحہ کرنا بھی اسی میں سے ہے سوائے آل فلاں کے۔ کیونکہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میری مدد کی تھی۔ لہٰذا میرے لیے بھی ان کی مدد کرنا ضروری ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آل فلاں کے لیے نہیں (یعنی اجازت نہیں ہے)(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کے وقت ہم پر یہ شرط لگائی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ ہم میں سے پانچ کے سوا کسی نے اس شرط کو پورا نہیں کیا

1۔ مجمع الزوائد، باب البیعۃ علی الاسلام، جلد 6، صفحہ 43 (9865)، دارالفکر بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 370، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النساء، جلد 8، صفحہ 11، دار صادر بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 540 (1414)، دارالکتب العلمیہ بیروت

یعنی ام سلیم، ام علاء، ابو سبرہ کی بیٹی جو کہ ابو معاذ کی بیوی تھی، یا کہا: بنت ابی سبرہ، معاذ کی بیوی اور ایک دوسری عورت۔

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں۔ تو آپ ﷺ نے ہم پر قرآن کریم کے یہ الفاظ پڑھے اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا اور آپ ﷺ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔ تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بے شک فلانہ نے اس میں میری مدد کی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میں بھی اسے اس کا بدلہ دوں۔ تو آپ ﷺ نے اسے کچھ نہ فرمایا: وہ چلی گئی اور پھر لوٹ کر آئی۔ ام عطیہ نے کہا: ہم میں سے کسی عورت نے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا سوائے ام سلیم، ام علاء، بنت ابی سبرہ جو کہ حضرت معاذ کی بیوی تھی۔ یا فرمایا: بنت ابی سبرہ اور حضرت معاذ کی بیوی کے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کے تحت کہا: کہ آپ ﷺ نے ان پر شرط لگائی کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں پر معروف کے بارے میں جو شرط لگائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ تو ایک عورت نے عرض کی: نوحہ ضروری ہے۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم ضرور بر ضرور کرنے والیاں ہو تو تم چہرے نہ نوچنا، کپڑے نہ پھاڑنا، اپنے بال نہ منڈوانا، ویل اور ہلاکت کو نہ پکارنا، بدکلامی نہ کرنا اور حق کے سوا کچھ نہ کہنا۔

ابن سعد نے حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنہوں نے پہلے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی ہے وہ ام سعد بن معاذ، کبشہ بنت رافع، ام عامر بنت یزید بن سکن اور حواء بنت یزید بن سکن ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یزید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کے تحت کہا: وہ گریبان نہیں پھاڑیں گی، اپنے چہروں کو نہیں نوچیں گی، بال نہیں کھولیں گی اور نہ ہی ویل اور ہلاکت کو پکاریں گی۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ مجھے نوحہ سے منع کیا گیا ہے۔ (5)

ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نوحہ کرنے والی اور بخل کرنے والی پر لعنت کی گئی ہے۔ (6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام عفیف رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول مکرم ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو آپ ﷺ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم محرم آدمی کے سوا دوسرے مردوں سے گفتگو نہیں کریں گی۔

---

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 726، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 12، دار صادر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی النیاحۃ علی المیت، جلد 3، صفحہ 61 (12108)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، (12105)
5۔ ایضاً (12111)
6۔ ایضاً (12110)

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے عورتوں پر جو شرائط عائد کی تھیں ان میں یہ بھی تھی کہ وہ مردوں کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کریں گی مگر جب کہ وہ محرم ہوں۔ بے شک آدمی کے ساتھ عورت نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتی ہے اور وہ اپنے رانوں میں مزی ٹپکا دیتا ہے (1)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کے تحت فرمایا کہ آپ ﷺ نے عورتوں پر یہ شرط لگائی کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، مردوں کے ساتھ باتیں نہیں کریں گی اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک ہمارے مہمان آتے اور ہم اپنی عورتوں سے غائب ہو جاتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ (2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں سے جن شرائط پر بیعت لی تھی، ان میں سے یہ بھی تھی کہ وہ محرم آدمی کے سوا دوسرے مردوں سے خلوت اختیار نہیں کریں گی۔ کیونکہ ایک آدمی عورت کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا ہے اور اس کی مذی رانوں میں نکلتی رہی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ تو فرمایا: وہ معروف (نیکی) جس میں نافرمانی نہیں کی جائے گی وہ یہ ہے کہ مرد اور عورت جب کہ دونوں ایک ایک ہوں، خلوت اختیار نہیں کریں گے۔ دور جاہلیت کے نوحہ کی طرح عورتیں نوحہ نہیں کریں گی۔ فرمایا: خولہ بنت حکیم انصاریہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ بے شک فلاں نے میری مدد کی ہے۔ اب اس کا بھائی فوت ہو گیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میں اس کا بدلہ چکا دوں۔ تو آپ نے فرمایا: تو جا اور اس کا بدلہ چکا دے، پھر لوٹ کر آ اور بیعت کر لے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت متصل بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہما یہودیوں میں سے کچھ لوگوں سے محبت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ الآیہ۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس وہ آخرت کے ساتھ نہ ایمان لاتے ہیں اور نہ اس کی امید رکھتے ہیں۔ (3)

---

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر مبایع الرسول ﷺ النساء، جلد 8، صفحہ 10، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 264 (11416)، دار الفکر بیروت

آیاتہا ۱۴ — سُوْرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ ۶۱ — رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۹﴾

"اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان (مجاہدوں) سے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ پس جب

انہوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور یاد کرو جب فرمایا عیسیٰ فرزند مریم نے اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد، اس کا نام (نامی) احمد ہوگا۔ پس جب وہ (احمد) آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے حالانکہ اسے بلایا جا رہا ہے اسلام کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہ (نادان) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے۔ لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر۔ وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ غالب کر دے اسے سب دینوں پر خواہ سخت ناپسند کریں اس کو مشرک''۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں نے کہا: اگر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب عمل کو جانتے، تو ہم یقیناً وہ کرتے۔ سو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمل کے بارے مطلع کیا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ (بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان (مجاہدوں) سے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں) تو انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے: قسم بخدا! اگر ہم جانتے ہوتے ایسے عمل کو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ تو اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک پسندیدہ عمل پر ان کی راہنمائی فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ کہتے اگر ہم جانتے ہوتے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو اس کے بارے مذکورہ آیات بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ تک نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیات کے بارے میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیات انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان میں سے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک مجلس میں کہا: اگر ہم جان لیتے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ تو یقیناً ہم وہ عمل کرتے یہاں تک کہ ہمیں موت آجاتی۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں یہ قرآن نازل فرمایا۔ تو حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف رہوں گا یہاں تک کہ میں مرجاؤں۔ بالآخر انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت انصار کی ایک جماعت کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان لوگوں نے ایک مجلس میں کہا: اگر ہم جانتے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم اس کے مطابق ضرور عمل کرتے یہاں تک کہ ہمیں موت آجاتی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ تو حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مسلسل قیدی رہوں گا، یہاں تک کہ میں شہادت کی موت مروں گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مومنین نے کہا: اگر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب عمل جانتے تو ہم یقیناً اس پر عمل کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک پسندیدہ عمل سے انہیں آگاہ کیا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا اور ان کے لیے وضاحت فرمائی۔ پھر غزوہ احد کے دن انہیں اس سے آزمایا گیا اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے کہا: اگر ہمیں کسی شے (کام) کا حکم دیا گیا تو اسے ضرور کریں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ فرمایا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا: میں نے قتال کیا اور میں نے یہ یہ کیا حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بارے میں شدید ترین نصیحت فرمائی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سریہ بھیجتے تھے اور جب وہ لوٹ کر آتے تو وہ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم نے اس طرح جنگ لڑی اور ہم نے اس اس طرح کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک القاص مقت (بغض اور نفرت) میں غور وفکر کرنے لگا۔ تو اسے کہا گیا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دیکھا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ چاہے وہ آدمی جو اپنی تعریف کرتا رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے: میں نے اس اس طرح نیکی اور خیر کا کام کیا ہے۔ یا پھر وہ آدمی ہو جو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ حالانکہ اس میں کوتاہی اور غفلت ہوتی ہے۔ تو فرمایا: ایسے دونوں آدمی ممقوت (مبغوض اور قابل نفرت) ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو خالد والبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے کہا: کیا آپ ہمیں حدیث بیان نہیں فرمائیں گے، ہم تو آپ کے پاس اسی لیے بیٹھے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم مجھے یہ حکم دے رہے ہو کہ میں وہ کہوں جو میں کرتا نہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسی مضبوط اور پختہ دیوار جو زائل نہ ہو، ٹیڑھی نہ ہو اور اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ ملصق اور مضبوط جڑے ہوئے ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا الآیہ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عمارت والے کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ قطعاً نہیں پسند کرتا کہ اس کی دیوار میں کوئی اختلاف یا ٹیڑھاپن موجود ہو۔ تو اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی پسند نہیں فرماتا کہ اس کے حکم اور معاملہ میں اختلاف یا کوئی عیب ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے ان کی جنگوں کا جو طریقہ کار بیان فرمایا وہی ان کے لیے نماز میں طریقہ بیان فرمایا۔ پس تم پر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل لازم اور ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے حفاظت اور ذریعہ نجات ہے جس نے اسے اپنا لیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے کندھوں اور ہمارے سینوں کو چھوتے تھے اور فرماتے تھے: ٹیڑھے نہ ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ تم کندھوں کے ساتھ کندھے اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز میں وہی پسند کرتا ہے جو جنگ میں پسند فرماتا ہے، یعنی صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝۔

امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بھی اپنی شان قدرت کے مطابق تبسم کناں ہوتا ہے۔ ایک اس قوم پر جب کہ وہ نماز کے لیے صف بستہ کھڑے ہوں اور دوسرا اس قوم پر جب کہ وہ مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے میدان میں صفیں باندھے کھڑے ہوں اور تیسرا وہ آدمی جو وسط رات میں نماز کے لیے اٹھتا ہے۔ (1)

ارشاد گرامی وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ الآیہ اس کے بارے امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ میں ام الکتاب (لوح محفوظ) میں عبداللہ (اللہ تعالیٰ کا بندہ) اور خاتم النبیین تھا حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے۔ میں اس کی تاویل کے بارے تمہیں آگاہ کروں گا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ میں وہ بشارت اور خوشخبری ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دی اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور خارج ہوا جس نے ان کے لیے شام کے محلات روشن کر دیئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شاہ حبشہ نجاشی کی طرف جائیں۔ تو اس نے کہا: مجھے سجدہ کرنے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 80، دار صادر بیروت

سے تجھے کس شے نے روکا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی سجدہ نہیں کرتے۔ پھر اس نے پوچھا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا رسول مبعوث فرمایا ہے اور یہ وہی رسول معظم ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اس طرح دی ہے۔ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ پس اس رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

امام مالک، بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے پانچ اسماء ہیں: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میں احمد ہوں، میں وہ حاشر ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں پر اٹھایا جائے گا۔ میں وہ ماحی ہوں کہ میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں عاقب ہوں یعنی وہ آخر میں آنے والا جس کے بعد اور کوئی نبی نہیں (آئے گا)۔(1)

امام طیالسی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر (مردوں کو اٹھانے والا) ہوں، میں نبی التوبہ (در توبہ کھولنے والا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور میں نبی الملحمہ (جنگ کا پیغامبر نبی) ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ کچھ عطا فرمایا گیا جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رعب و جلال کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئی، میرا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا گیا، میرے لیے زمین کی مٹی پاکیزہ بنا دی گئی اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔ "قَالَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ، سُمِّیْتُ اَحْمَدَ وَجُعِلَ لِیْ تُرَابُ الْاَرْضِ طَهُوْرًا وَّجُعِلَتْ اُمَّتِیْ خَیْرَ الْاُمَمِ"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ کے مفہوم میں انہوں نے کہا: کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے اور یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ کے تحت فرمایا: کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو اپنی زبانوں کے ساتھ بجھا دیں۔

امام عبد بن حمید نے مسروق سے بیان کیا ہے کہ وہ سورۃ المائدہ، سورۃ الصف اور سورۂ یونس میں "ساحر" پڑھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے هٰذَا سِحْرٌ میں سِحْرٌ کو بغیر الف کے۔ اور وَاللّٰهُ مُتِمٌّ نُوْرَهٖ میں مُتِمٌّ کو تنوین کے ساتھ اور نُوْرَهٗ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۱۰﴾
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی اسماءہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 16-15، صفحہ 86، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

''اے ایمان والو! کیا میں آگاہ کروں تمہیں ایسی تجارت پر جو بچالے تمہیں دردناک عذاب سے۔ (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔ یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور داخل کرے گا تمہیں باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں اور پاکیزہ مکانوں میں جو سدا بہار باغوں میں ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز جو تمہیں بڑی پسند ہے (وہ بھی ملے گی) یعنی اللہ کی جناب سے نصرت اور فتح جو بالکل قریب ہے، اور (اے حبیب!) مومنوں کو (یہ) بشارت سنا دیجئے: اے ایمان والو! اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جس طرح کہا تھا عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف بلانے میں؟ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پس ایمان لے آیا ایک گروہ بنی اسرائیل سے اور کفر کیا دوسرے گروہ نے پھر ہم نے مدد کی ان کی جو ایمان لائے دشمنوں کے مقابلہ میں بالآخر وہی غالب رہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو مسلمانوں نے کہا کہ اگر ہم جانتے یہ تجارت کیا ہے؟ تو ہم بالیقین اپنے مالوں اور گھر والوں کو اس میں لگا دیتے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تجارت کی وضاحت فرمائی اور ارشاد فرمایا: تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔

امام عبد بن حمید نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے بیان نہ فرماتا اور اس پر راہنمائی نہ فرماتا تو لوگ افسوس کرتے رہتے کہ کاش! وہ اس کے بارے جانتے ہوتے۔ یہاں تک کہ وہ اس کا

مطالبہ اور فریاد کرنے لگتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کی راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا: تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تُنْجِيْكُمْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

رہا ارشاد گرامی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ تو امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے انصار اللہ کو اضافت کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: بحمد اللہ ایسا ہوا کہ ستر افراد آئے اور انہوں نے عقبہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔ پس انہوں نے آپ کی مدد کی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور ان کے سوا کسی بھی قبیلے کو آسمان سے ایسے نام کے ساتھ نہیں پکارا گیا جو اس سے قبل ان کے لیے نہ ہو۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ان میں سے کسی نے کہا: کیا تم جانتے ہو تم کس شے پر اس آدمی کی بیعت کر رہے ہو۔ غور سے سنو بے شک تم پورے عرب سے جنگ کرنے پر اس آدمی کی بیعت کر رہے ہو، یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔ اور ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ کسی آدمی نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے رب کے لیے اور اپنی ذات کے لیے جو چاہیں شرط لگا لیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے لیے تو یہ شرط عائد کرتا ہوں کہ تم اسی کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور اپنے لیے یہ شرط رکھتا ہوں کہ تم میری ہر اس شے سے حفاظت کرو گے جس سے تم اپنی ذاتوں اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہو تو انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم ایسا کریں گے تو ہمارے لیے کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے دنیا میں مدد اور نصرت ہے اور آخرت میں جنت ہے۔ پس انہوں نے اسے قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں جزا عطا فرما دی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام کے تمام حواری قریش میں سے تھے یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن عوام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (1)

امام ابن اسحاق اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ جماعت جو عقبہ کے پاس آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملی، آپ نے اسے فرمایا: اپنے میں سے بارہ افراد میری طرف بھیجو۔ وہ اپنی قوم پر کفیل ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے حواری ان کے کفیل تھے۔ (2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن لبید رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقیبوں سے فرمایا: تم اپنی قوم پر اسی طرح کفیل ہو، جیسا کہ حواری حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے کفیل تھے اور میں اپنی قوم کا کفیل ہوں۔ تو انہوں نے عرض کی: بے شک، جی ہاں۔ (3)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 307، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 602، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کے تحت فرمایا: کون اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں میری اتباع کرے گا؟ اور فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ۠ کے بارے فرمایا: پس وہی غالب رہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس کی قوم میں سے ایمان لائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: پھر ہم نے انہیں قوی اور طاقتور بنادیا جو ایمان لائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ۠ کے بارے فرمایا: جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے، ان کی حجت حضور نبی کریم ﷺ کی اس تصدیق سے غالب ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ آپ نے فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے تحت فرمایا کہ ہم نے ان کی مدد فرمائی جو حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ ایمان لائے۔ پس آج وہ غالب ہوگئے۔ واللہ اعلم۔

ایاتھا ۱۱ | سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ٦٢ | رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ جمعہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ سورۂ جمعہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورۂ جمعہ اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھتے سنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھتے تھے۔(3)

امام علامہ بغوی رحمہ اللہ نے معجم میں حضرت ابوعنبہ خولانی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن وہ سورت پڑھتے تھے جس میں جمعہ کا ذکر ہے اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن انہیں نماز پڑھائی۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ جمعہ کی قرأت فرمائی تو آپ (اس کے سبب) مومنین کو انگیخت دلاتے تھے اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھی۔ اس کے ذریعہ منافقین کو زجر و توبیخ کرتے تھے۔

امام ابن حبان اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی رات مغرب کی نماز میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ پڑھتے تھے اور جمعہ کی رات عشاء کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھتے تھے۔(4)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۝۱ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ۝۲ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝۳

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما نزل بالمدینہ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی صلوۃ الجمعہ، جلد 16، صفحہ 146، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، باب ما یقرأ فی یوم الجمعہ، جلد 6، صفحہ 146 (879)

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الجمعہ، جلد 3، صفحہ 201، دار الفکر بیروت

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

"اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، جو بادشاہ ہے، نہایت مقدس ہے، زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا امیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور دوسرے لوگوں کا بھی ان میں سے (تزکیہ کرتا ہے، تعلیم دیتا ہے) جو ابھی ان سے آکر نہیں ملے۔ اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔

امام ابن منذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت میسرہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت تورات میں سات سو آیات کے ساتھ لکھی ہوئی ہے: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اور یہ سورۂ جمعہ کی پہلی آیت ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیہ کے تحت فرمایا: عرب کا یہ قبیلہ ان پڑھوں کی ایک جماعت تھا۔ ان میں کوئی کتاب نہ تھی جسے وہ پڑھتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا رحمت و ہدایت بنا کر ان میں مبعوث فرمایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ان کی راہنمائی فرمائے گا۔(2)

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہم ان پڑھوں کی ایک جماعت ہیں نہ ہم لکھ سکتے ہیں اور نہ شمار کر سکتے ہیں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ کے بارے فرمایا کہ اس میں رَسُوْلًا سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اور يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ کی تفسیر میں فرمایا: آپ ان پر قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فرمایا ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ سے مراد شرک ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آیت طیبہ میں الْاُمِّيّٖنَ سے مراد عرب ہیں۔ اور وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں اٰخَرِيْنَ سے مراد عجمی ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے

1۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 493 (2505)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 7، صفحہ 168، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 108

دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے جس وقت سورۂ جمعہ نازل ہوئی ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سورہ پڑھی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ تو ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ کون ہیں جو ہم سے نہیں ملے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے یقیناً پالیں گے۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوا تب بھی فارس کے رہنے والے لوگ اسے پالیں گے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں کی نسلوں کی نسلوں کی نسلوں میں کچھ مرد اور عورتیں ایسے ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳ -(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں مراد تمام لوگوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے اسلام کی پیروی کی۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے مراد تابعین ہیں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عرب و عجم میں سے قیامت کے دن تک اسلام لائیں گے اور اعمال صالحہ کریں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ میں فَضْلُ سے مراد دین ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶

---

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 727، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مجمع الزوائد، باب فیمن یدخل الجنۃ بغیر حساب، جلد 10، صفحہ 754، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 311، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

"ان کی مثال جنہیں تورات کا حامل بنایا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس نے بھاری کتابیں اٹھار کھی ہوں (اس سے بھی زیادہ) بری حالت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالموں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ آپ فرمایئے اے یہودیو! اگر تم دعویٰ کرتے ہو کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو اور لوگ (دوست) نہیں ہیں تو ذرا مرنے کی آرزو تو کرو اگر تم سچے ہو۔ اور (اے حبیب!) وہ اس کی تمنا کبھی نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو وہ اپنے ہاتھوں پہلے بھیج چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ آپ (انہیں) فرمایئے یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں مل کر رہے گی۔ پھر لوٹا دیا جائے گا تمہیں اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر چھپے اور ظاہر کو، پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان (اعمال) سے جو تم کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا میں مراد یہودی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (یہودیوں کو) حکم ارشاد فرمایا کہ جو اس (تورات) میں ہے اسے لے لو، مضبوطی سے تھام لو۔ لیکن انہوں نے اس کے مطابق عمل نہ کیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کی مثال جنہیں تورات کا حامل بنایا گیا ہے۔ پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس نے کتابیں اٹھار کھی ہوں۔ وہ نہیں جانتا جو کچھ ان میں ہے اور نہ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کی مثال بیان فرمارہا ہے یعنی تم اگر اس کتاب کے مطابق عمل نہ کرو تو پھر تمہاری مثال ان کی مثال کی طرح ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے يَحْمِلُ اَسْفَارًا کے تحت فرمایا: وہ کتابیں اٹھائے ہوئے ہے لیکن جو کچھ ان میں ہے وہ نہ اس کا علم رکھتا ہے اور نہ وہ اس کی عقل اور سمجھ رکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ گدھا اپنی پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ہوئے ہوتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس پر کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَسْفَارًا سے مراد کتابیں ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عطاء ابن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَسْفَارًا سے مراد کتابیں ہیں۔ فرمایا نبطی زبان میں کتاب کو سفر کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے جمعہ کے دن اس وقت گفتگو کی جب کہ امام خطبہ دے رہا ہوں، تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو اور وہ آدمی جو اسے یہ کہتا ہے خاموش رہو، اس کا جمعہ نہیں۔ (1)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾

"اے ایمان والو! جب (تمہیں) بلایا جائے نماز کی طرف جمعہ کے دن تو دوڑ کر جاؤ اللہ کے ذکر کی طرف اور (فوراً) چھوڑ دو خرید و فروخت یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ اور (بعض لوگوں نے) جب دیکھا کسی تجارت یا تماشا کو تو بکھر گئے اس کی طرف اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا۔ (اے حبیب! انہیں) فرمایئے کہ جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ کہیں بہتر ہیں لہو اور تجارت سے۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس ارشاد اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں (یہودیوں) نے کہا: ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ "نحن ابناء الله واحباوة" (المائدہ) اور وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ کے تحت فرمایا: انہوں نے یہ پہچان لیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ لیکن انہوں نے اسے چھپالیا اور کہا ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک برے اعمال کرنے والا موت کو بہت زیادہ ناپسند کرتا ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، باب الانصات والامام یخطب، جلد 2، صفحہ 408 (3123)، دار الفکر بیروت

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو موت کے سبب پست کیا ہے اور میں اس کے بارے یہ یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اسے بلندی اور رفعت عطا فرمائے گا۔ (1)

رہا ارشاد گرامی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ الآیہ۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس شے کے سبب یوم جمعہ کا نام جمعہ رکھا گیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس لیے کہ اس دن تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی۔ اسی دن میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اور اس کی آخری تین ساعات میں سے ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو کوئی دعا مانگے رب کریم کی بارگاہ میں وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد، نسائی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور اپنے مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے جمعہ کا دن کیا ہے؟ عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس طرح فرمایا پھر تیسری بار ارشاد فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے عناصر کو جمع کیا گیا۔ کیا میں تمہیں جمعۃ المبارک کے دن کے بارے نہ بتاؤں۔ فرمایا جو آدمی جمعہ کے دن خوب اچھی طرح طہارت اور پاکیزگی کا اہتمام کرتا ہے، اچھا لباس زیب تن کرتا ہے، اپنے گھر والوں کی خوشبو سے کچھ لگاتا ہے، اگر ان کے پاس خوشبو ہو۔ وگرنہ پھر پانی استعمال کرتا ہے۔ پھر مسجد میں آتا ہے اور خاموش بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ امام اپنی نماز مکمل کر لے، تو یہ دو جمعوں کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا گیا ہو اور سارا زمانہ اسی طرح ہوتا ہے۔ (2)

امام مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا گیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا اور جمعہ کے دن ہی قیامت قائم ہوگی۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابوالشیخ نے العظمہ میں ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کا دن سید الایام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمت و شان والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بھی زیادہ عظیم اور اعلیٰ ہے۔ اس میں پانچ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 309، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، باب حقوق الجمعۃ من الغسل والطیب، جلد 2، صفحہ 390 (3059)، دار الفکر بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فضل یوم الجمعۃ، جلد 6، صفحہ 124، دار الکتب العلمیہ بیروت

خصال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جمعۃ المبارک کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا، اسی دن انہیں زمین کی طرف اتارا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے انہیں موت عطا فرمائی، اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں بندہ جو شے بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے جب کہ وہ حرام شے کا سوال نہ کرے۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ لہٰذا کوئی فرشتہ نہیں، نہ زمین و آسمان، نہ ہوائیں، نہ پہاڑ اور نہ ہی کوئی سمندر ہے مگر وہ سب جمعۃ المبارک کے دن سے ڈرتے ہیں کہ اس دن قیامت قائم ہوگی۔ (1)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ہمیں جمعۃ المبارک کے دن کے بارے بتایئے اس میں کون کون سے بھلائی اور خیر کے کام ہوئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس میں پانچ خصال پائی جاتی ہیں۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا گیا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو (زمین پر) اتارا گیا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو موت عطا فرمائی، اسی دن میں ایک ساعت آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے جس شے کا بھی سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے جب کہ وہ گناہ اور قطع تعلقی کا سوال نہ ہو اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ تمام ملائکہ مقربین، زمین و آسمان، پہاڑ اور ہوا سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔ (2)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سات دنوں میں سے ایک دن ایسا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام دنوں پر منتخب فرمایا ہے اور چن لیا ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن آپ کو جنت سے (زمین پر) اتارا اور آپ کی توبہ قبول فرمائی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ مخلوق میں سے کوئی شے نہیں ہے مگر وہ اس دن سے ڈرتی اور گھبراتی ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے کہ اس دن قیامت قائم ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنوں کو ان کی اصل ہیئتوں پر مبعوث فرمائے گا اور جمعہ کے دن کو چاند کی صورت میں اٹھایا جائے گا جو اپنے اہل کو روشنی باہم پہنچا رہا ہوگا اور انہیں اس کے ساتھ عزت و تکریم دی جائے گی۔ جیسا کہ دلہن کہ دولہا کی عمدگی اور اچھائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ وہ انہیں روشنی باہم پہنچائے گا۔ وہ اس روشنی میں چلتے رہیں گے۔ اس کے رنگ ان کے لیے برف کی طرف سفید ہوں گے، ان کی ہوائیں کستوری کی طرح پھیل رہی ہوں گی اور وہ کافور کے پہاڑوں میں غوطہ زن ہوں گے۔ جن و انس ان کی طرف تعجب سے آنکھیں جھپک جھپک کر دیکھ رہے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور سوائے اخلاص کے ساتھ آذان دینے والے کے اور کوئی ان کے ساتھ نہیں ملے گا۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 17 (1084)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 284، دار صادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سید الایام جمعۃ المبارک کا دن ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں افضل ترین دن جمعۃ المبارک ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی میں نفخہ اور اسی میں صعقہ ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی دن میں سورج طلوع نہیں ہوتا جو کہ جمعہ کے دن سے اعظم ہو۔ بے شک جب یہ طلوع ہوتا ہے تو ہر شے اس سے خوفزدہ ہوتی ہے سوائے جن وانس کے جن پر حساب وعذاب ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جن وانس کے سوا تمام مخلوق جمعہ کے دن سے گھبراتی ہے۔ اس دن نیکی اور برائی دوگناہ کردی جاتی ہے اور یہی دن یوم قیامت ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن نیکی دوچند کردی جاتی ہے۔(5)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں شیشے کی طرح کوئی شی تھی جس میں سیاہ نکتہ تھا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ جمعہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور آپ کے ہاتھ میں سفید رنگ کے شیشے کی طرح کوئی شے تھی اور اس میں سیاہ نکتے کی طرح کچھ تھا۔ تو میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ جمعہ ہے۔ میں نے پوچھا: جمعہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں تمہارے لیے خیر اور بھلائی ہے۔ میں نے دریافت کیا اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ دن آپ کے لیے اور آپ ﷺ کے بعد کی قوم (امت) کے لیے عید کا دن ہوگا۔ اور یہود ونصاریٰ آپ کے تابع ہوں گے، میں نے پھر پوچھا: اس میں ہمارے لیے کیا ہے، تو انہوں نے کہا: تمہارے لیے اس میں ایک ساعت ہے جس میں کوئی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی کسی ایسی شے کے بارے سوال کرتا ہے، جو تمہارے حصے میں ہو۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے وہ شے عطا فرمادیتا ہے۔ اور اگر اس طرح نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے پاس اس سے افضل اور بہتر شے ذخیرہ کر لیتا ہے۔ یا پھر اس کے بدلے اسے ایسے شر سے پناہ عطا فرمادیتا ہے جو اس پر لکھا جا چکا ہو۔ ورنہ اس سے بڑی اور شدید آزمائش اس سے پھیر دیتا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا: اس میں یہ نکتہ کیسا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ قیامت ہے اور یہ جمعہ کے دن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 476 (5508)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 17 (1085)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 477 (5512) 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً (5513)

قائم ہوگی۔ اور یہ دن ہمارے نزدیک سید الایام ہے۔ اور ہم اسے یوم القیامہ اور یوم المزید کے نام سے پکارتے ہیں۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: کیونکہ آپ کے رب نے جنت میں سفید کستوری سے ایک وادی بنائی ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ علیین سے اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا۔ پھر کرسی کے اردگرد سونے کے ایسے منبر بچھائے جائیں گے جو جواہرات سے مرصع اور مزین ہوں گے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم السلام آئیں گے اور ان پر تشریف فرما ہوں گے اور اہل غرف (جنت کے محلات میں رہنے والے) اتریں گے اور ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر ان کا رب تبارک وتعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ تو وہ اس سے رضا کا سوال کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری رضا نے ہی تمہیں میرے گھر میں اتارا ہے اور میں تمہارے لیے کریم اور سخی ہوں۔ جب بھی تم مجھ سے مانگو گے، میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے رضا کا سوال کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں اس پر شاہد بنائے گا کہ میں ان سے راضی ہوں اور ان کے لیے وہ چیزیں ظاہر فرمادے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے ان کے بارے سنا ہے، اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال پیدا ہوا ہے اور وہ تمہارے جمعہ کے دن سے واپس پھرنے کی مقدار ہوگا پھر وہ بلند ہو جائے گا اور اس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء بھی بلند ہو جائیں گے اور اہل غرف اپنے محلات کی طرف واپس لوٹ جائیں گے اور یہ محل سفید موتی ہیں جس میں نہ کوئی کٹاؤ ہے اور نہ اس میں کوئی سوراخ ہے یا سرخ رنگ کا موتی ہے۔ یا سبز رنگ کا زبرجد ہے جس میں کئی کمرے ہیں اور ان کے دروازوں پر نقش ونگار بنے ہوئے ہیں۔ ان میں نہریں ہیں اور پھل لٹکے ہوئے ہیں۔ فرمایا: وہ جمعہ کے دن سے بڑھ کر کسی بھی شے کے حاجت مند نہیں ہوں گے۔ اس لیے تاکہ وہ اپنے رب کے حسن قدرت کا کثرت سے دیدار کر سکیں اور اس کی جانب سے وافر عزت وکرامت سے مشرف ہو سکیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن عبد اللہ مزنی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ جو شے بھی اپنے رب سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ عرض کی گئی: وہ ساعت کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ ساعت نماز کے لیے اقامت کہے جانے سے لے کر اس سے فارغ ہونے تک ہے۔ (2)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ مسلم اللہ تعالیٰ سے جس شے کے لیے بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جمعۃ المبارک کا دن یوم عرفہ کی مثل ہے۔ اس میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جس شے کی بھی التجا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ عرض کی گئی وہ ساعت کون سی ہے؟ تو انہوں نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعہ، جلد 1، صفحہ 477 (5517)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (5510)
3۔ ایضاً (5515)

فرمایا: جب مؤذن صبح کی نماز کے لیے اذان کہتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جمعہ کا دن یوم عرفہ کی طرح ہے بے شک اس میں ایک ایسی ساعت آتی ہے جس میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ تو آپ سے دریافت کیا گیا: وہ ساعت کون سی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب نماز کے لیے ندا (اذان) دی جاتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے بیان فرمایا: وہ ساعت جس کا ذکر جمعہ کے دن میں کیا جاتا ہے۔ فرمایا: تو میں نے کہا: وہ ساعت جسے اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے وہ ہے جس میں نماز ادا کی جاتی ہے، فرمایا: پس انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور مجھے دعاؤں سے نوازا، اور جو میں نے کہا اسے خوب پسند فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ساعت جو جمعہ کے دن میں ہوتی ہے وہ ان ساعتوں میں سے ایک ہے جب مؤذن اذان کہے، یا جب امام منبر پر بیٹھے، یا اقامت کے وقت۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ساعت زوال شمس کے وقت ہوتی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ساعت خرید و فروخت کے حرام ہونے کے وقت سے لے کر اس کے حلال ہونے تک کے درمیان میں واقع ہوتی ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن وہ ساعت جس میں دعا قبول کی جاتی ہے۔ وہ امام کے نماز کے لیے کھڑے ہونے کے وقت سے لے کر اس کے نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوف بن حصیرہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ساعت جس کی امید اور توقع جمعہ کے دن کی جاتی ہے وہ امام کے خطبہ کے لیے نکلنے سے لے کر نماز مکمل کرنے تک کے درمیان میں واقع ہے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ساعت جس کا انتظار جمعہ کے دن میں کیا جاتا ہے وہ عصر کے بعد ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے۔ اس میں ایک مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر کی التجاء کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سی شے میں مانگا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا اور آخرت میں عافیت کی التجا کیا کر۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 473 (5571)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (5470)
3۔ ایضاً، باب الساعۃ التی ترجی بھا یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 472 (5464)
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 473 (5468)
5۔ ایضاً (5467)
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 466 (5392)
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 472 (5460)
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 473 (5472)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اور جس شئے سے وہ اپنی طہارت اور پاکیزگی کی استطاعت رکھتا ہے اس سے خوب اپنے آپ کو پاک کرتا ہے پھر تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر سے خوشبو لگاتا ہے۔ پھر وہ چل پڑتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق اور جدائی نہیں ڈالتا، پھر وہ نماز پڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فرض کی ہے پھر جب امام گفتگو کرتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے، تو اس کے دوسرے جمعہ تک کے درمیان جو گناہ ہوتے ہیں وہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن کی وہ اذان جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا وہ وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مقدس، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے اکثر دور خلافت میں دی جاتی رہی کہ جب امام منبر پر بیٹھتا تھا تو مؤذن اذان کہا کرتا تھا۔ پھر جب آبادی دور دور تک پھیل گئی اور لوگ بڑھ گئے، تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان کا آغاز کیا اور لوگوں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن لوگوں نے اس وقت آپ پر اعتراض کیا۔ جب کہ آپ نے منیٰ میں مکمل نماز پڑھائی۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اور جب آپ نکل کر منبر پر تشریف فرما ہوتے تو ہم نماز اور اپنی گفتگو ختم کر دیتے تھے۔ بسا اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے بعض لوگوں کے پاس آتے جو آپ کی ولایت میں ہوتے اور آپ ان سے ان کی تجارت (منڈی) کے بارے پوچھتے اور آپ ان کا قصد کرتے اس حال میں کہ مؤذن اذان کہہ رہا ہوتا۔ جب مؤذن خاموش ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور کلام کرتے اور کوئی بھی گفتگو نہ کرتا یہاں تک کہ آپ اپنے خطبہ سے فارغ ہو جاتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ کے تحت فرمایا کہ اس میں مراد وقت ہے (یعنی جمعہ کے دن جس وقت نماز کے لیے اذان کہی جائے)۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ذکر (نماز) کے وقت اذان کہنا واجب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے کتاب الاذان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ پر فرض نماز کے ساتھ اذان بھی نازل ہوئی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی تشریف آوری اور جمعہ کے نزول سے قبل اہل مدینہ جمع ہوئے۔ انصار نے کہا: سات دنوں میں سے یہودیوں کا ایک دن ہے جس میں وہ تمام کے تمام جمع ہوتے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ کا بھی ایک دن ہے۔ پس آؤ ہم بھی ایک دن مقرر کر لیں جس میں ہم جمع ہوا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا: ہفتے کا دن یہودیوں کے لیے ہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعہ، جلد 1، صفحہ 487 (5519)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اور اتوار کا دن نصاریٰ کا ہے۔ پس تم یوم العروبہ اس کے لیے مقرر کر لو۔ وہ جمعہ کے دن کو ہی یوم العروبہ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے اس دن انہیں دو رکعتیں پڑھائیں اور انہیں ذکر کرایا۔ تو جس وقت وہ ان کے پاس جمع ہوئے اس وقت انہوں نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ اور حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے بکری ذبح کی اور انہوں نے صبح و شام کا کھانا اسی سے کھایا۔ اس وقت ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ۔ (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو ہجرت فرمانے سے قبل جمعہ کی اجازت فرما دی گئی تھی۔ لیکن مکہ مکرمہ میں جمع ہونا ممکن نہ ہوا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: امابعد! تم اس دن کو دیکھو جس دن یہودی زبور لے کر اکھٹے ہوتے ہیں۔ پس تم بھی اپنی عورتوں اور بیٹوں کو جمع کرو۔ اور جب جمعہ کے دن زوال کے وقت دن نصف سے ڈھل جائے تو دو رکعتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو (یعنی دو رکعت نماز ادا کرو)۔ آپ نے فرمایا وہی پہلا جمعہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور زوال کے بعد ظہر کے وقت اجتماع ہوا اور یہ روایت اوپر والی روایت سے زیادہ اظہر ہے۔ (2)

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمہم اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان کا باپ جب جمعہ کے دن اذان سنتا تھا تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتا تھا۔ تو میں نے کہا: ابا جان! جب بھی آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو میں نے آپ کو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرتے اور دعائیں کرتے دیکھا ہے۔ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہی آدمی ہے جس نے ہمیں سب سے پہلے نقیع میں جمع جمعہ پڑھایا اسے نقیع الخضمات من حرۃ بنی بیاضہ کہا جاتا ہے۔ تو میں نے پوچھا: اس وقت تم کتنے آدمی تھے۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا: ہم چالیس آدمی تھے۔ (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مہاجرین میں سے جو سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں آئے وہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں اور انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے جمعہ کے دن سب سے پہلے جمعہ پڑھایا اور وہ بارہ آدمی تھے۔ (4)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے اخبار المدینہ میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ جمعہ کے دن قباء سے چلے اور بنی سالم کے پاس سے آپ گزرے اور وہیں آپ ﷺ نے بنی سالم کے ساتھ نماز جمعہ

---

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب اول من جمع، جلد 3، صفحہ 65 (5158)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن دارقطنی، باب ذکر العدد فی الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 5 (مختصراً) دارالمحاسن القاہرہ

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فرض الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 15 (1085)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 394 (3076)، دارالفکر بیروت

ادا فرمائی اور یہ وہی مسجد ہے جو بطن وادی میں واقع ہے اور یہ وہ پہلا جمعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر اس جگہ، اس دن، اس مہینے اور اس سال میں قیامت کے دن تک جمعہ فرض قرار دیا ہے۔ پس جس نے اسے حقیر سمجھتے ہوئے یا اس کا انکار کرتے ہوئے چھوڑا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بکھرے ہوئے معاملات کو جمع نہیں فرمائے گا اور اس کے کام میں برکت نہیں رکھے گا۔ نہ اس کی کوئی نماز ہوگی، نہ زکوٰۃ، نہ حج ہوگا، نہ روزہ۔ اور نہ ہی اس کے لیے کوئی برکت ہو گی۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔ پس جو توبہ کرلیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں نے بیان فرمایا کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ قومیں جمعہ اور جماعتیں ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر پردے ڈال دے گا اور انہیں غافلین میں سے لکھ دے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جس کسی نے بغیر عذر کے جمعہ ترک کیا، تو اس کے دل پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔(3)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی نے بلا وجہ تین جمعہ مسلسل چھوڑ دیئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگادے گا۔(4)

امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ رحمہم اللہ نے اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔(5)

امام احمد اور ابن حبان رحمہما اللہ نے حضرت ابو الجعد ضمری رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے بغیر عذر کے تین جمعے چھوڑ دیئے، وہ منافق ہے۔(6)

امام ابو یعلی اور مروزی نے الجمعہ میں محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد بن زرارہ کی سند سے اپنے چچا سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سید الایام جمعہ کا دن ہے اور یہ عید الفطر اور قربانی کے دن سے بھی زیادہ عظمت وشان والا دن ہے۔ اس کی پانچ خصوصیات ہیں: اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا گیا، آپ کو جنت سے زمین کی طرف اتارا گیا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں بندہ اپنے رب سے جو مانگتا ہے وہ اسے عطا فرمادیتا ہے۔ بشرطیکہ حرام چیز کا سوال نہ ہو۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت میمون بن ابی شعیب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج کے زمانے میں میں نے

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فرض الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 15 (1081)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی تفریط الجمعۃ وترکھا، جلد 1، صفحہ 480 (5534)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (5535)

4۔ مجمع الزوائد، باب فیمن ترک الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 421 (3173)، دار الفکر بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 38، (1127)

6۔ مجمع الزوائد، باب فیمن ترک الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 422 (3187) 7۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 325

جمعہ کا ارادہ کیا اور جانے کے لیے تیار ہوا۔ پھر میں نے کہا: میں اس کے پیچھے کہاں نماز پڑھنے کے لیے جاؤں گا۔ سو کبھی خیال آتا کہ جاؤں اور کبھی کہتا کہ نہ جاؤں۔ بالآخر میں نے اپنی رائے کو جانے کے لیے جمع کیا۔ تو اتنے میں مجھے گھر کی ایک جانب سے کسی بلانے والے نے یہ ندا دی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (1)

امام ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک تختی دیکھی۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تو آپ نے فرمایا: تجھے یہ کس نے املاء کرایا ہے؟ تو میں نے عرض کی: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک حضرت ابی ہم میں زیادہ تر منسوخ کو پڑھنے والے ہیں۔ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے۔ ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابی رضی اللہ عنہ منسوخ کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ''۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الام میں، عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اس طرح قرأت کرتے سنا ہے۔ ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ''۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سنا، آپ ہمیشہ اس طرح پڑھتے تھے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' (3)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا اور آپ سورۂ جمعہ کی یہ آیت اسی طرح پڑھتے رہے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' (4)

امام عبدالرزاق، فریابی، ابوعبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن الانباری اور طبرانی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' پڑھتے تھے۔ فرماتے: اگر ''فَاسْعَوْا'' ہوتا، تو میں یقیناً دوڑتا یہاں تک کہ میری چادر گر جاتی۔ (5)

امام عبدالرزاق اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' اور وہ اس قول کی طرح ہے: اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰى ۝ (اللیل) (6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 467 (5403)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت — 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 310 (3217)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 265 (11417)، دار الفکر بیروت — 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 265 (11418)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں "فَامْضُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ" پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی یہ آیت "فَامْضُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ" پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت میں فَاسْعَوْا بمعنی "فَامْضُوْا" ہے (یعنی تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلو)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: اس سے مراد پاؤں کے ساتھ دوڑنا نہیں کیونکہ اس سے منع کیا گیا۔ بلکہ وہ نماز کی طرف آئیں اس حال میں کہ ان پر سکینہ اور وقار طاری ہو۔ البتہ اس سعی سے مراد دلوں، نیت اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کے لیے کوشش کرنا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سعی سے مراد یہ ہے کہ تو اپنے دل اور عمل کے ساتھ کوشش کرے اور مراد نماز کی طرف آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ (الصافات: 102) فرمایا: یہ تب کہا جب وہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے باپ (حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام) کے ساتھ چلنے کے قابل ہو گئے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم جمعہ کے دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ آپ نے نماز کے لیے اذان سنی اور فرمایا: اٹھو تا کہ ہم اس کی طرف سعی کریں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ کے تحت فرمایا: مراد نماز کی طرف جانا اور چلنا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت فرمایا: کہ اس میں سعی سے مراد عمل ہے، پاؤں کے ساتھ دوڑنا مراد نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے فرمایا سعی سے مراد عمل ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں جمعہ کے دن مسجد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب السعی الی الصلوٰۃ یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 482 (5557)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، باب فضل الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 88 (2966)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف عبد الرزاق، باب السعی الی الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 99 (5361)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 482

کی طرف نکلا اور میری ملاقات حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ پس چلتے چلتے جب میں نے اذان کی آواز سنی تو میں نے اپنی چال کو تیز کیا۔ اس لیے کہ رب کریم نے فرمایا: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تو انہوں نے شدت کے ساتھ مجھے کھینچ لیا اور فرمایا: کیا ہم سعی میں نہیں ہیں؟ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد امام کی وعظ و نصیحت ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن پہلی اذان سے اقامت تک اور پھر امام کے فارغ ہونے تک تجارت حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے دو آدمی شام کی طرف تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے۔ بسا اوقات وہ دونوں جمعہ کے دن آتے اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہوتے اور وہ آپ کو پکارتے تھے اور بیع کے سوا وہ جس کام میں ہوتے اس میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ نماز کھڑی کر دی جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پہلے جو ہوتا رہا وہ ان پر حرام کر دیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وہ اذان جس کے ساتھ بیع حرام ہو جاتی ہے وہ وہ اذان ہے جو امام کے نکلنے کے وقت ہوتی ہے (یعنی اذان خطبہ) فرمایا: اور میرا خیال یہ ہے کہ اب پہلی اذان کے وقت بیع چھوڑ دی جائے۔ (3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو اس کے ساتھ ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جمعہ کا دن سورج زائل ہو جائے تو نماز مکمل ہونے تک بیع اور تجارت حرام ہوتی ہے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور حضرت حسن رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ (6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن اہل مدینہ کے لیے ایک ساعت تھی جس میں انہیں پکار کر اعلان کر دیا جاتا تھا کہ خرید و فروخت حرام ہے۔ اور وہ ساعت امام کے خروج کے وقت ہے۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب صفۃ المشی الی الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 227، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کان یستقبل الامام یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 453 (5237)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 465 (5390)، مفہوم

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 310، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الساعۃ التی یکرہ فیہا البیع والشراء، جلد 1، صفحہ 465 (5386) 6۔ ایضاً (5387)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں جمعہ کے دن جب مؤذن اذان کہتا تو بازاروں میں یہ اعلان کیا جاتا تھا خرید وفروخت حرام ہے، خرید وفروخت حرام ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ قاسم جمعہ کے دن اپنے گھر والوں کے پاس گئے۔ ان کے پاس ایک عطر فروش تھا جو انہیں کچھ بیچ رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کچھ خریدا، قاسم جمعہ کی طرف چلے گئے اور دیکھا کہ امام صاحب خطبہ کے لیے آچکے ہیں۔ تو آپ نے گھر والوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی بیع توڑ دیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جس کسی نے جمعہ کے دن زوال کے بعد کوئی شے بیچی تو اس کی بیع مردود ہے۔ کیونکہ جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان ہو جائے تو بیع کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(2)

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا آپ بیع کے سوا کوئی ایسی شے جانتے ہیں جو جمعہ کی پہلی اذان کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب پہلی اذان ہو جاتی ہے تو لہو ولعب اور بیع حرام ہو جاتی ہے اور تمام کے تمام کاروبار خرید وفروخت اور سونے کے قائم مقام ہی ہیں کہ آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور کچھ لکھنے لگے۔ میں نے پوچھا: جب پہلی اذان ہو جائے تو کیا اس وقت چلنا واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پس آدمی کو اس وقت چاہیے کہ ہر شے چھوڑ دے اور جمعہ کی نماز کے لیے چل پڑے۔(3)

امام ابو عبید، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن بسر حرانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن بشر مازنی، صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ جمعہ کی نماز پڑھ کر نکلتے تو کچھ وقت کے لیے بازار میں چکر لگاتے، پھر مسجد کی طرف لوٹ آتے۔ پھر وہ نماز پڑھتے جتنی اللہ تعالیٰ چاہتا کہ وہ پڑھیں۔ تو ان سے عرض کی گئی: تم کس شے کے لیے ایسا کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس لیے کہ میں نے اسی طرح حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن جب تو نماز سے فارغ ہو جائے تو مسجد کے دروازے کی طرف نکل اور کسی شے کا سودا کر، اگرچہ تو اسے نہ بھی خریدے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ولید بن رباح رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ آیت پڑھتے: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الساعۃ التی یکرہ فیھا البیع والشراء، جلد 1، صفحہ 466 (5391)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (5389)

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب فی الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 77 (5243)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مجمع الزوائد، باب ما یفعل اذا صلی الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 452 (3186)، دار الفکر بیروت

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ تو لوگ بڑی تیزی کے ساتھ دروازوں کی طرف بڑھتے ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ کے تحت کہا: اگر وہ چاہے تو کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجازت ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جائے تو اگر چاہے تو وہ نکلے اور اگر چاہے تو مسجد میں بیٹھا رہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا (زمین میں پھیل جاؤ) طلب دنیا کے لیے نہیں۔ بلکہ مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بھائی کی ملاقات کے لیے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہیں طلب دنیا میں سے کسی شے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس سے مراد مریض کی عیادت، نماز جنازہ میں شرکت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بھائی کی ملاقات کے لیے نکلنا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی نماز پڑھی، اس دن کا روزہ رکھا، مریض کی عیادت کی، جنازہ میں حاضر ہوا اور نکاح میں حاضر ہوا، تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔(4)

رہا ارشاد گرامی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً الآیہ۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے سنن میں کئی طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس اثناء میں کہ جمعہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کا ایک قافلہ آ پہنچا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اس کی طرف بھاگ پڑے۔ حتیٰ کہ بارہ آدمیوں کے سوا ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان بارہ افراد میں شامل تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آخر سورت تک نازل فرمائی: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا الی آخر السورۃ۔(5)

بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے

---

1۔ معنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 482 (5561)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (5560)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مجمع الزوائد، باب الصلوۃ علی المیت یوم الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 382 (3028)، دار الفکر بیروت

5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی قولہ تعالیٰ واذا راوا تجارۃ۔ الآیۃ، جلد 6، صفحہ 132، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھے کہ اسی دوران حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ آئے اور اپنا سامان بیچنے لگے۔ تو چند افراد کے سوا مسجد میں کوئی بھی باقی نہ بچا اور حضور نبی کریم ﷺ کھڑے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَیْهَا الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سامان تجارت لے کر آئے۔ تو سات آدمیوں کے سوا سارے آدمی دیکھنے کے لیے نکل گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ آیا جو کھانے پینے کا بہت سا ساز و سامان اٹھائے ہوئے تھا۔ پس لوگ جمعہ سے نکل گئے۔ ان میں سے بعض تو سامان خریدنا چاہتے تھے اور بعض صرف حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کا ارادہ رکھتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر کھڑے چھوڑ دیا۔ مسجد میں صرف بارہ مرد اور سات عورتیں باقی رہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ سارے نکل جاتے تو مسجد ان پر آگ سے بھڑک اٹھتی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جمعہ کے دن مدینہ طیبہ میں ایک تجارتی قافلہ آیا۔ اس وقت آقائے دو جہاں ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو جو لوگ مسجد میں تھے ان میں سے بہت سے لوگ اٹھ کر اس کی طرف چلے گئے۔ تو انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَیْهَا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ عیدین کی مثل خطبہ سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک بار جمعہ کا دن تھا اور آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور جمعہ کی نماز پڑھ چکے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سامان تجارت لے کر آگئے ہیں۔ اور جب حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آتے تھے تو ان کے گھر اور خاندان والے دفیں بجا کر ان کا استقبال کرتے تھے۔ پس لوگ نکل پڑے اور ان کا گمان یہ تھا کہ خطبہ کو چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ کو پہلے کروایا اور نماز کو مؤخر فرما دیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ایک تجارت پیشہ آدمی تھے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل وہ سامان تجارت لے کر مدینہ طیبہ کی طرف آتے۔ تو لوگ ان کے ساز و سامان کو دیکھنے کے لیے نکل پڑتے اور ان سے سامان خریدتے۔ پس ایک دفعہ وہ جمعہ کے دن آئے اور اس وقت لوگ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دحیہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو اس کے خاندان والوں نے طبلے اور دیگر سامان لہو کے ساتھ قافلے کا استقبال کیا اور یہ وہی کھیل اور تماشا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس لوگوں نے مسجد میں یہ سنا کہ دحیہ سامان تجارت لے کر احجار زیت کے پاس اتر پڑا ہے۔ احجار زیت مدینہ طیبہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔ اور

لوگوں نے آوازیں سنیں۔تو بہت سے لوگ دحیہ کا سامانِ تجارت اور تماشہ دیکھنے کے لیے اس کی طرف نکل گئے۔اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کھڑے چھوڑ دیا۔اور آپ ﷺ کے پاس کوئی بڑی تعداد نہ رہی۔اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے تین بار اس طرح کیا۔اور ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ تعداد جو مسجد میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ باقی رہی وہ بالکل قلیل تعداد تھی۔تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْلَا هٰؤُلَاءِ، يَعْنِي الَّذِيْنَ بَقُوْا فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقُصِدَتْ اِلَيْهِمُ الْحِجَارَةُ مِنَ السَّمَاءِ'' اگر یہ لوگ نہ ہوتے یعنی وہ جو مسجد میں حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس باقی رہے۔تو میں ان کے لیے آسمان سے پتھر برسنے کی دعا کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔اور جب کوئی نکاح (شادی) ہوتا تو وہاں کے باسی کھیل تماشہ کرتے دفیں بجاتے اور کودتے کھیلتے مسجد کے پاس سے گزرتے (2)۔اور جب بطحاء میں اترتے تو جمع ہو کر خوب شور و شغب کرتے۔بطحاء اس مسجد کی فناء میں بیٹھنے کی جگہ ہے جو مسجد بقیع غرقد کے ساتھ متصل ہے۔اور اعرابی لوگ جب گھوڑے، اونٹ، ریوڑ اور دیگر دیہات کا ساز و سامان لے کر آتے تو وہ بطحاء میں ہی اترتے تھے۔پس جب ایک بار اسی طرح کی آواز خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے والوں نے سنی۔تو وہ تماشے اور تجارت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو کھڑا چھوڑ دیا۔تو اس طرح حضور نبی مکرم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو عتاب کیا اور فرمایا: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: لوگ اپنے پانی اٹھانے والے اونٹوں کی طرف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سفر کرنے والے اونٹوں کی طرف آتے ہیں اور اس سے تجارت اور کھیل تماشے کا قصد کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس اثناء میں کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کا ایک تجارتی قافلہ آ گیا۔پس وہ اٹھ کر اس کی طرف چلے گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ دیا۔نتیجۃً ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا۔باقی رہنے والوں میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی تھے۔تو یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم بھی ان کی اتباع کرتے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی میرے ساتھ باقی نہ رہتا، تو تمہارے ساتھ یہ وادی آگ سے بھر کر بہہ پڑتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی اللہ ﷺ جمعہ کے

1۔شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب، جلد 5، صفحہ 235 (4495)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 19-118، دار احیاء التراث العربی بیروت

دن کھڑے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ تو اسی دوران کہا گیا: قافلہ آ گیا۔ پس لوگ اٹھنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت باقی رہ گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کتنے ہو، اپنے آپ کو شمار کرو۔ تو وہ بارہ مرد اور عورتیں تھے۔ پھر دوسرے جمعہ آپ ﷺ اٹھے، خطبہ ارشاد فرمایا اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ تو پھر کہا گیا: قافلہ آ گیا، تو پھر لوگ کھڑے ہونا شروع ہو گئے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت باقی رہ گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کتنے ہو، اپنے آپ کو شمار کرو۔ تو وہ بارہ مرد اور عورتیں بنے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے آخری آدمی تم میں سے پہلے کی اتباع کرتا (یعنی تمام کے تمام اٹھ کر چلے جاتے) تو تم پر یہ وادی آگ کے شعلوں سے بھڑک اٹھتی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً الآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَوْ لَهْوَا سے مراد طبلہ بجانا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو گھی اور اسی طرح کی اور کچھ چیزیں آ گئیں۔ پس لوگ اس کی طرف اٹھنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک قلیل تعداد کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بھی ان کی پیروی کرتے تو وادی آگ سے بھڑک اٹھتی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے یا بیٹھ کر؟ تو انہوں نے جواب ارشاد فرمایا کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا: وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا (اور انہوں نے آپ کو کھڑا چھوڑ دیا)۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبد الرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس خبیث کی طرف دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔ (3)

امام احمد، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ (4)

امام احمد، ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے اور ان کے درمیان بیٹھتے۔ آپ ﷺ قرآن کریم پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصائح فرماتے تھے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی

---

1۔ شعب الایمان، باب فضل الجمعہ، جلد 3، صفحہ 107 (3019)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی الخطبۃ یوم الجمعہ، جلد 2، صفحہ 29 (1108)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی۔ باب واذا راوا تجارة، الآیہ، جلد 6، صفحہ 132، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی الخطبۃ یوم الجمعہ، جلد 2، صفحہ 28 (1106)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاۃ، جلد 6، صفحہ 130

ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے اور ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھتے تھے اور پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے جمعہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے خطبہ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَتَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے جمعہ کے دن کے خطبہ کے بارے سوال کیا۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَتَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تمام نے کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سب سے اول جو منبر پر بیٹھے وہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن منبر پر بیٹھنا بدعت ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا جب ان کے پیٹ کی چربی اور گوشت زیادہ بڑھ گیا (یعنی ان کا جسم بھاری ہو گیا اور کھڑا ہونا مشکل ہو گیا)(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے جاتے تو لوگ آپ ﷺ کے چہرۂ مقدس کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوتے اور آپ فرماتے: السلام علیکم۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے اور سورت پڑھتے۔ پھر بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر نیچے اتر آتے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما دونوں اسی طرح کرتے تھے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا خطبہ اور آپ کی نماز مختصر اور چھوٹی ہوتی تھی۔(9)

ابن ابی شیبہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن نماز خطبہ کی وجہ سے مختصر کی گئی ہے۔(10)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے نبی کریم ﷺ کے جمعہ

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 27 (1103)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کان یخطب قائما، جلد 1، صفحہ 449 (5789)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً (5792) 4۔ ایضاً (5791) 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 448 (5180)

6۔ ایضاً (5185) 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 449 (5193) 8۔ ایضاً (5195)

9۔ ایضاً، باب الخطبۃ تطول او تقصر، جلد 1، صفحہ 450 (5198) 10۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 456 (5276)

کے دن خطبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: وَتَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمعہ کے دن کے خطبات کو تلاش کیا۔ تو اس نے مجھے خوب تھکا دیا۔ تو میں نے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک آدمی کو لازم پکڑ لیا اور اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اے لوگو! بے شک تمہارے لیے علم ہے، سو تم اپنے علم کی انتہا کو پہنچو۔ بے شک تمہارے لیے ایک غایت اور درجہ ہے۔ پس تم اپنی غایت کی انتہا تک پہنچو۔ کیونکہ بندۂ مومن دو خوفوں کے مابین ہے۔ ایک اس عمر کا خوف جو گزر چکی، کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کیا کہا ہے۔ اور ایک اس عمر کا خوف جو ابھی باقی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس میں کیا کرے گا۔ پس بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ توشہ اور زادراہ حاصل کرے اپنے نفس سے اپنے لیے، اپنی دنیا سے اپنی آخرت کے لیے، جوانی سے بڑھاپے سے پہلے اور اپنی صحت سے بیماری سے پہلے پہلے، کیونکہ تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! موت کے بعد طلب رضا کا موقعہ نہیں اور دنیا کے بعد جنت اور دوزخ کے سوا کوئی دار نہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں“(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو فرمایا کرتے تھے: ”ہر وہ شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ آنے والی شی کے لیے کوئی بعد اور دوری نہیں۔ کسی کی تیزی اور عجلت کے سبب اللہ تعالیٰ عجلت اور تیزی نہیں فرماتا اور نہ ہی وہ لوگوں کے کام آہستگی کرتا ہے وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے نہ کہ وہ جو لوگ چاہیں۔ لوگ ایک امر کا ارادہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایک کام کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے، اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں۔ جسے اللہ تعالیٰ قریب کرے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ دور کر دے اسے قریب کرنے والا کوئی نہیں۔ اور کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الخطبۃ تطول او تقصر، جلد 1، صفحہ 448(5190)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 278(8178)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۱ سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّۃٌ ۶۳ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ سورۂ منافقون مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ کی تلاوت فرماتے تھے اور اس کے ساتھ مومنین کو تحریض اور رغبت دلاتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھتے تھے اور اس کے ذریعے منافقین کو پریشان اور مضطرب کرتے تھے۔(2)

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو عیینہ خولانی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ پڑھتے تھے اور وہ سورت جس میں منافقین کا ذکر آتا ہے۔(3) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾

”(اے نبی مکرم!) جب منافق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ آپ بلاشبہ اس کے رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، اسی طرح روکتے ہیں اللہ کی راہ سے۔ بے شک یہ لوگ بہت برے کرتوت ہیں، جو یہ کر رہے ہیں۔ (ان کا) یہ (طریق کار) اس لیے ہے کہ وہ (پہلے)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما نزل بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب ما یقرا فی الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 419 (3167)، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً (3166)

ایمان لائے پھر وہ کافر بن گئے پس مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر تو (اب) وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ اور جب آپ انہیں دیکھیں تو ان کے جسم آپ کو بڑے خوشنما معلوم ہوں گے۔ اور اگر وہ گفتگو کریں تو توجہ سے آپ ان کی بات سنیں گے، (درحقیقت) وہ (بیکار) لکڑیوں کی مانند ہیں جو دیوار کے ساتھ کھڑی کر دی گئی ہوں۔ گمان کرتے ہیں کہ ہر گرج ان کے خلاف ہی ہے، یہی حقیقی دشمن ہیں پس آپ ان سے ہوشیار رہیے۔ ہلاک کرے انہیں الله تعالیٰ کیسے سرگرداں پھرتے ہیں"۔

امام ابن سعد، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم الله نے حضرت زید بن ارقم رضی الله عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے کہ لوگوں پر شدت اور تنگ دستی طاری ہو گئی۔ تو عبدالله بن ابی رأس المنافقین نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم ان پر کچھ خرچ نہ کرنا جو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں، تاکہ وہ آپ کے اردگرد سے بکھر جائیں اور اس نے مزید یہ کہا کہ اگر ہم مدینہ طیبہ واپس لوٹ کر گئے تو عزت والے ذلت والوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ چنانچہ میں یہ سن کر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ تو آپ نے عبدالله بن ابی کو بلا بھیجا اور اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے قسم اٹھا کر کہہ دیا کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ زید نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ ان کی یہ بات میرے دل پر انتہائی گراں اور سخت گزری۔ یہاں تک کہ الله تعالیٰ نے سورۃ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ میں میری تصدیق نازل فرما دی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا تاکہ آپ ان کے لیے استغفار کریں۔ تو انہوں نے اپنے سر پھیر دیئے۔ اور وہ الله تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ (درحقیقت) وہ (بیکار) لکڑیوں کی مانند ہیں۔ فرمایا: وہ خوب صورت ترین آدمی تھے۔(1)

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم الله نے حضرت زید بن ارقم رضی الله عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ اعراب میں بھی سے کچھ لوگ تھے۔ ہم بھی پانی کی طرف تیزی سے جاتے تھے۔ لیکن اعرابی ہم سے سبقت لے جاتے تھے۔ پھر ایک اعرابی اپنے ساتھیوں کو آگے لانے لگا یہاں تک کہ اس کے ساتھی آ گئے۔ اتنے میں ایک انصاری اعرابی کے پاس آیا اور اس نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی، تاکہ وہ پانی پی لے۔ لیکن اعرابی نے اسے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ پس اس نے ایک پتھر اکھیڑ دیا اور پانی بہہ گیا۔ جواباً اعرابی نے ایک لکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر دے ماری، اور اسے زخمی کر دیا۔ چنانچہ وہ انصاری رأس المنافقین عبدالله بن ابی کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ وہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خوب غضب ناک ہوا اور اس نے کہا: رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنے اعراب ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ وہ آپ کے آس پاس سے بکھر جائیں۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 728، وزارت تعلیم اسلام آباد

وہ کھانے کے وقت آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جب وہ آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں، تب وہ آپ کے لیے کھانا لے کر آئیں تاکہ آپ اور جو آپ کے پاس ہوں وہ کھالیں پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب تم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے، تو عزت والے اور غالب کو چاہیے کہ وہاں سے ذلیل کو نکال دے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے چچا کے پیچھے تھا، میں یہ سب باتیں سن لیں اور ہم عبداللہ کے ننھیال تھے۔ میں نے اپنے چچا کو ان باتوں سے آگاہ کیا۔ چنانچہ وہ گئے اور حضور نبی اکرم ﷺ کو ان کی اطلاع دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا بھیجا۔ لیکن اس نے قسم کھا کر صاف انکار کر دیا۔ نتیجۃً آپ ﷺ نے اسے سچا قرار دیا اور مجھے جھوٹا۔ پھر میرا چچا میرے پاس آیا اور اس نے کہا: میں نے تو تیری تکذیب کا ارادہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے ناپسند کیا اور مسلمانوں نے تیری تکذیب کی۔ چنانچہ یہ سن کر مجھ پر ایسی پریشانی اور غم لاحق ہوا۔ جتنا کبھی کسی کو نہیں پہنچا۔ پس اسی اثناء میں کہ میں چل رہا تھا میں نے اپنے سر کو غم سے ہلکا کیا کہ اتنے میں حضور نبی رحمت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے کان کو پکڑ کر ملنے لگے اور آپ ﷺ میرے سامنے مسکرا دیئے اور مجھے خوش نہ کر سکتی اگر اس کے بدلے میرے لیے خلد (ہیشگی) یا دنیا ہوتی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے آ ملے اور انہوں نے پوچھا: حضور نبی کریم ﷺ نے تجھے کیا فرمایا ہے؟ میں نے بتایا آپ ﷺ نے مجھے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ مگر یہ کہ آپ نے میرے کان کو پکڑ کر ملا اور آپ ﷺ میرے سامنے مسکرائے، تو انہوں نے فرمایا: تیرے لیے یہ بشارت اور خوشخبری ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے ملے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۶﴾ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۷﴾ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔(1)

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے کہا جو کہا کہ تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ بکھر جائیں۔ اور اس نے یہ کہا اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، میں نے اس کی یہ گفتگو سنی اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور اس کا ذکر آپ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ تو انصار میں سے کئی لوگوں نے مجھے ملامت کی۔

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۃ المنافقون، جلد 5، صفحہ 387 (1313)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وہ ان کے پاس آیا اور قسم اٹھانے لگا کہ اس نے اس طرح کی بات نہیں کی۔ چنانچہ میں گھر کی طرف لوٹ آیا اور سو گیا۔ پھر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی ہے اور تجھے تائید سے نوازا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الآیتین۔(1)

امام طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب ابن ابی نے وہ باتیں کیں۔ تو میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس سے مطلع کیا۔ پس وہ آیا اور اس نے قسم اٹھائی کہ اس نے کچھ نہیں کہا۔ تو پھر لوگ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذب لے کر آئے اور میں اس خوف سے گھر میں بیٹھ گیا کہ جب لوگ مجھے دیکھیں گے تو کہیں گے یہ وہ ہے جو کذب بیانی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الآیہ۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں رأس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کے ہمراہ وہاں سے گزرے۔ تو عبد اللہ بن ابی نے کہا: اگر ہم مدینہ طیبہ لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے۔ تو میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں اس بات کی خبر دی۔ پس وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ لیکن اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر یہ قسم اٹھا دی کہ قسم بخدا! اس نے اس طرح کی کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک مجھے اس کے بارے بچے زید بن ارقم نے اطلاع دی ہے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ساتھ لے گئے اور وہاں جا کر کہا: اس نے مجھے بتایا ہے۔ تو عبد اللہ بن ابی نے مجھے جھڑک دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رک گیا اور رونے لگا اور عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر نور نازل فرمایا ہے! اس نے ایسا کہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رخ زیبا پھیر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ آخر سورت تک نازل فرمائی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام منافقین رکھا کیونکہ انہوں نے شرک کو چھپایا اور ایمان کو ظاہر کیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی قسم یہ تھی قسم بخدا! وہ بالیقین تم میں سے ہیں۔ تو انہوں نے اپنی قسموں کو قتل اور جنگ سے بچاؤ کے لیے ڈھال بنایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا تا کہ ان کے ذریعے وہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو بچا سکیں۔(4)

---

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 198، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً۔ جلد 5، صفحہ 190
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 265 (11420)، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب سفر کرتے تو اغنیاء اور دولت مند مومنین میں سے ہر آدمی کے ساتھ فقراء میں سے ایک آدمی ہوتا، جو اس کا زادراہ اور پانی وغیرہ اٹھائے ہوئے ہوتا۔ اور جب وہ پانی کے قریب پہنچتے تو فقراء آگے بڑھتے اور اپنے ساتھیوں کو پانی پلاتے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن ابی کے ساتھی آگے بڑھ گئے اور انہوں نے مومنین کے لیے جگہ خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ تو مومنین نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب عبداللہ بن ابی آیا اور اس نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا۔ تو کہا: قسم بخدا! اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو بالیقین عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، اس نے مزید کہا: ان سے خرید وفروخت روک لو۔ ان کو کوئی شے نہ بیچو۔ پس حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کی یہ باتیں سن لیں کہ اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے اور اس کی یہ بات بھی کہ تم ان پر کچھ خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں۔ تو انہوں نے اس کی خبر اپنے چچا کو دی اور ان کے چچا نے اس کی اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا۔ وہ اپنی شکل وصورت اور حسن وجمال کے سبب خوشنما دکھائی دیتا۔ جب کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کر آتا تھا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واقعہ سے آگاہ کیا۔ تو اس نے قسم اٹھا دی کہ اس نے اس طرح نہیں کہا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اور ہر شے جو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں نازل فرمائی پس اسی سے عبداللہ بن ابی کا ارادہ فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ انہوں نے زبان سے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ لیکن ان کے دل اس کا انکار کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گویا کہ وہ کھڑی کھجوریں ہیں۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا ؕ وَ

لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۞ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۞

"اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ اللہ کا رسول تمہارے لیے مغفرت طلب کرے، تو (انکار سے) اپنے سروں کو گھماتے ہیں اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ (حاضری سے) رکے رہے ہیں تکبر کرتے ہوئے۔ یکساں ہے ان کے لیے کہ آپ طلب مغفرت کریں ان کے لیے یا طلب مغفرت نہ کریں ان کے لیے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا انہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہبری نہیں کرتا۔ یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں نہ خرچ کرو ان (درویشوں) پر جو اللہ کے رسول کے پاس ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ (بھوک سے تنگ آ کر) تتر بتر ہو جائیں۔ اور اللہ کے لیے ہی ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافقین (اس حقیقت کو) سمجھتے ہی نہیں۔ منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر گئے مدینہ میں تو نکال دیں گے عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو، حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو (اس بات کا) علم ہی نہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ دوران سفر جب کسی منزل پر اترتے تو آپ وہاں سے کوچ نہ کرتے تھے جب تک آپ وہاں نماز نہ پڑھ لیتے۔ جب غزوۂ تبوک کے وقت آپ ﷺ نے ایک مقام پر قیام فرمایا، تو عبد اللہ بن ابی نے کہا اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ پس یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ تو آپ ﷺ نے وہاں سے سفر شروع کر دیا اور نماز ادا نہ فرمائی۔ تو صحابہ کرام نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ابن ابی کا واقعہ بیان کیا۔ پھر قرآن کریم نازل ہوا: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ۔ پھر عبد اللہ بن ابی حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور معذرت کرنے لگا اور قسم اٹھا کر کہنے لگا اس نے اس طرح نہیں کہا اور آپ ﷺ اسے فرمانے لگے: توبہ کر لے۔ لیکن وہ (انکار میں) اپنے سر کو گھمانے لگا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ الآیہ۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول سے کہا گیا: آ، تا کہ تیرے لیے رسول اللہ ﷺ مغفرت طلب کریں۔ تو اس نے اپنا سر گھما دیا اور کہنے لگا: میں نے کیا کہا ہے؟

ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ کے تحت کہا کہ وہ استہزاء سروں کو حرکت دیتے رہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس طرح کہ اس کے رشتہ داروں میں سے ایک بچہ اس کی گفتگو

اور شدید تکذیب لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو بلا لیا۔ تو وہ قسم کھانے لگا اور اس سے اپنی برأت کا اظہار کرنے لگا اور انصار بھی اس بچے کے پاس آ کر اسے لعن طعن اور ملامت کرنے لگے۔ عبد اللہ بن ابی سے کہا گیا: اگر تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ ﷺ تیرے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ تو وہ اپنا سر گھمانے لگا اور یہ کہنے لگا: میں نے کچھ نہیں کیا، اس نے میرے خلاف جھوٹ بولا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں جو تم سن رہے ہو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حکم کی سند سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کا ایک بیٹا تھا جسے حباب کہا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میرا والد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے فرمایا: تو اپنے باپ کو قتل نہ کر، وہ پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک میرا باپ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے، آپ مجھے اجازت عطا فرمایئے تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ لیکن حضور نبی رحمت ﷺ نے اسے فرمایا۔ تو اپنے باپ کو قتل نہ کر، وہ تیسری بار حاضر خدمت ہوا اور عرض کناں ہوا: یا رسول اللہ! ﷺ میرا باپ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پھر اسے ارشاد فرمایا: تو اپنے باپ کو قتل نہ کر۔ تو پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں اسے آپ کے وضو کا پانی پلاؤں۔ شاید اس کا دل نرم ہو جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور اسے پانی عطا کیا وہ لے کر اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے وہ پانی پلا دیا۔ پھر اس سے پوچھا: کیا تو جانتا ہے میں نے تجھے کیا پلایا ہے؟ تو اس کے باپ نے اسے جواب دیا۔ تو نے اپنی ماں کا پیشاب مجھے پلایا ہے۔ تو یہ سن کر بیٹے نے اسے کہا: قسم بخدا! میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی پلایا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عبد اللہ بن ابی سردار اور معاشرے میں قدر و منزلت والا آدمی تھا اور یہ آیت اس کے بارے اور ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ بکھر جائیں۔ اس نے یہ کہا: کہ اگر ہم مدینہ طیبہ لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ حکم نے کہا: پھر بشر بن مسلم نے مجھے یہ بتایا کہ اسے یہ کہا گیا: اے ابو حباب! بلاشبہ تیرے بارے میں شدید ترین آیات نازل ہوئی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو آپ تیرے لیے استغفار فرمائیں گے۔ تو اس نے اپنا سر ہلا دیا۔ پھر اس نے کہا: تم نے مجھے حکم دیا کہ میں ایمان لاؤں۔ تحقیق میں ایمان لے آیا اور تم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کروں۔ پس میں نے وہ بھی ادا کر دی۔ اب صرف یہی باقی ہے کہ میں محمد ﷺ کو سجدہ کروں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کا ایک مقام تھا جس پر وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہر جمعہ کھڑا ہوتا تھا اور وہ اس مقام کو اپنی ذات اور اپنی قوم میں باعث شرف ہونے کے سبب کبھی چھوڑتا نہ تھا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما کر بیٹھ جاتے تو وہ کھڑا ہوتا اور کہتا اے لوگو! یہ تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے سبب عزت وتکریم عطا فرمائی ہے اور ان کے سبب تمہیں غلبہ عطا فرمایا ہے۔ پس تم ان کی مدد کرو، ان کی عزت وتوقیر کرو، ان کی گفتگو کو سنو اور ان کی اطاعت وپیروی کرو۔ پھر وہ بیٹھ جاتا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ احد سے واپس آئے اور وہاں اس منافق نے جو کچھ کیا سو کیا۔ تو یہ اٹھ کر وہی کچھ کرنے لگا جو کیا کرتا تھا تو مسلمانوں نے اطراف سے اس کے کپڑے پکڑ لیے اور کہا: اے اللہ کے دشمن! بیٹھ جا تو اس مقام کے اہل نہیں ہے۔ تو نے جو کچھ کیا ہے سو کیا ہے۔ تو وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نکل گیا اور کہنے لگا: قسم بخدا! میں بہت عمدہ بات کہتا کہ میں کھڑا ہو کر ان کے حکم کو درست قرار دیتا تھا اور اسے پختہ اور مضبوط کرتا تھا۔ تو ایک آدمی نے اسے کہا: تیری بربادی ہو۔ تو واپس لوٹ جا۔ رسول اللہ ﷺ تیرے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ تو اس پر اس منافق نے کہا: قسم بخدا! میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لیے استغفار کریں۔ (1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب سورۂ براۃ کی یہ آیت نازل ہوئی: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (التوبہ:80) تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کا کلام سن رہا ہوں، تحقیق اس نے مجھے ان کے بارے میں رخصت دی ہے۔ قسم بخدا! میں ستر مرتبہ سے زیادہ بار استغفار کروں گا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔ (2)

ابن مردویہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبہ:85) تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ستر مرتبہ سے بھی زائد بار (استغفار) کروں گا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ الآیہ۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء رحمہما اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عسیف (مزدور) کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نیز رحمہ اللہ حضرت زید بن ارقم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ دونوں پڑھتے تھے لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں۔ کیونکہ اگر تم نے ان پر خرچ نہ کیا تو وہ بکھر جائیں گے اور اس قول يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 318، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 125، (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت

الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِ جَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَ ذَلَّ کے تحت فرمایا: یہ قول ایک بہت بڑے منافق نے کہا: دو آدمی نفاق کے سبب آپس میں لڑ پڑے، ان میں سے ایک غفاری تھا اور دوسرا جہنی تھا، غفاری جہنی پر غالب آ گیا اور جہینہ اور انصار کے درمیان دوستی تھی۔ وہ ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ تو منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا اور وہ عبد اللہ بن ابی تھا۔ اے بنی اوس اور خزرج! اپنے ساتھی اور اپنے حلیف کی مدد کے لیے آؤ۔ پھر اس نے یہ کہا: قسم بخدا! ہماری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی کہنے والے نے کہا "سَمِّنْ كَلْبَكَ يَا كُلُكَ" (اپنے کتے کو خوب موٹا تازہ کرتا کہ وہ تجھے کھا جائے) قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو یقیناً عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ ان میں سے بعض نے اس کی یہ بات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ اس منافق کی گردن مار دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا لوگ یہ باتیں نہیں کرنے لگیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرنے لگے ہیں اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منافقین میں سے دو سے زائد آدمی تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وہ نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ اور اس کی نماز میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے نمازیوں سے روکا گیا ہے۔ مجھے نمازیوں سے منع کیا گیا ہے۔ مجھے نمازیوں سے روکا گیا ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا کے تحت فرماتے ہیں کہ وہ جو کہتے ہیں: تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کھانا نہ کھلاؤ۔ یہاں تک کہ جب بھوک انہیں پہنچے گی تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں گے۔ اور لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ کے تحت آپ نے فرمایا: کہ یہ قول راس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے کہا اور اس کے ساتھ منافقین میں سے اور لوگ بھی تھے۔

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم ایک غزوہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت سفیان نے کہا: کہ ان کا گمان یہ ہے کہ وہ غزوۂ بنی مصطلق تھا۔ منافقین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی پشت پر ہاتھ یا لات ماری۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے سنا۔ تو فرمایا: یہ جاہلیت کی پکار اور آواز کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: مہاجرین میں سے کسی آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی پشت پر لات ماری ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اسے (جاہلیت کو) چھوڑ دو کیونکہ یہ بدبودار ہے"۔ جب عبد اللہ بن ابی نے اس کے بارے سنا۔ تو اس نے کہا: کیا انہوں نے اس طرح کیا ہے۔ قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت فرمائیے تاکہ میں اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ یہ سن کر حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ باتیں نہ کرنے لگ جائیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں"۔ امام ترمذی نے اس روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے بیٹے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 312، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا قسم بخدا! قسم بخدا! تو لوٹ کر نہیں جائے گا۔ یہاں تک کہ تو اقرار کرے گا تو ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ پس اس نے اسی طرح کیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انصار کے ایک غلام اور بنی غفار کے ایک غلام کے درمیان راستے میں کچھ گفتگو ہوگئی۔ تو عبداللہ بن ابی نے کہا: باعث مسرت ہے، تمہارے لیے قوت ہے بڑی آسانی کے ساتھ اور بلا مشقت تم نے مزینہ اور جہینہ میں سے طاقتور لمبی پنڈلی والوں کو جمع کر لیا ہے اور انہوں نے تمہیں تمہارے پھلوں پر غالب کر دیا ہے۔ اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی قریب الموت ہوا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور دونوں کے مابین گفتگو چلی۔ تو عبداللہ بن ابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: جو کچھ آپ کہتے ہیں میں اسے سمجھتا ہوں۔ لیکن آج آپ مجھ پر احسان فرمایئے اپنی اس قمیص مبارک سے مجھے کفن دیجئے اور میری نماز جنازہ بھی پڑھایئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے وہ کون سی نماز تھی۔ اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی انسان کو دھوکہ نہیں دیا مگر یہ کہ حدیبیہ کے دن اس نے اچھی بات کہی تھی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا وہ بات کیا تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: قریش نے اسے کہا تھا: اے ابوحباب! ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف کے طواف سے روک دیا ہے۔ لیکن ہم تجھے اجازت دیتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: نہیں میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے تو اس کے بیٹے نے تلوار اٹھائی اور اپنے والد سے کہا: تو یہ گمان کرتا ہے کہ اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے، قسم بخدا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

امام حمیدی رحمہ اللہ نے مسند میں حضرت ابو ہارون مدنی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے کہا: قسم بخدا! تو مدینہ طیبہ میں کبھی داخل نہیں ہو سکے گا یہاں تک کہ تو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں اور میں ذلیل ہوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق سے واپس لوٹے تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ پر تلوار سونت لی اور کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اسے نیام میں نہیں ڈالوں گا، یہاں تک کہ تو یہ کہہ دے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں اور میں ذلیل ہوں۔ نتیجۃً اس نے کہا: تیری ہلاکت ہو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں اور میں ذلیل ہوں۔ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو اس نے آپ کو حیرت میں ڈال دیا اور اس کے بارے اس کا شکریہ ادا کیا۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 389 (3315)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ میں آئے تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ پر تلوار سونت لی اور فرمایا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ یا پھر تو یہ کہے کہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ انہوں نے مسلسل یہ کیفیت برقرار رکھی یہاں تک کہ اس نے وہ کہہ دیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب غزوۂ بنی مصطلق میں تھے۔ جب وہ ایک منزل پر آئے تو مہاجرین اور انصار کے غلاموں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ پس مہاجرین کے غلاموں نے مہاجرین کو مدد کے لیے بلایا اور انصار کے غلاموں نے انصار کو بلایا۔ جب اس کی خبر عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس پہنچی۔ تو اس نے کہا: قسم بخدا! اگر وہ ان پر خرچ نہ کرتے تو وہ آپ کے اردگرد سے بکھر جاتے۔ قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ جب اس کی اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا اور آپ نے دوران سفر بنی عبدالاشہل کے سواروں کو پایا تو آپ نے ان سے کہا: کیا تم جانتے نہیں منافق عبداللہ بن ابی نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کیا کہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس نے کہا ہے قسم بخدا! اگر تم ان پر خرچ نہ کرتے تو وہ آپ کے اردگرد سے بکھر جاتے قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ لوٹ کر گئے تو عزت والے جہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا! آپ ہی سب سے بڑھ کر عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ہمراہ ایک مقام پر تھے کہ اسی دوران قریش کے ایک آدمی اور ایک انصاری کے درمیان گفتگو ہو گئی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان بات بڑھ گئی، معاملہ تحت ہو گیا۔ اس کی خبر عبداللہ بن ابی کو ہوئی، وہ باہر نکلا اور اس نے آواز دی۔ میری قوم پر وہ غالب آ گیا ہے جس کی کوئی قوم اور جماعت نہیں۔ اس کی اطلاع حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔ تو آپ نے اپنی تلوار پکڑی اور اس ارادے سے نکل پڑے کہ اسے مار دیں گے۔ پھر آپ کو یہ آیت یاد آ گئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (الحجرات: 1) (اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے) پھر لوٹ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تجھے کیا ہوا؟ عرض کی: اس منافق پر تعجب ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے: میری قوم پر وہ غالب آ گیا ہے جس کی کوئی قوم نہیں اور قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو وہاں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ یہاں سے کوچ کریں۔ پس انہوں نے سفر شروع کر دیا اور چل پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک رات کا سفر رہ گیا۔ تو عبداللہ بن ابی کا بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مدینہ طیبہ کے تمام راستوں پر اونٹ بٹھا دیئے۔ لوگ وہاں پہنچے یہاں تک کہ اس کا باپ عبداللہ بن ابی بھی وہاں پہنچ گیا۔ تو انہوں نے اسے فرمایا: پیچھے رک

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی غزوۃ بنی المصطلق، جلد 7، صفحہ 381 (36837)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جا۔اس نے کہا: تیری ہلاکت ہو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! تو کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔اور آج معلوم ہو جائے گا عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ چنانچہ وہ واپس لوٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملا اور جو کچھ اس کے بیٹے نے کیا تھا اس کی شکایت آپ سے کر دی۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب پیغام بھیجا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ داخل ہو جائے تو پھر انہوں نے ایسے ہی کیا۔ پس تھوڑے دن ہی گزرے کہ عبداللہ بیمار ہو گیا اور اسے شدید درد ہوا۔ تو اس نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے بیٹے! رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو اور آپ کو بلا کر لے آ۔ کیونکہ جب تو آپ کو عرض کرے گا تو آپ ﷺ اسے شرف قبول سے نوازیں گے۔ چنانچہ اس کے بیٹے نے اس طرح کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ عبداللہ بن ابی کو شدید تکلیف ہے اور اس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ کو اس کے پاس لے چلوں۔ کیونکہ وہ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ پس آپ ﷺ نے اپنے نعلین پاک پہنے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی تھی، یہاں تک کہ آپ اس کے پاس پہنچ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے بٹھا دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے بٹھا دیا اور وہ رونے لگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے دشمن خدا! کیا اب گھبرا رہا ہے؟ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اس لیے نہیں بلایا کہ آپ مجھے ڈانٹیں اور جھڑکیں۔ بلکہ میں نے اس لیے بلایا ہے کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں، تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کی: میری حاجت یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو آپ میرے غسل کے وقت حاضر ہوں، اپنے کپڑوں میں سے تین کپڑوں میں مجھے کفن دیں اور میرے جنازہ کے ساتھ چلیں اور مجھ پر نماز پڑھیں، پس رسول اللہ ﷺ نے یہ سب کچھ کیا۔ پھر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (التوبہ: 84)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

''اے ایمان والو! تمہیں غافل نہ کر دیں تمہارے اموال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے، اور جنہوں نے ایسا کیا تو وہی لوگ گھاٹے میں ہوں گے۔ اور خرچ کرلو اس رزق سے جو ہم نے تم کو دیا اس سے پیشتر کہ آ جائے تم

میں سے کسی کے پاس موت تو (اس وقت) وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لیے کیوں مہلت نہ دی تا کہ میں صدقہ (وخیرات) کر لیتا اور نیکوں میں شامل ہو جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آجائے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کیا کرتے ہو"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کے تحت فرمایا: میری امت کے صالح اور نیک بندوں کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور پانچ فرض نمازوں سے قطعاً غافل نہیں کرے گی۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی جس کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج ادا کر سکتا تھا یا اس پر اس مال میں زکوٰۃ فرض تھی۔ لیکن اس نے اس طرح نہ کیا، تو وہ موت کے وقت واپس لوٹائے جانے کی آرزو کرے گا۔ تو ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ فقط کفار واپس لوٹائے جانے کا سوال کریں گے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: میں اس کے بارے ابھی تم پر قرآن کریم پڑھ دیتا ہوں۔ پھر آپ نے مذکورہ بالا تمام آیات پڑھ کر سنائیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ کے تحت فرمایا: وہ مومن آدمی جس کے پاس مال تھا لیکن جب اسے موت آئی تو نہ اس نے مال کی زکوٰۃ دی تھی، نہ اس سے حج کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا کوئی اور حق اس سے ادا کیا تھا، تو وہ موت کے وقت رجعت (واپس لوٹائے جانے) کی آرزو کرے گا۔ تا کہ وہ اپنے مال سے صدقہ اور زکوٰۃ ادا کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ اس میں ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد پانچ نمازیں ہیں اور وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ میں مراد زکوٰۃ اور حج کے اخراجات ہیں۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد فرض نماز ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاَصَّدَّقَ کا مفہوم ہے تا کہ میں زکوٰۃ ادا کروں۔ اور وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ سے مراد ہے اور میں حج ادا کر سکوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ پڑھا: فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ اور فرمایا تا کہ میں حج کر سکوں۔

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۃ المنافقون، جلد 5، صفحہ 390 (3316)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے واوَ کے ساتھ پڑھا یہ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرأت سنن میں سے ایک سنت ہے۔ پس تم قرآن اس طرح پڑھو جیسے تمہیں پڑھایا گیا ہے: اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ (طہٰ:63) فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰۔

ایاتھا ۱۸ ۔ سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّۃٌ ۶۴ ۔ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ سورۂ تغابن مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ سورۂ تغابن مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ تغابن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مگر اس کی آخری آیات عوف بن مالک اشجعی کے بارے میں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ اس نے اپنے اہل اور اپنی اولاد کی جفاء کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آخر سورت تک نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ آیات جو عوف بن مالک اشجعی کے بارے نازل ہوئیں، ان کے سوا مکمل سورۂ تغابن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ وہ صاحب اہل و اولاد تھا۔ پس جب وہ غزوے کا ارادہ کرتا تو وہ اس کے پاس رونے لگتے اور اسے نرم کر دیا۔ پھر اسے کہتے تو ہمیں کس کے پاس چھوڑے گا؟ پس وہ نرم ہو جاتا اور مقیم رہتا۔ تب یہ آیات اس کے بارے میں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۱ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝۳ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما نزل بالمدینہ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا٘ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝

''اللہ ہی کی تسبیح کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر چیز جو زمین میں ہے۔ اسی کی حکومت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور ہر وہ چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔ اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور اس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتوں کو خوبصورت بنایا اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے نیز وہ جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور جسے تم ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔ کیا نہیں آئی تمہارے پاس ان کی خبر جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے۔ پس چکھ لیا انہوں نے اپنے کام (یعنی کفر) کا وبال اور ان کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آتے رہے ان کے پاس ان کے پیغمبر روشن نشانیاں لے کر پس وہ بولے کیا انسان ہماری رہبری کریں گے۔ پس انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ بھی (ان سے) بے نیاز ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، سب خوبیوں سراہا ہے''۔

امام ابن حبان نے الضعفاء میں، طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے سر کے جال میں سورۂ تغابن کی پہلی پانچ آیات لکھی ہوتی ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب منی رحم میں چالیس راتوں تک قرار پذیر رہتی ہے تو اس کے پاس نفوس پر مقرر فرشتہ آتا ہے اور اسے لے کر رب کریم کی بارگاہ میں بلند ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے رب! کیا یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ پس اللہ تعالیٰ جو چاہے فیصلہ فرما دیتا ہے۔ پھر وہ عرض کرتا ہے کیا وہ بدبخت ہے یا سعادت مند؟ پس وہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ ملنے والا ہوتا ہے اور پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سورۂ تغابن کی پہلی پانچ آیات وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝ تک پڑھیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بندہ مؤمن پیدا ہوتا ہے، حالت ایمان میں زندگی گزارتا ہے اور حالت ایمان میں ہی فوت ہو جاتا ہے اور ایک بندہ کافر پیدا ہوتا ہے، حالت کفر میں زندگی گزارتا ہے اور حالت کفر میں ہی مر جاتا ہے اور ایک بندہ کچھ وقت تک شقاوت و بدبختی کے اعمال کرتا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 20، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 134، داراحیاء التراث العربی بیروت

رہتا ہے پھر اسے اس کے مطابق موت آجاتی ہے جو کچھ اس کے بارے لکھا ہوتا ہے اور وہ شقاوت کی حالت میں ہی مرجاتا ہے۔ اور ایک بندہ زمانے کا کچھ وقت شقاوت کے اعمال کرتا رہتا ہے پھر اسے اس کے مطابق موت آجاتی ہے جو اس کے بارے لکھا ہوتا ہے اور وہ سعید ہو کر مرتا ہے۔

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧﴾ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٠﴾ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٢﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾

"گمان کرتے ہیں کفار کہ انہیں ہرگز دوبارہ زندہ نہ کیا جائے گا۔ فرمایئے کیوں نہیں، میرے رب کی قسم! تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا پھر تمہیں آگاہ کیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے، اور یہ اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ بس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔ جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن یہی گھاٹے کے ظہور کا دن ہے۔ اور جو ایمان لے آیا اللہ پر اور نیک عمل کرتا رہا اللہ دور فرما دے گا اس سے اس کے گناہوں کو اور داخل فرمائے گا اسے باغوں میں

رواں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے تا ابد۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ نہیں پہنچتی (کسی کو) کوئی مصیبت بجز اللہ کے اذن کے اور جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی، پھر اگر تم نے روگردانی کی (تو تمہاری قسمت) ہمارے رسول کے ذمہ فقط کھول کر (پیغام) پہنچانا ہے۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں، پس اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو۔ اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیبیاں اور تمہارے بچے تمہارے دشمن ہیں، پس ہوشیار رہو ان سے، اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو اور بخش دو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے کہا گیا: آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کو زَعَمَ کے بارے کچھ کہتے ہوئے نہیں سنا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے " آدمی کی سواری کتنی بری ہے"۔(1)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے زَعَمَ کو ناپسند کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا کی وجہ سے زعموا کو ناپسند کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ہانی بن عروہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمایا: دو کے بارے مجھ سے وعدہ کر کہ وہ تیری گفتگو میں نہیں ہوں گی، ایک زَعَمَ اور دوسرا "سَوْفَ"۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زَعَمَ جھوٹ کی کنیت ہے۔(5)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت شریح سے بیان کیا ہے کہ زَعَمَ جھوٹ کی کنیت ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے کہا: زعموا کذب کا ساتھی ہے۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ میں مراد قیامت کا دن ہے اور وہی یوم التغابن ہے کہ اس میں اہل جنت نے اہل نار کو نقصان پہنچایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَوْمُ التَّغَابُنِ یوم قیامت کے اسماء میں سے ایک نام ہے۔(8)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ان یقول، زعموا، جلد 5 صفحہ 252 (25791)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (25792) 3۔ ایضاً (25793) 4۔ ایضاً (25795)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 252 (25796)
7۔ ایضاً (25794) 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 137

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اہل جنت نے اہل جہنم کو نقصان پہنچایا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ کے تحت بیان کیا ہے کہ اہل جنت نے اہل جہنم کو نقصان دیا (1)۔ واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ کے تحت حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جسے کوئی مصیبت آ پہنچتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، تو وہ معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ راضی ہو جاتا ہے۔ (2)

امام حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے یہ وہ مصائب اور تکالیف ہیں جو کسی آدمی کو پہنچتی ہیں اور وہ یہ جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ تو وہ انہیں اسی کے سپرد کر دیتا ہے اور راضی ہو جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ کے تحت انہوں نے فرمایا: یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین عطا فرما دیتا ہے اور وہ یہ جان لیتا ہے کہ جو (تکلیف) اسے پہنچی ہے وہ اس سے خطا نہیں ہو سکتی تھی اور جو اس سے خطا ہو گئی ہے وہ اسے پہنچ نہیں سکتی۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جسے وہ ایمان نصیب ہوا، جس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرتا ہے، تو وہی ہدایت یافتہ دل والا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن اہل ایمان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا، ان کا شعار یہ ہوگا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۟۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ اہل مکہ میں سے ایک قوم کے بارے نازل ہوئی کہ وہ اسلام لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور ان کی بیویوں اور بچوں نے اس سے انکار کر دیا کہ وہ انہیں چھوڑ کر جائیں۔ پس جب وہ رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین میں فقاہت حاصل کر چکے ہیں تو انہوں نے چاہا کہ وہ انہیں سزا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ان یقول زعموا، جلد 7، صفحہ 191 (35231)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 196، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۃ التغابن، جلد 5، صفحہ 391 (3317)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ہجرت کا ارادہ کرتا تھا۔ لیکن اس کی بیوی اور اس کے بچے اسے روک لیتے تھے۔ تو وہ کہتا: قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں دارالہجرت میں جمع کر دیا تو میں یقیناً اس طرح کروں گا، اس طرح کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں دار الہجرت میں جمع کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: وَ اِنۡ تَعۡفُوۡا وَ تَصۡفَحُوۡا وَ تَغۡفِرُوۡا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ ان میں سے بعض وہ ہیں جو نہ طاعت و فرمانبرداری کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی معصیت سے روکتے ہیں اور کسی آدمی کی عداوت کے لیے اتنا کافی ہوتا ہے کہ اس کا ساتھی نہ طاعت کا حکم دیتا ہے اور نہ معصیت سے روکتا ہے اور وہ جہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے سے روکتے تھے۔

اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَ اَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَ اسۡمَعُوۡا وَ اَطِيۡعُوۡا وَ اَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَ مَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿ۙ۱۷﴾ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَ الشَّهَادَةِ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۸﴾

"بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہے، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجر عظیم ہے۔ پس ڈرتے رہو اللہ سے جتنی تمہاری استطاعت ہے اور (اللہ کا فرمان) سنو اور اسے مانو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو یہ بہتر ہے تمہارے لیے، اور جنہیں بچا لیا گیا ان کے نفس کے بخل سے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ اسے کئی گنا کر دے گا تمہارے لیے اور بخش دے گا تمہیں، اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان (اور) بہت حلم والا ہے۔ ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا ہے، سب پر غالب، بڑا دانا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کریمہ میں فِتۡنَةٌ سے مراد آزمائش ہے اور اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ﴿۱۵﴾ سے مراد جنت ہے۔

ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنَ الۡفِتۡنَةِ" اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر وہ فتنہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَ اَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ البتہ جو پناہ طلب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ فتنہ کی گمراہیوں سے پناہ مانگے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ابوالضحیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا، حالانکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 449 (11957)، دارالفکر بیروت

تھا: اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ یا فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مال اور اولاد عطا نہ فرمائے۔ تم میں سے جو بھی فتنوں سے پناہ مانگے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی گمراہیوں سے پناہ طلب کرے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک ہر امت کے لیے فتنہ اور آزمائش ہے۔ لیکن میری امت کا فتنہ اور آزمائش مال ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر امت کے لیے فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر امت کے لیے فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی سے کہا: بے شک تو فتنہ کو پسند کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا: کیا میں؟ آپ نے فرمایا: ہاں پس۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ اس کے ذہن میں اس میں سے کچھ داخل نہیں ہوا تو فرمایا تو مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں آئے، انہوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہن رکھی تھیں، وہ چل رہے تھے اور گرتے پڑتے تھے۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ بلاشبہ جب میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو میں صبر نہ کرسکا اور میں نے اپنی گفتگو روک دی اور ان کے لیے منبر سے نیچے اترا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سامنے آگئے اور جو کپڑا ان پر تھا وہ ان کے پاؤں کے نیچے آیا اور وہ گر پڑے اور رونے لگے، تو رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اترے۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ جلدی سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے، تاکہ وہ آپ کو پکڑ سکیں اور بعض بعض سے ان کی طرف آگے بڑھ گئے۔ مگر وہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں آئے۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شیطان کو برباد کرے۔ بلاشبہ اولاد فتنہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں نہیں جانتا کہ میں منبر سے نیچے اترا ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اولاد فتنہ ہے میں اس کے لیے کھڑا ہو گیا اور میں سمجھا بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

1۔ سنن ترمذی، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام، جلد 5، صفحہ 616 (3774)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران:102) تو قوم پر عمل شدید اور سخت ہو گیا۔ پس وہ کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ان کی ٹانگیں ورم آلود ہو جاتیں اور ان کی پیشانیوں پر پھوڑے نکل آتے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کے لیے یہ آیت نازل فرمائی: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اس سے پہلی آیت منسوخ ہو گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ کا معنی ہے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رخصت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں یہ حکم نازل فرمایا تھا: اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران:102) اور اس سے ڈرنے کا حق تو یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی قطعاً نہ کی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے تخفیف فرمائی اور رخصت نازل فرمائی: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا۔ فرمایا اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ کا فرمان سنو اور امور میں اسے مانو جن کی تم استطاعت رکھتے ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ان امور میں سمع اور طاعت کی بیعت لی جن کی وہ استطاعت رکھتے تھے۔

امام ابن سعد، امام احمد اور ابو داؤد رحمہم اللہ نے حضرت حکم بن حزن کلفی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا: ہم وفد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کئی دن ٹھہرے رہے۔ اسی دوران ہم ایک جمعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور انتہائی پاکیزہ، ہلکے اور مبارک کلمات کے ساتھ اس کی ثنا اور تعریف بیان کی۔ پھر فرمایا: ''اے لوگو! بلاشبہ تم ہر اس حکم پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھو گے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے پس تم درست اور صحیح رہو اور خوش رہو''(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ کے تحت فرمایا کہ جنہیں اخراجات میں اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا تو وہ لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حبیب بن شہاب عنبری سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی کو یہ کہتے سنا کہ میں عرفہ کے دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے چاہا کہ میں آپ کی سیرت و کردار کی اقتداء کروں اور آپ کی گفتگو سنوں تو اس دوران میں نے اکثر آپ کو یہ دعا مانگتے سنا: اے اللہ! میں فحش بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ (عرفات سے) واپس لوٹ آئے۔ پھر آپ نے مزدلفہ میں رات گزاری، تو وہاں بھی میں نے آپ کو یہی کہتے سنا۔ سو جب میں نے ان سے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے کہا: اے عبداللہ! میں نے آپ کی سیرت اور طریقہ کار کی اقتداء کرنے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے اکثر آپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپ بخل فاحش سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میں مفلحین میں سے ہونے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 212، دار صادر بیروت

سے افضل اور اعلیٰ کچھ نہیں چاہتا اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اپنے بندے سے قرض مانگا، تو اس نے مجھے قرض دینے سے انکار کر دیا۔ میرے بندے نے مجھے نازیبا الفاظ کہے اور وہ جانتا نہیں ہے، وہ کہتا ہے: ہائے زمانہ، ہائے زمانہ، حالانکہ زمانہ میں ہوں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو حیان رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں ان کے شیخ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جب کسی سائل کو یہ کہتے ہوئے سنتے کہ کون اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے گا۔ تو کہتے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ یہ قرض حسن ہے۔



1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۃ التغابن، جلد 2، صفحہ 533 (3816)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتھا ۱۲ سُوۡرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّةٌ ۶۵ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ طلاق مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام عبد الرزاق نے مصنف میں اور سعید بن منصور رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۃ الجمعہ اور یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ کی قرأت فرمائی۔ (2)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحۡصُوا الۡعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّکُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡهُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِهِنَّ وَ لَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِکُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّ اَشۡهِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِکُمۡ یُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۬ؕ وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا ﴿۲﴾ وَّ یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا ﴿۳﴾

"اے نبی (مکرم)! (مسلمانوں سے فرماؤ) جب تم (اپنی) عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو انہیں طلاق دو ان کی عدت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور شمار کرو عدت کو اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے۔ نہ نکالو انہیں ان کے گھروں سے اور نہ وہ خود نکلیں بجز اس کے کہ وہ ارتکاب کریں کسی کھلی بے حیائی کا۔ اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں، اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی حدوں سے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تجھے کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے۔ تو جب وہ پہنچنے لگیں اپنی میعاد کو تو روک لو انہیں بھلائی کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب مانزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب القراءۃ فی یوم الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 79 (1439)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ساتھ یا جدا کر دو انہیں بھلائی کے ساتھ اور گواہ مقرر کر لو دو معتبر آدمی اپنے میں سے اور گواہی ٹھیک ٹھیک الله کے واسطے دو، ان باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو ایمان رکھتا ہو الله تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر اور جو (خوش بخت) ڈرتا رہتا ہے الله تعالیٰ سے بنا دیتا ہے الله اس کے لیے نجات کا راستہ۔ اور اسے (وہاں سے) رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو (خوش نصیب) الله پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے، بے شک الله تعالیٰ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ مقرر کر رکھا ہے الله تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت انس رضی الله عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی الله عنہا کو طلاق دی اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی آئیں۔ پھر الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ تو آپ سے کہا گیا کہ آپ ان کی طرف رجوع کر لیں کیونکہ آپ روزے رکھنے والی اور کثرت سے قیام کرنے والی ہیں اور بلاشبہ وہ جنت میں آپ کی ازواج میں سے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ الله نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن سیرین نے لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی الله عنہما کے بارے میں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک طلاق دی۔ تو الله تعالیٰ نے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ تک یہ آیت نازل فرمائی۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف رجوع فرما لیا۔

امام حاکم رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبد بن یزید ابو رکانہ نے ام رکانہ کو طلاق دی۔ پھر قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ تو وہ عورت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول الله! صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرے لیے قطعاً مفید نہیں ہے۔ مگر اتنا ہی جتنا یہ بال مفید ہے۔ اس نے اپنے سر کے بال پکڑ لیے۔ اس وقت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو حمیت نے آ لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلایا۔ پھر آپ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا: کیا تم اس اس طرح جانتے ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن یزید کو فرمایا: تو اسے طلاق دے۔ تو اس نے ایسا کر دیا۔ پھر ابو رکانہ کو فرمایا: تو اس سے رجوع کر لے۔ تو اس نے عرض کی یا رسول الله! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے طلاق دے رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں پس تو اس کی طرف رجوع کر لے۔ تو پھر مذکورہ پہلی آیت نازل ہوئی۔ امام ذہبی نے فرمایا ہے: اس روایت کی سند انتہائی کمزور ہے اور یہ خبر غلط ہے۔ کیونکہ عبد بن یزید نے اسلام کو پایا ہی نہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت مقاتل رحمہ الله سے بیان کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ کے بارے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت عبد الله بن عمرو بن العاص اور طفیل بن حارث اور عمرو بن سعید بن العاص رضی الله عنہم کے بارے نازل ہوئی۔

1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۃ الطلاق، جلد 2، صفحہ 533 (3897)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے حکم دو کہ وہ رجوع کرلے۔ پھر اسے روکے رکھے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے۔ پھر اگر اس کے لیے ضروری ہو تو اسے طلاق دے دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ ابوزبیر نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے یعنی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔

امام مالک، امام شافعی، عبد الرزاق نے مصنف میں، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابویعلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ کو حالت حیض میں طلاق دی۔ تو اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اظہار ناراضگی فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ رجوع کرلے پھر اسے پاک ہونے تک اپنے پاس روکے رکھے۔ پھر اسے حیض آئے اور جب وہ اس سے پاک ہو جائے۔ پھر اگر اس کے لیے ضروری ہو کہ وہ اسے طلاق دے۔ تو اسے چاہیے کہ حالت طہر میں اسے مس کرنے سے پہلے پہلے طلاق دے دے۔ پس یہی وہ عدت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اس کے لیے عورتوں کو طلاق دے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت پڑھی۔(1)

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح قرأت فرمائی۔ "فَطَلِّقُوْهُنَّ فِیْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ"۔(2)

امام ابن الانباری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طرح قرأت کی۔ "فَطَلِّقُوْهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ"

امام عبد الرزاق، ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس طرح پڑھتے تھے: "فَطَلِّقُوْهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ"(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ کا معنی ہے تم انہیں ایسے طہر میں طلاق دو جو جماع سے خالی ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لِعِدَّتِهِنَّ کا مفہوم ہے کہ تم انہیں ایسے طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ ہو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(4)

---

1۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۃ الطلاق، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 239 (2969)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 315، 4۔ مجمع الزوائد، باب طلاق السنۃ وکیف الطلاق، جلد 4، صفحہ 619 (7771)، دار الفکر بیروت

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو ارادہ کرے کہ اس طریقہ کے مطابق طلاق دے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ایسی حالت طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ ہو۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِعِدَّتِهِنَّ سے مراد وہ طہر ہے جس میں جماع نہ ہو۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو اپنی بیوی سے یہ نہیں کہنا چاہیے: ''قَدْ طَلَّقْتُكِ'' (میں نے تجھے طلاق دی) ''قَدْ رَاجَعْتُكِ'' (میں نے تیری طرف رجوع کر لیا) یہ مسلمانوں کی طلاق نہیں ہے۔ تم اس عورت کو اس کی حالت طہر میں طلاق دو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ کے تحت کہا: پس تم انہیں ان کے طہر میں طلاق دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایسے طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْعِدَّةَ سے مراد یہ ہے کہ آدمی عورت کو ایسے طہر کی حالت میں طلاق دے جس میں جماع نہ ہو۔ پس ایک آدمی اپنی عورت سے ملاپ کرتا ہے اور جب اس سے جدا ہوتا ہے تو اسی وقت اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا ہوتا کیا وہ حاملہ ہے یا غیر حاملہ ہے۔ بے شک اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے پوچھا: اے ابن عباس! میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہو چکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا کہ وہ تیرے لیے نکلنے کی کوئی راہ بنا دیتا۔ تم میں سے کوئی طلاق دے دیتا ہے اور پھر کہتا ہے: اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ الفاظ اسی طرح پڑھتے تھے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کوئی عورت کو طلاق نہ دے اس حال میں کہ وہ حائضہ ہو اور نہ ہی ایسے طہر میں جس میں اس نے اس کے ساتھ جماع کیا ہو۔ بلکہ اسے چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ جب وہ حائضہ ہو اور پھر اس سے پاک ہو جائے، تب وہ اسے ایک طلاق دے۔ اگر وہ عورت حیض والی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اور اگر اسے حیض نہیں آتا تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ اگر وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اور جب وہ اس کی عدت گزرنے سے پہلے اس کی طرف رجوع کا ارادہ کرے، تو وہ اس پر دو آدمیوں کو

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 239 (10972)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 145، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب المطلق ثلاثا، جلد 6، صفحہ 308 (11396) مفہوم، دار الکتب العلمیہ بیروت

گواہ بنا لے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ یعنی تم اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو طلاق کے وقت اور رجوع کرتے وقت گواہ بنا لو۔ پس اگر اس نے اس کی طرف رجوع کر لیا، تو اب وہ دو طلاقوں کے اختیار کے ساتھ اس کے پاس رہے گی۔ اور اگر اس نے رجوع نہ کیا، تو جب اس کی عدت گزر جائے گی۔ تو ایک طلاق کے ساتھ وہ اس سے جدا ہو گئی اور اب وہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہو گی۔ پھر وہ چاہے تو اسی سے شادی کر لے یا کسی اور سے۔(1)

امام عبد بن حمید، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ طلاق العدۃ یہ ہے کہ آدمی اپنی عورت کو طلاق دے اس حال میں کہ وہ پاک ہو (یعنی اس کی حالت حیض نہ ہو) پھر وہ اسے چھوڑ دے۔ یہاں تک اس کی عدت گزر جائے یا اگر چاہے تو اس سے رجوع کر لے۔(2)

امام عبدالرزاق، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے اور اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ان سے اس آدمی کے بارے پوچھا گیا جس نے اپنی عورت کو سو طلاقیں دیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ...... الآیہ۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ کے تحت کہا: کہ طلاق ایسے طہر میں ہو جس میں جماع نہ ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شریح نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، پھر خاموش رہا۔ یہاں تک کہ عدت گزر گئی۔ اور اس کے پاس آیا اور اجازت طلب کی اور وہ گھبرا گئی وہ اندر داخل ہوا اور کہا میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ (تم انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت بیان کی ہے کہ شریح نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اور اس پر گواہ بنا لیے۔ اور دونوں گواہوں سے کہا: میرے بارے میں اس شہادت کو چھپائے رکھنا۔ پس انہوں نے اسے مخفی رکھا، یہاں تک کہ عدت گزر گئی۔ پھر شریح نے بیوی کو اس کی خبر دی اور اس نے اپنا سامان منتقل کر لیا۔ شریح نے کہا: میں نے اسے ناپسند کیا ہے کہ تو گناہ گار ہو۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ مطلقہ عورت اور وہ جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ دونوں دن کے وقت گھر سے نکل سکتی ہیں۔ لیکن وہ مکمل رات اپنے گھروں سے باہر نہیں گزار سکتیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے فاطمہ بنت قیس نے بتایا کہ اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا: پس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 145,153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 322، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 308 (11392)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 354 (11062)، مفہوم

اس نے اپنے چچا عمرو ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ کے پاس عدت گزاری۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے انہیں بتایا کہ وہ ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھی اور اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ پس اس نے یہ گمان کیا کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہونے کا حکم دیا۔ یہ نابینا تھے۔ لیکن مروان نے مطلقہ کے اپنے گھر سے نکلنے کے مسئلہ میں فاطمہ کی تصدیق نہیں کی اور عروہ نے کہا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں فاطمہ بنت قیس کی بات تسلیم نہیں کی ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابواسحاق سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں اسود بن یزید کے ساتھ بڑی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے ساتھ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ تو انہوں نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے سکنیٰ مقرر کیا اور نہ ہی نفقہ۔ تو اسود نے سنگریزوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور ان کی طرف پھینکی۔ پھر کہا: تیری ہلاکت ہو تو اس قسم کی حدیث بیان کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو۔ ایک عورت کے قول کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے۔ ہم نہیں جانتے۔ اسے یاد رہا یا وہ بھول گئی کہ اس کے لیے سکنیٰ اور نفقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف نکلے۔ تو انہوں نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کی طرف طلاق کا پیغام بھیجا۔ وہ اپنی طلاق کے باوجود وہیں رہی۔ حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ نے اس کے لیے نفقہ کا حکم دیا۔ تو اس نے اسے قلیل قرار دیا۔ تو ان دونوں نے اسے کہا: قسم بخدا! تیرے لیے کوئی نفقہ نہیں مگر یہ کہ تو حاملہ ہوتی۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنا معاملہ آپ کو پیش کر دیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا "تیرے لیے کوئی نفقہ نہیں۔ پس تو وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت لے لے"۔ نتیجۃً اس نے اسے منتقل ہونے کی اجازت دے دی۔ مروان نے اس کی طرف پیغام بھیجا، تاکہ وہ اس کے بارے اس سے سوال کرے تو اس نے یہی کچھ بیان کیا۔ تو مروان نے کہا: میں نے ایک عورت کے سوا کسی سے یہ حدیث نہیں سنی۔ لہٰذا ہم اسی عصمت اور بچاؤ کو اختیار کریں گے جس پر ہم نے لوگوں کو پایا ہے۔ تو فاطمہ نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یہاں تک کہ اس ارشاد تک پہنچا: لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ اس نے کہا: یہ امر تو اس کے لیے ہے جس کے لیے رجوع کا حق ہے اور تین طلاقوں کے بعد کون سا امر ہو سکتا ہے۔ اور وہ کیسے کہتے ہیں: اس کے لیے نفقہ نہیں جب تک وہ حاملہ نہیں۔ اور تم اسے کیونکر روک سکتے ہو۔ البتہ وہ اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ جب اسے حیض آئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے۔ تو وہ اسے ایک طلاق دے دے۔ پھر اگر وہ عورت حیض والی ہو۔ تو اس کی عدت تین حیض ہوگی اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہوگی اور اگر حاملہ ہو، تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ اور اگر آدمی اس کی عدت گزرنے سے پہلے

پہلے اس کی طرف رجوع کا ارادہ کرے، تو اس پر دو آدمیوں کو گواہ بنا لے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ یعنی تم اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو طلاق دیتے وقت اور رجوع کرتے وقت گواہ بنا لو۔ پس اگر اس نے رجوع کر لیا، تو وہ عورت دو طلاقوں کے اختیار کے ساتھ اس آدمی کے پاس رہے گی، اور اگر اس نے رجوع نہ کیا، تو جب اس کی عدت گزر گئی۔ تو وہ ایک طلاق کے ساتھ اس سے جدا ہو جائے گی اور یہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہوگی۔ پھر وہ جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔ اس آدمی سے یا کسی اور سے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: طلاق کے چار درجے اور مراتب ہیں۔ ان میں سے دو حلال ہیں اور دو حرام ہیں۔ حرام یہ ہے کہ آدمی عورت کو ایسے وقت میں طلاق دے جب وہ اس سے جماع کرتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ رحم کسی شی سے مشغول ہے یا نہیں۔ اور دوسرا مرد کا عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا بھی حرام ہے۔ اور حلال صورتیں یہ ہیں کہ آدمی عورت کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور عورت کو اس حال میں طلاق دینا کہ اس کا حمل بالکل ظاہر اور واضح ہو۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ (مطلقہ) عورت کا عدت گزرنے سے پہلے پہلے اپنے گھر سے نکلنا کھلی بے حیائی ہے۔(3)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے، کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد زنا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد ہے مگر یہ کہ وہ زنا کا ارتکاب کریں۔(4)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا کہ یہ حکم حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا۔ جب کوئی عورت زنا کا ارتکاب کرتی تھی تو اسے نکال دیا جاتا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے وہ خود نہ نکلیں مگر یہ کہ وہ حد کا ارتکاب کر بیٹھے، تو وہ نکل جائے اور اس پر حد قائم کی جائے گی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ (کھلی بے حیائی) یہ ہے کہ عورت مرد کے گھر والوں کے ساتھ بد زبانی کرنے لگے۔ پس جب وہ ان پر غلیظ زبان استعمال کرے۔ تو ان کے لیے اسے گھر سے نکال دینا مباح ہے۔(6)

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 317، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 239 (10973)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 254 (11062)
4۔ ایضاً (11061)
5۔ ایضاً (11063)
6۔ ایضاً، (11064)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِلَّآ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ کے تحت فرمایا: اگر اس سے مراد زنا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو، تو اسے باہر نکالا جائے اور رجم کر دیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''مگر جب کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں'' فرمایا اس سے مراد نافرمانی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد سوء خلق اور بداخلاقی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ مفہوم بیان کیا: مگر یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اگر اس نے زنا کیا تو اسے رجم کیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ سے مراد نافرمانی ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: مگر یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ سے مراد نافرمانی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس کے لیے اس کی طرف رجوع کرنا مناسب ہو، تو وہ اس کے گھر میں اس کی طرف رجوع کرلے تو یہ بد اخلاقی سے بہت دور ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے زیادہ قریب یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں ہی رہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ پسند کرتے تھے کہ آدمی عورت کو ایک طلاق دے، پھر اسے چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور وہ کہا کرتے تھے لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ۝ یعنی شاید وہ اس میں رغبت رکھنے لگے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ۝ سے مراد رجعت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وہ یہ پسند کرتے تھے کہ آدمی عورت کو ایک طلاق دے، پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا شاید وہ اس سے نکاح کرلے، فرمایا: وہ اس آیت کا یہی مفہوم بیان کرتے تھے: لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ۝ شاید وہ اس میں رغبت رکھنے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے تحت کہا: شاید وہ اس کی طرف رجوع کرنے میں رغبت رکھنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک اور حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ نکاح گواہوں کے ساتھ ثابت

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 254 (11063)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 238 (10969)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہوتا ہے۔ طلاق کے لیے بھی گواہ اور رجوع کے وقت بھی گواہ موجود ہونے چاہئیں۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمران بن حصین سے اس آدمی کے بارے پوچھا: جس نے طلاق دی اور شاہد نہ بنائے۔ پھر رجوع کر لیا اور گواہ نہ بنائے۔ تو انہوں نے جواب دیا اس نے بہت برا کیا، اس نے بدعت کا ارتکاب کیا اور اس نے خلاف سنت رجوع کیا۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ اپنی طلاق اور اپنے رجوع پر گواہ بناتا۔ اب اسے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیے۔(2)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں عدل اس نے کیا جس کے کام سے شک کا اظہار نہ ہو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ کے تحت کہا کہ جب تمہیں کسی شے پر گواہ بنایا جائے تو اسے صحیح صحیح ادا کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہادت کے بارے پوچھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہادت نہ دے مگر سورج کی مثل (بالکل واضح) یا پھر چھوڑ دے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کسی شہادت پر گواہی نہ دے یہاں تک کہ وہ تیرے نزدیک آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے پاس شہادت ہو اور کوئی اسے نہ جانتا ہو اور وہ اسے مطالبہ سے قبل ہی جلدی ادا کر دے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ کے تحت فرمایا: اس کے نکلنے کی راہ یہ ہے کہ وہ یہ جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے امر سے ہے اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو عطا بھی فرماتا ہے، اور وہی اسے روک لیتا ہے، وہی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، وہی اس سے نجات دلاتا ہے اور وہی اسے دور کرتا ہے۔ اور انہوں نے قول باری تعالیٰ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کے تحت فرمایا: اور وہ وہاں سے اسے رزق عطا فرماتا ہے جس کے بارے وہ جانتا تک نہیں۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ کے ضمن میں ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے وہ اس کے لیے دنیا کے شبہات موت کے وقت کی تلخی اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے نکلنے کے لیے راستہ بنا دیتا ہے پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تقویٰ کو لازم پکڑو۔

---

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 108 (10292)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 109 (10293)
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 102 (1276)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کیونکہ اس کے سبب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق ہے اور آخرت میں ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۝ (ابراہیم) (اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کر دوں گا؛ اور اگر تم نے ناشکری کی (تو جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے) اور یہاں ارشاد فرمایا: وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے وہ کسی قسم کی آرزو اور امید نہیں رکھتا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی ہر تکلیف اور کرب سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابویعلی، ابونعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۝ کے تحت حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا کے شبہات، موت کی تلخیوں اور قیامت کے دن کی سختیوں سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میرے آباء میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیں۔ تو اس کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ہزار طلاق دی ہے۔ کیا اس کے لیے کوئی نکلنے کی راہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارا باپ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا کہ وہ اس کے لیے اس معاملہ سے نکلنے کا کوئی راستہ بناتا۔ اب وہ سنت طریقہ کے خلاف تین طلاقوں کے ساتھ اس سے جدا ہو چکی ہے اور بقیہ طلاقیں اس کے ذمہ گناہ اور بوجھ ہیں۔

امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے سالم بن ابی الجعد کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، حاکم نے اسے صحیح اور ذہبی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ یہ آیت وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ...... الآیہ اشجع قبیلے کے ایک آدمی کے بارے نازل ہوئی۔ وہ فقیر اور تنگ دست تھا، لیکن کثیر العیال تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی کیفیت عرض کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِتَّقِ اللّٰهَ وَاصْبِرْ'' اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔ پس تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا، یہاں تک کہ اس کا بیٹا آ گیا جسے ابونعیم کہا جاتا تھا۔ دشمنوں نے اسے قید کر رکھا تھا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر بھی دی اور اس کے سوا کچھ اور مانگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت بنی اشجع میں سے ایک آدمی کے بارے نازل ہوئی۔ وہ بہت مشقت اور آزمائش میں مبتلا تھا اور دشمن نے اس کا بیٹا قیدی بنا رکھا تھا، پس وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر اختیار کر۔ تو اس کا وہ بیٹا جو قید میں تھا وہ واپس لوٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے رہائی دلا دی۔ پس وہ ان کے پاس آیا اور بہت سارے ریوڑ ہانک کر لے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 534 (3820)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیا۔ پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ کیا۔ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آیت تیرے لیے ہی ہے۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں جو یبر کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عوف بن مالک اشجعی کے بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی۔ مشرکین نے اسے قیدی بنالیا تھا، انہوں نے اسے باندھ دیا اور اسے بھوکا رکھا۔ تو اس نے اپنے باپ کی طرف یہ لکھا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو اور میری اس تنگی اور تکلیف کے بارے آپ ﷺ سے عرض کرو۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اس کی طرف لکھو اور اسے خبر دو اور ساتھ ہی اسے تقویٰ اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم دو اور وہ صبح و شام یہ پڑھا کرے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝ (التوبہ) چنانچہ جب اسے خط موصول ہوا تو اس نے یہ پڑھنا شروع کردیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بیڑیاں کھول دیں۔ پھر وہ ان کی اس وادی کے پاس سے گزرا جس میں ان کے اونٹ اور بکریاں چر رہے تھے تو اس نے انہیں ہانک لیا اور وہ انہیں لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے جب میری بیڑیاں کھول دیں، تو اس کے بعد میں نے انہیں دھوکا دیا ہے، کیا یہ میرے لیے حلال ہیں یا حرام؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ حلال ہیں جب ہم چاہیں گے خمس لے لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۝ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تنگی اور خوشحالی میں سے ہر شے کے لیے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس کسی نے ایسے سلطان کے پاس یہ آیت پڑھی جس کے ظلم سے وہ خوفزدہ ہو، یا ایسی موج کے پاس جس کے غرق کر دینے کا خوف ہو۔ یا کسی درندے کے پاس، تو ان میں سے کوئی شے بھی اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عوف بن مالک اشجعی آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے بیٹے کو دشمن نے قیدی بنالیا ہے اور اس کی ماں بہت غمزدہ اور پریشان حال ہے۔ پس آپ مجھے کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اور اسے حکم دیتا ہوں کہ تم دونوں کثرت سے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو۔ اس عورت نے کہا: آپ ﷺ نے تجھے انتہائی حسین اور خوبصورت حکم دیا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں کثرت سے یہ پڑھنے لگے۔ نتیجۃً دشمن اس سے غافل ہو گیا اور اس نے ان کے ریوڑ ہانک لیے۔ اور انہیں لے کر اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا۔ تو پھر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن اسحاق مولی ابی قیس بن مخرمہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت

مالک اشجعی آیا اور عرض کی: ابن عوف کو قیدی بنالیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اس کی طرف پیغام بھیج کہ رسول اللہ ﷺ تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو کثرت سے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے۔ انہوں نے اسے چمڑے کے تسمے کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ پس اس کے سبب وہ چمڑا کٹ گیا اور وہ باہر نکل آیا اور اس نے انہی کی اونٹنی پکڑ لی اور اس پر سوار ہو کر اسے لے آیا۔ جب اس قوم کو معلوم ہوا، جنہوں نے اسے قید کر رکھا تھا۔ تو وہ چیخے چلائے اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ پڑے۔ اور وہ اچانک بڑی تیزی کے ساتھ اپنے والدین کے پاس آیا اور دروازے پر آواز دینے لگا۔ پھر اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ الآیہ۔ (1)

امام عبد بن حمید، حاکم اور ابن مردویہ نے ابو عیینہ سے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میرا گمان ہے کہ وہ عوف بن مالک تھا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بنی فلاں نے مجھ پر غارت گری کی اور میرے بیٹے کو قیدی بنا کر ساتھ لے گئے اور وہ رونے لگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کر۔ چنانچہ جب وہ لوٹ کر اپنی بیوی کی طرف گیا۔ تو اس نے اس سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھے کچھ بتایا ہے؟ تو اس نے بیوی کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ ابھی اس آدمی کو زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بیٹا اور اونٹ اسے واپس لوٹا دیئے اور یہ اونٹ پہلے سے کہیں زیادہ تھے۔ پھر وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ کو صورت حال سے باخبر کیا۔ تو پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے اور اسی کی جانب رغبت رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور پھر ان پر مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے وہ اسے دنیا کے غموں اور پریشانیوں سے کافی ہو جاتا ہے۔

امام احمد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت پڑھنی شروع کی اور بار بار دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں اونگھنے لگا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے ابوذر! رضی اللہ عنہ اگر تمام کے تمام لوگ بھی اسے اپنا لیں تو یقیناً یہ تمام کے لیے کافی ہے۔ (2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اے لوگو! اللہ کے خوف اور تقویٰ کو تجارت بنا لو۔ یہ بغیر سامان اور کاروبار کے تمہیں رزق عطا کرے گا۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔ (3)

امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جن گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے ان کے سبب اسے رزق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ دعا کے سوا کوئی شے تقدیر کو رد نہیں کر سکتی اور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 727 (1993)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 534 (3819)
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 266 (11421)، دار الفکر بیروت

نیکی کے سوا کوئی شے عمر میں اضافہ نہیں کرتی۔(1)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کثرت سے استغفار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم اور ہر قسم کی تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور وہاں سے اسے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔(2)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے (ہر شے سے) کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشقت اور تکلیف کے لیے اسے کافی ہے اور وہ اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے، جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور جو دنیا کے لیے (ہر شے سے) کٹ گیا اللہ تعالیٰ اسے اسی کے سپرد کر دیتا ہے۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت اسماعیل بجی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم رکے رہو جہاں سے رکنے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے تو یقیناً تم مشقت کے بغیر کھاتے رہو گے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم سے بیان کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر اس شے سے نکلنے والا بنا دیتا ہے جو لوگوں کے لیے باعث تنگی اور پریشانی ہوتی ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مَخْرَجًا۝ سے مراد نجات ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: میں تجھے تیرے سری اور اعلانیہ معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور جب تجھ سے گناہ ہو جائے تو پھر نیکی کر، کسی سے بھی کسی شے کے بارے سوال نہ کر، امانت پر قبضہ نہ کر اور دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کر۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی ہر عمل کی اصل ہے۔ تجھ پر جہاد لازم ہے، کیونکہ یہ رہبانیۃ الاسلام ہے، تجھ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت لازم ہے کیونکہ یہ آسمان میں تیری روح اور زمین میں تیرا ذکر ہے۔(7)

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت ضرغام بن علیبہ بن حرملہ عنبری نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرمائیے۔ تو

1۔ سنن ابن ماجہ، باب العقوبات، جلد 4، صفحہ 410 (4022)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 248، دار صادر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، باب ماجاء فی العربۃ، جلد 10، صفحہ 546 (18189)، دار الفکر بیروت
4۔ کتاب التاریخ للبخاری، جلد 1، صفحہ 348، حیدر آباد دکن
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی البکاء من خشیۃ اللہ، جلد 7، صفحہ 235 (35630)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 144، دار صادر بیروت
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 82

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈر، جب تو کسی مجلس میں ہو اور پھر اس سے اٹھے۔ اور تو انہیں کوئی ایسی بات کہتے ہوئے سنے جو تجھے پسند ہے تو اسے تو اپنالے اور جب ایسی بات کرتے ہوئے سنے جو تجھے ناپسند ہو، تو اسے چھوڑ دے۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کتب میں سے ایک کتاب میں یہ پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے مومن بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت وہ میری اطاعت کرتا ہے میں اسے اس کے سوال کرنے سے پہلے عطا فرماتا ہوں۔ میں اس کے دعا مانگنے سے قبل ہی اس کی دعا قبول فرمالیتا ہوں اور میں اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے سے بڑھ کر کسی شے میں متردد نہیں ہوتا۔ بلاشبہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور اس سے غمزدہ ہوتا ہے۔ اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں اسے غمگین کروں اور اس کے لیے اس سے کوئی چارہ نہیں اور میرے پاس اس کے لیے کوئی خیر نہیں۔ بے شک میرا بندہ جب میری اطاعت کرتا ہے اور میرے حکم کی پیروی کرتا ہے۔ تو اگر اس پر سات آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور سات زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے سب پھینک دیئے جائیں، تو میں اس کے لیے ان سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہوں۔ اور جب وہ میری نافرمانی کرتا ہے اور میرے حکم کی پیروی نہیں کرتا، تو آسمان کے اسباب سے میں اس کے ہاتھوں کو کاٹ دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو دھنسا دیتا ہوں اور اسے خواہشات میں چھوڑ دیتا ہوں، وہ کسی شے سے بھی مدد حاصل نہیں کر سکتا۔ بے شک زمین کا بادشاہ میرے نزدیک عاجز اور خاموش ہوتا ہے اسی طرح جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنا ہتھیار ڈال دے۔ کوئی تلوار ہاتھ کے سوا نہیں کاٹتی اور نہ کوئی کوڑا ہاتھ کے بغیر لگایا جا سکتا ہے۔ وہ کسی شے تک میری اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کی طرف لکھا اور وہ خراسان کے امیر تھے کہ امیر المومنین نے میری طرف لکھا ہے کہ وہ اس کے لیے سونا چاندی جمع کرے۔ لہٰذا لوگوں میں سونا چاندی تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ تو انہوں نے اس کی طرف جواب لکھا: تیرا خط مجھے موصول ہوا ہے۔ بے شک میں نے امیر المومنین کے خط سے پہلے کتاب اللہ کو پایا ہے۔ قسم بخدا! اگر آسمان و زمین اللہ کے بندے پر واقع ہو جائیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے۔ والسلام علیک، پھر انہوں نے اعلان کرا دیا: اے لوگو! صبح اپنے مال کی طرف آؤ۔ تو آپ نے وہ مال ان کے درمیان تقسیم کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتی ہوں کیونکہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو وہ تمہارے لیے لوگوں کے مقابلے میں کافی ہوگا۔ اور اگر تم لوگوں سے ڈرے تو وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی کسی شے سے فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔

امام ابن حبان نے الضعفاء میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور عسکری رحمہم اللہ نے الامثال میں حضرت علی رضی اللہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 305، دار صادر بیروت

عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک احسان صاحب دین یا صاحب حسب سے ہوتا ہے۔ضعیف اور کمزور لوگوں کا جہاد حج ہے اور عورت کا جہاد اپنے خاوند کی بہترین اطاعت وفرمانبرداری کرنا ہے اور باہم محبت کا اظہار کرنا نصف ایمان ہے۔کوئی آدمی بھی میانہ روی کے سبب محتاج نہیں ہوتا اور صدقہ کے ذریعے رزق کو نیچے اتارو اور اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:3) کے تحت فرمایا: متوکل وہ نہیں ہے جو یہ کہتا ہے کہ میری حاجات پوری کی جائیں گی۔جس کسی نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اس کے لیے یہ نہیں ہے کہ اس کی تمام مشکلات اور مہمات میں اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہوگا اور اس سے ہر اس شے کو دور فرمادے گا جسے وہ ناپسند کرتا ہے اور اس کی ہر حاجت پوری فرمادے گا۔البتہ اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے والے کو اس پر فضیلت دی ہے جس نے توکل نہیں کیا کہ اس سے اس کے گناہ مٹادے گا اور اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔اور انہوں نے قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ کے تحت کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے لیے ایک مدت اور انتہا مقرر کردی ہے جہاں پہنچ کر وہ شے ختم ہو جاتی ہے۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو گے جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جس طرح پرندوں کو رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ (بھوکے) نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو راضی رہا، قناعت اختیار کی اور توکل کیا، تو یہی طلب کے لیے کافی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں سے بڑھ کر قوی اور طاقتور ہو جائے، تو اسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔اور جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگوں سے بڑھ کر غنی ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اسے اس کی نسبت یقینی جانے، جو اس کے اپنے قبضے میں ہے اور جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں سے بڑھ کر قابل تکریم بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

امام ابوداؤد، ترمذی، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس پر فاقہ اور غربت طاری ہوگئی اور اس نے اس کے اترنے کا سبب لوگوں کو قرار دیا، اس کا فاقہ اور غربت ختم نہیں ہوگی۔اور جس آدمی پر فاقہ اور غربت طاری ہوئی اور اس نے اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرار دیا، تو قریب ہے اللہ تعالیٰ اسے جلدی یا بدیر رزق عطا فرمائے۔(3)

1۔شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 74 (1197)، دارالکتب العلمیہ بیروت  2۔ایضاً، جلد 2، صفحہ 66 (1182)
3۔سنن ترمذی، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 488 (2326)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھوکا یا محتاج ہوا اور اس نے اسے لوگوں سے چھپائے رکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اس کے لیے ایک سال کی خوراک کا کوئی حلال (راستہ) کھول دے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جب میرا بندہ مجھ پر توکل کرے گا اگر آسمان اور زمین بھی اس پر گر پڑے تو میں اس کے نکلنے کی راہ بنادوں گا۔(2)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے زوائد الزہد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی پریشانی اور غم کے لیے مجھے اپنی ذات میں داخل کرلے۔ اپنی آخرت کے لیے مجھے ذخیرہ بنالے، مجھ پر توکل کرو میں تمہارے لیے کافی ہوں اور میرے سوا کسی کی طرف نہ پھر کہ میں اسے پکڑلوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وعظ ونصیحت کے لیے موت کافی ہے۔ غنی کے لیے یقین کافی ہے اور مشغولیت کے لیے عبادت کافی ہے۔(3)

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝

''اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے، اور اسی طرح ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں۔ اور حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے بچہ جننے تک ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے تو وہ اس کے کام میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اس کی برائیوں کو اور (روز قیامت) اس کے اجر کو بڑا کر دے گا''۔

امام اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سورۂ بقرہ میں عورتوں کی عدت سے متعلقہ آیت نازل ہوئی، تو اہل مدینہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا: عورتوں کی عدت میں سے ایک مدت ابھی باقی ہے جو قرآن کریم میں ذکر نہیں کی گئی

1۔ مجمع الزوائد، باب فیمن صبر علی العیش الشدید، جلد 10، صفحہ 450 (17870)، دار الفکر بیروت

2۔ کتاب الزہد، باب قصۃ نوح علیہ السلام، صفحہ 69، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، باب زہد علی بن حسین، صفحہ 219

اور وہ مدت ان عورتوں کی ہے جن کا حیض صغر سنی کے سبب ابھی شروع ہی نہ ہوا ہو یا عمر رسیدہ ہونے کے سبب منقطع ہو چکا ہو اور وہ عورتیں جو حاملہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سورہ نساء میں یہ آیت نازل فرمائی: وَالّٰٓیِٴْ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ الآیہ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب متوفی عنہا زوجہا (وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے) اور مطلقہ عورت کی عدت کے متعلق آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کم عمر، عمر رسیدہ اور حاملہ عورتوں کا حکم باقی رہ گیا ہے۔ تو پھر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(2)

عبدالرزاق اور ابن منذر نے ثوری کی سند سے حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ: 228) تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ان کے بارے آپ کا کیا خیال ہے جنہیں ابھی حیض آیا نہیں اور ان کے بارے آپ کی کیا رائے ہے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں۔ تو انہوں نے ان دونوں کے بارے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: اِنِ ارْتَبْتُمْ یعنی اگر تمہیں شک ہو۔ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓیِٴْ لَمْ یَحِضْنَ تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جنہیں ابھی حیض نہیں آیا وہ بھی انہیں کی مثل ہیں۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور حاملہ عورتوں کی معیاد ان کے بچے جننے تک ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالّٰٓیِٴْ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ کا معنی ہے وہ عورتیں جو حیض سے بانجھ ہو جائیں (یعنی عمر رسیدہ ہونے کے سبب انہیں حیض نہ آئے) اور وَّالّٰٓیِٴْ لَمْ یَحِضْنَ کا مفہوم ہے وہ باکرہ دوشیزائیں جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچیں۔ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓیِٴْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (تو ان کی مدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورتوں کی معیاد ان کے بچے جننے تک ہے) یعنی جب رحم اسے باہر پھینک دے جو کچھ اس میں ہے تو ساتھ ہی اس کی عدت بھی گزر جائے گی۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ نے اپنے خاوند کے فوت ہونے سے پندرہ راتیں بعد بچے کو جنم دیا، تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ شادی کر لے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ اگر عورت اپنے پیٹ سے بچہ جن دے حالانکہ خاوند قبر میں دفن کیے جانے سے قبل ابھی چارپائی پر پڑا ہوا ہو، تو وہ عورت حلال ہو جائے گی (یعنی اس کی عدت ختم ہو جائے گی)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ بوڑھی عورت جو حیض سے مایوس ہو گئی اس کی عدت تین مہینے ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنِ ارْتَبْتُمْ کے تحت کہا: اگر تم نہ جانتے ہو، کیا اسے حیض آتا ہے یا نہیں اور وہ جو حیض سے بانجھ ہو جائے اور وہ جسے ابھی تک حیض

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 534 (3821)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المرأۃ توفی عنہا زوجہا فتضع بعد وفاتہ، جلد 3، صفحہ 554 (17104) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 319، دار الکتب العلمیہ بیروت

شروع نہ ہو۔ تو ان تمام کی عدت تین مہینے ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنِ ارْتَبْتُمْ کے ضمن میں حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر تمہیں حیض کے بارے میں شک ہو کہ کیا حیض آیا ہے یا نہیں؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ کی تفسیر میں حضرت ایوب نے بیان کیا کہ ایک عورت نو مہینے عدت گزارے گی۔ اگر اسے حمل کے بارے علم نہ ہو اور یہی ریبہ (شک) ہے۔ فرمایا: اب وہ تین مہینے عدت گزارتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: عورت حیض کے ساتھ عدت گزارے گی اگرچہ سال میں ایک بار آئے اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو، تو پھر مہینوں کے ساتھ عدت گزارے اور اگر اسے مہینے گزرنے سے پہلے پہلے حیض آنے لگے، تو پھر ابتداء سے حیض کے ساتھ عدت گزارے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عورت حیض کے ساتھ عدت گزارے گی۔ اگرچہ اسے سال میں صرف ایک بار حیض آئے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جسے حیض آتا ہے اور اس کا خون زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نہیں جانتی کہ اس کا حیض کیسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ تین مہینے عدت گزارے گی اور فرمایا: یہ وہی شک ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنِ ارْتَبْتُمْ اسی کے مطابق حضرت ابن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے بھی فیصلہ فرمایا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نوجوان عورت جسے طلاق ہو جاتی ہے اور اس کا حیض بند ہو جاتا ہے اور وہ نہیں جانتی اس کا بند ہونا کتنی دیر تک کے لیے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ حیض کے ساتھ عدت گزارے گی اور حضرت طاؤس نے فرمایا وہ تین مہینے عدت گزارے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بارے فیصلہ فرمایا: جسے اس کا خاوند ایک طلاق دیتا ہے، پھر وہ ایک یا دو حیض گزارتی ہے۔ پھر اس کا حیض بند ہو جاتا ہے وہ نہیں جانتی کہ اسے کس شے نے روک دیا ہے۔ تو وہ اس وقت سے لے کر نو ماہ گزرنے تک انتظار کرتی رہے گی۔ پس اگر اس دوران حمل ظاہر ہو گیا، تو وہ حاملہ ہو گی اور نو مہینے گزر گئے اور حمل ظاہر نہ ہوا، تو وہ اس کے بعد تین مہینے عدت گزارے تو پھر وہ حلال ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ نے زوائد المسند میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب عدۃ المستحاضۃ، جلد 6، صفحہ 271 (11174)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں نے وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ کے بارے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا یہی (عدت) اس کی ہے جسے تین طلاقیں دی گئی ہوں اور اس کی جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی (عدت) ہے اس کی جسے تین طلاقیں دی گئی ہوں اور اس کی جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور دار قطنی رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ آیت مشترک ہے یا مبہم؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی آیت؟ میں نے عرض کی: وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ کیا یہ مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کو شامل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ دو مدتوں میں سے دوسری کے ساتھ عدت گزارے گی۔ پس انہوں نے فرمایا: جو چاہے میں اس کے لیے فیصلہ دیتا ہوں کہ بے شک وہ آیت جو چھوٹی سورۂ نساء میں نازل ہوئی، وہ سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی۔ یعنی وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ پس یہ مطلقہ یا وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی میعاد بچہ جننے تک ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جو چاہے میں اسے حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ چھوٹی سورۂ نساء میں مذکورہ آیت چار مہینے اور دس دن کے بعد نازل ہوئی۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو چاہے میں اس کے لیے حلفیہ کہتا ہوں کہ وہ آیت جو چھوٹی سورۂ نساء میں ہے اس نے اسے منسوخ کر دیا ہے جو سورۂ بقرہ میں ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ چھوٹی سورۂ نساء نے ہر عدت کو منسوخ کر دیا ہے اور ہر حاملہ عورت کی عدت چاہے وہ مطلقہ ہو یا اس کا خاوند فوت ہو گیا ہو، وضع حمل ہے۔(4)

امام حاکم نے تاریخ میں اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت مرفوعاً ذکر کی ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: کیا تم عورت پر شدت اور سختی تو کرتے ہو اور اس کے لیے رخصت نہیں اپناتے؟ چھوٹی سورۂ نساء طویل سورۂ نساء کے بعد نازل ہوئی کہ جب حاملہ عورت بچے کو جنے گی تو اس کی عدت گزر جائے گی۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب المطلقة یموت عنها زوجها، جلد 6، صفحہ 360 (11759)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (11757)

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 292 (6860)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ چھوٹی سورۂ نساء اس آیت کے سات سال بعد نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سن رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے: وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تو کیا وہ حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت وضع حمل ہے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اکھٹے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا مجھے اس عورت کے بارے میں فتویٰ دو، جس نے اپنے خاوند کی وفات کے چالیس دن بعد بچہ جنا کیا وہ حلال ہوگئی؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ دو مدتوں میں سے دوسری کے ساتھ عدت گزارے گی۔ میں نے کہا وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ طلاق کے بارے میں ہے۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے دو مدتوں میں سے طویل مدت کے ساتھ اس کی عدت ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھائی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں۔ تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے پوچھ کر آئے کہ کیا اس بارے میں کوئی سنت اور حدیث ہے؟ تو انہوں نے جواب عطا فرمایا: کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند مقتول ہوا اور وہ حاملہ تھی اور اس نے خاوند کی موت کے چالیس دن بعد بچہ جنا۔ پھر اس کی منگنی ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نکاح کر دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو السنابل بن بعکک سے بیان کیا ہے کہ سبیعہ بنت حارث نے اپنے خاوند کی وفات کے تیئس دن بعد بچہ جنا اور پھر اس نے نکاح کے لیے بناؤ سنگھار کیا۔ تو اس کے لیے اسے پسند نہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ باعث عیب بن گیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے کام کے لیے خاوند تلاش کر یعنی تو شادی کر لے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تیئس راتوں تک ٹھہری رہی۔ پھر اس نے بچہ جنا اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے کام کے لیے خاوند تلاش کر۔ یعنی تو شادی کر لے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت سبیعہ اسلمیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اس کی

---

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب المطلقۃ یموت عنھا زوجھا، جلد 6، صفحہ 361 (11761)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المرأۃ تتوفی عنھا زوجھا، جلد 3، صفحہ 555 (17107)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

وفات کے پچیس دن بعد بچہ جنا۔ پھر اس نے (شادی کے لیے) تیاری کی۔ تو ابوالسنابل بن بعکک نے اسے کہا: تو نے جلدی کی ہے۔ تو ابعد الاجلین یعنی چار مہینے اور دس دن عدت گزار۔ تو اس نے جواب دیا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو نیک اور صالح خاوند پالے تو شادی کر لے''(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند فوت ہوا اور وہ حاملہ تھی۔ پس چند راتیں ہی گزری تھیں کہ اس نے بچے کو جنم دیا اور جب وہ ایام نفاس گزار چکی، تو اس نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمادی اور اس نے نکاح کر لیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے چند دن بعد بچہ جنا۔ پھر اس نے خضاب لگایا اور بناؤ سنگھار کیا۔ تو ابوالسنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے۔ تو فرمایا: تو نے غلط کیا ہے۔ تیری عدت ابعد الاجلین (دو مدتوں میں سے لمبی مدت) ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئی اور آپ کو اس کے بارے عرض کی: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوالسنابل نے غلط کہا تو شادی کر لے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس عورت کی عدت کے بارے اختلاف ہو گیا جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو اور وہ حاملہ ہو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی عدت ابعد الاجلین ہے۔ اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب وہ بچہ جنے گی تو وہ حلال ہو جائے گی۔ پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھائی کے بیٹے ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: سبیعہ نے اپنے خاوند کی وفات سے چند راتیں بعد بچہ جنا۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمادی اور اس نے نکاح کر لیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مروان نے عبداللہ بن عتبہ کو سبیعہ بنت حارث کی طرف بھیجا۔ تا کہ وہ اس سے اس فتوی کے بارے پوچھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرمایا تو اس نے اسے بتایا کہ وہ سعد بن خولہ کے نکاح میں تھی۔ وہ بدری صحابی تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ان کا وصال ہو گیا، ان کی وفات سے چودہ دن گزرنے سے پہلے اس نے بچے کو جنم دیا۔ پھر ابوالسنابل بن بعکک سے اس کی ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ وہ اپنے نفاس کے ایام گزار چکی تھی اور آنکھوں میں سرمہ اور دیگر بناؤ سنگھار کیے ہوئے تھی۔ تو ابوالسنابل نے کہا: شاید تو نکاح کا ارادہ رکھتی ہے۔ حالانکہ ابھی تیرے خاوند کو فوت ہوئے چند دن گزر رہے ہیں۔ سبیعہ نے کہا: پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور جو کچھ ابوالسنابل نے کہا تھا وہ بھی عرض کر دیا۔ تو رسول اللہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المرأۃ تتوفی عنھا زوجھا، جلد 3، صفحہ 555 (17108)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

مصنف عبدالرزاق، باب المطلقۃ یموت عنھا زوجھا، جلد 6، صفحہ 365 (11778)، دارالکتب العلمیہ بیروت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو توقف کرلے حالانکہ تیری عدت اس وقت سے گزر چکی ہے جب سے تو نے بچے کو جنم دیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حاملہ عورت کے بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ حاملہ عورت جب اپنے خاوند کی وفات کے بعد بچہ جنے، تو وہ چار مہینے اور دس دن عدت گزارے گی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ ایسی حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے، اس کے بارے کہا کرتے تھے کہ وہ ابعد الاجلین گزرنے کا انتظار کرے گی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے مشورہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا (اس کی عدت) چار ماہ اور دس دن ہے۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ عورت آیسہ (ایسی عورت جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو) ہو تو پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی عدت ابعد الاجلین ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر حاملہ عورت بچہ جن دے حالانکہ اس کا خاوند ابھی اپنے تابوت پر ہو اور اسے قبر میں داخل نہ کیا گیا ہو۔ تو بالیقین وہ حلال ہو جائے گی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا یہ سچ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ وہ حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت ابعد الاجلین ہے۔ انہوں نے جواب دیا: بے شک۔ اور جتنی میں کسی شے کی تصدیق کرتا ہوں اس سے کہیں زیادہ مضبوطی کے ساتھ انہوں نے اس کی تصدیق کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ارشاد گرامی وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ مطلقہ عورت کے بارے ہے۔

امام مالک، امام شافعی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس عورت کے بارے پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو۔ تو آپ نے جواباً فرمایا جب وہ اپنا بچہ جنے گی تو حلال ہو جائے گی۔ انصار میں سے ایک آدمی نے آپ کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ اس حال میں بچہ جنے کہ اس کا خاوند ابھی چارپائی پر ہو، اسے دفن نہ کیا گیا ہو۔ تو پھر بھی وہ حلال ہو جائے گی۔(4)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ جب عورت ایسی چیز پھینک دے جسے یہ جانا جاتا ہو کہ وہ حمل ہے تو اس کے ساتھ ہی عدت گزر گئی اور ام ولد آزاد ہو گئی۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن اور محمد دونوں سے بیان کیا ہے کہ عورت حمل ساقط کر دے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب خلق رابع میں کوئی بچہ اوندھا ہو گیا اور وہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 362 (11766)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المراۃ یتوفی عنھا زوجھا فتضع عنھا زوجھا، جلد 3، صفحہ 555 (17106)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 554 (17098)

4۔ مصنف عبدالرزاق، باب المطلقۃ یموت عنھا زوجھا، جلد 6، صفحہ 361 (11763)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اسی طرح پیدا کیا گیا تو اس سے لونڈی آزاد ہو جائے گی اور اس کے ساتھ عدت ختم ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے ایسے آدمی کے بارے پوچھا گیا جس نے ایک لونڈی خریدی اور وہ حاملہ تھی۔(1)

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰىؕ ۝۶ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷

''انہیں ٹھہراؤ جہاں تم خود سکونت پذیر ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم انہیں تنگ کرو۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو، یہاں تک کہ وہ بچہ جنیں۔ پھر اگر وہ (بچے کو) دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو تم انہیں ان کی اجرت دو، اور (اجرت کے بارے میں) آپس میں مشورہ کر لیا کرو دستور کے مطابق اور اگر تم آپس میں طے نہ کر سکو تو اسے کوئی دوسری دودھ پلائے۔ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق۔ اور وہ، تنگ کر دیا گیا ہے جس پر اس کا رزق تو وہ خرچ کرے اس سے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ اور تکلیف نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی کو مگر اس قدر جتنا اسے دیا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد فراخی دے دے گا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ کے تحت فرمایا: اگر تو اس کے لیے نہ پائے مگر اپنے گھر کی طرف میں، تو اسی میں انہیں ٹھہراؤ۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِّنْ وُّجْدِكُمْ کا معنی ہے اپنی وسعت کے مطابق۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے اور وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ کے بارے فرمایا: اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم انہیں مسکن میں تنگ کرو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے مِّنْ وُّجْدِكُمْ میں واؤ کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ کے ضمن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 28، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ یہ ایسی عورت کا ذکر ہے جسے خاوند طلاق دیتا ہے اس حال میں کہ یہ حاملہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ اسے ٹھہرائے اور اس پر خرچ کرتا رہے یہاں تک کہ وہ بچہ جنے۔ پھر اگر وہ بچے کو دودھ پلائے۔ یہاں تک کہ وہ دودھ چھڑا لے۔ اور اگر وہ اسے طلاق دے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کے لیے رہائش ہوگی یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور اس کے لیے نفقہ (خرچہ) نہیں ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ الآیہ کے تحت آپ نے فرمایا کہ یہ خود اپنے بچے کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ اس پر اتنی اجرت لے جتنی کے عوض تو اس کے سوا کسی اور دودھ پلانے والی کو حاصل کرسکتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝ کے تحت انہوں نے کہا: جب رضاعت قائم ہو درآنحالیکہ دودھ پلانے والی اس کے سوا کوئی اور ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب رضاعت کسی شے کے عوض طے پائے تو ماں کو ترجیح دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم، ضحاک اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الآیہ کے تحت نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مطلقہ عورت (کے لیے نفقہ ہوگا) جب وہ بچے کو دودھ پلائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ کے تحت بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہے۔ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ فرمایا وہ اس سے خرچ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا اور اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس قدر جتنا اسے عطا فرمایا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو سنان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ موٹا لباس پہنتے ہیں اور سخت ترین (گھٹیا) کھانا کھاتے ہیں۔ تو آپ نے ان کی طرف ہزار دینار بھیجے، اور قاصد کو کہا جب وہ انہیں لیں گے تو دیکھنا وہ انہیں کیا کرتے ہیں؟ پس تھوڑا ہی وقت گزرا کہ انہوں نے باریک (اچھا) لباس پہنا اور اچھا کھانا کھانے لگے۔ قاصد نے آکر آپ کو اس کے بارے بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے انہوں نے اس آیت پر عمل کیا ہے: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بندۂ مومن نے اللہ تعالیٰ سے انتہائی حسین ادب سیکھا ہے کہ جب وہ اسے وسعت (فراخ رزق) عطا فرمائے تو یہ اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ کو وسعت عطا کرتا ہے۔ اور جب وہ اس پر رزق تنگ کر دے تو یہ بھی اپنے آپ پر تنگ کر دیتا ہے (یعنی وسعت کی صورت میں زیادہ خرچ کرتا ہے اور تنگی کی صورت میں کم خرچ کرتا ہے)۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس نے سو اوقیہ میں سے دس اوقیہ پیش کیے۔ پھر ایک دوسرا آدمی حاضر خدمت ہوا، اس نے سو دینار میں سے دس دینار پیش کیے۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا۔ اس نے دس دینار میں سے ایک دینار پیش کیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: اجر میں تم برابر ہو کیونکہ تم میں سے ہر کوئی اپنے مال کا دسواں حصہ لایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمی ہیں ان میں سے ایک کے پاس دس دنانیر تھے۔ تو اس نے ان میں سے ایک دینار صدقہ کر دیا۔ دوسرے کے پاس دس اوقیہ تھے اس نے ان میں سے ایک اوقیہ صدقہ کر دیا اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ تھے تو اس نے ان میں سے دس اوقیہ صدقہ کر دیئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ سب اجر میں برابر ہیں۔ کیونکہ ہر ایک نے اپنے مال کا دسواں حصہ صدقہ کیا ہے۔ رب کریم نے ارشاد فرمایا ہے: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ۔(2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے پوچھا جو اپنی عورت پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں پاتا کیا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اسے مہلت دی جائے گی اور ان کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی۔ اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ معمر نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کے قول طرح قول کہا۔(3)

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۛ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ

1۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقۃ، جلد 5، صفحہ 259 (6591)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب اجر الصدقۃ، جلد 3، صفحہ 287 (4619)، دار الفکر بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الرجل لا یجد ما ینفق، جلد 7، صفحہ 71 (12403)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ یَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

''کتنی بستیاں تھیں جنہوں نے سرتابی کی اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں (کے فرمان) سے تو ہم نے بڑی سختی سے ان کا محاسبہ کیا اور ہم نے انہیں بھاری سزا دی۔ پس انہوں نے اپنے کرتوتوں کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام نرا خسارہ تھا۔ تیار کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک سخت عذاب، پس اللہ سے ڈرتے رہا کرو اے دانش مندو! جو ایمان لائے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تمہاری طرف ذکر۔ ایک ایسا رسول جو پڑھ کر سناتا ہے تمہیں اللہ کی روشن آیتیں تاکہ نکال لے جائے انہیں جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اندھیروں سے نور کی طرف۔ اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور نیک عمل کرتا ہے تو وہ اس کو داخل فرمائے گا باغات میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جن میں وہ لوگ تا ابد رہیں گے۔ بالشبہ اللہ نے اس (مومن) کو بہترین رزق عطا فرمایا۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور زمین کو بھی انہی کی مانند، نازل ہوتا رہتا ہے حکم ان کے درمیان تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کر رکھا ہے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا کے تحت فرماتے ہیں کہ (ان بستیوں پر) کوئی رحم نہ کیا گیا۔ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸﴾ اور ہم نے انہیں بہت بھاری اور شدید سزا دی۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے عَذَابًا نُّكُرًا ﴿۸﴾ میں نُكُرًا ﴿۸﴾ کو مثقلہ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا۔ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا کا معنی ہے پس انہوں نے اپنے کرتوتوں کی جزا چکھی۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے کرتوتوں کی سزا چکھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا میں رسول سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء کی ذات گرامی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ میں یاء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: کیا زمین کے نیچے مخلوق ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں جانتا اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ سے لے کر سورت کے آخر تک کے بارے بات کی۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آدمی کے لیے وہی ہے جو تجھے ایمان لانے پر برانگیختہ کرے اگر وہ تجھے اس کے بارے خبر دے تو تو کفر کرے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر آسمان میں اور ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کچھ مخلوق ہے اور اس کا امر اور اس کی قضاء ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ کے تحت فرمایا: کہ ساتویں آسماں سے لے کر ساتویں زمین تک اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حکم ان کے درمیان نازل ہوتا رہتا ہے یعنی جڑے ہوئے آسمانوں اور جڑی ہوئی زمین میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر آسمان اور زمین کے درمیان اس کی مخلوق اور اس کا امر ہے۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کے تحت حضرت ابن جریج نے کہا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر زمین کا عرض پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ دوسری اور تیسری زمین کے درمیان ریح (ہوا) ہے اور ساتویں زمین ثری (تر مٹی) کے اوپر ہے اور اس کا نام تخوم ہے۔ کفار کی ارواح اسی میں ہیں۔ ان کے لیے آج اس میں حنین (رونا) ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا، تو وہ انہیں برہوت کی طرف پھینک دے گا اور مسلمانوں کی ارواح جابیہ میں جمع ہیں اور ثریٰ اس چٹان کے اوپر ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فی صخرۃ'' اور اس چٹان کا رنگ سبز ہے جسے تاج پہنایا گیا ہے۔ اور یہ چٹان بیل پر ہے اور اس بیل کے دو سینگ ہیں اور اس کی تین ٹانگیں ہیں۔ اور یہ قیامت کے دن ساری زمین کا پانی نگل جائے گا اور یہ بیل مچھلی پر ہے اور مچھلی کی دم اس کے سر کے پاس نیچے والی زمین کے نیچے گول پڑی ہوئی ہے اور اس کے دونوں کنارے عرش کے نیچے بندھے ہوئے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ نیچے والی زمین بیل کے دو سینگوں کے سہارے پر ہے اور کہا جاتا ہے بلکہ اس کی پشت پر ہے۔ اس کا نام بہموت

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 318 (3240)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں اہل جنت کا کھانا ہوں گے۔ اور وہ مچھلی کے جگر اور بیل کے سر سے خوب سیر ہوں گے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: وہ مچھلی کس پر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سیاہ پانی پر ہے۔ اور اس سے اسی طرح مچھلی پکڑی گئی جس طرح کہ تمہاری مچھلیوں میں سے کوئی مچھلی ان سمندروں میں سے کسی سمندر سے پکڑی جاتی ہے۔ اور مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ابلیس بڑی تیزی کے ساتھ مچھلی کی طرف بڑھا اور اس کی برتری اور عظمت بیان کی۔ اور کہا: تجھ سے بڑھ کر غنی اور تجھ سے زیادہ قوی کوئی مخلوق نہیں۔ پس مچھلی نے اپنے دل میں یہ احساس پایا اور حرکت کی۔ پس اسی کے سبب زلزلہ آتا ہے جب وہ حرکت کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹی مچھلی بھیجی اور اسے اس کے کان میں ٹھہرادیا۔ پس جب وہ حرکت کرنے لگتی ہے تو اس کے کان میں حرکت کرتی ہے تو وہ ساکن ہو جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کے تحت کہا کہ اگر میں تمہارے سامنے اس کی تفسیر بیان کروں تو تم اس کا انکار کر دو (یعنی کافر ہو جاؤ) اور تمہارا یہ کفر تمہارے اس آیت کو جھٹلانے کے سبب ہو۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب اور الاسماء والصفات میں حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح نبی ہے آدم کی طرح آدم ہے، نوح کی طرح نوح ہے، ابراہیم کی طرح ابراہیم ہے اور عیسیٰ کی طرح عیسیٰ ہے، علیہم السلام بیہقی نے کہا ہے اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ روایت شاذ ہے۔ میں ابوالضحیٰ کا اس روایت میں متابع نہیں جانتا۔(2)

(تنبیہ:۔ ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور زمانہ تفسیر ضیاء القرآن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا قول کے متعلق اس طرح رقمطراز ہیں کہ اس کے متعلق علامہ ابوالحیان اندلسی بحر محیط میں لکھتے ہیں "وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ رِوَايَةِ الْوَاقِدِيِ الكذب وَهٰذَا حَدِيْثٌ لَاشَكَّ فِيْ وَضْعِهٖ" کہ یہ قول واقدی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور واقدی کذاب ہے اور یہ وہ حدیث ہے جس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں) مترجم: (تفسیر ضیاء القرآن ج5، ص:288)

امام ابن ابی حاتم، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی گرفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منکر روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک زمینوں میں سے ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ان میں سے ارض علیا مچھلی کی پشت پر ہے اور اس کی دونوں طرفیں آسمان میں ملی ہوئی ہیں اور مچھلی چٹان پر ہے، اور چٹان فرشتے کے قبضے میں ہے اور دوسری زمین میں ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 535 (3823)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو بند کیا گیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو خازن ہوا کو حکم دیا کہ وہ ان پر ہوا بھیجے جو عاد کو تباہ و برباد کر دے۔ تو اس نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں ان پر بیل کے نتھنے کے برابر سوراخ سے ہوا بھیجوں گا۔ تو ملک جبار نے اسے فرمایا: تب وہ زمین اور اس پر موجود ہر شے کو تباہ و برباد کر دے گی۔ البتہ تو ان پر انگوٹھی کے برابر سوراخ سے ہوا بھیج دے۔ اور یہی وہ ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا ہے مَاتَذَرُ مِنْ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِیۡمِ (الذاریات) (نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر گزرتی مگر اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی) اور تیسری زمین میں جہنم کا پتھر ہے اور چوتھی زمین میں زمین کی گندھک ہے۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آتش جہنم کے لیے گندھک ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک جہنم میں گندھک کی کئی وادیاں ہیں۔ اگر ان میں مضبوط اور سخت پہاڑ بھی پھینک دیئے جائیں تو وہ بھی پگھل کر بہہ جائیں اور پانچویں زمین میں جہنم کے سانپ ہیں۔ ان کے منہ وادیوں کی طرح ہیں۔ وہ کافروں کو شدید ڈسیں گے اور وہ انہیں قصاب کی مڈھی پر پڑے ہوئے گوشت کی مانند کر دیں گے (یعنی ذلیل و رسوا کر دیں گے) اور چھٹی زمین میں جہنم کے بچھو ہیں۔ بے شک ان میں سے ادنیٰ بچھو ایسے خچروں کی طرح ہے جن پر پالان پڑے ہوئے ہوں۔ وہ کافر کو اتنا شدید ڈنگ لگائیں گے کہ اس کے سبب وہ جہنم کی گرمی کو بھول جائے گا۔ اور ساتویں زمین میں سقر (جہنم) ہے۔ اس میں ابلیس ہے۔ اسے لوہے کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ ایک ہاتھ آگے کی جانب ہے اور دوسرا ہاتھ اس کے پیچھے کی جانب۔ پس جب اللہ تعالیٰ اسے آزاد کرنے کا ارادہ فرمائے، تو جتنے وقت کے لیے چاہے اسے آزاد کر دیتا ہے۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمین کی گہرائی پانچ سو سال کی مسافت ہے اور دوسری زمین کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے اور ہر دو زمینوں کے درمیان بھی اتنی ہی مسافت ہے۔

امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ نے الرد علی الجہمیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سید السموات وہ آسمان ہے جس میں عرش ہے اور زمینوں میں سردار وہ زمین ہے جس پر ہم ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ساتویں زمین ایک چٹان پر ہے۔ وہ چٹان فرشتے کی ہتھیلی پر ہے۔ وہ فرشتہ مچھلی کے پر پر ہے۔ وہ مچھلی پانی پر ہے۔ پانی ریح پر ہے۔ وہ ریح ہوا پر ہے اور ریح عقیم (تباہ کر دینے والی ہوا) پیوند کاری نہیں کرتی اور اس کے سینگ عرش کے ساتھ معلق ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ چٹان جو زمین کے نیچے ہے وہی مخلوق کی انتہا ہے اس کی اطراف میں چار فرشتے ہیں اور ان کے سر عرش کے نیچے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمینیں مچھلی پر ہیں اور زنجیر مچھلی کے کان میں ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 636 (8756)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۲ ﴿ سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ ٦٦ ﴾ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ تحریم مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی (1) اور ابن مردویہ کے الفاظ میں نام ''سورۃ التحرم'' ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ النساء اور یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝

''اے نبی (مکرم!) آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے (کیا یوں) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے تمہارے لیے تمہاری قسموں کی گرہ کھولنے کا طریقہ (یعنی کفارہ) اور اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، بہت دانا ہے''۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرا کرتے تھے اور وہاں شہد نوش فرمایا کرتے تھے۔ پس میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں نے یہ مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں، تو وہ یہ کہے: مجھے آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے پاس تشریف لائے۔ تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی کچھ کہہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش سے شہد پیا ہے اور میں ہرگز دوبارہ اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ یہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں کے لیے ہے اور وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا آپ کے اس قول کے متعلق ہے: بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے شہد کا مشروب نوش فرماتے تھے۔ پھر آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے کہا: میں آپ سے کوئی ریح (ہوا) پا رہی ہوں۔ پھر آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے بھی کہا: مجھے آپ سے کوئی ہوا (بو) آ رہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ اس شراب (شربت) کی ہے جو میں نے حضرت سودہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس سے پیا ہے۔ قسم بخدا! میں وہ نہیں پیوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الآیہ۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے پاس سفید شہد کا ایک ڈبہ تھا اور حضور نبی کریم ﷺ اس سے تناول فرماتے رہتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو روکے رکھتا تھا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا: شہد کی مکھیاں عرفط چوستی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ پس یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی (عرفط کیکر کا درخت ہے، اس سے گوند ٹپکتا ہے جسے مغافیر کہا جاتا ہے اور اس کی بدبو شہد میں آ جاتی ہے)

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کون سی شے حضور نبی کریم ﷺ نے حرام قرار دی تو انہوں نے جواباً کہا: شہد کا ڈبہ۔

امام نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی تھی۔ آپ اس سے مباشرت کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما اسے برداشت کرتی رہیں یہاں تک کہ بالآخر آپ ﷺ نے اپنے آپ پر اسے حرام قرار دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت آخر تک نازل فرمائی۔(3)

امام ترمذی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حسن صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مذکورہ آیت آپ ﷺ کی سرگوشی (خفیہ بات) کے بارے نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ دو عورتیں کون سی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما۔ بات کا آغاز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ محترمہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 117 (11226)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 535 (3824)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 267، دار الفکر بیروت

حضرت ماریہ قبطیہ کے بارے ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن ان کے گھر میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے مباشرت کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے پالیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ آپ میری باری کے دن میرے گھر میں اور میرے بستر پر میری طرف ایسی شے لائے ہیں جو آپ کبھی بھی اپنی ازواج میں سے کسی کے پاس نہیں لائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو راضی نہیں ہوگی کہ میں اسے حرام کردوں اور پھر اس کے قریب نہ جاؤں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ماریہ کو حرام کر دیا اور حضرت حفصہ کو فرمایا: تو کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ لیکن انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اسے ظاہر فرما دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الآیات کلھا۔ اور ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کا کفارہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قسم کھول دی اور آپ نے اپنی کنیز کے ساتھ ملاپ کیا۔(1)

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی کنیز کو حرام قرار دیا تھا۔(2)

امام ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتی تھیں۔ پس ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے گھر گئیں اور وہ ان کے پاس باتیں کرتی رہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کنیز کو بلا بھیجا اور وہ دن کے وقت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہیں اور یہ وہی دن تھا جس میں آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنا تھا آپ واپس آئیں تو آپ نے دونوں کو اپنے گھر میں پالیا۔ اور وہ ان کے باہر نکلنے کا انتظار کرتی رہیں۔ اور انہیں شدید غیرت آئی۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی کنیز کو باہر نکالا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اندر داخل ہوئیں اور عرض کی: جو آپ کے پاس تھا میں نے اسے دیکھ لیا۔ قسم بخدا! آپ نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! میں تجھے راضی کروں گا۔ اور میں تیرے ساتھ ایک خفیہ بات کر رہا ہوں۔ پس تم اس کی حفاظت کرنا۔ انہوں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ بے شک میری یہ کنیز مجھ پر حرام ہے۔ کیا تو راضی ہے؟ چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس چل کر گئیں اور انہیں خفیۃً بتایا کہ میں بشارت دیتی ہوں کہ آپ ﷺ نے اپنے اوپر اس دوشیزہ کو حرام کر دیا ہے پس جونہی انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے راز کے بارے بتایا تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر اسے ظاہر فرما دیا اور مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 267 (11424)، دار الفکر بیروت

کے پاس مذکورہ آیت کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا تھا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن اس کے گھر تشریف لے گئے اور آپ نے خلوت پائی، تو اس کے ساتھ مباشرت کی۔ اور وہ حضرت ابراہیم سے حاملہ ہوگئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب اس کا حمل ظاہر ہوا، تو وہ اس سے گھبرا گئی اور رسول اللہ ﷺ اس کے بچہ جننے تک وہیں سکونت پذیر رہے۔ پھر حضرت ابراہیم کی والدہ کا دودھ نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے بچے کے لیے ایک بھیڑ خریدی۔ جس سے آپ بچے کو غذا بہم پہنچاتے تھے۔ نتیجۃً بچے کا جسم صحت مند ہوگیا۔ گوشت پوست حسین ہوگیا اور رنگ انتہائی اجلا اور شفاف ہوگیا۔ پس آپ ﷺ ایک دن اسے ساتھ لائے اور آپ اسے اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے اور فرمایا: اے عائشہ! رضی اللہ عنہا تو صورت کیسی دیکھ رہی ہے؟ تو میں نے جواباً عرض کی: میں اپنے سوا کسی کی صورت نہیں جانتی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا گوشت کے سبب بھی نہیں؟ تو میں نے عرض کی: مجھے اپنی عمر کی قسم! جس کی غذا بھیڑ کا دودھ ہو۔ بالیقین اس کا گوشت حسین اور خوب صورت ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے سبب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں خوف زدہ ہوگئیں۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے تو آپ سے درشت لہجے میں گفتگو کی۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے حرام کر دیا۔ اور آپ نے ان کے ساتھ رازدارانہ گفتگو فرمائی۔ لیکن انہوں نے یہ راز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر افشا کر دیا۔ پھر آیت التحریم نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (غلام) آزاد کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے ساتھ پایا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خاطر اپنے بچے کی ماں کو اپنے اوپر حرام کر دیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اس بات کو چھپائے رکھے۔ تو انہوں نے خفیۃً یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کفارہ قسم ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الآیہ کے تحت بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ قبطیہ کنیز کو حضرت حفصہ کے دن حرام قرار دیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اسے راز رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لیکن انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس پر مطلع کر دیا۔ یہ دونوں آپ ﷺ کی ازواج پر غالب تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے حلال قرار دیا جسے آپ ﷺ نے اپنے اوپر حرام کیا تھا۔ اور آپ ﷺ کو کفارہ قسم ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت شعبی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ

تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اس لیے نازل ہوئی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کنیز کو حرام قرار دیا تھا۔ حضرت شعبی نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریم کے ساتھ ساتھ قسم بھی اٹھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس تحریم کے بارے میں عتاب فرمایا اور آپ کے لیے کفارہ قسم کا حکم دیا اور حضرت قتادہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کر دیا اور یہی قسم ہو گئی۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور نظر حضرت ابراہیم کی والدہ کو حرام قرار دیا اور کہا: یہ مجھ پر حرام ہے۔ "هِيَ عَلَيَّ حَرَامٌ" اور مزید کہا: قسم بخدا میں اس کے قریب نہیں آؤں گا۔ "وَاللّٰهِ لَا اَقْرَبُهَا" تب یہ آیت نازل ہوئی: قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مسروق اور حضرت شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی سے ایلاء کیا اور اسے حرام قرار دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ اور یہ حکم نازل فرمایا لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔

امام ہیثم بن کلیب نے مسند اور ضیاء مقدسی نے المختارہ میں نافع کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تو کسی سے بات نہ کرنا۔ بے شک ام ابراہیم مجھ پر حرام ہے۔ تو انہوں نے عرض کی: کیا آپ اسے حرام کر رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم بخدا! میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے قریب نہیں کیا۔ یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کی خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ۔

سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مسروق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے حلف اٹھایا کہ آپ اپنی باندی کے قریب نہیں جائیں گے اور فرمایا: وہ مجھ پر حرام ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کے سبب کفارہ کا حکم نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ اسے حرام نہ کریں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ایک دن اپنے والدین کی ملاقات کے لیے گئیں اور وہ آپ کی باری کا دن تھا۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کو گھر پر نہ پایا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کنیز ماریہ کو بلا بھیجا اور آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس کے ساتھ مباشرت کی۔ اسی دوران حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آگئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ میرے گھر میں اور میرے دن میں یہ کر رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ مجھ پر حرام ہے، تو اس کے بارے کسی کو خبر نہ دینا، پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور انہیں اس کے بارے بتا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 321 (3245)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی قسم کا کفارہ دینے اور اپنی کنیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر مباشرت کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے آپ ﷺ کے ساتھ پالیا۔ تو عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اپنی ازواج کے گھروں میں سے میرے گھر میں اس طرح؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ مجھ پر حرام ہے اگر میں اسے مس کروں۔ اور تو میری اس بات کو مخفی رکھنا وہ نکلیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور آکر کہا کیا میں تمہیں ایک بشارت نہ دوں؟ انہوں نے پوچھا: وہ کون سی ہے؟ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ماریہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے گھر میں پایا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا اپنی ازواج کے گھروں میں سے میرے گھر میں اس طرح؟ یہ پہلا راز تھا کہ آپ ﷺ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے حفصہ! کیا میں تجھے بشارت نہ دوں۔ پس اے عائشہ! تو جان لے کہ تیرے والد محترم آپ ﷺ کے بعد والی (خلیفہ) بنائے جائیں گے اور میرے والد کو آپ کے باپ کے بعد والی بنایا جائے گا۔ پس تو مجھے بھی چھپانا اور اس واقعہ کو بھی مخفی رکھنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ یعنی جو کچھ آپ ﷺ سے ہوا تا قولہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ، یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ یعنی قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر کر دیا۔ عَرَّفَ بَعْضَهٗ یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو وہ بتا دیا جو کچھ ماریہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ اور بعض سے اعراض کیا جو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے خبر دی تھی۔ پس اسے ظاہر نہ کیا۔ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف توجہ فرمائی اور انہیں عتاب فرمایا، جھڑکا اور فرمایا اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ۝ اور آپ کے ساتھ ثیبات میں سے حضرت آسیہ بنت مزاحم اور حضرت نوح علیہ السلام کی بہن اور باکرہ عورتوں میں سے حضرت مریم بنت عمران اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا وعدہ فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 268 (11425)، دار الفکر بیروت

کہ یہ آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنا آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝۴

"اور (یہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے) جب نبی کریم نے رازداری سے اپنی ایک بیوی کو ایک بات بتائی پھر جب اس نے (دوسری کو) راز بتا دیا (تو) اللہ نے آپ کو اس پر آگاہ کر دیا آپ نے (اس بیوی کو) کچھ بتا دیا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ پس جب آپ نے اس کو اس پر آگاہ کیا تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی خبر کس نے دی ہے؟ فرمایا مجھے اس نے آگاہ کیا ہے جو علیم و خبیر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرو اور تمہارے دل بھی (توبہ کی طرف) مائل ہو چکے ہیں (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) اور اگر تم نے ایکا کر لیا آپ کے مقابلہ میں تو (خوب جان لو) کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے، جبریل اور نیک بخت مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ سارے فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں"۔

امام عبدالرزاق، بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حرام کی صورت میں کفارہ ادا کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21) (1)

امام ابن منذر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تجھ پر حرام نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔ فرمایا تجھ پر کفارات میں سے شدید ترین کفارہ غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ (2)

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح کو اخراجات نہیں دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 536 (3825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ۔ پس آپ نے اپنی قسم کو کھول دیا اور اسے اخراجات دیئے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جب وہ کوئی ایسی شے حرام کر لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال فرمائی ہے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلائیں یا انہیں لباس پہنائیں یا پھر غلام آزاد کریں اور طلاق اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ سے تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: کہ میں نے تیرے لیے انہیں حلال قرار دیا ہے جن کا تو ملک یمین (کنیز) کی حیثیت سے مالک ہے۔ پس تو اسے کیوں حرام کرتا ہے اور میں نے تیرے لیے قسم کھولنے کا یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ تو اپنی قسم کے بدلے کفارہ ادا کرے؟ وہ سب اسی کے ضمن میں ہیں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر آئیں اور دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ماریہ سے مباشرت کر رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: عائشہ کو خبر نہ دینا، یہاں تک کہ میں تجھے ایک خاص بشارت دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب میرا وصال ہو جائے گا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تیرا باپ والی (امیر المومنین) بنے گا۔ پس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا گئیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع دی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کو اس کی خبر کس نے دی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے علیم وخبیر نے اس کی خبر دی ہے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں آپ کی طرف نہیں دیکھوں گی یہاں تک کہ آپ ماریہ کو حرام کر دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ۔ (1)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا کے تحت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کو راز داری سے یہ بات بتائی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے۔ (2)

امام ابن عدی، ابو نعیم نے فضائل الصحابہ میں، العشاری نے فضائل الصدیق میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا قسم بخدا! بے شک حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا ذکر کتاب اللہ میں ہے: وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تیرا باپ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا باپ میرے بعد دونوں لوگوں کے والی ہوں گے اور تو اس کے بارے کسی کو اطلاع نہ دینا۔ ''اَبُوْكِ وَاَبُوْ عَائِشَةَ وَالِيَا النَّاسِ بَعْدِيْ فَاِيَّاكِ اَنْ تُخْبِرِيْ اَحَدًا''۔ (3)

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 325 (8919)، دار الفکر بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 222، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ سے رازداری میں یہ بات کہی کہ میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے "اَسَرَّ اِلَیْھَا اَنَّ اَبَابَکْرٍ خَلِیْفَتِیْ مِنْ بَعْدِیْ" (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر دی کہ آپ کے بعد ان کے والد (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوں گے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد ان کے باپ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ (2)

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دن میں اپنی کنیز کے ساتھ مباشرت کی اور حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما دونوں باہم ایک دوسرے سے محبت کرتی تھیں۔ پس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس عمل پر مطلع ہو گئیں۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: جو کچھ میری طرف سے ہوا اس کی خبر عائشہ کو نہ دینا۔ تحقیق میں نے اسے (کنیز کو) اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کا راز افشاء کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنے بعد خلافت کے بارے میں رازداری سے گفتگو فرمائی اور آپ نے اس کے بارے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بات کی۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے فضائل الصحابہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رازداری کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہ بات کی کہ آپ ﷺ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو آپ نے ظاہر فرمایا: وہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے اور جس سے چشم پوشی فرمائی وہ یہ ہے "تیرا باپ اور اس کا باپ دونوں میرے بعد لوگوں کے والی (خلیفہ) بنیں گے" اور آپ نے اس کے افشا ہونے کے خوف سے اس سے چشم پوشی فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کریم کبھی بھی انتہا کو نہیں پہنچا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عطا خراسانی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حلیم (بردبار) کبھی بھی انتہا کو نہیں پہنچتا۔ کیا تو نے یہ قول نہیں سنا: عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ۔ (3)

---

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 223، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 327 (8361)، بیروت

رہا یہ ارشاد ربانی اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا کا معنی ہے تم دونوں کے دل مائل ہیں اور انہوں نے گناہ کیا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَغَتْ کا معنی ہے وہ مائل ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا آسان سی شے ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اسے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت سے سنا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، احمد، العدنی، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن حبان، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ہمیشہ خواہش کرتا رہا کہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ان دو عورتیں کے بارے پوچھوں۔ جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ فرمایا اور میں نے بھی آپ کے ساتھ حج ادا کیا۔ ابھی آپ راستے میں تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک طرف گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ لوٹا بھی ساتھ تھا۔ پس جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے۔ تو میں نے آپ کے دست مبارک پر پانی ڈالا اور آپ رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا۔ تو میں نے عرض کی: یا امیر المومنین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے وہ دو عورتیں کون ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تجھ پر بھی تعجب ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر آپ مجھ سے بات بیان فرمانے لگے اور فرمایا: ہم گروہ قریش عورتوں پر غلبہ رکھتے ہیں۔ اور جب مدینہ طیبہ آئے تو ہم نے ایک ایسی جماعت اور قوم کو پایا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ پس ہماری عورتوں نے ان کی عورتیں سے کچھ سیکھنا شروع کر دیا۔ پس میں ایک دن اپنی بیوی کو غصے ہوا۔ تو وہ بھی مجھے جواب دینے لگی۔ تو میں نے اسے انکار کر دیا کہ وہ میرے ساتھ جوابی گفتگو کرے تو اس نے کہا: کیا تم اس کا انکار کرتے ہو؟ قسم بخدا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تو آپ کے ساتھ جوابی گفتگو کرتی تھیں اور ان میں سے کوئی دن سے لے کر رات تک آپ کو چھوڑے رکھتی تھی۔ میں نے کہا: ان میں سے جس نے ایسا کیا ہے وہ خائب و خاسر ہوئی۔ آپ نے فرمایا: میرا گھر عوالی (مدینہ طیبہ کے نواحی گاؤں) میں تھا اور میرے پڑوس میں ایک انصاری رہتا تھا۔ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے باری مقرر کرتے تھے۔ پس ایک دن وہ آتا تھا اور وحی اور غیر وحی کی خبریں مجھ تک پہنچا دیتا تھا۔ اور ایک دن میں اترتا اور اسی طرح میں اس کے لیے خبریں لاتا تھا۔ فرمایا: ہم باتیں کرتے تھے کہ غسان نے گھوڑے تیار کر لیے ہیں تاکہ وہ ہم پر حملہ کرے۔ پھر ایک دن وہ انصاری آیا اور دروازے پر زور سے دستک دی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں باہر نکلا۔ تو اس نے کہا بہت بڑا واقعہ پیش آ گیا۔ میں نے پوچھا کیا غسان آ گیا؟ اس نے جواب دیا: اس سے بھی بڑا حادثہ ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے میں نے اپنے دل میں کہا: تحقیق حفصہ رضی اللہ عنہا خائب و خاسر ہو گئی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے پس جب ہم صبح کی نماز پڑھ چکے۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے۔ پھر میں چل پڑا، یہاں تک کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گیا۔ دیکھا وہ رو رہی ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نہیں جانتی، آپ نے مشربہ میں علیحدگی اختیار فرمالی ہے۔ سو میں چلا اور ایک سیاہ رنگ والے غلام کے پاس آیا۔ اسے کہا: عمر کے لیے اجازت لو۔ چنانچہ وہ اندر گیا پھر باہر میری طرف آیا اور کہا: میں نے آپ ﷺ کے پاس آپ کا ذکر کیا ہے لیکن آپ نے کوئی جواب عطا نہیں فرمایا۔ پھر میں مسجد کی طرف چلا گیا۔ وہاں دیکھا مسجد کے ارد گرد بہت سے لوگ رو رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر وہ اضطراب جو میرے دل میں تھا وہ مجھ پر غالب آ گیا۔ چنانچہ میں چل کر پھر غلام کے پاس آیا اور کہا: عمر کے لیے اجازت طلب کرو۔ وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا: میں نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن آپ نے کچھ نہیں فرمایا: میں پھر واپس چلنے لگا کہ اچانک وہ غلام مجھے بلانے لگا اور اس نے کہا: اندر آ جاؤ آپ ﷺ نے تمہارے لیے اجازت عطا فرمادی ہے۔ چنانچہ میں اندر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ چٹائی پر تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ میں نے اس کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پر دیکھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ ہمیں دیکھیں تو ہم گروہ قریش عورتوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم نے ایسی قوم کو پایا جن پر ان کی عورتیں غالب ہوتی ہیں۔ پس ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے کچھ سیکھنا شروع کر دیا۔ میں ایک اپنی بیوی کو ناراض ہوا۔ تو وہ میرے ساتھ باتوں کا تکرار کرنے لگی۔ لیکن میں نے اسے اس سے منع کر دیا۔ تو اس نے کہا: کیا تم منع کر رہے ہو۔ حالانکہ قسم بخدا! حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج آپ کی طرف مراجعت کرتی ہیں اور ان میں سے کوئی تو دن سے رات تک آپ ﷺ سے قطع تعلقی کیے رکھتی ہے۔ تو میں نے کہا: تحقیق ان میں سے جس نے بھی ایسا کیا وہ خائب و خاسر ہوئی۔ پھر میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کی طرف مراجعت کرتی ہے وہ دن سے لے کر رات تک آپ کو چھوڑے رکھتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ میں نے کہا: تم میں سے جس نے بھی ایسا کیا وہ خائب و خاسر رہی۔ کیا تم میں سے کوئی محفوظ و مامون رہ سکتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ غیظ و غضب کے سبب اپنا غضب فرمائے؟ بالیقین وہ ہلاک ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ تبسم فرما رہے تھے۔ سو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی شے کے لیے مراجعت نہ کرنا اور نہ ہی آپ سے کوئی چیز مانگنا اور آپ کو جو ضرورت ہو وہ مجھ سے لے لینا۔ اور تجھے کوئی شے دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ تیری پڑوسن (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ) تجھ سے زیادہ حسین اور خوب صورت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ تبسم فرمایا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں وحشت دور کر رہا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو پھر میں نے اپنا سر اوپر

اٹھایا تو میں نے گھر میں تین چیزوں کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کیجئے کہ آپ کی امت کو خوشحالی اور وسعت عطا فرمائے۔ تحقیق اسی نے فارس اور روم والوں کو وسعت اور خوشحالی عطا کی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تجھے شک ہے؟ وہ ایسی قوم ہے جنہیں پاکیزہ اور اچھی چیزیں دنیوی زندگی میں ہی جلد عطا کر دی گئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ اپنی عورتوں پر داخل نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ کو عتاب فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارۂ یمین کا حکم فرمایا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کے ساتھ ایلاء کیا اور حرام قرار دیا۔ پھر حرام کو حلال بنایا اور کفارۂ قسم ادا فرما دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کے ساتھ ایلاء کیا اور انہیں حرام قرار دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس حرام کو آپ کے لیے حلال قرار دیا۔ اور رہا ایلاء، تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفارۂ یمین کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ میں "ظاء" کو تخفیف کے ساتھ عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ میں یاء کو مرفوع اور باء کو تخفیف کے ساتھ اور "سائحات" میں الف کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار فرمائی، تو میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو لوگ بیٹھے کنکریاں پھینکنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے۔ اور یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ تو میں نے دل میں کہا: میں آج کے دن اس کے بارے ضرور معلومات لوں گا۔ چنانچہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا اے ابوبکر کی بیٹی! کیا تیرے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا ہے مجھے اور تجھے اے ابن خطاب! پھر میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انہیں کہا: اے حفصہ! کیا تیرے بارے میں یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے قسم بخدا! مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے پسند نہیں فرماتے، اور اگر میں نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً تجھے طلاق دے دیتے۔ پس وہ انتہائی شدت کے ساتھ رونے لگیں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشربہ (پینے پلانے کا کمرہ) میں تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ میں وہاں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رباح آپ کے اس کمرے کی چوکھٹ پر لکڑی کے ایک کھوکھلے تنے پر سے اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ایک تنا تھا جس پر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چڑھتے تھے اور نیچے اترتے تھے۔ تو میں نے آواز دی: اے رباح!

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ (3318)293-93-94، دارالکتب العلمیہ بیروت

میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو۔ پس رباح نے کمرہ کی طرف دیکھا۔ پھر میری طرف نظر اٹھائی اور کچھ بھی نہ کہا۔ پھر میں نے بلند آواز سے کہا: اے رباح! تو خود میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے پاس آنے کی اجازت لے۔ کیونکہ مجھے یہ گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ گمان ہوا ہے کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں۔ قسم بخدا! اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کی گردن مار دینے کا حکم ارشاد فرمایا تو یقیناً میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اور میں نے یہ اپنی بلند آواز کے ساتھ کہا۔ تو اس نے اپنے ہاتھ کے ساتھ میری طرف اشارہ کیا کہ میں اس سے نرمی کروں۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ چٹائی پر محو استراحت تھے۔ سو میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ پر سوائے ایک چادر کے کچھ نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلوؤں میں تھے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے جمع شدہ سامان میں نظر دوڑائی، تو میں نے تقریباً ایک صاع جو آپ کے قبضے میں دیکھے اور اتنے ہی قرظ (ایک درخت جس کے پتوں سے چمڑا رنگا جاتا ہے) کے پتے کمرے کے ایک کونے میں پڑے دیکھے۔ جب کہ ڈول لٹکا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ کیا ہے مجھے کہ میں نہ روؤں۔ یہ چٹائی آپ کے پہلوؤں میں اثر انداز ہے اور آپ کا جمع شدہ ساز و سامان یہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ وہ کسریٰ اور قیصر پھلوں اور نہروں میں (گھرے ہوئے) ہیں۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے محبوب ہیں اور آپ کا ذخیرہ یہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تو راضی نہیں ہے کہ آخرت ہمارے لیے ہو اور دنیا ان کے لیے؟ میں نے عرض کی: بے شک کیوں نہیں۔ بعد ازاں جب بھی میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے چہرہ پر غضب اور غصے کے آثار دیکھتا۔ تو عرض کرتا یا رسول اللہ! ﷺ کیا ازواج کی کوئی حرکت آپ پر شاق گزری ہے۔ پس اگر آپ نے انہیں طلاق دے دی۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے، جبرئیل، میکائیل، میں اور ابوبکر اور تمام مومنین آپ کے ساتھ ہیں۔ بہت کم ایسا ہوا کہ میں نے کلام کی اور کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی مگر میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس قول کی تصدیق فرما دے گا جو میں کہہ رہا ہوں اور یہ آیت نازل ہوئی: عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں تمام ازواج النبی ﷺ کے خلاف اکا کر لیتی تھیں۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے انہیں طلاق دے دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں مسجد میں داخل ہوا، وہاں مومنین کنکریاں پھینک رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ کیا میں نیچے اتر کر انہیں مطلع کر دوں کہ آپ نے انہیں طلاق نہیں دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہو۔ پھر میں مسلسل آپ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ کے چہرہ سے غضب کے آثار ختم ہو گئے۔ بلکہ آپ اس طرح ہنسنے لگے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے اور آپ کے دندان مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر حسین اور خوبصورت تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ

نیچے اترے اور میں بھی اترا۔ میں نے اس تنے کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ اتر آئے اور آپ زمین پر اس طرح چلنے لگے گویا کہ آپ اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ مس کر رہے تھے۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کمرے میں انتیس دن تک رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے۔ پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنی انتہائی اونچی آواز کے ساتھ ندا دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ فرمایا: پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء:83) (اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا خوف کی تو چرچا کرنے لگتے ہیں اس کا اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور با اقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا ان میں سے) پس میں نے اس معاملہ کو مستنبط کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آیۂ تخییر نازل فرمائی ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے کلبی کی سند سے ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میرے والد محترم یہ آیت پڑھتے تھے: وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور فرماتے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور میمون بن مہران رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس کی سند سے حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا کا معنی ہے تحقیق تم دونوں کے دل مائل ہیں۔ اور وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ صالح المومنین ابو بکر و عمر ہیں رضی اللہ عنہما۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے فضائل الصحابہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 81-480، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 223، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 44، صفحہ 45
4۔ ایضاً

نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ صالح المومنین ابوبکر و عمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔(1)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے نازل ہوئی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ صرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے قول باری تعالیٰ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے بارے میں فرمایا: یہ حضرت ابوبکر و عمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔(3)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرات ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا: یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے کہ صالح المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ علی بن ابی طالب ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت علاء بن زیاد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔(6)

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 206 (10477)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 19، صفحہ 38 (14349)، دارالفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 269 (11427)
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 38 (14349)
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 42، صفحہ 361، دارالفکر بیروت
6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 323 (3250)، دارالکتب العلمیہ بیروت

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝

''کچھ بعید نہیں کہ اگر نبی کریم تم سب کو طلاق دے دیں تو آپ کا رب تمہارے عوض آپ کو ایسی بیبیاں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں گی پکی مسلمان، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار، کچھ پہلے بیاہیاں اور کچھ کنواریاں۔ اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تندخو، سخت مزاج ہیں، نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اس نے انہیں حکم دیا ہے اور فوراً بجالاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے۔ اے کفار! آج بہانہ نہ بناؤ۔ تمہیں اسی کا بدلہ ملے گا جو (کرتوت) تم کیا کرتے تھے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ، ابو مالک اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے کہ قٰنِتٰتٍ کا معنی ہے فرمانبردار، اطاعت شعار اور سٰٓىٕحٰتٍ سے مراد روزے دار ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سٰٓىٕحٰتٍ بغیر الف کے مشدد پڑھا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۝ کے تحت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے اس آیت میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آپ کی شادی کرے گا۔ ثیبہ سے یعنی فرعون کی بیوی حضرت آسیہ سے اور باکرہ سے یعنی حضرت مریم بنت عمران سے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے المدخل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا کے تحت فرمایا: اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خیر اور نیکی کی تعلیم دو اور انہیں ادب سکھاؤ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت کے اعمال کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور اپنے اہل وعیال کو ذکر کی تلقین کرو۔ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (3254)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تمہیں آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم اپنے اہل وعیال کو حکم دو کہ وہ اپنے آپ کو آگ سے بچائیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے اہل وعیال کو آگ سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم انہیں ایسی چیزوں کا حکم دیتے رہو جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایسے کاموں سے منع کرتے رہو جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اپنے اہل وعیال کو ادب سکھاؤ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ تم اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرو۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری کا حکم دو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت سے منع کرو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ کے پاس سے گزرے جو آسمان و زمین کے درمیان معلق تھا۔ آپ اس میں داخل ہوئے اور رونے لگے اور اس پر اظہار تعجب فرمایا پھر وہاں سے اس کے ارد گرد رہنے والوں کی طرف نکل آئے اور پوچھا: اس پہاڑ کا واقعہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا: ہمیں اس کے بارے کوئی علم نہیں اور ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی طرح پایا ہے۔ تو آپ نے دعا کی: اے پروردگار اس پہاڑ کو اذن عطا فرما کہ وہ مجھے بتائے اس کا قصہ کیا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرمائی۔ تو اس نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ تو میں کانپنے لگا اور میں ڈر گیا کہ میں اس کا ایندھن ہوں گا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے محفوظ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا اور اسے بچالیا۔ اور فرمایا اب تو قرار پذیر ہو جا۔ پس وہ زمین پر پختہ ہو گیا۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن قدامہ رحمہما اللہ نے کتاب البکاء والرقۃ میں حضرت محمد بن ہاشم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پڑھا اور آپ کے پہلو میں ایک نوجوان نے اسے سنا۔ تو اس پر غشی طاری ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور اظہار شفقت ورحمت فرمایا اور وہ اتنی دیر اسی حالت پر رہا جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو دیکھا اس کا سر رسول اللہ ﷺ کی گود میں ہے۔ تو اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کون سی شے کی مثل وہ پتھر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے لیے کافی نہیں ہے جو کچھ تجھے پہنچا ہے۔ اگر اس آگ میں سے ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 186، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 323 (3253)، دار الکتب العلمیہ بیروت

جائے تو وہ اس سے پگھل جائیں اور ان میں سے ہر انسان کے ساتھ پتھر یا شیطان ہے۔ اللہ اعلم۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابوعمران الجونی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنم کے داروغے انیس ہیں، ان میں سے ہر ایک کے کندھوں کے درمیان دو سو سال کی مسافت ہے اور ان کے دلوں میں رحم قطعاً نہیں ہے۔ بے شک وہ عذاب دینے کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ اہل جہنم میں سے ایک آدمی کو ایک ضرب لگائے گا اور اسے سر سے پاؤں تک پیس کر رکھ دے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جہنم کے داروغوں میں سے ایک کے کندھے کے درمیان سال کے برابر کی مسافت ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس لوہے کے گرز اور دو سلاخیں ہیں جن کے ساتھ وہ ایک بار دھکیلے گا تو سات لاکھ افراد سے گزر جائے گا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٨﴾ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٩﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿١٠﴾

''اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو، امید ہے تمہارا رب دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اس روز رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے، (اس روز) ان کا نور ایمان دوڑتا ہوگا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب، وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! مکمل فرما دے ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش دے ہمیں۔ بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی

کرو اور ( آخرت ) میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ لوٹ کر آنے کی بہت بری جگہ ہے۔ بیان فرمائی ہے اللہ نے کفار کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال، وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان دونوں سے خیانت کی۔ پس وہ دونوں ( نبی ان کے شوہر ) اللہ کے مقابلہ میں انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے اور انہیں حکم ملا تم دونوں داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ''۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن منیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت نعمان بن بشیر سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے توبۃ النصوح کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ آدمی برے عمل سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر کبھی اس کی طرف نہیں لوٹے گا۔ یہی توبۃ النصوح ہے۔ (1)

امام احمد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ سے اس طرح توبہ کرنا کہ تو پھر کبھی اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے توبۃ النصوح کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے اس گناہ پر نادم ہو جو اس سے صادر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت پیش کرے اور پھر اس کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ دودھ کھیری میں نہیں لوٹ سکتا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے توبۃ النصوح کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ بندہ گناہ سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر وہ کبھی اس کا اعادہ نہیں کرے گا۔ (4)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بندہ توبہ کرے پھر دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ تَوْبَةً نَّصُوْحًا یہ ہے کہ بندے کا اس طرح توبہ کرنا کہ پھر وہ گناہ کا اعادہ نہیں کرے گا۔ (6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَوْبَةً نَّصُوْحًا سے مراد سچی اور خالص توبہ ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ آپ نے

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (3256)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 387 (7036)، دارالکتب العلمیہ بیروت    3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 375 (5457)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 387 (7035)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 188، دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 215 (35453)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فرمایا: تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور یہ قرآن کریم میں ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّکَفِّرَ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نَّصُوۡحًا میں نون کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ یَسۡعٰی کے تحت فرمایا: موحدین میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر قیامت کے دن اسے نور عطا کیا جائے گا لیکن جو منافق ہوگا اس کا نور بجھ جائے گا۔ اور بندۂ مومن جب منافق کا نور بجھتے ہوئے دیکھے گا تو وہ ڈر جائے گا اور اس طرح عرض کرے گا رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا (اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما دے)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا کے تحت فرمایا کہ جب منافقین کا نور بجھ جائے گا تو اس وقت مومنین ان الفاظ سے دعا مانگیں گے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَخَانَتٰهُمَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے زنا نہیں کیا تھا۔ البتہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو کہا کرتی تھی کہ یہ مجنون ہے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ مہمان پر جرأت کر جاتی تھی اور مخالفت کرتی تھی۔ پس یہی ان دونوں کی خیانت تھی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اشرس خراسانی رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے اور انہوں نے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی نبی علیہ السلام کی بیوی نے کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام ابن عدی، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے فَخَانَتٰهُمَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دونوں کافر تھیں اور مخالف تھیں اور نبی کے تحت رہنے والی کسی عورت کو نہیں چاہیے کہ وہ بدکاری کرے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسی نبی علیہ السلام کی عورت نے کبھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں نے دین کے معاملے میں خیانت کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نبی کی بیوی جب زنا کرے تو اس کے لیے مغفرت نہیں ہے۔

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 537 (3831)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 538 (3832)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الآیہ کے تحت فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ان دونوں نبیوں کا صالح اور نیک ہونا ان دونوں کی بیویوں کو کسی قسم کا نفع اور فائدہ ہرگز نہیں دے گا اور فرعون کی بیوی کے لیے فرعون کا کفر ذرا بھر نقصان دہ نہیں (1)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

"اور اسی طرح اللہ نے اہل ایمان کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال پیش فرمائی، جب کہ اس نے دعا مانگی اے میرے رب! بنا دے میرے لیے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچا لے مجھے فرعون سے اور اس کے (کافرانہ) عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔ اور (دوسری مثال) مریم دختر عمران کی ہے جس نے اپنے گوہر عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے پھونک دی اس کے اندر اپنی طرف سے روح اور مریم نے تصدیق کی اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ اللہ کے فرمانبرداروں میں سے تھی"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کی بیوی کو دھوپ میں عذاب دیا جاتا تھا۔ اور جب وہ اس سے لوٹ کر چلے جاتے تو ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ اس پر سایہ کر لیتے اور وہ جنت میں اپنا گھر دیکھتی تھی۔ (2)

امام ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ فرعون اپنی بیوی کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں چار کیل گاڑ دیتا تھا۔ اور جب وہ اس کے پاس سے بکھر جاتے تو ملائکہ علیہم السلام اس پر سایہ کر لیتے۔ اس نے التجا کی رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ تو اس کے لیے جنت میں اس کا گھر ظاہر کر دیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی کے لیے چار کیل لگا دیئے اور اسے ان کے سروں پر لٹا دیا اور اس کے سینے پر چکی رکھ دی اور اس کا منہ عین سورج کی طرح کر دیا۔ تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کی رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ تو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے گھر سے حجاب ہٹا دیا اور اس نے اسے دیکھ لیا۔

امام احمد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (3255)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 192، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سے افضل ترین عورتیں حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ، حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ بنت مزاحم اور فرعون کی بیوی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے بارے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے: قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔(1)

حضرت وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ کا مفہوم یہ ہے اور مجھے فرعون سے اور اس کے جماع سے نجات عطا فرما۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا کا معنی ہے اور ہم نے اس کے گریبان میں اپنی طرف سے روح پھونک دی۔ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ۠ اور وہ اللہ کے فرمانبرداروں میں سے تھی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا کو الف کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کی کتابت ایک ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن جنادہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت میں میری شادی مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کر دی ہے۔(3)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 539 (3836)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (58-3257)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 52 (5485)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اٰیاتھا ۳۰ ﴿ سُوْرَۃُ الْمُلْکِ مَکِّیَّۃٌ ۶۷ ﴾ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ تبارک الملک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین آیات کے سوا تبارک الملک اہل مکہ کے بارے میں نازل کی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ٘ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَ لَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾ وَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۶﴾

"منزہ و برتر ہے وہ جس کے قبضہ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے موت اور زندگی کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ اور وہی دائمی عزت والا، بہت بخشنے والا ہے۔ جس نے بنائے ہیں سات آسمان اوپر نیچے۔ تمہیں نظر نہیں آئے گا (خداوند) رحمٰن کی آفرینش میں کوئی خلل، ذرا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھے کوئی رخنہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر بار بار نگاہ ڈال لوٹ آئے گی تیری طرف (تیری) نگاہ ناکام ہو کر درآنحالیکہ وہ تھکی ماندی ہوگی۔ اور بے شک ہم نے قریبی آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر دیا ہے اور بنا دیا ہے انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب۔ اور جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کا ان کے لیے عذاب جہنم ہے اور جہنم بڑی بری لوٹنے کی جگہ ہے"۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ضریس، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ میں سے ایک سورت ہے جس کی صرف تیس آیات ہیں، وہ آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے گا۔ وہ ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ (1)

امام طبرانی نے الاوسط میں ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں جھگڑا کرے گی۔ یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرادے گی۔ اور وہ یہی مذکورہ سورت ہے۔ (2)

ترمذی، حاکم، ابن مردویہ، ابن نصر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی نے قبر پر خیمہ لگا دیا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ قبر ہے۔ پس اچانک کوئی انسان سورۂ ملک پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے مکمل سورت ختم کردی۔ پھر وہ صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سورۃ المانعہ ہے، یہ منجیہ ہے، یہ اسے عذاب قبر سے نجات دلادے گی۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ تبارک یہ عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن خدیج اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ پر سورۂ تبارک مکمل سورت ایک ہی بار نازل کی گئی اور یہ تیس آیات ہیں۔ اور فرمایا: یہ قبروں میں عذاب کو روکنے والی ہے۔ بے شک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ کا نماز میں پڑھنا ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے کے برابر ہوتا ہے۔ اور نماز میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ کی قرأت چوتھائی قرآن پڑھنے کے برابر ہوتی ہے۔ اور نماز میں اِذَا زُلْزِلَتِ کی قرأت نصف قرآن پڑھنے کے مساوی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے مسند میں اور یہ الفاظ انہی کے ہیں، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو فرمایا: کیا میں تجھے ایک حدیث کے تحفے طور پر نہ دوں جس کے ساتھ تو خوش ہو جائے؟ تو اس نے عرض کی: بے شک۔ تو آپ نے فرمایا: یہ سورت پڑھو تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ اور یہ سورت اپنے اہل وعیال، اپنے تمام بچوں، اپنے گھر کے بچوں اور اپنے پڑوسیوں کو سکھاؤ (اس کی انہیں تعلیم دو) کیونکہ یہ نجات دلانے والی ہے اور قیامت کے دن اپنے قاری کے لیے اپنے رب کے پاس جھگڑنے والی ہے۔ اور یہ اسے تلاش کرے گی تاکہ اسے جہنم کے عذاب سے نجات دلائے اور اس کے سبب اس کا قاری عذاب قبر سے بھی نجات پا جائے گا۔ فرمایا کہ رسول اللہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 151 (2891)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11430)، دارالفکر بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 151 (2890)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ سورت میری امت کے ہر فرد کے دل میں موجود ہو۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے جو تم سے پہلے تھے ایک آدمی تھا جب وہ مرا، تو اس کے ساتھ کتاب اللہ میں سے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ سو جب اسے اس کی قبر میں رکھ دیا گیا، تو اس کے پاس فرشتہ آیا تو یہ سورت اس کے سامنے حائل ہوگئی تو فرشتے نے اسے کہا: بلاشبہ تو کتاب اللہ میں سے ہے اور میں تجھے پھاڑنا ناپسند کرتا ہوں۔ اور میں نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، نہ تیرے لیے، نہ اس کے لیے اور نہ ہی اپنے لیے، اگر تو اس کا ارادہ رکھتی ہے تو تو رب کریم کے پاس چلی جا اور وہاں اس کی شفاعت وسفارش کر۔ چنانچہ یہ سورت رب کریم کے پاس جائے گی۔ اور عرض کرے گی: اے میرے رب! فلاں نے تیری کتاب میں سے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اس نے میری تعلیم حاصل کی اور میری تلاوت کی۔ کیا تو اسے آگ کے ساتھ جلا دے گا اور اسے عذاب دے گا حالانکہ میں اس کے پیٹ میں ہوں؟ پس اگر تو ایسا کرنے والا ہے تو پھر مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ تو رب کریم فرمائے گا: خبردار سن! میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو غصے میں ہے۔ تو یہ سورت جواباً عرض کرے گی: غضب ناک ہونا میرا حق ہے۔ پھر فرمائے گا: تو جا میں نے اسے تیرے لیے بخش دیا اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔ پس سورۃ الملک آئے گی اور وہ پراگندہ حال نکل جائے گا۔ اور اس کی طرف سے کوئی شے اس پروارد نہیں ہوگی۔ پھر یہ سورت آئے گی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دے گی۔ اور پھر کہے گی مرحبا اس منہ کے ساتھ اس نے کئی بار میری تلاوت کی۔ مزید کہے گی: مرحبا یہ سینہ کئی بار اس نے مجھے یاد کیا اور مرحبا یہ دونوں قدم جنہوں نے میرے ساتھ کئی بار قیام کیا اور یہ سورت اس کی قبر میں اس پروحشت اور خوف کے خطرے کے پیش نظر اس کے ساتھ غم خواری کرتی رہے گی''۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی، کوئی چھوٹا، بڑا اور کوئی آزاد اور غلام باقی نہ رہا مگر ہر ایک نے اسے پڑھ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے المنجیہ کا نام دیا۔

امام ابن ضریس، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کو قبر میں لایا جائے گا اور اسے اس کے پاؤں کی جانب سے لایا جائے گا تو اس کی ٹانگیں کہیں گی: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ ہم پر سورۂ ملک پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا تھا۔ پھر اسے اس کے سینے کی جانب سے لایا جائے گا۔ تو وہ کہے گا: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی قدرت نہیں ہے کیونکہ اس نے مجھ میں سورۃ الملک کو محفوظ کیا ہے۔ پھر اسے اس کے سر کی جانب سے لایا جائے گا تو وہ کہے گا: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی قدرت نہیں ہے کیونکہ یہ میرے ساتھ سورۂ ملک پڑھتا تھا۔ پس یہ سورۃ المانعہ ہے۔ یہ عذاب قبر کو روکتی ہے اور یہی سورۂ ملک تورات میں ہے۔ جس نے اسے رات کے وقت پڑھا تحقیق اس نے کثیر اور خوب اچھا پڑھا۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم اس

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11429)، دارالفکر بیروت  2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 540 (3839)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں المانعہ کا نام دیتے تھے۔ اور بے شک کتاب اللہ میں یہ سورۃ الملک ہے۔ جو رات کے وقت اسے پڑھے گا تحقیق اس نے بہت زیادہ اور خوب اچھا پڑھا۔ (1)

امام ابو عبید اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں مرہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میت (مرنے والا) جب مر جائے تو اس کے اردگرد آگ روشن کی جاتی ہے اور وہ آگ ہر اس آگ کو کھا جاتی ہے جو اس کے قریب ہوگی۔ اگر اس کا کوئی ایسا عمل نہ ہوا جو اس کے اور اس آگ کے درمیان حائل ہو۔ اگر آدمی مرا اور اس نے تیس آیات والی سورت (سورۂ ملک) کے سوا قرآن نہیں پڑھا۔ تو وہ اس کے سر کی جانب سے اس کے قریب آئے گی اور آ کر کہے گی: بے شک یہ آدمی مجھے پڑھتا تھا۔ پھر اس کے پاؤں کی جانب سے آئے گی اور کہے گی: بے شک یہ میرے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ پھر اس کے پیٹ کی جانب سے آئے گی اور کہے گی: بے شک اس نے مجھے محفوظ کیا تھا۔ پھر وہ اسے نجات دلا دے گی۔ فرمایا: میں نے اور مسروق نے مصحف میں دیکھا تو ہم نے سورۂ تبارک کے سوا کوئی تیس آیات والی سورت نہ پائی۔

امام دارمی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے: بے شک قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں قبر میں مجادلہ کرتی ہے۔ اس کی تیس آیات ہیں جب انہوں نے غور سے دیکھا تو انہوں نے اتنی آیات کا حامل سورۂ تبارک کو پایا۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو اٹھایا جائے گا جس نے کوئی گناہ بھی نہ چھوڑا ہوگا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا تھا۔ اور اس نے ایک سورت کے سوا قرآن میں سے کچھ نہیں پڑھا تو اسے جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو اس کے پیٹ سے شہاب کی طرح کوئی چیز اڑے گی۔ اور کہے گی: اے اللہ! بلاشبہ تو نے مجھے اپنے نبی علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ تیرا یہ بندہ مجھے پڑھتا رہا۔ پس یہ مسلسل شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرا دے گی۔ اور وہ سورت منجیہ (نجات دلانے والی) ہے یعنی تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ (2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ الجمعہ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿ (الاعلیٰ) اور جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الٓمّٓ ﴿ تَنْزِيْلُ (السجدہ) اور تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ پڑھا کرتے تھے۔ (3)

امام دیلمی نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں کتاب اللہ میں ایک ایسی سورت پاتا ہوں جس کی تیس آیات ہیں۔ جو کوئی سوتے وقت اسے پڑھے گا اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، تیس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے تیس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے ایک

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11431)، دار الفکر بیروت
2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 467 (8778)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 79 (5252)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرشتہ اس کی طرف بھیجتا ہے جو اس پر اپنے پر پھیلا دیتا ہے۔ اور وہ ہر شے سے اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ آدمی بیدار ہو جاتا ہے۔ اور وہ سورۂ مجادلہ ہے جو اپنے قاری کے لیے قبر میں جھگڑتی ہے۔ اور وہ سورۂ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔(1)

امام دیلمی نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ مرا، اس کے گناہ بہت زیادہ تھے اور وہ اپنے آپ پر انتہائی زیادتی اور ظلم کرنے والا تھا۔ پس جب اس کی قبر میں عذاب اس کے پاؤں کی جانب سے یا اس کے سر کی جانب سے اس کی طرف متوجہ ہوا، تو وہ سورت آ گئی جس میں غیظ وغضب تھا اور عذاب سے آ کر جھگڑنے لگی کہ یہ آدمی میری محافظت کرتا تھا اور میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جو مجھ پر مواظبت کرے گا وہ اسے عذاب نہیں دے گا۔ پس اس کے سبب عذاب اس سے پھر گیا۔ مہاجرین وانصار اس سورت کو پڑھتے اور سمجھتے تھے اور کہتے تھے۔ جنہوں نے اسے نہ سیکھا وہ خسارے میں ہیں اور وہ سورۂ ملک ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت مرہ ہمدانی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی اپنی قبر کی اطراف سے لایا جائے گا۔ اور قرآن کریم میں سے ایک سورۂ کی آیات تیس ہیں۔ وہ اس کے بارے جھگڑتی رہے گی یہاں تک کہ عذاب قبر کو اس سے روک دے گی۔ سو میں نے اور مسروق نے دیکھا تو سورۂ تبارک کے سوا اور کوئی ایسی سورت نہ پائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الصباح رحمہ اللہ کی سند سے عبد العزیز سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی قرآن کریم کی ایک سورت کی شفاعت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور اس کی صرف تیس آیات ہیں۔ وہ اس کو عذاب قبر سے نجات دلائے گی اور وہ سورۂ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ (السجدہ) اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت فرماتے تھے اور سفر وحضر میں اسے نہ چھوڑتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ چند کلمات ہیں میں جس آدمی نے اپنی وفات کے وقت وہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور وہ یہ ہیں۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ'' تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾ تین مرتبہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ﴿۱﴾۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کے تحت حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے موت کے ذکر اس کے لیے تیاری اور اس سے خوف و پرہیز کے اعتبار سے تم میں سے کون موت کے لیے زیادہ حسین ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو موت کے سبب ذلیل کر دیا ہے۔

---

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 63-62 (179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 408 (10788)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس نے دنیا کو دار حیات پھر دار موت بنایا ہے اور اس نے آخرت کو پہلے دار جزاء اور پھر دار بقاء بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ارشاد کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ زندگی حضرت جبرئیل علیہ السلام کا گھوڑا ہے اور موت چتکبرہ مینڈھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں تخلیق فرمایا۔ درآنحالیکہ حالانکہ وہ سیاہی اور سفیدی کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔۔ اس کے چار پر ہیں۔ ایک پر عرش کے نیچے ہے ایک پر ثریٰ میں ہے ایک پر مشرق میں ہے اور ایک پر مغرب میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا کا معنی ہے کہ ساتوں آسمان بعض بعض کے اوپر ہیں یعنی (تہ درتہ) ابن منذر نے ابن جریج سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق باہم متفاوت نہیں اور مفاوت کا معنی ہے جدا جدا کرنے والا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَفٰوُتٍ کا معنی اختلاف ہے اور فُطُوْرٍ سے مراد خلل ہے۔ اور خَاسِئًا کا معنی ہے ذلیل وخوار ہو کر۔ اور وَّهُوَ حَسِيْرٌ کے بارے فرمایا: یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تفاوت اور خلل نہیں دیکھے گی۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مِنْ تَفٰوُتٍ کو من تفوت پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ مِنْ تَفٰوُتٍ کا معنی دراڑ ہے۔ اور فُطُوْرٍ کا معنی پھٹنا ہے۔ خَاسِئًا کا معنی ذلیل اور حَسِيْرٌ کا معنی تھکی ماندی ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فُطُوْرٍ کا معنی بوسیدہ اور کمزور ہونا ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فُطُوْرٍ کا معنی خلل ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فُطُوْرٍ سے مراد پھٹنا اور خلل پڑنا ہے اور يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا کا معنی ہے آنکھ تیری طرف ذلیل وخوار ہو کر لوٹ آئے گی۔ وَّهُوَ حَسِيْرٌ فرمایا وہ تھک جائے گی اور کوئی شے نہیں دیکھ سکے گی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خَاسِئًا کا معنی ذلیل اور وَّهُوَ حَسِيْرٌ کا معنی ہے اور وہ واپس لوٹ آئے گی۔(3)

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 326 (3262-63-64)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 7

اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّ هِیَ تَفُوْرُ ۙ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ﴿۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۱۰﴾ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۱۲﴾ وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾

”جب وہ اس میں جھونکے جائیں گے تو اس کی زوردار گرج سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا مارے غضب کے پھٹا چاہتی ہے جب بھی اس میں کوئی جتھا جھونکا جائے گا تو ان سے دوزخ کے محافظ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا، پس ہم نے اس کو جھٹلایا اور ہم نے اس کو (صاف صاف) کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی چیز نہیں اتاری۔ تم لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو۔ وہ کہیں گے کاش! ہم (ان کی نصیحت کو) سنتے اور سمجھتے تو (آج) ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس (اس روز) اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ تو پھٹکار ہو اہل جہنم پر۔ بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے (اللہ کی) مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ تم اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ (نادانو!) کیا وہ نہیں جانتا (بندوں کے احوال کو) جس نے (انہیں) پیدا کیا ہے۔ وہ بڑا باریک بین، ہر چیز سے باخبر ہے“۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ شَهِیْقًا کا معنی چیخ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کو آتش جہنم کی طرف کھینچا جائے گا تو وہ آگ سکڑ جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض میں منقبض ہو جائیں گے۔ تو رحمٰن اس سے فرمائے گا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ عرض کرے گی بے شک وہ مجھ سے حیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کو چھوڑ دو۔ مزید فرمایا: بے شک ایک بندے کو آگ کی طرف کھینچا جائے گا۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تیرے بارے میں میرا یہ گمان نہیں تھا۔ تو رب کریم ارشاد فرمائے گا: تیرا کیا گمان تھا؟ تو وہ عرض کرے گا: میرا گمان یہ تھا کہ تیری رحمت مجھے ڈھانپ لے گی۔ تو رب کریم فرمائے گا:

میرے بندے کو چھوڑ دو۔ مزید فرمایا: بے شک ایک آدمی کو آگ کی طرف کھینچا جائے گا۔ تو وہ آگ اس کی طرف چیختے ہوئے آئے گی جس طرح خچر جو کی طرف بڑھتی ہے۔ پھر وہ شدید آواز نکالنے لگی گی اور خوفزدہ ہوئے بغیر کوئی باقی نہیں رہے گا۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے وَّهِيَ تَفُوْرُ ۙ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم ان کے ساتھ اس طرح ابل پڑے گی جیسے تھوڑے سے دانے زیادہ پانی میں ابلتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ تَمَيَّزُ کا معنی ہے وہ پھٹ جائے گی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ تَكَادُ تَمَيَّزُ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریب ہے وہ آپس میں جدا جدا ہو جائے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَسُحْقًا کا معنی دوری ہے (اہل جہنم کے لیے)(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے فَسُحْقًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی بعد اور دوری ہے۔ انہوں نے پوچھا: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا ہے؟

اَلَامَنْ مُبَلِّغٌ عَنِّیْ اُبَیًّا فَقَدْ اُلْقِيْتَ فِیْ سُحْقِ السَّعِيْرِ

"خبردار سنو! کون میری طرف سے ابی کو یہ پیغام پہنچائے گا کہ تجھے جہنم کے انتہائی گہرے (گڑھے میں) پھینکا جائے گا"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سحق جہنم میں ایک وادی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۲ سے مراد جنت ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝۱۵ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝۱۶ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝۱۷ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 10

قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ ؕۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾

''وہی تو ہے جس نے نرم کردیا ہے تمہارے لیے زمین کو پس (اطمینان سے) چلو اس کے راستوں پر اور کھاؤ اس کے (دیئے ہوئے) رزق سے۔ اور اسی کی طرف تم کو (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں غرق کر دے اور وہ زمین تھرتھر کانپنے لگے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی ہوا۔ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اس سے پہلے گزرے انہوں نے بھی جھٹلایا (خود دیکھ لو) کہ (ان پر) میرا عذاب کتنا سخت تھا۔ کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر (اڑتے) کبھی نہیں دیکھا پر پھیلائے ہوئے اور کبھی پر سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ نہیں روکے ہوئے انہیں کوئی (فضا میں) بجز رحمٰن کے۔ بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (اے منکرو!) کیا تمہارے پاس کوئی ایسا لشکر ہے جو تمہاری مدد کرے (خداوند) رحمٰن کے علاوہ۔ بے شک منکرین

دھوکا میں مبتلا ہیں۔ کیا کوئی ایسی ہستی ہے جو تمہیں رزق پہنچا سکے اگر اللہ تعالیٰ اپنا رزق بند کر لے، لیکن یہ لوگ سرکشی اور حق سے نفرت میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ کیا وہ شخص جو منہ کے بل گرتا پڑتا چلا جا رہا ہے وہ راہ راست پر ہے یا جو سیدھا ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ آپ فرمایئے وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ (لیکن) تم بہت کم شکر کیا کرتے ہو۔ آپ فرمایئے اسی نے تم کو پھیلا دیا ہے زمین میں اور (روز حشر) تم اسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے۔ (کفار از راہ مذاق) پوچھتے ہیں کہ (بتاؤ) یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمایئے (اس کا) علم تو اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو محض واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں۔ پھر جس وقت اسے قریب آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ یہ ہے جس کا تم بار بار مطالبہ کرتے تھے۔ آپ فرمایئے (اے منکرو!) ذرا غور تو کرو اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں ان کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو کون بچا لے گا کافروں کو دردناک عذاب سے۔ فرمایئے وہ (میرا خالق) بڑا ہی مہربان ہے ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے توکل کیا ہوا ہے۔ پس عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کھلی گمراہی میں کون ہے"۔

ابن منذر اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کے پہاڑ ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کی اطراف ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بشر بن کعب نے یہ آیت پڑھی: فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا اور اپنی کنیز کو فرمایا: اگر تو یہ بتا دے کہ زمین کے مناکب کیا ہے تو تو اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔ تو اس نے بتایا: زمین کے مناکب سے مراد اس کے پہاڑ ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ کر ایسی شے کو اپنا لے جو تجھے شک میں مبتلا نہ کرے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کی اطراف اور اس کے پہاڑی درے ہیں۔(3)

امام خطیب نے تاریخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس کی داڑھ میں درد ہو وہ اپنی انگلی اس پر رکھے اور یہ آیت پڑھے: قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۲۳۔(4)

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے الافراد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کو اپنی داڑھ میں درد ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی انگلی اس پر رکھے اور سات مرتبہ یہ دونوں آیتیں پڑھے: وَ هُوَ الَّذِيْٓ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 9، صفحہ 54 (4637)، المکتبۃ العربیۃ بغداد

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ (انعام) اور قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تو وہ باذن اللہ تعالیٰ صحیح اور تندرست ہو جائے گا۔

امام طبرانی، ابن عدی، بیہقی نے شعب الایمان میں اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پیشہ ور مومن بندے کو پسند کرتا ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پیشہ ور بندے کو پسند کرتا ہے۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن مرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے اور فرمایا کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم توکل کرنے والے ہیں۔ تو پھر فرمایا: تو پھر کھانے والے ہو۔ بے شک متوکل وہ آدمی ہے جس زمین کی مٹی میں دانہ پھینک دیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ کے بارے کہا: زمین کے بعض حصوں کا بعض پر حرکت کرتے ہوئے چڑھ جانا اور اس کا گھومنا، چکر کاٹنا۔ اور ارشاد ربانی اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ کے بارے فرمایا کہ پرندے اپنے پروں کو پھیلاتے ہیں۔ وَّ یَقْبِضْنَ فرمایا: وہ اپنے پروں کو (پہلوؤں کے ساتھ) مارتے ہیں۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ غرور سے مراد باطل ہے۔ یعنی وہ باطل میں ہیں۔ تو نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا:

تَمَنَّتْکَ الْاَمَانِیُّ مِنْ بَعِیْدٍ　　وَقَوْلُ الْکُفْرِ یُرْجِعُ فِیْ غُرُوْرٍ

"تو نے بعید از حقیقت تمناؤں اور آرزوں کا قصد کیا ہے۔ اور قول کفر غرور (باطل) میں لوٹا دیتا ہے"۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ سے مراد ضلال اور گمراہی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ سے مراد بہت شدید کفر میں ہونا ہے۔ اور مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ کا مفہوم بھی ضلالت ہے۔ یعنی کیا وہ جو گمراہی اور ضلالت میں چلتا ہے۔ اور صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ سے مراد الحق المستقیم ہے یعنی راہ حق سیدھی راہ۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُكِبًّا سے مراد گمراہی ہے۔ اور سَوِیًّا سے ہدایت پانے والا مراد ہے۔ یعنی کیا وہ جو چلتا ہے ہدایت پاتے ہوئے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 88 (1237)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ نوادر الاصول، صفحہ 123، دار صادر بیروت　3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت　5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 14

امام عبد بن حمید، عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ سے مراد وہ کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے منہ کے بل اٹھائے گا۔ اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝ یعنی وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا عمل کرتا رہا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی اطاعت پر ہی اٹھالے گا۔ اور فَلَمَّا رَاَوْهُ کے بارے فرمایا: کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھیں گے۔ زُلْفَةً سِیْٓــٴَـتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی جانب سے جس ذلت و رسوائی کو وہ دیکھیں گے، اس کے سبب ان کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً کا معنی ہے جب وہ اس کے قریب ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے تَدَّعُوْنَ۝ کو مخفف پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوبکر بن عیاش سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تَدَّعُوْنَ۝ کو مشدد پڑھا ہے۔ اور ابوبکر نے کہا کہ تَدَّعُوْنَ۝ کا مفہوم جلدی طلب کرنا ہے۔ یعنی یہ ہے وہ جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کرتے تھے۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ۝۳۰

"آپ پوچھئے اگر کسی صبح تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو تمہیں میٹھا صاف پانی کون لا دے گا؟"۔

امام ابن منذر اور فاکہی نے ابن کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت بئر زمزم اور بئر میمون بن حضر کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ دور جاہلیت کے کنویں تھے۔ فاکہی نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ کے کنویں بہت جلد نیچے اتر جاتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا کا معنی ہے اگر تمہارا پانی زمین میں داخل ہو جائے۔ فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ۝ تو تمہیں جاری پانی کون لا دے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ معنی ہے اگر تمہارا پانی زمین میں لوٹ جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ غَوْرًا کا معنی ہے ذاھبا۔ یعنی جانے والا اور بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ۝ سے مراد ظاہر پانی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما دونوں سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ۝ سے مراد میٹھا پانی ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 28-327 (70-69-3268)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اٰیاتھا ۵۲ سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۶۸ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سورت کی ابتدائی آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور وہ مکہ مکرمہ میں ہی لکھی گئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرماتا رہا جتنا اس نے چاہا۔ قرآن کریم میں سب سے پہلے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق:1) پھر سورۃ المزمل اور پھر سورۃ المدثر نازل ہوئی۔

امام نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ نٓ وَالْقَلَمِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹

”ن، قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں! آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہے۔ اور یقیناً آپ کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔ عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے (واقعی) مجنون کون ہے۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو اس کی راہ سے بہک گئے ہیں، اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔ پس آپ بات نہ مانیں (ان) جھٹلانے والوں کی۔ وہ تو تمنا کرتے ہیں کہ کہیں آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں“۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے الاسماء والصفات میں، خطیب نے تاریخ میں اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے فرمایا: تو لکھ۔ تو اس نے عرض کی: یارب! میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو تقدیر لکھ۔ پس اس نے اس دن سے لے کر قیامت تک جو ہونے والا ہے سب لکھ دیا۔ پھر کتاب کو لپیٹ دیا گیا اور قلم اٹھ گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا، پھر پانی کے بخارات اٹھے اور

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت

اس سے آسمان بن گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نور کو پیدا فرمایا اور اس پر زمین پھیل گئی۔ اور زمین مچھلی کی پشت پر ہے۔ پھر مچھلی مضطرب ہوئی اور زمین ہلنے لگی۔ پھر پہاڑوں کے ساتھ زمین کو ثابت اور پختہ کر دیا گیا بے شک پہاڑ یوم قیامت تک زمین پر فخر کرتے رہیں گے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ۔(1)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سب سے پہلے جس شے کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ قلم اور مچھلی (حوت) ہے۔ قلم کو حکم ارشاد فرمایا تو لکھ۔ اس نے عرض کی: میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر وہ شے جو یوم قیامت تک ہونے والی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ پس نون سے مراد مچھلی اور قلم سے مراد قلم ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے اول قلم کو پیدا فرمایا اور اسے ارشاد فرمایا: تو لکھ۔ تو اس نے ابد تک ہونے والی ہر شے کے بارے لکھ دیا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن مرہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ فرمایا: لوح (تختی) بھی نور سے ہے اور قلم بھی نور سے بنا ہوا ہے اور اس قلم نے یوم قیامت تک ہونے والی ہر شے کے بارے لکھ دیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نون کو پیدا فرمایا اور اس سے مراد دوات ہے اور قلم کو تخلیق فرمایا اور پھر اسے حکم دیا کہ تو لکھ، اس نے عرض کی میں کیا لکھوں؟ فرمایا: تو وہ لکھ جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے۔(5)

امام رافعی نے تاریخ قزوین میں جو یبر کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ نون سے مراد لوح محفوظ ہے اور قلم انتہائی روشن نور سے ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو تخلیق فرمایا۔ پھر نون کو پیدا کیا۔ اور اس سے مراد دوات ہے۔ پھر قلم کو حکم دیا تو لکھ۔ اس نے عرض کی: کیا لکھوں؟ فرمایا: جو ہو چکا اور جو یوم قیامت تک ہونے والا ہے سب لکھ دے۔ چاہے وہ عمل ہے یا اثر ہے یا رزق۔ پس اس نے جو ہو رہا ہے اور جو قیامت کے دن تک ہو گا سب لکھ دیا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: نٓ وَ الْقَلَمِ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 329 (3273)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 271 (11434)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 395 (3319)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 20

وَ مَا يَسْطُرُوْنَ۝ پھر قلم کے منہ پر مہر لگا دی۔ پس وہ نہ بولا اور نہ قیامت تک بولے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا اور ارشاد فرمایا: میری عزت کی قسم! میں تجھے ان میں کامل بناؤں گا جنہیں میں نے محبوب بنایا اور میں بالیقین تجھے ان میں ناقص رکھوں گا جنہیں میں نے مبغوض قرار دیا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نون سے مراد دوات ہے اور قلم سے مراد قلم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر فرمایا: نٓ یہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے مشابہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ دونوں سے بیان کیا ہے کہ نٓ سے مراد دوات ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ نٓ سے مراد وہ مچھلی ہے جس پر زمین ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نٓ سے مراد وہ مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے اور قلم وہ ہے جس کے ساتھ ذکر لکھا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا پھر اسے اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ پکڑا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دونوں دست قدرت یمین (دائیں) ہیں۔ اور پھر نون کو پیدا فرمایا اور یہ دوات ہے۔ پھر لوح کی تخلیق فرمائی اور اس میں لکھا گیا۔ پھر آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ اور قلم نے اس وقت سے جو دنیا میں ہو رہا ہے سے لے کر جو کچھ قیامت تک ہوگا سب اس میں لکھ دیا ہے۔ یعنی مخلوق کی تخلیق، نیک یا برے تمام اعمال ہر قسم کا رزق حلال یا حرام اور تر یا خشک (الغرض قلم نے سب کچھ لکھ دیا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: تو چل (تو لکھ) تو اس نے قیامت کے دن تک ہونے والی ہر شے کے بارے لکھ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو پیدا فرمایا اور وہ نون ہے۔ پھر اس پر زمین کو بچھا دیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ۝۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے عظیم نعمت ہے۔ اگر قلم نہ ہوتا تو دین قائم نہ ہوتا اور نہ زندگی کی اصلاح ہو سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ اس (شے) کے بارے بہتر جانتا ہے جو اس کی مخلوق کی اصلاح کرتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نٓ سے مراد وہ مچھلی ہے جس پر زمینوں کا قرار ہے۔ اور قلم سے مراد وہ ہے جس کے ساتھ ہمارے رب عزوجل نے تقدیر لکھی یعنی چاہے وہ تقدیر اچھی ہو یا بری۔ نفع بخش ہو یا نقصان دہ۔ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ۝ فرمایا اس سے مراد کراماً کاتبین ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور آپ نے کئی طرق سے

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 41-240، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 329 (3272)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ کا معنی ہے اور جو وہ لکھتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ کا معنی ہے اور وہ جو عمل کرتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کفار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہا کرتے تھے: بے شک یہ مجنون ہے، اس کے ساتھ شیطان ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ بے شک آپ کے لیے بغیر حساب کے اجر ہے (یعنی ایسا اجر جو ختم ہونے والا نہیں)۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل میں اور واحدی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر حسین وجمیل اخلاق والا اور کوئی نہیں۔ آپ کے صحابہ یا آپ کے گھر والوں میں سے جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، تو آپ نے فرمایا: لبیک میں حاضر ہوں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، مسلم، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ہشام سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے کچھ بتائیے۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۔(3)

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے آپ اس کی رضا کے ساتھ راضی رہتے ہیں اور اس کی ناراضگی کے ساتھ ناراض ہو جاتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے کچھ پوچھا۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین اور خوبصورت تھے اور آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبداللہ جدلی رحمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب اخلاق الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ 57، عالم الکتب
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 541، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق کیا تھا۔ تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: آپ ﷺ نہ بدخلق تھے، نہ قبیح بات کہتے تھے اور نہ ہی بازار میں شور وشغب کرتے تھے۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ بلکہ آپ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرما لیتے تھے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت زینب بنت یزید بن وسق رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ آپ کے پاس اہل شام کی عورتیں آئیں اور انہوں نے عرض کی: اے ام المومنین ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔ آپ کنواری دوشیزاؤں سے بڑھ کر لوگوں میں حیاء کرنے والے ہیں۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ کا معنی ہے بے شک آپ آداب قرآن پر ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے دین ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو مالک نے کہا ہے کہ خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے مراد اسلام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن ابزی اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے کہا ہے کہ خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے مراد دین عظیم ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ثابت بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے گیارہ سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی تو آپ ﷺ نے کبھی مجھے نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہیں کیا ہے یا تو نے یہ کیوں کیا ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو میں نے کہا اے ابوحمزہ! بے شک آپ اسی طرح ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا اور اس وقت میں آٹھ برس کا تھا۔ تو آپ ﷺ نے کسی دن بھی مجھے کسی کام پر ملامت نہیں فرمائی۔ اگر کوئی ملامت کرنے والا مجھے ملامت کرتا تو آپ فرماتے اسے چھوڑ دو کیوں کہ اگر شے مقدر میں ہوتی تو اس طرح ہو جاتا۔

امام ابن سعد نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے باہر نکلے۔ تو میں نے آپ پر دروازہ بند کر دیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور دروازہ کھولنے کو فرمایا۔ تو میں نے اسے کھولنے سے انکار کر دیا۔ تو

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 324 (2016)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو نے میرے لیے دروازہ نہ کھولا۔ تو میں نے کہا: آپ میری رات میں اپنی دوسری ازواج کی طرف گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اپنے پیشاب کو رکا ہوا پایا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے قیامت کے دن آپ بھی جان لیں گے اور وہ بھی جان لیں گے۔ اور بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ کے تحت فرمایا کہ تم میں سے کون شیطان ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ شیطان ہیں، یہ مجنون ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تمہارے لیے مجنون ظاہر اور واضح ہو جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ کا معنی ہے تم میں سے مجنون کون ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور ابن ابزی رحمہما اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ کا معنی ہے تم میں سے مجنون کون ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الْمَفْتُوْنُ کا معنی مجنون ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْمَفْتُوْنُ کا معنی شیطان ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ کا معنی ہے تم میں سے کون شیطان کے زیادہ قریب ہے۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ بھی جان لیں گے اور وہ بھی جان لیں گے کہ تم میں سے کون شیطان کے زیادہ قریب ہے۔ پس وہی شیطان کے زیادہ قریب ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر آپ انہیں رخصت دیں گے تو وہ آپ کو رخصت دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اگر آپ ان کی طرف مائل ہوئے اور جس حق پر آپ ہیں آپ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ بھی آپ کی طرف جھک جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ تو تمنا کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا نبی اس معاملے میں نرمی اختیار کر لے گا تو وہ بھی آپ سے نرمی اختیار کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اگر آپ (انہیں) کافر قرار دیں گے تو وہ بھی کفر کا الزام لگائیں گے۔

---

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 138، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 330 (3275)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾

"اور نہ بات مانیے کسی (جھوٹی) قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی۔ جو بہت نکتہ چین، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔

سخت منع کرنے والا بھلائی سے، حد سے بڑھا ہوا، بڑا بدکار ہے۔ اکھڑ مزاج ہے، اس کے علاوہ بداصل ہے۔ (یہ غرور وسرکشی) اس لیے کہ وہ مالدار اور صاحب اولاد ہے۔ جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ ہم بہت جلد اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے۔ ہم نے ان (مکہ والوں) کو بھی آزمایا جیسے ہم نے آزمایا تھا باغ والوں کو، جب انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ ضرور توڑ لیں اس کا پھل صبح سویرے۔ اور انہوں نے ان شاء اللہ بھی نہ کہا۔ پس چکر لگا گیا اس باغ پر ایک چکر لگانے والا آپ کے رب کی طرف سے درآنحالیکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ چنانچہ (لہلہاتا) باغ کٹے ہوئے کھیت کی مانند ہو گیا۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو ندا دی صبح سویرے۔ کہ سویرے سویرے اپنے کھیت کی طرف چلو اگر تم پھل توڑنا چاہتے ہو۔ سو وہ چل پڑے اور ایک دوسرے کو چپکے چپکے کہتے جاتے۔ کہ (خبردار!) اس باغ میں ہرگز داخل نہ ہو آج تم پر کوئی مسکین۔ اور تڑکے چلے (یہ سمجھتے ہوئے) کہ وہ اس ارادہ پر قادر ہیں۔ پھر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے (غالباً) ہم راستہ بھول گئے۔ نہیں نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی۔ ان میں جو زیرک تھا بول اٹھا کہ کیا میں تمہیں کہتا نہ تھا کہ تم (اس کی) تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ کہنے لگے پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ پھر ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے تف ہے ہم پر، ہم ہی سرکش تھے۔ امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں (اس کا) بدلہ دے گا جو بہتر ہو گا اس سے، ہم (اب) اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ (دیکھ لیا) ایسا ہوتا ہے عذاب۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ کاش! یہ لوگ (اس حقیقت کو) جانتے۔ بے شک پرہیز گاروں کے لیے اپنے رب کے پاس نعمتوں بھری جنتیں ہیں۔ کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو کہ تمہارے لیے اس میں ایسی چیزیں ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو؟ کیا تمہارے لیے قسمیں ہم پر (لازم) ہیں جو باقی رہنے والی ہیں قیامت تک کہ تمہیں وہی ملے گا جو تم حکم کرو گے۔ ان سے پوچھیے ان میں سے کون ان (بے سروپا) باتوں کا ضامن ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی گواہ ہیں۔ اگر ہیں تو پھر پیش کریں اپنے گواہوں کو اگر وہ سچے ہیں''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مروان بن حکم نے کہا: جب لوگوں نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت سمجھ کر یزید کی بیعت کی تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ یہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی سنت نہیں ہے بلکہ یہ تو ہرقل کی سنت ہے۔ تو مروان نے کہا: یہی ہے وہ جس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ (الاحقاف:17) فرمایا: میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ سنا کہ انہوں نے فرمایا: بے شک یہ عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ البتہ تیرے باپ کے بارے میں نازل ہوئی: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ حَلَّافٍ بہت زیادہ قسمیں اٹھانے والے سے یہاں مراد اسود بن عبد یغوث ہے۔

امام عبد بن حمید نے عامر شعبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ثقیف کا ایک آدمی ہے جسے اخنس بن شریق کہا جاتا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حَلَّافٍ سے مراد بہت زیادہ قسمیں اٹھانے والا ہے۔ اور مَّهِيْنٍ ۝ سے مراد ضعیف اور کمزور ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَّهِيْنٍ ۝ سے مراد دل کا کمزور انسان ہے۔ عُتُلٍّ کا معنی ہے بہت سخت مزاج، اکھڑ مزاج۔ اور زَنِيْمٍ ۝ کا معنی ہے (بد اصل) یعنی جو نسب میں ملایا گیا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی خیال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَّهِيْنٍ ۝ سے مراد وہ آدمی ہے جو شر اور برائی کثرت سے کرنے والا ہو۔ هَمَّازٍ جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے یعنی چغل خور۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ فرمایا: جو خیر اور نیکی نہ کرتا ہو۔ مُعْتَدٍ فرمایا جو اپنے قول اور اپنے عمل میں حد سے تجاوز کرنے والا ہو۔ اَثِيْمٍ ۝ اپنے رب کا گناہ گار ہے۔ عُتُلٍّ وہ فاجر انسان جو انتہائی ملعون ہو۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بد اخلاقی، فحش گوئی، برا پڑوس اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی جیسے امور غالب نہ آجائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ ۝ سے مراد الفاحش اللئیم ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت حسن اور حضرت ابو العالیہ رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ (2)

عبد بن حمید اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ ۝ سے مراد وہ ہے جو زنا سے پیدا ہوا ہو۔ یعنی جس کے بارے فقط دعویٰ کیا جائے کہ یہ میرا ہے۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

زَنِيْمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِي عِرْضِ الْأَدِيْمِ اَكَارِعُهُ

"زنیم وہ ہوتا ہے جس کے بارے لوگ زیادتی اور اضافہ کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔ جیسا کہ چمڑے کے سامان میں اس کے کھروں کا اضافہ کر دیا جائے"۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف الابتداء میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے زَنِيْمٍ ۝ کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد ولد الزنا ہے۔ اور بطور استشہاد شاعر کا یہ قول بیان فرمایا:

زَنِيْمٌ لَيْسَ يُعْرَفُ مَنْ اَبُوْهُ بَغِيُّ الْاُمِّ ذُوْ حَسَبٍ لَئِيْمِ

"زنیم وہ ہوتا ہے جس کے بارے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا باپ کون ہے، ماں زانیہ ہو اور کمینے حسب والا ہو"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ العتل الزنیم سے مراد انتہائی زیادہ موٹا آدمی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 330 (3277)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 331 (3279)

ہے اور اس کے حلق کے نیچے کا لٹکنے والا گوشت اس کے قبضے میں زائد ہو۔ یہی اس کی علامت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عُتُلٍّ سے مراد صحت مند بہت کھانے والا اور بہت پینے والا آدمی اور زنیم سے مراد فاجر، گناہ گار آدمی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ کے تحت کہا ہے: کافر کو مومن سے پہچانا جا سکتا ہے زنماء بکری کی طرح۔ اور زنماء سے مراد وہ ہے جس کے حلق کے نیچے کا گوشت اس طرح لٹکا ہوا ہو جس طرح بکری کے حلق میں کوئی چیز لٹکی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اس وصف کے ساتھ اس طرح پہچانا جاتا ہے جس طرح زنماء بکری اس سے پہچانی جاتی ہے جس کے گلے میں کچھ نہ ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ سے مراد ایسا آدمی ہے جو کسی قوم میں ملا ہوا تو ہو لیکن ان میں سے نہ ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: چھ آدمی کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا، جعشل، جواظ، قتات اور عتل زنیم۔ تو میں نے عرض کی: اے ابن عباس! رضی اللہ عنہما پہلے دو کو تو میں جانتا ہوں۔ آخری چار کے بارے بتایئے یہ کون ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: جعشل سے مراد ترش اور اکھڑ مزاج آدمی ہے۔ جواظ سے مراد ایسا آدمی ہے جو مال جمع کرتا ہے اور پھر اسے اپنے پاس ہی روک لیتا ہے۔ قتات سے مراد وہ آدمی ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے یعنی غیبت کرنے والا اور عتل زنیم سے مراد ایسا آدمی ہے جو لوگوں کے مابین چغلیاں کھاتا ہو۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت شہر بن حوشب سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جواظ، جعظری اور عتل زنیم جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کی: جواظ، جعظری اور عتل زنیم کون لوگ ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جواظ وہ آدمی ہے جو مال جمع کرے اور پھر اسے اپنے ہی پاس روک لے۔ اس کے بارے یہ آیت ہے جَمَعَ فَاَوْعٰى لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى (المعارج) اور جعظری سے مراد انتہائی ترش رو اور اکھڑ مزاج آدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (العمران: 159) اور عتل زنیم سے مراد سخت مزاج، وسیع پیٹ والا صحت مند، بہت زیادہ شراب پینے والا، وافر کھانے پینے والا اور لوگوں میں حد درجہ ظلم کرنے والا۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا اس سے مراد وہ آدمی ہے جس پر شر غالب ہوتا ہے اور اس کی پہچان اسی سے ہوتی ہے۔ اور وہ بنی ثقیف کا ایک آدمی تھا جسے اخنس بن شریق کہا جاتا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ سے مراد ایسا آدمی ہے جو ولد الزنا ہو، بداخلاق ہو، انتہائی کمینہ اور کسی قوم میں باہر سے ملا ہوا ہو۔ پھر آپ نے شاعر کا یہ قول بیان کیا:

زَنِيْمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِيْ عِرْضِ اللَّئِيْمِ الْأَكَارِعُ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ سے مراد اسود بن عبد یغوث ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۙ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ تو کوئی پہچان نہ ہوئی یہاں تک کہ اس کے بعد آپ پر یہ نازل ہوئی: بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ تو ہم نے اسے پہچان لیا جس کا گوشت بکری کے گوشت کی طرح لٹکا ہوا تھا۔(2)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حارثہ بن وہب سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: کیا میں تم کو اہل جنت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ ہر وہ ضعیف آدمی جسے انتہائی کمزور سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو (کسی کام کے بارے) قسم دے دے تو وہ یقیناً اسے پورا کر دے۔ کیا میں تمہیں اہل نار کے بارے خبر نہ دوں ہر اکھڑ مزاج، بخیل کنجوس، انتہائی ترش مزاج اور تکبر کرنے والا آدمی (اہل نار میں سے ہوگا)(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان ایسے بندے پر روتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صحت مند جسم دیا ہو اس کے پیٹ کو خوب وسیع کیا ہو اور اسے وافر دنیا بھی عطا فرمائی ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ انتہائی ظلم کرتا ہو۔ پس وہ آدمی عتل زنیم ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قاسم مولی معاویہ اور موسیٰ بن عقبہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عُتُلٍّ زَنِيْمٍ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ جو بداخلاق اور لئیم ہو۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کے تحت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عُتُلٍّ سے مراد ہر بڑے پیٹ والا، مضبوط اخلاق والا، بہت زیادہ کھانے پینے والا، مال کو جمع کرنے والا اور اسے انتہائی بخل اور کنجوسی کے ساتھ اپنے پاس روکنے والا آدمی ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 331 (3278)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 33، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 731، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 31

بیان کیا ہے کہ آپ نے "مناع للخیر" سے لے کر زَنِيْمٍ تک آیات پڑھیں۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اہل النار میں ہر وہ آدمی ہے جو انتہائی اکھڑ مزاج، مال کو اکھٹا کرنے والا، تکبر کرنے والا اور خیر اور نیکی سے روکنے والا ہے۔ اور اہل جنت کمزور اور مغلوب لوگ ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عُتُلٍّ سے مراد ایسا آدمی ہے جس کی نسبت میں شبہ ہو۔ اور زَنِيْمٍ سے مراد وہ متہم آدمی ہے جو شر کے سبب معروف و مشہور ہو۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں اور حاکم رحمہم اللہ نے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو شر سے اس طرح پہچانا جاتا ہو جیسے بکری اپنے گلے میں لٹکنے والی شے سے پہچانی جاتی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زَنِيْمٍ سے مراد وہ آدمی ہے جو کسی بھی قوم کے پاس سے گزرتا ہو تو اس کے بارے وہ کہتے ہوں یہ برا آدمی ہے۔

امام بخاری، نسائی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قریش میں سے ایک آدمی تھا جس کے حلق کے نیچے زائد گوشت اسی طرح تھا جیسا کہ بکری کا گوشت لٹکا ہوتا ہے اور وہ اسی سے پہچانا جاتا تھا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی ابتدائی صفات کے سبب کوئی آدمی نہ پہچانا گیا۔ یہاں تک کہ پھر زَنِيْمٍ کہا گیا۔ تو اب مراد ایک ایسا آدمی تھا جس کی گردن کا گوشت لٹکا ہوا تھا اور وہ اسی کے سبب معروف تھا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زَنِيْمٍ سے مراد وہ ہے جو باہر سے نسب میں ملایا گیا ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ زَنِيْمٍ سے مراد بہت زیادہ ظلم کرنے والا ہے۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے زَنِيْمٍ کے بارے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد زنا سے پیدا ہونے والا بچہ ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

زَنِيْمٌ تَدَاعَتْهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِيْ عَرْضِ الْأَدِيْمِ الْأَكَارِعُ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 42-541 (3844)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 33، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 541 (3843)

4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 731، وزارت تعلیم اسلام آباد

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 33

6۔ ایضاً

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زَنِیْمٍ سے مراد کمینہ اور دوغلی نسل کا کافر ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: مَّهِیْنٍ سے مراد کذب ہے۔ هَمَّازٍ سے مراد بہت زیادہ غیبت کرنے والا ہے۔ عُتُلٍّ سے مراد سخت جھگڑالو ہے۔ زَنِیْمٍ سے مراد بد اصل ہے۔ اور سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ کے بارے میں فرمایا کہ اس نے بدر کے دن جنگ میں حصہ لیا اور دوران جنگ تلوار کے ساتھ اس کی ناک پر زخم لگا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ سے مراد بالخصوص وہ نشان ہے جو اس کی ناک پر ہوگا اور وہ اس سے جدا نہیں ہوگا۔ یعنی وہ داغ ختم نہیں ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم اس کی ناک پر ایسا نشان لگائیں گے کہ کوئی دوسرا اس داغ کو مٹا نہیں سکے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیْنَ میں ان کو دو ہمزوں کے ساتھ پڑھا ہے جن میں سے ایک ہمزہ استفہام ہے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ لوگوں میں هَمَّازٍ (غیبت کرنے والا، نکتہ چینی کرنے والا) اور مَّشَّآءٍ (عیب تلاش کرنے والا) کے القابات سے معروف تھا تو یہ اس کی علامت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی ناک پر (ناک کے) دونوں کناروں سے نشان اور داغ لگائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کچھ لوگ ہیں جن کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بیان فرمایا ہے اور تمہارے لیے ان کے معاملے کی وضاحت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ابوجہل نے غزوۂ بدر کے دن کہا: انہیں مضبوطی سے پکڑ لو اور انہیں پہاڑوں میں باندھ دو اور تم ان میں سے کسی کو قتل نہ کرو۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ انہیں ان پر اسی طرح قدرت ہے جس طرح باغ والوں کو باغ پر قدرت حاصل تھی (لیکن جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا اسی طرح ہم نے انہیں بھی آزمایا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ باغ والے اہل کتاب میں سے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ حبشہ کے کچھ لوگ تھے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 332، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 334
3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 307 (6744)، دارالکتب العلمیہ بیروت

جن کے باپ کا ایک باغ تھا اور وہ اس سے مانگنے والے فقراء کو بھی عطا کرتا تھا۔ جب ان کا باپ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے کہا: بے شک ہمارا باپ تو احمق تھا، وہ مساکین کو دے دیتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ سویرے سویرے باغ کو توڑیں گے تاکہ کسی بھی مسکین کو کچھ نہ دینا پڑے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ باغ بنی اسرائیل کے ایک بوڑھے آدمی کا تھا۔ وہ سال بھر کے لیے خوراک کا ذخیرہ کر کے باقی ماندہ سب صدقہ کر دیا کرتا تھا اور اس کے بیٹے اسے صدقہ کرنے سے منع کرتے رہتے تھے۔ پس جب ان کا باپ فوت ہو گیا تو وہ صبح سویرے اٹھے اور کہا آج تم پر اس باغ میں کوئی مسکین داخل نہیں ہونا چاہیے۔ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ۝۲۵ پس وہ صبح سویرے سویرے اپنے کام کے لیے کوشش کرتے ہوئے اس ارادہ سے چل پڑے کہ وہ اس پر قادر ہیں۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ باغ یمن کی سرزمین پر تھا جسے ضر کہا جاتا ہے۔ اس باغ اور صنعاء کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابو صالح سے وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ۝۱۸ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی استثناء سبحان اللہ تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَطَافَ عَلَیْهَا طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ سے مراد اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ سے مراد عذاب ہے۔ بھڑکتی طویل آگ جو کہ جہنم کی وادی سے نکلی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا۔ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ۝۲۰ تو وہ تاریک رات کی مانند ہو گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قطر بن میمون رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گناہوں سے بچو۔ بے شک بندہ گناہ کرتا رہتا ہے۔ تو اس کے سبب وہ علم کا دروازہ بھول جاتا ہے۔ اور ایک بندہ گناہ کرتا رہتا ہے اور وہ اس کے سبب رات کے قیام سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ایک بندہ گناہ کرتا رہتا ہے اور اس کے سبب وہ رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَطَافَ عَلَیْهَا طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآىِٕمُوْنَ۝۱۹ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ۝۲۰ تحقیق وہ اپنے گناہ کے سبب اپنے باغ کی خیر و برکت سے محروم کر دیئے گئے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 333 (3284)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 334 (3289)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا ہے کہ كَالصَّرِيْمِ کا معنی ہے وہ سیاہ رات کی مثل ہو گیا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے كَالصَّرِيْمِ کا معنی پوچھا۔تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے ختم ہو جانا۔تو حضرت نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

غَدَوْتُ عَلَيْهِ غُدْوَةً فَوَجَدْتُهُ قُعُوْدًا لَّدَيْهِ بِالصَّرِيْمِ عَوَاذِلُهُ

"میں صبح سویرے اس کی طرف گیا تو میں نے اسے پایا درآنحالیکہ وہ کٹے ہوئے کھیت کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اسے ملامت کرنے والے اس کے پاس تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا باغ انگوروں کا تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اور وہ آپس میں آہستہ آہستہ اور مخفی کلام کرنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ ارشاد کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ آپس میں رازدارانہ گفتگو کرنے لگے کہ آج تم پر کوئی مسکین داخل نہ ہو۔ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ کہ وہ لوگ اپنے باغ کا قصد اور ارادہ کرتے ہوئے صبح سویرے چل پڑے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق اس پر قدرت رکھتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قٰدِرِيْنَ سے مراد صاحب قدرت ہیں۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ صبح سویرے اس ارادے پر چل پڑے کہ وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں اور ذاتی طور پر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ان پر کوئی مسکین داخل نہ ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ حَرْدٍ سے مراد غیظ اور غصہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس ارادے پر صبح سویرے چل پڑے کہ مساکین کے آنے سے پہلے باغ توڑ لیا جائے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے باغ کا راستہ بھٹک گئے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّا لَضَآلُّوْنَ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے کہا: ہم راستہ بھول گئے۔ یہ ہمارا باغ نہیں ہے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ کہا: بلکہ ہمارے ساتھ تو کوئی معاملہ کر دیا گیا اور ہمیں باغ سے محروم کر دیا گیا(2)۔ اور قَالَ اَوْسَطُهُمْ کی تفسیر میں کہا: ان میں سے جو زیادہ عدل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 40 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 35-333 (3291-3286) بیروت

کرنے والا تھا اور جو زیادہ ڈرنے والا تھا اور ان میں سے جو بہتر رجوع کرنے والا تھا اس نے کہا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ کے تحت کہا کہ جب ان پر صورت حال ظاہر ہوگئی اور انہوں نے اپنے باغ کی نشانیاں پہچان لیں۔ تو انہوں نے کہا: بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ بلکہ ہمارے ساتھ تو کوئی معاملہ کردیا گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وہ اہل جنت میں سے ہیں یا اہل نار میں سے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: تو نے مجھے مشکل میں ڈال دیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے کہا: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَوْسَطُهُمْ کا معنی ہے ان میں سے زیادہ عادل۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَوْسَطُهُمْ کا معنی ہے زیادہ عدل کرنے والا۔ اور کتاب اللہ میں جہاں بھی اوسط کا لفظ ہے اس کا معنی اعدل یعنی زیادہ عدل کرنے والا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ کی تفسیر میں انہوں نے کہا کہ اس زمانے میں ان کی استثناء تسبیح تھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ کے تحت حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا ہے: یعنی تم استثنا کیوں نہیں کرتے (یعنی ان شاء اللہ کیوں نہیں کہتے) جب انہوں نے یہ بات کہی کہ وہ صبح سویرے سویرے باغ کو توڑیں گے تو اس وقت انہوں نے استثناء کی اور ان کی استثناء تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تھی۔ جس طرح کہ ہم کہتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ سے مراد دنیا کی سزا ہے۔ اور وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ سے مراد آخرت کی سزا ہے۔ اور سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: پوچھیے ان میں سے کون اس امر کا ضامن ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ کا معنی ہے تم پڑھتے ہو۔ اور اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ کا معنی ہے ہم پر کوئی عہد ہے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَ مَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ

مَتِيْنٌ ﴿٤٥﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

”جس روز پردہ اٹھایا جائے گا ایک ساق سے تو ان (نابکاروں) کو سجدہ کی دعوت دی جائے گی تو اس وقت وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ندامت سے جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ حالانکہ انہیں (دنیا میں) بلایا جاتا تھا سجدہ کی طرف جب کہ وہ صحیح سلامت تھے۔ پس (اے حبیب!) آپ چھوڑ دیجئے مجھے اور اسے جو اس کتاب کو جھٹلاتا ہے۔ ہم انہیں بتدریج تباہی کی طرف لے جائیں گے اس طرح کہ انہیں علم تک نہ ہوگا۔ اور میں نے (سردست) انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ میری (خفیہ) تدبیر بڑی پختہ ہے۔ آیا آپ ان سے کچھ اجرت مانگتے ہیں پس وہ اس تاوان (کے بوجھ) سے دبے جاتے ہیں کیا ان کے پاس غیب کی خبریں آتی ہے اور وہ اس کو لکھ لیتے ہیں؟ پس انتظار فرمایئے اپنے رب کے حکم کا اور نہ ہو جایئے مچھلی والے کی مانند، جب اس نے پکارا اور وہ غم واندوہ سے بھرا ہوا تھا۔ اگر اس کی چارہ سازی نہ کرتا اس کے رب کا لطف تو ڈال دیا جاتا اسے چٹیل میدان میں درآنحالیکہ اس کی مذمت کی جاتی۔ پھر چن لیا اس کو اس کے رب نے اور بنا دیا اس کو اپنے نیک بندوں سے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کفار پھسلا دیں گے آپ کو اپنی (بد) نظروں سے جب وہ سنتے ہیں قرآن اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہے۔ حالانکہ وہ نہیں مگر سارے جہانوں کے لیے وجہ عزوشرف“۔

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمارا رب اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا تو ہر مومن مرد اور عورت اسے سجدہ کرے گا۔ اور وہ باقی رہ جائے گا جو دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لیے سجدہ کرتا تھا۔ وہ سجدہ کرنے کے لیے جائے گا لیکن اس کی پیٹھ ایک طبق بن جائے گی (یعنی اس کی پیٹھ سیدھی اکڑ جائے گی اور وہ سجدہ پر قادر نہیں ہو سکے گا)۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے الرد علی الجہمیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کا معنی ہے جس روز اللہ تعالیٰ اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 731، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مفہوم نقل فرمایا کہ جس روز اللہ تبارک وتعالیٰ کی دونوں ساقوں سے پردہ اٹھایا جائے گا(1)۔ ابن مندہ نے کہا ہے کہ شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یَکْشِفُ کا لفظ "یَکْشِفُ" یعنی یاء کے فتحہ اور شین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

امام ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جس روز امر عظیم سے پردہ اٹھایا جائے گا تو وہ اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن مندہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے اسی آیت کا مفہوم یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس روز امر عظیم سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ پھر فرمایا "قَدْ قَامَتِ الْحَرْبُ عَلٰی سَاقٍ" (تحقیق جنگ ساق پر کھڑی ہوگئی۔ یعنی گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی) راوی نے فرمایا: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا، تو ہر مومن سجدے میں گر پڑے گا اور کافر کی پیٹھ سجدہ کرنے سے انکار کردے گی اور وہ ایک ہڈی بن جائے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: جب تم پر قرآن میں سے کوئی شے مخفی اور پوشیدہ ہو تو اسے شعر میں تلاش کرو۔ کیونکہ وہ دیوان العرب ہے۔ کیا تم نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

قَدْ سَنَّ لِیْ قَوْمُکَ ضَرْبَ الْاَعْنَاقِ وَقَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰی سَاقٍ

"میں مصیبت پر صبر کرتا ہوں۔ بے شک وہ باقی رہنے والا شر ہے۔ تحقیق تیری قوم نے میرے لیے مصائب کا مقابلہ کرنے کا طریقہ قائم کیا ہے اور ہمارے لیے جنگ پنڈلی پر کھڑی ہے (یعنی جنگ شدت کے ساتھ قائم ہے)"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ دن سخت تکلیف اور شدت کا دن ہوگا۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: جس دن آخرت کی شدت اور سختی سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ تو نافع نے کہا: کیا یہ معنی اہل عرب جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

قَدْ قَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰی سَاقٍ یعنی جنگ شدت اختیار کر گئی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 335 (3293)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 542 (3845)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن ہولناکی اور وحشت کے سبب انتہائی شدید خوفزدہ کر دینے والا امر ہے۔

امام ابن مندہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عَنْ سَاقٍ سے مراد آخرت کی شدت اور سختی ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جس روز معاملے کی شدت اور اس کی عظمت سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے اس سے مراد شدید ترین ساعت ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ اور فرمایا: اس سے مراد قیامت ہے، اس کی شدت اور دہشت کے سبب اس سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس روز امر ظاہر کیا جائے گا اور اعمال ظاہر ہو جائیں گے اور امر کو ظاہر کرنے سے مراد آخرت کا داخل ہونا اور اس سے پردے کو سرکانا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن منصور اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرأت کرتے تھے: يَوْمَ تَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ یعنی آپ تاء کو مفتوح پڑھتے تھے۔

امام ابو حاتم سجستانی نے کہا، مراد یہ ہے کہ آخرت اپنی ساق سے پردہ دور کرے گی تو جو غائب تھا وہ سب ظاہر ہو جائے گا۔

عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے يَوْمَ يُكْشَفُ قرأت کی ہے۔ یعنی یاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک عربوں میں جب جنگ وقتال شدت اختیار کر جاتی اور معاملہ خوب بڑھ جاتا، تو وہ اس کی شدت کے سبب کہتے کہ جنگ نے ساق سے پردہ اٹھا لیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دن (یوم قیامت) کی شدت اور سختی کو اسی انداز سے بیان فرمایا جس سے وہ خوب واقف اور آگاہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ سخت غضب ناک ہو گئے اور فرمایا بے شک بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا۔ بلاشبہ امر شدید سے پردہ اٹھایا جائے گا (یعنی مراد یہ ہے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ۝ کے تحت کہا ہے کہ وہ کفار ہیں جنہیں دنیا میں دعوت دی جاتی تھی حالانکہ وہ پرامن تھے۔ اور آج کے دن انہیں اس حال میں بلایا جائے گا کہ وہ خوفزدہ اور ڈرے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ بے شک وہ اہل شرک اور اپنی طاعت وعبادت کے درمیان دنیا اور آخرت میں حائل ہے۔ پس دنیا میں اس طرح کہ اس نے فرمایا کہ وہ سننے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں۔ اور یہی اس کی طاعت ہے اور نہ وہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور رہا آخرت میں تو

ارشاد فرمایا کہ وہ استطاعت نہیں رکھیں گے حالانکہ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی: فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ۔

ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے دن مومنین منافقین سے جدا ہو جائیں گے۔ پس مومنین سجدہ کریں گے اور منافقین کی پشتیں سخت ہو جائیں گی اور وہ سجدہ کرنے کی استطاعت نہ رکھیں گے اور مومنین کے سجدہ کرنے کے سبب ان کی زجر و توبیخ اور حسرت و ندامت میں اضافہ ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کا معنی ہے جس دن بلاء عظیم سے پردہ اٹھایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مفہوم یہ ہے جس دن اس امر سے پردہ اٹھایا جائے گا جو انتہائی شدید ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس نے یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے تحت کہا ہے کہ سَاقٍ سے مراد غطاء یعنی پردہ ہے (یعنی جس دن وہ پردے سے ظاہر ہوگا)۔ پس جو دنیا میں اس کے ساتھ ایمان لائے وہ تو اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے اور دوسروں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا۔ تو وہ اس کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔ کیونکہ وہ دنیا میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لائے اور نہ وہ اسے دیکھ سکیں گے اور نہ وہ سجود کی استطاعت رکھتے ہیں حالانکہ دنیا میں وہ صحیح سالم تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کا معنی ہے کہ جس دن بہت بڑے خوفزدہ اور گھبراہٹ پیدا کرنے والے امر سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ وَّ یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ فرمایا ان کی یہ کیفیت قیامت کے دن ہوگی۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن مومنین کو سجود کے لیے کہا جائے گا۔ تو مومنین سجدہ کریں گے اور مومنین کے درمیان سے منافق ظاہر ہو جائے گا۔ پس منافق کی پشت سجدہ کرنے سے تنگ ہو جائے گی (یعنی وہ سجدہ نہیں کر سکے گا) اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے سجود کو ان کے لیے زجر و توبیخ ذلت و حقارت اور ندامت و حسرت کا سبب بنا دے گا۔ اور ارشاد باری تعالیٰ وَ قَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَ هُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ کے تحت فرمایا: اور انہیں نمازوں میں سجود کی طرف بلایا جاتا تھا حالانکہ وہ صحیح سالم تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب الحبر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام اور قرآن کریم فرقان حمید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا: یہ آیات فرض نمازوں کے بارے میں نازل کی گئی ہیں۔ جب کہ ان کے لیے ندا دی جاتی ہے: یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَ هُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ میں مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں جب کہ ان کے لیے اذان دی جاتی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: وَ قَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ میں مراد جماعت کے ہمراہ نمازیں ہیں۔ یعنی انہیں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی طرف بلایا جاتا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت سے مراد ایسا آدمی ہے جو اذان سنتا ہے لیکن نماز ادا نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوقات کو جمع فرمائے گا پھر نداد ینے والا نداد ے گا جو جس شے کی عبادت کرتا تھا اسے چاہیے کہ وہ اسی کی اتباع کرے۔ پس تمام قومیں ان کے پیچھے ہو جائیں گی جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور مسلمان اور اہل کتاب باقی رہ جائیں گے۔ پھر یہودیوں کو کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی۔ تو انہیں کہا جائے گا نہ تم موسیٰ سے ہو اور نہ موسیٰ علیہ السلام تم سے ہیں۔ پھر انہیں ذات الشمال کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ پھر عیسائیوں سے کہا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ تو انہیں بھی ذات الشمال کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ اب صرف مسلمان باقی رہ جائیں گے۔ تو ان سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے صرف اللہ تعالیٰ کی۔ تو پھر ان سے کہا جائے گا: کیا تم اس کی معرفت رکھتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: اگر اس نے ہمیں اپنی پہچان کرائی تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پس اس وقت انہیں سجود کے لیے کہا جائے گا۔ تو مومنوں کے درمیان سے منافق علیحدہ ہو جائیں گے۔ ان کی پشتیں سجدہ نہ کر سکیں گی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَّ یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۴۲﴾۔

امام اسحاق بن راہویہ نے مسند میں، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، طبرانی، آجری نے الشریعہ میں، دارقطنی نے الرؤیہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں اپنی شان قدرت کے مطابق نزول فرمائے گا۔ پھر منادی نداد ے گا اے لوگو! کیا تم اپنے رب سے راضی نہیں ہو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے تمہاری صورتیں بنائی ہیں اور تمہیں رزق عطا فرمایا ہے۔ تم میں سے ہر آدمی اس شے کے پیچھے ہو جائے جس کی دنیا میں عبادت کرتا تھا اور اسے ولی جانتا تھا۔ کیا یہ تمہارے رب کی جانب سے عدل نہیں ہے؟ سب کہیں گے بے شک۔ کیوں نہیں، عدل ہے۔ فرمایا: پس تم میں سے ہر انسان اس کی طرف چلے جس کی دنیا میں عبادت کرتا تھا۔ اور وہ ان کے لیے ان تمام چیزوں کے نمونے بنا دے گا جن کی وہ دنیا میں عبادت کرتے تھے۔ پس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے ان کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شیطان کا نمونہ بن جائے گا اور جو عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے ان کے لیے حضرت عزیر علیہ السلام کے شیطان کی تصویر بن جائے گی۔ حتی کہ ان کے لیے درختوں، لکڑیوں اور پتھروں کی تصویریں بنا دی جائیں گی۔ اور اہل اسلام بیٹھے باقی رہ جائیں گے۔ پس ان کے لیے اللہ تعالیٰ نمونہ ہوگا تو وہ انہیں فرمائے گا تمہیں کیا ہوا کہ تم نہیں چلے جیسا کہ لوگ چلے گئے؟ تو وہ جواباً عرض کریں گے بلاشبہ ہمارا رب ہے جسے ابھی تک ہم نے نہیں دیکھا۔ تو وہ فرمائے گا: تم اپنے رب کو کس طرح پہچانو گے اگر تم اسے دیکھ لو۔ تو وہ جواب دیں گے: ہمارے اور اس کے درمیان ایک علامت ہے اگر ہم نے اسے دیکھ لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ تو وہ فرمائے گا۔ وہ کیا ہے؟ فرمایا۔ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ پس

اس وقت ساق سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ تو جو بھی اطاعت وفرمانبرداری سے سجدہ کرتے تھے وہ سب کے سب اس وقت سجدے میں گر پڑیں گے۔ اور ایک قوم باقی رہ جائے گی، ان کی پیٹھیں گائے کے سینگوں کی طرح ہوں گی، وہ سجود کا ارادہ کریں گے لیکن وہ اس کی استطاعت نہ رکھ سکیں گے۔ پھر انہیں حکم دیا جائے گا اور وہ اپنے سروں کو اٹھالیں گے۔ پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا۔ پس ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جنہیں اتنا نور عطا کیا جائے گا جو ان کے سامنے پہاڑ کی مثل ہوگا۔ اور بعض کو اس سے بھی زیادہ نور عطا فرمایا جائے گا، بعض کو دائیں جانب سے کھجور کے درخت کی مثل نور دیا جائے گا اور بعض کو اس سے کم نور دائیں جانب سے دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے جو سب سے آخری ہوگا اسے اتنا نور عطا کیا جائے گا جو صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھوں پر ہوگا۔ وہ کبھی روشن رہے گا اور کبھی بجھ جائے گا۔ پس جب وہ روشنی مہیا کرے گا تو وہ قدم آگے بڑھائے گا۔ اور جب وہ بجھ جائے گا تو وہ رک جائے گا۔ پس وہ اور دوسرے سب پل صراط پر سے گزریں گے اور پل صراط تلوار کی طرح تیز دھار پھسلنے کی جگہ ہے تو انہیں کہا جائے گا اپنے نور کی مقدار کے برابر جلدی سے گزر جاؤ۔ سو ان میں سے بعض ستارہ ٹوٹنے کی طرح تیزی سے گزر جائیں گے۔ بعض آنکھ جھپکنے کی طرح گزریں گے، بعض ہوا کی طرح گزریں گے اور بعض آدمی کے تیز دوڑنے کی طرح گزریں گے جو کہ ریت اڑاتا ہوا گزر جاتا ہے۔ المختصر وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزر جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ بھی گزر جائے گا جس کا نور صرف اس کے قدموں کے انگوٹھوں پر تھا۔ وہ ایک بار ہاتھ کھینچے گا اور ایک بار ہاتھ معلق کرے گا اور ایک بار پاؤں کھینچے گا اور ایک بار پاؤں معلق کرے گا اور پل صراط کی اطراف میں جہنم کی آگ ہوگی اور وہ اس سے نجات اور خلاصی پا جائیں گے۔ پس جب وہ اس سے نجات پا جائیں گے تو اس وقت کہیں گے: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں تجھ سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے بعد کہ اس نے ہمیں تیرا وجود دکھایا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو اس نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اور وہ اس تھوڑے سے پانی کی طرف چل پڑیں گے جو جنت کے دروازے کے پاس ہے اور اس میں وہ غسل کریں گے۔ تو ان کی طرف اہل جنت کی خوشبو اور ان کی رنگت لوٹ آئے گی۔ اور وہ باب جنت کے سوراخوں سے دیکھیں گے۔ اور وہ جنت کے قریب ایک منزل پر کھلے گا۔ اسے دیکھ کر وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ منزل ہمیں عطا فرمادے تو رب کریم ان سے فرمائے گا کیا تم جنت کا سوال کرتے ہو حالانکہ میں نے تمہیں آتش جہنم سے نجات دلائی ہے۔ تو وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرمادے۔ ہمارے اور آتش جہنم کے درمیان تو حائل ہو جا۔ یہ وہ دروازہ ہے جس کی ہم دھیمی آواز بھی نہیں سنیں گے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: شاید اگر تمہیں یہ منزل عطا کر دی جائے تو پھر تم اس کے علاوہ دوسری کا سوال کرو گے۔ تو وہ عرض کریں گے: نہیں، تیری عزت کی قسم! ہم اس کے علاوہ کسی کے بارے سوال نہیں کریں گے۔ اور کون سی منزل بھلا اس سے حسین ہو سکتی ہے؟ فرمایا: پس وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے لیے اس کے سامنے ایک اور منزل کو بلند کر دیا جائے گا۔ اور جو انہوں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی وہ اس کے سامنے ایک خواب ہے ایک چھوٹی سے آرزو ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگیں گے اے ہمارے رب! ہمیں وہ منزل عطا فرما۔ تو رب کریم فرمائے گا شاید اگر تمہیں یہ عطا کر دی جائے تو تم اس کے سوا اور کے بارے

سوال کرنے لگو۔ تو وہ عرض کریں گے نہیں، تیری عزت کی قسم! ہم اس کے سوا کسی اور کی آرزو نہیں کریں گے۔ اور بھلا کون سی منزل اس سے زیادہ حسین ہو سکتی ہے؟ پس وہ منزل انہیں عطا فرما دی جائے گی۔ پھر ایک اور منزل ان کے سامنے ظاہر کر دی جائے گی۔ اور جو منزل انہیں پہلے عطا کی گئی اس کی حیثیت اس منزل کے سامنے خواب کی ہے۔ تو پھر وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہمیں وہ منزل عطا فرما دے۔ تو رب کریم فرمائے گا۔ اگر میں نے تمہیں وہ منزل عطا کر دی تو تم پھر اس کے علاوہ دوسری منزل کا سوال کرو گے۔ تو وہ کہیں گے۔ نہیں، تیری عزت کی قسم! ہم اور کا سوال نہیں کریں گے۔ اور کون سی منزل ہے جو اس سے زیادہ خوبصورت ہو گی؟ پھر وہ خاموش ہو جائیں گے۔ تو انہیں کہا جائے گا کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم کچھ مانگ نہیں رہے۔ تو وہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب! ہم تجھ سے مانگتے رہے یہاں تک کہ اب ہمیں حیا آنے لگی ہے۔ تو پھر انہیں کہا جائے گا کیا تم راضی نہیں ہو گے کہ جب سے میں نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس دن سے لے کر اسے فناہ کرنے کے دن تک جتنی دنیا تھی اس کی مثل اور اس سے دس گنا زائد میں تمہیں عطا فرما دوں؟ تو وہ کہیں گے: کیا تو ہم سے استہزاء کر رہا ہے حالانکہ تو تو رب العالمین ہے؟ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب حضرت عبداللہ حدیث بیان کرتے کرتے اس مقام پر پہنچے تو ہنس پڑے۔ اور فرمایا: میں نے کئی بار رسول اللہ ﷺ کو یہ حدیث بیان فرماتے سنا ہے اور جب آپ ﷺ اس مقام پر پہنچتے تو آپ ہنس پڑتے۔ یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو جاتے۔ بلکہ آپ ﷺ کی آخری داڑھی تک ظاہر ہو جاتی۔ فرمایا: تو رب کریم فرمائے گا: نہیں۔ بلکہ میں اس کی قدرت رکھتا ہوں۔ سو تم مجھ سے مانگو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہمیں لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ تو ان کو کہہ دیا جائے گا کہ تم لوگوں کے ساتھ مل جاؤ۔ چنانچہ وہ جنت میں رل کرتے ہوئے چل پڑیں گے یہاں تک کہ ان کے لیے جنت میں ایک آدمی ظاہر ہو گا۔ اس کے پاس وسیع موتیوں کا محل ہو گا اور وہ سجدہ میں گر جائے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھا، وہ اپنا سر اٹھائے گا اور کہے گا میں نے اپنے رب کو دیکھ لیا ہے۔ تو اسے کہا جائے گا بے شک یہ تیری منازل میں سے ایک منزل ہے۔ پس وہ چل پڑے گا اور کوئی آدمی اس کی طرف متوجہ ہو گا تو وہ سجود کے لیے تیار ہو جائے گا تو اسے کہا کیا جائے گا۔ تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ کہے گا میں نے فرشتے کو دیکھا ہے۔ تو اسے کہا جائے گا: یہ تیرے وکیلوں میں سے ایک وکیل ہے، تیرے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ پھر وہ اس کے پاس آئے گا اور کہے گا: میں اس محل پر تیرے وکیلوں میں سے ایک وکیل ہوں اور میرے ماتحت ہزار وکیل ہیں۔ وہ تمام کے تمام اسی کیفیت پر ہیں جس پر میں ہوں۔ پس وہ اس کے پاس اس کے ساتھ ساتھ چلے گا یہاں تک کہ وہ اس کے لیے محل کھول دے گا۔ اور یہ ایک موتی ہے جو اندر سے انتہائی کھلا اور وسیع ہے اس کی چھت، اس کے تالے، اس کے دروازے اور اس کی چابیاں سب اسی کی ہے۔ فرمایا: پس اس کے لیے محل کھولا جائے گا، تو اس کے سامنے سبز رنگ کا ایک قیمتی جوہر ہو گا جو اندر سے سرخ ہو گا اور وہ ستر گز ہو گا، اس میں ساٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ ایک ایسے جوہر کی طرف کھلے گا جس کا رنگ دوسرے سے مختلف ہو گا اور یہ جوہر میں پلنگ، الماریاں، صندوق اور برتن موجود ہوں گے۔ مزید فرمایا: کہ اس میں کام کرنے والے خادم بھی ہوں گے اور وہ اس میں داخل ہوں گا۔ تو وہ ایک خوبصورت موٹی آنکھوں والی حور کے ساتھ ہو گا۔ اس پر ستر حلے ہوں گے اور اس کے

حلوں کے اندر سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دکھائی دے گا۔ اس کا جگر اس مرد کے لیے آئینہ اور اس کا جگر اس کے لیے آئینہ ہوگا جب وہ اس سے منہ موڑے گا تو اس کی آنکھ کی بینائی جتنی پہلے تھی اس سے ستر گنا اس میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اور اسی طرح جب وہ حور اس سے منہ پھیرے گی تو اس کی بینائی میں بھی پہلے کی نسبت ستر گناہ اضافہ ہو چکا ہوگا۔ وہ اسے کہے گی: میری بینائی ستر گنا بڑھ گئی ہے۔ وہ بھی اسے اسی طرح کہے گا۔ فرمایا: وہ اپنی ملکیت پر حد نگاہ تک دیکھے گا اور وہ سو سال کی مسافت ہے۔ فرمایا: اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب! کیا تم وہ سن رہے نہیں رہے جو ابن ام عبد ہمیں بیان کر رہے ہیں کہ یہ سب کچھ اہل جنت میں سے ادنی فرد کے لیے ہوگا۔ تو پھر ان میں سے جو اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں گے ان کی کیفیت کیا ہوگی؟ فرمایا: اے امیر المومنین! وہ جو کسی آنکھ کے دیکھا نہیں اور نہ ہی اس کے بارے کسی کان نے سنا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق عرش اور پانی کے اوپر تھا۔ پھر اس نے اپنے لیے ایک دار (گھر) اپنے دست قدرت سے بنایا۔ پھر اسے جن چیزوں سے چاہا مزین و آراستہ کیا۔ اور پھلوں اور شراب میں سے جو چاہا اس میں رکھا۔ پھر اسے ڈھانپ دیا۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے اس کی مخلوق میں سے کسی نے اسے نہیں دیکھا، نہ حضرت جبرائیل امین نے اور نہ اس کے سوا کسی اور فرشتے نے۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (السجدہ: 17) الآیہ۔ اور اس کے قریب دو باغ پیدا فرمائے۔ اور ان دونوں کو جن سے چاہا مزین و آراستہ کیا۔ اور ان دونوں میں حریر، سندس اور استبرق جو کچھ مذکور ہیں وہ سب رکھے اور اپنی مخلوق میں سے جن ملائکہ کو چاہا وہ دکھا دیئے۔ پس جس کا نامہ اعمال علیین میں ہے وہ اس دار میں اترے گا۔ اور جب اہل علیین میں سے کوئی آدمی پہنے ملک میں سوار ہوگا تو جنت کے خیموں (محلات) میں سے کوئی خیمہ باقی نہیں بچے گا مگر اس کے چہرے کا نور اور روشنی اس میں داخل ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کی خوشبو سونگھنے لگیں گے اور کہیں گے: واہ کیسی عمدہ اور پاکیزہ خوشبو ہے۔ مزید کہیں گے: آج اہل علیین میں سے کسی آدمی نے ہم پر جھانکا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے کعب! تجھ پر افسوس! بے شک ان دلوں کو چھوڑ دیا گیا ہے اور تو انہیں قبض کر لے۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! بے شک جہنم ایک طویل اور گرم سانس نکالے گی تو کوئی فرشتہ اور کوئی نبی نہیں ہوگا مگر وہ گھٹنوں کے بل گر جائے گا۔ یہاں تک حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کہیں گے: اے میرے رب! نفسی نفسی۔ اور یہاں تک (کہتے ہیں) اگر تیرے لیے ستر انبیاء کا عمل بھی تیرے عمل کے ساتھ ہو تو میرا گمان یہ ہے کہ تو ہرگز اس سے نہ بچ سکے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس دجال کا ذکر کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: تین گروہوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اس کی پیروی کرے گا اور ایک گروہ اپنے آباء کی زمین منابت الشیح چلا جائے گا۔ اور ایک گروہ فرات کے کنارے پر آ جائے گا اور دجال اس سے قتال کرے گا اور وہ اس سے جنگ لڑیں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 34-632 (8751)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یہاں شام کے شہروں کے اہل ایمان جمع ہو جائیں گے۔ اور وہ اس کی طرف ایک ہراول دستہ بھیجیں گے۔ اور ان میں شہسوار ہوں گے جو کہ سرخ اور ابلق (سیاہ وسفید رنگ والے) گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ اور وہ جنگ لڑیں گے، کوئی شے ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جائے گی۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے اور زمین میں پھیل جائیں گے اور اس میں فساد برپا کریں گے۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (الانبیاء) پھر اللہ تعالیٰ ان پر دابہ بھیجے گا جو کہ بکری یا اونٹ کی ناک میں پیدا ہونے والے اس کیڑے کی مثل ہوگا۔ اور وہ ان کے کانوں اور نتھنوں میں داخل ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے سبب مر جائیں گے۔ اور ان کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی۔ اور اہل زمین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ موسلا دھار بارش برسائے گا۔ اور ان سے زمین کو پاک فرما دے گا۔ پھر زمین پر ہوا بھیجے گا جس میں انتہا کی سخت ٹھنڈک ہوگی اور وہ اس طرح زمین پر کچھ نہیں چھوڑے گی۔ مگر ہر شے اس ہوا کے سبب الٹی کر دی جائے گی۔ پھر شریر لوگوں پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ پھر وہ رشتہ جو صور پکڑے ہوئے ہے وہ زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہوگا اور اس میں پھونک مارے گا۔ تو زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق باقی نہیں رہے گی۔ سب مر جائے گی۔ مگر جنہیں تیرے رب نے چاہا (وہ زندہ رہیں گے) پھر دونفخوں کے درمیان اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا وقفہ ہوگا۔ اس دوران انسانی مخلوق زمین کا حصہ بن جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائے گا جس کی کیفیت مردوں کے مادہ منویہ کی مثل ہوگی۔ اور اس پانی کے سبب ان کے جسم اور ان کے گوشت اس طرح نکل آئیں گے جس طرح کیچڑ سے مٹی نکلتی ہے۔ پھر جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ (فاطر) پھر زمین و آسمان کے درمیان صور پھونکنے والا فرشتہ کھڑا ہوگا اور اس میں پھونکے گا۔ تو ہر نفس اپنے جسم کی طرف چل پڑے گا یہاں تک کہ اس میں داخل ہو جائے گا اور وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور وہ ایک آدمی کے آنے کی طرح سب رب العالمین کے لیے قیام کی خاطر آ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مثالی صورت میں مخلوق کے لیے ظہور فرمائے گا اور ان سے ملاقات فرمائے گا۔ اور مخلوق میں سے کوئی بھی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہوگا وہ اسی کے پیچھے پیچھے ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق یہود سے ملے گا اور ارشاد فرمائے گا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا پانی تمہیں خوش کرے گا؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سراب کی طرح دکھائے گا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَاۨ (الکہف) پھر وہ نصاریٰ سے ملاقات فرمائے گا اور ان سے پوچھے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: حضرت مسیح علیہ السلام کی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا پانی تمہیں خوش کرے گا؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سراب کی طرف دکھائے گا۔ یہی صورت ان تمام کی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شے کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ (الصافات) یہاں تک کہ پھر مسلمان کا گزر ہو

گا۔اور رب کریم ان سے ملاقات فرمائے گا اور فرمائے گا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم اپنے رب کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے سبحان اللہ! جب وہ ہمیں اپنی پہچان کرائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔تو اس وقت وہ اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھائے گا۔تو پھر کوئی مومن باقی نہیں رہے گا مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ میں گر جائے گا۔منافقین باقی رہ جائیں گے۔ان کی پشتیں ایک طبق ہو جائیں گی۔گویا کہ ان میں سلاخیں ڈال دی گئی ہیں۔تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! تو رب کریم فرمائے گا۔تحقیق تمہیں سجدوں کی طرف بلایا جاتا تھا حالانکہ تم صحیح سلامت تھے۔پھر پل صراط سے گزارا جائے گا۔وہ جہنم پر بچھائی جائے گی اور لوگ اپنے اعمال کے مطابق اس سے پار گزریں گے۔پس پہلے لوگ آنکھ جھپکنے یا بجلی کے چمکنے کی طرح گزر جائیں گے،اس کے بعد ہوا کی طرح گزریں گے۔پھر کچھ پرندوں کے گزرنے کی طرح۔پھر کچھ تیز رفتار چوپاؤں کی طرح،پھر اسی طرح گزرتے رہیں گے یہاں تک کہ کچھ دوڑتے ہوئے آئیں گے،پھر کچھ چلتے ہوئے گزریں گے۔اور حتی کہ آخر میں ایک آدمی اپنے پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزرے گا اور کہے گا: اے میرے رب! تو نے میری رفتار کو سست کر دیا ہے۔تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلاشبہ تیرے عمل نے تجھے سست کر دیا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا۔اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے۔پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔پھر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یا فرمایا کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام۔پھر چوتھے نمبر پر تمہارے نبی مکرم ﷺ اٹھیں گے اور جہاں شفاعت آپ فرمائیں گے آپ کے بعد کوئی وہاں شفاعت نہیں کر سکے گا۔اور وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝ (الاسرا) اور کوئی نفس باقی نہیں رہے گا مگر وہ جنت میں اپنے محل اور جہنم میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ لے گا۔اور وہ یوم حسرت ہے۔پس اہل جہنم اس محل کو دیکھیں گے جو جنت میں ہے۔تو انہیں کہا جائے گا اگر تم عمل کرتے (تو یہ محل تمہارے لیے تھا) اور اہل جنت اس ٹھکانے کو دیکھیں گے جو جہنم میں ہے۔تو کہا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ تم پر احسان اور مہربانی نہ فرماتا (تو تمہارا ٹھکانا یہ ہوتا) پھر ملائکہ،انبیاء،شہداء،صالحین اور مومنین شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔پھر فرمائے گا میں ارحم الرحمین ہوں سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہوں۔چنانچہ وہ اپنی رحمت کے سبب اس سے زیادہ مخلوق جہنم سے نکال دے گا جتنی پہلے نکالی گئی۔یہاں تک کہ جس میں ذرہ بھر بھی خیر اور نیکی ہوگی وہ اسے جہنم میں نہیں چھوڑے گا۔پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: یٰۤاَیُّهَا الْكُفَّارُ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ۝ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ۝ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىٕضِیْنَ۝ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ۝ (مدثر) فرمایا: کیا تم ان میں سے کوئی دیکھتے ہو جس میں کوئی خیر اور نیکی ہو۔نہیں اور وہ جہنم میں قطعاً ایسے شخص کو نہیں چھوڑے گا جس میں معمولی سی بھی خیر اور نیکی ہوگی۔پس جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرما لے گا کہ اب وہ کسی کو اس سے نہیں نکالے گا،تو وہ ان کے چہرے اور ان کے رنگ بدل دے گا۔پس مومنین میں سے ایک آدمی آئے گا۔اور وہ شفاعت کرے گا۔تو اسے کہا جائے گا: جو کسی کو پہچان لے پس وہ اسے نکال لے۔چنانچہ وہ آدمی

آئے گا اور دیکھے گا۔ لیکن وہ کسی کو بھی نہیں پہچان سکے گا۔ پھر وہ آدمی ایک آدمی سے کہے گا۔ اے فلاں! میں فلاں ہوں۔ تو وہ جواب دے گا: میں تجھے نہیں جانتا۔ اور وہ کہیں گے: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ (المومنون)۔ پس جب وہ یہ فرمائے گا تو اس وقت ان پر جہنم کو بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی انسان ان میں سے باہر نہیں نکل سکے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ فرمایا آپ اس طرح غضب ناک ہو رہے ہیں جس طرح حضرت یونس علیہ السلام غضب ناک ہوئے۔

عبدالرزاق، امام احمد نے الزہد میں اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آپ اس طرح جلدی نہ کیجئے جس طرح انہوں نے جلدی کی اور اس طرح غضب کا اظہار نہ کیجئے جس طرح وہ غضب ناک ہوئے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے اخلاق میں تنگی اور گھٹن تھی۔ پس جب آپ پر نبوت کا بوجھ ڈالا گیا۔ تو اس کے سبب آپ پہلو نئے اونٹ کے بچے کی طرح پھٹ گئے۔ چنانچہ اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور بھاگ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ کا معنی ہے وہ مغموم اور غمزدہ تھے۔ اور وَ هُوَ مَذْمُوْمٌ کا معنی ہے وہ ملامت کیے گئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مَكْظُوْمٌ کا معنی مغموم ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ آپ کو پچھاڑ دیں گے اپنی نگاہوں کے ساتھ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آپ کو اپنی نظروں کے ساتھ پچھاڑ دیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کتاب اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی عداوت کے سبب آپ کو اپنی نظروں کے ساتھ پچھاڑ دیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ پڑھتے وَ اِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ اور فرماتے آپ کی طرف شدت نظر سے دیکھنے کے سبب وہ آپ کو اپنی نظروں سے پھسلا دیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کیسے کہتے ہیں کہ تیر نے پھسلا دیا یا تیر نشانے سے گزر گیا۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح قرأت

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 336 (3295)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کی: لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر حق ہے۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نظر آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں داخل کر دیتی ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کے بعد نظر کے سبب مریں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 56، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب العین حق، جلد 2، صفحہ 854، وزارت تعلیم اسلام آباد

آیاتھا ۵۲ | سورۃ الحاقۃ مکیۃ ۶۹ | رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۃ الحاقہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز فجر میں سورۃ الحاقہ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں اسلام قبول کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے تعرض کرنے کے لیے نکلا۔ تو میں نے آپ کو پایا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا تو آپ نے سورۃ الحاقہ شروع کی۔ میں قرآن کریم کی تالیف و ترکیب پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے کہا: قسم بخدا! یہ شاعر ہے جیسا کہ قریش نے کہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍۚۙ۝ وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَۙ۝ تو میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ یہ کاہن ہے۔ تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَؕ۝ تَنْزِیْلٌ اور آپ نے آخر تک سورت پڑھ دی۔ پس پوری طرح سے اسلام میرے دل میں راسخ ہو گیا۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اَلْحَآقَّةُۙ۝ مَا الْحَآقَّةُۚ۝ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُؕ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ عَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ۝ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِیَةِ۝ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍۙ۝ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍۙ حُسُوْمًاۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰىۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍۚ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ۝ وَ جَآءَ فِرْعَوْنُ وَ مَنْ قَبْلَهٗ وَ الْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِۚ۝ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِیَةً۝ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِۙ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 17، دار صادر بیروت

تَذْكِرَةً وَّ تَعِيَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ⑫ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ⑬

"وہ ہوکر رہنے والی، کیا ہے وہ ہوکر رہنے والی۔ اور اے مخاطب تم کیا سمجھو وہ ہوکر رہنے والی کیا ہے۔ جھٹلایا ثمود اور عاد نے ٹکرا کر پاش پاش کرنے والی کو۔ پس ثمود، تو انہیں ہلاک کر دیا گیا سخت چنگھاڑ سے۔ رہے عاد، تو انہیں برباد کر دیا گیا آندھی سے جو سخت سرد، بے حد تند تھی۔ اللہ نے مسلط کر دیا اسے ان پر (مسلسل) سات رات اور آٹھ دن تک جو جڑوں سے اکھیڑنے والی تھی تو تو دیکھتا قوم عاد کو ان دنوں کہ وہ گرے پڑے ہیں۔ گویا وہ مُڈھ ہیں کھوکھلی کھجور کے۔ کیا تمہیں نظر آتا ہے ان کا کوئی باقی ماندہ فرد۔ اور فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹائی جانے والی بستیوں کے باشندوں نے غلطی کا ارتکاب کیا۔ پس انہوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے رسولوں کی، اللہ نے پکڑ لیا انہیں بڑی سختی سے۔ ہم نے جب سیلاب حد سے گزر گیا تو تمہیں کشتیوں میں سوار کر دیا۔ تاکہ ہم بنا دیں اس واقعہ کو تمہارے لیے یادگار اور محفوظ رکھیں اسے یاد رکھنے والے کان۔ پھر جب پھونک ماری جائے گی صور میں ایک بار"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اَلْحَآقَّةُ ① یوم قیامت کے ناموں میں سے ایک ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْحَآقَّةُ ① سے مراد قیامت ہے جو ہر عامل کے لیے اس کا عمل ثابت کر دے گی۔ اور وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ③ کے متعلق فرمایا: یہ یوم قیامت کی تعظیم کے لیے ہے جیسا کہ تم سن رہے ہو۔ اور ارشاد باری تعالیٰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ عَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ④ میں بِالْقَارِعَةِ سے مراد بھی قیامت ہے۔ یعنی ثمود اور عاد نے قیامت کو جھٹلایا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اَلْحَآقَّةُ ① کے تحت ابن جریج نے بیان فرمایا: کہ ہر عامل کے لیے اس کا عمل ثابت کیا جائے گا مومن کے لیے اس کا ایمان اور منافق کے لیے اس کا نفاق اور بِالْقَارِعَةِ ④ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد نے فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ⑤ کی تفسیر میں کہا کہ وہ گناہوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: کہ بِالطَّاغِيَةِ سے مراد چیخ اور چنگھاڑ ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ⑤ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک چیخ بھیجی۔ تو اس نے انہیں توڑ دیا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے اور بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ⑥ کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت سرد اور بے حد تند آندھی بھیجی یہاں تک کہ ان کے دل پھٹ گئے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں سے کوئی شے نہیں بھیجتا مگر پیمانے کے ساتھ اور بارش کا کوئی قطرہ نازل نہیں فرماتا مگر پیمانے کے ساتھ۔ مگر قوم نوح علیہ السلام اور قوم عاد پر ان دونوں چیزوں کو بغیر کسی پیمانے اور حد کے بھیجا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو جب تباہ کیا تو پانی ذمہ دار فرشتوں پر بھی غالب آگیا اور ان کے لیے اس پر قابو پانے کی کوئی راہ نہ رہی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ اور قوم عاد کی تباہی کے وقت ہوا ذمہ دار فرشتوں پر بھی غالب آگئی اور ان کے پاس اس سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سوائے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے سیلاب کے فرشتے کے ہاتھوں بغیر پیمانے اور مقررہ حد کے بارش کا کوئی قطرہ نازل نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے پانی کو ذمہ دار فرشتوں کے بغیر اجازت دے دی۔ لیکن اس دن پانی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ذمہ دار فرشتوں پر غالب آگیا اور پھر نکل گیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ اور قوم عاد کی تباہی کے دن کے سوا فرشتے کے ہاتھوں بغیر حدود اور پیمانے کے کبھی ہوا نہیں چلی۔ کیونکہ اس دن اسے نگران فرشتوں کے بغیر چلنے کی اجازت دی گئی پس وہ نکل گئی۔ اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ کے ہوا (حد سے تجاوز کرنے کے سبب) ذمہ دار فرشتوں پر غالب آگئی۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری صبا کے ساتھ مدد کی گئی اور عاد کو دبور کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ فرمایا: ذمہ دار فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ انگوٹھی کی مقدار سوراخ سے قوم عاد پر ہوا چھوڑ دیں۔ تو وہ ذمہ دار فرشتوں پر غالب آگئی اور دروازوں کی اطراف سے نکل گئی۔ تو اس لیے فرمایا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ فرمایا: وہ تند و تیز ہوا جو ذمہ دار فرشتوں پر غالب آئی۔ وہ دیہات میں رہنے والوں پر سب سے پہلے چلی اور اس نے انہیں ان کے مویشیوں اور گھروں سمیت اٹھا لیا اور انہیں شہر والوں کی طرف لے آئی۔ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (الاحقاف:24) (پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آرہا ہے، تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے) پس جب ہوا قریب ہوئی اور ان پر چھا گئی اور لوگ اور مویشی اس میں آگے بڑھ گئے اور اس نے دیہات میں رہنے والوں کو اہل شہر پر پھینک دیا۔ وہ انہیں توڑنے لگی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں، دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کا ایک چلو بھی نازل نہیں فرمایا مگر پیمانے کے ساتھ اور ہوا کی ایک مشت بھی نہیں بھیجی مگر پیمانے کے ساتھ۔ مگر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کے دن ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ اس دن پانی ذمہ دار فرشتوں پر غالب آگیا اور انہیں اس پر کوئی کنٹرول نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ اور قوم عاد کی تباہی کے دن بھی ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ اس دن ہوا ذمہ دار فرشتوں پر غالب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ فرمایا عَاتِيَةٍ کا معنی ہے غالب آنے والی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ کا معنی ہے سخت ٹھنڈی ہوا اور عَاتِيَةٍ کے بارے فرمایا کہ وہ ہوا اپنے اوپر ذمہ دار فرشتوں پر غالب آ گئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عَاتِيَةٍ کا معنی ہے انتہائی شدید، سخت اور حُسُوْمًا کا معنی ہے لگاتار، مسلسل۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت قبیصہ بن زویب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو ہوا بھی چلتی ہے اس پر فرشتے مقرر ہیں وہ اس کی مقدار، اس کا عدد، اس کا وزن اور اس کا کیل سب جانتے ہیں، مگر وہ ہوا جو قوم عاد پر بھیجی گئی وہ اتنی تیزی سے نکلی کہ وہ فرشتے اس کا وزن اس کی مقدار اور اس کا کیل نہیں جانتے اور اس کا سبب یہ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا غضب تھا۔ اسی لیے اس کا نام عَاتِيَةٍ رکھا گیا اور پانی کی کیفیت بھی یہی تھی جب کہ اسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا اسے حکم دیا گیا۔ اسی لیے اس کا نام طاغیہ رکھا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ کے تحت حضرت ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان میں سے پہلا دن جمعہ کا تھا (جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو مسلسل سات راتیں اور آٹھ دنوں تک ان پر مسلط رکھا)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی متتابعات (مسلسل، لگاتار) ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی یکے بعد دیگرے اور مسلسل ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے پوچھا: حُسُوْمًا کا معنی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: دائمہ شدیدۃ یعنی لگاتار اور شدید۔ یعنی آزمائش و بلاء کے ساتھ مسلسل چلائی گی۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَكَمْ كُنَّا بِهَا مِنْ فَرْطِ عَامٍ      وَهٰذَا الدَّهْرُ مُقْتَبِلٌ حَسُوْمُ

"اور ہم نے اس کے بارے کثرت سے بے اعتدالی اور غفلت کی ہے۔ اور یہ زمانہ مسلسل مصائب اور شدتیں لانے والا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج نے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا کے تحت کہا ہے کہ وہ سات راتیں اور آٹھ دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا کے عذاب میں زندہ رہے۔ اور جب آٹھویں دن کی شام ہوئی تو وہ مر گئے۔ پھر ہوا نے انہیں اٹھایا، اور سمندر میں پھینک دیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ اور اس کا ارشاد ہے: فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ (الاحقاف: 25) فرمایا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 62، دار احیاء التراث العربی بیروت    2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 61

اللہ تعالیٰ نے انہیں صبح سویرے عذاب دیا اور دوسرے دن ان سے زائل کر دیا یہاں تک کہ رات ہوگئی۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی ہے مسلسل اور لگاتار۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی ہے مسلسل (1) اور كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۝ کے تحت کیا کہا کہ اس سے مراد کھجور کے مڈھ ہیں درآنحالیکہ کھجور کا تنا (مڈھ) باقی رہ جائے اور اس کی شاخیں ختم ہو جائیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَعْجَازُ نَخْلٍ سے مراد کھجور کی مڈھ ہیں۔ اور خَاوِيَةٍ۝ کا معنی ہے کھوکھلا یعنی جو اندر سے خالی ہو۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ میں قاف کو فتحہ کیساتھ پڑھا ہے۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا: وَمَنْ قَبْلَهٗ کا معنی ہے ومن معه۔ یعنی فرعون اور جو اس کے ساتھ تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَالْمُؤْتَفِكٰتُ کے تحت کہا: وہ قوم لوط ہے جسے ان کی زمین سمیت الٹا کر دیا گیا تھا۔ یعنی اس لفظ سے مراد الٹائی جانے والی بستیاں ہیں۔ (2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بِالْخَاطِئَةِ۝ سے مراد خطائیں ہیں۔ اور اَخْذَةً رَّابِيَةً۝ کے بارے کہا: کہ اس کا معنی ہے شدت اور سختی کے ساتھ پکڑنا۔ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ کا مفہوم ہے جب پانی کثیر ہو گیا۔ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ۝ بے شک ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا۔ وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۝ فرمایا: اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۝ کا معنی ہے یاد رکھنے والے کان۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں سننے والے کان (یعنی تاکہ یاد رکھنے والے کان اسے محفوظ رکھیں)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ کے بارے کہا کہ پانی اپنے اوپر مقرر فرشتوں پر غالب آگیا اور وہ اترا حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے سوا کبھی بھی آسمان سے بغیر پیمانے اور وزن کے پانی نازل نہیں ہوا۔ چونکہ وہ اپنے اوپر مقرر فرشتوں پر غالب آگیا اس لیے وہ بغیر کیل اور وزن کے نازل ہوا۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذمہ دار فرشتوں کے علم کے بغیر کبھی بھی ایک قطرہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ مگر اس وقت جب کہ پانی غالب آگیا۔ کیونکہ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے غضب میں تھا۔ پس وہ ذمہ دار فرشتوں پر غالب آگیا اور اتنی مقدار میں نکلا کہ وہ نہیں جانتے وہ کتنا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے طَغَا الْمَآءُ کے تحت فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ پانی ہر شے پر پندرہ پندرہ ہاتھ بلند ہوا تھا۔ (3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 338 (3300)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 339 (3302)

3۔ ایضاً (3305)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ کا معنی ہے ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا۔ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً تاکہ تم اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کرو جو کچھ ان کے ساتھ کیا گیا جب کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمانی کی: وَّ تَعِيَهَآ اور اسے شمار کرتے رہیں۔ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ یاد رکھنے والے کان یعنی تاکہ کشتی کے واقعہ کو یہ کان محفوظ رکھیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت مکحول سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے اپنے رب کریم سے التجاء کی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان اس طرح بنا دے" حضرت مکحول نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی شے نہیں سنی کہ میں نے اسے بھلا دیا ہو (یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا اسے یاد رکھا)۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، واحدی، ابن مردویہ، ابن عساکر اور بخاری رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے نزدیک کروں اور تجھے دور نہ کروں اور تجھے علم سکھاؤں اور تو محفوظ رکھے۔ اور تیرے لیے اسے یاد رکھنا لازم ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے قریب کروں اور تجھے علم سکھاؤں تاکہ تو اسے محفوظ رکھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ پس تو میرے علم کے لیے اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ (یاد رکھنے والا کان) ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً کے تحت کہا ہے: تاکہ ہم اسے حضور نبی مکرم ﷺ کی امت کے لیے یادگار (اور نصیحت) بنا دیں۔ کتنی کشتیاں تھیں جو تباہ ہو گئیں اور ان کا نشان تک ختم ہو گیا۔ یعنی کوئی کشتی باقی نہ رہی کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اسے پا لیتی۔ پس انہوں نے اسے دیکھا اس کشتی کے تختے جودی پہاڑ پر دکھائی دیتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے تاکہ ہم اسے تمہارے لیے عبرت اور نشانی بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت نے اسے دیکھا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے سوا کتنی کشتیاں تھیں جو کہ بوسیدہ ہو گئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمران رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ کا معنی ہے وہ کان جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دانا اور سمجھدار ہوں۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 42، صفحہ 361، دار الفکر بیروت

3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 67، مطبعۃ السعادۃ مصر

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ کے تحت فرمایا: اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ سے مراد وہ کان ہیں جو سنیں اور محفوظ کریں، اسے سنیں اور سمجھ لیں۔(1)

وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّ الْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾

”اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر دفعۃً چور چور کر دیا جائے گا۔ تو اس روز ہونے والا واقعہ ہو جائے گا۔ اور آسمان پھٹ پڑے گا تو وہ اس دن بالکل بودا ہوگا۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر مقرر کر دیئے جائیں گے۔ اور آپ کے رب کے عرش کو اس روز اپنے اوپر آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا۔ وہ دن جب تم پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہ رہے گا۔ پس جس کو دے دیا گیا اس کا نامہ عمل دائیں ہاتھ میں تو وہ (فرط مسرت سے) کہے گا لو پڑھو میرا نامہ عمل۔ مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا۔ پس یہ (خوش نصیب) پسندیدہ زندگی بسر کرے گا۔ عالیشان جنت میں۔ جس کے خوشے جھکے ہوں گے۔ (اذن ملے گا) کھاؤ اور پیو مزے اڑا اڑا کر یہ ان اعمال کا اجر ہے جو تم نے آگے بھیج دیئے گزشتہ دنوں میں۔ اور جس کو دیا جائیگا اس کا نامہ عمل بائیں ہاتھ میں، وہ کہے گا اے کاش! مجھے نہ دیا جاتا میرا نامہ عمل اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے“۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ زمین اور پہاڑ دونوں ریزہ ریزہ ہو کر کفار کے چہروں پر غبار بن جائیں گے نہ کہ مومنین کے چہروں پر۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ وُجُوْهٌ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 340 (3306)، دارالکتب العلمیہ بیروت

يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ (عبس) (اور کئی منہ اس دن غبار آلود ہوں گے۔ ان پر کالک لگی ہوگی)۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ کے بارے مجھے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: مراد دوسرے نفخہ کے وقت شدید زلزلہ ہے۔ نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عدی بن زید کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

مَلِكٌ يُنْفِقُ الْخَزَائِنَ وَالذِّمَّةَ ۔۔۔ قَدْدَكَّهَا وَكَادَتْ تَبُوْرُ

''بادشاہ ہے جو خزانوں اور (عقد) کی (آمدن) کو خرچ کرتا ہے۔ تحقیق اس نے اسے کمزور کر دیا ہے اور وہ برباد ہونے کے قریب ہوگئی ہے''۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ کے تحت کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زمین کو قبض کرلے گا اور اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ آسمان کو لپیٹ دے گا۔ پھر فرمائے گا: بادشاہی کس کی ہے زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ ''لِمَنِ الْمُلْكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ''۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ کے تحت ابن جریج نے کہا: اس کے مطابق یہ ارشاد ہے: وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ (النبا) (اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے پھٹنے والا۔ یعنی اس دن آسمان پھٹا ہوا ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّالْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآىِٕهَا کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فرشتے آسمان کی اطراف میں ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ آسمان کی ایک طرف پر ہوں گے۔ وہ اہل زمین کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور جو ان پر گھبراہٹ اور خوف طاری ہوگا اسے ملاحظہ کر رہے ہوں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ فرشتے آسمان کی اس طرف پر ہوں گے جو پھٹی نہیں ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک، قتادہ اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فرشتے آسمان کے کناروں پر ہوں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 543 (3847)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 340 (3307)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فرشتے آسمان کے کناروں میں سے اس پر ہوں گے جو ابھی بوسیدہ اور ڈھیلا نہیں ہوا ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید، عثمان بن سعید داری نے الرد علی الجہمیہ میں، ابو یعلی، ابن منذر، ابن خزیمہ، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ کے تحت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ پہاڑی بکرے کی صورت میں آٹھ فرشتے ہیں (جنہوں نے اس روز اپنے اوپر تیرے رب کے عرش کو اٹھا رکھا ہوگا)(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ملائکہ کی آٹھ صفیں ہوں گی جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے وہ آٹھ صفیں ہوں گی جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آٹھ فرشتے ہوں گے جن کے سر ساتویں آسمان میں عرش کے پاس ہوں گے اور ان کے پاؤں نیچے والی زمین میں ہوں گے اور پہاڑی بکرے کے سینگوں کی طرح ان کے سینگ ہوں گے اور ان کے ایک سینگ کی جڑ اور اس کے آخری سرے کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ثَمٰنِيَةٌ سے مراد آٹھ ملائکہ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب چار فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے ہوں گے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حاملین عرش میں سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے سوا کسی کا نام نہیں ذکر کیا گیا۔ فرمایا: حضرت میکائیل علیہ السلام حاملین عرش میں سے نہیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، تمام الرازی نے فوائد میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو زہر رحمہ اللہ یہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے دن عرش ربی کو اٹھانے والے آٹھ فرشتوں میں سے ایک لبنان ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے وہ آٹھ جو قیامت کے روز عرش کو اٹھائے ہوئے ہوں گے لبنان ان میں سے ایک ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت میسرہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ ان کے پاؤں تحت الثریٰ میں اور ان کے سر عرش کے پاس ہوں گے اور نور کی شعاعوں کے سبب اپنی آنکھیں اوپر اٹھانے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 543 (3848)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 70

4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 71

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ چار فرشتے ہیں جو عرش کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے چار چہرے ہیں۔ ایک چہرہ بیل کا، ایک شیر کا، ایک گدھ کا اور ایک چہرہ انسان کی طرح۔ اور ان میں سے ہر ایک کے چار پر ہیں۔ ان میں سے دو پر اس کے چہرے پر ہیں کہ وہ عرش کی طرف دیکھنے اور غش کھا کر گرنے سے محفوظ رہے اور دو پروں کے ساتھ وہ پھڑ پھڑاتا ہے۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ وہ دو پروں کے ساتھ اڑتا ہے۔ ان کے پاؤں الثری میں ہیں اور عرش ان کے کندھوں پر ہے۔ ان کا کلام صرف یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ''قَدِّسُوا اللّٰهَ الْقَوِيَّ، مَلَأَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ''(1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس دن تم تین بار پیش کیے جاؤ گے۔ پس دو پیشیوں میں تو جھگڑے اور عذر ہوں گے اور تیسری پیشی میں نامہ عمل اڑ کر ہاتھوں میں دے دیا جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ﴿۱۸﴾ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن لوگ تین بار پیش کیے جائیں گے۔ پس دو پیشیوں میں تو خصومات، عذر اور جھگڑے ہوں گے۔ اور تیسری پیشی میں نامہ عمل اڑ کر ہاتھوں میں آ جائے گا ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تُؤْتِيْهِ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ '' فرمایا: بعض اہل علم کہا کرتے تھے۔ بے شک میں نے لوگوں میں سے عقل مند اور دانا اسے پایا ہے جس نے کہا هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فرمایا: اس نے یقیناً گمان کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ظن کے مطابق نفع دیا۔ اور مذکور ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''جو استطاعت رکھتا ہے کہ وہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو تو اس چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین بار پیش کیا جائے گا۔ پس دو پیشیوں میں جھگڑے اور عذر ہوں گے اور تیسری پیشی کے وقت نامہ اعمال اڑ کر ہاتھوں میں آ جائیں گے۔ پس وہ کسی کے دائیں ہاتھ میں آئے گا اور کسی کے بائیں ہاتھ میں آئے گا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ﴿۱۸﴾ کے تحت فرمایا: دو پیشیوں میں خصومت اور جھگڑا ہوگا اور تیسری پیشی پر نامہ اعمال اڑ کر لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ جائیں گے۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 341 (3213)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3310)

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 549 (4277)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لوگوں کو تین بار پیش کیا جائے گا۔ پس دو پیشیوں میں جھگڑے اور عذر ہوں گے اور تیسری پیشی پر نامہ اعمال اڑ کر دائیں اور بائیں ہاتھوں میں آجائیں گے۔(1)

امام ابن مبارک نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ تمہارے حساب کو آسان بنا دے گا۔ اپنے آپ کا وزن کرلو (یعنی اپنے آپ کو پرکھ لو) اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور اپنے آپ کو بڑی پیشی کے لیے تیار کرو۔ یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک آدمی کھڑا ہوگا اور وہ اس پر اس کے نامہ اعمال سے گناہ ظاہر فرمائے گا اور اسے فرمائے گا: کیا تو نے یہ عمل کیا ہے؟ تو وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! ہاں۔ تو اس وقت وہ کہے گا: هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ جب کہ وہ قیامت کے دن رسوائی سے نجات پا جائے گا۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا نامہ اعمال پردے میں دیا جائے گا اور وہ اس سے اپنے گناہ پڑھے گا۔ تو اس کا رنگ متغیر ہو جائے گا۔ پھر وہ اپنی نیکیاں پڑھے گے۔ تو اس کا رنگ واپس لوٹ آئے گا۔ پھر وہ دیکھے گا کہ اچانک اس کے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے گئے ہیں۔ تو اس وقت وہ یہ کہے گا: هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وہ پہلا ہوں جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اور میں ہی وہ پہلا ہوں جسے اپنا سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ پھر میں اپنے سامنے کی طرف دیکھوں گا اور امتوں کے درمیان سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اور اسی طرح اپنے پیچھے کی جانب سے، اپنی دائیں جانب سے اور اسی مثل اپنی بائیں جانب سے (اپنی امت کو پہچان لوں گا)۔ تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان سے کیسے پہچانیں گے جب کہ وہاں حضرت نوح علیہ السلام سے آپ کی امت تک سب ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وضو کے اثر سے وہ پنج کلیان ہوں گے (یعنی ان کے اعضائے وضو روشن ہوں گے) اور ان کے سوا کوئی اور اسطرح نہیں ہوگا۔ اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ انہیں ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کا نور ان کے سامنے دوڑ رہا ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنِّیْ ظَنَنْتُ کا معنی ہے بے شک مجھے یقین تھا۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا دَانِیَةٌ کا معنی قریب ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے خوشے قریب ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 72-71، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 72

ان کے ہاتھوں کو ان سے دوری اور کوئی کانٹا واپس نہیں لوٹائے گا (یعنی کوئی شے ہاتھوں کے ان تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہوگی)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے خوشے قریب ہیں دوری یا کوئی کانٹا ان کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روک نہیں سکے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آدمی اس کے پھلوں میں سے کھا سکے گا حالانکہ وہ کھڑا ہوگا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قُطُوْفُهَا سے مراد اس کے پھل ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر اس امان اور ذمہ داری کے سبب، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ فلاں بن فلاں کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحریر ہے کہ اسے عالیشان جنت میں داخل کردو، اس کے خوشے قریب ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴿۲۴﴾ کے تحت فرمایا: تمہارے یہی ایام، ایام خالیہ اور فنا ہونے والے ہیں جو باقی رہنے والے ایام تک پہنچانے والے ہیں۔ پس تم ان ایام میں عمل کرو اور خیر اور نیکی آگے بھیجو اگر تم استطاعت رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت اور طاقت والا نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن یعقوب حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے دوستو! طویل عرصہ گزر گیا میں دنیا میں تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ حالانکہ تمہارے ہونٹ مشروبات سے دور رہے تمہاری آنکھیں دھنس گئیں اور تمہارے پیٹ خشک ہو گئے۔ آج تم اپنی نعمتوں میں داخل ہو جاؤ اور کھاؤ اور پیئو اور مزے اڑاؤ اور یہ ان اعمال کا اجر ہے جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیج دیئے۔

امام ابن منذر، ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن رفیع سے بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴿۲۴﴾ کے تحت کہا ہے کہ اعمال سے مراد روزے ہیں۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے کسی نواح میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے اپنے لیے دستر خوان بچھایا۔ ان کے پاس سے ایک چرواہا گزرا۔ اس نے سلام عرض کیا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے چرواہے! آؤ۔ آؤ اور اس دستر خوان سے کچھ لے لو۔ تو اس نے جواب دیا: میں روزے دار ہوں۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تو اتنے شدید اور سخت گرم دن میں روزہ رکھے ہوئے ہے حالانکہ تو ان پہاڑوں میں اس ریوڑ کو چرا رہا ہے؟ تو اس نے آپ سے عرض کی: قسم بخدا! میں اپنے گزرے ہوئے دنوں کو جلدی پالوں گا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: درآنحالیکہ آپ اس کے ورع کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو ہمیں اپنے اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچ دے اور ہم تجھے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 735 (18675)، دار الفکر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 418 (3949)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس کی ثمن ادا کردیں۔ پھر ہم تجھے اس کا گوشت دے دیں تا کہ تو اس کے ساتھ روزہ افطار کرے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ ریوڑ میرا نہیں ہے۔ یہ میرے آقائے کا ریوڑ ہے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا: کیا یہ ممکن نہیں کہ جب تیرا آقائے اس بکری کو مفقود پائے گا، تو تو اسے کہہ دے کہ اسے بھیڑیے نے کھالیا ہے؟ تو چرواہے نے آپ سے منہ پھیر لیا۔ درآنحالیکہ وہ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا۔ وہ کہنے لگا: تو پھر اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما چرواہے کا قول بار بار دھرانے لگے اور آپ کہنے لگے: چرواہے نے کہا: تو پھر اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ''فَاَیْنَ اللّٰہُ'' پس جب آپ مدینہ طیبہ واپس آئے تو آپ نے اس کے آقا کو بلا بھیجا اور اس سے ریوڑ اور چرواہا بھی خرید لیے۔ پھر چرواہے کو آزاد کر دیا اور ریوڑ اسے ہبہ کر دیا۔(1)

یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ﴿۳۳﴾ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ﴿۳۴﴾

''اے کاش! موت نے ہی (میرا) قصہ پاک کر دیا ہوتا۔ آج میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔ میری بادشاہی بھی فنا ہوگئی۔ (فرشتوں کو حکم ہوگا) پکڑ لو اس کو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔ پھر اسے دوزخ میں جھونک دو۔ پھر ستر گز لمبے زنجیر میں اس کو جکڑ دو۔ بے شک یہ (بدبخت) ایمان نہیں لایا تھا اللہ پر جو بزرگ (و برتر) ہے۔ اور نہ ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ موت کی تمنا کریں گے حالانکہ دنیا میں ان کے نزدیک موت سے بڑھ کر ناپسندیدہ اور مکروہ کوئی شے نہ تھی۔ اور هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾ کے تحت فرمایا: قسم بخدا! ہر کوئی جو جہنم میں داخل ہوا وہ گاؤں کا امیر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا اور ان کے بدنوں پر انہیں تسلط عطا فرمایا اور انہیں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے انہیں منع فرمایا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ اے کاش! وہ موت فیصلہ کن ہوتی اور اس کے بعد زندگی نہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾ کا معنی حجت ہے یعنی میری حجت اور دلیل ضائع ہوگئی۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 418 (5291)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سُلْطٰنِيَهْ سے مراد اس کی حجت ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ کا معنی ہے اے کاش! میری حجت فیصلہ کن ہوتی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ کا مفہوم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے کہ مجھ سے تمام دلائل اور حجتیں گم ہوگئیں اور انہوں نے مجھے کسی بھی قسم کا کوئی نفع نہ دیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے: خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ میں ہ ضمیر سے مراد ابوجہل ہے (کہ فرشتوں کو حکم ہوگا تم اسے پکڑ لو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔

امام ابن مبارک، ہناد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت نوف الشامی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا کے تحت کہا کہ ایک ذراع ستر باع ہے اور ایک باع کی مقدار اتنی ہے جتنا تیرے اور مکہ کے درمیان فاصلہ ہے اور وہ اس وقت کوفہ میں تھے۔

امام ابن مبارک، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس زنجیر کا ایک حلقہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: دنیا کے تمام تر لوہے کی مثل ہے۔(2)

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث والنشور میں ذکر کیا ہے کہ فَاسْلُكُوْهُ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ زنجیر اس کی دبر میں داخل کی جائے گی اور وہ اس کے نتھنوں سے باہر نکلے گی۔ حتی کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زنجیر اس کی دبر میں داخل ہوگی اور اس کے منہ سے باہر نکلے گی۔ پھر انہیں اس میں اسی طرح پرو دیا جائے گا جس طرح مکڑی کو سلاخ میں پرو دیا جاتا ہے اور پھر اسے بھونا جاتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ زنجیر اس کی مقعد کے راستے داخل ہوگی۔ اور اس کے منہ سے باہر نکلے گی۔ اس کے بعد اس کے ساتھ اسے باندھ دیا جائے گا۔ یا پھر اس کے منہ سے داخل ہوگی اور اس کے معدے سے باہر نکل جائے گی۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس زنجیر ہے اور اس میں آتش جہنم کی ہنڈیا اس وقت سے مسلسل ابل رہی ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے اور یوم قیامت تک یہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی گردنوں میں پڑ جائے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جو کہ عظمت وشان والا ہے اس کے ساتھ ایمان لانے کے سبب ہمیں اس کے نصف سے اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرما دی ہے۔ پس اے ام درداء

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339، دار الکتب العلمیہ بیروت

مسکینوں کو کھانا کھلانے پر برانگیختہ کیا کر۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

''پس آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں۔ اور نہ کوئی طعام بجز پیپ کے۔ جسے کوئی نہیں کھاتا بجز خطا کاروں کے۔ پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو۔ اور جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ بے شک یہ قول ایک عزت والے رسول کا۔ اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ (لیکن) تم بہت کم ایمان لائے ہو۔ اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم لوگ بہت کم توجہ کرتے ہو۔ بلکہ یہ نازل شدہ ہے رب العالمین کا۔ اگر وہ خود گھڑ کر بعض باتیں ہماری طرف منسوب کرتا۔ تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر ہم کاٹ دیتے اس کی رگ دل۔ پھر تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور بے شک یہ تو ایک نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض جھٹلانے والے ہیں۔ اور یہ بات باعث حسرت ہوگی کفار کے لیے۔ اور بے شک یہ یقیناً حق ہے۔ پس (اے حبیب!) آپ تسبیح کیا کریں اپنے رب کی جو عظمت والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالقاسم زجاجی نحوی نے امالیہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: میں نہیں جانتا غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ سے کیا مراد ہے۔ البتہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ زقوم (تھور کا درخت) ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ سے مراد وہ خون اور پانی ہے جو اہل جہنم کے گوشت سے بہے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ سے مراد وہ خون اور پانی ہے جو اہل جہنم کے گوشت سے بنے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غِسْلِيْنٍ سے مراد اہل جہنم کی پیپ ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر غِسْلِيْنٍ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو وہ سارے اہل دنیا کو بدبودار کر دے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غِسْلِيْنٍ اس کھانے کا نام ہے جو اہل جہنم کو وہاں کھلایا جائے گا۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غِسْلِيْنٍ جہنم میں ایک درخت کا نام ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت صعصعہ بن صوحان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: یہ الفاظ کس طرح ہیں لَّا يَأْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ کھایئے اور اللہ تعالیٰ قدم کھولے ہوئے ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور فرمایا: اے اعرابی! یہ الفاظ اس طرح ہیں لَّا يَأْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ تو اس نے کہا: قسم بخدا! اے امیر المومنین! آپ نے سچ فرمایا: نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ وہ اپنے بندے کو اس کے حوالے کر دے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو الاسود کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بے شک یہ عجم کے رہنے والے مکمل طور پر دین میں داخل ہو چکے ہیں۔ پس تو لوگوں کے لیے ایسی علامات اور چیزیں وضع کر دے۔ جن کے ساتھ وہ اپنی زبانوں کی اصلاح اور درستگی کے لیے استدلال کر سکیں۔ تو اس نے لوگوں کے لیے رفع (پیش) نصب (زبر) اور جر (زیر) کی حرکات مقرر کر دیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور بخاری رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو الدہقان رحمہ اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمزہ کے ساتھ قراءت کی ہے۔ یعنی لَّا يَأْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ۔

امام سعید بن منصور نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بغیر ہمزہ کے پڑھتے تھے یعنی لَّا يَأْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطُوْنَ۔

امام حاکم نے ابو الاسود دؤلی اور یحییٰ بن یعمر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہا الْخَاطُوْنَ کیا ہے؟ بے شک وہ تو الْخَاطِئُوْنَ ہے "اَلصَّابُوْنَ" کیا ہے؟ بے شک وہ "اَلصَّابِئُوْنَ" ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ فرماتے ہیں: پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور ان کی جنہیں تم نہیں دیکھتے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے (شاعر کا کلام ہونے سے) پاک رکھا ہے اور اسے محفوظ رکھا ہے۔ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ اور اللہ تعالیٰ نے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 544 (3850)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 259 (1684)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 544 (3853)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

اسے (قرآن کو) کہانت سے پاک رکھا ہے اور اسے اس سے محفوظ رکھا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت یزید بن عامر السوائی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس دوران کہ وہ سرکشی کے ساتھ چکر لگا رہے تھے کہ اچانک انہوں نے متکلم کو سنا۔ وہ کہہ رہا ہے: وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿﴾ تو ہم اس سے گھبرا گئے اور ہم نے کہا: یہ وہ کلام نہیں ہے۔ جسے ہم نہ پہچانتے ہوں۔ پھر ہم نے دیکھا۔ تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ "یمین" کا معنی قدرت ہے۔ یعنی ہم اسے قدرت کے ساتھ پکڑ لیتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ معنی یہ ہے ہم اسے حق کے ساتھ پکڑ لیتے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْوَتِيْنَ سے مراد رگ دل ہے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد دل کی وہ رگ ہے جو پیٹھ میں ہوتی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد رگ دل ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد وہ رگ ہے جو پشت میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد رگ دل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حصین بن عبد الرحمٰن سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب انسان قریب الموت ہوتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اور اس کی رگ دل کو ٹٹولتے ہیں۔ اور جب وہ رگ کٹ جائے تو اس کی روح نکل جاتی ہے۔ پس اس وقت اس کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں اور اس کی روح اس کی بصارت کا پیچھا کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب رگ کٹ جائے تو وہ رگ نہ بھوکی رہتی ہے اور نہ وہ سیر ہوتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ بے شک یہ آپ کے لیے ایک نصیحت ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿﴾ اور یہ بات کفار کے لیے باعث حسرت ہوگی۔ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿﴾ اور بے یہ قرآن یقیناً حق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿﴾ یعنی یہ قرآن متقی لوگوں کے لیے نصیحت ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿﴾ اور قیامت کے دن کافروں کے لیے باعث حسرت ہوگا۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 272 (11438)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 79، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 544 (3852)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ایاتھا ۴۴ سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۷۰ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ سائل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍۙ ۝۱ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌۙ ۝۲ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِؕ ۝۳ تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍۚ ۝۴ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝۵

"مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے اپنے عذاب کا جو ہو کر رہے۔(وہ سن لے) یہ تیار ہے کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ عروج کرتے ہیں فرشتے اور جبرئیل اللہ کی بارگاہ میں یہ عذاب اس روز ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔(ایسا) صبر کیجئے جو بہت خوبصورت ہو"۔

فریابی، عبد بن حمید، نسائی، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآىِٕلٌ میں سَآىِٕلٌ سے مراد نضر بن حارث ہے۔ اس نے یہ کہا تھا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (الانفال:32) اے اللہ! اگر یہ تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ یعنی اس عذاب کے بارے جو ہو کر رہنے والا ہے۔ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ یہ تیار ہے کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے جو درجات کا مالک ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآىِٕلٌ مکہ مکرمہ میں نضر بن حارث کے بارے نازل ہوئی۔ اسی نے کہا تھا اے اللہ! اگر تیری یہ جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور اسے عذاب بدر کے دن ہوا۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ کے تحت فرمایا کہ دنیا میں ان کا یہ قول آخرت میں واقع ہوگا۔ اے اللہ! اگر تیری جانب سے یہ حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور یہ کہنے والا نضر بن حارث تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ کے بارے لوگوں نے کہا: یہ عذاب کن پر واقع ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 545 (3854)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ دعا مانگنے والے نے دعا مانگی۔ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ اس عذاب کے بارے میں جو آخرت میں واقع ہوگا اور وہ ان کا یہ قول تھا۔ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (انفال:32)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبد نزار میں سے کسی آدمی نے کہا، اسے حارث بن علقمہ کہا جاتا ہے۔ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (انفال:32) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ (ص:16)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (الانعام:94) (اور بے شک آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ اور وہی ہے جو یہ کہا کہ اگر یہ تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر پتھر برسا اور یہ وہی ہے جو اس طرح کہا: رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا (ص:16) اور یہ وہی ہے جو اس نے ایسے عذاب کا مطالبہ کیا جو واقع ہو کر رہے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سائل نے جہنم میں ایک وادی کا مطالبہ کیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذِی الْمَعَارِجِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ بلندیوں اور ہر قسم کی فضیلتوں کا مالک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ذِی الْمَعَارِجِ کا مفہوم ہے وہ آسمان کی بلندیوں کا مالک ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ذِی الْمَعَارِجِ کا معنی ہے صاحب فضائل ونعم۔

امام احمد اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا "لبیك ذِی الْمَعَارِجِ (اے بلندیوں کے مالک میں حاضر ہوں) تو آپ نے فرمایا: بے شک وہ عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ لیکن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ ایسا نہ کہا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تا کے ساتھ پڑھا ہے یعنی تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ یا کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی یعرج الملائکۃ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کے امر کی انتہا زمینوں کے نیچے سے لے کر ساتوں آسمان کے اوپر کی انتہا تک

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 172، دار صادر بیروت

ہے۔ اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے اور وہ دن جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے۔ یعنی آسمان سے زمین کی طرف نازل ہونے اور زمین سے آسمان کی طرف امر کا بلند ہونا ایک دن میں ہے۔ پس اس کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔ کیونکہ زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے ہر زمین کی گہرائی (موٹائی) پانچ سو برس کی ہے۔ پس اس طرح چودہ ہزار برس ہو گئے اور ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان چھتیس ہزار برس کی مسافت ہے۔ پس اسی کا ذکر اس ارشاد میں ہے: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۔

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" کے بارے انہوں نے کہا: یہ مقدار دنیا میں ہے اور تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اور فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ یہ قیامت کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کافروں کے لیے پچاس ہزار سال کے برابر بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تم اس دن کا اندازہ لگانا چاہو تو تمہارے دنیوی ایام کے مطابق پچاس ہزار برس کا وہ دن ہے۔ فرمایا: مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان آیات کے بارے پوچھا: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ وہ آسمان سے لے کر زمین تک کے معاملات کی تدبیر فرماتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف عروج کرتا ہے: "فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" فرمایا قیامت کے دن کا حساب پچاس ہزار برس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں تخلیق فرمایا ہر دن ہزار برس کا تھا۔ وہ آسمان سے زمین تک حکم نافذ فرماتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف عروج کرتا ہے ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔ فرمایا یہ مدت مسافت ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کے بارے فرمایا: یہ دنیا اپنی ابتدا سے لے کر اپنی انتہا تک ایک دن ہے جس کی مقدار قیامت کے دن پچاس ہزار برس ہے۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ مسافت زمین کے نیچے سے لے کر عرش تک ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن، دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 344 (22-3321)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 342 (3315)

امام احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ کے بارے پوچھا گیا: یہ دن اتنا طویل ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ دن مومن کے لیے انتہائی خفیف ہوگا حتی کہ اس پر اس فرض نماز سے زیادہ آسان ہوگا جو وہ دنیا میں ادا کرتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ بندۂ مومن کے لیے قیامت کے دن کی اتنی مقدار ہوگی جتنی ظہر سے عصر تک وقت کے درمیان ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن کی تلخیاں سخت ترہوں گی حتی کہ کافر کو پسینے کی لگام دی جائے گی۔ کہا گیا: اس دن مومنین کہاں ہوں گے؟ فرمایا: ان کے لیے سونے کی کرسیاں رکھی جائیں گی اور ان پر بادلوں کا سایہ کیا جائے گا اور ان پر اس دن کو چھوٹا کر دیا جائے گا اور یہ آسان ہو جائے گا حتی کہ تمہارے ان دنوں میں سے ایک دن کی طرح ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے وہ دن ان پر فرض نماز کی طرح ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ قیامت کے دن کی طوالت مومنین پر صرف اتنی ہوگی جتنا ظہر اور عصر کے درمیان وقت ہوتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تم میرے سوا کسی کے پاس شکایت نہ کرو۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالاعلی بن حجاج رحمہ اللہ نے فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ کی تفسیر میں کہا ہے کہ قوم میں مصیبت زدہ اس طرح ہو کہ پہچان نہ ہو سکتی ہو کہ وہ کون ہے۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّ نَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَ لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ۝ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 85، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 (3323)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾

”کفار کو تو یہ بہت دور نظر آتا ہے۔ (لیکن) ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ اس روز آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہوگا۔ اور پہاڑ رنگ برنگی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ اور کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کا حال نہ پوچھے گا۔ دکھائی دیں گے ایک دوسرے کو۔ ہر مجرم تمنا کرے گا کہ کاش! بطور فدیہ دے سکتا آج کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو۔ اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو۔ اپنے خاندان کو جو (ہر مشکل میں) اسے پناہ دیتا تھا۔ اور (بس چلے تو) جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو پھر یہ (فدیہ) اس کو بچا لے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہ ہوگا بے شک آگ بھڑک رہی ہوگی۔ نوچ لے گی گوشت پوست کو۔ وہ بلائے گی جس نے (حق سے) پیٹھ پھیری اور منہ موڑا تھا۔ اور مال جمع کرتا رہا پھر اسے سنبھال سنبھال کر رکھتا رہا“۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ کے تحت بیان کیا ہے کہ کفار کو قیامت بہت دور نظر آتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک کفار اپنے جھٹلانے کے سبب قیامت کو دور دیکھتے ہیں۔ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ اور ہم اسے سچ ہونے کے سبب قریب دیکھ رہے ہیں۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، خطیب نے المتفق والمفترق میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ کے تحت کہا ہے کہ اب آسمان سبز رنگ کا ہے اور قیامت کے دن وہ سرخ رنگ میں بدل جائے گا۔

طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: کہ آسمان قیامت کے دن خوف سے تیل کی تلچھٹ اور ہڈی کی سیاہی کی مانند ہو جائے گا، حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

تُنَادِیْ بِهِ الْقَسْمُ السَّمُوْمُ كَاَنَّهَا تَبَطَّنَتِ الْاَقْرَابُ مِنْ عُرُقٍ مَهْلًا

”کھولتا ہوا گرم پانی اس سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گویا کہ پہلو ہڈیوں سے پگھل کر اندر دھنس گئے ہیں“۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آسمان اس دن تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا۔ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾ اور پہاڑ اون کی طرح ہو جائیں گے۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ مومنین کافروں کو دکھائی دیں گے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ کے تحت فرمایا کہ ہر انسان لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنی ذات میں مشغول ہوگا۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ فرمایا: قسم بخدا! تم جانتے ہو۔ قسم بخدا! قیامت کے دن ایک قوم دوسری قوم کو اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ الآیہ فرمایا: قیامت

کے دن ہر مجرم تمنا کرے گا کہ اگر وہ اپنے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب، پھر اس کے بعد سب سے زیادہ محبوب اور زیادہ قریبی اور پھر اس کے بعد زیادہ قریبی اور اپنے خاندان کا فدیہ دے سکتا اور یہ اس دن کی شدت اور سختی کے سبب ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یُّبَصَّرُوْنَهُمْ کی تفسیر میں کہا کہ ان میں سے بعض بعض کو پہچان لیں گے اور وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ پھر وہ ایک دوسرے سے بھاگ جائیں گے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ کا معنی ہے اس کا خاندان۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۳﴾ کے تحت انہوں نے کہا کہ اس کا وہ قبیلہ جس کی طرف وہ منسوب ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ سے مراد اس کا قبیلہ ہے۔ اور نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے (وہ آگ) سر کی جلد کو نوچ لے گی۔ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ اور وہ بلائے گی جس نے حق سے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا تھا۔ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اور مال جمع کرتا رہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے کہ وہ اصل دماغ کو نوچ لے گی۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے کہ وہ آگ اس کی کھوپڑی اور اس کے چہرے کے حسن کو نوچ لے گی اور بلائے گی جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پیٹھ پھیری اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے حق سے منہ موڑا تھا اور برائی کے لیے بہت سا مال جمع کرتا رہا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قرہ بن خالد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ آگ کھوپڑی کو نوچ لے گی اور اس سے ہر شے جل جائے گی اور اس کا دل باقی رہ جائے گا درآنحالیکہ وہ پکا ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد اطراف (اعضاء) ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد سر کی جلد ہے۔

ابن منذر نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد انسانی چہرے کے محاسن و مکارم ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد پنڈلیوں کا گوشت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد اطراف ہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت حکم سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حکیم اپنا کیسہ (تھیلا، بٹوہ) نہیں باندھتے تھے اور کہتے میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا ہے: وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ (کہ وہ مال جمع کرتا رہا اور پھر اسے سنبھال سنبھال کر رکھتا ہے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 91

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

’’بے شک انسان بہت لالچی پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا۔ اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل۔ بجز ان نمازیوں کے۔ جو اپنی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے۔ سائل کے لیے اور محروم کے لیے۔ اور جو تصدیق کرتے ہیں روز جزا کی۔ اور جو اپنے رب کے عذاب سے ہمیشہ ڈرنے والے ہیں۔ بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں

کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے یا اپنی کنیزوں کے تو ان پر کوئی ملامت نہیں۔ البتہ جو خواہش کریں گے ان کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیماں کی پاسداری کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ مکرم (ومحترم) ہوں گے جنتوں میں۔ پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے بھاگے چلے آرہے ہیں۔ ایک گروہ دائیں طرف سے اور دوسرا گروہ بائیں طرف سے۔ کیا طمع کرتا ہے ان میں سے ہر شخص کہ (ایمان وعمل کے بغیر) نعمتوں بھری جنت میں اسے داخل کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اس (مادہ) سے جس کو وہ بھی جانتے ہیں۔ پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ ہم پوری قدرت رکھتے ہیں۔ کہ ان کے بدلے میں ان سے بہتر لوگ لے آئیں۔ اور ہم ایسا کرنے سے عاجز نہیں۔ سو آپ رہنے دیجئے انہیں کہ (خرافات میں) مگن رہیں اور کھیلتے کودتے رہیں حتیٰ کہ وہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس روز نکلیں گے (اپنی) قبروں سے جلدی جلدی گویا وہ (اپنے بتوں کے) استھانوں کی طرف دوڑے جارہے ہیں۔ جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چھا رہی ہوگی ان پر ذلت۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہلوع کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ ہلوع کا مفہوم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ (کہ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل) پس یہی ہلوع ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس ارشاد گرامی کا مفہوم بتائیے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ تو آپ نے فرمایا: بے شک انسان کو سخت تنگ دل اور گھبرا جانے والا پیدا کیا گیا ہے۔ یہ آیت ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو حضرت نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی عرب میں معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے بشر بن ابی حازم کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَامًا نِعًا لِّلْيَتِيْمِ بِخَلْقِهِ وَلَا مُكِبًّا بِخَلْقِهِ هَلَعًا

"وہ اپنی فطرت کے سبب کسی یتیم کی حمایت نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنی فطرت کے سبب کسی گھبرا جانے والے کو پچھاڑ سکتا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس کے بعد والی آیات پڑھو۔ پس انہوں نے یہ آیت پڑھیں: اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ فرمایا: انسانوں کو اسی طرح پیدا کیا گیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 93، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے سخت حریص اور گھبرا جانے والا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے تنگ دل۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے سخت گھبرا جانے والا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے لالچی اور حریص۔

امام ابن منذر نے حضرت حصین بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے حریص۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ سے مراد وہ ہے جو مال جمع کرنے سے سیر نہ ہو۔

امام دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ مریض کا کراہنا بھی لکھا جاتا ہے پس اگر وہ صابر رہا تو اس کا کراہنا نیکیاں ہیں۔ اور اگر وہ گھبراتا رہا تو اس کے بارے هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ لکھا جائے گا اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴿۲۳﴾ کے تحت کہا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت دانیال نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتے ہوئے کہا: وہ ہمیشہ نماز پڑھیں گے۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نماز پڑھتی تو وہ غرق نہ کیے جاتے یا قوم عاد نماز پڑھتی تو ان پر تباہ کن ہوا نہ بھیجی جاتی۔ یا قوم ثمود نماز پڑھتی تو انہیں چیخ نہ پکڑتی۔ پس تم پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ مومنین کے اچھے اخلاق کے لیے لازم کی گئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مراد فرض نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی نمازیں ان کے اپنے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم منقول ہے کہ وہ اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں مراد وہ لوگ ہیں کہ جب وہ نمازیں پڑھیں تو ادھر ادھر متوجہ نہ ہوں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالخیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: وہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 346 (3329)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 537 (9014)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 94، داراحیاء التراث العربی بیروت

کون لوگ ہیں جو اپنی نمازوں پر پابندی کرتے ہیں؟ جواباً فرمایا: ہم نے کہا وہ لوگ جو مسلسل نمازیں پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ وہ لوگ ہیں کہ جب وہ نمازیں پڑھیں تو دائیں بائیں متوجہ نہ ہوں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اتنا عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتائے گا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔ حضرت ام المومنین نے ارشاد فرمایا: حضور نبی رحمت ﷺ کے نزدیک اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر دوام اور ہمیشگی اختیار کی جائے، اگرچہ وہ قلیل اور تھوڑا ہو اور جب آپ نماز پڑھتے تھے تو اس پر دوام اختیار کرتے تھے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ ﴿۲۳﴾۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے مالوں سے اس وقت عطیات دیتے ہیں جب عطیات نکالے جاتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ کا مفہوم ہے کہ کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ فرمایا دائیں بائیں سے لوگوں کی جانب سے اظہار غضب وہ اعراض کرتے ہوئے آپ کے ساتھ استہزا کر رہے ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ آپ کی طرف قصد کر کے بھاگے آ رہے ہیں۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کے ارد گرد گروہ در گروہ حالانکہ نہ وہ کتاب اللہ میں رغبت رکھتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ وہ آپ کی طرف بھاگتے ہوئے آ رہے ہیں۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ فرمایا: وہ گروہ در گروہ دائیں بائیں اطراف سے آ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: یہ آدمی کیا کہتا ہے؟

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے انہیں کہا: مجھے اس ارشاد ربانی کا مفہوم بتائیے: عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ تو آپ نے فرمایا: عِزِيْنَ سے مراد ساتھیوں کا حلقہ ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے عبید بن احوس کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

فَجَاوُوْا مُهْرِ عِيْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنُوْا حَوْلَ مِنْبَرِهٖ عِزِيْنَ

"پس وہ اس کی طرف تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے۔ یہاں تک کہ منبر کے گرد حلقہ بنائے کھڑے ہو گئے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

عِزِيْنَ⁷⁰ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی دائیں بائیں جانب ہے۔ اور عِزِيْنَ⁷⁰ کے بارے فرمایا: کپڑوں میں لپٹ کر بیٹھنے والوں کی جماعتیں جن میں تھوڑے تھوڑے افراد ہوں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عِزِيْنَ⁷⁰ کا معنی حلقہ بند مجالس ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن انس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ تو فرمایا کیا ہے مجھے کہ میں تمہیں (عزین) زمانہ جاہلیت کے حلقوں کی طرح حلقہ بناتے دیکھ رہا ہوں۔ ہر آدمی اپنے بھائی کے پیچھے بیٹھے۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر مسجد میں داخل ہوئے۔ درآنحالیکہ ہم متفرق حلقوں میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہے مجھے کہ میں تمہیں عزین دیکھ رہا ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے صحابہ کرام حلقے بنائے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا ہے کہ مجھے میں تمہیں عزین دیکھ رہا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ میں یدخل کی یاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو معمر سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يُّدْخَلَ کی یاء کو منصوب اور خاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہرگز نہیں تو فاعل نہیں ہے۔ پھر ان کی خلقت کا ذکر کیا اور فرمایا: اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ⁷⁹ یعنی وہ نطفہ جس سے انسان کو پیدا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ⁷⁹ کے تحت فرمایا: اے ابن آدم! بلاشبہ تو گندگی سے پیدا کیا گیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ³⁶ سے لے کر كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ⁷⁹ تک پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور اس پر اپنی انگلی رکھی اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ ابن آدم کو فرما رہا ہے تو مجھے کہاں عاجز کر سکتا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس کی مثل سے پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب میں نے تجھے مضبوط اور درست بنا دیا تو تو دو چادروں کے درمیان چلایا اور زمین کو تیرے لیے متین بنا دیا۔ پس تو نے (مال) جمع کیا اور اسے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ جب جان ہنسلی تک پہنچ گئی۔ تو تو نے کہا: میں صدقہ کرتا ہوں وہ صدقہ کے برتن کہاں ہیں؟ (2)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 347 (3331)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 57-256 (3473)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مشارق و مغارب کی تفسیر میں فرمایا کہ سورج کے ہر دن کا مطلع جس میں وہ طلوع ہوتا ہے اور ہر دن کا مغرب جس میں وہ غروب ہوتا ہے گزشتہ دن کے مطلع اور مغرب سے مختلف ہوتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ منازل ہیں جن میں سورج اور چاند چلتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ۝ کا معنی کیا اور فرمایا: گویا وہ علم اور نشانی کی طرف دوڑ رہے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نُصُبٍ سے مراد غایت ہے اور يُّوْفِضُوْنَ۝ کا معنی ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے بت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اجداث سے مراد قبور ہیں اور اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ۝ کا معنی یہ ہے کہ نشان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ اور ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ۝ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ نے نُصُبٍ کو واحد معنی کے مطابق نصب پڑھا ہے اور حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نُصُبٍ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت ابو الشہب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ پڑھتے تھے اور ابو رجاء "خاشعة ابصارهم" پڑھتے تھے۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 104، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 106

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 07-06-105

آیاتہا ۲۸ سُوْرَۃُ نُوْحٍ مَکِّیَّۃٌ ۷۱ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ نوح مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۱ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۲ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝۳ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝۵ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝۶ وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝۷ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝۹

"بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف (اور فرمایا اے نوح!) بروقت خبردار کرو اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ نازل ہو جائے ان پر عذاب الیم۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہیں صریح طور پر ڈرانے والا ہوں۔ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ وہ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور مہلت دے گا تمہیں ایک مقررہ میعاد تک۔ بلاشبہ اللہ کا مقررہ وقت جب آتا ہے تو اسے مؤخر نہیں کیا جا سکتا کاش! تم (حقیقت کو) جان لیتے۔ نوح نے عرض کی اے میرے رب! میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات کے وقت اور دن کے وقت۔ لیکن میری دعوت کے باعث ان کے فرار (ونفرت) میں ہی اضافہ ہوا۔ اور جب بھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو ان کو بخش دے تو (ہر بار) انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر لپیٹ لیے اپنے کپڑے اور اڑ گئے (کفر پر) اور پرلے درجے کے متکبر بن گئے۔ پھر (بھی) میں نے ان کو بلند آواز سے دعوت دی۔ پھر انہیں کھلے بندوں بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی انہیں (تلقین) کی"۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم کو تمام لوگوں سے پہلے قیامت کے دن بلائے گا اور فرمائے گا: تم نے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟ تو وہ کہیں گے: اس نے نہ ہمیں دعوت دی، نہ ہمیں تبلیغ کی نہ ہمیں نصیحت کی، نہ ہمیں کوئی حکم دیا اور نہ ہمیں کسی سے منع فرمایا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے: اے میرے رب! میں نے انہیں ایسی دعوت دی ہے جو اولین و آخرین میں پھیلی ہوئی ہے۔ یکے بعد دیگرے ہر امت میں (اس کا چرچا رہا) یہاں تک کہ وہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر آکر رکی اور وہ منسوخ ہوگئی اور آپ ﷺ نے اسے پڑھا، اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ پس رب کریم فرشتوں کو فرمائے گا: حضرت احمد ﷺ اور آپ کی امت کو بلاؤ۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت آئے گی۔ ان کا نور ان کے سامنے دوڑ رہا ہوگا۔ تو حضرت نوح عیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت سے کہیں گے: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنی قوم تک پیغام رسالت پہنچایا ہے اور میں نے انہیں نصیحت کرنے کی کوشش کی ہے اور میں نے سرا اور جہراً سر توڑ کوشش کی ہے کہ میں انہیں آگ سے بچاؤ۔ لیکن میری دعوت نے فرار اور نفرت کے سوا ان میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کی امت کہے گی: جو کچھ آپ نے ہم سے پوچھا ہے بلاشبہ ہم اس کے بارے یہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ بھی کہا ہے آپ اس میں سچ بول رہے ہیں۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے: آپ اور آپ کی امت یہ کیسے جانتے ہیں حالانکہ ہم پہلی امت ہیں اور تم سب سے آخری امت ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ فرمائے گے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ساری سورت پڑھ دیں گے اور جب آپ ختم کریں گے۔ تو آپ ﷺ کی امت کہے گی: ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ قصص حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی غالب حکمت والا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یس) ((اور حکم ہوگا) اے مجرمو! (میرے دوستوں سے) آج الگ ہو جاؤ) (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد باری تعالیٰ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حکم کے ساتھ رسولوں کو بھیجا کہ عبادت صرف وحدہٗ لاشریک اللہ کی کی جائے۔ اسی کے محارم سے بچا جائے اور اس کے حکم کی اطاعت و پیروی کی جائے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ میں ذنوب سے مراد شرک ہے۔ یعنی وہ تمہارے لیے تمہارے شرک کو بخش دے گا اور بغیر سزا کے تمہیں ایک مقررہ میعاد تک مہلت دے گا۔ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ بلاشبہ جب موت کا مقررہ وقت آتا ہے تو اسے مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 597 (4012)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِلَّا فِرَارًا کے تحت فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاتا تھا اور وہ اپنے بیٹے سے کہتا: اس سے بچنا کہ یہ تجھے دھوکہ میں مبتلا نہ کر دے۔ بے شک میرا باپ مجھے لے کر گیا اور اس وقت میں تیری طرح تھا اور اس نے مجھے اسی طرح ڈرایا جس میں تجھے ڈرار ہا ہوں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے تا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں اسے وہ نہ سن سکیں۔ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ اور وہ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے تا کہ وہ آپ کے لیے اجنبی بن جائیں اور آپ انہیں نہ پہچان سکیں۔ وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۟ (اور وہ پرے درجے کے متکبر بن گئے) انہوں نے توبہ چھوڑ دی۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے چہرے کپڑوں کے ساتھ ڈھانپ لیے تا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو نہ دیکھیں اور نہ ہی آپ کا کلام سنیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ کپڑوں میں لپٹ جاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۟ کا معنی ہے پھر میں نے انہیں اعلانیہ کلام کے ذریعے دعوت دی۔ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ میں نے انہیں باآواز بلند دعوت دی۔ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۟ اور میں نے انہیں چپکے چپکے یعنی کسی آدمی کے ساتھ سرگوشی کرنے کے انداز میں بھی تلقین کی۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۟ۙ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۟ۙ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۟ؕ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۟ۚ وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۟ اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۟ۙ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۟

''پس میں نے کہا (ابھی وقت ہے) معافی مانگ لو اپنے رب سے۔ بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ برسائے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش۔ اور وہ مدد فرمائے گا تمہاری اموال اور فرزندوں سے اور بنا دے گا تمہارے لیے باغات اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم پرواہ نہیں کرتے اللہ کی عظمت و جلال کی۔ حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا کیا ہے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ۔ اور بنایا ہے چاند کو ان میں روشنی اور بنایا ہے سورج کو درخشاں چراغ''۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348 (3335)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کثرت سے استغفار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں استغفار کی تعلیم صرف اس لیے دی ہے کہ وہ تمہاری مغفرت فرمانا چاہتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کی گردنیں دنیا کی حرص و لالچ میں کٹ رہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف آؤ۔ کیونکہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا حصول ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کے بارے انہوں نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت کو نہیں جانتے ہو۔ (1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ سے مراد عظمت ہے اور وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ کے بارے فرمایا کہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا۔ یعنی نطفہ، علقہ (منجمد خون) اور مضغہ (گوشت کا لوتھڑا)۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی عظمت و رفعت کا حق نہیں پہچانتے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے عظمت و رفعت کا خوف نہیں کرتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کیا ہے تمہیں کہ نہ تم اس کی سزا سے ڈرتے ہو اور نہ اس سے ثواب کی امید رکھتے ہو۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے تم اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے نہیں ڈرتے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوذؤیب کا یہ قول نہیں سنا:

اِذَا لَسَعَتْهُ النَّحْلُ لَمْ یَرْجُ لَسْعَهَا وَخَالَفَهَا فِیْ بَیْتِ نُوْبٍ عَوَامِلِ

"جب شہد کی مکھی نے اسے ڈسا تو وہ اس کے ڈسنے سے نہ ڈرا۔ اور مکھیوں کے چھتے میں کام کرنے والوں نے اس کی مخالفت کی"۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ننگے بدن غسل کر رہے ہیں۔ ان پر کوئی چادر وغیرہ نہیں۔ تو آپ ٹھہر گئے اور بلند آواز سے پکار

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (729)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 14-112، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 113

کرفرمایا بِمَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی پرواہ نہیں کرتے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حق نہیں پہچانتے اور نہ تم اس کے لیے شکران نعمت کرتے ہو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مطہر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَطْوَارًا سے مراد یہ ہے کہ پہلے نطفہ، پھر علقہ پھر مضغہ اور پھر ہڈیاں پیدا فرمائیں۔ یعنی ایک مرحلے کے بعد دوسرا مرحلہ اور ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح پیدا کیا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا کا معنی ہے کیا ہوگیا ہے تمہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کی پرواہ نہیں کرتے۔ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا یعنی پہلے مٹی سے، پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر اس نے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی خلقت مکمل ہوگئی۔(4)

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں یحییٰ بن رافع سے بیان کیا ہے کہ اَطْوَارًا سے مراد نطفہ، پھر علقہ اور پھر مضغہ ہوتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا کے تحت انہوں نے کہا کہ بعض آسمان بعض کے اوپر ہیں اور ہر زمین اور آسمان کے درمیان مخلوق اور امر ہے اور وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا کے بارے فرمایا کہ سورج اور چاند دنوں کا چہرہ آسمان میں ہے اور ان کی پیٹھ تمہاری طرف ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ چاند کا نور ان تمام میں روشنی پھیلاتا ہے جیسا کہ اگر سات شیشے ہوں اور ان سے نیچے ایک شہاب ہو تو وہ ان تمام کو روشن کردے۔ پس اسی طرح چاند کا نور تمام آسمانوں کو ان کی صفائی اور شفاف ہونے کے سبب انہیں روشن کرتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں کا چہرہ آسمان کی طرف ہے اور ان کی پشت زمین کی طرف ہے اور میں اس کے بارے تم پر کتاب اللہ میں سے آیت پڑھتا ہوں۔ ارشاد ربانی ہے وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ چاند کا نور

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 220 (1102)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (732)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348 (3337)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 349 (3339)

تمام آسمانوں میں رہنے والوں کو اسی طرح روشنی پہنچاتا ہے جس طرح یہ اہل زمین کو روشن کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول منقول ہے کہ چاند کا چہرہ آسمانوں کو منور کرتا ہے اور اس کی پیٹھ زمین کو روشن کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب سے رحمہ اللہ یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ اکٹھے ہوئے اور ان دونوں کے درمیان کچھ تلخی ہوئی اور ان دونوں نے ایک دوسرے سے تلخی اور ناز سے گفتگو کی۔ پھر یہ ختم ہوگئی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ جس شے کے بارے چاہیں مجھ سے پوچھیں اور آپ جس شے کے بارے سوال کریں گے میں آپ کو اس کے بارے بتاؤں گا اور اپنے قول کی تصدیق قرآن پاک سے لاؤں گا۔ تو انہوں نے ان سے کہا تمہاری کیا رائے ہے۔ سورج اور چاند کی روشنی کے بارے میں کیا یہ ساتوں آسمانوں میں اسی طرح ہے جیسا کہ زمین میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی طرف توجہ نہیں کی: خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور حاکم رحمہم اللہ نے اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ چاند کا چہرہ آسمان میں عرش تک ہے اور اس کی پشت زمین کی طرف ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آسمانوں کو تخلیق فرمایا، تو ان میں اہل زمین کی طرح روشنی بھی پیدا فرمائی اور چاند کی روشنی میں سے آسمان میں کوئی شے نہیں ہے۔

وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ یُعِیْدُكُمْ فِیْهَا وَ یُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّ لَا یَغُوْثَ وَ یَعُوْقَ وَ نَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ۬ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 545 (3856)، دار الکتب العلمیہ بیروت

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾

''اور اللہ نے تم کو زمین سے عجب طرح اگایا ہے۔ پھر لوٹا دے گا تمہیں اس میں اور (اسی سے) تمہیں (دوبارہ) نکالے گا۔ اور اللہ نے ہی زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا ہے۔ تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو۔ نوح نے عرض کی اے میرے پروردگار! انہوں نے میری نافرمانی کی اور اس کی پیروی کرتے رہے جس کو نہ بڑھایا اس کے مال اور اولاد نے بجز خسارہ کے۔ اور انہوں نے بڑے بڑے مکروفریب کیے۔ اور رئیسوں نے کہا (اے لوگو! نوح کے کہنے پر) ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور (خاص طور پر) ود اور سواع کو مت چھوڑنا اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔ اور انہوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو۔ (الٰہی) تو بھی ان کی گمراہی میں اضافہ کر دے۔ اپنی خطاؤں کے باعث انہیں غرق کر دیا گیا پھر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا پھر انہوں نے نہ پایا اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار۔ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا۔ اگر تو نے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو وہ گمراہ کر دیں گے تیرے بندوں کو اور نہ جنیں گے مگر ایسی اولاد جو بڑی بدکار سخت ناشکر گزار ہوگی۔ میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو۔ اور کفار کی کسی چیز میں اضافہ نہ کر بجز ہلاکت و بربادی کے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (انسان) کو تمام زمین کی ظاہری سطح سے پیدا فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ کا معنی ہے مختلف راستے اور نشانات۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ کا معنی ہے مختلف راستے اور نشانات۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 349 (3340)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت ابو رجاء رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں مَالُهُ وَ وَلَدُهٗ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ سورۂ نوح، زخرف اور سورۂ مریم میں سجدہ کے بعد وَلَدُهٗ پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ ''اَلْوَلَدُ الْكَبِيْرُ وَالْوَلَدُ الْوَاحِدُ''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كُبَّارًا ۞ کا معنی ہے ''عَظِيْمًا'' یعنی انہوں نے بڑے بڑے مکروفریب کیے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۞ کے بارے فرمایا کہ یہ تمام بت ہیں جن کی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پرستش کی جاتی تھی۔ (1)

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ بت اور معبودان باطلہ جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے وہی بعد میں عرب میں آ گئے۔ پس وہ دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا اور سواع بنی ہذیل کے پاس تھا اور یغوث بنی مراد کے لیے اور پھر بنی غطیف کے لیے سبأ کے پاس تھا اور یعوق بنی ہمدان کا بت تھا۔ اور نسر بنی حمیر کے لیے آل ذی الکلاع کے پاس تھا۔ یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک اور صالح لوگوں کے نام تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو شیطان نے ان کی قوم کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ لوگ جہاں بیٹھا کرتے تھے وہ ان مقامات پر ان کے مجسمے نصب کر دیں اور ان کے نام انہیں کے ناموں پر رکھ دیں۔ پس انہوں نے اسی طرح کیا لیکن ان کی عبادت نہ کی گئی۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ فوت ہو گئے اور علم اٹھ گیا تو ان کی عبادت کی جانے لگی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بیمار ہوئے تو اس وقت آپ کے بیٹے ود، یغوث، یعوق، سواع اور نسر پاس موجود تھے۔ ان میں سے ود سب سے بڑا اور سب سے بڑھ کر متقی اور نیک تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے میں نے یغوث کو دیکھا وہ تانبے کا ایک بت تھا اسے ننگے اونٹ پر اٹھایا جاتا تھا۔ اور جب وہ بیٹھ جاتا تو وہ کہتے: ''قَدْ رَضِيَ رَبُّكُمْ هٰذَا الْمَنْزِلَ'' تحقیق تمہارا رب اس منزل پر راضی ہے۔

امام فاکہی نے حضرت عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں سب سے اول جو بت بنائے گئے وہ اس طرح کہ بیٹے اپنے آباء سے حسن سلوک سے پیش آتے اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا سلوک کرتے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ وہ اولاد پر گراں گزرا اور وہ اس صدمہ پر صبر نہ کر سکا۔ چنانچہ اس نے اس کی صورت پر ایک مجسمہ بنایا۔ پس جب بھی وہ اسے دیکھنے کا مشتاق ہوتا تو اسے دیکھ لیتا۔ پھر وہ مر گیا اور اس کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا جیسے اس نے کیا تھا۔ پھر وہ اسی طرز پر ایک دوسرے کی پیروی اور اتباع کرتے رہے۔ پس آباء مرے تو بیٹوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 732، وزارت تعلیم اسلام آباد

نے کہنا شروع کر دیا۔ ہمارے آباء نے یہ اس لیے بنائے تھے کہ یہی ان کے الٰہ تھے۔ چنانچہ وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان زمانہ میں نیک اور صالح لوگوں کی ایک جماعت تھی، پھر ان کے بعد ایک قوم پیدا ہوئی جو اسی طرح کرنے لگے جیسے وہ عبادت میں کرتے تھے۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: اگر تم ان کی تصویریں بنالو، تو تم ان کی طرف دیکھتے رہو گے۔ چنانچہ انہوں نے تصویریں بنالیں۔ پھر وہ مر گئے اور ان کے بعد نئی قوم پیدا ہوگئی۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: بے شک جو تم سے پہلے تھے وہ ان کی عبادت کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے: ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ عبادت گزار تھے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ تو وہ اس پر انتہائی شدید غمزدہ ہوئے۔ پھر ان کے پاس شیطان آیا اور کہا: کیا تم اپنے اس ساتھی پر غمزدہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں اسی کی مثل تمہارے قبلہ میں ایک تصویر بنا کر دے دوں جب تم اس کی طرف دیکھو گے، تو تم اسے یاد کر لو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم ناپسند نہیں کریں گے کہ تو ہمارے لیے ہمارے قبلہ میں کوئی ایسی شے بنا کر رکھ دے، جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے کہا: میں اسے مسجد کے پچھلے حصہ میں بنا دوں گا، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے تصویر تیار کر دی۔ یہاں تک کہ وہ پانچوں فوت ہو گئے اور مسجد کے پچھلے حصہ میں ان کی تصویریں بنا دیں گئیں۔ پھر اس نے ایسی چیزیں ظاہر کیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تو ان لوگوں نے کہا: لَا تَذَرُنَّ وَدًّا الی آخر الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مطہر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابو جعفر یزید بن مہلب کے پاس ان کا ذکر کیا گیا۔ تو اس نے کہا جس زمین میں سب سے پہلا قتل ہوا، اسی میں غیر اللہ کی عبادت کی گئی۔ پھر انہوں نے ود کا ذکر کیا اور کہا ود مسلمان آدمی تھا اور وہ اپنی قوم میں انتہائی محبوب تھا۔ جب وہ مرا، تو وہ سرزمین بابل میں اس کی قبر کے گرد جمع ہو گئے اور اس پر اپنے اضطراب اور پریشانی کا اظہار کرنے لگے۔ جب ابلیس نے ان کی اس پریشانی اور غم واندوہ کو دیکھا تو انسانی صورت میں ان کے پاس آیا۔ اور کہا: میں اس پر تمہاری جزع فزع کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں تمہیں اس کی ایک تصویر بنا دوں۔ پس وہ تمہاری مجالس میں ہوگی اور تم اس کے سبب اسے یاد کرتے رہو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں پس اس نے ان کے لیے اس کی مثل تصویر بنائی اور انہوں نے اسے اپنی مجالس میں رکھا اور اس کا ذکر کرنے لگے۔ پس جب شیطان نے اس کا ذریعہ ان کے اس ذکر کو دیکھا تو کہا: کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں تم میں سے ہر آدمی کے گھر میں تمہارے لیے اس کی طرح کا ایک مجسم بنا دوں۔ پس وہ اس کے گھر میں ہوگا اور تم اسے یاد کرتے رہو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس اس نے ہر گھر والے کے لیے اس کی مثل ایک مجسمہ بنایا۔ پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے سبب اس کا ذکر کرنے لگے۔ راوی کا قول ہے: ان کے بیٹوں نے اس کا ادراک کیا اور وہ سب کچھ دیکھتے رہے جو کچھ وہ اس کے ساتھ کرتے تھے۔ نسل

بڑھنے لگی۔ انہوں نے ان کے اس کے ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ حتیٰ کہ انہوں نے اسے الٰہ بنالیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی عبادت کرنے لگے۔ فرمایا: زمین میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے اول جس کی عبادت کی گئی ہے وہ ود کا وہ بت اور مجسمہ ہے جس کا نام انہوں نے ود رکھا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں یہ کئی بار کہتے ہوئے سنا ہے کہ یغوث، یعوق اور نسر یہ ان کے الٰہوں کے نام ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَ وَلَدُہٗۤ میں واؤ کو منصوب وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا میں واؤ کو منصوب اور وَّ لَا سُوَاعًا میں سین کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی حسرت کی طرح حسرت نہیں ہوئی۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کو تو حسرت اور افسوس اس وقت ہوا جب انہیں جنت سے نکالا گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو افسوس اور حسرت اس وقت ہوئی جب آپ نے اپنی قوم کے بددعا کی اور کوئی شے باقی نہ رہی۔ سوائے ان افراد کے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ساری قوم غرق ہوگئی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے حزن وملال کو دیکھا، تو آپ کی طرف وحی فرمائی: اے نوح! افسوس نہ کر، کیونکہ تیری دعا میری تقدیر کے موافق ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا مطلب یہ تھا: اے میرے پروردگار! روئے زمین پر کافروں کا کوئی ایک گھر بھی نہ چھوڑ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: قسم بخدا! حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے خلاف دعا نہیں کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ہرگز آپ کی قوم سے کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر وہی جو ایمان لا چکے ہیں۔ تو اس آپ نے ان کے لیے بددعا کی۔ پھر آپ نے عام دعا فرمائی اور کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَ لِوَالِدَيَّ سے مراد آپ کے باپ اور دادا ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ بَيْتِيَ سے مراد میری مسجد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تَبَارًا ﴿۲۸﴾ سے مراد خسارہ ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 350 (3343)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتھا ۲۸ سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ ۷۲ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الجن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ قُلْ اُوْحِیَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ﴿۲﴾ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ﴿۳﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۵﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿۶﴾ وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿۷﴾ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّ شُهُبًا ﴿۸﴾ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾

"آپ فرمایئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بڑے غور سے سنا ہے (قرآن کو) جنوں کی ایک جماعت نے پس انہوں نے (جا کر دوسرے جنات کو) بتایا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز شریک نہیں بنائیں گے کسی کو اپنے رب کا۔ اور بے شک اعلیٰ وارفع

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے ہمارے رب کی شان نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا۔ اور (یہ راز بھی کھل گیا کہ) ہمارے احمق اللہ کے بارے میں ناروا باتیں کہتے رہے۔ اور ہم تو یہ خیال کیے تھے کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی پس انہوں نے بڑھا دیا جنوں کے غرور کو۔ اور ان انسانوں نے بھی یہی گمان کیا جیسے تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ اور (سنو!) ہم نے ٹٹولنا چاہا آسمانوں کو تو ہم نے اس کو سخت پہروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لیے۔ لیکن اب جو (جن) سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے گا اپنے لیے کسی شہاب کو انتظار میں۔ اور ہم نہیں سمجھتے (اس کی کیا وجہ ہے) کیا کسی شر کا ارادہ کیا جا رہا ہے زمین کے مکینوں کے بارے میں یا ان کے رب نے ان کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا ہے''۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن منذر، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ سوق عکاظ کے ارادہ سے چلے، اسی دور میں شیاطین اور آسمان خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی تھی اور ان پر شہاب چھوڑے گئے تھے۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آئے تو قوم نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی ہے اور ہمیں بھگانے کے لیے ہم پر شہاب چھوڑے گئے ہیں۔ تو قوم نے کہا: بالیقین تمہارے اور آسمان خبر کے درمیان رکاوٹ کسی نئی واقعہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ سو تم زمین کے مشارق و مغارب میں پھیل جاؤ اور غور سے دیکھو کہ کون سی شے تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوتی ہے؟ چنانچہ وہ چل پڑے۔ چنانچہ وہ جو تہامہ کی طرف گئے انہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پا لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے مقام نخلہ پر تھے اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ پس جب انہوں نے قرآن کریم سنا تو خوب غور سے سنا۔ پھر کہا: قسم بخدا! یہی وہ ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہے۔ پس وہاں سے وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آتے اور کہا: اے ہماری قوم! اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ نازل فرمائی۔ بے شک آپ کی طرف جنات کا قول وحی کیا گیا۔ (1)

امام ابن منذر نے عبد الملک سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان زمانہ فترہ میں جنات کو (اوپر جانے سے) نہیں روکا گیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آسمان دنیا پر پہرے بٹھا دیئے گئے اور جنات کو شہابوں کے ذریعہ بھگا دیا گیا۔ پس وہ ابلیس کے پاس اکٹھے ہوئے۔ تو اس نے کہا: بالیقین زمین میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ پس تم اسے تلاش کرو اور ہمیں خبر دو، وہ واقعہ کیا ہے؟ چنانچہ اس نے ایک جماعت تہامہ کی جانب اور یمن کی جانب روانہ کی اور یہ تمام اشراف اور سردار جنات تھے۔ تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نخلہ کے

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 732، وزارت تعلیم اسلام آباد

مقام پر صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پالیا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو سنا آپ قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو کہا: تم خاموش رہو۔ اور جب یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا یعنی آپ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس مڑے درآنحالیکہ وہ ایمان دار تھے اور ڈرانے والے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کے بارے احساس نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پر مذکورہ سورت نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے سات جن تھے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں دیار عاد کی اطراف میں تھا۔ میں نے پتھروں کا ایک شہر دیکھا، اس کے درمیان میں یہ لکھا ہوا تھا "قَصْرٌ مِّنْ حِجَارَةٍ تَأْوِيهِ الْجِنُّ" (پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے ہیں) پس میں اس میں داخل ہوا۔ تو اس میں عظیم الخلقت ایک شیخ کعبہ شریف کی طرف منہ کیے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اونی جبہ پہنے ہوئے تھا۔ جس میں حسن و جمال خوب تھا۔ میں اس کی خلقت کی عظمت سے اتنا متعجب نہیں ہوا جتنا کہ میں اس کے جبے کی طراوت اور حسن و جمال سے متعجب ہوا۔ پس میں نے اسے سلام کیا۔ اور اس نے بھی مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا: اے سہل! بے شک بدن کپڑوں کو بوسیدہ نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی بو اور حرام کمائی کا کھانا انہیں بوسیدہ کر دیتا ہے۔ بے شک یہ جبہ سات سو برس سے میں پہنے ہوئے ہوں۔ جب کہ میں نے اسی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کی اور میں دونوں کے ساتھ ایمان لایا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فرمایا: وہ نصیبین کے جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا امر اور اس کی عظمت اعلی وارفع ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَدُّ سے مراد رب کریم کا امر اور اس کی قدرت ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہمارے رب کی عظمت ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَکَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمُلْکُ رَبَّنَا وَلَاشَیْءَ اَعْلٰی مِنْکَ جَدًّا وَّاَمْجَدَا

"اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی سب تعریفیں، برکتیں اور ملک ہے اور عزت و شرف اور عظمت و بزرگی میں کوئی شے تجھ سے بلند اور اعلی نہیں"۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اگر جن کوئی نشانی اور علامت جان لیتے کہ وہ انسانوں میں ہوگا تو وہ نہ کہتے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا غنی ہونا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا کا مفہوم ہے اس ... کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے۔ ہمارے رب کا جلال اعلیٰ وارفع ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہمارے رب کا ذکر اعلیٰ وارفع ہے۔ اور وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا میں سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ احمق جنوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے جیسا کہ احمق انسانوں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ وہ آیت جو جنوں کے بارے میں ہے اور وہ جو ستارے کے بارے میں ہے، پڑھتے تھے اور ان اور انہ دونوں جگہ ہمزہ کو منصوب پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، عقیلی نے ضعفاء میں، طبرانی، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کردم بن ابی السائب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں کسی کام کی غرض سے اپنے باپ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف ... اور یہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ تھا۔ پس ہم نے ایک چرواہے کے پاس رات گزاری۔ جب نصف رات ... ہوئی تو بھیڑیا آیا اور اس نے بکری کا بچہ اٹھالیا۔ پس چرواہا اچھل کر اٹھا اور اس نے کہا ''يَا عَامِرَ الْوَادِيْ اَنَا جَارُدَارِكَ'' اے وادی کو آباد کرنے والے! میں تیرے دار میں پناہ لینے والا ہوں۔ پھر ایک ندا دینے والے نے ندا دی اے سرحان! تو اسے نہ ... اسے چھوڑ دے۔ پس وہ بکری کا بچہ دوڑتے ہوئے آیا، یہاں تک کہ ریوڑ میں داخل ہو گیا۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے ... مکہ مکرمہ میں اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ... فرمائے گئے اس وقت میں اپنے گھر والوں کا کفیل تھا اور میں ان کی مشقتوں اور حاجات کے لیے کفایت کرتا۔ پھر جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو ہم بھاگ کر نکلے اور ہم ایک وسیع بیابان زمین پر آ گئے۔ اور جب ہمیں اسی زمین پر شام ہو گئی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 (3345)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7198)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 273 (11441)، دار الفکر بیروت

مقام پر صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پالیا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو سنا آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو کہا: تم خاموش رہو۔ اور جب یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا یعنی آپ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس مڑے درآنحالیکہ وہ ایمان دار تھے اور ڈرانے والے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کے بارے احساس نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پر مذکورہ سورت نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے سات جن تھے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں دیار عاد کی اطراف میں تھا۔ میں نے پتھروں کا ایک شہر دیکھا، اس کے درمیان میں یہ لکھا ہوا تھا ''قَصْرٌ مِّنْ حِجَارَةٍ تَاْوِيْهِ الْجِنُّ'' (پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے ہیں) پس میں اس میں داخل ہوا۔ تو اس میں عظیم الخلقت ایک شیخ کعبہ شریف کی طرف منہ کیے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اونی جبہ پہنے ہوئے تھا۔ جس میں حسن و جمال خوب تھا۔ میں اس کی خلقت کی عظمت سے اتنا متعجب نہیں ہوا جتنا کہ میں اس کے جبے کی طراوت اور حسن و جمال سے متعجب ہوا۔ پس میں نے اسے سلام کیا۔ اور اس نے بھی مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا: اے سہل! بے شک بدن کپڑوں کو بوسیدہ نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی بو اور حرام کمائی کا کھانا انہیں بوسیدہ کر دیتا ہے۔ بے شک یہ جبہ سات سو برس سے میں پہنے ہوئے ہوں۔ جب کہ میں نے اسی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کی اور میں دونوں کے ساتھ ایمان لایا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فرمایا: وہ نصیبین کے جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا امر اور اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَدُّ سے مراد رب کریم کا امر اور اس کی قدرت ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہمارے رب کی عظمت ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَکَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمُلْکُ رَبَّنَا وَلَاشَیْءَ اَعْلٰی مِنْکَ جَدًّا وَّاَمْجَدَا

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی سب تعریفیں، برکتیں اور ملک ہے اور عزت و شرف اور عظمت و بزرگی میں کوئی شے تجھ سے بلند اور اعلیٰ نہیں''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اگر جن کوئی نشانی اور علامت جان لیتے کہ وہ انسانوں میں ہوگا تو وہ نہ کہتے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا غنی ہونا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا کا مفہوم ہے اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے۔ ہمارے رب کا جلال اعلیٰ وارفع ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہمارے رب کا ذکر اعلیٰ وارفع ہے۔ اور وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا میں سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ احمق جنوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے جیسا کہ احمق انسانوں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ وہ آیت جو جنوں کے بارے میں ہے اور وہ جو ستارے کے بارے میں ہے، پڑھتے تھے اور ان اور انہ دونوں جگہ ہمزہ کو منصوب پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، عقیلی نے ضعفاء میں، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کردم بن ابی السائب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں کسی کام کی غرض سے اپنے باپ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف نکلا اور یہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ تھا۔ پس ہم نے ایک چرواہے کے پاس رات گزاری۔ جب نصف رات ہوئی تو بھیڑیا آیا اور اس نے بکری کا بچہ اٹھالیا۔ پس چرواہا اچھل کر اٹھا اور اس نے کہا "يَا عَامِرَ الْوَادِيْ اَنَا جَارُ دَارِكَ" اے وادی کو آباد کرنے والے! میں تیرے دار میں پناہ لینے والا ہوں۔ پھر ایک ندا دینے والے نے ندا دی اے سرحان! تو اسے نہ دیکھ۔ اسے چھوڑ دے۔ پس وہ بکری کا بچہ دوڑتے ہوئے آیا، یہاں تک کہ ریوڑ میں داخل ہوگیا۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابورجاء عطاردی تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اس وقت میں اپنے گھر والوں کا کفیل تھا اور میں ان کی مشقتوں اور حاجات کے لیے کفایت کرتا۔ پھر جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو ہم بھاگ کر نکلے اور ہم ایک وسیع بیابان زمین پر آ گئے۔ اور جب ہمیں اسی زمین پر شام ہوگئی

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 (3345)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7198)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 273 (11441)، دارالفکر بیروت

تو ہمارے شیخ (بوڑھے سردار) نے کہا "اَنَا نَعُوْذُ بِعَزِیْزِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ اللَّیْلَةَ" ہم آج کی رات جنات کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ تو ہم نے بھی وہی کہا: تو ہمیں وہاں بتایا گیا ہے کہ اس آدمی کی تعلیم یہ ہے کہ شہادت دو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔ "شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" پس جس کسی نے اس کا اقرار کیا اس نے اپنا خون اور اپنا مال محفوظ کر لیا۔ پھر ہم لوٹ آئے اور ہم اسلام میں داخل ہو گئے۔ ابو رجاء نے کہا بلاشبہ میں اس آیت کے بارے یہ گمان رکھتا ہوں کہ یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی: وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ۔

امام ابونصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کا ایک آدمی رات اور لوگوں کے مقابلے میں بہت جری اور بہادر تھا۔ وہ ایک رات چلا اور جنات کی زمین پر جا اترا۔ پھر اس نے وحشت اور خوف سا محسوس کیا۔ تو اس نے اپنی سواری کی ٹانگیں باندھ دیں۔ پھر اس کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور کہا: میں اس وادی کے سردار سے اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو ان میں سے ایک بوڑھے نے اسے پناہ دی۔ ان میں سے ایک جوان تھا اور وہی جنات کا سردار تھا۔ پس جب بوڑھے نے اسے پناہ دی تو وہ نوجوان انتہائی غضب ناک ہوا۔ تو اس نے اپنا نیزہ اٹھایا، اس نے اسے زہر میں بجھا رکھا تھا تا کہ اس کے ساتھ وہ اس آدمی کی اونٹنی کو نحر کر دے۔ تو بوڑھے نے اسے اونٹنی کے قریب پھینک دیا۔ تو اس نے کہا:

یَا مَالِکَ بْنَ مُهَلْهِلٍ مَهْلًا فَذَالِکَ مَحْجَرِیْ وَاِزَارِیْ

"اے مالک بن مہلہل ٹھہر جا۔ پس وہ میری جائے حفاظت اور میری پناہ میں ہے"۔

عَنْ نَاقَةِ الْاِنْسَانِ لَاتَعَرَّضْ لَهَا وَاخْتَرْاِذَا وَرَدَ الْمَهَا اَثْوَارِیْ

"اس انسان کی اونٹنی سے تعرض نہ کر اور تو چن لے جب نیل گائیں میرے بیلوں میں داخل ہوں"۔

اِنِّیْ ضَمِنْتُ لَهٗ سَلَامَةَ رَحْلِهٖ فَاکْفُفْ یَمِیْنَکَ رَاشِدًا عَنْ جَارِیْ

"بے شک میں نے اس کے لیے سفر کی سلامتی کی ضمانت اٹھا رکھی ہے پس تو میرے پڑوسی سے راہ ہدایت پر چلتے ہوئے اپنے ہاتھ کو روک لے"۔

وَلَقَدْ اَتَیْتُ اِلٰی مَالَمْ اَحْتَسِبْ اَلَّارَعَیْتُ قَرَابَتِیْ وَ جِوَارِیْ

"تحقیق میں اس تک آ پہنچا ہوں جسے میں نے شمار ہی نہیں کیا۔ ورنہ میں نے تو اپنے قرابتداروں اور پڑوسیوں کی حفاظت اور رعایت کی ہے"۔

تَسْعٰی اِلَیْهِ بِحَرْبَةٍ مَسْمُوْمَةٍ اُفٍّ لِقُرْبِکَ یَا اَبَا الْیَقْطَارِیْ

"تو اس کی طرف زہر آلود نیزہ کے ساتھ دوڑے جا رہا ہے۔ میں تیرے قرب کو ناپسند کرتا ہوں اے ابا الیقطاری"

لَوْلَا الْحَیَاءُ وَاَنَّ اَهْلَکَ جِیْرَةٌ لَتَمَزَّ قُتُکَ بِقُوَّةِ اَظْفَارِیْ

''اگر حیا نہ ہوتی کہ تیرے گھر والے پڑوسی ہیں تو میں تجھے اپنے ناخنوں کی قوت کے ساتھ پھاڑ دیتا''۔

تو پھر اس نوجوان نے اسے کہا

اَتُرِیْدُ اَنْ تَعْلُوَ وَتُخْفِضَ ذِکْرَنَا فِیْ غَیْرِ مَزْرِیَةٍ اَبَا الْعِیْزَارِ

''اے ابوالعیز ار! کیا تو چاہتا ہے کہ تو بلند ہو اور تو ہمارا ذکر بغیر کسی عیب کے پست کر دے''۔

مُتَنَخِّلًا اَمْرًا لِغَیْرِکَ فَضْلَهٗ فَارْحَلْ فَاِنَّ الْمَجْدَ لِلْمِرَارِ

''ایسے امر کو اختیار کرتے ہوئے جو تیرے سوا اس کے لیے باعث فضیلت ہو۔ پس تو کوچ کر۔ کیونکہ شرف و بزرگی گزرنے والوں کے لیے ہے''۔

مَنْ کَانَ مِنْکُمْ سَیِّدًا فِیْمَا مَضٰی اِنَّ الْخِیَارَ هُمْ بَنُوالْاَخْیَارِ

''تم میں سے جو گزرے ہوئے زمانہ میں سردار تھے بلاشبہ افضل و اعلیٰ وہی ہیں جو اعلیٰ لوگوں کی اولاد ہیں''۔

فَاقْصُدْ لِقَصْدِکَ یَا مُعَیْکِرُ اِنَّمَا کَانَ الْمُجِیْرُ مُهَلْهَلَ بْنَ وَبَارِ

''اے دوبارہ حملہ کرنے والے! اپنے ارادہ میں اعتدال پیدا کر۔ بے شک پناہ دینے والا مہلہل بن وبار ہے''۔

تو بوڑھے نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ تیرا باپ ہمارا سردار اور ہم سے افضل و اعلیٰ تھا۔ تو اس آدمی کو چھوڑ دے میں اس کے بعد کسی کے بارے تجھ سے تنازع اور جھگڑا نہیں کروں گا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سارا قصہ سنایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو وحشت اور خوف آ پہنچے یا جنات کی زمین میں کوئی پڑاؤ کرے تو اسے چاہیے کہ یہ کلمات کہے: ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَایَلِجُ فِی الْاَرْضِ، وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا، وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّیْلِ، وَمِنْ طَوَارِقِ النَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ'' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَّ اَنَّهٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ ابونصر نے کہا ہے: یہ انتہائی غریب روایت ہے۔ ہم نے اسے اس سند کے سوا کہیں نہیں پایا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے کتاب الہواتف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کا ایک آدمی تھا۔ جسے رافع بن عمیر کہا جاتا تھا۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اس نے کہا: میں ایک رات عالج کے صحراء میں چل رہا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی۔ تو میں اپنی سواری سے اترا، اسے بٹھا دیا اور خود سو گیا۔ میں نے سونے سے پہلے ان الفاظوں میں پناہ مانگی: ''اَعُوْذُ بِعَظِیْمِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ'' میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا، اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ میری ناقہ کو نحر کر دے۔ سو میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور دائیں بائیں نظر دوڑائی لیکن کوئی شے نہ دیکھی اور میں نے کہا: یہ خواب ہے۔ پھر میں واپس لوٹ کر سو گیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تو اس کی مثل پھر دیکھا۔ میں پھر بیدار ہوا اور اپنی اونٹنی کے اردگرد چکر لگانے لگا لیکن کوئی شے نہ

دیکھی۔ جب اونٹنی کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہی تھی۔ میں پھر سو گیا اور پھر پہلی کی طرح کا منظر دیکھا اور بیدار ہوا، تو دیکھا میری اونٹنی مضطرب اور پریشان ہے۔ توجہ کی تو اچانک اسی طرح کا ایک نوجوان آدمی سامنے تھا جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور ایک بوڑھا آدمی اس کا ہاتھ روک رہا تھا۔ وہ اسے ناقہ سے پیچھے ہٹا رہا تھا۔ پس اسی دوران کہ وہ دونوں جھگڑ رہے تھے۔ اچانک تین وحشی بیل آگئے۔ تو اس بوڑھے شیخ نے اس نوجوان سے کہا اٹھ اور میرے اس انسان ساتھی کی ناقہ کے بدلے ان میں سے جسے چاہے پکڑ لے۔ پس وہ نوجوان اٹھا اور ان سے ایک بہت بڑا بیل پکڑ لیا اور واپس چلا گیا۔ پھر وہ شیخ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے فلاں! جب تو کسی وادی میں اترے اور اس کا خوف محسوس کرنے لگے تو یہ کہا کر" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِّنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِیْ" (میں اس وادی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی جو کہ محمد ﷺ کا رب ہے پناہ طلب کرتا ہوں) کسی جن کی پناہ نہ لیا کر۔ اس کا حکم باطل ہے۔ تو میں نے اس شیخ سے کہا: یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اس نے بتایا: یہ نبی عربی ہیں، نہ شرقی ہیں، نہ غربی اور یہ پیر کے دن مبعوث ہوئے۔ میں نے پوچھا: ان کا مسکن کہاں ہے؟ اس نے بتایا: یثرب جو کھجوروں کا شہر ہے۔ پس جب صبح روشن ہوئی تو میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور خوب تیزی سے چلتا رہا، یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا اور اس سے قبل کہ میں آپ کے سامنے کچھ ذکر کروں آپ ﷺ نے میری ساری بات بیان فرما دی اور مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔" فَرَآنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنِیْ بِحَدِيْثِیْ قَبْلَ اَنْ اَذْكُرَ لَهٗ مِنْهُ شَيْئًا وَدَعَانِیْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمْتُ" حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو زمانہ جاہلیت میں جب کسی وادی میں رات گزارتے تھے تو کہتے تھے: میں اس وادی کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں۔ مزید فرمایا: آیت میں رَهَقًا سے مراد گناہ ہے۔ یعنی انہوں نے ان میں گناہ کے اعتبار سے اضافہ کر دیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے کوئی جب کسی وادی میں اترتا تھا۔ تو یہ کہتا تھا:" اَعُوْذُ بِعَزِيْزِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهٖ" (میں اس وادی کے سردار سے اس کی قوم کے احمقوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں) تو اس طرح وہ اپنی ذات کے بارے میں پرامن ہو جاتا تھا۔ چاہے رات ہوتی یا دن ہوتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ کسی وادی میں اترتے تھے تو اس طرح کہتے تھے" نَعُوْذُ بِعَظِيْمِ هٰذَا الْوَادِیْ" ہم اس وادی کے بڑے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ کی تفسیر میں فرمایا: پس انہوں نے کفار کی سرکشی اور رعونت میں اضافہ کر دیا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت

جب کسی منزل پر اترتے تھے تو کہتے تھے: ہم اس جگہ کے بادشاہ کی پناہ طلب کرتے ہیں فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۝ پس انہوں نے ان میں گناہ اور غلطی کے اعتبار سے اضافہ کر دیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک قوم تھی جب وہ کسی وادی میں اترتے تھے تو کہتے ہم اس وادی کے رہنے والوں کے سردار سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور یہ کہتے: ہم اپنے لیے اور نہ تمہارے لیے کسی نقصان اور نہ ہی نفع کے مالک نہیں ہیں اور وہ ہمیں خوفزدہ کرتے ہیں۔ پس تم ان پر قبضہ کر لو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۝ کے تحت حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ کہا کرتے تھے: جنات میں سے فلاں اس وادی کا مالک ہے۔ پس ان میں سے کوئی جب اس وادی میں داخل ہوتا تھا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس وادی کے رب سے پناہ مانگتا تھا۔ پس اس کے سبب اس میں خوف اور بڑھ جاتا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں کچھ لوگ تھے جب وہ جنات کی کسی وادی میں آتے تھے تو انسانوں میں سے ندا دینے والا کسی نیک جن کو پکار کر کہتا تھا۔ ہم سے اپنے سرکش اور سفینہ جنوں کو روک لو۔ پس انہیں کچھ فائدہ نہ دیا، جو انہیں نصیحت کی گئی: فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم تھی جب وہ کسی وادی میں اترتے تو کہتے: "نَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْوَادِيْ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ" پس وہ ان کے سبب ان سے بڑھ کر کسی شے سے زیادہ محبت نہیں کرتے تھے۔ اسی بارے میں یہ ارشاد ہے: فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ کی سند سے کہ انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو میں دو یا تین اسلامی ساتھیوں کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے لیے گیا۔ تو میں پانی کے پاس آیا، وہاں لوگ جمع تھے اور لوگوں کے پاس گاؤں کا وہ چرواہا بھی تھا جوان کا ریوڑ چراتا تھا۔ تو اس نے کہا: میں تمہارے ریوڑ نہیں چراؤں گا۔ لوگوں نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: ہر رات بھیڑیا آتا ہے اور ایک بکری اٹھا کر لے جاتا ہے اور تمہارا یہ بت سویا رہتا ہے۔ نہ یہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع۔ نہ یہ انکار کرتا ہے اور نہ ہی اقرار۔ وہ چلے گئے اور میں یہ توقع کر رہا تھا کہ یہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ پس جب ہم نے صبح کی، تو وہی چرواہا دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا بشارت ہو، بشارت ہو۔ بھیڑیا لایا گیا ہے اور وہ بت کے سامنے بغیر رسی کے بندھا ہوا ہے۔ وہ لوگ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا اور لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور بت کو سجدہ کیا اور کہا: تو اسی طرح کیا کر۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان نے ان کے ساتھ کھیل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا۝ کے تحت بیان کیا ہے کہ جن

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 (3348)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آسمان کی خبریں سنا کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ تو آسمان پر پہرہ لگا دیا گیا اور انہیں کچھ سننے سے روک دیا گیا۔ پس جنات بذات خود اس کی تلاش کرنے لگے اور کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جنات کے سردار اور معززین موصل کی سرزمین میں نصیبین کے مقام پر تھے۔ انہوں نے اس کی تلاش کی اور خوب نظر دوڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پالیا۔ اس حال میں کہ آپ ﷺ عکاظ کی طرف جاتے وقت راستے میں اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شیاطین کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہیں تھیں وہاں بیٹھ کر وہ وحی سنا کرتے تھے۔ اور جب وہ کوئی ایک کلمہ سن لیتے تو اس میں نو کلمات کا اضافہ کر دیتے، پس وہ ایک کلمہ تو حق ہوتا اور جو کچھ وہ اس میں اضافہ کرتے وہ باطل ہوتا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے، تو انہیں وہاں بیٹھنے سے روک دیا گیا۔ تو انہوں نے اس کا ذکر ابلیس سے کیا۔ اس سے قبل ان پر ستارے نہیں پھینکے جاتے تھے۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: یہ حکم کسی خاص واقعہ کے سبب ہوا ہے جو زمین میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر بھیجے۔ تو انہوں نے نخلہ کے پہاڑوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ہوئے پالیا، وہ اس کے پاس واپس آئے اور اسے اس کی خبر دی۔ تو اس نے کہا: پس یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں رونما ہوا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہیں تھیں جہاں سے وہ وحی سنا کرتے تھے۔ ان کا یہی سلسلہ جاری تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ پھر آسمان سے شیاطین کو دور ہٹا دیا گیا اور انہیں ستاروں کے سبب بھگا دیا گیا۔ پس اب جو بھی اوپر چڑھا وہی جلنے لگا۔ جب اہل زمین نے ستاروں کو دیکھا تو وہ گھبرا گئے کیونکہ اس سے قبل ایسا نہیں ہوتا تھا اور ابلیس نے کہا بالیقین زمین میں کوئی واقعہ ہوا ہے۔ پھر زمین کی ہر طرف سے مٹی لائی گئی اور اس نے اسے سونگھا اور تہامہ کی مٹی کو سونگھ کر اس نے کہا: یہاں کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ پھر اس نے جنات کی ایک جماعت اس کی طرف بھیجی اور یہی وہ جن ہیں جنہوں نے قرآن کریم سنا تھا۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی رحمت ﷺ کے درمیان زمانہ فترت میں آسمان دنیا پر کوئی پہرہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ وہ (جنات) وہاں وحی سننے کے لیے مخصوص مقامات پر بیٹھ جاتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آسمان پر سخت پہرہ لگا دیا گیا اور شیاطین بھگا دیئے گئے۔ تو انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا: وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ اور ابلیس نے کہا: تحقیق بالیقین زمین میں کوئی حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ جنات اس کے پاس جمع ہو گئے۔ تو اس نے کہا: تم زمین میں پھیل جاؤ اور مجھے مطلع کرو کہ یہ کیا حادثہ ہے جو آسمان

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 398 (3324)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں وقوع پذیر ہوا ہے؟ نصیبین سے تعلق رکھنے والے جنات کی ایک جماعت اس نے سب سے پہلے بھیجی اور یہ جنات میں سے معزز اور ان کے سردار تھے۔ اس نے انہیں تہامہ کی طرف بھیجا بڑی تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ وادی نخلہ میں پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے پالیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے کہ جب آپ قرآن کریم پڑھ رہے تھے تو جنات نے آپ کا قرآن سنا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو چکے، تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس پھرے اور انہیں ڈرانے لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دولت ایمان سے مالا مال ہو کر واپس گئے۔ (1)

امام واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنے، شیاطین کو آسمان سے روک دیا گیا اور شہابوں کے ذریعے انہیں بھگا دیا گیا۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھایا گیا کوئی ستارہ نہیں پھینکا گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بن کر تشریف لائے۔ تو ستاروں کے سبب شیاطین بھگائے گئے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کے سبب شیاطین کو وحی سننے سے روک دیا ہے۔ کاہنوں کا سلسلہ کٹ گیا ہے۔ پس کہانت کوئی نہیں ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ کے تحت کہا ہے: جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے تو آسمان پر پہرہ لگا دیا گیا۔ تا کہ چوری چھپے کچھ سنا نہ جائے، تو جنات نے اس کا انکار کیا۔ پس ان میں سے جس نے سننے کی کوشش کی تو اسے دور بھگا دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جنات آسمان سے (خبریں) سنا کرتے تھے۔ پس جب آپ مبعوث ہوئے تو پہرہ لگا دیا گیا اور انہوں نے کچھ سننے کی طاقت نہ رکھی۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف آئے اور انہیں کہنے لگے: کہ انہوں نے کچھ نہیں سنا اور مزید کہا: وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ﴿۸﴾ اور وہ پہرے دار فرشتے ہیں۔ وَّ شُهُبًا ﴿۸﴾ اور یہ ستارے ہیں۔ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ آپ کہتے ہیں: کہ شہاب ایک ستارہ ہے (جو اوپر چڑھنے والے جن کے لیے) روکا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسے بھگا دیا جائے گا۔ فرمایا: پھر جب انہیں ستارے کے سبب بھگایا گیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا: وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا کا معنی ہے کہ وہ اپنے لیے ستاروں میں سے کوئی پائے گا۔ رَّصَدًا ﴿۹﴾ فرمایا: فرشتوں میں سے کوئی تاک میں ہے۔ اور وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ کے تحت فرمایا: کہ انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مبعوث کیا گیا ہے۔ تا کہ وہ اس کے ساتھ ایمان لائیں اور اس کی اتباع و پیروی کریں اور وہ ہدایت اور راہنمائی پا جائیں۔ یا اس لیے تا کہ وہ اس کے ساتھ کفر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت

کریں اوراس کی تکذیب کریں وہ ہلاک ہوجائیں جیسا کہ ان سے پہلے بھی بعض امتیں ہلاک ہوئیں۔ واللہ اعلم۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًاۙ۝۱۱ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًاۙ۝۱۲ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًاۙ۝۱۳ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا۝۱۴ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًاۙ۝۱۵ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًاۙ۝۱۶ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًاۙ۝۱۷ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۝۱۸

"اور ہم میں بعض نیک بھی ہیں اور بعض اور طرح کے، ہم بھی تو کئی راستوں پر گامزن ہیں۔ اور (اب) ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم زمین میں بھی اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔ اور (اے جن بھائیو!) ہم نے جب پیغام ہدایت سنا تو ہم اس پر ایمان لے آئے، پس جو شخص اپنے رب پر ایمان لاتا ہے تو اسے نہ کسی نقصان کا خوف ہوتا ہے اور نہ ظلم کا۔ اور بے شک ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں اور کچھ ظالم، تو جنہوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے حق کی راہ تلاش کر لی۔ اور جو حق سے منحرف ہوتے ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ اور اگر وہ ثابت قدم رہیں راہ حق پر تو ہم انہیں سیراب کریں گے کثیر پانی سے۔ تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں اس فراوانی سے، اور جو منہ موڑے گا اپنے رب کے ذکر سے تو وہ داخل کرے گا اسے سخت عذاب میں۔ اور بے شک سب مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم میں سے بعض مسلمان ہیں اور بعض مشرک ہیں۔ اور كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا۝۱۱ کے بارے فرمایا: ہم بھی مختلف خواہشات رکھتے ہیں۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے قول باری تعالیٰ طَرَآىِٕقَ قِدَدًا۝۱۱ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: جو ہر اعتبار سے کٹا ہوا ہو۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

وَلَقَدْ قُلْتُ وَزَيْدٌ حَاسِرٌ يَوْمَ وَلَّتْ خَيْلُ زَيْدٍ قِدَدًا

"تحقیق میں نے کہا اور زید اس دن خوب تھکا ہوا تھا جب اس کا گھوڑا کٹ کر بھاگ گیا تھا"۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا طَرَآئِقَ قِدَدًا کا معنی ہے مختلف خواہشات۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم مسلمان اور کافر ملے جلے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن بھی تمہاری طرح قدریہ، مرجئہ، رافضہ اور شیعہ ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ الآیہ کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہوں نے کہا: ہم ہرگز زمین میں اس سے بچ نہیں سکیں گے اور نہ اس سے بھاگ سکیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پس اسے اپنی نیکیوں میں کمی اور نقصان کا کوئی خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے یہ خوف ہوتا ہے کہ اس پر کسی دوسرے کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ کا معنی ہے اور ہم سے بعض حق سے پھرنے اور روگردانی کرنے والے ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم میں سے بعض ظلم کرنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ کے تحت کہا کہ ہم میں سے بعض ظلم و زیادتی کرنے والے ہیں۔ اور لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا کے تحت کہا کہ اگر وہ سب کے سب ایمان لے آئیں تو ہم ان کے لیے دنیا میں وسعت اور خوشحالی پیدا کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ کے تحت کہا: کہ اگر وہ انہیں قائم کریں جن کا انہیں حکم دیا گیا تو ہم انہیں چشمے دار پانی سے سیراب کریں گے۔

امام عبد بن حمید نے اسی آیت کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور جس شے کا انہیں حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے مالوں میں کثرت اور وسعت پیدا فرما دے گا یہاں تک کہ ان کے سبب وہ غنی ہو جائیں گے۔ پھر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قسم بخدا! اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے اور اس کی اطاعت و پیروی کرتے تھے، تو ان پر قیصر و کسریٰ کے خزانے کھول

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 (3350)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیئے گئے اوران کے ساتھ انہیں آزمایا گیا۔پس وہ اپنے امام کے ہمراہ حملہ آور ہوئے اور اسے (دشمن کو) قتل کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اگر وہ طریقہ اسلام پر قائم رہیں تو ہم انہیں وافر اور کثیر مال عطا فرمائیں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مَّآءً غَدَقًا کے بارے پوچھا۔تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وافر جاری پانی ہے۔نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

تُدْنِي كِرَادِ بُسْ مُلْتَفًّا حَدَائِقُهَا    كَالنَّبْتِ جَادَتْ بِهِ اَنْهَارُهَا غَدَقًا

"گھوڑوں کے دستے قریب ہو رہے ہیں درآنحالیکہ ان کے باغات سبزیوں کی طرح گھنے اور جڑے ہوئے ہیں۔ان کی نہریں وافر پانی کے سبب بہت عمدہ ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا کی تفسیر میں فرمایا (کہ اگر وہ راہ حق پر ثابت قدم رہیں) تو ہم انہیں مال کثیر عطا فرمائیں گے۔

امام عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مَّآءً سے مراد مال اور غَدَقًا سے مراد کثیر اور وافر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مَّآءً غَدَقًا سے مراد خوشحالی زندگی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ کا معنی ہے تاکہ ہم انہیں اس کے ساتھ آزمائیں۔وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا تو وہ اسے عذاب کی مشقت میں داخل کرے گا، وہ اسی میں چڑھتا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ کا معنی ہے تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں یہاں تک کہ وہ اس کی طرف لوٹ آئیں جو کچھ ان پر فرض کیا گیا۔اور عَذَابًا صَعَدًا کا معنی ہے عذاب کی مشقت اور سختی۔

ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَعَدًا جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دیئے جانے والے عذاب میں اتنی شدت اور سختی ہوگی کہ اس میں کوئی راحت اور سکون نہیں ہوگا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَذَابًا صَعَدًا سے مراد اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ایسی چڑھائی ہے جس میں کوئی راحت اور سکون نہیں ہے۔

امام ہناد نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ عَذَابًا صَعَدًا سے مراد مشقت آمیز عذاب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ يَسْلُكْهُ کو حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ کے تحت

فرمایا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت مسجد حرام اور مسجد ایلیا بیت المقدس کے سواز مین پر کوئی مسجد نہ تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنوں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت عطا فرمائیے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کی مسجد میں نمازوں کے لیے حاضر ہوا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نماز پڑھو اور لوگوں کے ساتھ اختلاط نہ کرو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ہمارے لیے کیسے ممکن ہے کہ ہم مسجد میں آئیں حالانکہ ہم آپ سے دور رہیں؟ یا ہم کیسے نماز میں حاضر ہو سکتے ہیں حالانکہ ہم آپ سے دور ہیں؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی اور عیسائی جب اپنی عبادت گاہوں اور گرجا گھروں میں داخل ہوتے تو وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کی واحدانیت بیان کیا کریں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی اور عیسائی جب اپنی عبادت گاہوں اور اپنے گرجا گھروں میں داخل ہوتے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ

رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

''اور جب کھڑا ہوتا ہے اللہ کا (خاص) بندہ تا کہ اس کی عبادت کرے تو لوگ اس پر ہجوم کر کے آجاتے ہیں۔ آپ فرمایئے میں تو بس اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور شریک نہیں ٹھہراتا اس کا کسی کو۔ آپ فرمایئے (اللہ کے اذن کے بغیر) نہ میں تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا۔ آپ فرمایئے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ میں پاسکتا ہوں اس کے بغیر کہیں پناہ۔ البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ پہنچا دوں اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات۔ پس (اب) جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں (یہ نافرمان) ہمیشہ رہیں گے تا ابد۔ یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے (وہ عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ کون ہے جس کا مددگار کمزور ہے اور جس کی تعداد کم ہے۔ آپ فرمایئے میں (اپنی سوچ بچار سے) نہیں جانتا کہ وہ دن قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یا مقرر کر دی ہے اس کے لیے میرے رب نے لمبی مدت۔ (اللہ تعالیٰ) غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرما لیا ہو (غیب کی تعلیم کے لیے) تو مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ۔ تا کہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں (درحقیقت پہلے ہی) اللہ ان کے حالات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کا اس نے شمار کر رکھا ہے''۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے قبل نواحی مکہ کی طرف ہمارے ساتھ تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اردگرد خط کھینچ دیا اور فرمایا: تو کسی قسم کی بات نہ کرنا یہاں تک کہ میں تیرے پاس آجاؤں، پھر فرمایا: کوئی ایسی شے جسے تو دیکھے وہ تجھے خوفزدہ نہ کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور بیٹھ گئے، وہاں سیاہ رنگ کے آدمی تھے گویا کہ وہ (قوم) زط کے لوگ ہیں۔ اور ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ تو وہ آپ انہیں سے قرآن کریم کی تلاوت سننے کی حرص میں آپ پر سوار ہونے کے قریب ہو جاتے اور آپ کے بالکل قریب آجاتے۔ لیکن آپ نہ جانتے یہاں تک کہ رسول (حضرت جبرائیل علیہ السلام) آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو پڑھ کر سنایا: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، حاکم اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب ملاقاۃ وفد الجن، جلد 2، صفحہ 129، عالم الکتب بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے الختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے تھے اور آپ کے سجود کے ساتھ سجدے کرتے تھے۔ تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی اس اطاعت و پیروی کو خوب پسند کیا اور اس پر متعجب ہوئے۔ پھر اپنی قوم سے جا کر کہا: لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾ ۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَدْعُوْهُ بمعنی یدعو الیہ ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کا (خاص) بندہ کھڑا ہوتا ہے تاکہ اس کی طرف دعوت دے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس امر پر جن وانس اکٹھے ہو کر آجاتے ہیں۔ تاکہ وہ اسے بجھادیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا کہ وہ آپ کی مدد فرمائے گا اور جو بھی آپ سے دشمنی رکھے گا اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر غالب فرمائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر کہتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اور لوگوں کو ان کے رب کی طرف بلاتے ہیں تو عرب اکٹھے ہو کر آپ پر ہجوم کر لیتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾ کا معنی ہے کہ وہ لوگ اپنے ساتھیوں اور مددگاروں سمیت آپ پر آجاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لِبَدًا ﴿١٩﴾ یعنی لام کو کسرہ اور باء کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿١﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿٢﴾ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۙ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿٤﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿٥﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾ (البلد) میں لام کو رفع اور باء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور ابو بکر نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ لُبَدًا کا معنی کثیر اور زیادہ ہونا ہے، اور لبدا کا معنی بعض کا بعض پر ہونا ہے یعنی تہہ در تہہ ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَدْعُوْ کو بغیر الف کے پڑھا ہے۔

ابن جریر نے حضرمی سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ اشراف جنات میں سے ایک پیروی اور اتباع کرنے والے جن نے کہا: کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم انہیں پناہ دیں۔ لہذا میں انہیں پناہ دیتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ الآیہ (آپ فرمایئے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا)(3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں لیلۃ الجن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ آپ حجون پہنچے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر خط کھینچ کر حصار کر دیا۔ پھر آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 354 (3356)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 143

ان کی طرف آگے چلے گئے اور وہ ہجوم کر کے آپ پر آ گئے۔ تو ان کے سردار نے کہا: اسے وردان کہا جاتا ہے یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں انہیں آپ سے دور نہ ہٹا دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ملجأ پناہ گاہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پناہ اور مددگار نہیں پا سکتا (البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات پہنچا دوں) فرمایا: یہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے پیغامات پہنچانے کا مالک ہے اور عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت فرمایا: کیونکہ جب وہ کسی رسول کو پسند فرما لے تو وہ اسے چن لیتا ہے اور وہ اسے اپنے غیب میں سے جس پر چاہے اسے مطلع فرما دیتا ہے اور اسے منتخب فرما لیتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل عظام علیہم السلام کو غیب وحی میں سے علم عطا فرمایا اور ان پر اپنے غیب میں سے وہ کچھ ظاہر فرمایا جو ان کی طرف وحی کیا گیا اور جو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے اس کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ ملائکہ میں سے پیچھے آنے والے ہیں جو شیطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے بیان کرے جس پیغام کے ساتھ اسے ان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اسی کے بارے مشرکین بھی کہتے ہیں کہ انہوں (رسولوں) نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں رَّسُوْلٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر قرآن کریم میں سے کوئی آیت نازل نہیں فرمائی مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ چار فرشتے ہوتے جو اس کی حفاظت کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اسے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دیتے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ یعنی اس کے آگے پیچھے چار فرشتے ہوتے ہیں۔ تا کہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے احکام اور پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان کو اپنی خواہشات میں پھینکے جانے سے قبل وہ (ملائکہ) حضور نبی کریم ﷺ کے قریب رہا کرتے تھے۔ پھر جب شیطان کو اس کی اپنی خواہشات میں ڈال دیا گیا۔ تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ سے تھوڑا دور ہٹ جائیں تا کہ آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 231، دار الکتب العلمیہ بیروت

جان لیں کہ یہ وحی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چار محافظ فرشتے ہوتے ہیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ جان لیں اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادیے ہیں) فرمایا: جبرائیل امین نہیں آتے مگر ان کے ساتھ چار محافظ فرشتے ہوتے ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ کے تحت کہا: کہ یہ فرشتے ہیں جو آپ کی جنات سے حفاظت کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی طرف فرشتہ وحی کے ساتھ بھیجا جاتا، تو اس کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھیجی جاتی، جو سامنے سے اور پیچھے کی جانب سے اس کی حفاظت کرتے تھے، تاکہ شیطان فرشتے کی صورت میں آکر معاملہ مشتبہ نہ کردے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو پسند فرمالے تو غیب میں سے جو چاہے اس پر ظاہر فرمادیتا ہے۔ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ فرمایا: اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے فرشتوں میں سے محافظ مقرر کردیتا ہے۔ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ تاکہ اللہ تعالیٰ کا نبی جان لے کہ رسولوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام پہنچایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی ہے اور ان کا دفاع کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے لِّیَعْلَمَ کے تحت یہ قول منقول ہے: تاکہ وہ اس طرح رسولوں کے کذب کو جان لے۔ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادیے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 145
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 355 (3359)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۲۰ — سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ ۷۳ — رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ دو آیتوں کے سوا ساری سورۂ مزمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ یعنی اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور رات کے وقت نماز پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ رکعتیں نماز پڑھی اور ان میں دو فجر کی رکعتیں تھیں۔ سو میں نے ہر رکعت میں آپ کے قیام کا اندازہ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ کی مقدار لگایا(2)۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ﴿۷﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ﴿۹﴾ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ﴿۱۰﴾

"اے چادر لپیٹنے والے! رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا۔ یعنی نصف رات یا کم کر لیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا۔ یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو۔ بے شک ہم جلد ہی القا کریں گے آپ پر ایک بھاری کلام۔ بلاشبہ رات کا قیام (نفس کو) سختی سے روندتا ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔ یقیناً آپ کو دن میں بڑی مصروفیتیں ہیں۔ اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب صلوۃ اللیل، جلد 5، صفحہ 266 (1335) مکتبۃ الرشد الریاض

سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ مالک ہے شرق وغرب کا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس بنائے رکھیے اسی کو اپنا کارساز۔ اور صبر کیجئے ان کی (دل آزار) باتوں پر اور ان سے الگ ہو جایئے بڑی خوبصورتی سے''۔

امام بزار، طبرانی نے الاوسط میں اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: تم اس آدمی کو کوئی ایسا نام دو جس سے لوگ کوئی نتیجہ اخذ کر سکیں۔ پھر انہوں نے کہا: یہ کاہن ہے۔ بعض نے کہا: یہ کاہن نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا: یہ مجنون ہے۔ پھر کہا: یہ مجنون نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا: یہ ایک دوست کو اپنے دوست سے جدا کر دیتا ہے۔ پس مشرکین کا اس پر اختلاف ہو گیا۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ۝۔

امام احمد، مسلم، ابو داؤد، نسائی، محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو یہ سورت نہیں پڑھتا: یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو پھر انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آغاز میں رات کے قیام کو فرض قرار دیا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام ایک سال تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بارہ ماہ تک اس سورت کے خاتمے کو آسمان میں روکے رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں تخفیف اور رخصت نازل فرمائی اور رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل ہو گیا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قرآن کریم نازل ہوا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًاۙ۝ (اے چادر لپیٹنے والے! رات کو قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا) یہاں تک کہ ایک آدمی رسی باندھتا تھا اور لٹک جاتا تھا۔ وہ اسی حکم پر آٹھ ماہ تک عمل پیرا رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھ لیا کہ وہ اس کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہیں۔ سو ان پر رحم فرمایا اور فرض نماز کی طرف لوٹا دیا اور رات کا قیام ترک کر دیا۔(2)

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے قیام کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝ نہیں پڑھتا۔ میں نے کہا: بے شک (میں پڑھتا ہوں)۔ تو انہوں نے فرمایا: وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(3)

---

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب صلوٰۃ المسافرین، جلد 6 صفحہ 24 (476)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29 صفحہ 149، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2 صفحہ 548 (3862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں اور محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ارشاد فرمایا ہے: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، محمد بن نصر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تو وہ تقریباً اتنا وقت قیام کرتے تھے جتنا رمضان المبارک کے مہینے میں قیام کرتے۔ یہاں تک کہ سورت کا آخری حصہ نازل ہوا۔ اس کے اول اور آخر کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ نازل ہوئی۔ تو وہ ایک سال تک قیام کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے پاؤں اور پنڈلیاں ورم آلود ہو گئیں۔ حتیٰ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (المزمل:20) تو لوگوں نے راحت پائی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ تو حضور نبی کریم ﷺ دس برس تک اسی حال پر ٹھہرے رہے اور آپ رات کے وقت قیام فرماتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی قیام کرتی تھی۔ پھر دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ تو اللہ تعالیٰ نے دس سال بعد ان کے لیے تخفیف اور رخصت فرما دی۔(3)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے سورۂ مزمل کے بارے فرمایا: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ؕ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ؕ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ؕ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ؕ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَ ذَرْنِيْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝ اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ۝ۙ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ۗ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 548 (3864)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

مَهِيْلًا ﴿١٤﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ۬ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ﴿١٧﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ

اورناشئۃ اللیل اس کا اول ہے اوران کی نماز رات کے اول میں تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم اسے شمار کرلو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر قیام لیل فرض قرار دیا ہے۔ اوراس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب سو جائے تو وہ نہیں جانتا کب جاگے گا۔ اورقول باری تعالیٰ اَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾ کے بارے آپ کہتے ہیں کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ آپ قرآن کی قرأت کو سمجھیں۔ اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ کے بارے آپ فرماتے ہیں بے شک دن کے وقت آپ کے لیے طویل فراغت ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ نازل ہوئی۔ تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر میں تھے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔ حاکم نے کہا ہے یہ صحیح ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ اٹھیں۔ اورقول ربانی يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ کے بارے فرمایا: آپ نے اس امر کو چادر سے ڈھانپ رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ اٹھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑوں کے ساتھ لپٹے پڑے تھے کہ آپ کو خطاب ہوا: يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ کے بارے کہا: اے وہ جو کہ اپنے کپڑوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس سے مراد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ کے تحت کہا کہ آپ دو تین آیتیں پڑھتے پھر رک جاتے، جلدی جلدی نہ پڑھتے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منیع نے مسند میں، محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب نسخ قیام اللیل، جلد 5، صفحہ 209 (1274)، مکتبۃ الرشد الریاض

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 548 (3863)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 356 (3361)، دارالکتب العلمیہ بیروت

مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ قرآن کریم خوب واضح اور بین انداز میں پڑھیں۔(1)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن صاحب قرآن (حافظ قرآن) سے کہا جائے گا تو پڑھ اور بلندی کے مدارج چڑھتا جا اور خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ کیونکہ تیری منزل وہ مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جب تو قرآن پڑھے تو اسے ٹھہر ٹھہر کر اور خوب بین اور واضح انداز میں پڑھا کر۔ اور تو اسے ردی کھجوروں کی طرح بکھیر نہ دے۔ اور نہ تو اسے بالوں کے کاٹنے کی طرح جلدی جلدی کاٹ۔ اس کے عجائب کے بیان کے پاس رکو اور اس کے سبب اپنے دلوں کو حرکت دو اور تم میں سے کسی کا مقصد سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔

ابن ابی شیبہ، ابن نصر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ کیونکہ یہ قرآن کو مزین کرتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی قرأت خوش الحانی کے ساتھ اور آہستہ آہستہ خوب درستگی کے ساتھ کرو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام قرأت مد تھی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ⊙ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کو خوف واضح اور بین طریقے سے پڑھو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تم واضح قرأت کے ساتھ قرآن پڑھو۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابونصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قرآن کا بعض بعض کے پیچھے پڑھو (یعنی تسلسل کے ساتھ پڑھو)(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ قرآن کی خوبصورت تفسیر بیان کرو۔

امام عسکری رحمہ اللہ نے مواعظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی القراءۃ یسرع فیھا، جلد 6، صفحہ 141 (30158)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، باب فضائل القرآن، جلد 1، صفحہ 739 (2030)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی القراءۃ یسرع فیھا، جلد 6، صفحہ 140 (30152)

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 356 (3363)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ شعب الایمان، باب تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 392 (2161)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے خوب اچھی طرح سے بیان کرو اور اسے ردی کھجوروں کی طرح پھیلا نہ دو اور بالوں کے کاٹنے کی طرح اسے نہ کاٹو۔ اس کے عجائب کے پاس رکو اور اس کے سبب دلوں کو حرکت دو اور تم میں سے کسی کا ارادہ سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ملیکہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: تم اس کی ستطاعت نہیں رکھتے۔ تو پھر ان سے کہا گیا: آپ ہمیں اس کے بارے آگاہ کیجئے۔ تو پھر انہوں نے خوب اچھی طرح قرأت کی اور خوب ٹھہر ٹھہر کر آہستگی کے ساتھ کی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سے لوگ قرأت کے لحاظ سے حسین اور خوبصورت ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جسے تو پڑھتے ہوئے سنے اور تو یہ خیال کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی ایک آدمی کے پاس سے گزرا۔ وہ ایک ہی آیت پڑھتا تھا، روتا تھا اور اسے بار بار پڑھ رہا تھا۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ یہی ترتیل ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن حافظ قرآن کو کہا جائے گا۔ تو پڑھ اور ترقی کی منازل طے کرتا چل۔ کیونکہ تیری منزل وہ مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے قاری کی شفاعت کرے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اس کے پیٹ میں محفوظ کیا ہے اور میں نے اسے رات کے وقت بیدار رکھا ہے اور میں نے اسے اس کی بہت سی شہوات سے روکا ہے اور ہر عامل کے لیے اس کے عمل کی جزا ہے جو اس نے کیا۔ تو اسے کہا جائے گا اپنا ہاتھ پھیلا۔ پس اسے رضا سے بھر دیا جائے گا اور اس کے بعد اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا تو پڑھ اور ترقی کے مدارج طے کر لے۔ چنانچہ ہر آیت کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور ہر آیت کے عوض ایک نیکی کا اضافہ کر دیا جائے گا۔(5)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 256 (8734)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 257 (8742)

3۔ ایضاً، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 226 (35543)

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال لصاحب القرآن اقرأ، جلد 6، صفحہ 131 (30055)

5۔ ایضاً، باب یشفع القرآن، جلد 6، صفحہ 130 (30049)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا ہے: اے لوگو! اپنی اولادوں اور اپنے گھر والوں کو قرآن کی تعلیم دو۔ کیونکہ مسلمانوں میں سے جس کے لیے یہ لکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اسے گھیر لیں گے۔ پھر اسے کہیں گے: تو پڑھ اور جنت کے درجات میں بلند ہوتا جا، یہاں تک کہ وہ دونوں اسے وہاں اتار دیں گے جہاں اس کا قرآن کا علم ختم ہو جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے قاری سے ملاقات کرے گا جب کہ اس کی قبر شق ہوگی تو وہ دبلے پتلے متغیر رنگ والے آدمی کی طرح ہوگا۔ تو قرآن اسے کہے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں تجھے نہیں پہچانتا۔ تو قرآن کہے گا: میں تیرا ساتھی وہ قرآن ہوں جس نے تجھے دوپہر سخت گرمی کے وقت پیاسا رکھا اور تجھے رات کے وقت بیدار رکھا۔ بے شک ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے اور بلاشبہ تو آج ہر تجارت کے پیچھے ہے۔ فرمایا پھر اسے دائیں ہاتھ میں ملک عطا کیا جائے گا اور بائیں ہاتھ میں خلد اور اس کے سر پر وقار کا تاج سجایا جائے گا اور اس کے والد کو دو حلے پہنائیں جائیں گے۔ اہل دنیا ان دونوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے اور وہ دونوں کہیں گے ہمیں یہ کیوں پہنائیں گئے ہیں؟ تو انہیں کہا جائے گا: تمہارے بیٹے کے قرآن کریم یاد کرنے کے سبب۔ پھر اسے کہا جائے گا تو پڑھ اور جنت کے درجات چڑھتا چل اور انہیں پہچان لے۔ وہ اس وقت تک بلندی میں چڑھتا جائے گا جب تک وہ اسے ترتیل کے ساتھ پڑھتا جائے گا۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ میں مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے فرائض اور اس کی حدود ثقیل اور بھاری ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ کا مفہوم ہے ایسا قول جس کے مطابق عمل کرنا ثقیل ہے۔

ابن نصر اور ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایسا قول جو قیامت کے دن میزان میں ثقیل ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف جب وحی کی جاتی تھی اور آپ اپنی ناقہ پر ہوتے۔ تو وہ اپنی گردن کا سامنے والا حصہ نیچے رکھ دیتی (یعنی بیٹھ جاتی) اور ادھر ادھر پھرنے کی استطاعت نہ رکھتی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سے وحی ختم ہو جاتی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ (4)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور عرض کی:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب تشفع القرآن، جلد 6، صفحہ 131 (30059)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 129 (30045)
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 357 (3364)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3865)، دارالکتب العلمیہ بیروت

یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ وحی کو محسوس کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں گھنٹی کی آواز سنتا ہوں۔ پھر میں اس وقت خاموش ہو جاتا ہوں اور کئی بار مجھ پر وحی نازل ہوتی اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ میری جان قبض کی جارہی ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جب وحی نازل ہوتی تھی تو ہم میں سے کوئی بھی یہ طاقت نہیں رکھتا تھا کہ آپ کی طرف اپنی آنکھ اٹھا سکے یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد حبشی زبان میں رات کو قیام کرنا ہے۔ کیونکہ جب کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو وہ کہتے: نَشَا الرَّجُلُ۔(3)

فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں ابن ابی ملیکہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے نَاشِئَةَ الَّيْلِ کے بارے پوچھا۔ تو دونوں نے کہا اس سے مراد رات کو قیام کرنا ہے۔(4)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد رات کا اول حصہ ہے۔(5)

امام ابن منذر اور ابن ضریس نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ساری رات ہی نَاشِئَة ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے حبشی زبان میں مراد رات کو قیام کرنا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(6)

امام عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد حبشی زبان میں قیام اللیل ہے۔

عبد بن حمید اور ابن نصر نے ابو میسرہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس میں نشء کا معنی کھڑا ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَاشِئَةَ الَّيْلِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: میں نے رات کے وقت قیام کیا یعنی انشات۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد ہر شے نَاشِئَة ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عشاء کے بعد ہر نماز ہی نَاشِئَةَ الَّيْلِ ہے۔(7)

عبد بن حمید اور ابن نصر نے ابو مجلز سے یہ قول بیان کیا ہے عشا کی نماز کے بعد سے لے کر صبح تک جو کچھ ہے وہی نَاشِئَة ہے۔

1۔ مسند امام احمد، باب فی ذم اتقاء العیب، جلد 2، صفحہ 222، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 242 (2880)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 121 (29970)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد یہ ہے وہ ساعت جس میں تو تہجد پڑھے۔ پس تورات کے وقت تہجد پڑھا کر۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد وہ وقت ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن نصر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ قیام ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان کیا جائے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا۔ تو آپ سے استفسار کیا گیا اس وقت میں کیا ہے؟ تو آپ نے یہ فرمایا: نَاشِئَةَ میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نَاشِئَةَ الَّيْلِ میں یاء کو ہمزہ کے ساتھ اور اَشَدُّ وَطْاً میں واؤ کو نصب اور طاء کو جزم کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی مواطاۃ بمعنی موافقت آیا ہے۔

امام ابویعلی، ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۞ تو کسی آدمی نے ان سے کہا: ہم تو اسے وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۞ پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اصوب، اقوم، اھیا اور اشبا سب کا ایک ہی معنی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً کا مفہوم ہے یہ قول تیرے لیے بہت زیادہ موافق ہے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۞ اور تیرے دل کو فارغ اور خالی کرنے والا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَشَدُّ وَطْاً کا مفہوم ہے کہ تو اپنے کان، اپنی آنکھ اور اپنے دل کو ایک دوسرے کے موافق کر لے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۞ اور قرأت کو ثابت کرنے والا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رات کا قیام خیر اور نیکی میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۞ فرمایا: اور قرأت پر اجر مرتب کرنے والا ہے۔(6)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۞ کے تحت یہ قول منقول ہے کہ رات کا قیام اس سے زیادہ قریب ہے کہ آپ قرآن کی فقاہت اور سمجھ حاصل کریں اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۞ کے تحت آپ نے فرمایا: کہ اس میں سَبْحًا کا معنی فراغا ہے۔ اور وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۞ کے تحت فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے انتہائی اخلاص کا اظہار کیجئے۔(7)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 155
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 357 (3367)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، (3366)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 58-57-156

امام عبد بن حمید، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے الکنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ السبح سے مراد کسی حاجت اور نیند کے لیے فارغ ہونا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن نصر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سَبْحًا طَوِيلًا ۝ سے مراد طویل فراغت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور ربیع رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سَبْحًا طَوِيلًا ۝ کا معنی ہے طویل فراغت اور وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ کا معنی ہے کہ دعوت اور عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔(1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ سوال اور دعا پورے اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اسی سے کرو۔(2)

عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پورے اخلاص کے ساتھ اس کے لیے مخلص ہو جاؤ۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ میں رَبُّ کو مجرور پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کے تحت کہا: کہ اس سے مراد وجہ اللیل اور وجہ النہار ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝ کا مفہوم ہے انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان سے اعراض کر لیجئے۔ وَقُلْ سَلَامٌ (اور کہیے تم سلامت رہو) فرمایا یہ حکم جنگ کی اجازت سے پہلے کا ہے۔ واللہ اعلم۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۝ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَهِيلًا ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝

"آپ چھوڑ دیں مجھے اور ان جھٹلانے والے مال داروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیں۔ ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے۔ اور غذا جو گلے میں پھنس جانے والی ہے اور دردناک عذاب۔ (یہ اس روز) جس دن لرزنے لگیں گے زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ریت کے بہتے ٹیلے بن جائیں گے۔ (اے اہل مکہ!)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 (3370)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 343 (6862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف ایک (عظیم الشان) رسول تم پر گواہ بنا کر جیسے ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰ کو) رسول بنا کر بھیجا۔ پس نافرمانی کی فرعون نے رسول کی تو ہم نے اس کو بڑی سختی سے پکڑ لیا"۔

امام ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی وَ ذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِيْنَ أُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا۝ تو انہیں تھوڑی سی مہلت ہوئی۔ یہاں تک کہ پھر غزوۂ بدر ہوا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن فقراء مومن اغنیاء (دولت مند لوگ) سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے دولت مندوں کو گھٹنوں کے بل بٹھاتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا بے شک تم اہل دنیا کے ملوک اور ان کے احکام تھے۔ پس جس طرح کے تم نے وہاں عمل کیے ہیں ویسا میں نے تمہیں (بدلہ) عطا کیا ہے۔ اور وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا۝ کے تحت کہا کہ انہیں جنگ تک مہلت دے دو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ ذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِيْنَ الآیہ کے تحت کہا ہے کہ بے شک انہیں اللہ تعالیٰ کی طلب اور حاجت ہے۔ اور اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا کے تحت فرمایا کہ ان کے لیے ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

ابن جریر اور بیہقی نے البعث میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد آگ کی بیڑیاں ہیں۔(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔ قسم بخدا! یہ انتہائی بھاری ہیں، یہ کبھی جدا نہیں ہوں گی۔ پھر وہ رونے لگے۔(5)

عبد بن حمید نے ابوعمران جونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں، قسم بخدا! یہ کبھی ان سے نہیں کھلیں گی۔

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 636 (8757)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 217 (35468)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 161

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 (3369)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، عبد اللہ نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں بیان کیا ہے کہ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کھانے کے کانٹے ہوں گے، وہ حلق کو پکڑے گا، نہ نیچے اترے گا اور نہ ہی حلق سے باہر نکلے گا۔(1)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ سے مراد زقوم کا درخت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں، ہناد، عبد بن حمید اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے حضرت حمران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًاۙ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا۝ تو جب آپ اَلِیْمًا پر پہنچے تو آپ پر غشی طاری ہو گئی۔(3)

ابو عبید نے فضائل میں، امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے لغت الخائفین میں، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے الشریعہ میں، ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حمران بن اعین کی سند سے ابوحرب بن ابی الاسود سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًا۝ پڑھتے سنا۔ تو آپ بے ہوش ہو گئے۔(4)

امام حاکم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَثِیْبًا مَّهِیْلًا۝ کے تحت کہا: کہ جہیل سے مراد وہ ہے کہ جب آپ اس سے کچھ چیز لے لیں تو اس کا دوسرا حصہ تیرے پیچھے چلا آئے (یہاں مراد ریت کے بہتے ہوئے ٹیلے ہیں)(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَثِیْبًا مَّهِیْلًا۝ سے مراد بہنے والی ریت ہے اور اَخْذًا وَّبِیْلًا۝ سے مراد شدید گرفت ہے۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا: کہ مجھے اَخْذًا وَّبِیْلًا۝ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ایسی شدید گرفت ہے جس سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

خِزْیُ الْحَیَاةِ وَخِزْیُ الْمَمَاتِ　وَكُلًّا اَرَاهُ طَعَامًا وَّبِیْلًا

"زندگی کی ذلت ہو یا موت کی رسوائی ہر ایک کو میں شدید ضرر رساں کھانا یقین کرتا ہوں"۔

فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَاۖ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌۚ فَمَنْ شَآءَ

1۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3867)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً

3۔ کتاب الزہد، صفحہ 36، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

5۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3867)　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 63-162

اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾

"(ذرا سوچو) کہ تم کیسے بچو گے اگر تم کفر کرتے رہے اس روز جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا۔ (اور) آسمان پھٹ جائے گا اس (کے ہول) سے، اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا۔ یقیناً یہ (قرآن) نصیحت ہے۔ پس اب جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف سیدھا راستہ۔ بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ (نماز میں) قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب، کبھی نصف رات اور کبھی تہائی رات اور ایک جماعت ان سے جو آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی (یونہی قیام کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہی چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے رات اور دن کو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اس نے تم پر مہربانی فرمائی پس تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ سفر کرتے ہوں گے زمین میں تلاش کر رہے ہوں گے اللہ کے فضل (رزق حلال) کو اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے۔ تو پڑھ لیا کرو قرآن سے جتنا آسان ہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہا کرو۔ اور جو (نیکی) تم آگے بھیجو گے اپنے لیے تو اسے اللہ کے پاس موجود پاؤ گے یہی بہتر ہے اور (اس کا) اجر بہت بڑا ہو گا۔ اور مغفرت طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ کے تحت کہا ہے تم اس دن سے کیسے بچو گے اگر تم کفر کرتے رہے۔ فرمایا: قسم بخدا! وہ قوم اس دن نہیں بچ سکے گی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (1)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 359 (3374) مختصراً، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے تحت یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کون سی نماز کے سبب تم اس دن سے بچ سکو گے؟ اور کون سے روزے کے ذریعے تم بچ سکو گے؟

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن نداد ینے والا ندادے گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کی جماعت آتش جہنم کے لیے نکالی جائے گی۔ پس اسی وجہ سے یہ دن بچوں کو بوڑھا بنادے گا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہمارا رب حضرت آدم علیہ السلام کو بلائے گا اور فرمائے گا: اے آدم! جہنم کے لیے گروہ نکالو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے پروردگار! میں نہیں جانتا مگر وہی جو تم نے مجھے سکھایا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کا گروہ جہنم کے لیے نکالو۔ چنانچہ انہیں جہنم کی طرف ہانک دیا جائے گا درآنحالیکہ وہ رزق کو جمع کرنے والے ہوں گے اس وقت کی طرح۔ اور جب جہنم کا گروہ نکلے گا تو ہر بچہ بوڑھا ہو جائے گا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ تو فرمایا: وہ قیامت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو فرمائے گا۔ اٹھو اور اپنی اولاد میں سے جہنم کی طرف ایک جماعت بھیجو۔ تو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار! وہ کتنے ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے اور ایک نجات پا جائے گا۔ پس یہ مسلمانوں پر انتہائی گراں اور شدید گزرا۔ تو جب آپ نے ان کے چہروں پر خوف وہراس کے آثار دیکھے تو فرمایا: بے شک اولاد آدم تو کثیر ہے اور یاجوج ماجوج بھی اولاد آدم میں سے ہیں اور ان میں سے کوئی آدمی نہیں مرے گا یہاں تک کہ اس کی صلب کے ہزار آدمی وارث بن جائیں۔ پس ان میں اور ان جیسے لوگوں میں تمہارے لیے لشکر ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے تحت فرمایا کہ یوم قیامت کے سبب آسمان بوجھل اور بھاری ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آسمان اس کے سبب ثقیل اور وزنی ہو جائے گا۔

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اس کے سبب آسمان بھر جائے گا اور یہ معنی حبشی زبان کے مطابق ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن کے سبب آسمان انتہائی ثقیل اور وزنی ہو جائے گا۔

---

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 119، مطبعۃ السعادۃ مصر 2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 366 (12034)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یوم قیامت کے سبب آسمان پھٹ جائے گا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یوم قیامت کے خوف سے آسمان پھٹ جائے گا۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

طَبَاهُنَّ حَتّٰی اَعۡرَضَ اللَّيۡلَ دُوۡنَهَا　　اَفَاطِيۡرُ وَسُمِّيَ رُوَاءً جُذُوۡرُهَا

''اس نے انہیں کھینچا یہاں تک کہ رات کے وقت ان کے نیچے پھٹنیں ظاہر ہوئیں اور ان کی جڑوں کو سیرابی کا نام دیا گیا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (کے خوف) کے سبب آسمان بھاری اور ثقیل ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی اخذ کیا ہے کہ اس دن کی شدت اور اس کے خوف کے سبب آسمان بوجھل ہو جائے گا۔ اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ رَبَّكَ يَعۡلَمُ اَنَّكَ تَقُوۡمُ کے تحت آپ نے فرمایا: بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں تقریباً رات کے دو ثلث، تقریباً رات کا نصف اور تقریباً رات کا ایک ثلث۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما دونوں سے عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم ہرگز اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنَ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر قیام کے بارے میں رخصت نازل فرمائی ہے۔ اور عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ کے تحت فرمایا کہ تم رات کو قیام کرنے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ، فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کی خصال کے بارے میں ہمیں خبر دی۔ اور فرمایا عَلِمَ اَنۡ سَيَكُوۡنُ مِنۡكُمۡ مَّرۡضٰى الی آخر الآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سورت کی ابتدا میں رات کا قیام فرض کیا گیا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب نے قیام کیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں پھول گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخری آیات کو ایک سال تک روکے رکھا۔ پھر اس سورت کے آخر میں تخفیف اور رخصت نازل فرمائی۔ ارشاد فرمایا عَلِمَ اَنۡ سَيَكُوۡنُ مِنۡكُمۡ مَّرۡضٰى ۙ وَ اٰخَرُوۡنَ يَضۡرِبُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ يَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنۡهُ۔ پس اس کے سبب جو کچھ اس سے پہلے تھا وہ سب منسوخ ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ یہ دونوں لازم فرض ہیں ان دونوں میں کوئی رخصت نہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُۙ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا۝ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی مکمل ایک سال تک قیامت فرماتے

رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں متورم ہو گئے۔ پھر سال گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖؗ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس قیام کو فرض ہونے کے بعد اسے نفل بنا دیا اور رات کا قیام ضروری ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝ قُمِ الَّيْلَ الآیہ کے تحت کہا: کہ وہ اسی حکم پر سال بھر ٹھہرے رہے اور یہ ان پر انتہائی مشقت آمیز ثابت ہوا اور ان کے پاؤں متورم ہو گئے۔ پھر سورت کے آخر نے اس حکم کو منسوخ کر دیا یعنی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ کے بارے فرمایا: یہ سو آیتیں ہیں۔ (1)

امام دار قطنی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے اور ان دونوں نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے: حضرت قیس نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو آپ نے پہلی رکعت میں الحمد للہ اور سورۃ البقرہ کی پہلی آیت پڑھی۔ پھر رکوع کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔ (2)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم فاتحۃ الکتاب اور قرآن کریم میں سے جو آسان ہو وہ پڑھیں۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے بعد کوئی ایسی حالت نہیں جس پر مجھے موت آئے اور وہ میرے نزدیک اس حالت سے زیادہ پسندیدہ ہو کہ مجھے موت آئے اور میں اپنے کجاوے کے دو حصوں کے درمیان ہوں اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مال کمانے والا نہیں جو کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر کی طرف طعام (گندم وغیرہ) لے کر آتا ہے اور اسے اس دن کے نرخ کے مطابق فروخت کرتا ہے مگر اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے مرتبہ کی طرح ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

---

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 29 (10940)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 38، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 60

آیاتہا ۵٦ سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ۷۴ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾

''اے چادر لپیٹنے والے! اٹھیے اور (لوگوں کو) ڈرایئے۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور اپنے لباس کو پاک رکھیے۔ اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔ اور کسی پر احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کی نیت سے۔ اور اپنے رب (کی رضا) کے لیے صبر کیجئے۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا۔ کفار پر آسان نہ ہوگا''۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ المدثر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں بیان کیا ہے کہ میں نے قرآن کریم میں سب سے اول نازل ہونے والے کے بارے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ میں نے کہا: (لوگ) کہتے ہیں۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (العلق:1) تو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسی کے بارے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اور میں نے انہیں اسی طرح کہا جیسے تو نے کہا ہے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھ سے کچھ بیان نہیں کروں گا مگر وہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا ہے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں غار حراء میں خلوت نشین تھا۔ جب میں نے اپنی خلوت کی مدت پوری کر لی تو مجھے ندا دی گئی۔ اور میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا۔ لیکن کوئی شے نہیں دیکھی۔ پھر اپنی بائیں جانب نظر کی اور ادھر بھی کوئی شے نہ دیکھی۔ پھر اپنی پیچھے کی جانب دیکھا مگر کوئی شے نہ پائی پھر میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو وہ فرشتہ دیکھا جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ تو میں اس کے رعب کی وجہ سے ڈر گیا اور میں واپس لوٹ کر آیا اور کہا: مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو۔ پھر یہ آیات نازل

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ۪ۙ۝ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۪ۙ۝ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۪ۙ۝ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۪ۙ۝ ۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے قریش کو کھانے کی دعوت دی۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو اس نے کہا: تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو ان میں سے بعض نے کہا: یہ ساحر ہے۔ اور بعض نے کہا ساحر نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا یہ کاہن ہے۔ اور بعض نے کہا: یہ کاہن نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا: یہ شاعر ہے اور بعض نے کہا شاعر نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا: یہ جادو ہے جو پہلوں سے چلا آرہا ہے۔ پس ان میں اس پر اتفاق رائے ہو گیا کہ یہ جادو ہے جو پہلوں سے چلا آرہا ہے۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نکلے اور اپنا سر ڈھانپ لیا اور چادر اوڑھ لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ۪ۙ۝ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۪ۙ۝ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۪ۙ۝ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۪ۙ۝ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۪ۙ۝ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۝ ۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۝ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ پر یہ امر لازم کر دیا گیا ہے، پس آپ اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۝ فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے میں لپٹے پڑے تھے۔ یعنی ایسی چوڑی چادر جس کا رواں چھوٹا تھا۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۝ (اور اپنے لباس کو) گناہ سے پاک رکھیے۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ اور گناہ سے دور رہیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝ فرمایا: آپ کوئی شے نہ دیجئے (اس غرض سے) کہ آپ کو اس سے زیادہ دی جائے گی۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۝ جب آپ کو کوئی عطیہ دیا جائے تو اسے اپنے رب کے لیے دے دیجئے اور خود صبر کیجئے۔ یہاں تک کہ وہی ہو جو وہ آپ کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۝ اے اپنے کپڑوں میں لپٹنے والے! قُمْ فَاَنْذِرْ۝ اٹھیے اور اپنے رب کے عذاب، اس کے سابقہ امم میں واقع ہونے اور اس کی سزا کی شدت سے ڈرائیے جب کہ وہ انتقام لے۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۝ اپنے کپڑوں کو گناہوں سے پاک رکھیے یہ عربی کلمہ ہے۔ عربوں میں جب کوئی آدمی عہد توڑتا اور اپنے عہد کو پورا نہ کرتا تو وہ کہتے ''اِنَّ فُلَانًا لَدَنِسُ الثِّیَابِ'' بے شک فلاں کپڑوں کو میلا اور داغ دار کرنے والا ہے۔ اور جب کوئی وعدہ کو پورا کرتا اور اصلاح کرتا تو کہتے ''اِنَّ فُلَانًا لَطَاهِرُ الثِّیَابِ'' بے شک فلاں کپڑوں کو پاک رکھنے والا ہے۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ یہ دو بت تھے جو بیت اللہ شریف کے پاس تھے یعنی اساف اور نائلہ مشرکوں میں سے جو بھی ان کے پاس آتا وہ ان کے چہروں کو مس کرتا اور صاف کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: کہ آپ (حسب سابق) انہیں چھوڑے رکھیے اور ان سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 125 (11250)، مکتبۃ العلوم، الحکم بغداد

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3868)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایک طرف رکھیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ فرمایا: آپ دنیوی فوائد اور منافع حاصل کرنے کے لیے کسی کو کوئی شے عطا نہ کیجئے۔ اور نہ ہی لوگوں سے بہتر جزا اور بدلہ لینے کی خاطر کسی کو کچھ دیجئے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ کا معنی ہے اپنے رب کی عظمت بیان کیجئے۔ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ مراد آپ کی ذات ہے۔ یعنی اپنے نفس کو یاد رکھیے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فرمایا شیطان اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں جب ہم نماز میں شروع ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کے ساتھ ہمیں نماز میں شروع ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اے سونے والے! وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ آپ کے کپڑے ایسے نہ ہوں جو آپ باطل کی کمائی سے پہنتے ہوں۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور آپ (حسب سابق) بتوں سے دور رہیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ آپ کسی کو عطیہ نہ دیجئے جس کے عوض آپ اس سے افضل کی تلاش اور آرزو رکھتے ہوں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور آپ اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھیے۔ اسی کو کلام عرب میں نقی الثیاب (کپڑوں کی صفائی) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اپنے آپ کو غدر سے محفوظ رکھیے اور آپ غدار (دھوکہ باز) نہ ہو جائیے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے الوقف والابتداء (میں) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے آپ خیانت اور فسق و فجور کا لباس نہ پہنیے۔ پھر فرمایا کیا تم غیلان بن سلمہ کا قول نہیں سنتے ہو:

اِنِّیْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَاثَوْبَ فَاجِرٍ لَبِسْتُ وَلَامِنْ غَدْرَةٍ اَتَقَنَّعُ

''بحمد اللہ! میں نے نہ فسق و فجور کا لباس پہنا ہے اور نہ ہی خیانت و بدعہدی کا کپڑا اوڑھا ہے''۔(4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 77-76-73-172، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 76-75-174

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3869)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 173

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنا عہد توڑتا تھا تو وہ کہا کرتے فلاں نے کپڑے میلے اور داغدار کر دیئے (فلاں دنس الثیاب)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۝ کے تحت ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اپنے عمل کی اصلاح کیجئے۔ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی حسن عمل کا مظاہرہ کرتا تو وہ اسے کہا کرتے: فُلَانَ طَاهِرُ الثِّيَابِ۔ فلاں کپڑوں کو پاک وصاف رکھنے والا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: آپ اپنے عمل کی اصلاح کیجئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: آپ نہ کاہن ہیں اور نہ ساحر ہیں۔ پس آپ اس سے اعراض کیجئے۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ اور بتوں سے دور رہیے۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝ اور آپ بطور احسان اس امید پر کوئی شے نہ دیجئے کہ آپ کو اس سے افضل ثواب ملے گا۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۝ اور جس پر آپ کو ستایا جائے اس پر آپ اپنے رب کے لیے صبر کیجئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۝ آپ اپنے آپ کو پاک رکھیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مراد آپ کا وہ لباس نہیں ہے جو آپ پہنتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: آپ اپنے خلق کو پاک کیجئے اور حسین بنائیے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن مرثد رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بکری کی اوجھ پھینکی گئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۝ آپ اپنے لباس کو پاک کر لیجیے۔

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الرِّجْزَ کو راء کے کسرہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے پڑھا۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ یعنی راء کو رفع کے ساتھ اور فرمایا: یہ بت ہیں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے مصحف ابی میں پڑھا ہے: وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 154 (34918)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 95 (10070)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 275 (2992)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے ضمن میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ کسی کو کوئی شے نہ دیں تا کہ آپ کو اس سے زیادہ دیا جائے۔ بلاشبہ یہ حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل کیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے آپ کسی کو کوئی شے نہ دیں تا کہ آپ کو اس سے زیادہ دیا جائے اور یہ حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص ہے اور عوام الناس کو وسعت دی گئی ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے آپ کسی آدمی کو اس امید پر کوئی شے نہ دیں کہ وہ آپ کو اس سے زیادہ دے گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اپنے نزدیک اپنے عمل کو عظیم نہ قرار دیں کہ آپ خیر اور نیکی کو کثیر سمجھنے لگیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے آپ یہ نہ کہیں: میں نے انہیں دعوت دی ہے اور اسے مجھ سے قبول نہیں کیا گیا۔ واپس لوٹیے اور انہیں دعوت دیجئے۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۟ اور اس پر اپنے رب کے لیے صبر کیجئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۟ کا معنی ہے جب صور میں پھونکا جائے گا۔ اور يَوْمٌ عَسِيْرٌ۟ کا معنی ہے انتہائی شدید اور سخت دن۔(2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۟ کا معنی ہے جب صور میں پھونکا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت ابو مالک اور حضرت عامر رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ناقور سے مراد صور ہے اور یہ بگل کی طرح کی کوئی شے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۟ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کیسا انعام فرمایا ہے۔ حالانکہ صور پھونکنے والا فرشتہ سینگ کو منہ میں ڈالے اور اپنا چہرہ ٹیڑھا کیے یہ سننے کے لیے منتظر ہے کہ اسے کب حکم دیا جاتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کیسے کہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کہو" حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا "۔(4)

امام ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت زرارہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری امامت کرائی اور سورۂ مدثر کی قرأت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے: فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۟ تو مردہ ہو کر گر پڑے اور میں انہیں اٹھانے والوں میں شامل تھا۔(5)

---

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 128 (12672)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 180,81، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 362 (3382)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 128 (12671)

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3871)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا جن پر عذاب کی مشقت اور تنگی ہوگی فرمایا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾۔

ذَرْنِيْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَ مَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓىِٕكَةً ۪ وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْكٰفِرُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ مَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَ الْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَ الَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَ الصُّبْحِ اِذَاۤ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾

"آپ چھوڑ دیجئے مجھے اور جس کو میں نے تنہا پیدا کیا ہے۔ اور دے دیا ہے اس کو مال کثیر۔ اور بیٹے دیئے ہیں جو پاس رہنے والے ہیں۔ اور مہیا کر دیا ہے اسے ہر قسم کا سامان۔ پھر طمع کرتا ہے کہ میں اسے مزید عطا کروں۔ ہرگز نہیں، وہ ہماری آیتوں کا سخت دشمن ہے۔ میں اسے مجبور کروں گا کہ وہ کٹھن چڑھائی چڑھے۔ اس نے غور کیا اور

پھر ایک بات طے کر لی۔ اس پر پھٹکار، اس نے کتنی بری بات طے کی۔ اس پر پھر پھٹکار، کیسی بری بات اس نے طے کی۔ پھر دیکھا۔ پھر منہ بسورا اور ترش رو ہوا۔ پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا۔ پھر بولا یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلوں سے چلا آتا ہے۔ یہ نہیں مگر انسان کا کلام۔ عنقریب میں اسے جہنم میں جھونکوں گا۔ اور تو کیا سمجھے کہ جہنم کیا ہے۔ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔ جھلسا دینے والی آدمی کی کھال کو۔ اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ اور ہم نے نہیں مقرر کیے آگ کے داروغے مگر فرشتے اور نہیں بنایا ہم نے ان کی تعداد کو مگر آزمائش ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا، تا کہ یقین کر لیں اہل کتاب اور بڑھ جائے اہل ایمان کا ایمان اور نہ شک میں مبتلا ہوں اہل کتاب اور مومن اور تا کہ کہنے لگیں جن کے دلوں میں روگ ہے اور کفار کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس بیان سے۔ یونہی اللہ تعالیٰ (ایک ہی بات سے) گمراہ کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور کوئی نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو بغیر اس کے اور نہیں ہے یہ بیان مگر نصیحت لوگوں کے لیے۔ ہاں ہاں! چاند کی قسم! اور رات کی قسم! جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے۔ اور صبح کی قسم! جب روشن ہو جائے۔ یقیناً دوزخ بڑی آفتوں میں سے ایک آفت ہے۔ ڈراوا ہے لوگوں کے لیے۔ ان کے لیے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں یا پیچھے رہنا چاہتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے: ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اس آیت میں وَحِیْدًا۝ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اس کی ماں کے بطن سے تنہا پیدا کیا نہ اس کا کوئی مال تھا اور نہ ہی اولاد۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مال و اولاد، دولت و ثروت اور وافر حیوانوں کی صورت میں رزق عطا فرمایا۔ کَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا۝ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر اور ان کا انکار کرتا ہے۔ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ۝ فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے کہا: جو کچھ اس آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا ہے میں اس کے بارے غور و فکر کرتا رہا۔ تو میں نے یہ پایا کہ وہ شعر نہیں۔ بلاشبہ اسی کلام میں خاص حلاوت اور شیرینی ہے انتہائی حسین اور پر رونق ہے اور درجہ و رتبہ میں یہ بلند ہے۔ اس پر کوئی بلند نہیں۔ اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سحر (جادو) ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ۝ ثُمَّ نَظَرَ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ۝ فرمایا اس کا معنی ہے اس نے منہ بسورا، تیوری چڑھائی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں وَحِیْدًا۝ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے کہ ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا۝ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور وَحِیْدًا۝ کے بارے فرمایا: میں نے اسے تنہا پیدا کیا یعنی نہ اس کے پاس مال تھا اور نہ ہی اولاد۔ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا۝ اور میں نے اسے مال کثیر یعنی ہزار دینار دے دیئے۔ وَّ بَنِیْنَ اور بیٹے اور وہ دس تھے۔ شُهُوْدًا۝ فرمایا: پاس رہنے والے جو اس سے غائب نہیں ہوتے ہیں۔

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ اور میں نے اس کے لیے مال و اولاد کو پھیلا دیا (یعنی کثرت سے یہ نعمت عطا فرمائی)۔ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا پھر طمع کرتا ہے کہ میں اسے مزید عطا کروں۔ ہرگز نہیں۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پھر وہ مسلسل اپنے مال و اولاد میں نقصان اور خسارہ دیکھنے لگا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ بے شک وہ ہماری آیات کے بارے بغض و عداوت رکھتا ہے اور انہیں اجنبی قرار دینے والا ہے۔ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ میں اسے عذاب کی مشقت اٹھانے پر مجبور کردوں گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: آیت میں وَحِيْدًا ۝ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ اور وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ کے تحت کہا: اس کے تیرہ بیٹے تھے۔ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا فرمایا: اس آیت کے نازل ہونے کے دن کے بعد اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور سوائے اس مال کے جو اس کے پاس تھا اس کے مال میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ کیونکہ وہ ہماری آیات کو محض مشقت اور صعوبت گمان کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان آیات کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان میں وحید سے مراد ولید بن مغیرہ بن ہشام مخزومی ہے۔ اس کے تیرہ بیٹے تھے اور تمام کے تمام گھر کے مالک تھے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ تو وہ مسلسل اپنی ذات، مال اور اپنی اولاد کے لحاظ سے دنیا سے تنزل اور خاتمے کی جانب بڑھنے لگا، یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا سے نکال دیا۔

ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ مال کثیر سے مراد ہزار دینار ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ سے مراد دس لاکھ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور دینوری رحمہم اللہ نے المجالسہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مسلسل کئی مہینوں کا غلہ۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت نعمان بن سالم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ سے مراد زمین ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔ اہل جہنم کو اس پر چڑھنے کا پابند کیا جائے گا۔ پس جب بھی وہ اپنے ہاتھ اس پر رکھیں گے تو وہ پگھل جائے گا۔ اور جب وہ انہیں اٹھائیں گے تو وہ وہیں لوٹ آئے گا جہاں پہلے تھا۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ تو اس نے اسے خوب نرم کر دیا۔ یہ خبر ابو جہل کے پاس پہنچی۔ تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے میرے چچا! بلاشبہ تیری قوم یہ ارادہ رکھتی ہے کہ وہ تیرے لیے مال جمع کریں۔ تاکہ وہ مال تجھے دے سکیں۔ کیونکہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 85-181، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 183

تا کہ تو جو کچھ اس سے پہلے تھا اس سے اعراض کرے۔ تو ولید نے کہا: تحقیق قریش جانتے ہیں کہ میں ان کی نسبت زیادہ اور وافر مال رکھتا ہوں۔ تو ابو جہل نے کہا: تو پھر اس کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو۔ جو تیری قوم تک پہنچے تو وہ یقین کر لیں کہ تو بلاشبہ منکر ہے یا پھر تو اسے انتہائی ناپسند کرتا ہے۔ اس نے کہا: میں اس کے بارے کیا کہوں؟ قسم بخدا! تم میں سے کوئی آدمی بھی نہیں جو شعر کے بارے مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور نہ ہی کوئی شعر کے رجز اور اس کے قصیدہ کے بارے مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور نہ ہی شاعر الجن کے بارے کوئی زیادہ واقف ہے۔ قسم بخدا! جو کچھ وہ کہتا ہے وہ ان میں سے کسی شے کے مشابہ نہیں ہے۔ اور قسم بخدا! بلاشبہ اس کا وہ قول جو وہ کہتا ہے انتہائی شیریں اور حلاوت انگیز ہے۔ اس پر انتہائی حسن اور رونق ہے۔ بلاشبہ اس کی شاخیں پھل دار ہیں اور اس کی جڑیں انتہائی گہری ہیں اور بلاشبہ وہ غالب اور بلند ہے اور اس پر کوئی شے غالب نہیں اور بلاشبہ یہ اپنے ماتحت کو توڑ دیتا ہے۔ ابو جہل نے کہا: تیری قوم تجھ سے راضی نہیں ہوگی یہاں تک کہ تو اس کے بارے کچھ تو کہے۔ ولید نے کہا: سو مجھے چھوڑ دو تا کہ میں کچھ غور وفکر کر لوں۔ پس اس نے سوچ و بچار کی۔ پھر جب غور وفکر کر چکا تو اس نے کہا: یہ تو سحر (جادو) ہے جو پہلوں سے چلا آرہا ہے اور یہ اسے دوسروں سے نقل کر رہے ہیں۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ذَرۡنِیۡ وَ مَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا ﴿۱۱﴾۔ (1)

امام ابن جریر، ابو نعیم نے حلیہ میں عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اس روایت کو حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے، تو ولید بن مغیرہ نے قریش کو جمع کیا اور کہا: تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہو گے۔ تو بعض نے کہا: وہ شاعر ہے اور بعض نے کہا: وہ کاہن ہے۔ تو ولید نے کہا: میں نے شاعر کا قول بھی سنا ہوا ہے اور کاہنوں کا کلام بھی سنا ہے۔ یہ اس کی مثل نہیں ہے۔ تو لوگوں نے کہا پھر تو کیا کہتا ہے؟ راوی نے کہا: پس وہ کچھ وقت غور وفکر اور سوچ بچار کرتا رہا۔ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیۡفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَیۡفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدۡبَرَ وَ اسۡتَكۡبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ یُّؤۡثَرُ ﴿۲۴﴾۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ولید بن مغیرہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے قرآن کریم کے بارے میں کچھ پوچھا۔ جب آپ نے اسے بتایا تو پھر وہ قریش کے پاس گیا اور کہا: باعث تعجب ہے وہ کلام جو ابن ابی کبشہ کہتا ہے۔ قسم بخدا! نہ وہ شعر ہے اور نہ سحر اور نہ ہی وہ کسی مجنون کی ہذیات ہیں۔ بے شک ان کی گفتگو اس کے بارے ہے جو کلام الٰہی ہے۔ جب قریش کی جماعت نے اس سے یہ گفتگو سنی۔ تو وہ اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے قسم بخدا! اگر ولید صابی ہو گیا، تو قریش یقیناً صابی ہو جائیں گے (یعنی اپنا دین بدل لیں گے) جب یہ بات ابو جہل نے سنی تو اس نے کہا: قسم بخدا! میں اس کے بارے تم تمام کی جانب سے کافی ہوں۔ چنانچہ وہ اٹھا اور ولید کے گھر چلا گیا۔ اس نے ولید سے کہا: کیا تو نے اپنی قوم کو نہیں دیکھا، انہوں نے تیرے لیے صدقہ جمع کیا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3872)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا میں ان سے زیادہ مال و اولاد والا نہیں ہوں؟ تو ابوجہل نے اسے کہا: وہ باتیں کر رہے ہیں کہ تو ابن ابی قحافہ کے پاس جاتا ہے۔ تاکہ اس کے کھانے میں تو بھی شامل ہو جائے۔ تو پھر ولید نے کہا: میرا خاندان اس طرح کی باتیں کرتا ہے۔ تو قسم بخدا! میں ابن ابی قحافہ، عمر اور ابن ابی کبشہ میں سے کسی کے بھی قریب تک نہ جاؤں گا۔ اس کا قول نہیں ہے مگر ایسا سحر (جادو) جو پہلوں سے آ رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِیْ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ ۔(1)

امام ابن جریر اور ہناد بن سری نے الزہد میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ کا معنی جَحُوْدًا ہے۔ یعنی بہت زیادہ انکار کرنے والا۔(2)

امام احمد، ابن منذر، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَعُوْدًا جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر ستر خریف تک چڑھتا رہے گا اور پھر گر جائے گا اور ہمیشہ اسی کیفیت سے دوچار رہے گا۔(3)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ صَعُوْدًا جہنم میں ایک چٹان ہے کہ جب وہ اپنے ہاتھ اس پر رکھیں گے تو وہ پگھل جائے گی۔ اور جب وہ انہیں اٹھالیں گے تو وہ لوٹ آئے گی اور اس کی مشقت سے چھٹکارا اس میں ہے: فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ (البلد)(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَعُوْدًا جہنم میں ایک چٹان ہے جس پر کافر کو اس کے چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ کہ صَعُوْدًا جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ صَعُوْدًا جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87-186، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 184

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 185

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 366، (3398)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَعُوْدًا جہنم میں ایک چکنی اور ملائم چٹان ہے جس پر چڑھنے کا اہل جہنم کو مکلف بنایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ صَعُوْدًا سے مراد عذاب کی مشقت ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَبَسَ وَبَسَرَ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں کے درمیان سلوٹیں بنائیں اور منہ بسورا، تیوری چڑھائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یُّؤْثَرُ﴿۲۴﴾ کا مفہوم ہے کہ آپ اسے دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَقَرَ﴿۲۶﴾ جہنم کا سب سے نیچے والا درجہ ہے، اس میں آگ ہے جس میں زقوم کا درخت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ﴿۲۸﴾ کا معنی ہے نہ وہ زندہ رکھے گی اور نہ ہی مارے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَا تُبْقِيْ کا مفہوم ہے کہ جب وہ انہیں پکڑے گی تو ان میں سے کوئی شے باقی نہیں رہنے دے گی۔ اور جب انہیں نئی جلد سے بدل دیا جائے گا تو وہ نہیں چھوڑے گی پہلا عذاب ان کی طرف پھر جلدی سے بڑھ جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ﴿۲۸﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ اسے مکمل طور پر کھا جائے گی۔ اور جب اس کی خلقت ظاہر ہوگی تو وہ اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اس پر واقع ہو جائے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم گوشت، ہڈی، رگ اور مغز سبھی کچھ کھا جائے گی اور اس پر کچھ بھی نہیں چھوڑے گی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ﴿۲۹﴾ کا معنی ہے جلد کو جلانے والی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے وہ جلد کو جھلسا دے گی اور اسے جلا دے گی۔ پس اس کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور رات سے بھی زیادہ سیاہ ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کی جلد کو جھلسا دے گی یہاں تک کہ اسے رات سے بھی زیادہ سیاہ کر چھوڑے گی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَوَّاحَةٌ کا معنی ہے جلا دینے والی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 154 (34922)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ایک سے جہنم کے داروغوں کے بارے پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اسی کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو اس وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۞۔

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے کچھ اصحاب سے کہا: کیا تمہارے نبی جہنم کے داروغوں کی تعداد جانتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اتنے اور اتنے۔ اور ایک بار اشارہ دس سے کیا اور دوسری بار نو سے (یعنی جہنم کے داروغوں کی تعداد انیس ہے)۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۞ تو قریش میں سے ایک آدمی جسے ابوالاشدین کہا جاتا ہے۔ اس نے کہا: اے گروہ قریش! تمہیں انیس خوفزدہ نہیں کر سکیں گے۔ میں ان میں سے دس کو اپنے دائیں کندھے کے ساتھ دور ہٹا دوں گا اور نو کو اپنے بائیں کندھے کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ابوجہل نے یہ سنا عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۞ تو اس نے قریش سے کہا: تمہاری مائیں تمہیں روئیں۔ میں نے ابن ابی کبشہ کو تمہیں یہ خبر دیتے ہوئے سنا ہے کہ جہنم کے داروغے انیس ہیں اور تم کثیر تعداد میں ہو۔ کیا تم میں سے دس دس مل کر جہنم کے داروغوں میں سے ایک آدمی کو پکڑنے سے عاجز ہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی مکرم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ وہ ابوجہل کو لے آئیں۔ سو آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے بطحا مکہ میں پکڑ لیا اور اسے کہا۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۞ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (القیامۃ)۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۞ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل نے کہا: اے گروہ قریش! کیا تم میں سے دس افراد یہ طاقت نہیں رکھیں گے کہ وہ جہنم کے داروغوں میں سے ایک پر غالب آ جائیں حالانکہ تم کثیر تعداد میں ہو؟(3)

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ازرق بن قیس رحمہ اللہ کی سند سے بنی تمیم کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ابوعوام کے پاس تھے۔ تو اس نے یہ آیت پڑھی عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۞ اور کہا: تم کیا کہتے ہو کیا انیس فرشتے یا انیس ہزار؟ میں نے کہا نہیں بلکہ انیس فرشتے۔ تو انہوں نے کہا: تجھے یہ علم کہاں سے آیا؟ ہم نے کہا: اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ تو انہوں نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ وہ انیس فرشتے ہیں، ان میں سے ہر فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں۔ پس وہ

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 400 (3328)، دارالحدیث قاہرہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 190، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

اس کے ساتھ ایک ضرب لگائے گا تو اس کے ساتھ ستر ہزار جہنم میں گر جائیں گے اور ان میں سے ہر فرشتے کے دو کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت (فاصلہ) ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ کے تحت کہا: انہیں فتنہ اور آزمائش بنایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ابو الاشدین جمحی نے کہا: وہ میرے قدم کو بھی نہیں پہنچ سکیں گے یہاں تک کہ میں انہیں جہنم سے دور ہٹا دوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے تحت فرمایا کہ ابو الاشدین نے کہا: تم میرے اور جہنم کے داروغوں کے درمیان سے ہٹ جانا میں تمہاری جانب سے ان کی مشقت کے لیے کافی ہوں۔ فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے داروغوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان کی آنکھوں (کی چمک) بجلی کی طرح ہے اور ان کے مونہوں کے دانت مرغ کی خاروں کی طرح ہے۔ وہ انہیں پلکوں سے کھینچ لائیں گے اور ان کی قوت ثقلین (جن وانس) کی مثل ہے۔ ان میں سے لوگوں کے ایک گروہ کو ہانک کر لے آئے گا اور اس کی گردن پر پہاڑ ہوگا حتی کہ وہ انہیں جہنم میں پھینک کر ان کے اوپر پہاڑ پھینک دے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ کا مفہوم یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں بھی ان کی تعداد انیس ہی پاتے ہیں۔ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا کہ وہ اس کے ساتھ ایمان لائے جو تعداد ان کی کتابوں میں ہے۔ پس اس سے ان کے ایمان بھی بڑھ جائیں گے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اہل کتاب اس وقت یقین کر لیں گے جب کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد اس کے موافق ہے جو ان کی کتابوں میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب اپنے پاس ہی جہنم کے داروغوں کی تعداد اتنی ہی لکھی ہوئی پاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم نے ان کی کتابوں کی تصدیق کر دی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں مثلاً تورات وانجیل وغیرہ کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد انیس ہے۔ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ تاکہ وہ کہیں جن کے دلوں میں نفاق ہے۔ واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ کے تحت کہا: تیرے رب کے لشکروں کی کثرت تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 57(34183)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 364(3386)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے ایک آدمی سے اور اس نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کون سی مخلوق اعظم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: فرشتے۔ پھر پوچھا: وہ کس سے پیدا کیے گئے ہیں؟ فرمایا بازوؤں اور سینے کے نور سے۔ فرمایا پھر اس نے دونوں بازو پھیلا دیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم الفی الفین ہو جاؤ۔ تو ابن جریج سے پوچھا گیا۔ الفی الفین کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ تعداد جس کی کثرت کو شمار نہ کیا جا سکے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شب اسراء کے بارے بتایا اور فرمایا میں اور جبرائیل علیہ السلام آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے تو میں ایک فرشتے کے پاس پہنچا جسے اسماعیل کہا جاتا ہے اور وہی آسمان دنیا کا حاکم ہے۔ اس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں اور ان میں سے ہر فرشتے کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝ کا مفہوم ہے کہ یہ آتش جہنم انسان کے لیے نصیحت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝ میں إِذْ کو الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝ پڑھتے تھے۔

امام ابوعبیدہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کی طرح دبر پڑھا ہے۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اذ بغیر الف کے اور ادبر الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ حضرت ابی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت میں اذا ادبر یعنی دونوں الف کے ساتھ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دبور اللیل سے مراد رات کی تاریکی ہے۔

امام مسدد نے مسند میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝ کے بارے پوچھا۔ تو آپ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آیا۔ آپ نے پہلی اذان سنی تو مجھے آواز دی: اے مجاہد! یہ وقت دبر اللیل ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالصُّبْحِ إِذَا

اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ کا معنی ہے قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو جائے اور اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ فرمایا: بے شک یہ جہنم (بڑی بڑی آزمائشوں میں سے ایک ہے)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا میں ھا ضمیر سے مراد جہنم ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا میں ھا ضمیر سے مراد جہنم ہے یعنی یہ جہنم بڑی آزمائشوں میں سے ایک ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر صبح اور ہر شام ندا دینے والا ندا دیتا ہے: اے لوگو! کوچ کرو کوچ کرو۔ بے شک اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ فرمایا: تم میں سے جس کے لیے چاہے موت پہلے آئے۔ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ یا موت مؤخر ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ کے تحت فرمایا ہے کہ تم میں سے جو چاہے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اتباع کرے اور جو چاہے اس سے پیچھے رہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ تم میں سے جو چاہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت میں آگے بڑھے یا اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی میں پیچھے رہے۔

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَ مَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 364 (3390)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 195، داراحیاء التراث العربی بیروت

"ہر نفس اپنے عملوں میں گروی ہے۔ سوائے اصحاب یمین کے۔ جو جنتوں میں ہوں گے۔ اہل جنت پوچھیں گے مجرموں سے کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا۔ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا کرتے تھے۔ اور ہم ہرزہ سرائی کرنیوالوں کے ساتھ ہرزہ سرائی میں لگے رہتے۔ اور ہم جھٹلایا کرتے تھے روز جزا کو۔ یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔ پس انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت۔ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس نصیحت سے روگرداں ہیں۔ گویا وہ بھڑکے ہوئے جنگلی گدھے ہیں۔ جو بھاگے جارہے ہیں شیر سے۔ بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کو کھلے ہوئے صحیفے دیئے جائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ دراصل وہ آخرت سے ڈرتے ہی نہیں۔ ہاں ہاں یہ قرآن تو نصیحت ہے۔ پس جس کا جی چاہے نصیحت حاصل کرے۔ اور وہ نصیحت قبول نہیں کریں گے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے، وہی اس قابل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی بخشنے کے لائق ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾ کا معنی ہے کہ ہر نفس اپنے عملوں کے سبب پکڑا گیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اصحاب یمین کے سوا تمام کے تمام لوگ معلق ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے (کہ ہر نفس اپنے عملوں میں گروی ہے سوائے اصحاب یمین کے) کہ ان کا محاسبہ نہیں کیا جائے گا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمان ہیں۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمانوں کے بچے ہیں (3)۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمانوں کے بچے ہیں۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری دونوں نے مصاحف میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھتے سنا: فِي جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ (کہ جنت میں وہ سوال کریں گے) اے فلاں! مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ (کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا ہے) حضرت عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مجھے لقیط

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 196، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 197

4۔ [illegible] کتاب [illegible] صفحہ 117 (34626)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نے خبر دی ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو سنا۔ انہوں نے بتایا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ یہ آیت اسی طرح پڑھتے تھے۔(1)

امام ابوعبید نے فضائل میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح قرأت کی: ''یَا اَیُّهَا الْكُفَّارُ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ فرمایا وہ کہیں گے: جب بھی کوئی گمراہ ہونے والا گمراہ ہوا تو ہم بھی ان کے ساتھ گمراہ ہو گئے اور فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ کے تحت فرمایا: تم جان لو! کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنین کی آپس میں بعض کی بعض کے لیے شفاعت قبول فرمائے گا۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میری امت میں کچھ لوگ ہیں جن کی شفاعت کے سبب بنی تمیم سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور حسن نے کہا ہے: ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگوں کو یہ فرمایا اور ہم یہ بیان کرتے تھے کہ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ یہاں تک ہمیں موت آ گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ کا معنی ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں نہیں پائے گی (یعنی انہیں نفع نہیں پہنچائے گی)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری شفاعت کے ساتھ اہل ایمان جہنم سے نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ اس میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ان کے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن میمون رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس کے بارے بتاؤ جہاں قیامت کے دن حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ختم ہو جائے گی؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو خبر دی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے یہاں تک ان تک پہنچ جائیں گی جنہوں نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور نہ کبھی کسی مسکین کو کھانا کھلایا۔ اور نہ ہی دوبارہ اٹھائے جانے پر کبھی ایمان لایا۔ پس جب شفاعت ان تک پہنچے گی تو پھر کوئی ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں خیر اور نیکی ہو۔

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 366 (3399)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 365 (92-3391)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اہل نار میں سے کم درجے والے کو لایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو فرمائے گا: کیا تو سونے چاندی سے بھری ہوئی زمین بطور فدیہ دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں! اگر میں اس پر قادر ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ میں تجھے اس کی رغبت دلاتا تھا جو تجھ پر انتہائی آسان تھا کہ تو مجھ سے سوال کر، میں تجھے عطا کروں گا۔ تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تیری مغفرت فرمادوں گا اور تو مجھ سے دعا مانگ تو میں تیری دعا قبول کروں گا۔ لیکن تو دن اور رات میں سے ایک ساعت بھی مجھ سے کبھی نہیں ڈرا اور کبھی مجھ سے کوئی امید اور آرزو وابستہ نہیں کی اور نہ ہی کبھی میری سزا سے خوفزدہ ہوا۔ تو اس کے سوا اور کچھ نہیں مگر وہی جو اس سے بڑھ کر مشقت آمیز اور تکلیف دہ ہے۔ تو پھر اسے کہا جائے گا: مَاسَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۴۶﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿۴۷﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿۴۸﴾۔

امام ابن مردویہ نے حضرت صہیب الفقیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم مکہ مکرمہ میں تھے اور میرے ساتھ طلق بن حبیب بھی تھے۔ ہم خوارج کی رائے رکھتے تھے۔ تو ہم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ شفاعت کے بارے میں کچھ کہتے ہیں۔ پس ہم ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ کی جانب سے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ شفاعت کے بارے میں آپ کا نظریہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے جو کتاب اللہ میں ہے۔ تو انہوں نے ہمارے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تم اہل عراق میں سے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں۔ تو انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمایا: تم کتاب اللہ میں کہاں پاتے ہو؟ میں نے کہا: جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ (ال عمران:192) (اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اسے) اور يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا (المائدہ:37) (بہت چاہیں گے کہ نکلیں اس آگ سے اور وہ نہیں نکل سکیں گے اس سے) مزید فرمایا: كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا (السجدہ:20) (جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ (کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں تو (ہر بار) انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں) اور انہیں کے مشابہ قرآن کریم کی دیگر آیات۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم کتاب اللہ کو زیادہ جانتے ہو یا ہم؟ ہم نے کہا: نہیں بلکہ تم ہم سے زیادہ جانتے ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں قرآن کریم کے نازل ہونے کے وقت اور شفاعۃ الشافعین کے نزول کے وقت حاضر تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی تاویل سنی ہے اور بلاشبہ نبی مکرم ﷺ کے لیے کتاب اللہ میں شفاعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں جس میں مدثر کا ذکر کیا گیا ہے فرمایا ہے: مَاسَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ الآیہ۔ کیا تم جانتے نہیں کہ شفاعت ان کے لیے حلال ہے جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا اور اس کے لیے اس نے کسی سے مدد نہیں لی اور اس بارے میں کسی سے اس نے مشاورت نہیں کی۔ پس وہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہے جنت میں داخل کرے اور

جسے چاہے جہنم میں داخل کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ موحدین پر رحم اور مہربانی فرمائے گا کہ اپنی جانب سے ایک فرشتہ پانی اور نور کے ساتھ بھیجے گا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا اور وہ چھڑکاؤ کرے گا اور جنہیں وہ چاہے گا ان تک اسے پہنچادے گا۔ اور اسی تک پہنچے گا جو دنیا سے اس حال میں نکلا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا اور وہ انہیں نکال لائے گا، یہاں تک کہ انہیں جنت کے قریب سرزمین میں ڈال دے گا۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے گا۔ وہ اسے مزید پانی اور روشنی کی مہلت عطا فرمائے گا۔ پھر وہ داخل ہوگا اور چھڑکاؤ کرے گا۔ وہ انہیں پالے گا جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر بھی وہ انہیں ہی پائے گا جو دنیا سے اس حال میں نکلے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ وہ انہیں نکال لائے گا یہاں تک کہ انہیں جنت کے قریب میں ڈال دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والوں کو اجازت عطا فرمائے گا اور وہ ان کے لیے شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے سبب جنت میں داخل فرمادے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو عذاب دے گا، پھر انہیں حضور نبی رحمت ﷺ کی شفاعت کے سبب اس سے نکالے گا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۴۶﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿۴۸﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿۴۹﴾ میں التَّذْكِرَةِ سے مراد قرآن کریم ہے۔ (یعنی انہیں کیا ہوا ہے کہ وہ قرآن سے اعراض کر رہے ہیں)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ میں کان کو مثقلہ اور مُّسْتَنفِرَةٌ میں فاء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابوعبید اور ابن منذر نے حضرت حسن اور ابو رجاء سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے اسے فاء کی زبر کے ساتھ مُسْتَنفَرَة پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا معنی تیر مارنے والے شکاری لوگ ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر مارنے والا آدمی اور شکار کرنے والے آدمی ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔ اور فرمایا: عربوں میں سے میں کسی کی لغت میں یہ نہیں جانتا کہ اسد (شیر) سے مراد آدمیوں کی جماعت اور گروہ ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 552 (3875)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا مفہوم ہے کہ گویا وہ جنگلی جانور ہیں جو اپنے تیر اندازوں سے بھاگ پڑے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا معنی ہے شکار کرنے والا۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی شکار کرنے والا اور تیر پھینکنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر انداز ہے۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شکاریوں کی رسیاں ہیں۔

امام سفیان بن عیینہ نے تفسیر میں، عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد لوگوں کی آوازیں ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔ عرب زبان میں اسے اسد کہا جاتا ہے اور حبشی زبان میں قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: انہوں (قریش مکہ) نے کہا: اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو صبح کے وقت ہم میں سے ہر آدمی سر کے نیچے ایک صحیفہ (خط) ہونا چاہیے جس میں آتش جہنم سے ان کی برأت اور پر امن ہونے کا ذکر ہو۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: صبح کے وقت ہر آدمی کے سر کے نیچے ایک صحیفہ رکھا ہوا ہو جسے وہ پڑھ لیں گے۔ اور اس میں آغاز اس طرح ہو رب العالمین کی جانب سے فلاں بن فلاں کے نام۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے کچھ کہنے والوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اگر آپ کے لیے یہ بات باعث مسرت ہے کہ ہم آپ کی اتباع اور پیروی کریں۔ تو پھر خالص ہمارے لیے ایک خط لائیے جس میں وہ ہمیں آپ کی اتباع کا حکم دے اور آپ نے كَلَّا ۗ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ کے تحت کہا کہ وہ شے جس نے قوم کو ہنسایا اور انہیں خراب کیا وہ یہ ہے کہ وہ آخرت سے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 367 (3401)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (3400)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت

ڈرتے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور مزید فرمایا: كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ ہاں ہاں بلاشبہ یہ قرآن نصیحت ہے۔

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ فرمایا: بے شک ہمارا رب یہ حق رکھتا ہے کہ ہم اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچیں اور وہی اس اہل ہے کہ وہ اپنے بندوں کے کثیر اور بے شمار گناہ بخش دے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ کے بارے کہا کہ (آخرت کا خوف نہ ہونا) ہی وہ شے ہے جس نے انہیں ذلیل ورسوا کر دیا۔(1)

امام احمد، دارمی، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ اور فرمایا تحقیق تمہارے رب نے کہا: میں اس اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور جس کسی نے میرے ساتھ کسی کو الٰہ نہ بنایا تو میں اس اہل ہوں کہ میں اس کی مغفرت فرما دوں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ارشاد ربانی کے بارے پوچھا گیا هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ پس میرے ساتھ کوئی شریک نہ بنایا جائے۔ سو جب مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ بنایا جائے تو میں اس اہل ہوں کہ اس کے سوا جو گناہ ہوں انہیں بخش دوں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انتہائی کریم اور سخی ہوں اور میں عفو و درگزر کے لحاظ سے اس سے کہیں عظیم اور بلند شان والا ہوں کہ میں دنیا میں اپنے بندے پر پردہ ڈالے رکھوں اور اسے مستور رکھنے کے بعد پھر اسے رسوا کر دوں۔ اور میں اپنے بندے کی مسلسل مغفرت فرماتا رہتا ہوں جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک میں اپنے بندے سے حیا کرتا ہوں کہ وہ میری بارگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھائے پھر میں انہیں لوٹا دوں۔ "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ لَاَجِدُنِيْ اَسْتَحِيْ مِنْ عَبْدِيْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَيَّ ثُمَّ اَرُدُّهُمَا" فرشتوں نے کہا: ہمارا الٰہ اس کے اہل نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیکن میں اہل التقوی اور اہل المغفرۃ ہوں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کی مغفرت فرما دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک میں اپنے بندے اور اپنی باندی سے حیاء محسوس کرتا ہوں کہ وہ دونوں حالت اسلام میں بوڑھے ہو جائیں پھر اس کے بعد میں انہیں جہنم میں عذاب دوں "اِنِّيْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ يَشِيْبَانِ فِي الْاِسْلَامِ ثُمَّ اُعَذِّبُهُمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فِي النَّارِ"(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 234 (35616)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 552 (3876)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ نوادر الاصول، باب ان العقوبۃ لا تثنی فی الآخرۃ۔ جلد 1، صفحہ 138، دار صادر بیروت

آیاتہا ۴۰　سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۷۵　رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ﴿۱﴾ وَ لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ﴿۲﴾ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ﴿۳﴾ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ﴿۴﴾ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ ﴿۵﴾ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ﴿۹﴾ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ کَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ اِۨلْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿۱۳﴾

''میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی (کہ حشر ضرور ہوگا)۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم ہرگز جمع نہ کریں گے اس کی ہڈیوں کو۔ کیوں نہیں ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ ہم اس کی انگلیوں کی پور پور درست کردیں۔ بلکہ انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے۔ (از راہ تمسخر) وہ پوچھتا ہے قیامت کب آئے گی۔ پھر جب آنکھ خیرہ ہو جائے گی۔ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ اور (بے نوری میں) سورج اور چاند یکساں ہو جائیں گے۔ (اس روز) انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔ ہرگز نہیں وہاں کوئی پناہ گاہ نہیں۔ صرف آپ کے رب کے پاس ہی اس روز ٹھکانہ ہوگا۔ آگاہ کردیا جائے گا انسان کو اس روز جو عمل اس نے پہلے بھیجے اور جو (اثرات) وہ پیچھے چھوڑ آیا''۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ القیامۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ سورہ لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردودیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ لَآ اُقْسِمُ، مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیان کرتے ہوئے فرمایا: جو کوئی یوم قیامت کے بارے میں سوال کرے۔ تو اسے چاہیے کہ یہ سورت پڑھے۔ واللہ اعلم۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ کا معنی ہے میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: تیرا رب اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے اس کے ساتھ قسم کھاتا ہے۔ میں نے کہا وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ فرمایا: اس سے مراد ملامت کیا گیا نفس ہے۔ میں نے کہا اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ فرمایا: اگر وہ چاہتا تو وہ اسے پاؤں کا تلوا یا (جانور) کا کھر بنا دیتا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ کے تحت فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے اس کے ساتھ قسم کھاتا ہے۔ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ لوامہ سے مراد گناہ کرنے والا نفس ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ قسم کھا رہا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ سے مراد نفس مذمومہ ہے۔ یعنی ایسا نفس جس کی مذمت کی جائے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ سے مراد ایسا نفس ہے جو خیر اور شر دونوں پر ملامت کرتا ہے وہ کہتا ہے اگر تو اس کو اس طرح کرتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ نفس ہے کہ جو اس پر نادم ہوتا ہے جو اس سے فوت ہو جائے اور اس پر ملامت کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نفس جو اس پر اظہار ندامت کرتا ہے جو اس سے فوت ہو جائے اور اس پر ملامت کرتا ہو۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے محاسبۃ النفس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک بندۂ مومن کو تو نہیں دیکھے گا مگر یہ کہ وہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہے کہ میں نے اپنی گفتگو سے یہ ارادہ نہیں کیا۔ میں نے کھانے سے یہ ارادہ نہیں کیا اور میں نے اپنے نفس سے باتیں کرنے سے یہ ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی میں نے مومن کو دیکھا ہے مگر اس طرح کہ وہ اسے جھڑکتا رہتا ہے اور عتاب کرتا رہتا ہے۔ اور فاجر انسان مسلسل اپنا وقت گزارتا رہتا ہے مگر اپنے نفس کو عتاب نہیں کرتا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم پوروں سے ایسی ہتھیلی بنا دیں جس میں انگلیاں نہ ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 08-206
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 08-206 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 208 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 207

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں یا گدھے کے کھر کی طرح بنا دیتا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت کو معتدل اور انتہائی حسین وجمیل بنایا۔اے ابن آدم! تجھے اس کے ساتھ قبض بھی کیا جاسکتا ہے اور تجھے اس کے ساتھ پھیلایا بھی جاسکتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی طرح بنا دے اور وہ ان کے ساتھ کوئی کام بھی نہیں کر سکے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں کی مثل موڑ دے یہاں تک کہ وہ ان سے کوئی نفع حاصل نہ کر سکے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی طرح بنا دے اور وہ ان کے ساتھ کوئی کام نہیں کر سکے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں کی صورت میں لوٹا دے۔یہاں تک کہ وہ اس سے کچھ نفع حاصل نہ کر سکے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے ہم اس پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ ہم اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی مثل بنا دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ اور پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے کھانے کو پاک کر دیا ہے اور انسان کے لیے اونٹ اور گدھے کی طرح کے پاؤں اور کھر نہیں بنائے۔پس وہ اپنے ہاتھوں سے کھاتا ہے اور وہ ان کے سبب بچ جاتا ہے اور بقیہ تمام کے تمام حیوانات زمین سے اپنے منہ کے ساتھ چرتے اور کھاتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان مسلسل برائی کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ کافر ہے جو (یوم) حساب کو جھٹلاتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی آیت کے ضمن میں فرمایا۔اس سے مراد آرزو اور امید ہے کہ انسان کہتا ہے: میں عمل کروں گا اور پھر توبہ کرلوں گا۔(6)

---

1۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 368 (3404)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ایضاً 4۔ایضاً، جلد 29، صفحہ 210

5۔ایضاً، جلد 29، صفحہ 211 6۔ایضاً، جلد 20، صفحہ 210

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان گناہ کو مقدم کرتا ہے اور توبہ کو مؤخر کرتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انسان تو چاہتا ہے کہ وہ آئندہ بھی (گناہوں پر) سوار رہے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مسلسل چلتا رہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تو جس انسان کو بھی ملے گا اس کا نفس اسے قدم بقدم اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف کھینچ رہا ہوگا۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ اور یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ۝ انسان پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے (بلکہ انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ وہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے) اور کہتا ہے کہ بعد میں میں توبہ کرلوں گا۔ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ۝ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمایا فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۝ اس سے مراد موت ہے۔(5)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۝ اس سے مراد موت ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بَرِقَ الْبَصَرُ۝ سے مراد آنکھ کا چمک اٹھنا، خیرہ ہو جانا ہے۔ اور وَ خَسَفَ الْقَمَرُ۝ سے مراد اس کی روشنی کا ختم ہو جانا ہے۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۝ سے مراد موت کے وقت آنکھ کا خیرہ ہو جانا ہے اور وَ خَسَفَ الْقَمَرُ۝ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ۝ کے بارے کہا: کہ سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔(8)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں لپیٹ دیئے جائیں گے۔(9)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں جمع

---

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 384 (10673)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 210، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 211
4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 448 (7232)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 213

7۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 214
8۔ ایضاً
9۔ ایضاً

کیے جائیں گے اور پھر سمندر میں پھینک دیئے جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت بڑی آگ میں بدل جائے گا۔(1)

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن خالد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ میں میم کو نصب اور فاء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور یحییٰ بن وثاب نے میم اور فاء دونوں کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاہوال میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ کے تحت کہا: یہاں کوئی قلعہ اور پناہ گاہ نہیں ہے(2) اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی حرز (محفوظ جگہ) نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے پناہ گاہ۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عمرو بن کلثوم کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَعَمْرُکَ مَا اِنْ لَهُ صَخْرَةٌ　　لَعَمْرُکَ مَا اِنْ لَهُ مِنْ وَزَرِ

''تیری عمر کی قسم! بے شک اس کے لیے کوئی چٹان نہیں۔ اور تیری عمر کی قسم! بے شک اس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ کا معنی ہے کوئی قلعہ نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، عطیہ اور ابو قلابہ رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ کے ضمن میں انہوں نے کہا کہ جب عربوں کو انتہائی شدید معاملہ پیش آتا تھا تو وہ کہتے الوزر الوزیر۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام بھیجا تو فرمایا کَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ فرمایا کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے جانوروں میں ہوتا تھا تو اچانک گھوڑا اس کے پاس آتا۔ تو اس کا مالک اسے کہتا: الوزر الوزیر یعنی پہاڑ کا قصد کر اور وہاں محفوظ ہو جا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے: نہ کوئی غار ہے اور نہ ہی کوئی پناہ گاہ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی بچانے والا پہاڑ نہیں ہے۔

ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَا وَزَرَ کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔ یہ بنی حمیر کی لغت ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 215، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 216
3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 217　5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لَا وَزَرَ ۝ کا مفہوم ہے نہ کوئی پہاڑ نہ کوئی حرز، نہ کوئی پناہ ہے اور نہ کوئی نجات دلانے والا۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣ الْمُسْتَقَرُّ ۝ کہ آج کے دن تیرے رب کی طرف ہی انتہا ہے۔ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ فرمایا: اس دن انسان کو آگاہ کیا جائے گا جو کچھ اس نے اطاعت الٰہی میں سے آگے بھیجا۔ واخر فرمایا اور جو کچھ اس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ضائع کیے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انسان کو اپنے عمل کی ابتداء اور اس کی انتہاء سے آگاہ کیا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ انسان نے جو کچھ گناہوں، شر اور خطاؤں سے آگے بھیجا اور جو کچھ خیر اور نیکی میں سے پیچھے چھوڑا اسے آگاہ کیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انسان نے اپنے اعمال میں سے جو آگے بھیجے اور جو اچھا یا برا طریقہ چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا گیا سب کے بارے اسے آگاہ کیا جائے گا۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ انسان کو ان اعمال کے بارے آگاہ کیا جائے گا جو اس نے اپنی موت سے پہلے کیے۔ اور جو سنت اور طریقہ اس نے چھوڑا اور اس کے مطابق عمل اس کی موت کے بعد کیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو نیکی اس نے آگے بھیجی یا جو اچھا راستہ پیچھے چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا گیا یعنی عمل جو اس نے کسی کو سکھایا یا صدقہ جس کے بارے اس نے حکم دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان کو آگاہ کیا جائے گا اس معصیت اور گناہ کے بارے جو اس نے آگے بھیجے اور جو اطاعت و نیکی اس نے پیچھے چھوڑی۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب المحتضرین میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام کراماً کاتبین کے ساتھ انسان کے پاس آتے ہیں اور اس پر خیر و شر سب پیش کرتے ہیں۔ پس جب وہ نیکی دیکھتا ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور چمک اٹھتا ہے۔ اور جب وہ برائی دیکھتا ہے تو ذلت سے جھک جاتا ہے اور غصے ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مومن کی جان نہیں نکلتی یہاں تک کہ اس پر اس کا عمل خیر ہو نا یا شر سب پیش کر دیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 19-217
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 219 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 218 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 219

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾

"بلکہ انسان خود بھی اپنے نفس کے احوال پر نظر رکھتا ہے۔ خواہ وہ (زبان سے ہزار) بہانے بناتا ہے۔ (اے حبیب!) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ جلدی یاد کرلیں اس کو۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اس کو پڑھانا۔ پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں اسی پڑھنے کا۔ پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ انسان اپنے نفس پر بذات خود شاہد ہے۔ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ فرمایا اگرچہ وہ عذر پیش کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ کہ انسان نفس کے اعمال کے سبب اس پر شاہد ہے۔ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ اگر اس دن جھوٹے اور باطل عذر پیش کیے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کچھ بھی قبول نہیں کرے گا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے: اگر نفس سے وہ جھگڑ پڑے تو وہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ سے مراد حجت اور دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ وہ خاموش رہے اور وہ مسواک کررہے تھے۔ پھر میں نے کہا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: اے ابن آدم! تیرا عمل تیرے ساتھ زیادہ حق رکھتا ہے۔ تو حضرت عکرمہ نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21-220، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 203 (35353)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 370 (3411)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 221 5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب تو چاہے کہ تو لوگوں کے عیوب دیکھنے لگے تو تو اپنے عیب سے غافل ہو جائے گا۔ فرمایا: کہا جاتا ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے۔ اے ابن آدم! کیا تو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ میں پڑنے والا شہتیر بھی نہیں دیکھ سکتا؟

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان اپنی کان، اپنے آنکھ، اپنے ہاتھ، اپنے پاؤں اور دیگر جوارح پر نظر رکھتا ہے۔ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ خواہ وہ اپنے کپڑوں سے ننگا ہو۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ سے مراد اہل یمن کی لغت میں اس کا پردہ اور ستر ہے۔

امام طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن کے وقت اس کی بڑی شدت کے ساتھ مشق کرتے تھے اور اپنی زبان اور ہونٹوں کو اس خوف سے تیزی سے حرکت دیتے تھے کہ کوئی لفظ اس سے چھوٹ نہ جائے۔ تو آپ ﷺ اسے حفظ اور یاد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اسے آپ کے سینے میں راسخ کرنا ہمارے ذمے ہے۔ ہم اسے جمع کر دیں گے پھر اسے پڑھنا۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ جب ہم اسے آپ پر نازل کریں۔ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ تو اسے کان لگا کر سنیں اور خاموش رہیں۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ آپ اسے اپنی زبان کے ساتھ بیان کریں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس کی قرأت کریں۔ پھر اس کے بعد جب بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تو رسول اللہ ﷺ سر جھکا دیتے تھے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: آپ غور سے سنتے۔ اور جب وہ چلے جاتے تو آپ ﷺ پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ پر جب قرآن کریم نازل ہوتا تھا۔ تو آپ اس کی قرأت میں جلدی کرتے، تاکہ آپ اسے یاد کر لیں۔ تو پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ اور رسول اللہ ﷺ ختم سورت کے بارے نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کے بارے اس کے بھول جانے کے خوف سے قطعاً کوتاہی اور سستی نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ بے شک ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کے لیے جمع کر دیں۔ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ اور آپ کو پڑھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب بدء الوحی، جلد 1، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت

(ہمارے ذمہ ہے) سو آپ نہیں بھولیں گے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پس جب ہم آپ پر اسے پڑھیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ جب آپ پر تلاوت کی جائے تو آپ قرأت میں اس کی اتباع کیجئے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ پھر اس کے حلال وحرام کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اور یہی اس کا بیان ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب قرآن کریم نازل ہوتا تھا تو آپ اس کی قرأت میں تیزی کرتے تا کہ آپ اسے یاد کرلیں، تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ اور رسول اللہ ﷺ سورۃ کے ختم ہونے کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قرآن کریم سے کوتاہی نہ فرماتے تھے اس خوف سے کہ آپ اسے بھول جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ اپنی زبان کو اس کے ساتھ حرکت نہ دیں اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ اسے آپ کے لیے جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ وَقُرْاٰنَهٗ اور یہ کہ آپ اسے پڑھیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پس جب ہم اسے آپ پر پڑھیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب یہ آپ پر تلاوت کیا جائے تو آپ اس میں جو کچھ موجود ہے اس کا اتباع کریں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ فرماتا ہے: پھر اس کے حلال وحرام کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اور یہی اس کا بیان ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے: فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فرمایا جب ہم اسے بیان کردیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ تو آپ اس کے مطابق عمل کیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کے تحت کہا ہے کہ آپ ﷺ نسیان کے خوف سے قرآن کو یاد کرتے رہتے تھے تو آپ کو کہا گیا: اے محمد! ﷺ اس کے لیے ہم آپ کو کافی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح تفسیر بیان کی ہے: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ کہ حضور نبی اکرم ﷺ بھول جانے کے خوف سے قرآن کریم یاد کرنے کے لیے اپنی زبان اقدس کو تیزی سے حرکت دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی جو آپ سن رہے ہیں: اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ بے شک اسے یاد کرانا اور اسے مرتب کرانا ہمارے ذمہ ہے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ آپ اس کے حلال کی اتباع کریں اور اس کے حرام سے اجتناب کریں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ فرمایا: اس کے حلال وحرام اور اس کی طاعت و معصیت کا بیان ہمارے ذمہ ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 26-223، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 222

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 26-223 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 226 5، ایضاً، جلد 29، صفحہ 224

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾

''ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم محبت کرتے ہو جلدی ملنے والی (نعمت) سے۔ اور چھوڑ رکھا ہے تم نے آخرت کو۔ کئی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے۔ اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اور کئی چہرے اس دن اداس ہوں گے۔ خیال کرتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ سلوک ہوگا''۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: كَلَّا بَلْ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تُحِبُّوْنَ اور تَذَرُوْنَ دونوں کو تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اکثر لوگوں نے عجلت کو پسند کیا ہے۔ سوائے ان کے جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور انہیں محفوظ رکھا۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیا نے اپنی چمک اور منافع ان کے لیے جلدی پیش کر دیئے اور آخرت ان سے غائب ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دن کئی چہرے نرم و ملائم اور تر و تازہ ہوں گے۔

امام ابن منذر، آجری نے الشریعہ میں، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی نے الرؤیۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن کئی چہرے انتہائی حسین ہوں گے۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ فرمایا: وہ اپنے خالق کا دیدار کریں گے۔

امام ابن منذر اور آجری رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے اسی آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کے لیے ان چہروں کو حسین و جمیل اور تر و تازہ کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے انتہائی مسرور اور خوش ہوں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے اپنے اندر پائی جانے والی نعمت کے سبب پر رونق ہوں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کا معنی سفید اور صاف ہونا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

اور اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن منذر، آجری، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے نعمتوں کے سبب کھلے ہوں گے اور تروتازہ ہوں گے اور وہ اللہ کی طرف پورے انہماک سے دیکھ رہے ہوں گے۔

امام دارقطنی، آجری، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ نَاظِرَةٌ سے مراد حسن ہے، یعنی وہ چہرے اپنے رب کی طرف دیکھیں گے تو اس کے نور سے تروتازہ ہو جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے انتہائی حسین ہوں گے اور وہ خالق کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے اس دن کچھ چہرے انتہائی مسرور اور خوش ہوں گے۔ اور اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کے تحت فرمایا: تو اس نور کی طرف دیکھ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی آنکھوں میں عطا فرمایا کہ اگر جن وانس، چوپائے اور ہر وہ شے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، تمام مخلوق خدا کی آنکھوں کا نور رکھا جائے اور وہ ان کی آنکھوں کا نور اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی دونوں آنکھوں میں رکھ دے اور پھر سورج سے ایک پردہ اٹھا دیا جائے حالانکہ اس کے ستر پردے ہیں تو وہ انسان سورج کی طرف دیکھنے پر قادر نہ ہوگا اور سورج کرسی کے نور کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے اور کرسی نور عرش کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ اور عرش نور الستر کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی آنکھ میں کتنا نور عطا فرمایا ہے کہ وہ رب کریم کے چہرۂ قدرت کا ظاہراً دیدار کرے گا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن بعض چہرے اپنے رب کا دیدار کر رہے ہوں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے رب کی طرف دیکھیں گے لیکن یہ دیدار بلا کیف، بلا حد محدود اور بغیر کسی معین اور معلوم صفت کے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، آجری نے الشریعہ میں دارقطنی نے الرؤیہ میں، حاکم، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اہل جنت میں سے ادنی درجہ اس کے لیے ہوگا جو اپنے باغات، ازواج، نعمتوں، خدام اور اپنے بچھے ہوئے پلنگوں کی جانب ہزار برس کی مسافت سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ مکرم اور مقرب وہ ہوگا جو اس کے چہرہ قدرت کا صبح وشام دیدار کرے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ فرمایا: نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ مراد سفید اور صاف شفاف ہے۔ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وہ ہر روز اپنے رب کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھیں گے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 402 (3330)، دار الحدیث قاہرہ

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، دارقطنی نے الرؤیۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے جس کے آگے بادل نہ ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ نے فرمایا: بے شک تم قیامت کے دن پروردگار عالم کو اسی طرح دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور کہے گا جو کوئی کسی کی عبادت کرتا تھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسی کی اتباع کرے۔ پس جو سورج کی عبادت کرتے تھے وہ سورج کی اتباع کریں گے جو چاند کی پوجا کرتے تھے وہ چاند کے پیچھے ہو جائیں گے اور جو بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ ان کے پیچھے ہو جائیں گے۔ پس یہ امت باقی رہ جائے گی، اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ سو اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت کے سوا جسے وہ پہچانتے ہیں ایک دوسری صورت میں آئے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم اسی مکان پر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب آئے گا۔ پس جب ہمارا رب تشریف لائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں ان کے پاس آئے گا جسے وہ پہچانتے ہیں اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے۔ پس وہ اس کی اتباع کریں گے اور جہنم پر پل بچھائی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلا میں ہوں گا جو اسے عبور کروں گا۔ اور اس دن رسل علیہم السلام یہ دعا کر رہے ہوں گے اللھم سلم سلم۔ (اے اللہ! سلامتی کے ساتھ گزار دے، سلامتی کے ساتھ گزار دے) اور اس میں سعدان کے کانٹوں کی طرح کنڈے ہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس کی عظمت کی مقدار کو نہیں جانتا۔ پس وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب کھینچ لے گی۔ ان میں سے کوئی اپنے عمل کے سبب ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دوزخ میں گر جائے گا۔ پھر وہ نجات پا جائے گا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا۔ اور جہنم سے اسے نکالنا چاہے گا جسے اس نے نکالنے کا ارادہ کیا، ان میں سے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتے تھے۔ تو وہ ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ وہ انہیں نکال لائیں۔ پس وہ انہیں سجدوں کے نشان سے پہچان لیں گے اور وہ انہیں نکال لائیں گے۔ حالانکہ وہ جل چکے ہوں گے، پھر ان پر پانی انڈیلا جائے گا اسے ماء الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ پس وہ حسین و جمیل صورت میں دانے کے اگنے کی طرح نکل آئیں گے۔ ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو جہنم کی طرف اپنا منہ کیے ہوگا۔ تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! اس کی بو نے مجھے تکلیف اور مشقت میں ڈال رکھا ہے اور اس کی حرارت نے مجھے جلا دیا ہے۔ تو میرا چہرہ آگ سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں نے تجھے یہ عطا کر دیا تو تو مجھ سے کوئی اور سوال کرنے لگے گا۔ تو وہ عرض کرے گا تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ آگ سے پھیر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے۔ تو رب کریم فرمائے گا کیا تو نے یہ یقین نہیں دلایا تھا کہ تو اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا؟ اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو۔ تو کتنا عہد توڑنے والا ہے۔ وہ مسلسل التجا کرتا رہے گا۔ پھر رب کریم فرمائے گا مجھے یقین ہے اگر میں نے

تیری یہ خواہش پوری کردی تو تو مجھ سے اس کے سوا کوئی اور مانگنے لگے گا۔ تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا کوئی سوال نہیں کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے اس پر عہد و پیمان لے لے گا کہ وہ اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا اور پھر اسے جنت کے دروازے کے قریب کردے گا اور جب تک وہ مناسب خیال کرے گا وہ خاموش رہے گا اور جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ خاموش رہے گا۔ اور پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کردے۔ تو رب کریم فرمائے گا کیا تو نے یقین نہیں دلایا تھا کہ اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو تو کتنا دھوکے باز ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے میرے رب! تو مجھے اپنی مخلوق سے بدبخت اور شقی نہ بنادے۔ وہ مسلسل دعا مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق مسکرا دے گا۔ پس جب وہ مسکرائے گا تو ساتھ ہی اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اسے کہا جائے گا تو کسی خواہش کا اظہار کر۔ چنانچہ وہ آرزو پیش کرے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا تو کوئی آرزو کر۔ وہ پھر اپنی خواہش کا اظہار کرے گا (یہ سلسلہ چلتا رہے گا) یہاں تک کہ آرزوئیں ختم ہو جائیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے لیے ہے اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے اہل جنت میں سے آخری ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس حدیث میں سے کوئی شے تبدیل نہیں کی یہاں تک کہ وہ اس قول تک پہنچ گئے "هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ" اس پر حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ" یہ تیرے لیے ہے اور اس کی مثل دس اور بھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو یہ لفظ یاد کیے ہیں "وَمِثْلُهُ مَعَهُ" (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الرؤیۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا چودھویں چاند کی رات تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی مشکل اور تکلیف پیش آتی ہے جب کہ وہ بادل میں نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! ﷺ۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے جب کہ وہ بادل میں نہ ہو؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تمہیں اپنے رب کریم کی رؤیت میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ سو اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات فرمائے گا اور فرمائے گا اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے عزت و احترام نہیں دیا؟ کیا میں نے تجھے سرداری نہیں دی؟ کیا میں نے تجھے جوڑا نہیں بنایا؟ کیا میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے؟ اور کیا میں نے تجھے رئیس اور سردار نہیں کر چھوڑا ہے؟ تو بندہ عرض کرے گا ہاں اے میرے رب! پھر فرمائے گا آج کے دن میں تجھے بھلا دوں گا جیسے تو نے مجھے بھلا دیا پھر وہ دوسرے سے ملاقات فرمائے گا اور اسے کہے گا کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا؟ کیا میں نے تجھے جوڑا نہیں بنا

1۔ صحیح مسلم، باب الرؤیۃ، جلد 1، صفحہ 100، وزارت تعلیم اسلام آباد

دیا؟ کیا میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے؟ اور تجھے رئیس اور سردار نہیں کر چھوڑا؟ تو وہ عرض کرے گا: ہاں (یہ درست ہے) اے میرے رب! رب کریم فرمائے گا: کیا تیرا گمان تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! تو رب کریم فرمائے گا: آج کے دن میں تجھے اسطرح بھلا دوں گا جیسے تو نے مجھے بھلائے رکھا۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ تیسرے آدمی سے ملاقات فرمائے گا اور اسے کہے گا: تو کون ہے؟ تو وہ عرض کرے گا میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تجھ پر اور تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تیری کتاب پر ایمان لایا۔ میں نے روزے رکھے، نماز پڑھی اور صدقہ کرتا رہا۔ وہ استطاعت کے مطابق احسن انداز میں حمد و ثنا بیان کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: کیا ہم تیرے خلاف گواہ نہ لے آئیں۔ تو وہ دل میں سوچنے لگے کہ کون ہے جو میرے خلاف شہادت دے گا؟ فرمایا: پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا: تو بول۔ چنانچہ اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈی اعمال کے بارے گفتگو کریں گے جو اعمال وہ منافق کرتا رہا۔ وہ اپنی جانب سے عذر پیش کرے گا۔ اسی کے سبب اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے گا۔ پھر ایک ندا دینے والا ندا دے گا: سنو! ہر جماعت اس کی اتباع کرے جس کی وہ عبادت کرتی رہی۔ پس شیطان کے دوست شیطان کے پیچھے ہو جائیں گے اور یہودی اور عیسائی اپنے دوستوں کے پیچھے جہنم کی طرف چلیں گے۔ پھر اے مومنو! ہم باقی رہ جائیں گے۔ پھر ہمارا رب اپنی شان کے مطابق تشریف لائے گا۔ اور وہ ہمارا رب ہے۔ وہ فرمائے گا: یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں؟ تو وہ عرض کریں گے ہم اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں۔ ہم نے اس کی عبادت کی اور وہ ہمارا رب ہے۔ وہی ہمارے پاس آئے گا اور ہمیں چلائے گا اور ہمارا مقام تو یہی ہے۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب ہوں۔ پس تم چلو۔ پھر پل صراط بچھائی جائے گی۔ اس پر آگ کے کنڈے ہوں گے جو لوگوں کو کھینچ لیں گے اور پکڑ لیں گے۔ تو اس وقت شفاعت کی اجازت ہوگی۔ اے اللہ! سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ پس جب وہ پل کو عبور کر لے گا اور جس نے اس مال میں سے جس کا وہ مالک ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا ہوگا جنت کا ہر خازن اسے پکارے گا۔ اے اللہ کے بندے! اے مسلم! یہ خیر اور نیکی ہے۔ تو آگے آ جا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بندے کے بارے جانتے ہیں جسے ایک دروازے سے بلایا جائے گا اور وہ دوسرے سے داخل ہوگا؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں امید کرتا ہوں کہ تو ان میں سے ہے۔ "فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ وَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الرؤیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو رب کریم اپنی شان کے مطابق مومنین کے پاس آئے گا اور ان پر وقوف فرمائے گا، مومنین ایک ٹیلے (بلند مقام) پر ہوں گے۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا تم اپنے رب عزوجل کو پہچانتے ہو؟ تو وہ عرض کریں گے: اگر ہم نے اس کی ذات کو جان لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ انہیں فرمائے گا کیا

1۔ جوامع التفسیر ابن اثیر، جلد 8، صفحہ 3669، دار ابن حزم دمشق

تم اپنے رب کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: اگر ہم نے اس کی ذات کو جان لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے تجلی فرمائے گا اوران کے سامنے اپنی شان قدرت کے مطابق مسکرائے گا۔ وہ اس کے لیے سجدے میں گر پڑیں گے۔

امام نسائی اور دارقطنی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور دارقطنی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس دن سورج کو دیکھتے ہو جس میں بادل نہ ہو اور تم ایسی رات میں چاند کو دیکھتے ہو جس میں بادل نہ ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب تم اپنے رب کا دیدار کرو گے۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے ساتھ سوال و جواب کرے گا اور وہ فرمائے گا: اے میرے بندے! کیا تو فلاں فلاں گناہ کو پہچانتا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا کیا تم نے میری مغفرت نہیں فرمادی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری مغفرت کے سبب ہی تو اس مقام تک پہنچا ہے۔ (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ عزوجل کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم لیلۃ البدر کو چاند دیکھتے ہو یا جس طرح تم سورج کو دیکھتے ہو جب کہ اس کے سامنے بادل نہ ہو۔

امام احمد، عبد بن حمید اور دارقطنی رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم دارقطنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا صاف دن میں دوپہر کے وقت سورج دیکھنے میں تمہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے جس دن بادل نہ ہوں؟ ہم نے عرض کی۔ نہیں یارسول اللہ! ﷺ۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی صاف لیلۃ البدر میں چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے جس میں بادل نہ ہوں۔ تمام نے عرض کی: نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار میں تمہیں مشکل پیش نہیں آئے گی۔ جیسا کہ ان دو میں سے کسی کو دیکھنے میں کوئی مشکل لاحق نہیں ہوتی۔ (2)

امام عبد بن حمید، دارقطنی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام امتوں کو ایک سرزمین میں جمع فرمائے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان تفریق ڈالنے کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ہر قوم کے لیے اس شے کا نمونہ بنائے گا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ پس وہ ان کی اتباع کریں گے یہاں تک کہ وہ انہیں جہنم میں پھینک دیں گے۔ پھر ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہوگا اور اس وقت ہم ایک بلند جگہ پر ہوں گے اور فرمائے گا: تم کون ہو؟ سب جواباً عرض کریں گے: ہم مسلمان ہیں۔ پھر وہ فرمائے گا:

1۔ کنز العمال، جلد 14، صفحہ 450 (39217)، مکتبۃ التراث حلب

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 626 (8736)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ تو وہ عرض کریں گے ہم اپنے رب عزوجل کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو کہ تم اسے دیکھ لو گے؟ تو وہ عرض کریں گے: ہاں۔ تو پھر رب کریم فرمائے گا: تم اسے کیسے پہچانو گے حالانکہ تم نے اسے دیکھا نہیں؟ تو وہ عرض کریں گے: ہم اسے پہچان لیں گے کیونکہ اس کی کوئی نظیر و مثیل نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ مسکراتے ہوئے ہمارے لیے ظاہر ہو جائے گا اور پھر فرمائے گا: اے مسلمانوں کے گروہ! تم خوش ہو جاؤ۔ کیونکہ تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہے مگر میں نے اس کی جگہ کوئی یہودی یا عیسائی جہنم میں ڈال دیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر قوم کے لیے اس شے کا مجسمہ بنایا جائے گا جس کی دنیا میں وہ عبادت کرتے رہے تھے اور صرف اہل توحید (ایک خدا کو ماننے والے) باقی رہ جائیں گے۔ تو ان سے کہا جائے گا: تم کیا انتظار کر رہے ہو حالانکہ لوگ چلے گئے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے: بے شک ہمارا ایک رب ہے۔ ہم دنیا میں اس کی عبادت کرتے رہے ہیں، ہم نے اسے دیکھا نہیں، وہ فرمائے گا کیا تم اسے پہچان لو گے جب تم اسے دیکھ لو؟ تو وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو پھر ان سے پوچھا جائے گا: تم اسے کیسے پہچانو گے حالانکہ تم نے اسے دیکھا تک نہیں؟ تو وہ کہیں گے: بلاشبہ اس کی کوئی شبیہ و مثیل نہیں ہے۔ فرمایا پس ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔ اور وہ قومیں باقی رہ جائیں گی ان کی پیٹھیں گائے کے سینگوں کی مثل ہوں گی۔ وہ سجدہ کا ارادہ کریں گے مگر استطاعت نہیں رکھیں گے۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ** (القلم) اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! اپنے سروں کو اٹھاؤ، میں نے تم میں سے ہر آدمی کے بدلے یا اس کے فدیہ کے طور پر یہودیوں یا عیسائیوں میں سے ایک آدمی جہنم میں ڈال دیا ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایک بھی نہیں ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار علیحدہ اور تنہا کرے گا۔ جیسا کہ تم میں سے ہر ایک لیلۃ البدر کو علیحدہ علیحدہ چاند کا مشاہدہ کرتا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ سوال و جواب کرے گا۔ یہاں تک کہ تم اس سے بھی زیادہ اس کے قریب ہو جاؤ گے۔ اس وقت انہوں نے ایک قریب شے کی طرف اشارہ کیا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کا دن وہ پہلا دن ہوگا جس میں کوئی آنکھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار کرے گی۔

امام احمد، مسلم اور دارقطنی رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ورود کے متعلق سوال کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا: ہم قیامت کے دن لوگوں کے اوپر ایک بلند جگہ پر ہوں گے۔ تو امتوں کو ان کے بتوں اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے ان کے سمیت بلایا جائے گا۔ پس بالترتیب یکے بعد

دیگرے وہ بلائی جائیں گی۔ پھر اس کے بعد ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہوگا اور فرمائے گا تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو وہ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے: یہاں تک کہ ہم تیرا دیدار کر لیں۔ تو رب کریم ان کے لیے تجلی فرمائے گا، مسکرائے گا اور ان کے ساتھ چلے گا اور وہ اس کی اتباع اور پیروی کریں گے اور ان میں سے ہر انسان کو نور عطا فرمائے گا۔ (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا رب ہمارے سامنے ظہور فرمائے گا اور لوگ اس کے چہرۂ قدرت کا نظارہ کریں گے اور اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔ تو وہ فرمائے گا: تم اپنے سروں کو اٹھالو۔ کیونکہ یہ دن عبادت کا دن نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

امام دارقطنی اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ آیت پڑھائی وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور فرمایا قسم بخدا! جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا ہے میں نے اسے منسوخ نہیں کیا۔ وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ انہیں کھلایا پلایا جائے گا، وہ خوشبو لگائیں گے اور انہیں حلے پہنائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان سے حجاب اٹھا دیا جائے گا، پھر وہ اس کا دیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرمائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (مریم) (2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو مومنین اپنے رب کو دیکھیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ ہر جمعہ اپنے دیدار کا وعدہ کر رکھا ہے اور اہل ایمان عید الفطر اور قربانی کے دن بھی اس کا دیدار کریں گے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں سفید شیشے کی مانند کوئی شے تھی۔ اس کے درمیان میں سیاہ نقطے کی مثل کوئی شے تھی۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ جمعہ کا دن، ہے آپ کا رب آپ کو دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ تاکہ یہ دن آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے عید بن جائے۔ پھر میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ قیامت ہے جو اسی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ یہ دن ایام دنیا کا سردار ہے اور ہم اسی دن جنت میں یوم المزید کی دعا مانگتے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! تم اس دن یوم المزید کی دعا کیوں مانگتے ہو؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جو سفید کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو ہمارا رب اپنی شان کے مطابق کرسی پر اس وادی کی طرف نزول فرماتا ہے اور عرش کو سونے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 345، دار صادر بیروت
2۔ تاریخ بغداد، جلد 3، صفحہ 200 (1244)، مکتبۃ العربیہ بغداد

کے منبروں کے ساتھ گھیرا گیا ہے جو کہ جواہر سے مرصع چادروں سے مزین کیے گئے ہیں۔ اور وہ منبر نور کی کرسیوں کے ساتھ گھرے ہوئے ہیں۔ پھر وہ محلات کے باسیوں کو بلائے گا اور وہ آ جائیں گے اور گھٹنوں تک مشک کے ٹیلوں میں دھنس جائیں گے۔ وہ سونے چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے کپڑے ریشم و اطلس کے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس وادی تک پہنچ جائیں گے۔ جب وہ اس میں اطمینان سے بیٹھ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجے گا جسے مثیرہ کہا جاتا ہے۔ تو ان کے مونہوں اور کپڑوں میں سفید کستوری کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ وہ اس دن جرد مرد ہوں گے۔ اور تینتیس برس کی عمر کے پستہ قد ہوں گے۔ اور ان میں سے کثیر تعداد کو پلنگوں اور تختوں پر بٹھایا جائے گا، حضرت آدم علیہ السلام کی اس دن کی صورت پر جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر رب العزت رضوان کو بلائیں گے۔ یہ جنت کا خازن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے رضوان! میرے اور میرے بندوں اور میرے ملاقاتیوں کے درمیان سے حجاب اٹھا دے۔ پس جونہی درمیان سے حجاب اٹھایا جائے گا اور وہ اس کے حسن مطلق کی چمک اور اس کے نور کو دیکھیں گے۔ تو وہ اس کے لیے سجدے میں گر جائیں گے۔ تو رب کریم آواز کے ساتھ انہیں ندا دے گا: اپنے سروں کو اٹھالو کیونکہ عبادت دنیا میں تھی۔ اور آج تم دار الجزاء میں ہو۔ تم جو چاہو مجھ سے مانگو۔ میں تمہارا وہ رب ہوں جس نے تمہارے ساتھ اپنے وعدے سچ کر دکھائے اور میں نے تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرما دی اور یہ میری عزت و کرامت کا محل ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو جو تم چاہو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! کون سی وہ بھلائی ہے جو تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی۔ کیا تو وہی نہیں ہے جس نے سکرات الموت کی حالت میں ہماری مدد فرمائی اور قبروں کی تاریکیوں میں ہم سے وحشت کو دور فرمایا۔ اور صور میں پھونکے جانے کے وقت ہمیں خوف اور گھبراہٹ سے محفوظ و مامون رکھا؟ کیا تو نے ہماری لغزشوں کو کم نہیں کر دیا۔ ہمارے قبیح اور برے افعال کو ڈھانپ دیا۔ ہمیں جہنم کے پل پر ثابت قدم رکھا؟ کیا تو وہی نہیں جس نے ہمیں اپنے جوار میں قریب کیا ہے اور اپنی گفتگو کی لذت سے ہماری کانوں کو لطف اندوز کیا ہے اور اپنی نورانی تجلیات سے ہمیں سعادت اندوز کیا ہے؟ پس کون سی بھلائی ہے جو تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی؟ پس رب کریم لوٹ جائے گا اور پھر انہیں اپنی آواز قدرت سے ندا دے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا وہ رب ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو۔ تو وہ عرض کریں گے ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا: میری رضا تمہیں حاصل ہے۔ میں نے تمہاری لغزشوں اور غلطیوں کو کم کر دیا ہے، تمہارے قبیح امور پر پردہ ڈال دیا ہے، تمہیں اپنے جوار میں قریب کیا ہے اور اپنی لذت بھری گفتگو تمہیں سنوائی ہے۔ اور تمہارے لیے اپنی نورانی تجلیات کو ظاہر کیا ہے۔ پس یہ میری عزت و کرامت کا محل ہے۔ تم مجھ سے مانگو۔ پس وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے مسائل ختم ہو جائیں گے۔ پھر رب کریم فرمائے گا تم مجھ سے سوال کرو۔ چنانچہ وہ اس سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ پھر رب کریم ارشاد فرمائے گا: تم مجھ سے سوال کرو۔ تو وہ عرض کریں گے: ہم اپنے رب سے راضی ہیں اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کرتے ہیں۔ پس وہ انہیں اپنے مزید فضل و کرامت میں سے اور زیادہ عطا فرمائے گا اور جنت کی نعمتوں میں ایسا اضافہ فرمائے گا جنہیں نہ

کسی آنکھ نے دیکھا، نہ اس کے بارے کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا تصور تک آیا۔ اور اسی طرح ہو گا۔ یہاں تک کہ ان کے متفرق ہونے کی مقدار جمعہ تک ہو گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! ان کے متفرق رہنے کی مقدار کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی مقدار۔ فرمایا: ہمارے رب کا عرش علیون اٹھائیں گے اور ان کے ساتھ ملائکہ اور انبیاء بھی ہوں گے۔ پھر محلات کے مکینوں کو اجازت دے دی جائے گی اور وہ اپنے محلات کی طرف لوٹ جائیں گے اور وہ سبز زمرد کے دو محلوں میں ہوں گے اور جمعہ کے دن تک ان کا کسی شے کی طرف بھی اس سے زیادہ شوق نہیں ہو گا کہ وہ اپنے رب کی طرف دیکھیں گے اور وہ انہیں اپنے مزید فضل و کرامت سے نوازے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نہیں ہو گا۔ (1)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت لقیط بن عامر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلا۔ اور ایک ساتھی جسے نہیک بن عاصم کہا جاتا ہے وہ بھی ساتھ تھا۔ لقیط کا بیان ہے میں اپنے ساتھی کے ہمراہ نکلا۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ فرمایا: اے لوگو! سنو! میں چار دن سے تم سے اپنی آواز کو چھپائے ہوئے ہوں۔ یقیناً آج میں تمہیں سناؤں گا۔ سنو! کیا کوئی ایسا آدمی ہے جسے اس کی قوم نے بھیجا ہو؟ تو لوگوں نے کہا: آپ ہمارے لیے وہ مکمل طور پر جان لیجئے جو رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ شاید اسے اپنے دل کی بات یا اپنے ساتھی کی بات غافل کر رہی ہے۔ یا پھر گمراہی اسے غافل کر رہی ہے۔ خبردار سنو! مجھ سے پوچھا جائے گا: کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے، خبردار! سنو تم زندہ رہو گے۔ خبردار! تم بیٹھ جاؤ۔ خبردار! بیٹھ جاؤ، راوی کا بیان ہے کہ لوگ بیٹھ گئے اور میں اور میرا ساتھی کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ قلب و بصر سے ہمارے لیے فارغ ہو گئے۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ کے پاس علم غیب میں سے کچھ ہے؟ تو آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اور ساتھ اپنا سر مبارک ہلا دیا اور جان لیا کہ میں ایک نوجوان ہوں۔ پھر فرمایا: تیرے رب نے پانچ غیوب کی چابیوں کو اپنے لیے خاص کیا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: موت کا علم، تحقیق وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کسی کی موت کب آئے گی اور تم اسے نہیں جانتے۔ اور اس کا علم رکھتا ہے جو کچھ کل ہو گا اور جو تو آنے والے کل کھائے گا۔ لیکن تو اسے نہیں جانتا ہے۔ بارش کے دن کا علم، بادل تم پر جھانکنے لگتے ہیں جب تم خوفزدہ ہو کر مایوس اور ناامید ہو جاتے ہو۔ پس وہ اپنی شان کے مطابق مسکرانے لگتا ہے۔ تحقیق وہ جانتا ہے کہ تمہارے سوا کوئی اس کے قریب ہے۔ لقیط نے کہا: میں نے کہا ہم ہرگز رب سے ناامید نہیں ہوں گے کہ وہ خیر اور یوم قیامت کے علم پر مسکراتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم وہ جانتے ہیں جو کچھ لوگ جانتے ہیں اور جو کچھ میرا ساتھی جانتا ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، کتاب اہل الجنۃ، جلد 10، صفحہ 779 (18771) متفرقاً، دار الفکر بیروت

بے شک ہم ایسے قبائل میں رہتے ہیں جن میں سے کوئی آدمی ہماری تصدیق نہیں کرے گا یعنی قبیلہ مذحج سے جو کہ ہمارے قریبی ہیں۔ اور خثعم سے جو کہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارا وہ خاندان جس سے ہم خود متعلق ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ٹھہرے رہو گے جتنا تم ٹھہرے رہے پھر تمہارا نبی فوت ہو جائے گا۔ پھر تم زندہ باقی رہو گے جتنا باقی رہے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم پھر ایک چیز بھیجی جائے گی جو کہ اس (زمین) کی پشت پر کوئی شے نہیں چھوڑے گی مگر وہ مر جائے گی اور وہ ملائکہ جو تیرے رب کے ساتھ ہیں۔ پس تیرا رب شہروں میں چکر لگائے گا اور شہر اپنے باسیوں سے خالی ہو جائیں گے (یعنی وہ سب مر جائیں گے) پھر تیرا رب عرش کے پاس سے بارش برسانے والا بادل بھیجے گا۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! وہ اس کی پشت پر نہ کوئی مقتول کا گڑھا چھوڑے گی اور نہ کسی میت کا مدفن مگر زمین اس سے شق ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اسے سر کی جانب سے اٹھائے گی اور وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ تیرا رب کہے گا: کیا حال ہے، کتنی دیر تک اس حال میں رہا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کل، آج (یعنی دو دن) زندگی کے ساتھ اپنے خصوصی لگاؤ کی وجہ سے وہ گمان کرے گا کہ اس کا اپنے اہل کے ساتھ زمانہ قریب ہی رہا ہے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ ہمیں کیسے جمع کرلے گا حالانکہ ہوائیں، بلائیں اور درندے وغیرہ ہمیں پھاڑ دیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اس قسم کی مثال سے آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک زمین ہے۔ تو اس پر گیا اور وہ پرانی فاسد خراب ہو چکی تھی تو نے کہا: یہ کبھی زندہ (قابل کاشت) نہیں ہوگی۔ پھر تیرے رب نے اس پر بارش برسائی اور چند دن تو نے توقف کیا اور پھر وہاں گیا تو دیکھا وہ ایک چھوٹی نہر بنی ہوئی ہے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! وہ بالیقین زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ انہیں پانی سے جمع کرلے اور انہیں زمین کی نباتات سے بھی جمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ سو وہ قبروں سے نکلیں گے یا اپنے گرنے کی جگہوں سے پس وہ اس کی طرف دیکھیں گے اور وہ ان کی طرف دیکھے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ کیسے ہو سکے گا حالانکہ ہم زمین کو بھرے ہوئے ہوں گے اور وہ ایک شخص ہے۔ وہ ہماری طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کی مثال سے تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سورج اور چاند ہیں۔ یہ اس کی ایک چھوٹی سی علامت اور نشانی ہے۔ تم ان دونوں کو دیکھتے ہو۔ اور اسی ایک ساعت میں وہ دونوں تمہیں دیکھتے ہیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو حالانکہ ان کی رویت میں تمہیں کوئی دشواری اور مشقت نہیں ہوتی۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! یقیناً وہ اس پر زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ تمہیں دیکھے اور تم اسے دیکھو۔ یا تم ان دونوں کو دیکھتے ہو اور وہ تمہیں دیکھتے ہیں۔ اور ان کی رؤیت میں تمہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمارا رب ہمارے ساتھ کیا کرے گا جب ہم اس سے ملیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ تم ظاہراً اس پر پیش کیے جاؤ گے اور تمہارے سینے اس کے سامنے ہوں گے۔ تم میں سے کوئی بھی اس پر مخفی اور چھپا ہوا نہیں ہوگا پس تیرا رب اپنے دست قدرت میں پانی کا ایک چلو اٹھائے گا اور وہ تمہارے سامنے چھڑک دے گا اور تیرے الٰہ کی قسم! اس کا کوئی قطرہ کسی چہرے سے خطا نہیں جائے گا۔ پس رہا مسلمان! تو وہ اس کے چہرے کو مضبوط اور سفید کر دے گا اور وہ کافر کی ناک پر لگے گا اور اسے سیاہ کوئلے کی طرح کر دے گا۔ خبردار سنو! پھر تمہارے نبی مکرم ﷺ واپس پھریں گے اور ان کے نشانات قدم پر صالحین بھی

لوٹ پڑیں گے۔ اور جہنم پر بچھائی گئی پل صراط پر سے گزریں گے۔ تو ان میں سے ایک کہے گا: کوئی حیلہ بنا دے۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ وہ تمہیں پیاس کی صورت میں حوض الرسول پر مطلع فرمائے گا۔ قسم بخدا! تو اسے دیکھے گا تو سیراب ہو جائے گا۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی اپنا ہاتھ نہیں پھیلائے گا مگر اس پر ایسا خالص پانی پڑے گا جو تنکوں، پیشاب اور اذیت کی آمیزش سے بالکل پاک ہوگا اور وہ سورج اور چاند کو روک لے گا اور تم ان میں سے کسی کو نہیں دیکھ سکو گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیسے دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: اسی طرح کی آنکھ کے ساتھ جیسی آج موجود ہے۔ اور وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ایسے دن میں ہوگا جو زمین کو روشن کر دے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نیکیوں اور ہماری برائیوں کی کیا جزا دی جائے گی؟ تو آپ نے فرمایا: ایک نیکی کا بدلہ اس جیسی دس نیکیوں کے ساتھ اور برائی کا بدلہ اس جیسی ایک برائی کے ساتھ ہوگا مگر یہ کہ تیرا رب معاف فرما دے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کیا ہے اور جہنم کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے معبود کی قسم! جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے میں ایک گھڑ سوار ستر سال تک چلتا رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں سے ہم کس پر وارد ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہد کی صاف شفاف نہروں پر اور شراب سے بھری ہوئی نہروں پر جس کے سبب نہ سرور ہوگی اور نہ ہی کوئی شرمندگی اور نہ ہی ندامت اور دودھ کی نہروں پر جس کا ذائقہ متغیر نہیں ہوگا اور خالص میٹھے پانی پر اور دیگر پھلوں پر وارد ہوں گے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! جیسا کہ تم جانتے ہو نیکی کے ساتھ اس کی مثل ہوتی ہے اور پاکیزہ اور وہاں حسن وجمیل بیویاں ہوں گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے لیے ان میں بیویاں بھی ہوں گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ اور صالحہ بیویاں صالحین کے لیے ہوں گی۔ تم ان سے اسی طرح لطف اندوز ہو گے جس طرح دنیا میں لذت حاصل کرتے ہو۔ اور وہ بھی تم سے لذت حاصل کریں گے مگر وہاں اولاد نہیں ہوگی۔ لقیط نے کہا: تو میں نے کہا: وہ انتہا کیا ہے جہاں پر پہنچیں گے اور وہاں رک جائیں گے؟ مزید عرض کی: کس پر میں آپ کی بیعت کروں؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور شرک کو اس طرح زائل کرنے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے سوا کسی غیر کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔ میں نے عرض کی: بے شک ہمارے لیے وہ ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ پھر اپنی انگلیاں پھیلا دیں۔ اور یہ گمان کیا کہ میں کسی شے کی شرط لگانے والا ہوں اور آپ وہ عطا نہیں کریں گے۔ میں نے عرض کی: ہم جہاں چاہیں وہیں اتر پڑتے ہیں اور کوئی بھی اپنے نفس کے سوا کسی کے خلاف کوئی جرم نہیں کرتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھایا اور فرمایا: یہ تیرے لیے مباح ہے کہ جہاں تو ہے وہاں پڑاؤ ڈال لے اور یہ تیرے نفس کے سوا کسی کے خلاف جرم نہیں ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم واپس لوٹ آئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تیرے الٰہ کی قسم! بے شک یہ دونوں آدمی دنیا اور آخرت میں لوگوں کی نسبت زیادہ متقی ہیں۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یہ کون ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو منتفق اس کے اہل ہیں۔ پس ہم پھر آئے اور میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا کسی کے لیے اس خیر اور نیکی کا بدلہ بھی ہے جو نیکی انہوں نے

اپنے دور جاہلیت میں کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کی جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا ہے: قسم بخدا! تیرا باپ منتفق جہنم میں ہے۔ اس نے کہا: جو کچھ آپ نے میرے باپ کے بارے عام لوگوں کے سامنے بات کی وہ سینے اور چہرے کے درمیان لگی۔ اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں یہ کہوں: اور آپ کا باپ کہاں ہے یارسول اللہ! ﷺ۔ پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اور آپ کے اہل کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا اور میرے اہل اللہ تعالیٰ کی بقا اور دوام کی قسم! تو عامری یا قریشی مشرک کی قبر سے جس پر آئے تو اسے کہنا مجھے محمد ﷺ نے تیری طرف بھیجا ہے کہ جو برائیاں تو کرتا رہا ہے ان کے عوض میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ تجھے اپنے چہرے اور اپنے پیٹ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! ﷺ ان کے ساتھ کیا گیا جنہوں نے ایسا عمل کیا جس کے سوا وہ مزید اچھا نہیں کر سکتے تھے۔ حالانکہ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ مصلحین ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات امتوں کے آخر میں ایک نبی بھیجا۔ پس جس نے اس کے نبی کی نافرمانی کی وہ ضالین اور گمراہوں میں سے ہوگا اور جس نے اس کے نبی کی اطاعت و پیروی کی وہ ہدایت پانے والوں میں سے ہوا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم تمام اپنے رب کو قیامت کے دن علیحدہ علیحدہ دیکھیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس کی علامت اور دلیل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم تمام کے تمام چودھویں رات کو چاند علیحدہ علیحدہ نہیں دیکھتے؟ میں نے عرض کی: ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ اس سے عظیم تر ہے۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: جو سب سے اول اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کرے گا وہ اندھا (نابینا) ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت موسیٰ بن صالح بن صباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اہل ولایت کو اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تین قسموں میں کھڑے ہوں گے۔ پھر صنف اول سے ایک آدمی لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے کس لیے عمل کیا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تو نے جنت، اس کے درخت، اس کے پھل، اس کی نہریں اور حوریں اور اس کی دیگر نعمتیں تخلیق فرمائیں اور میں تیری اطاعت کرنے والوں کو اس میں شمار نہیں کر سکا۔ چنانچہ میں بھی اپنی راتوں کو جاگا اور اسی شوق میں اپنے دن کو بھی پیاسا رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے تو نے جنت کے لیے عمل کیا ہے سو تو اس میں داخل ہو جا۔ اور میرے فضل میں سے جو تجھ پر ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے تجھے آتش جہنم سے آزاد کر دیا۔ پس وہ اور اس کے ساتھی سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر دوسرے گروہ سے ایک آدمی لایا جائے گا۔ رب کریم اس سے پوچھے گا: میرے بندے تو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 605 (8683)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب الرؤیۃ، جلد 4، صفحہ 375، دار الکتاب العربی بیروت

نے کس لیے عمل کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تو نے جہنم کو پیدا کیا اور اس کے طوق، اس کی بھڑکتی آگ، اس کی زہر اور اس کے کھولتے ہوئے پانی کو تخلیق فرمایا۔ اور میں تجھ سے عداوت رکھنے والوں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو اس میں شمار نہیں کر سکا۔ چنانچہ میں اپنی رات کو جاگتا رہا اور اس کے خوف سے اپنے دن کو پیاسا رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے تو نے جہنم کے خوف سے عمل کیا ہے۔ پس میں نے تجھے جہنم سے آزاد کر دیا اور تجھ پر میرا فضل یہ ہوا کہ میں نے تجھے اپنی جنت میں داخل کر دیا۔ پس وہ اور اس کے ساتھی سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرا گروہ سے ایک آدمی لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! تو کس لیے عمل کرتا رہا؟ تو وہ جواب دے گا: اے میرے رب! صرف تیری محبت کے لیے اور تیرے شوق کے لیے۔ تیری عزت کی قسم! صرف تیرے شوق اور تیری محبت میں میں اپنی راتوں کو جاگتا رہا اور میں نے اپنے دنوں کو پیاسا رکھا (یعنی روزے رکھتا رہا) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! تو نے میرے (دیدار کے) شوق اور میری محبت کے لیے عمل کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے تجلی فرمائے گا۔ میرے بندے! تو نے میرے (دیدار کے) شوق اور میری محبت کے لیے عمل کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: میں یہ ہوں میرا دیدار کر لے۔ پھر فرمائے گا: تجھ پر میرا فضل یہ ہے کہ میں نے تجھے جہنم سے آزاد کر دیا ہے اور اپنی جنت کو تیرے لیے مباح کر دیا ہے۔ میں نے تیری اپنے ملائکہ سے ملاقات کرائی اور تجھے بذات خود سلام کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا: پس وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاعمال والصفات میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ یہ دعائیں مانگا کرتے تھے ”اے اللہ! بوسیلہ اپنے علم غیب اور مخلوق پر قدرت کے جب تک تو میرے لیے زندہ رہنا باعث خیر جانتا ہے مجھے زندہ رکھ۔ اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے غیب و شہادت کی حالت میں تیری خشیت کی التجاء کرتا ہوں اور میں غضب و رضا کی حالت میں حکمت و دانائی کے کلمہ کی درخواست کرتا ہوں اور میں تجھ سے فقر و غنا میں میانہ روی اختیار کرنے کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے ایسی نعمت کی التجا کرتا ہوں جو ضائع نہ ہو اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت مانگتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے قضاء کے بعد رضا کا سوال کرتا ہوں اور موت کے بعد زندگی کی راحت و سکون کی التجاء کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیرے چہرۂ قدرت کے دیدار کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور تیری ملاقات کے شوق کی درخواست کرتا ہوں۔ کسی تکلیف دہ شے کے نقصان پہنچائے بغیر اور بغیر گمراہ کن فتنہ کے۔ اے اللہ! تو ہمیں زینت ایمان سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت عطا فرما“۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک دعا سکھائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ وہ خود اور اس کے گھر والے ہر روز اسے مانگا کریں (اور رب کریم کی بارگاہ میں التجا کیا کریں جب تو صبح

1۔ سنن نسائی، باب الدعاء بعد الذکر، جلد 3، صفحہ 54، دار الریان القاہرہ

کرے تو اس طرح کہا کرے ''لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَبِكَ وَاِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ مَاقُلْتُ مِنْ قَوْلٍ اَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ اَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ مَاشِئْتَ كَانَ وَمَالَمْ تَشَأْلَمْ يَكُنْ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ مَاصَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنٍ فَعَلٰى مَنْ لَعَنْتَ۔ اَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ۔ اَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ، وَشَوْقًا اِلٰى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءِ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَعْتَدِيَ اَوْ يُعْتَدٰى عَلَيَّ، اَوْاَكْسِبَ خَطِيْئَةً اَوْ ذَنْبًا لَا تَغْفِرُهٗ، اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَاِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَاُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْمُلْكُ، وَلَكَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ، وَلِقَاءَكَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَارَيْبَ فِيْهَا، وَاَنْتَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ، وَاَشْهَدُ اَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تَكِلْنِيْ اِلٰى وَهْنٍ وَعَوْرَةٍ وَذَنْبٍ وَخَطِيْئَةٍ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ،اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ (اَنْتَ) التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ''

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے کہ بعض چہرے اس دن حسین ہوں گے۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وہ اپنے رب کی جانب سے ثواب کا انتظار کر رہے ہوں گے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب منتظر ہوں گے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس دن بعض چہرے پیشانی پر بل ڈالے ہوئے اور تیوری چڑھائے ہوئے ہوں گے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کی پہچان رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ازرق کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

صَبَّحْنَا تَمِيْمًا غَدَاةَ النِّسَارِ شَهْبَاءَ مَلْمُوْمَةً بَاسِرَةً

''ہم نے تمیم کو گدھوں کا کھانا، قحط زدہ، ملامت زدہ اور تیوری چڑھانے اور منہ بسورنے والا کر دیا''۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ کا معنی تیوری چڑھانا ہے۔ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جائے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 229، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 230

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے اس دن بعض چہرے دانت نکالے ہوئے ہوں گے اور گمان کریں گے کہ ان کے ساتھ انتہائی وحشت ناک سلوک کیا جائے گا۔(1)

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَ قِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَ لٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِ َۧ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾

"ہاں ہاں جب جان پہنچے گی ہنسلی تک۔ اور کہا جائے گا ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔ اور (مرنے والا) سمجھ لیتا ہے کہ جدائی کی گھڑی آ پہنچی۔ اور لپٹ جاتی ہے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے۔ اس دن آپ کے رب کی طرف کوچ ہوتا ہے۔ (اتنی فہمائش کے باوجود) نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ اس نے (حق کو) جھٹلایا اور اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر گیا گھر کی طرف نخرے کرتا ہوا۔ تیری خرابی آ لگی اب آ لگی۔ پھر تیری خرابی آ لگی اب آ لگی۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ (ابتدا میں) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے۔ پھر اس سے وہ لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اسے بنایا اور اعضاء درست کیے۔ پھر اس سے دو قسمیں بنائیں، مرد اور عورت۔ کیا وہ (اتنی قدرت والا) اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر زندہ کر دے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ کا معنی حلقوم ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ کا معنی ہے کون شفا دینے والا طبیب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اطباء تلاش کیے۔ لیکن انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلے کے خلاف کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچایا۔ وَّ ظَنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 371 (3418)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ فرمایا اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ فراق اور جدائی کی گھڑی ہے۔ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ فرمایا: اس کی دونوں پنڈلیاں بے جان ہو گئیں اور وہ اسے اٹھا نہیں سکتیں، حالانکہ وہ انہیں پر بہت گھومتا پھرتا تھا۔(1)

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ سے مراد طبیب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کون دم کرنے والا ہے جو اسے دم کرے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مَنْ ٜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی روح نکلتی آتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کی ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے تو اس وقت کہا جاتا ہے کون اس کی روح لے کر بلندی کی جانب چڑھے گا؟ ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب۔ اور وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کا معنی ہے کہ اس پر دنیا اور آخرت باہم مل گئیں۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب اس کے بارے میں جھگڑ پڑتے ہیں کہ ان میں سے کون اسے لے کر بلندی کی جانب چڑھتے گئے؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کون اسے لے کر اوپر چڑھے گا کیا ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب؟(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے "وَاَيْقَنَ اَنَّهُ الْفِرَاقُ" (اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فراق کی گھڑی ہے)(6)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ ایام دنیا میں سے آخری دن اور ایام آخرت میں سے پہلا دن ہے۔ پس ایک شدت دوسری شدت کے ساتھ مل جاتی ہے۔ سوائے ان کے جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ موت کے وقت امر دنیا امر آخرت کے ساتھ مل گیا۔(8)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ساق آخرت ساق دنیا کے ساتھ مل گئی اور آپ نے شاعر کا یہ قول بھی ذکر کیا "وَقَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰی سَاقٍ" (ہمارے ساتھ جنگ ساق پر کھڑی ہو گئی یعنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 35-32-231، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 231
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 33-232
5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 232
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 233

پوری شدت اور تیزی کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی)۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت ربیع، حضرت عطیہ اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ساق سے مراد بلاء اور آزمائش ہے۔ یعنی ایک آزمائش دوسری آزمائش کے ساتھ مل گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ اس میں زندگی اور موت جمع ہوگئیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ موت کے قریب نزع کی حالت میں اس کی دونوں پنڈلیاں تلف ہوگئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ موت کے وقت اس کی دونوں پنڈلیاں مل گئیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب اس پر موت آتی ہے تو وہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے ساتھ مارتا ہے (یعنی دونوں ٹانگوں کو آپس میں جوڑ لیتا ہے)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ اس کے بدن کو تیار کرتے ہیں (یعنی اس کے کفن دفن کا سامان مہیا کرتے ہیں) اور فرشتے اس کی روح کو تیار کرتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ اس کی دونوں پنڈلیاں ہیں جب کہ وہ دونوں کفن میں جڑ جاتی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَىِٕذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ کہ آخرت میں آپ کے رب کی طرف ہی کوچ ہوتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا صَدَّقَ کہ اس نے کتاب اللہ کی تصدیق نہیں کی اور نہ نماز پڑھی وَ لٰكِنْ كَذَّبَ بلکہ اس نے کتاب اللہ کو جھٹلایا۔ وَ تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا۔ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ پھر گھر کی طرف گیا نخرے (اور تکبر) کرتے ہوئے اور وہ ابوجہل بن ہشام ہے۔ یہ اس کی چال تھی۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کپڑے کے پلو کو پکڑا اور فرمایا اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ یعنی تیرے لیے وعید پر وعید ہے۔ تو اس نے کہا: میرے لیے تم اور تمہارا رب کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان دو پہاڑوں کے درمیان بسنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والا میں ہوں اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: بے شک ہر امت کے لیے ایک فرعون ہے اور اس امت کا فرعون ابوجہل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ کا معنی ہے اکڑنا، تکبر کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 233، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 371 (3416)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ساتھ چلنا اور مراد ابو جہل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے غرور اور نخرہ کرنا۔ یعنی وہ غرور اور تکبر کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قول باری تعالیٰ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴿۳۴﴾ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہ کلمات رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کو اپنی جانب سے کہے تھے یا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: بلکہ آپ ﷺ نے پہلے یہ کلمات اپنی جانب سے اسے کہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمائے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴿۳۶﴾ کا معنی ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا (یعنی اس پر کوئی نگرانی اور پابندی نہیں ہوگی)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اسے باطل چھوڑ دیا جائیگا نہ اسے کوئی حکم دیا جائے گا اور نہ اسے منع کیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور آپ نے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى﴿۴۰﴾ کے ضمن میں کہا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب یہ آیت پڑھتے۔ تو یہ کہا کرتے تھے۔ سبحانہ وبلی (ہاں کیوں نہیں وہ مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اس کی ذات پاک ہے)(3)

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت صالح بن خلیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تھے تو فرماتے "سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبَلٰی"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ آیت پڑھی اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى﴿۴۰﴾ تو فرمایا "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبَلٰی"۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے حج کے بعد نماز پڑھی۔ تو آپ اکثر لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴿۱﴾ کی قرأت کرتے۔ اور جب آپ یہ پڑھتے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى﴿۴۰﴾ تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: "بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ" (ہاں اور میں اس پر شہادت دینے والوں میں سے ہوں)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 338، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 72-371 (3415-18)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آدمی اپنے گھر کے اوپر نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے مذکورہ آیت پڑھی: تو اس نے کہا۔" سُبْحَانَكَ فَبَلٰی "تو لوگوں نے اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔(1)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو یہ پڑھے وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۧ (التین) تو اسے یہ کہنا چاہیے۔" بَلٰی، وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ "اور جو لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ آخر تک پڑھے: اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۧ تو اسے کہنا چاہیے: "بَلٰی" اور جو سورہ وَالْمُرْسَلٰتِ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچے۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (المرسلات:50) تو اسے کہنا چاہیے" اٰمَنَّا بِاللّٰهِ "

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ پڑھے اور اس آیت پر پہنچے: اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۧ تو تو کہے: "بَلٰی "

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ جب تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) پڑھے تو کہہ" سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی "اور جب اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۧ پڑھے تو کہا کر" سُبْحَانَكَ وَبَلٰی "

1۔ سنن ابوداؤد، باب الدعاء فی الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 330، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتھا ۳۱ سُوْرَۃُ الدَّھْرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۶ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾

"بیشک گزرا ہے انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت جبکہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے تاکہ ہم اس کو آزمائیں پس (اس غرض سے) ہم نے بنادیا ہے اسکو سننے والا، دیکھنے والا۔ ہم نے اسے دکھایا ہے (اپنا) راستہ اب چاہے شکر گزار بنے چاہے احسان فراموش۔ بیشک ہم نے بالکل تیار کر رکھی ہے کفار کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ۔ بیشک نیک لوگ پئیں گے (شراب کے) ایسے جام جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی۔ (کافور) ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (وہ) خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کرلے جائیں گے۔ جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا"۔

امام نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الانسان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الْاِنْسَانِ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حبشہ کا رہنے والا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو پوچھ اور سوال کر۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں رنگ، شکل اور نبوت میں ہم پر فضیلت دی گئی ہے، آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اس (اللہ) کے ساتھ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

ایمان لے آؤں اور میں بھی اس طرح عمل کروں جیسے آپ کرتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک جنت میں سیاہ آدمی کی سفیدی ہزار سال کی مسافت سے دکھائی دے گی۔ پھر ارشاد فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے لیے عہد (کی پاسداری) ہے۔ اور جس نے کہا: سبحان اللہ وبحمدہ اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور پھر آپ پر یہ سورت نازل ہوئی: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۶﴾ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ﴿۷﴾ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ﴿۱۳﴾ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ﴿۱۷﴾ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ تو حبشی نے عرض کی: کیا جنت میں میری آنکھیں اسے دیکھ سکیں گی جیسے آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پس وہ بیمار ہوا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دست مبارک سے اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت محمد بن مطرف رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھے ایک ثقہ آدمی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک سیاہ رنگ والا آدمی تسبیح و تہلیل کے بارے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھ رہا تھا۔ تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ٹھہر جاؤ تو نے رسول اللہ ﷺ پر کثیر سوالات کر دیئے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: اے عمر! رک جا۔ تو اس وقت رسول اللہ ﷺ پر یہ آیات نازل ہوئیں: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ یہاں تک کہ آپ جب آپ جنت کے ذکر پر پہنچے تو اس سیاہ رنگ والے آدمی نے ایک لمبی سانس نکالی اور اس کے ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ جنت کے شوق میں مر گیا۔

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت پڑھی هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ حالانکہ آپ ﷺ پر یہ سورت نازل ہوئی، اس وقت آپ کے پاس ایک سیاہ رنگ والا آدمی موجود تھا۔ پس جب جنت کی صفات پر پہنچے تو اس نے ایک طویل سانس لی اور ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔ تو رسول اللہ

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 436 (13595)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جنت کے شوق نے تمہارے ساتھی کی جان نکال لی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ آخر تک پڑھی۔ پھر ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چرچرایا اور اس کے لیے لازم ہے کہ وہ چرچرائے۔ اس میں چار انگلیوں کی مقدار بھی ایسی جگہ نہیں مگر وہاں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی پیشانی سجدے میں رکھے ہوئے ہے۔ قسم بخدا! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ اور نہ ہی تم بستر پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز ہوتے۔ اور یقیناً تم پہاڑوں کی جانب پناہ لینے کے لیے نکل جاتے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا کہ ہر انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت آیا ہے جب کہ یہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ فرمایا انسان کو یہاں نیا پیدا کیا گیا۔ اور اس انسان کے سوا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے مخلوق کے بارے معلوم نہیں جس کی تخلیق اس کے بعد ہو۔

امام ابن مبارک، ابوعبید نے فضائل میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو مذکورہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش یہ مکمل ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے کسی آدمی کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ...... الآیہ'' تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کاش! یہ مکمل ہوتی۔ پھر آپ کو اس قول کے بارے میں عتاب کیا گیا۔ تو آپ نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور فرمایا: اے کاش! میں اس کی مثل ہوتا۔(2)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مخلوق میں سے سب سے آخر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْاِنْسَانِ سے مراد ہر انسان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: بے شک زمانے میں سے ایک ایسا وقت تھا جس کا ادراک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا۝ قسم بخدا! وہ نہیں جانتا کہ اس پر کتنا وقت گزرا یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہی مذکورہ آیت

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 554 (3883)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 107 (34556)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 373 (3420)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پڑھی اور فرمایا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! تو نے ہی انسان کو سمیع و بصیر بنایا اور اسے زندگی اور موت عطا فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب ہم تمہارے پاس کوئی حدیث لائیں گے تو ساتھ ہی اس کی تصدیق کتاب اللہ سے بھی لائیں گے۔ بے شک رحم میں چالیس دن تک نطفہ قرار پذیر رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس دن تک علقہ (جما ہوا خون) کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس دن تک مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) کی حالت میں رہتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم ارشاد فرماتا ہے۔ تو لکھ تو وہ عرض کرتا ہے: میں کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا شقی ہونا یا سعید ہونا اور اس کا مذکر ہونا یا مؤنث ہونا لکھ دے۔ اس کا رزق کیا ہوگا اس کی مدت عمر کتنی ہوگی اور اس کی موت کب آئے گی۔ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ وحی فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ پھر آپ نے فرمایا اَمْشَاجٍ سے مراد اس کی رگیں ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ سے مراد رگیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کا معنی ہے مرد اور عورت کے پانی کا باہم ملنا اور مخلوط ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مرد اور عورت کے پانی کا نکلنا اور ایک دوسرے کے ساتھ اس کا ملنا اور خلط ملط ہونا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے کہا مجھے مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کا معنی بتایئے تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد مرد اور عورت کے پانی کا ملنا ہے جب کہ وہ رحم میں واقع ہو۔ تو نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی عربوں میں معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوذؤیب کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

كَاَنَّ الرِّيْشَ وَالْفُوْقَيْنِ مِنْهُ خِلَالَ النَّصْلِ خَالَطَهُ مَشِيْجُ

"گویا کہ تیر اور اس کے دونوں کنارے اور نیزے کا سوراخ سب (خون سے) لت پت ہیں"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کا پانی عورت کے پانی کے ساتھ ملا تو وہ باعث خلقت ہوگیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مرد اور عورت کا پانی ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہو جائے تو وہی اَمْشَاجٍ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب پانی اور خون مل جائیں تو وہ اَمْشَاجٍ ہے۔ پھر علقہ اور پھر مضغہ بنتا ہے۔ (1)

---

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 373 (3421)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عبد بن حمید اور ابن منذر نے اس آیت کے ضمن میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسے نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے جسے خون کے ساتھ ملایا گیا۔ اور وہ خون خون حیض ہے۔ جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو حیض ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ **مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ** کا معنی ہے مختلف رنگوں والا (نطفہ)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مرد کے نطفہ کا رنگ سفید اور سرخ اور عورت کے نطفہ کا رنگ سبز اور سرخ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ **اَمۡشَاجٍ** وہ ہے جو پیشاب کے فوراً بعد خارج ہوتا ہے۔ جیسا کہ کمان کی تانت کا ٹنا وغیرہ اور اسی سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ **اَمۡشَاجٍ** سے مراد وہ رگیں ہیں جو نطفہ میں ہوتی ہیں۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مخلوق کے رنگ ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: **اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ** بے شک ہم نے انسان کو مختلف مراحل میں پیدا فرمایا۔ ایک مرحلہ میں یہ نطفہ تھا، ایک میں علقہ، ایک میں مضغہ اور ایک مرحلہ میں عظما (ہڈیاں) تھا۔ ''ثُمَّ كَسَوۡنَا الۡعِظَامَ لَحۡمًا'' پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ جب گوشت چڑھایا جاتا ہے تو وہ زیادہ قوت والا ہو جاتا ہے۔ ''ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰهُ خَلۡقًا اٰخَرَ'' فرمایا اس کے لیے بال اگائے۔ ''تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ'' پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان چیزوں سے باخبر کیا جو اس نے اس کے لیے پیدا فرمائیں۔ اور جو کچھ اس کے مابین تھا اس سے بھی باخبر کیا کہ وہ اسے اس کے ذریعہ آزمائے گا۔ تا کہ وہ جان لے کہ کس طرح اس نے اس کا شکر ادا کیا اور اس کے حق کی کس طرح معرفت حاصل کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے وہ سب کچھ بیان فرما دیا جو اس نے اس کے لیے حلال قرار دیا اور جو اس پر حرام قرار دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: **اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا** (الدھر:3) بے شک ہم نے دکھایا ہے اسے اپنا راستہ اب چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار بنے **وَّاِمَّا كَفُوۡرًا** (الدھر:3) اور چاہے تو ان کی ناشکری کرے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ **اَمۡشَاجٍ** کا مفہوم یہ ہے کہ ہڈیاں، پٹھے اور رگیں مرد سے ہوتی ہیں اور گوشت، خون اور بال عورت سے ہوتے ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ناخن، ہڈی اور پٹھے مرد سے اور گوشت اور بال عورت (کے پانی) سے بنتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **السَّبِيۡلَ** سے مراد ہدایت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **السَّبِيۡلَ** سے مراد

شقاوت اور سعادت ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ السَّبِیْلَ سے مراد خیر اور شر ہے۔

امام احمد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچے کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے بارے اپنی زبان کھول لیتا ہے۔ اور جب وہ اس کے بارے اپنی زبان کھولتا ہے تو چاہے وہ شکر گزار بنے اور چاہے تو کفران نعمت کرے(2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ کا معنی ہے کہ وہ ایسی شراب کا جام پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ کہ کافور ایک چشمہ ہے جس سے (وہ) اللہ کے خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: یہ وہ قوم ہے جن کے لیے کافور ملایا جائے گا اور ان کے لیے کستوری کی مہر لگائی جائے گی۔ اور عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ کے تحت فرمایا: کہ ان کا پانی انتہائی مفید اور نفع بخش ہوگا وہ اسے جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَانَ مِزَاجُهَا کا مفہوم ہے اس کا ذائقہ (کافور کی طرح ہوگا) يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ فرمایا وہ نہریں ہیں جنہیں وہ جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ کی قرأت میں اس طرح ہے "كَاْسًا صُفْرًا كَانَ مِزَاجُهَا"۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں ابن شوذب سے يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے پاس سونے کی چھڑیاں ہوں گی وہ ان کے ساتھ اسے بہائیں گے تو وہ ان کی چھڑیوں کے پیچھے پیچھے چلتا جائے گا۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت، نماز، زکوۃ، حج، عمرہ اور ہر وہ عمل جو ان پر فرض ہے کو پوری طرح ادا کرتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ابرار رکھا ہے۔ اور فرمایا: يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ فرمایا اس دن کا شر اللہ تعالیٰ (کی اجازت سے) پھیل جائے گا یہاں تک آسمانوں اور زمین کو بھر دے گا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے نذر مانیں تو وہ ایسی منتوں کو پورا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ نذر جو شکر کے لیے ہو اسے وہ پورا کرتے ہیں۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 245، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 353، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 47-246　4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 48-247

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ مشغول ہو گئے (اور اس سے اعراض کر لیا) تو وہ آدمی چلا گیا اور تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے ہیں جو منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر ہر سو پھیلا ہو گا۔ تو سو اونٹنیاں قربان کر دے۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ بدر سے قیدی لائے تو مہاجرین میں سے سات افراد نے مشرکین بدر کے قیدیوں پر اخراجات کیے۔ ان میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت سعد اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم تھے۔ تو انصار نے کہا: ہم نے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے قتل کیا ہے اور تم انہیں نفقہ اور خرچہ دے رہے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں انیس آیتیں نازل فرمائیں۔ یعنی اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ﴿۵﴾ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۶﴾ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ﴿۷﴾ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۚ﴿۱۱﴾ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ۚ﴿۱۳﴾ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِیْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ۚ﴿۱۷﴾ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُسْتَطِیْرًا کا معنی ہے پھیلنے والا۔

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۚ﴿۱۱﴾ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ۚ﴿۱۳﴾ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب من نذر لینحر نفسہ، جلد 8، صفحہ 402 (16194)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَاۡ ۙ قَوَارِيْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾

''اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس دن کے لیے جو بڑا ترش (اور) سخت ہے۔ پس بچالے گا انہیں اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے۔ اور بخش دے گا انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور۔ اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس۔ وہاں پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ نظر آئے گی انہیں وہاں سورج کی تپش اور نہ ٹھرن۔ اور قریب ہوں گے ان سے اس کے درختوں کے سائے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ اور گردش میں ہوں گے ان کے سامنے چاند کے ظروف اور شیشہ کے چمک دار گلاس۔ (اور) شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے ہوں گے، ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ سے بھرا ہوگا۔ اور انہیں پلائے جائیں گے وہاں (ایسی شراب کے) جام جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ (یہ زنجبیل) جنت میں ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اور چکر لگاتے رہیں گے ان کی خدمت میں ایسے بچے جوایک ہی حالت پر رہیں گے۔ جب تو انہیں دیکھے تو یوں سمجھے گویا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔ اور جدھر بھی تم وہاں دیکھو گے تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور وسیع مملکت نظر آئے گی۔ ان کے اوپر لباس ہوگا باریک سبز ریشم کا (بنا ہوا) اور اطلس کا اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور پلائے گا انہیں ان کا پروردگار نہایت پاکیزہ شراب۔ (انہیں کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اور (مبارک ہو) تمہاری کوششیں مقبول ہوئیں۔ ہم نے ہی (اے حبیب!) آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے کلام نازل کیا''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ اور جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں حالانکہ وہ خود اس کی

چاہت رکھتے ہیں۔ وَّ اَسِیْرًا فرمایا اس سے مراد قیدی ہے۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ الآیہ۔ فرمایا: یہ جملہ قوم نے انہیں کھانا کھلاتے وقت نہیں کہا۔ بلکہ ان کے دلوں کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اور اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی۔ تاکہ اس میں رغبت رکھنے والا مزید رغبت رکھے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت قیدی مشرکین تھے۔ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے بارے حکم ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اس وقت وہ مشرکین تھے۔ قسم بخدا! تیرے مسلمان بھائی کی حرمت اور اس کا حق تجھ پر اس سے کہیں زیادہ ہے۔

امام ابو عبید نے غریب الحدیث میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں اَسِیْرًا کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں مشرکین کے سوا کوئی قیدی نہ تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کو قید نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ آیت مشرک قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ انہیں فدیہ کے لیے قید کر لیتے تھے، تو انہیں کے بارے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَسِیْرًا سے مراد مشرک قیدی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عربوں نے ہند اور دوسرے علاقوں سے قیدی نہیں بنائے اور جب وہ روک لیے جائیں، قید کر لیے جائیں تو تم پر لازم ہے کہ تم انہیں کھانا کھلاؤ اور خوب سیراب کراؤ۔ یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا فدیہ ادا کر دیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا تو ان کے پاس سے مشرک قیدی گزرے۔ تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان پر صدقہ کروں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عطاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کے مطابق فرمایا: چاہے وہ قیدی اہل قبلہ میں سے ہوں یا ان کے علاوہ (مشرکین ہوں)۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 50-249، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ شعب الایمان، باب فی رد السلام، جلد 6، صفحہ 526 (9157)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3426)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ارشاد ربانی کی اس طرح تفسیر بیان کی ہے: مِسْكِيْنًا ، فرمایا: مراد فقیر ہے۔ وَّ يَتِيْمًا ، فرمایا: جس کا کوئی باپ نہ ہو۔ وَّ اَسِيْرًا، فرمایا: مراد مملوک (غلام) اور قیدی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہما کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ام الاسود سریۃ الربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ربیع شکر پسند کرتے تھے اور اسے کھاتے تھے اور جب سائل آیا تو آپ نے وہ اسے دے دی۔ تو میں نے کہا: وہ شکر کو کیا کرے گا، اس کے لیے روٹی بہتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَوْمًا عَبُوْسًا کا معنی ہے تنگ اور (سخت) دن اور قَمْطَرِيْرًا کا معنی ہے طویل اور لمبا (یعنی وہ دن جو انتہائی سخت اور طویل ہوگا)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ جو اپنی آنکھوں کے درمیان شکنیں بنالیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ قَمْطَرِيْرًا سے مراد ایسا آدمی ہے جو اپنی آنکھوں کے درمیان اور اپنے چہرے پر بل ڈال کر شکنیں بنالیتا ہے۔ (1)

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے کہا: مجھے يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس کا مفہوم ہے درد کی شدت کے سبب جس کا چہرہ منقبض ہو۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَلَا يَوْمُ الْحِسَارِ وَكَانَ يَوْمًا عَبُوْسًا فِي الشَّدَائِدِ قَمْطَرِيْرًا

"وہ دن حسرت کا دن نہ تھا۔ وہ دن ترش رو اور سختیوں میں حد درجہ سخت تھا"۔

پھر نافع نے کہا: مجھے ارشاد ربانی وَّلَا زَمْهَرِيْرًا کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت کو نہ تو سورج کی گرمی پہنچے گی کہ وہ ان کے لیے باعث اذیت ہو اور نہ ہی انہیں کوئی ٹھنڈک لگے گی۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے اعشی کو نہیں سنا: وہ کہتا ہے:

بُرَهْوَهَةُ الْخَلْقِ مِثْلُ الْعَتِيْقِ لَمْ تَرَ شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا

"مخلوق کا تھوڑا سا وقت عتیق (انتہائی عمدہ) کی مثل ہے کہ نہ اسے گرمی کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی سردی کا"۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ دن جس کی شدت کے سبب اس میں زندگی تنگ ہو جائے گی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 251، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3427)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَوْمًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور عَبُوْسًا سے مراد جس کے دونوں ہونٹ خشک ہو جائیں۔ اور قَمْطَرِیْرًا۝ فرمایا: چہرے تنگی اور تکلیف کے سبب سکڑ جائیں گے۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم ہے: آنکھوں کی درمیانی جگہ اور چہرے کا سکڑ جانا یعنی چہرے اور پیشانی پر بل ڈال لینا۔ تیوری چڑھانا وغیرہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے چہروں میں تازگی اور رونق ہوگی اور ان کے سینوں میں خوشی اور سرور ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن مُنذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس طرح مفہوم بیان کیا ہے کہ لَقّٰهُمْ نَضْرَةً اور اللہ تعالیٰ ان کے چہروں میں تازگی عطا فرمادے گا۔ وَّسُرُوْرًا۝ فرمایا: اور ان کے سینوں اور دلوں میں سرور اور خوشی ڈال دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا۝ کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ انہیں ان کے چہروں میں تازگی اور ان کے دلوں میں سرور عطا فرمادے گا۔ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا۝ فرمایا: صبر دو قسم کا ہے۔ ایک صبر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے صبر (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہر مشکل اور تکلیف کا مقابلہ کرتے ہوئے ڈٹے رہنا اور اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے اجتناب کرنے میں ہر قسم کی لذت و شہوت کے مقابلے میں ڈٹ جانا) مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ فرمایا: ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ ایسے پلنگوں پر ہوں گے جو کہ دلہن کے لیے آراستہ کیے گئے کمرے میں بچھائے جاتے ہیں۔ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا۝ فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ جانتا ہے کہ شدید گرمی اذیت ناک ہوتی ہے اور سخت سردی بھی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں ان دونوں کے اجتماعی عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جہنم نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت پیش کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سال میں دو بار سانس نکالنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس یہ گرمی کی شدت اسی گرمی کی سبب ہے اور سردی کی شدت بھی جہنم کی ٹھنڈک میں سے ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا۝ کے تحت فرمایا: کہ حضرت ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جہنم نے رب کریم کی بارگاہ میں شکایت کی اور عرض کی: اے میرے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض کو کھائے جا رہا ہے۔ پس تو مجھے سانس نکالنے کی اجازت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سال میں دو مرتبہ سانس نکالنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ایک سانس موسم سرما میں اور ایک سانس موسم گرما میں۔ پس سردی کی وہ شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی ٹھنڈک کے سبب ہے۔ اور گرمی کی وہ شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی گرمی میں سے ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم نے رب کریم کی بارگاہ میں شکایت کی اور عرض کی: اے میرے رب! میرا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3429)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو بار سانس نکالنے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردیوں کے موسم میں اور ایک سانس موسم گرما میں۔ پس سردی کی شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی ٹھنڈک میں سے ہے۔ اسی طرح موسم گرما میں گرمی کی جو شدت تم پاتے ہو وہ جہنم کی گرمی میں سے ہے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زَمْهَرِيرًا سے مراد قطع کر دینے والی سردی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زَمْهَرِيرًا ۝ سے مراد انتہائی شدید سردی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زَمْهَرِيرًا ۝ عذاب کی ایک قسم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا (النباء:24)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سخت گرم دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی سمع و بصر کو آسمان اور زمین میں بسنے والوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ یہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، آج کے دن کی گرمی کتنی شدید ہے، اے اللہ! مجھے جہنم کی گرمی سے پناہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو فرماتا ہے۔ میرے بندوں میں سے ایک بندے نے تیری گرمی سے میری پناہ طلب کی ہے۔ اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ عطا فرما دی ہے۔ اور جب سخت سرد دن ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی سمع و بصر کو زمین و آسمان کے باسیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ یہ کہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آج کے دن کی سردی کتنی شدید ہے۔ اے اللہ! مجھے جہنم کی سردی سے پناہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو فرماتا ہے۔ بے شک میرے بندوں میں سے ایک بندے نے تیری سردی سے میری پناہ طلب کی ہے۔ اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ عطا فرما دی ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی: جہنم کی ٹھنڈک کیا ہے؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایک بیت (مکان) ہے جس میں کافر کو پھینکا جائے گا۔ تو وہاں کی سخت سردی کے سبب اس کے بعض (اعضاء) بعض سے جدا اور الگ ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جنت معتدل ہے نہ اس میں سخت سردی ہو گی اور نہ سخت گرمی۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا اور ان پر جنت کے درختوں کے سائے قریب ہوں گے۔ وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ فرمایا: بے شک اہل جنت جنت کے پھل اور میوے کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹے ہوئے اور جس حال پر وہ چاہیں گے کھا سکیں گے اور ایک روایت میں ہے ان کے لیے ان کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ پس وہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 612 (2592)، دار الحدیث قاہرہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 30 (33970)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ان سے تناول فرمائیں گے جس کیفیت میں چاہیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ کے تحت کہا: کہ اگر اہل جنت بیٹھے ہوں گے تب بھی وہ پھلوں کو پالیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پھلوں کے گچھے ان کے قریب کر دیئے جائیں گے۔ وہ انہیں حاصل کر سکیں گے حالانکہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ ان کے قریب کر دیئے جائیں گے اور وہ انہیں حاصل کر سکیں گے۔ اگر اہل جنت میں سے کوئی کھڑا ہوا تو اس کی مقدار وہ گچھا بھی بلند ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی بیٹھا ہوا ہوگا تو وہ نیچے لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے پالے گا اور اگر کوئی لیٹا ہوا ہوگا تو وہ مزید نیچے لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچ جائے گا۔ اور ان کے جھکے ہونے سے مراد یہی ہے: وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے غلمان کہیں گے ہم کہاں سے تیرے لیے تو ڑ کر لائیں؟ ہم کہاں سے تجھے سیراب کریں؟(2)

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنت کی زمین چاندی ہے، اس کی مٹی مشک (کستوری) ہے، اس کے درختوں کے تنے سونے اور چاندی کے ہیں اور ان کی شاخیں، موتیوں، زبرجد اور چاندی کی ہیں اور ان کے درمیان پھل ہے۔ پس جس کسی نے کھڑے ہو کر کھایا اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جس نے لیٹنے کی حالت میں کھایا اس کے لیے بھی باعث اذیت نہیں۔ اور جس نے بیٹھنے کی حالت میں کھایا اسکے لیے بھی کوئی دقت نہیں ہوگی ایک روایت میں الفاظ ہیں، اگر کوئی کھڑا ہو گیا تو یہ پھل بلند ہو جائے گا اور اگر کوئی بیٹھا ہوا ہوگا تو لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے پالے گا اور اگر وہ لیٹا ہوا ہوگا تو یہ مزید لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچ جائے گا۔ اور یہی اس کے گچھے جھکے ہونے کا مفہوم ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے (کہ ان پر گردش کناں ہونگے چاندی کے ظروف) جن کی چاندی کی سفیدی میں شیشے کی صفائی ہوگی قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ فرمایا وہ اسی اندازے کے مطابق بھرے جائیں گے جو قوم کی رائے ہوگی

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت شعبی قَدَّرُوْهَا میں قاف کو رفع (پیش) کے ساتھ پڑھتے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قاف کو نصب (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3889)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 35 (34007)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 28 (33954)

سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ برتن چاندی کے ہونگے اور انکی صفائی اور چمک شیشے کی صفائی کی طرح ہوگی اور قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا۝ کے تحت فرمایا کہ انہیں بھرنے کے لیے اندازہ لگایا گیا۔(1)

امام عبدالرزاق سعید بن منصور اور بیہقی نے البعث میں حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: اگر تو دنیا کی چاندی میں سے کچھ چاندی لے اور تو اسے کوٹتا رہے یہاں تک کہ تو اسے مکھی کے پیر کی مثل کردے پھر بھی اس کے اندر سے پانی دکھائی نہیں دیتا لیکن جنت کے شیشے چاندی کی مثل سفید ہونگے جس میں شیشے کی طرح صفائی ہوگی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت میں کوئی شے نہیں ہے مگر سوائے چاندی کی قسم کے شیشوں کے ہر شے کے مشابہ تمہیں وہ شے دنیا میں عطا کی گئی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان ہے کہ اگر اہل دنیا اس پر جمع ہو جائیں کہ وہ چاندی کا ایسا برتن بنائیں کہ جو شے اس میں ہو وہ باہر سے دکھائی دے جیسا شیشے کے برتن میں دکھائی دیتی ہے تو وہ اس پر قادر نہ ہونگے۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد ربانی قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا۝ کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ وہ ان کے اندازے اور چاہت کے مطابق بھر کر وہ برتن لائیں گے کہ نہ اہل جنت کسی شے کو فالتو قرار دیکر چھوڑ دیں گے اور نہ ان میں اس کے بعد مزید کسی شے کی خواہش باقی رہے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہاں کے برتن پیالے، گلاس اور بغیر دستے کے کوزے ہوں گے۔ اور ان کا اندازہ یہ ہوگا کہ نہ تو اس طرح بھرے ہوں گے کہ وہ بہنے لگیں اور نہ ہی خاص اندازے سے کم ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا۝ کا مفہوم ہے ان برتنوں کو اہل جنت کو سیراب کرنے کے لیے مشروبات سے اندازے کے ساتھ بھرنا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی صفائی شیشے کی صفائی کی مثل ہوگی حالانکہ وہ چاندی کے بنے ہوں گے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ان کے لیے زنجبیل کی آمیزش کی جائے گی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے وہ ان کے لیے وہ شے زیادہ پسند کرے گا جو وہ دنیا میں پیا کرتے تھے اس لیے ان کی طرف اسی طرح کی شے لائے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 58-255، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376 (3432)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 216 (35462)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376 (3431)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں چار چشمے ہیں۔ دو چشمے عرش کے نیچے سے بہتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا (الدھر:6) اور دوسرا زنجبیل ہے۔ اور دو کے بارے فرمایا۔ عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ (الرحمٰن:66) ان میں سے ایک کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سلسبیل کے نام سے کیا ہے اور دوسرا تسنیم ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ چشمہ سلسبیل کا بہاؤ انتہائی تیز ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سلسبیل شراب کا چشمہ ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ سلسبیل بڑی نرمی اور روانی کے ساتھ بہتا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں اتنی نرمی اور روانی ہے کہ وہ اسے جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے اور ارشاد ربانی حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ کے تحت فرمایا: کہ تو انہیں (ان کے حسن کے سبب) یوں سمجھے گا گویا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مومن اپنے بستر پر جب کوئی شے دیکھے گا تو وہ اس کی طرف چل پڑے گا اور کہنے لگے یہ موتی ہے جب کہ وہ ایک ہی حالت پر رہنے والے بچے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کیا ہے۔ اور وہ یہی آیت ہے: اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں میں سب سے پہلے نکلنے والا ہوں جب وہ نکلیں گے اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ چلیں گے۔ اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور میں ان کے لیے شفاعت طلب کروں گا جب وہ بیٹھے ہوں گے۔ اور میں انہیں بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس اور ناامید ہو جائیں گے۔ عزت و کرامت اور مفاتیح (چابیاں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ لواء الحمد میرے پاس ہوگا، حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں فخر سے یہ نہیں کہہ رہا اور ان میں ہزار خادم گردش کریں گے گویا کہ وہ انڈے ہیں جو چھپا رکھے ہیں یا موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔

امام ابن مبارک، ہناد، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ اہل جنت میں سے رتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ وہ ہے جس کے سامنے ہزار خادم دوڑیں گے، ہر ایک ایسے عمل پر ہوگا جس پر اس کا ساتھی نہیں ہوگا۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اہل جنت کی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 377 (3433)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 259، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 62-259

سواریوں کا ذکر کیا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ملائکہ کا اجازت طلب کرنا ہے کہ تو ان پر بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے مُلْكًا كَبِیْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ ان کی اس شان کا ذکر ہے کہ ملائکہ اجازت لے کر ان پر داخل ہوں گے۔(3)

امام ابن وہب نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے رتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ وہ ہے جو ہزاروں ایک ہی حالت پر رہنے والے بچوں میں سے خدام کے جلو میں سوار ہوگا۔ ایسے گھوڑے پر جو یاقوت احمر کا ہوگا اور اس کے پر سونے کے ہوں گے۔ فرمایا: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئے۔ درآنحالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ننگی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے اور اس کے نشانات آپ کے پہلو میں ظاہر تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کون سی شے رلا رہی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: مجھے کسریٰ اور اس کی بادشاہی، قیصر اور اس کی بادشاہی اور فرمانروائے حبشہ اور اس کی بادشاہی یاد آ گئی ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ایک ننگی چٹائی پر ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہے کہ ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے شَرَابًا طَهُوْرًا کے بارے فرمایا کہ یہ شراب طہور ان اشربہ میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شَرَابًا طَهُوْرًا ان اشربہ میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔(4)

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا کے ضمن میں فرمایا: جب اہل جنت طعام اور شراب میں سے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کھا یا پی چکے ہوں گے۔ تو انہیں شراب طہور کی طرف بلایا جائے گا اور وہ اسے پئیں گے تو وہ انہیں پاک کر دے گی اور جو کچھ انہوں نے کھایا اور پیا ہوگا وہ کستوری (مشک) کی ہوا کے ساتھ ان کے جسموں سے نکل جائے گا اور اس کے سبب ان کے پیٹ چھوٹے اور کمزور ہو جائیں گے۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3885)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 264

5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 265

کیا ہے کہ ان کے اعضاء سے مشک کی خوشبو کی مثل پسینہ بہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل جنت میں سے ہر آدمی کے لیے اہل دنیا میں سے سو آدمیوں کے برابر شہوت تقسیم کی جائے گی۔ اور اتنے ہی افراد کے برابر کھانا اور حرص بھی ان کے لیے ہوگی۔ جب وہ کھالے گا تو شراب طہور سے خوب سیراب ہو گا۔ تو اس کے جسم سے پسینہ خارج ہوگا جو مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ پھر اس کی شہوت اور خواہش لوٹ آئے گی۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا کے تحت کہا: کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے قلیل سی کاوش ومحنت کی قدر افزائی فرمائی۔(2)

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ ۚ وَ اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

"اور اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور نہ کہنا مانیے ان میں سے کسی بدکار یا احسان فراموش کا۔ اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو صبح بھی اور شام بھی۔ اور رات (کی تنہائیوں میں) بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے۔ اور رات کافی وقت اس کی تسبیح کیا کیجئے۔ بے شک یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور پس پشت ڈال رکھا ہے انہوں نے بڑے سخت دن کو۔ ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ، بند مضبوط کیے ہیں۔ اور جب ہم چاہیں تو ان کی شکلوں کو بدل کر رکھ دیں۔ بے شک یہ ایک نصیحت ہے، پس جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کے قرب کا راستہ۔ اور (اے لوگو!) تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ خود چاہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم ہے، حکیم ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے (دامن) رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اور ظالموں کے لیے تو اس نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 264، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 (3438)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت دشمن خدا ابوجہل کے بارے نازل ہوئی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابوجہل نے کہا: جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی تو اس وقت آپ مکہ مکرمہ میں تھے کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ضرور بر ضرور آپ کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں یقیناً ان کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بات ماننے سے منع فرما دیا۔ انہوں نے يَوْمًا ثَقِيْلًا کے بارے فرمایا: مراد انتہائی مشکل اور شدید دن ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ کے تحت فرمایا: اور ہم نے ان کی خلقت کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا۔(3)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ سے مراد ان کے جوڑ ہیں۔(4)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے: اور ہم نے ان کے جوڑ مضبوط کر دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اور ہم نے انکی خلقت کو مضبوط کر دیا اور اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فرمایا یہ سورت نصیحت ہے۔(5) واللہ اعلم۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے کی ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے ان پر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے کی ہے، نہ انہوں نے ایسے کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہ انہوں نے اس طرح قبول کیا جس طرح ملائکہ نے کہا اور نہ اس طرح کیا جس طرح انبیاء علیہم السلام نے کہا اور نہ ہی ایسے کہا جیسے اہل جنت نے کہا اور نہ ایسا قول کیا جس طرح اہل جہنم نے کیا اور نہ ہی اسطرح کیا جیسے شیطان نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ اور ملائکہ نے کہا لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرہ: 32) اور حضرات انبیاء علیہم السلام نے حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں کہا وَ لَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ (ہود: 34) (اور نہیں فائدہ پہنچائے گی تمہیں میری خیر خواہی اگر چہ میرا ارادہ ہو کہ میں تمہاری خیر خواہی کروں اگر اللہ تعالیٰ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 266، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 268 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 (41-3440)، دارالکتب العلمیہ بیروت

مرضی یہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردے) اور اہل جنت نے کہا: وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الاعراف:43) (اور ہم ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے تھے اگر نہ ہدایت دیتا ہمیں اللہ تعالیٰ) اور اہل جہنم کہیں گے: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا (المومنون:106) (اے ہمارے رب! غالب آ گئی تھی ہم پر ہماری بدبختی) اور شیطان نے کہا رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ (الحجر:39) (اے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سالم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے کہ ہر وہ شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ اس کے لیے کوئی بعید نہیں جو آنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کی عجلت کے پیش نظر جلدی نہیں کرتا۔ (وہ ہوتا ہے) جو اللہ تعالیٰ چاہے نہ کہ وہ جو لوگ چاہیں۔ لوگ ایک امر (کام) کا ارادہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایک امر کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لوگ ناپسند کریں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قریب کیا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نے دور فرما دیا اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اذن کے بغیر کوئی شے نہیں ہو سکتی۔

ایاتہا ۵۰ سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۷۷ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝۱ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝۲ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝۳ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝۴ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝۵ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝۶ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝۷ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝۸ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝۹ وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝۱۰ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝۱۱ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝۱۲ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝۱۳ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝۱۴ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۵ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۶ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۷ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۸ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۹

"(ان ہواؤں کی) قسم جو پے درپے بھیجی جاتی ہیں۔ پھر ان کی (قسم) جو تند و تیز ہیں۔ اور ان کی قسم جو بادلوں کو پھیلانے والی ہیں۔ پھر ان کی جو بادلوں کو پارہ پارہ کرنے والی ہیں۔ پھر ان کی جو (دلوں میں) ذکر کا القاء کرنے والی ہیں۔ حجت تمام کرنے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ بے شک جس بات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی۔ پس اس وقت جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان میں شگاف پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ (خاک بنا کر) اڑا دیئے جائیں گے۔ اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر اکٹھا کیا جائے گا۔ (تمہیں علم ہے) کس دن کے لیے یہ ملتوی کیا گیا ہے فیصلے کے دن کے لیے۔ (اے مخاطب!) تجھے کیا علم کہ فیصلے کا دن کیسا ہے۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے ہلاک نہیں کر دیا جو ان سے پہلے تھے۔ پھر ہم ان کے پیچھے پیچھے بھیج دیں گے بعد میں آنے والوں کو۔ گناہ گاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے"۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ مرسلات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے مقام پر ایک غار میں تھے کہ اس وقت آپ پر سورۂ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ نازل ہوئی۔ پس آپ ﷺ اس کی تلاوت فرمانے لگے اور میں اسے آپ کے دہن مبارک سے توجہ کے ساتھ سننے لگا۔ ابھی آپ ﷺ کا منہ اس سے تر تھا کہ اچانک آپ پر ایک سانپ جھپٹ پڑا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے ماردو۔ تو ہم جلدی سے اس کی طرف بڑھے لیکن وہ دوڑ گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تمہارے شر سے بچالیا گیا ہے جیسا کہ تمہیں اس کے شر سے بچالیا گیا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ والمرسلات عرفا لیلۃ الحیۃ کو نازل ہوئی۔ لوگوں نے پوچھا: لیلۃ الحیۃ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک سانپ نکلا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو۔ تو وہ بل میں چھپ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہاری تکلیف سے بچالیا جیسے اس نے تمہیں اس کے شر سے بچالیا ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ غار میں تھے۔ تو آپ پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ سو میں نے آپ ﷺ کے دہن مبارک سے اسے حاصل کیا ہے۔ ابھی آپ ﷺ کا منہ مبارک اس سے تر تھا۔ اور میں یہ نہیں جانتا کہ کون سی آیت پر اس کا اختتام ہوا۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝ پر یا کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ ۝ پر۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ام فضل نے انہیں وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ پڑھتے ہوئے سنا۔ تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! تو نے مجھے اپنی قرأت کے ساتھ یہ سورت یاد دلا دی ہے۔ بے شک یہ وہ آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں پڑھتے ہوئے سنی۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت عبدالعزیز ابی سکین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے بتائیے۔ تو انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ او، آہستہ قرأت کے ساتھ سورۂ مرسلات، نازعات، عم یتساءلون اور ان جیسی سورتیں پڑھیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد وہ ملائکہ ہیں جو نیکی اور معروف کے ساتھ بھیجے گئے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت مسروق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ ملائکہ کی صفت ہے۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 1879 (4647)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 150 (462/173)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 362 (2776)، مکتبۃ المعارف الریاض
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3886)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہوائیں آٹھ ہیں۔ ان میں چار عذاب کی ہیں اور چار رحمت کی ہیں۔ جو ہوائیں عذاب سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: عاصف، صرصر، عقیم اور قاصف۔ اور جو رحمت سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: ناشرات، مبشرات، مرسلات اور ذاریات۔ پس اللہ تعالیٰ مرسلات کو بھیجتا ہے۔ وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ پھر مبشرات کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں۔ پھر ذاریات کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ اور وہ اس طرح بھرے ہوتے ہیں جس طرح دودھ دینے والی اونٹنی کا ہوانہ (کھیری) بھرا ہوتا ہے۔ پھر وہ بارش برساتی ہیں۔ اور یہی لواقح ہیں۔ پھر وہ ناشرات کو بھیجتا ہے اور وہ اسے وہاں تک پھیلا دیتی ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العبیدین رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیا ہے وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر پوچھا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر سوال کیا وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر پڑھا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ تو آپ نے فرمایا (یہ) تجھے کافی ہے۔ (1)

امام ابن راہویہ، ابن منذر، عبد بن حمید، بیہقی نے الشعب میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن عرعرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہوا اور عرض کی فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ ہوائیں ہیں۔ حاکم نے کہا ہے یہ صحیح ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ سے مراد ملائکہ ہیں۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ فرمایا یہ بھی ملائکہ کی صفت ہے کہ انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ اور فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا۝ فرمایا۔ ملائکہ اتر کر (دلوں میں ذکر کا القا کرتے ہیں)۔ (3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فرمایا: یہ فرشتے ہیں۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا فرمایا: یہ بھی فرشتے ہیں جنہوں نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا اور فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا فرمایا: یہ ملائکہ بالتنزیل ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ یہ تینوں ہوا کی صفات ہیں۔ (4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ یہ ہوا ہے۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ فرمایا یہ بھی ہوا ہے۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ فرمایا اس سے مراد قرآن کریم ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 74-73-271، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3887)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 76-75-73-271 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 74-73-271

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا فرمایا: یہ ملائکہ ہیں جو رسولوں پر ذکر القا کرتے ہیں۔ اور پھر رسول یہی ذکر بنی آدم پر القا کرتے ہیں حجت تمام کرنے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی مخلوق کے لیے اتمام حجت اور ڈراوا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ تمام کی تمام پانچوں صفات ملائکہ کی ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا میں مراد ملائکہ ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن شیخ نے العظمہ میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا سے مراد رسول ہیں جنہیں معروف اور نیکی کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا فرمایا: یہ ہوا کی صفت ہے۔ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا فرمایا: مراد بارش ہے۔ اور فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا فرمایا: مراد رسل علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فرمایا: یہ ملائکہ ہیں جو بھلائیوں اور احسانوں کے ساتھ آتے ہیں۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا فرمایا: مراد تیز چلنے والی ہوا ہے۔ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو کتب پھیلاتے ہیں۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا فرمایا: مراد ملائکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حجت تمام کرنے کے لیے قرآن کریم اور کتاب لے کر آتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈرانے کے لیے لوگوں کی طرف آتے ہیں اور لوگوں سے مراد وہ رسول ہیں جو اتمام حجت بھی کرتے ہیں اور ڈراتے بھی ہیں۔

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ قرآن تفخیم کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ عمار بن عبد الملک نے کہا: كَهَيْئَتِهٖ، عُذْرًا وَّنُذْرًا، الصَّدَفَيْنِ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اور انہیں کے مشابہ الفاظ قرآن میں ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ کا معنی ہے کہ ستارے مٹ جائیں گے اور ان کا نور جاتا رہے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اُقِّتَتْ کا معنی ہے وعدت یعنی جب کہ رسولوں سے وعدہ لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اُقِّتَتْ کا معنی ہے اُجِّلَتْ۔ یعنی جب کہ رسولوں کے لیے وقت مقرر کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 379 (43-3442)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے کہ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ کا معنی ہے جمعت۔ یعنی جب کہ رسولوں کو جمع کیا جائے گا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق انہیں جنت اور جہنم کی طرف بھیجنے کا فیصلہ فرمائے گا۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ فرمایا: اس کے ساتھ وہ انہیں نصیحت فرما رہا ہے۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ فرمایا ان کے لیے ہلاکت ہے۔ قسم بخدا! جھٹلانے والوں کے لیے طویل ہلاکت ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس میں اہل جہنم کی پیپ بہے گی۔ پس جھٹلانے والوں کے لیے وہ جائے قرار بنائی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 277، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 278

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾

"کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔ پھر ہم نے رکھ دیا اسے ایک محفوظ جگہ (رحم مادر) میں۔ ایک معین مدت تک۔ پھر ہم نے ایک اندازہ ٹھہرایا، پس ہم کتنے بہتر اندازہ ٹھہرانے والے ہیں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔ (تمہارے) زندوں اور مردوں کو۔ اور ہم نے ہی بنادیئے اس میں خوب جمے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ (انہیں حکم ملے گا) چلو اس (آگ) کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپٹ سے۔ وہ جہنم پھینک رہی ہوگی بڑے بڑے انگارے جیسے محل۔ گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں نہ وہ بول سکیں گے۔ اور نہ انہیں اجازت ملے گی کہ وہ کچھ عذر پیش کریں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ (اے کافرو!) یہ فیصلے کا دن ہے، (جس میں) ہم نے تمہیں اور اگلوں کو جمع کر دیا ہے۔ پس اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو میرے خلاف استعمال کرو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ بے شک پرہیز گار (اللہ کی رحمت کے) سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور (ان) پھلوں میں ہوں گے جن کو وہ پسند کریں گے۔ (انہیں کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔ ہم یونہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکو کاروں کو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ (اے منکرو!) اب کھالو اور عیش کرلو تھوڑا سا وقت، بے شک تم مجرم ہو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ اور (آج) جب ان سے کہا جاتا ہے اپنے رب کے سامنے جھکو تو نہیں جھکتے۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ آخر کس بات پر وہ اس کتاب کے بعد ایمان لائیں گے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ کا معنی ضعیف اور کمزور ہے۔ یعنی کیا ہم نے تمہیں ضعیف اور حقیر پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے یعنی اس پانی سے جو محل محفوظ میں ضعیف اور کمزور ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ کے تحت فرمایا: پس ہم مالک ہیں اور ہم کتنے اچھے مالک ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے پس ہم نے پیدا کیا اور ہم کتنے اچھے مالک ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کِفَاتًا کا معنی ہے چھپانا، حفاظت کرنا۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ زمین انہیں چھپاتی ہے درآنحالیکہ وہ مردہ ہوں اور حفاظت کرتی ہے جب وہ زندہ ہوں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جوں پکڑی اور اسے مسجد میں دفن کر دیا اور پھر مذکورہ آیت پڑھی۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمین مردے کو چھپا لیتی ہے اور اس کی کوئی شے دکھائی نہیں دیتی۔ اور اَحْيَآءً کے تحت کہا ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر میں ہوتا ہے اور اس کے اعمال میں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا (تو اس طرح زمین گھر میں زندوں کی حفاظت کرتی ہے)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رَوَاسِيَ کا معنی ہے پہاڑ اور شٰمِخٰتٍ کا معنی ہے بلند و بالا، اونچے اونچے۔ اور فُرَاتًا کا معنی ہے میٹھا، شیریں اور بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ کے بارے فرمایا: ایسے انگارے جو عظیم محل کی طرح ہوں گے۔ اور جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کا مفہوم ہے (ایسے اونٹ) جو رنگ میں خاص تانبے کی طرح ہوں گے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ سے مراد جہنم کا دھواں ہے۔(6)

عبد الرزاق نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ اس ارشاد کی طرح ہے نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا (الکہف: 29) اور سرادق سے مراد دھواں ہے، یعنی آگ کا دھواں۔ پس اس کے دھویں نے انہیں گھیر لیا پھر وہ متفرق ہوا، اس کی تین شاخیں ہو گئیں۔ ایک شاخ یہاں، ایک شاخ وہاں اور ایک اور شاخ وہاں۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(8)

امام عبد الرزاق، فریابی، بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عبد الرحمٰن بن عابس

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 281　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 88-84-282　6۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 283
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 380 (3445)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 283

کی سند سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ان سے اس ارشاد گرامی کے بارے سوال کیا جارہا تھا: اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ تو انہوں نے فرمایا: ہم محل (خیمے) کی لکڑیوں کو تین ذراع یا اس سے کم بلند کرتے تھے۔ پس ہم موسم سرما کے لیے اسے اٹھا دیتے اور اسے قصر کا نام دیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے سنا۔ آپ سے قول باری تعالیٰ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کشتیوں کی رسیاں ہیں کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اوساط الرجال (طاقت ور اور شریف لوگوں) کی طرح (مضبوط) ہو جاتی ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَالْقَصَرِ ﴿۳۲﴾ میں قاف اور صاد کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ فرمایا: اس سے مراد کھجور کے تنے ہیں۔ اور آپ جِمٰلَتٌ میں جیم کو ضمہ (پیش) کے ساتھ پڑھتے تھے۔(2)

سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ کا معنی ہے درختوں کی جڑوں کی طرح۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عرب زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے ''اَقْصِرُوْا لَنَا الْحَطَبَ'' ہمارے لیے لکڑیاں کاٹ لاؤ۔ تو وہ ایک اور دو ہاتھ کی مقدار پر کاٹی جاتی تھیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ کے تحت فرمایا کہ یہ (انگارے) درختوں اور پہاڑوں کی طرح نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ شہروں اور قلعوں کی طرح ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قصر سے مراد محل ہے۔ اور جمالات صفر سے مراد زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الاضداد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ صفر سے مراد سیاہ ہے۔ اور جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ کے تحت انہوں نے کہا: کہ وہ پل ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پہاڑ ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ کا معنی ہے کھجور کے تنے کی مثل۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا، انہوں نے فرمایا: كَالْقَصْرِ سے مراد بڑے بڑے درختوں کی جڑیں ہیں، گویا کہ وہ زرد اونٹوں کے اجواز ہیں۔ ابن جریر نے فرمایا ہر شے کا وسط جوزہ کہلاتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے كَالْقَصْرِ کو صاد کی جزم کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور فرمایا اس سے مراد موٹی لکڑی ہے۔(6)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87-284، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 88-285
3۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 280 (11459)، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 285
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ گویا کہ وہ سیاہ اونٹوں کی طرح ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ آپ کہتے ہیں گویا وہ تانبے کے ٹکڑے ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَالْقَصْرِ سے مراد درختوں کا گٹھا (جھنڈ) اور کھجور کے درخت کے (تنے کے) ٹکڑے ہیں۔ اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے بارے کہا کہ مراد پلوں کے پہاڑ ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ كَالْقَصْرِ سے مراد درختوں کے تنے اور کھجور کے تنے ہیں اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے تحت فرمایا: گویا وہ سیاہ اونٹوں کی طرح ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ یہ پڑھتے تھے كَالْقَصَرِ اور فرماتے: جیسا کہ پھوٹنے والی کھجور کا ٹکڑا اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے بارے کہا: گویا وہ لمبی ٹانگوں والے جوان اونٹ ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ نے اس ارشاد ربانی میں غور فرمایا: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۙ وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ تو انہوں نے فرمایا: بے شک قیامت کا دن وہ دن ہے جس میں کئی حالات ہوں گے۔ کسی حال میں وہ نہیں بول سکیں گے اور کسی حالت میں گفتگو پر قادر ہوں گے اور کسی حال میں وہ عذر پیش کریں گے۔ میں بالیقین تمہیں وہی کچھ بتاؤں گا جو کچھ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو بادل کے سائے میں جبار مطلق نزول فرمائے گا اور ہر امت تین حجابوں میں دوزانو بیٹھی ہوگی اور ہر حجاب کی مسافت پچاس ہزار برس ہوگی۔ ایک حجاب نور کا ہوگا، ایک حجاب ظلمت کا اور ایک حجاب پانی کا ہوگا۔ اس وجہ سے وہ دکھائی نہیں دے گا۔ تو اس کے سبب وہ پانی کو حکم دے گا تو وہ اس ظلمت میں لوٹ جائے گا۔ اور کوئی نفس اس قول کو نہیں سن سکے گا مگر یہ کہ وہ مٹ جائے گا۔ لہٰذا اس وقت وہ نہیں بول سکیں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان ارشادات ربانیہ کے بارے پوچھا: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ۔ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ) وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (الصافات) هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ (الحاقہ) یہ سب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو! کیا مجھ سے پہلے بھی اس کے بارے کسی سے سوال کیا؟ نافع نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ اگر تو کسی سے سوال کرتا تو تو ہلاک ہو جاتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں فرمایا: وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (الحج) حضرت نافع نے کہا: ہاں ٹھیک ہے۔ تو آپ نے فرمایا: دنوں میں سے ہر دن کی مقدار کے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 286، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 288
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 87-285 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 86-285

مختلف احوال میں سے ایک حالت اور ایک رنگ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج:4) کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: جس کے بارے تم سوال کر رہے ہو کیا میں تمہیں اس سے بھی سخت اور شدید کے بارے خبر نہ دوں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اور ذکر کیا لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ (الرحمٰن) فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ (الحجر) اور هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ایک دن میں بہت سے ایام ہیں اور اللہ ان میں سے جو چاہے گا وہ کرے گا۔ اور انہی میں سے ایک دن وہ ہے جس میں وہ بول نہیں سکیں گے۔ يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اور انہی میں سے ایک دن عبوسا قمطریرا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ نافع بن ازرق اور عطیہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا: اے ابن عباس! رضی اللہ عنہما ہمیں ان ارشادات ربانیہ کے متعلق کچھ بتایئے: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اور ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ (الزمر) وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام:23) اور وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ (النساء) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے ابن ازرق! تیری ہلاکت ہو! بے شک وہ دن بہت طویل ہے اور اس میں کئی مواقف ہیں جن پر تو آئے گا۔ ان میں ایک ساعت ہے جس میں وہ نہیں بول سکیں گے۔ پھر انہیں اجازت دی جائے گی اور وہ جھگڑنے لگیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا وہ ٹھہرے رہیں گے۔ وہ قسمیں اٹھائیں گے اور خوب کوشش کریں گے۔ اور جب وہ اس طرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے اعضاء کو (بولنے) کا حکم دے گا۔ چنانچہ وہ ان کے ان اعمال پر شہادت دیں گے جو ان کے ساتھ انہوں نے کیے ہوں گے۔ پھر ان کی زبانیں بولیں گی اور ان کی ذاتوں کے خلاف ان اعمال کی شہادت دیں گی جو اعمال انہوں نے کیے۔ فرمایا: اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابو عبداللہ جدلی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں بیت المقدس آیا۔ وہاں حضرت عبادہ بن صامت، حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہم بیت المقدس میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب قیامت کا دن ہوگا، لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے۔ اور نظر ان سے پار گزر جائے گی (یعنی ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگ دیکھے جا سکیں گے) اور بلانے والا انہیں اپنی آواز سنا سکے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ آج کے دن کوئی جبر و ظلم کرنے والا مجھ سے نجات نہیں پا سکے گا اور نہ ہی سرکش شیطان بچ سکے گا اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ہم کتاب میں پاتے ہیں کہ اس دن آگ سے ایک رئیس نکلے گا اور وہ بڑی تیز رفتاری سے چلے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگوں کے درمیان پہنچے گا اور کہے گا: اے لوگو! مجھے تین کی طرف بھیجا گیا میں انہیں پہچان لوں گا۔ والد کو اس کے بیٹے کے سبب اور بھائی کو اس کے بھائی کے سبب۔ انہیں مجھ سے کوئی پناہ گاہ فائدہ نہیں پہنچا سکے گی اور

نہ ہی کوئی چھپانے والی شے انہیں مجھ سے چھپا سکے گی۔ یعنی وہ جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا الٰہ بنایا جاتا ہے۔ اور ہر ظلم وستم کرنے والا جابر اور سرکش شیطان (یعنی کوئی بھی انہیں نہیں بچا سکے گا) فرمایا: وہ ان پر لیٹ جائے گا اور انہیں حساب سے چالیس دن یا چالیس برس پہلے جہنم میں پھینک دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک قوم تیزی کے ساتھ جنت کی طرف بڑھے گی۔ تو ملائکہ ان سے کہیں گے تم حساب کے لیے ٹھہر جاؤ۔ تو وہ کہیں گے: قسم بخدا! نہ ہمارے پاس کوئی مال ہیں اور نہ ہی ہم عمال ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا ہے اور میں یہ زیادہ حق رکھتا ہوں کہ میں اس کے عہد کو پورا کروں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ حساب سے چالیس دن یا چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا (مزے سے کھاؤ اور پیو) کیونکہ موت نہیں آئے گی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا سے مراد اہل کفر ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ۝ ثقیف کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْكَعُوْا کا معنی ہے تم نماز پڑھو۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر اچھے طریقہ سے رکوع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نماز کا ایک خاص مرتبہ اور درجہ ہے۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ رکوع نہیں کرتا۔ گویا کہ وہ بدکنے والا اونٹ ہے۔ تو فرمایا: اگر یہ آدمی اسی حالت میں فوت ہو گیا تو یہ اسلام کے طریقوں میں سے کسی پر نہیں مرے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع نہیں کرتا اور دوسرا اس کی چادر کھینچ رہا ہے۔ تو آپ مسکرا دیئے۔ لوگوں نے کہا اے ابن مسعود! رضی اللہ عنہ کون سی چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے دو آدمیوں نے ہنسایا ہے۔ ان میں سے ایک وہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا اور دوسرا وہ جس کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ۝ کے بارے کہتے تھے کہ قیامت کے دن انہیں سجود کی طرف بلایا جائے گا اور وہ سجود کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔ اس لیے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو سجدے نہیں کرتے تھے۔ (5) واللہ اعلم۔

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 56 (23176)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 290، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 291 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

آیاتہا ۴۰ سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ ۸۰ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۂ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عبدالعزیز بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی نماز کی مقدار کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو حکم فرمایا اور انہوں نے ہمیں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ اور ان میں سورۃ المرسلات اور عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ پڑھیں۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝۱۵ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝۱۸

"وہ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں۔ کیا وہ اس بڑی اور اہم خبر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اسے جان لیں گے۔ پھر یقیناً وہ اسے جان لیں گے (کہ قیامت برحق ہے)۔ کیا ہم نے نہیں بنادیا زمین کو بچھونا۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔ اور ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں جوڑا جوڑا۔ اور ہم نے بنادیا ہے تمہاری نیند کو باعث آرام۔ نیز ہم نے بنادیا رات کو پردہ پوش۔ اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لیے بنایا۔ اور ہم نے بنائے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان)۔ اور ہم نے ہی ایک نہایت

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن لبیہقی از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 19-118، دار الفکر بیروت

روشن چراغ بنایا۔ اور ہم نے برسایا بادلوں سے موسلا دھار پانی۔ تا کہ ہم اگائیں اس کے ذریعے اناج اور سبزی۔ نیز گھنے باغات۔ بے شک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے۔ جس روز صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوج درفوج''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ تب یہ آیت عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۚ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۙ نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۙ سے مراد قرآن کریم ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۙ سے مراد قرآن کریم ہے۔ اور الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ؕ کا معنی ہے کہ بعض اس کی تصدیق کرتے ہیں اور بعض تکذیب۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے انہی آیات کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۙ سے مراد بعث بعد الموت ہے۔ اس بارے میں لوگوں کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ اس کی تصدیق کرتا اور دوسرا اس کی تکذیب۔ سو موت کا تو تمام کے تمام نے اقرار کیا۔ اس لیے کہ وہ موت کا آنکھوں سے مشاہدہ اور معائنہ کرتے تھے۔ البتہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ کے بعد دیگرے وعید ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۙ کا مفہوم ہے یقیناً کفار اسے جان لیں گے۔ اور ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۝ کا مفہوم ہے پھر یقیناً مومنین اسے جان لیں گے۔ اور وہ اسے اسی طرح پڑھتے تھے۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ کا مفہوم ہے کہ زمین تمہارے لیے بچھائی گئی۔ وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا اور پہاڑ تمہارے لیے گاڑھے گئے۔ (5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ۙ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتیں ہیں جنہیں تجھ پر اللہ تعالیٰ گنوا رہا ہے اے ابن آدم تا کہ تو ان کا شکر ادا کرنے کے اعمال کر سکے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو ہوا کو بھیجا اور اس نے پانی کو اڑا دیا، یہاں تک کہ ایک جزیرہ سا ظاہر کر دیا اور یہی جزیرہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 6 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 7 5۔ ایضاً

کعبہ معظمہ کے نیچے ہے۔ پھر زمین کو پھیلایا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ طول وعرض میں پہنچ گئی۔ اور یہ اسی طرح پھیلتی رہی اور فرمایا یہ اس کے دست قدرت میں ہے، یہ اسی طرح پھیلتی رہی اور اسی طرح پھیلتی رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخیں بنا کر اس میں گاڑ دیا اور جبل ابی قبیس پہلا پہاڑ ہے جو زمین میں پیوست کیا گیا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پہلے پہل جو زمین تخلیق کی گی، وہ بیت المقدس کے پاس سے تخلیق کی گئی، وہاں مٹی رکھی گئی اور اسے کہا گیا تو اس طرف، اس طرف اور اس طرف چلی جا۔ اسے ایک چٹان پر تخلیق کیا گیا اور چٹان کو مچھلی پر اور مچھلی کو پانی پر۔ پس اس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ پانی میں بہہ رہی تھی۔ تو ملائکہ نے کہا: اے ہمارے پروردگار! اسے ساکن کون کرے گا؟ تو پہاڑوں کی اس میں میخیں لگ گئیں۔ پھر ملائکہ نے کہا: اے ہمارے رب! کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو ان سے زیادہ سخت اور طاقتور ہو؟ فرمایا ہاں وہ لوہا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جو لوہے سے زیادہ سخت اور طاقت ور ہو؟ فرمایا: ہاں وہ آگ ہے۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا تو نے آگ سے زیادہ سخت اور طاقت ور کوئی مخلوق پیدا کی ہے؟ فرمایا: ہاں وہ پانی ہے۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو پانی پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں وہ ہوا ہے۔ پھر عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے جو ہوا سے بھی سخت اور اس پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں عمارت۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا ایسی تخلیق بھی ہے جو اس بنا اور عمارت پر بھی غالب ہو؟ فرمایا ہاں! وہ آدم ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا کا معنی ہے اور ہم نے تمہیں دو دو پیدا کیا ہے۔ اور وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا کے بارے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے ہیں۔ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور ہم نے ہی ایک چراغ بنایا جو چمکتا ہے۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور ہم نے ہوا سے نازل کیا مَآءً ثَجَّاجًا فرمایا: ایسا پانی جسے انڈیلا جائے اور وہ موسلا دھار برس پڑے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے۔ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا کے الوہاج سے مراد روشن کرنے والا ہے۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں: کہ ہم نے ہوا سے نازل کیا۔ مَآءً ثَجَّاجًا ایسا پانی جو انڈیلا جائے یعنی موسلا دھار پانی۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کیا ہے: وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا فرمایا: رون کرنے والا سورج۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ۔ فرمایا: بادل، مَآءً ثَجَّاجًا، فرمایا: موسلا دھار گرایا ہوا پانی۔ (4)

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 556 (3889)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 11-9-8-7، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 11-10-9

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 10-8

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **سِرَاجًا وَّهَّاجًا** کا معنی ہے ایسا چراغ جو چمکتا ہے روشن ہوتا ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے **وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ** کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: ایسا بادل جس کے بعض حصے بعض کو نچوڑ دیتے ہیں۔ اور دو بادلوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ کا قول نہیں سنا:

تَجْرِیْ بِهَاالْاَرْوَاحُ مِنْ بَیْنِ شِمَالِ وَبَیْنَ صَبَاهَا الْمُعْصِرَاتِ الدَّوَامِسُ

"شمال کی جانب سے ہوائیں چل رہی ہیں اور اس کی پروائی ہوا کے درمیان وافر پانی والے سیاہ بادل ہیں"۔

پھر نافع نے کہا مجھے ثجاجا کا مفہوم بتایئے تو آپ نے فرمایا ایسا کثیر اور وافر پانی جس کے سبب کھیتی اگتی ہے۔ پھر نافع نے عرض کیا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوذویب کو یہ کہتے نہیں سنا:

سَقٰی اُمَّ عَمْرٍو کُلَّ آخِرِ لَیْلَةٍ غَمَائِمُ سُوْدٌ مَاؤُهُنَّ ثَجِیْجُ

"ہررات کے آخر میں ام عمرو کو کالے سیاہ بادلوں نے سیراب کیا جن کا پانی وافر اور کثیر تھا"۔

امام عبد بن حمید، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور خرائطی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **معصرات** سے مراد ہوائیں ہیں اور **مَآءً ثَجَّاجًا** سے مراد موسلا دھار برسایا جانے والا پانی ہے۔ (1)

امام شافعی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، خرائطی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے **وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا** کے ضمن میں فرمایا: اللہ تعالیٰ بادل بھیجتا ہے اور وہ آسمان سے پانی لیتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ بادل چل پڑتا ہے اور اس طرح برستا ہے جس طرح دودھ دینے والی اونٹنی (اپنا دودھ) بہا دیتی ہے۔ اور ثجاج سے مراد یہ ہے کہ آسمان اس طرح پانی بہاتا ہے گویا کہ مشکوں کے منہ کھول دیئے گئے ہیں ہوائیں اسے پھیرتی رہتی ہیں اور وہ متفرق مقامات پر برستا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **الْمُعْصِرٰتِ** سے مراد بادل ہے اور **مَآءً ثَجَّاجًا** کا معنی ہے وہ پانی جو گرایا جائے یا اس سے کثیر پانی مراد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ **الْمُعْصِرٰتِ** سے مراد آسمان ہے یعنی ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ اور **مَآءً ثَجَّاجًا** سے مراد ایسا پانی ہے جو کثرت سے گرایا جائے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مصحف فضل بن عباس رضی اللہ عنہم میں ہے: **وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا**۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 10-9، دار احیاء التراث العربی بیروت

عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ہے: وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور اس میں الْمُعْصِرٰتِ سے مراد ہوائیں ہیں۔(1)

امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُعْصِرٰتِ سے مراد ہوا ہے۔ اسی لیے وہ اس طرح پڑھا کرتے تھے: وَّ اَنْزَلْنَا بِالْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا۔ مَآءً ثَجَّاجًا سے مراد موسلا دھار گرایا گیا پانی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا کا معنی ہے گھنے باغات۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے جڑے ہوئے باغات۔(3)

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسے باغات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ مراد ایسا کھیت ہے جس کا بعض حصہ بعض کے ساتھ ملا ہوا اور جمع شدہ ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسے باغات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں اور جڑ جائیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا کا مفہوم ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کا اظہار ہوگا۔ اور اسی دن وہ اولین و آخرین کے درمیان فیصلہ کرے گا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَفْوَاجًا کا مطلب ہے گروہ در گروہ، جماعت در جماعت۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کیا ہے: یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! تو نے ایک امر عظیم کے بارے سوال کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنی آنکھیں جھکا دیں۔ پھر فرمایا: دس قسمیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جماعت سے الگ کر دیا ہے اور ان کی صورتوں کو بدل دیا ہے۔ بعض کو بندروں کی صورت پر، بعض کو خنزیروں کی شکل پر، بعض کی ٹانگیں ان کے کندھوں کے اوپر ہوں گے اور ان کے چہرے نیچے کی جانب ہوں گے جن پر وہ اپنے آپ کو گھسیٹ رہے ہوں گے۔ ان میں سے بعض اندھے ہوں گے وہ لڑکھڑاتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض بہرے اور گونگے ہوں گے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 12 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 12 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 13

عقل نہیں رکھتے ہوں گے۔ ان میں سے بعض اپنی زبانیں کاٹ رہے ہوں گے درآنحالیکہ وہ ان کے سینوں پر ہوگی۔ ان کے مونہوں سے لعاب کے طور پر پیپ بہہ رہی ہوں گی۔ اہل جمع انہیں پلید اور غلیظ جانیں گے اور ان سے نفرت کریں گے۔ ان میں سے بعض کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے اور بعض کو آگ کے تنوں پر سولی دی جائے گی۔ بعض کی بدبو مردار سے زیادہ نفرت آمیز ہوگی اور ان میں سے بعض تارکول کے جبے پہنے ہوں گے جو ان کے سارے جسم کو ڈھانپے ہوں گے اور اس پر چپٹے ہوئے ہوں گے۔ پس وہ جو بندروں کی صورت میں ہوں گے وہ چغل خور آدمی ہیں۔ اور جو خنزیروں کی شکل پر ہوں گے وہ حرام کھانے والے لوگ ہیں۔ جنہیں چہروں کے بل الٹا کیا جائے گا وہ سود کھانے والے لوگ ہیں اور اندھے وہ ہوں گے جو فیصلہ کرنے میں ظالم اور ناانصافی کرتے ہیں اور بہرے اور گونگے وہ ہوں گے جو اپنے اعمال پر اتراتے اور فخر کرتے ہیں۔ اور جو اپنی زبانوں کو چبا رہے ہوں گے وہ ایسے علماء اور قضاۃ ہیں جو اپنے قول اور عمل میں تضاد اور اختلاف رکھتے ہیں۔ جن کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوں گے وہ ایسے لوگ ہیں جو پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہیں آگ کے تنوں پر سولی دی جائے گی وہ ہیں جو بادشاہ اور حاکم کے پاس لوگوں کی شکایات کر کے انہیں وہاں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کی بدبو مردار سے زیادہ ناپسندیدہ ہوگی وہ ایسے لوگ ہیں جو شہوات ولذت سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے اللہ تعالیٰ کا حق اور فقراء کا حق روک لیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو تارکول کے جبے پہنے ہوں گے وہ تکبر کرنے والے، غرور کرنے والے اور فخر کرنے والے لوگ ہیں۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

"اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔ اور حرکت دی جائے گی پہاڑوں کو تو وہ سراب بن جائیں گے۔ درحقیقت جہنم ایک گھات ہے۔ (یہ) سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ پڑے رہیں گے اس میں عرصہ دراز۔ وہ نہیں چکھیں گے اس میں کوئی ٹھنڈی چیز اور نہ پانی۔ بجز کھولتے پانی اور گرم پیپ کے۔ (ان کے گناہوں کی) پوری سزا۔ یہ لوگ (روز) حساب کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔ اور انہوں نے ہماری آیتوں کو سختی سے جھٹلایا۔ حالانکہ ہر چیز کو ہم نے گن گن کر لکھ لیا تھا۔ پس (اے منکرو! اپنے کیے کا) مزا چکھو اب ہم نہیں زیادہ کریں گے تم پر مگر عذاب"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے فُتِحَت کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا میں كَانَتْ بمعنی صارت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا کے تحت کہا ہے کہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جہنم کو چل کر عبور کرے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان پر تین پل ہوں گے، کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جہنم سے گزرے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم جان لو کہ جنت کی طرف کوئی راستہ نہیں یہاں تک کہ جہنم کو عبور کیا جائے۔ اور ایک دوسری آیت میں فرمایا: وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم: 71) لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا فرمایا اس سے مراد ہے کہ یہ سرکشوں کی پناہ گاہ اور ان کا ٹھکانا ہے۔ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا فرمایا: احقاب سے مراد وہ عرصہ ہے جس کے لیے انقطاع اور ختم ہونا نہ ہو۔ جب بھی ایک حقب گزرے گا اس کے بعد دوسرا حقب آجائے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک حقب یوم قیامت کے سالوں میں سے اسی سال کا ہوگا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَحْقَابًا سے مراد سال ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا کا مفہوم ہے کہ اس کی کوئی مقررہ مدت نہیں، جب بھی ایک حقب گزر جائے گا تو ہم دوسرے میں داخل ہو جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب ستر برس کا ہوگا جس کا ہر دن ہزار برس کا ہوگا۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ان احقاب کو نہیں جان سکتا مگر یہ کہ ایک حقب اسی برس کا ہوگا اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا۔ اور ایک دن کی مقدار ہزار برس ہوگی۔ اور ایک حقب اٹھارہ ہزار برس کا ہوگا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت بشیر بن کعب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک حقب تین سو سال کا ہوگا اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا اور ہر دن ہزار برس کا ہوگا۔(6)

عبدالرزاق، فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سالم بن ابی الجعد سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہلال الہجری سے پوچھا: کیا تم کتاب اللہ میں موجود الحقب کو جانتے ہو؟ اس نے جواباً کہا: ہم اسے اسی سال کا پاتے ہیں جس میں ہر سال بارہ مہینوں کا ہے۔ ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ہزار برس کا ہے۔(7)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17-14

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 18

5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17

6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 16

7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17

امام سعید بن منصور اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔(2)

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور ایک دن ایک ہزار کی طرح ہوگا جنہیں تم شمار کرتے ہو۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔ ان میں سے ایک دن دنیا کے سدس (چھٹے حصے) کی طرح ہے۔

امام ابن عمر العدنی نے مسند میں، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک حقب ہزار مہینے کا ہے اور ایک مہینہ تیس دن کا، ایک سال بارہ مہینے کا، اور ایک مہینہ تین سو ساٹھ دن کا، اور ان میں سے ہر دن تم ہزار برس کا شمار کروں گے۔ پس ایک حقب اسی ہزار برس کا ہوا۔

امام بزار، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: قسم بخدا! کوئی بھی جہنم سے نہیں نکلے گا، یہاں تک کہ وہ اس میں کئی حقب ٹھہرے گا اور ایک حقب اسی سے زائد برس کا ہے۔ ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور ایک دن تم ہزار برس کا شمار کرو گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسی کو اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ جہنم سے نکلے گا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حقب چالیس برس کا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَحْقَابًا کی قرأت الف کے ساتھ کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے اسے بغیر الف کے پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا اور مَاشَآءَ رَبُّكَ (ہود: 107) یہ دونوں اہل جنت کے بارے ہیں اور اہل قبلہ میں سے توحید کو ماننے والوں کے لیے ہیں۔(7)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 556 (3890)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 281 (11461)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 17، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً
5۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 358 (7029)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 17
7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 18

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمہریر جہنم ہے۔ اہل جہنم کے لیے اس میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا۔

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اس میں شراب سے حَمِیْمًا کی استثناء ہے اور بَرْدًا سے غَسَّاقًا کی استثناء ہے۔ اور یہ زمہریر ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حَمِیْمًا سے مراد وہ گرم (عذاب) ہے جو جلا دے گا۔ اور غَسَّاقًا سے مراد زمہریر یعنی ٹھنڈا اور سردی کا عذاب ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ (اہل جہنم) عذاب کی سردی اور ٹھنڈک کو برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِیْمًا کے تحت فرمایا: کہ اس عذاب کی گرمی انتہا کو پہنچی ہوگی۔ اور وَّ غَسَّاقًا کے تحت فرمایا: اس عذاب کی سردی اپنی انتہا کو پہنچی ہوگی۔ جب برتن اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اتر جائے گی یہاں تک کہ صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں گے اور وہ تڑپتا رہے گا۔

ابن منذر نے حضرت مرہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَرْدًا سے مراد نیند ہے (2) جو کہ ہر طرف سے چھائی ہوئی ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جَزَآءً وِّفَاقًا معنی ہے کہ جزا ان کے اعمال کے موافق ہوگی۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جزاء قوم کے برے اعمال کے موافق ہوگی۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جَزَآءً وِّفَاقًا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ جزا عمل کے موافق ہوگی اور اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا کے تحت کہا کہ وہ اس سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور ایک روایت کے لفظ ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ دوبارہ زندہ کیے جانے کی تصدیق کریں۔(5)

ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ نہ ثواب کی امید رکھتے ہیں اور نہ سزا سے ڈرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے شدید تر کوئی آیت اہل جہنم کے لیے نازل نہیں ہوئی: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت    2۔ عربی متن میں یہاں پر اسی طرح خالی جگہ ہے۔
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 22    4۔ ایضاً    5۔ ایضاً

نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کتاب اللہ میں کون سی آیت اہل نار کے لیے سب سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم میں شدید ترین آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا فرمایا: پس یہ ساعت کے عوض ساعت کی مقدار، دن کے عوض دن کی مقدار، مہینے کے عوض مہینے کی مقدار اور سال کے عوض سال کی مقدار شدید ترین عذاب ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر اہل جہنم میں سے کوئی آدمی مشرق سے نکالا جائے گا تو اس کی بدبو سے اہل مغرب مر جائیں گے۔ اور اگر کوئی آدمی مغرب سے نکالا جائے گا تو اس کی بدبو سے اہل مشرق مر جائیں گے۔ حضرت ابو برزہ نے فرمایا: اس وقت میں حاضر تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا: قوم کو ان کے گناہوں کے عوض ان کے رب نے ہلاک کر دیا اور ان پر غضب کا اظہار کیا۔ اور جب وہ ان پر اظہار غضب کرے گا تو بالیقین ان سے انتقام لے گا۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

”بلاشبہ پرہیزگاروں کے لیے کامیابی (ہی کامیابی) ہے۔ (ان کے لیے) باغات اور انگوروں (کی بیلیں) ہیں۔ اور جواں سال ہم عمر لڑکیاں۔ اور چھلکتا ہوا جام۔ نہ سنیں گے وہاں کوئی بیہودہ بات اور نہ جھوٹ۔ یہ بدلہ ہے آپ کے رب کی طرف سے بڑا کافی انعام۔ جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، بے حد مہربان، انہیں طاقت نہ ہوگی کہ (بغیر اجازت) اس سے بات بھی کر سکیں۔ جس روز روح اور فرشتے پرے باندھ کر کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جس کو رحمٰن اذن دے اور وہ ٹھیک بات کرے۔ یہ دن برحق ہے سو جس کا جی چاہے بنا لے اپنے رب کے جوار رحمت میں اپنا ٹھکانا۔ بے شک ہم نے ڈرا دیا ہے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 281 (11463)، دار الفکر بیروت

تمہیں جلد آنے والے عذاب سے، اس دن دیکھ لے گا ہر شخص (ان عملوں کو) جو اس نے آگے بھیجے تھے اور کافر (بصد حسرت) کہے گا کاش! میں خاک ہوتا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا کے تحت کہا ہے کہ بلاشبہ متقین کامیاب ہیں کیونکہ انہوں نے آتش جہنم سے نجات پالی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے بے شک متقین کے لیے جہنم سے (نکل کر) جنت کی طرف (جانے میں) کامیابی (ہی کامیابی) ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَفَازًا سے مراد ہے محفوظ ہونا، نجات پانا (بے شک متقین کے لیے ہی نجات اور محفوظ ہونا ہے) اور كَوَاعِبَ کا معنی ہے ایسی لڑکیاں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں یعنی جواں سال لڑکیاں۔ اَتْرَابًا سے مراد ہے ہم عمر اور كَاْسًا دِهَاقًا کا مفہوم ہے بھرے ہوئے، چھلکتے ہوئے جام۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا کی تفسیر بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد باغیچے اور باغات ہیں۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

بِلَادٌ سَقَاهَا اللّٰهُ اَمَّا سُهُوْلُهَا　　فَقَضْبٌ وَدُرٌّ مُغْدَقٌ وَّ حَدَائِقُ

"اللہ تعالیٰ نے شہروں کو خوب سیراب کیا۔ رہے ان کے میدان تو وہاں لمبی لمبی شاخوں والے درخت ہیں، انتہائی سرسبز و شاداب نباتات اور باغات ہیں"۔

پھر کہا: مجھے وَّ كَاْسًا دِهَاقًا کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: كَاْسًا سے مراد شراب اور دِهَاقًا سے مراد بھرا ہوا ہے (یعنی شراب سے بھرا ہوا جام) تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَتَانَا عَامِرٌ يَرْجُوْ قِرَانَا　　فَاَتْرَعْنَا لَهٗ كَاْسًا دِهَاقًا

"عامر ہمارے پاس آیا، وہ ہم سے مہمان نوازی کی امید کرنے لگا۔ تو ہم نے اس کے لیے جام شراب خوب بھر کر دیا"۔

ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَوَاعِبَ سے مراد کنواری لڑکیاں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَوَاعِبَ سے مراد ایسی لڑکیاں ہیں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں۔(4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26-25-24
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 25

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **كَاْسًا دِهَاقًا** کا مفہوم ہے ایسا جام جو لبالب بھرا ہوا ہو اور اوپر چھلک رہا ہو (1)۔ اور بسا اوقات میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ''یَا غُلَامُ اَسْقِنَا وَادْهَقْ لَنَا'' اے غلام ہمیں پلاؤ اور جام بھر کر پلاؤ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **كَاْسًا دِهَاقًا** کا معنی ہے بھرا ہوا جام۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حضرت قتادہ، حضرت مجاہد، حضرت ضحاک اور حضرت حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جس میں تسلسل اور باہمی متابعت پائی جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے جو جام شراب پے در پے اور تسلسل کے ساتھ ہو۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ہناد نے حضرت عطیہ سے بیان کیا ہے کہ **كَاْسًا دِهَاقًا** سے مراد ہے ایسا جام جو لگاتار اور تسلسل کے ساتھ بھرا ہوا ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ **كَاْسًا دِهَاقًا** کا معنی ہے جو بہنے میں ریت کے ٹیلوں کی طرح ہو۔ اور مؤلف فارسی نے کہا ہے کہ لگاتار اور تسلسل کے ساتھ بہنے والی شراب۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے لگاتار بہنے والی صاف شراب۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب جام میں شراب ہو تو وہ کاس ہے اور جب اس میں شراب نہ ہو تو وہ کاس نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ **لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا** نہ سنیں گے وہاں کوئی باطل بات اور نہ ہی گناہ کی بات۔ اور **عَطَآءً حِسَابًا** کے بارے فرمایا: یہ کثیر عطا ہے۔ اور **لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا** کے تحت فرمایا کہ (بغیر اجازت) اس سے کلام کرنے کی انہیں طاقت نہ ہوگی۔ (6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ** کا معنی ہے کہ یہ آپ کے رب کی جانب سے عطا ہے۔ **حِسَابًا** (یہ بڑا کافی انعام ہے) ان اعمال کا جو انہوں نے کیے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 27
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 27
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 28-29

لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا فرمایا: انہیں طاقت نہ ہوگی کہ وہ (بغیر اجازت) اس سے کلام بھی کر سکیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روح اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ وہ ملائکہ نہیں ہیں۔ ان کے سر، ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا فرمایا وہ (روح) بھی لشکر ہیں اور وہ (ملائکہ) بھی لشکر ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ روح بنی آدم کی شکل پر ایک مخلوق ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: روح کھاتے ہیں اور ان کے ہاتھ، پاؤں اور سر بھی ہیں اور وہ فرشتے نہیں ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ روح لوگوں کی طرح کی ایک مخلوق ہے۔ لیکن وہ انسان نہیں ہیں۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں رب العالمین کے پاس قیامت کے دن صف بستہ ہوں گے۔ ایک صف روح کی اور ایک صف ملائکہ کی ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جن وانس، ملائکہ اور شیاطین روح کا دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اور آپ روح کے بارے نہیں جانتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا کے تحت کہا ہے کہ روح ملائکہ سے عظیم تر مخلوق ہے اور کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوتا مگر روح اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ روح فرشتہ ہے جو عام ملائکہ سے خلقت میں اعظم اور بڑا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ روح چوتھے آسمان میں ہے اور وہ آسمانوں، پہاڑوں اور ملائکہ سے بہت بڑا ہے۔ وہ ہر روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیحات کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن تنہا اور انفرادی صف کی صورت میں آئے گا۔(5)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح اللہ (کی جانب سے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 29-28، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 30
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 385 (3469)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 30
5۔ ایضاً

حاجب ہے۔ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ وہ ملائکہ سے بڑا ہے، اگر وہ منہ کھولے تو وہ تمام ملائکہ کی وسعت رکھے۔ اور مخلوق اس کی طرف دیکھے گی۔ اور اس کے ڈر کی وجہ سے وہ اپنی آنکھیں اوپر نہیں اٹھائیں گے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل بن حبان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح ملائکہ سے اشرف ہے اور ان کی نسبت رب کریم کے زیادہ قریب ہے۔ اور وہی صاحب وحی ہے (یعنی وحی لانے والا ہے)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح بھی ملائکہ میں سے ہی ایک فرشتہ ہے اس کے دس ہزار پر ہیں اور ہر دو پروں کے مابین مشرق ومغرب کا فاصلہ ہے، اس کے ہزار چہرے ہیں۔ ہر چہرے کی ہزار زبانیں ہیں۔ دو ہونٹ اور دو آنکھیں ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع وسجود میں کہا کرتے تھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرُّوْحُ سے مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام جبار کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ان کے اعضاء بدن اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے اور کہیں گے "سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ" (تیری ذات پاک ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہم نے اس طرح تیری عبادت نہیں کی جس طرح تیری عبادت کا حق ہے)۔ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ کا مفہوم ہے جس وقت لوگوں کی ارواح ملائکہ کے ساتھ کھڑی ہوں گی۔ اور یہ دو نفخوں کے درمیان ارواح کو جسموں کی طرف لوٹائے جانے سے پہلے ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَقَالَ صَوَابًا سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔ (2)

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ شہادت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 171 (487/223)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 32، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَقَالَ صَوَابًا کا مفہوم ہے اور جس نے دنیا میں حق بات کہی اور اس کے مطابق عمل کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جمال (حسن) کیا ہے؟ فرمایا: حق کے ساتھ صحیح اور درست بات کہنا۔ پھر عرض کی: کمال کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچائی کے ساتھ افعال کو مزین اور آراستہ کرنا۔ واللہ اعلم۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری میں مَاٰبًا سے مراد سبیل اور راستہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ کے تحت بیان کیا ہے کہ الْمَرْءُ سے مراد مومن ہے (یعنی اس دن ہر مومن دیکھ لے گا)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ اور فرمایا: مراد وہ مومن ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے مطابق عمل کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: قیامت کے دن تمام مخلوقات کو اٹھایا جائے گا۔ یعنی چوپائے، جانور، پرندے اور دیگر ہر شے۔ پس اللہ تعالیٰ کا عدل ان تک پہنچے گا اور ایسا جانور جس کے سینگ نہیں اس کے لیے وہ سینگ والے جانور سے انتقام لے گا۔ پھر فرمائے گا: تو مٹی ہو جا۔ تو اس وقت کافر کہیں گے: یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا (کاش میں بھی مٹی ہوتا)(2)

امام دینوری رحمہ اللہ نے المجالسہ میں حضرت یحیٰ بن جعدر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے اول جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کا حساب لیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی شے بھی اپنی زیادتیوں اور ظلم کے ساتھ ختم نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں مٹی بنا دے گا۔ پھر ثقلین یعنی جن وانس کو دوبارہ زندہ کرے گا اور ان کا محاسبہ کرے گا۔ تو اس دن کافر یہ آرزو کرے گا۔ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جس جانور کو چونچ لگائی گی ہو چونچ مارنے والے سے اس کا قصاص لیا جائے گا اور دھکا دینے والے جانور سے اس کا قصاص لیا جائے گا جسے اس نے دھکا لگایا ہوگا۔ اور بے سینگ کے جانور کا قصاص سینگ والے جانور سے لیا جائے گا اور لوگ دیکھ رہے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا مٹی ہو جاؤ۔ نہ کوئی جنت ہے اور نہ ہی جہنم۔ تو اس وقت کافر کہے گا یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن شاہین رحمہم اللہ نے کتاب العجائب والغرائب میں حضرت ابوالزناد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 386 (3472)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور اہل جنت کو جنت کا اور اہل جہنم کو جہنم کا حکم دے گا تو تمام احمر اور ایمان لانے والے جنوں سے کہا جائے گا تم مٹی ہو جاؤ۔ پس وہ مٹی سے بدل جائیں گے تو جب کافر انہیں مٹی کی طرف لوٹتے دیکھے گا تو اس وقت کہے گا: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے جب جانوروں کا حساب لے لیا جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں مٹی بنا دے گا۔ تو اس وقت کافر یہ کہے گا: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جنات مٹی بن جائیں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنات کے لیے ثواب یہ ہے کہ وہ جہنم سے بچا لیے جائیں گے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: تم مٹی ہو جاؤ۔

آیاتہا ۴۶ سُورَۃُ النّٰزِعٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۷۹ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ النازعات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ﴿۵﴾ يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوۡبٌ يَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِى الۡحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوۡا تِلۡكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِىَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾

"قسم ہے (فرشتوں کی) جو غوطہ لگا کر (جان) کھینچنے والے ہیں۔ اور بند آسانی سے کھولنے والے ہیں۔ اور تیزی سے تیرنے والے ہیں۔ پھر (تعمیل ارشاد میں) جو دوڑ کر سبقت لے جانے والے ہیں۔ پھر (حسب حکم) ہر کام کا انتظام کرنے والے ہیں۔ جس روز تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی۔ اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا ہو گا۔ کتنے دل اس روز (خوف سے) کانپ رہے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں (ڈر سے) جھکی ہوں گی۔ کافر کہتے ہیں کیا ہم پلٹائے جائیں گے الٹے پاؤں۔ (یعنی) جب ہم بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے۔ بولے یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی۔ (پس اس واپسی کے لیے) تو فقط ایک جھڑک کافی ہے۔ پھر وہ فوراً کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے"۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا فرمایا یہ ملائکہ ہیں جو کفار کی روحیں کھینچتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو کفار کی ارواح کو ناخنوں اور جلد کے درمیان میں سے نکالتے ہیں یہاں تک کہ انہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو مومنین کی ارواح کے ساتھ زمین وآسمان کے درمیان پیرتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو مومنین کی ارواح کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے ہیں۔ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا، فرمایا: یہ وہ ملائکہ ہیں جو ایک سال سے دوسرے سال تک بندوں کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

معاملات کی تدبیر کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کفار کی ارواح ہیں جنہیں کھینچا جاتا ہے، پھر بند کھولے جاتے ہیں پھر انہیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا یہ موت (کی کیفیت) کا بیان ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا سے مراد موت (کی کیفیت) ہے۔

امام جویبر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا کہ کفار کی ارواح جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کو دیکھتی ہیں اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے آگاہ کرتے ہیں۔ تو وہ غرق ہو جاتی ہیں۔ پس حضرت ملک الموت علیہ السلام غوطہ زن ہو کر پٹھوں اور گوشت کے بند کھولتے ہوئے وہاں سے انہیں کھینچ لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا: مومنین کی ارواح جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کا نظارہ کرتی ہیں اور وہ فرماتے ہیں: اے نفس مطمئنہ! روح و ریحان کی طرف نکل آ اور رب کی طرف جو کہ غضب میں اور ناراض نہیں ہے۔ تو وہ فرحت و مسرت اور جنت کے شوق میں اس طرح تیرنے لگتی ہیں جیسا کہ پانی میں غواصی کرنے والا تیرتا ہے۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی عزت و کرامت کی جانب تیزی سے چلتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا فرمایا: یہ دونوں آیتیں کفار کے لیے ہیں۔ جب کہ ان کی روح کھینچی جاتی ہے کہ اسے بڑی شدت اور سختی کے ساتھ اس طرح کھینچا جاتا ہے جیسا کہ اون میں سیخوں (کو کھینچا جاتا ہے)۔ پس اس کا خروج انتہائی سخت اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا۝ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا: یہ دونوں آیتیں مومنین کے لیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا: اس وقت ارواح سینوں میں گھس جاتی ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا: (یہ وہ کیفیت ہے) جب کہ ملائکہ روح کو انگلیوں اور قدموں سے نکال کر لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا جب کہ روح پیٹ میں تیرتی ہے، وہ موت کے وقت مضطرب ہو جاتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کا مفہوم ہے کہ وہ فرشتے جو کفار کی ارواح کو کھینچتے ہیں۔ تا قولہ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا: یہ ملائکہ کی صفات ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو انسان کی روح کو کھینچ کر نکالتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو آدمی کی روح کے بند کھولتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا مراد وہ ملائکہ ہیں جب کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا: یہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 557 (3893)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بھی ملائکہ کی صفت ہے۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو ان امور کی تدبیر کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا یہ موت کے وقت کی کیفیات ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی صفات ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کے بارے فرمایا: یہ کافر کی صفت ہے۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا یہ ستاروں کی صفت ہے۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا یہ بھی ستاروں کی صفت ہے۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا یہ بھی ستاروں کی صفت ہے۔ اور فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا یہ ملائکہ کا وصف ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا، فرمایا: قسم ہے سختی کے ساتھ کھینچنے والوں کی۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا اور گلے میں رسی ڈال کر نکالنے والوں کی فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا اور گھوڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والوں کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو لوگوں کو نہ پھاڑ ورنہ تجھے جہنم کے کتے پھاڑ ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا کیا تو جانتا ہے وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جہنم میں کتے ہیں جو ہڈیوں اور گوشت کو چیر ڈالیں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا یہ سب ستاروں کی صفت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابن الکواء نے آپ سے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ فرشتے ہیں جو رحمٰن کے ذکر اور اس کے امر کی تدبیر کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن سابط سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیوی امور کی تدبیر چار فرشتے کرتے ہیں: حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت ملک الموت اور حضرت اسرافیل علیہم السلام۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات پر مقرر کیے گئے ہیں، حضرت ملک الموت علیہ السلام کے سپرد ارواح کو قبض کرنا ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان پر احکام لے کر نزول فرماتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت ابو المتوکل الناجی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کے تحت فرمایا: حضرت ملک الموت علیہ السلام کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو ارواح کو قبض کرنے کے وقت مرنے والوں کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ روح لے کر آسمان کی جانب چڑھ جاتے ہیں اور کچھ دعا پر امین کہتے ہیں اور کچھ میت کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس پر نماز جنازہ پڑھ

1۔ شعب الایمان، باب الایمان بالملائکۃ، جلد 1، صفحہ 177 (158)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دی جاتی ہے اور اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ میں الرَّاجِفَةُ سے مراد نفخہ اولیٰ ہے۔ اور تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ سے مراد نفخہ ثانیہ ہے۔ اور يَوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ میں مراد ڈرنے والے دل ہیں۔ اور إِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کے تحت فرمایا کہ اس کا مفہوم ہے کیا ہم دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ سے مراد ہے۔ اس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے۔ اور وہی زلزلہ ہے۔ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ کے تحت فرمایا: وہ دونوں ایک جھٹکے کے ساتھ ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ تھرتھرانے والی آ گئی، اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا ہوگا، موت اپنے جمیع مقدمات کے ساتھ آ گئی" كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ رُبْعُ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْ جَاءَ الْمَوْتُ أُذْكُرُوا اللّٰهَ، أُذْكُرُوا اللّٰهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ"(2)

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تھرتھرانے والی شدت کے ساتھ تھرتھرائے گی اور اپنے باسیوں پر زلزلہ طاری کر دے گی۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ فرماتے ہیں: جیسا کہ کشتی سمندر میں اپنے سواروں کے ساتھ انتی (ڈولتی) رہتی ہے اور اس قندیل کی مثل جسے اطراف میں لٹکایا ہوا ہو (یعنی جس طرح یہ حرکت کرتی ہیں اسی طرح اس دن زمین اور پہاڑ بھی حرکت کرنے لگیں گے اور دن میں سکون باقی نہیں رہے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرَّاجِفَةُ سے مراد نفخہ اولیٰ اور الرادفۃ سے مراد نفخہ ثانیہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ دونوں شدید قسم کی چیخیں ہیں۔ سو پہلی چیخ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہر شے کو مار دے گی اور دوسری اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہر شے کو زندہ کر دے گی۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 45-41، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 558 (3894)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے پوچھا گیا یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ تو آپ نے فرمایا: یہ دونوں نفخے ہیں۔ پس پہلا نفخہ زندوں کو مار دے گا اور دوسرا نفخہ مردوں کو زندہ کر دے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (الزمر) (اور پھونکا جائے گا صور، پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ بیہوش نہ ہوں) پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ کا مفہوم ہے کہ اس دن دل خوفزدہ اور مضطرب ہوں گے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دن دل خوفزدہ اور ڈرانے والے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن دل غمزدہ پریشان حال ہوں گے اور اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کے تحت کہا کہ کیا ہم زمین میں الٹے پاؤں پلٹائے جائیں گے اور ہم نئی تخلیق کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً فرمایا: جب کہ ہم بوسیدہ (کوٹی ہوئی) ہڈیاں ہو چکے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ان منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ جن حالات کا وہ مشاہدہ کریں گے ان کے سبب اس دن دل خوفزدہ ہوں گے۔ يَوْمَىِٕذٍ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ اس دن ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کیا ہم نئی تخلیق کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جب کہ ہم دوبارہ زندہ کیے جانے کو جھٹلاتے ہوئے مریں گے۔ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً یعنی جب کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو چکے ہوں۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ سے مراد خلق جدید ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد زندگی ہے یعنی کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش نے کہا: اگر ہمیں موت کے بعد زندہ کیا گیا تو ہمیں یقیناً اٹھایا جائے گا۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ (یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نَّخِرَةً کو الف کے ساتھ "نَاخِرَةً" پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 387 (3477)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ الف کے ساتھ "ناخرۃ" پڑھتے تھے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی "نَاخِرَۃً" پڑھتے تھے۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو عِظَامًا نَاخِرَۃً پڑھتے ہوئے سنا۔ تو میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا اس طرح نہیں ہے؟

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ النازعات میں "نَاخِرَۃً" الف کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے: اس کا معنی ہے بوسیدہ ہوجانا،

عبد بن حمید نے محمد بن کعب القرظی، عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ یہ سب نَاخِرَۃً پڑھتے تھے۔

امام فراء رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا: ان بچوں کا کیا حال ہے جو نَّخِرَۃً پڑھتے ہیں حالانکہ یہ "نَاخِرَۃً" ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عِظَامًا نَّخِرَۃً کا معنی ہے بوسیدہ ہڈیاں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ناخرہ سے مراد ایسی ہڈی ہے جو بوسیدہ ہوجائے اور اس میں ہوا داخل ہوجائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر ہمیں تخلیق جدید کے ساتھ پیدا کردیا گیا تو ہم بالیقین خسارے اور نقصان کی طرف راجع ہوں گے۔ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ کے بارے فرمایا: بے شک یہ تو ایک چیخ ہے۔ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ، فرمایا ساہرہ سے مراد زمین کا ہموار میدان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ بولے یہ رجوع اور واپسی تو بڑے خسارے اور گھاٹے کی ہے۔ فرمایا: جب قوم کے نفسوں میں دوبارہ اٹھایا جانا بعید از امکان ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ فرمایا: تو وہ تمام کے تمام زمین کی ظاہر سطح پر ہوں گے جب کہ اس سے قبل وہ اس کے اندر تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پہلے زمین کے بطن میں تھے۔ پھر وہ اس کے ظاہر پر (زندہ ہوکر) آجائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت شعبی رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ سے فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 268 (1376)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ساری کی ساری زمین ساھرہ (ہموار میدان) ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: امیہ بن ابی صلت نے کہا ہے:
"وَفِيهَا لَحْمُ سَاهِرَةٍ وَبَحْرٍ" اور اس میں زمین اور سمندری (جانوروں کا) گوشت ہے)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ الساھرہ سے مراد وجہ الارض ہے۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ ساری کی ساری زمین ساھرہ ہے۔ کیا تو جانتا نہیں شاعر کہتا ہے: "صَيْدُ بَحْرٍ وَصَيْدُ سَاهِرَةٍ" (سمندر کا شکار اور زمین کا شکار)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: پس وہ سب زمین پر جمع ہو جائیں گے۔ پھر بطور تمثیل امیہ بن ابی صلت کا شعر بیان کیا:

وَفِيهَا لَحْمُ سَاهِرَةٍ وَبَحْرٍ وَمَا فَاهُوا بِهِ اَبَدًا مُقِيمُ

"اور اس میں زمین اور سمندری (جانوروں کا) گوشت موجود ہے اور وہ کبھی بھی اسے نہیں بھولے"۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الساھرہ سے مراد زمین ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ساھرہ سے مراد زمین ہے کہ وہ زمین کے نیچے (اندر) تھے اور پھر وہ اس کی اوپر والی سطح پر نکال دیئے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ زمین کا نام ہے اور کہا جاتا ہے ساھرۃ بنی فلاں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ساھرہ سے مراد ہے سفید وسیع زمین جیسا کہ صاف ستھری روٹی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ سے بیان کیا ہے کہ الساھرۃ بیت المقدس کے پہلو میں ایک پہاڑ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ساھرہ جہنم میں ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 276 (26046)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

"(اے حبیب!) کیا پہنچی ہے آپ کو موسیٰ کی خبر؟ جب ان کے رب نے انہیں طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا۔ (کہ) جاؤ فرعون کے پاس وہ سرکش بن گیا ہے۔ پس (اس سے) دریافت کرو کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو جائے۔ اور (کیا تو چاہتا ہے کہ) میں تیری رہبری کروں تیرے رب کی طرف تا کہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔ پس آپ نے (جا کر) اسے بڑی نشانی دکھائی۔ پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر روگرداں ہو کر فتنہ انگیزی میں کوشاں ہو گیا۔ پھر (لوگوں کو) جمع کیا پس پکارا۔ اور کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ آخر کار مبتلا کر دیا اسے الله نے آخرت اور دنیا کے (دوہرے) عذاب میں۔ بے شک اس میں بڑی عبرت ہے اس کے لیے جو الله سے ڈرتا ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم الله نے حضرت مجاہد رحمۃ الله علیہ سے نقل کیا ہے کہ اِنَّهٗ طَغٰى کا معنی ہے: بے شک وہ نافرمان اور سرکش ہو گیا ہے۔ اور فَاَرٰىهُ الْاٰیَةَ الْكُبْرٰى کے تحت انہوں نے کہا کہ آیت کبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کا دست مبارک ہے۔ اور ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى کے بارے فرمایا کہ پھر وہ فساد اور فتنہ انگیزی کے اعمال کرنے لگا۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى فرمایا: اولیٰ سے مراد اس کا یہ قول ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص: 38) (میں اپنے سوا تمہارے لیے کوئی الٰہ نہیں پاتا) اور آخرہ سے مراد اس کا یہ قول ہے۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات: 24) (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) (1)

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی الله عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیۃ کبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کا ید بیضا ہے۔ اور فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى کے بارے فرمایا: اسے دنیا اور آخرت کے عذاب نے پکڑ لیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما الله نے حضرت حسن رضی الله عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت صخر بن جویریہ رحمہ الله سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب الله تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ اَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰیَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ اور وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب! میں اس کی طرف کیسے جاؤں گا۔ حالانکہ تو یہ جانتا ہے کہ وہ نہیں مانے گا۔ تو الله تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ آپ وہ کریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ آسمان میں بارہ ہزار فرشتے ہیں جو تقدیر کا علم طلب کر رہے ہیں۔ لیکن وہ نہ اس تک پہنچے اور نہ اس کا ادارک کر سکے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما الله نے حضرت عکرمہ رحمۃ الله علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 53-52، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 389 (3484)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 390 (3485)

تَزَكّٰى' کے بارے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کیا تیری خواہش ہے کہ تو کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کیا تو چاہتا ہے کہ تو کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى کیا تیری خواہش ہے کہ تو خالص ہو جائے۔ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى فرمایا وہ قوت اور طاقت میں نہیں رہا (پس) وہ فساد اور گناہوں کے اعمال کرنے لگا۔

امام ابن منذر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ حق سے پھر گیا اور فتنہ انگیزی میں کوشاں ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے فرعون! کیا تیری خواہش ہے کہ میں تجھے جوانی اور شباب عطا کر دوں کہ تو بوڑھا نہ ہو۔ تجھے ملک اور بادشاہی عطا کروں کہ وہ تجھ سے چھینی نہ جائے اور نکاح، شراب اور سواری کی لذت تیری طرف لوٹائی جاتی رہے۔ اور جب تو مرے تو تو جنت میں داخل ہو تو میرے ساتھ ایمان لے آ۔ پس یہ کلمات اور یہ لذتیں اور راحتیں اس کے دل میں واقع ہو گئیں۔ اس نے کہا: ایسا ہی ہو گا جیسا آپ نے کہا ہے یہاں تک کہ ہامان آ جائے۔ پس جب ہامان آیا تو اس نے اسے آگاہ کیا۔ تو ہامان نے اسے عاجز قرار دیا اور کہا: تو عبادت کرنے لگا جب کہ تو رب ہے اور تیری عبادت کی جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ لوگوں پر نکلا اور اس نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى، میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى فرمایا: الْاٰخِرَةِ سے مراد اس کا یہ قول ہے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور الْاُوْلٰى سے اس کا یہ قول مراد ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص:38)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى کے بارے کہا: کہ یہ دونوں اس کے دو کلمے ہیں۔ پہلا کلمہ یہ ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص:38) اور دوسرا کلمہ یہ ہے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور ان دونوں کلموں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے دونوں کلموں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فرعون کے قول مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص:38) اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔(2)

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 390 (3486)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَغْطَشَ لَیْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَ الْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

"کیا تمہیں پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا، اس نے اسے بنایا۔ اس کی چھت کو خوب اونچا کیا پھر اس کو درست کیا۔ اور تاریک کیا اس کی رات کو اور ظاہر کیا اس کے دن کو۔ اور زمین کو بعد ازاں بچھا دیا۔ نکالا اس سے اس کا پانی اور اس کا سبزہ۔ اور پہاڑ (اس میں) گاڑ دیئے۔ سامان زیست ہے تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔ پھر جب آئے گی سب سے بڑی آفت۔ اس دن انسان یاد کرے گا جو دوڑ دھوپ اس نے کی تھی۔ اور ظاہر کر دی جائے گی جہنم ہر دیکھنے والے کے لیے۔ پس جس نے سرکشی کی ہوگی۔ اور ترجیح دی ہوگی دنیوی زندگی کو۔ تو دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانا ہوگا۔ اور جو ڈرتا رہا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا ہوگا (ہر بری) خواہش سے۔ یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی۔ اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق۔ آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔ آپ ضرور خبردار کرنے والے ہیں ہر اس شخص کو جو اس سے ڈرتا ہو۔ گویا وہ جس روز اس کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا) کہ وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام یا ایک صبح"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا اس نے اس کو چھت بنایا۔ وَ اَغْطَشَ لَیْلَهَا اور اس کی رات کو خوب تاریک کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا کا معنی

ہے: اس نے اس کی بناوٹ (چھت) کو بغیر ستون کے خوب اونچا کیا۔ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا اور اس کے دن کو ظاہر کیا(1)۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: رَفَعَ سَمْكَهَا اس نے اس کی عمارت کو خوب اونچا کیا۔ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا اور اس کے دن کی روشنی کو خوب منور کیا۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اور بعد ازاں زمین کو بچھا دیا۔ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا فرمایا: اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ دیا کیونکہ وہ اپنے باسیوں کے ساتھ گھومنے لگی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا کا مفہوم ہے کہ اس نے اس کی شام کو تاریک کیا وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝۲۹ اور اس کے سورج کو ظاہر کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا کا معنی ہے: اس نے اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝۲۹ اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝۳۰ کے تحت یہ بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی زمین کو بچھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے انہیں کہا: کتاب اللہ میں دو آیتیں ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد اور مخالف ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ تو نے اپنی رائے سے کہا ہے۔ پڑھ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ (فصلت:9) یہاں تک کہ اس آیت تک پڑھا۔ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ (فصلت:11) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا آسمان کو تخلیق کرنے سے پہلے پھر آسمان کو تخلیق کیا پھر آسمان کو تخلیق کرنے کے بعد زمین کو بچھا دیا۔ اسی کے مطابق اللہ کا ارشاد ہے: دَحٰىهَا یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھا دیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا کہ زمین مکہ مکرمہ سے بچھائی گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا اور اس سے نہریں اور دریا جاری کر دیئے۔ مَرْعٰىهَا فرمایا: اس سے مراد نباتات یا ہر وہ شے ہے جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دَحٰىهَا کا مفہوم ہے کہ زمین بچھانے کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے پانی اور نباتات (سبزہ) نکالے اور دریاؤں کو جاری کر دیا اور اس میں پہاڑ، صحرا، راستے اور ٹیلے اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے سب دو دنوں میں بنا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 59-57-56، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مَتَاعًا لَّكُمْ کا معنی ہے تمہارے لیے منفعت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ زمین کو بچھانے (کا آغاز) کعبہ معظمہ کے نیچے سے کیا گیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا: سراپا یمن و برکت ہے وہ ذات جو اسے (آسمان کو) اونچا کرنے والی ہے اور اس کی تدبیر کرنے والی ہے۔ پھر اپنی نگاہ زمین پر رکھی اور فرمایا: سراپا یمن و برکت ہے وہ ذات جو اسے (زمین کو) بچھانے والی اور اس کی خالق ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الطَّآمَّةُ یوم قیامت کے ناموں میں سے ایک ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت قاسم بن ولید ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہل جہنم کو جہنم کی طرف بھیجا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن قیس کندی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کہا جائے گا کہ تم اس کے سبب جہنم کی طرف چلے جاؤ۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰى کا معنی ہے ہر دیکھنے والے کے لیے جہنم ظاہر کر دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ کے تحت کہا کہ جب انہیں خازن جہنم مالک کے حوالے کیا جائے گا۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى پس جس نے نافرمانی اور سرکشی کی ہو گی۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقت کے بارے سوال کرتے ہیں۔ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا یعنی قیامت کے ذکر سے آپ کا کیا تعلق (مراد یہ ہے کہ ھا ضمیر سے مراد قیامت ہے)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قیامت کے بارے سوال کرتے تھے۔ تو جواب میں یہ آیت نازل ہوئی: فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل مکہ میں سے مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: قیامت کب آئے گی اور ان کا یہ سوال استہزاء ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا یعنی وہ قیامت کے بارے آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا اے محمد! ﷺ آپ اس کا علم نہیں رکھتے۔ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا یعنی اس کے علم کی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 211 (35418)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 193 (35252)

انتہا تیرے رب کے پاس ہے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا آپ خبردار کرنے والے ہیں ہر اس کو جو قیامت سے ڈرتا ہو گا۔ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا گویا وہ جس دن قیامت کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا)۔ لَمْ يَلْبَثُوٓا کہ وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے اور اس کی نعمتوں میں سے کسی شے سے وہ لطف اندوز نہیں ہوئے۔ اِلَّا عَشِيَّةً مگر اتنا وقت جو ظہر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔ اَوْ ضُحٰهَا یا اتنا وقت جو سورج طلوع ہونے سے لے کر نصف النہار تک ہے۔

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے بارے مسلسل سوال کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۞ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (1) پھر اس کے بعد اس کے بارے سوال نہیں کیا۔

سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کو مرسلاً ذکر کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۞ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا پھر آپ اس سے رک گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اعرابی آتے تھے تو وہ آپ سے قیامت کے بارے پوچھتے تھے۔ تو آپ غور وفکر کرتے ایسے انسان میں جوان میں نیا پیدا کیا گیا اور فرماتے: اگر یہ صدی تک زندہ رہا تو قیامت تم پر قائم ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں داخل ہوگا جو اس کا امیدوار ہے اور وہ جہنم سے محفوظ رہے گا جو اس سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا جو خود رحم کرتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس (قیامت) کے علم کی انتہا تیرے رب تک ہے۔ اور اِلَّا عَشِيَّةً کے بارے کہا کہ وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام اَوْ ضُحٰهَا یا ایک عشیۃ (یعنی اتنا وقت جو ظہر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا الآیہ، فرمایا: قوم کے لوگوں میں دنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی، اس وقت وہ امر آخرت کا مشاہدہ کر لیں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 558 (3895)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۴۲ ﴿ سورۃ عبس مکیۃ ۸۰ ﴿ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ عبس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى ؕ﴿۲﴾ وَ مَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۙ﴿۳﴾ اَوۡ يَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰى ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ﴿۶﴾ وَ مَا عَلَيۡكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡ جَآءَكَ يَسۡعٰى ۙ﴿۸﴾ وَ هُوَ يَخۡشٰى ۙ﴿۹﴾ فَاَنۡتَ عَنۡهُ تَلَهّٰى ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذۡكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِىۡ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرۡفُوۡعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۢ ۙ﴿۱۴﴾ بِاَيۡدِىۡ سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ؕ﴿۱۶﴾

''چیں بہ جبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔(اس وجہ سے کہ) ان کے پاس ایک نابینا آتا۔ اور آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو جاتا۔ یا وہ غور وفکر کرتا تو نفع پہنچاتی اسے یہ نصیحت۔ لیکن وہ جو پرواہ نہیں کرتا، آپ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور آپ پر کوئی ضرر نہیں اگر وہ نہ سدھرے۔ اور جو آپ کے پاس آیا ہے دوڑتا ہوا۔ اور وہ ڈر بھی رہا ہے۔ تو آپ اس سے بے رخی برتتے ہیں۔ ایسا نہ چاہیے یہ تو نصیحت ہے۔ سو جس کا جی چاہے اسے قبول کر لے۔ یہ ایسے صحیفوں میں (ثبت) ہے جو معزز ہے۔ جو بلند مرتبہ پاکیزہ ہیں۔ ایسے کاتبوں کے ہاتھوں سے لکھے ہیں۔ جو بڑے بزرگ اور نیکوکار ہیں''۔

امام ابن ضریس نے ابو وائل سے بیان کیا ہے کہ بنی اسد کا ایک وفد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم بنو زبنیۃ احلاس الخیل (ہمیشہ گھوڑوں پر سوار رہنے والے) ہیں۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بنو رشدہ ہو۔ تو حضرمی بن عامر نے کہا: قسم بخدا! ہم بنی محوسلہ کی طرح نہیں ہوں گے اور ان سے مراد بنو عبد اللہ بن غطفان ہیں۔ انہیں بنو عبد العزی بن غطفان کہا جاتا تھا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا: کیا تو قرآن میں سے کچھ پڑھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اسے پڑھ۔ چنانچہ اس نے عَبَسَ وَ تَوَلّٰى پڑھی جہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس کو پڑھنا چاہا۔ پھر اس نے کہا: ''وَهُوَ الَّذِیۡ مَنَّ عَلَى الۡحَبۡلٰى فَاَخۡرَجَ مِنۡهَا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

نَسَمَةً تَسْعٰی بَیْنَ شَرَاسِیْفَ وَحَشًا'' تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس میں اضافہ نہ کر کیونکہ یہی کافی ہے (اور وہ وہ ہے جس نے حاملہ پر احسان فرمایا اور اس سے ایک روح کو نکالا جو وحشت ناک تکالیف کے درمیان دوڑ دھوپ کرتی ہے)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علاء بن یزید حضرمی نے حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی۔ دونوں کے درمیان طویل گفتگو جاری رہی۔ پھر آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اے علاء! کیا تو قرآن کریم میں سے کچھ حسین انداز میں پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے عرض کی: ہاں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے سورۂ عبس پڑھی، یہاں تک کہ اسے ختم کر دیا اور اس کے آخر تک انتہا کر دی۔ اور اپنی جانب سے اس کے آخر میں یہ اضافہ کر دیا: ''وَهُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ مِنَ الْحُبْلٰی نَسَمَةً تَسْعٰی مِنْ بَیْنِ شَرَاسِیْفَ وَحَشًا'' تو حضور نبی کریم ﷺ نے انتہائی زوردار انداز میں فرمایا: اے علاء! رک جا۔ تحقیق سورت مکمل ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سورۂ عبس وتولی حضرت ابن ام مکتوم اعمٰی رضی اللہ عنہ (جو کہ نابینے تھے) کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ ارشدنی'' اے رسول اللہ! ﷺ میری راہنمائی فرمائیے۔ اور اس وقت آپ ﷺ کے مشرکین کے سرداروں میں سے کوئی آدمی موجود تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ آپ (حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) سے اعراض کرنے لگے اور دوسرے کی جانب توجہ دینے لگے اور فرمانے لگے: کیا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں تو کوئی حرج دیکھتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: نہیں۔ تو اسی کے بارے یہ سورت نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرداران قریش میں سے کچھ لوگوں کی مجلس میں تھے۔ ان میں ابو جہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ بھی تھے۔ تو آپ ﷺ انہیں فرمانے لگے کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ میں اس اس طرح کے ساتھ آیا؟ تو وہ کہنے لگے: درست ہے۔ قسم بخدا! پھر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ ان کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض برت لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰی ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ یَخْشٰی ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ۚ یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو یعلی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ ابی بن خلف سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: عَبَسَ وَتَوَلّٰی ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی پھر اس کے بعد حضور

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 558 (3896)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عزت و تکریم کرتے تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبد المطلب اور ابوجہل بن ہشام سے گفتگو فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف بہت زیادہ توجہ دے رہے تھے اور آپ یہ چاہتے تھے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اتنے میں ایک نابینا آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا۔ اسے حضرت عبد اللہ ام مکتوم کہا جاتا ہے۔ وہ چلا آ رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آہستہ آہستہ گفتگو فرما رہے ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ آتے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی کسی آیت کا مطالبہ کرنے لگے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اس میں سے کچھ سکھائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرما لیا اور اپنے چہرے میں تیوری چڑھالی اور منہ پھیر لیا۔ اور اس کی گفتگو پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی طرف ہی متوجہ رہے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو مکمل فرمالی اور اپنے اہل کی طرف لوٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کچھ بصارت کو روک لیا۔ پھر اونگھ کے سبب آپ کا سر حرکت کرنے لگا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى۔ پس جب اس میں جو نازل ہوا سو نازل ہوا۔ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تکریم کرتے۔ اور ان سے گفتگو فرماتے اور انہیں فرماتے تمہاری کیا حاجت ہے؟ کیا تم کسی شے کا ارادہ رکھتے ہو؟(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے میں تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا اور امیہ بن خلف کی طرف توجہ دینے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دولت مند کی طرف توجہ کرتے ہوئے اور کسی فقیر سے اعراض کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں سے کوئی شے چھپاتے تو اسے اپنے بارے میں ضرور چھپاتے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا تھے آئے اور انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، میری بصارت چلی گئی ہے، اور میرا ایک قائد ہے کہ اس کا میری راہنمائی کرنا مناسب نہیں لگے گا۔ کیا آپ میرے لیے یہ رخصت دیتے ہیں کہ میں پانچوں نمازیں اپنے گھر میں ادا کرلوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو موذن کی آواز سنتا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 (3493)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا میں تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک وہ نابینا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى نازل فرمائی وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میں اذان کی آواز سنتا ہوں۔ لیکن میں کوئی قائد (راہنمائی کرنے والا) نہیں پاتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو اذان سنے تو اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کر۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ بنی فہر سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی تھا جس کا نام حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھا۔ اور اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى سے مراد عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف ہیں۔

امام ابن سعد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے قول باری تعالیٰ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں مراد رسول اللہ ﷺ ہیں کہ آپ نے سرداران قریش میں سے کسی آدمی سے ملاقات فرمائی اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ پھر حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور احکام اسلام کے بارے آپ ﷺ سے سوال کرنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے چہرے میں تیوری چڑھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے آپ ﷺ کو عتاب فرمایا اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی عزت و تکریم فرمائی۔ اور دو بار انہیں مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس ایک نابینا آدمی تھا۔ آپ نے اس کے لیے لیموں کاٹا اور شہد کے ساتھ اسے کھلانے لگیں۔ تو میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے اے امیر المومنین! تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو عتاب فرمایا۔ انہوں نے فرمایا: یہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس عتبہ اور ربیعہ بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان دونوں کی طرف متوجہ تھے۔ چنانچہ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى نازل ہوئی۔ مراد حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ صنادید قریش میں سے ایک سردار کے ساتھ تنہائی میں گفتگو فرما رہے تھے اور آپ ﷺ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اور آپ ﷺ اس کے اسلام قبول کرنے کی آرزومند تھے کہ اچانک حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم الاعمی رضی اللہ عنہ آ گئے۔ تو جب حضور

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 224 (7886)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 209، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 735 (6671)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نبی مکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو اس کے آنے کو ناپسند کیا اور اپنے دل میں کہا: یہ قریش کہے گا کہ ان کی اتباع کرنے والے اندھے، پست گھٹیا اور غلامی کی زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ پس آپ ﷺ چیں بہ جبیں ہوئے تو وحی نازل ہوئی عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى الی آخر الآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ فرمایا یہ قرآن ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ فرمایا: مراد لکھنے والے کتابت کرنے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ سے مراد حضور نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسَفَرَةٍ سے مراد ملائکہ میں سے لکھنے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ سے مراد کاتب (لکھنے والے) ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَفَرَةٍ سے مراد نبطی زبان میں قراء (قرأت کرنے والے) ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ سے مراد ملائکہ ہیں۔(2)

امام احمد اور ائمہ ستہ رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور وہ اس میں ماہر ہو تو وہ ایسے کاتبوں کے ساتھ ہوگا جو بڑے معزز اور نیکوکار ہیں۔ اور جو اسے پڑھتا ہے اور اس پر شاق اور مشکل ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں(3)۔ واللہ اعلم۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ۝ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۝ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 (3495)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 48، دار صادر بیروت

حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

"غارت ہو (منکر) انسان! وہ کتنا احسان فراموش ہے۔ کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا۔ ایک بوند سے۔ اسے پیدا کیا پھر اس کی ہر چیز اندازہ سے بنائی۔ پھر (زندگی کی) راہ اس پر آسان کر دی۔ پھر اسے موت دی اور اسے قبر میں پہنچا دیا۔ پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ یقیناً وہ بجا نہ لایا جو اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔ پھر ذرا انسان غور سے دیکھے اپنی غذا کو۔ بے شک ہم نے زور سے پانی برسایا۔ پھر اچھی طرح پھاڑا زمین کو۔ پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ۔ اور انگور اور ترکاریاں۔ اور زیتون اور کھجوریں۔ اور گھنے باغات۔ اور (طرح طرح کے) پھل اور گھاس۔ سامان زیست تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے"۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ عتبہ بن ابی جہل کے بارے نازل ہوئی جب کہ اس نے یہ کہا "كَفَرْتُ بِرَبِّ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى" میں نے ستارے کے رب سے کفر کیا جب کہ وہ اوپر سے نیچے گرتا ہے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا فرمائی۔ نتیجۃً شام کے راستے میں شیر اس پر حملہ آور ہوا اور اسے نگل لیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی قُتِلَ الْاِنْسَانُ ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد کافر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَكْفَرَهٗ کا معنی ہے اس کا کفر کتنا شدید ہے۔ اور فَقَدَّرَهٗ کے تحت فرمایا اور اس کا انداز مقرر فرمایا: نطفہ سے، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر اس طرح مختلف مراحل سے گزار کر اس کی تخلیق مکمل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ کے تحت فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی ہر شے اس کی ماں کے رحم میں اندازہ سے بنائی جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ سے مراد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنی ماں کے پیٹ سے نکلنے کی راہ آسان کر دی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ سے مراد اس کا رحم سے نکلنا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے اس سے مراد اس کا اپنی ماں کے پیٹ سے خارج ہونا ہے۔(2)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 393 (3496)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اس کا رحم سے باہر نکلنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ اس ارشاد کی طرح ہے: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (الانسان) یعنی شقاوت اور سعادت کی راہ۔

امام ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا ہے یا صحف ابراہیم علیہ السلام میں اور میں نے اس میں یہ پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میں نے تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کوئی شے نہ تھا۔ اور میں نے تجھے انتہائی مناسب اور موزوں انسان بنایا۔ اور میں نے تجھے مٹی کے کیچڑ سے پیدا کیا۔ پھر میں نے تجھے نطفہ کی صورت میں ایک محفوظ جگہ (رحم) میں رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا۔ پھر علقہ کو مضغہ بنایا۔ پھر اس مضغہ میں ہڈیاں تخلیق فرمائیں۔ اور پھر ہڈیوں پر گوشت پیدا فرمایا۔ پھر ہم نے تجھے ایک دوسری تخلیق کے ساتھ پیدا فرمایا: اے ابن آدم! کیا میرے سوا کوئی دوسرا اس پر قدرت رکھتا ہے؟ پھر میں نے تیرا بوجھ تیری ماں پہ ہلکا کر دیا۔ یہاں تک کہ نہ وہ تیرے سبب بیمار ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اذیت اٹھاتی ہے۔ پھر میں نے انتڑیوں کو حکم دیا کہ وہ وسیع ہو جائیں اور جوارح کو حکم دیا کہ وہ متفرق ہو جائیں۔ چنانچہ انتڑیاں وسیع ہو گئیں حالانکہ اس سے پہلے وہ تنگ تھیں۔ اور اعضاء علیحدہ علیحدہ ہو گئے حالانکہ اس سے قبل وہ جڑے ہوئے تھے۔ پھر میں نے اس فرشتے کو القا کیا جو کہ رحموں پر مقرر ہے کہ وہ تجھے تیری ماں کے پیٹ سے باہر نکالے۔ اور اس نے اپنے پر کے ایک بال کے ساتھ تجھے نجات دلا دی۔ اور اس نے تجھ پر واضح کر دیا کہ جب تو کمزور مخلوق ہے، تیرے پاس نہ کاٹنے والے دانت ہیں اور نہ ہی چبانے والی داڑھ ہے۔ پھر اس نے تیرے لیے تیری ماں کے سینے میں ایسی رگ رکھ دی ہے جو تیرے لیے گرمی کے موسم میں ٹھنڈا اور سردی کے موسم میں گرم دودھ مہیا کرتی ہے۔ اور اس نے اسے جلد، گوشت، خون اور رگوں کے درمیان سے تیرے لیے چن رکھا ہے۔ پھر تیرے لیے تیری ماں کے دل میں رحمت و محبت ڈال دی ہے اور تیرے باپ کے دل میں شفقت و پیار ڈال دیا ہے۔ پس یہ دونوں تیرے لیے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں، مشقت اٹھاتے ہیں، تیری تربیت کرتے ہیں اور تجھے غذا باہم پہنچاتے ہیں اور خود نہیں سوتے یہاں تک کہ تجھے سلا دیں۔ اے ابن آدم! میں نے تیرے ساتھ اس طرح کیا ہے کسی خاص مقصد اور شے کے لیے نہیں کہ میں نے اسے پورا کرنے کے لیے اس سے مدد لی ہو۔ اے ابن آدم! جب تیرے دانت کاٹنے کے قابل ہوئے اور تیری داڑھیں چبانے کے قابل ہوئیں تو میں نے تجھے موسم گرما میں گرمی کے پھل اور موسم سرما میں اس کے مناسب پھل کھلائے۔ اور جب تو نے پہچان لیا کہ میں تیرا رب ہوں تو تو نے میری نافرمانی کی۔ اور جب تو نے میری نافرمانی کی ہے تو تو مجھ سے دعا مانگ۔ کیونکہ میں قریب ہوں، دعا کو قبول فرمانے والا ہوں اور مجھے پکار کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ کے تحت کہا: کوئی بھی ہمیشہ ہر اس عمل کو (کما حقہ) بجا نہیں لا سکے گا جو اس پر فرض کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ کے تحت فرمایا کہ انسان کو اپنے داخل ہونے اور نکلنے کی جگہ کے بارے غور وفکر کرنا چاہیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب التواضع میں کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان کو اپنے پاخانہ کے بارے غور وفکر کرنا چاہیے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب انسان بیت الخلا میں بیٹھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی گردن کو موڑ کر کہتا ہے جو خارج ہو رہا ہے اسے دیکھ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: اے ابن آدم! اس کی طرف دیکھ جس کے بارے تو نے بخل کیا وہ کیا ہو گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت بشیر بن کعب رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوتے، تم چلو تا کہ میں تمہیں دنیا دکھاؤں پھر وہ آتے، اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس ٹھہر جاتے اور کہتے: دیکھو اپنے شہد کی طرف، اپنے گھر کی طرف، اپنی بطخوں اور اپنی مرغیوں کی طرف کہ وہ کیا ہو گئی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا سے مراد ہے کہ بے شک ہم نے خوب بارش برسائی۔ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا پھر ہم نے نباتات کے ساتھ زمین کو پھاڑا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَضْبًا سے مراد سبز گھاس ہے۔ یعنی گھاس اگائی۔ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا اور طویل وکثیر باغات۔ وَّفَاكِهَةً وَّأَبًّا اور تازہ پھل اگائے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد گھنے اور جڑے ہوئے باغات ہیں۔ اور غلب سے مراد خوب موٹے (تنوں والے درخت) اور الاب سے مراد زمین سے اگنے والی وہ گھاس اور نباتات ہے جسے جانور کھاتے ہیں اور اسے انسان نہیں کھاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد جڑے ہوئے (گھنے) باغات ہیں۔ اور فَاكِهَةً سے مراد لوگوں کے کھانے کے پھل ہیں۔ اور أَبًّا سے مراد جانوروں کا چارہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الغلب سے مراد کھجور کی بیلیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غُلْبًا سے مراد موٹے تنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد جنت میں ایسے درخت ہیں جن سے سایہ تو حاصل کیا جائے گا۔ لیکن وہ کسی شے سے بار آور نہیں ہوں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 76-73-72، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الاب سے مراد چوپاؤں کے لیے گھاس ہے۔

ابن جریر نے العوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الاب سے مراد گھاس اور چارہ ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے وَّ اَبًّا کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: الاب سے مراد ہر وہ شے ہے جو چوپائے چرتے ہیں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَرٰی بِهِ الْاَبَّ وَالْيَقْطِيْنَ مُخْتَلِطًا عَلَى الشَّرِيْعَةِ يَجْرِىْ تَحْتَهَا الْعَذَبُ

''تو اس کے سبب ایک گھاٹ پر چارہ اور بیلوں کو ملا جلا دیکھتا ہے جس کے نیچے میٹھا پانی جاری رہتا ہے''۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ابا کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کون سا آسمان مجھے سایہ مہیا کرے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھائے گی جب کہ میں کتاب اللہ کے بارے ایسی بات کہوں جو میں نہیں جانتا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں خطیب اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت پڑھی: فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ۙ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۙ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا اور فرمایا یہ سب وہ ہے جسے ہم پہچانتے ہیں تو اَب کیا ہے؟ پھر آپ نے وہ عصا مبارک بلند کیا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہ تکلف ہے اور تجھ پر یہ لازم نہیں کہ تو جانے اَب کیا ہے؟ کتاب اللہ کی جو ہدایت تمہارے لیے واضح ہو اس کی اتباع کرو(2) اور اس کے مطابق عمل کرو اور جسے تم نہ جان سکو تو اسے اس کے رب کے سپرد کر دو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد باغات ہیں۔ اور غُلْبًا سے مراد موٹے تنوں والے درخت ہیں۔ اور الأب سے مراد گھاس ہے۔ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ فرمایا: پھل تمہارے لیے ہے اور گھاس تمہارے چوپاؤں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ قَضْبًا سے مراد سبز گھاس وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد گھنی کھجوریں ہیں۔ وَّ فَاكِهَةً سے مراد ہے کہ پھل تمہارے لیے ہے۔ وَّ اَبًّا اور گھاس تمہارے جانوروں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غُلْبًا سے مراد مشقت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ فَاكِهَةً سے مراد وہ پھل ہیں جنہیں انسان کھاتے ہیں اور اَب سے مراد چارہ (چراگاہ) ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 559 (3897)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّفَاكِهَةً وہ پھل ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ اور اَبًّا سے مراد وہ چارہ ہے جو جانور کھاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے جو شے اچھی اور میٹھی ہے وہ تمہارے لیے ہے۔ اور اب (گھاس) یہ تمہارے چوپاؤں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَبًّا سے مراد گھاس ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابورزین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّفَاكِهَةً وَّ اَبًّا سے مراد نباتات ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الاَبّ سے مراد بھوسہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ شے جو زمین پر اگتی ہے وہی اَبًّا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وَّ اَبًّا کے بارے پوچھا۔ تو جب آپ نے انہیں یہ کہتے ہوئے دیکھا تو آپ درہ لے کر ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وَّفَاكِهَةً وَّ اَبًّا پڑھا اور فرمایا: اس فَاكِهَةً (پھل) کو تو ہم نے پہچان لیا ہے۔ تو یہ اَبًّا کیا ہے؟ پھر فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وَّ اَبًّا کے بارے پوچھا گیا: اَبّ کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: ہمیں اس کا مکلف نہیں بنایا گیا، یا فرمایا: ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

''پھر جب کان بہرا کرنے والا شور اٹھے گا۔ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔ ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے (سب سے) بے پرواہ کر دے گی۔ کتنے ہی چہرے اس دن (نور ایمان سے) چمک رہے ہوں گے۔ ہنستے ہوئے خوش و خرم۔ اور کئی منہ اس دن غبار آلود ہوں گے۔ ان پر کالک لگی ہوگی۔ یہی وہ کافر (و) فاجر لوگ ہوں گے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

ہے کہ الصَّآخَّةُ یوم قیامت کا ایک نام ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ترمذی، حاکم اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن او غیر مختون اٹھائے جاؤ گے۔ تو آپ کو زوجہ محترمہ نے عرض کی: کیا ہم میں سے بعض بعض کی شرم گاہ کی طرف دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلانہ! لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ (کہ اس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پرواہ کر دے گی)۔ (2)

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جائیں گے، پسینے نے انہیں لگامیں دے رکھی ہوں گی اور وہ کانوں کی چربی تک پہنچ رہا ہوگا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہائے شرمگاہ! ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے۔ فرمایا: لوگ اس طرف سے غافل ہوں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهٖ وَأَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ (عبس) (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن پیدل، ننگے پاؤں اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا مرد عورتوں کی دیکھیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔ (4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے بدن اور ننگے پاؤں اٹھایا جائے گا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہائے اتنی بے حیائی! کیا ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھ رہے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ مشغول ہوں گے۔ میں نے عرض کی: ان کا شغل کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ان میں صحائف (اعمالنامے) چیونٹیوں اور رائی کے دانوں کی طرح بکھرے ہوں گے۔ (5)

حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو پابرہنہ، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ شرم گاہوں کی کیا حالت ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔ (6)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 77، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2995)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 559 (3898)
4۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 167 (5876)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 462 (837)، مکتبۃ المعارف الریاض
6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 559 (3898)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن جو سب سے پہلے اپنے باپ سے فرار اختیار کرے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور جو سب سے پہلے اپنی ماں سے بھاگے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جو سب سے اول اپنے بیٹے سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ جو سب سے اول اپنے بھائی سے بھاگے گا وہ ہابیل ہے۔ جو سب سے پہلے اپنی بیوی سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ پس وہ جانتے ہیں کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن انسان پر اس سے شدید اور سخت کوئی شے نہیں ہوگی کہ وہ اسے دیکھے جسے وہ پہچانتا ہے۔ اس ڈر سے کہ وہ اس سے ظلم کا بدلہ طلب کرے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُّسْفِرَةٌ کا معنی ہے اس کے چہرے روشن ہوں گے۔ اور تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کے بارے کہا: ان پر شدت اور ذلت چھار ہی ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَتَرَةٌ کا معنی ہے چہروں کا سیاہ ہونا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر کو پسینے کی لگام دی جائے گی، پھر ان کے چہروں پر غبار چھا جائے گا۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ۔

آیاتہا ۲۹ ﴿ سُورَۃُ التَّکْوِیْرِ مَکِّیَّۃٌ ۸۱ ﴾ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ ۝۳ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَ الَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝۱۹ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝۲۱ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۝۲۳ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝۲۴ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ۝۲۵ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝۲۶ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝۲۷ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ۝۲۸ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲۹

"(یاد کرو) جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ دیا جائے گا۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور جب وحشی جانور یکجا کر دیے جائیں گے۔ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔ اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑی جائیں گی۔ اور جب زندہ درگور کی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئی (بچی) سے پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی۔ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے۔ اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ لی جائے گی۔ اور جب جہنم دہکائی جائے گی۔ اور جب جنت قریب کر دی جائے گی۔ (تو اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے تاروں کی۔ (اور قسم کھاتا ہوں) سیدھے چلنے والے، رکے رہنے والے تاروں کی۔ اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے۔ اور صبح کی جب وہ سانس لے۔ کہ یہ (قرآن) ایک معزز قاصد کا (لایا ہوا) قول ہے۔ جو قوت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے۔ (سب فرشتوں کا) سردار اور وہاں کا امین ہے۔ اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں۔ اور بلاشبہ اس نے اس قاصد کو دیکھا ہے روشن کنارے پر۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا بخیل نہیں۔ اور یہ (قرآن) کسی شیطان مردود کا قول نہیں۔ پھر تم (منہ اٹھائے) کدھر چلے جا رہے ہو۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت سب اہل جہان کے لیے۔ (لیکن ہدایت وہی پاتا ہے) جو قوم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے۔ اور تم نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے"۔

امام احمد، ترمذی، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے یوم قیامت کی طرف اس طرح دیکھنا خوش کرتا ہے گویا کہ وہ اسے سامنے دیکھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ سورتیں پڑھے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ (انفطار:1) اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (انشقاق:1)(1)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن حوشب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (نماز) فجر میں وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ کی قرأت فرمائی۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج تاریک کر دیا جائے گا۔ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ اور جب ستارے متغیر ہو جائیں گے۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ اور جب زندہ درگور کی گئی بچی سوال کرے گی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کو لوٹ لیا جائے گا (یعنی لپیٹ لیا جائے گا)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ جب ستارے بکھر جائیں گے۔ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ اور جب پہاڑ ختم کر

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 12-11، صفحہ 167 (3333)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القراءۃ فی الصبح، جلد 2، صفحہ 149 (456/164)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 83-80، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیئے جائیں گے۔ وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر چرواہے کے چھوڑ دی جائیں گی۔ وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔ وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ فرمایا: یہ مثالیں ہیں ان لوگوں کی جنہیں آپس میں جوڑا اور جمع کیا جائے گا۔ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ اور جب کہ آسمان کو کھینچ لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كُوِّرَتۡ فارسی میں لپیٹنے کو کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كُوِّرَتۡ کا معنی ہے لوٹ لیا گیا۔

اور یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ فارسی زبان میں کو ر یھو د ہے۔ یعنی یہود نے لپیٹا۔

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو مریم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ کا معنی ہے جب سورج کو جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا۔ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ فرمایا: جب ستارے جہنم میں بکھر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کی گئی وہ جہنم میں ہوگا۔ سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور آپ کی ماں کے۔ اور اگر یہ دونوں بھی اس پر راضی ہوتے کہ ان کی عبادت کی جائے۔ تو یقیناً وہ بھی جہنم میں داخل ہوتے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سورج، چاند اور ستاروں کو لپیٹ کر جہنم میں پھینک دے گا اور دبور ہوا بھیجے گا۔ تو وہ اسے بھڑکائے گی یہاں تک کہ سمندر بہت بڑی آگ بن جائیں گی۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جایں گے (1)۔ اور بزار نے مسند میں یہ اضافہ کیا ہے (کہ انہیں جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سورت میں چھ علامات دنیا سے متعلق ہیں جن کی طرف لوگ دیکھتے ہیں۔ اور چھ آخرت سے متعلق اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۝۱ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۝۲ وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ ۝۳ وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۝۴ وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۝۵ وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ یہ علامات دنیا میں ظاہر ہوں گی، لوگ ان کی طرف دیکھیں گے۔ اور وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۝۷ وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۝۸ بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۝۹ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۝۱۰ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ ۝۱۱ وَ اِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ ۝۱۲ وَ اِذَا الۡجَـنَّةُ اُزۡلِفَتۡ یہ علامات آخرت میں پائی جائیں گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے چھ آیات یوم قیامت سے پہلے کی ہیں۔ اس اثناء میں کہ لوگ اپنے بازاروں میں ہوں گے کہ اچانک سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ لوگ اپنی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اچانک پہاڑ زمین پر گر جائیں گے۔ وہ متحرک ہو کر مضطرب ہو جائے گی اور ایک دوسرے سے مل جائے گی۔ جن انسانوں کی طرف اور انسان جنات کی طرف گھبرا کر جائیں گے۔ چوپائے پرندے اور وحشی جانور مل جائیں گے اور مضطرب ہو کر بھاگنے لگیں گے۔ وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ اور جب کہ وحشی مل

1۔ صحیح بخاری، باب صفۃ الشمس والقمر، جلد 1، صفحہ 454، قدیمی کتب خانہ کراچی

جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جب کہ دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کو ان کے مالک چھوڑ دیں گے۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: جنات انسانوں کو کہیں گے ہم تمہارے پاس ایک خبر لائے ہیں سو تم سمندر کی طرف چلو۔ وہاں ایک آگ بھڑک رہی ہے۔ پس لوگ ابھی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ زمین ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ساتویں زمین تک اور ساتوں آسمان تک پھٹ جائے گی۔ وہ ابھی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اچانک ان پر ایک ہوا آئے گی اور انہیں مار دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کا معنی ہے جب سورج الٹا کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے: جب سورج کو ختم کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہنے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ جب ستارے گر جائیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ جب وحشی جانوروں کو موت آ جائے گی۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: جب سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا۔ ان کا پانی تہ میں چلا جائے گا۔ فرمایا: سُجِّرَتْ اور فجرت دونوں معنی کے اعتبار سے برابر ہیں (یعنی بھڑکنا)۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ جب ارواح کو جسموں کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی اور اس کے لیے کوئی روشنی باقی نہیں رہے گی۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے گر جائیں گے اور بالکل بوسیدہ ہو جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ فرمایا: جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کو ان کے مالک چھوڑ دیں گے کہ ان پر ایسی کیفیت طاری ہو گی جو انہیں ان سے غافل کر دے گی۔ کہ نہ ان تک پہنچا جائے گا اور نہ انہیں دوہیا جائے گا۔ حالانکہ دنیا میں ان کے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ مال نہیں۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: بے شک قیامت کے دن یہ ساری مخلوق اکٹھی ہو گی اور اللہ تعالیٰ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا اور ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ہر انسان کو اس کے گروہ کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودیوں کے ساتھ عیسائی کو عیسائیوں کے ساتھ۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: ایک قرأت میں ہے۔ ''سَالَتْ'' بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ فرمایا: زندہ درگور کی جانے والی بچی کو کسی گناہ کے سبب قتل نہیں کیا گیا۔ زمانہ جاہلیت کا کوئی آدمی اپنی بچی کو قتل کر دیا کرتا تھا اور اپنے کتے کو غذا مہیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے عیب کے طور پر بیان فرمایا۔ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ فرمایا: اے ابن آدم! تیرے نامہ عمل میں جو کچھ ہے وہ اس میں املاء کرایا جاتا ہے۔ پھر اسے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر اسے قیامت کے دن تجھ پر کھولا جائے گا اور وہ آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو کچھ اپنے نامہ عمل میں لکھوا تا رہتا ہے۔ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ فرمایا: جب جہنم کی آگ جلائی جائے گی۔ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور جب جنت قریب کی جائے گی۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ (تو اس دن) ہر شخص جان لے گا جو عمل وہ لے کر آیا ہے۔ حضرت قتادہ رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہاں تک حدیث بیان فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ فرمایا: عشار سے مراد اونٹ ہیں۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: وحشی جانوروں کے حشر سے مراد ان کی موت ہے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ارواح کو ان کے جسموں کی طرف لوٹایا جائے گا۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: مراد مشرکین کے بچے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَلْمَوْءٗدَةُ سے مراد دفن کی گئی بچی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی عورت حاملہ ہوتی تھی اور اس کی ولادت کا وقت آ پہنچتا تو وہ ایک گڑھا کھودتی اور اس کے کنارے پر دردزہ میں مبتلا ہوتی۔ پس اگر وہ بچی جنتی تو وہ اسے اس گڑھے میں پھینک دیتی۔ اور اگر بچے کو جنم دیتی تو اسے روک لیتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس جسے یہ گمان ہوا کہ وہ جہنم میں ہیں تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ بلکہ وہ تو جنت میں ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فرمایا: جب سورج کو پھینک دیا جائے گا۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے بکھر جائیں گے۔ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ اور جب پہاڑ اڑ جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب اونٹنیاں نہ دوہی جائیں گی اور نہ ان کے تھن باندھے جائیں گے بلکہ ان کے مالک انہیں چھوڑ دیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: جب وحشی جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ جب سمندر بہہ جائیں گے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ہر آدمی اپنے صاحب عمل کے ساتھ ہوگا۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا عمل سب لوگوں سے بڑھ کر عرب کرنے والے تھے۔ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ اور جب جہنم کی آگ روشن کی جائے گی۔ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور جب جنت قریب کی جائے گی۔ یہاں تک حدیث اختتام پذیر ہوئی۔ ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کا مفہوم ہے کہ چوپاؤں کے حشر سے مراد ان کی موت ہے اور جن وانس کے سوا ہر شے کے حشر سے مراد اس کی موت ہے۔ کیونکہ جن وانس کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے کو اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ مکھیوں کو بھی اٹھایا جائے گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ سمندروں کا پانی زمین کے پانی کے ساتھ مل جائے گا۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے زہیر بن ابی سلمی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 560 (3901)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَقَدْ نَازَعْتُهُمْ حَسَبًا قَدِيمًا وَقَدْ سُجِّرَتْ بِحَارُهُمْ بِحَارِيْ

"تحقیق میں نے پرانے طریقہ پر ان سے تنازع کیا۔ حالانکہ ان کے سمندر میرے سمندر کے ساتھ مل گئے"۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ کا یہ مفہوم ہے: اور جب سمندر کھول دیئے جائیں گے اور چلائے جائیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ آگ بن جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ معنی ہے: جب سمندروں کا پانی نیچے اتر جائے گا اور وہ ختم ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: جب سمندروں کو اس طرح بھڑکایا جائے گا جیسے تنور بھڑکائے جاتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے البعث میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: صالح اور نیک بندے کو جنت میں نیک اور صالح آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور برے اور گناہگار آدمی کو جہنم میں گناہ گار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ یہی تزویج الانفس ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ کے تحت فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جسے قیامت کے دن اہل جہنم میں سے اپنے جیسے آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی: اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ (الصافات:22)

امام ابن مردویہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ فرمایا: یہ دو آدمی ہیں، دونوں ایک عمل کرتے ہیں اور دونوں جنت اور جہنم میں داخل ہوں گے۔

امام ابن منیع رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ کے تحت بیان کیا ہے کہ تزویج النفوس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر قوم کو ان کے مشابہ (قوم) کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور پھر یہ آیت پڑھی: اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ (الصافات:22)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرش کے دامن سے پانی کی ایک

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 59-458 (15525)، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 560 (3902)، مفہوم، دار الکتب العلمیہ بیروت

وادی بہتی ہے ایسے وقت میں جو دو صبحوں کے درمیان ہے اور وہ مقدار جوان دونوں کے درمیان ہے وہ چالیس برس ہے، ہر مخلوق اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ انسان، یا پرندے یا جانور میں سے اگر کوئی گزرنے والا ان پر گزرے گا اور وہ اس سے قبل انہیں پہچانتا ہوگا تو وہ بالیقین انہیں سطح زمین پر پہچان لے گا، تحقیق وہ پیدا کیے گئے۔ پھر ارواح کو بھیجا جائے گا۔ وہ جسموں کے ساتھ مل جائیں گی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: روح کو جسم کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ روح کو جسم کے ساتھ ملایا جائے گا اور ارواح کو جسموں میں لوٹایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مومنین کو حور عین کے ساتھ اور کفار کو شیاطین کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام فراء رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آدمی کو جنت میں اپنے دنیا کے نیک ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ آدمی جو دنیا میں برے اعمال کیا کرتا تھا اسے جہنم میں اپنے اس ساتھی کے ساتھ ملایا جائے گا جو اس کا معاون و مددگار تھا۔

امام احمد، نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن زید الجعفی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زندہ درگور کرنے والا اور جسے زندہ درگور کیا گیا جہنم میں ہیں۔ مگر یہ کہ اس نے اسلام کا زمانہ پالیا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ فرمایا: کہ وہ بچی اپنا خون بہانے والے قاتل کا مطالبہ کرے گی۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جذامہ بنت وہب رحمہا اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ الوأد الخفی ہے یعنی خفیہ زندہ کو درگور کر دینا۔ اور یہی الموءودۃ ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت صعصعہ بن ناجیہ مجاشعی رحمہ اللہ سے جو کہ فرزدق کا دادا تھے، سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زمانہ جاہلیت میں کئی اعمال کیے ہیں، کیا میرے لیے ان کا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے کیا عمل کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی: میں نے تین سو ساٹھ زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو زندہ کیا۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کو دو دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں اور ایک اونٹ کے عوض خریدا۔ تو کیا میرے لیے اس میں اجر ہے؟

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 478، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم، باب جواز الغیلۃ وکراہۃ العزل، جلد 5، صفحہ 15 (141)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے اس میں اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرما دی۔(1)

امام بزار، حاکم نے الکنی میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیس بن عاصم تمیمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں نے دور جاہلیت میں آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کیا ہے۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کی جانب سے ایک غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی: میرے پاس تو اونٹ ہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک کی جانب سے ایک اونٹ قربان کر دے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ فرمایا: جب انسان مرتا ہے تو اس کا نامہ عمل بھی لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر قیامت کے دن اسے کھولا جائے گا اور جو کچھ اس میں ہوگا اسی کے مطابق اس سے حساب لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کی سند سے ان کے باپ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب وہ اس آیت پر پہنچے تو فرمایا اسی لیے گفتگو چلائی گئی۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ کا مفہوم ہے کہ یہ وہ ستارے ہیں جو رات کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور دن کے وقت چھپ جاتے ہیں۔ پس وہ دکھائی نہیں دیتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اصبغ بن نباتہ کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خنس سے مراد پانچ ستارے ہیں: زحل، عطارد، مشتری، بہرام اور زہرہ۔ ان کے سوا ستاروں میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو کہکشاں کو کاٹ سکتا ہو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خنس وہ ستارے ہیں جو چلتے چلتے کہکشاں کو بھی کاٹ جاتے ہیں جیسا کہ گھوڑا کاٹتا چلا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خنس سے مراد سات ستارے ہیں: زحل، بہرام، عطارد، مشتری، زہرہ، شمس اور قمر۔ اور خنوس سے مراد ان کا لوٹنا ہے اور کنوس سے مراد دن کے وقت ان کا غائب ہونا ہے۔

عبد الرزاق، سعید بن منصور، فریابی، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور حاکم نے کئی طرق کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد وحشی بیل ہے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 76 (7412)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 337 (863)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 94، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 398 (3513)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے الْجَوَارِ الْكُنَّسِ کے تحت فرمایا: مراد وہ بیل ہے جو سائے کی طرف پیچھے ہٹتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے خصیف کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ وحشی ہے جو درخت کی جڑوں میں اپنے لیے پناہ گاہ بنالیتا ہے اور اس میں چھپ جاتا ہے۔

ابن جریر نے العوفی کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ خنس سے مراد ہران ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن راہویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد ستارے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ ستارے ہیں جو رات کے وقت ظاہر ہوتے ہیں اور دن کے وقت چھپ جاتے ہیں، پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ یہ ستارے ہیں جو دن کے وقت چھپ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے پوچھا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ تو ابراہیم نے کہا: آپ کیوں نہیں جانتے؟ انہوں نے فرمایا: بے شک تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے کہتے ہو کہ یہ ستارے ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ کہا۔ تو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ وحشی بیل ہیں اور الخنس الجواری سے مراد ان کی بلیں ہیں۔ تو ابراہیم نے کہا: ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ یہ وہ چلنے والے روشن ستارے ہیں جو مشرق کی طرف متوجہ ہو کر چلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد وحشی بیل ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد ہرن ہیں جب کہ وہ اپنی پناہ گاہ میں چھپ جائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہرن ہیں۔ کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا کہ جب وہ سائے میں ہوں تو وہ کس طرح اپنی گردنوں کو چھپا کر پناہ لیتے ہیں اور اپنی نظر کو پھیلا لیتے ہیں؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بیل ہیں۔

امام حاکم اور ابو احمد رحمہما اللہ نے الکنی میں حضرت عدبس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اَلْجَوَارِ الْكُنَّسِ کیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس پڑے نیزہ کی انی سے اس آدمی کی پگڑی میں کچوکا لگایا اور اس کے سر سے اسے پرے پھینک دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو حروری ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں عمر بن خطاب کی جان ہے اگر میں تیرے سر کو مونڈا ہوا پاتا تو میں تیرے سر سے جوؤں کو دور ہٹا دیتا (یعنی میں تیرا سر قلم کر دیتا)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ رخصت ہونے لگی۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (اور صبح کی) جب کہ طلوع فجر کے وقت دن ظاہر ہوتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ قسم ہے رات کی جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہوا اور آنے لگے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ تاریک ہو جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ آنے لگے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب وہ رخصت ہونے لگے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مراد رات کی سیاہی اور ظلمت کا آنا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نابغہ کا یہ قول نہیں سنا:

كَاَنَّمَا خدما قَالُوْا وَمَاوَعَدُوْا ال تضمنه من () عسعس

امام طحاوی، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ اس وقت نکلے جب فجر طلوع ہوئی۔ اور فرمایا: یہ ساعۃ الوتر کتنی اچھی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اور وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ کے تحت انہوں نے فرمایا کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ اس آیت میں مراد وہ افق ہے جس سے دن آتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ کا مفہوم ہے کہ افق سے مراد وہ مقام ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 97، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 399 (3516)، دارالکتب العلمیہ بیروت

جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا: وہ تعریف جو تیرے رب نے تیرے لیے فرمائی ہے وہ کتنی خوبصورت اور حسین ہے۔ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ پس تیری قوت کیا ہے اور تیری امانت کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میری قوت یہ ہے کہ مجھے حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کی طرف بھیجا گیا۔ یہ چار بستیاں تھیں اور ہر بستی میں بچوں کے علاوہ چار لاکھ جنگجو تھے۔ میں نے انہیں زمین کی پستی سے اٹھایا، یہاں تک کہ آسمان کے باسیوں نے مرغوں کی آواز اور کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی۔ پھر میں نے انہیں نیچے گرایا اور انہیں تباہ کر دیا۔ اور میری امانت کی کیفیت یہ ہے مجھے کسی بھی شے کا حکم نہیں دیا گیا کہ میں اسے چھوڑ کر غیر کی طرف تجاوز کیا ہو (یعنی مجھے بھی حکم دیا گیا میں نے بلا کم وکاست اسے پورا کیا)۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب معراج حضرت جبرائیل امین سے فرمایا: دوزخ سے پردہ ہٹاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے کھولا اور آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا۔ پس اس کے بارے یہ ارشاد ہے: مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ یعنی وحی پر امین ہے۔ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مجنون نہیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ستر حجابات پر امین ہیں وہ بغیر اجازت کے وہاں داخل ہوتے ہیں۔ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ فرمایا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مجنون نہیں ہیں۔ اور وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ کے تحت فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ بے شک افق وہی ہے جس سے دن ظاہر ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: بے شک افق وہ ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ کے تحت فرمایا کہ آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو سبز رفرف پر دیکھا جنہوں نے افق کو بند کر رکھا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں اور ساری افق کو گھیر رکھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں اپنی اصلی صورت میں سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیکھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت میں دیکھنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں فرمایا: کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو افق میں دیکھا اور افق سے مراد صبح ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ سے مراد ساتواں آسمان ہے۔

امام دار قطنی نے الافراد میں، خطیب نے تاریخ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 399 (3519-21)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح قرأت کرتے تھے: وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ یعنی ظاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ آیت میں بظنین پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں لفظ بِضَنِيْنٍ ہے۔ یعنی ضاد کے ساتھ یہ لفظ پڑھا گیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت میں بظنین پڑھتے تھے۔ تو آپ کو اس کے بارے کچھ کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک لکھنے والے کاتب مصاحف میں خطا کر جاتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ اسے بظنین ہی پڑھتے تھے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بِضَنِيْنٍ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے اس سے مراد بخیل (بخل کرنے والا) ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کا گمان یہ ہے کہ مصاحف میں بلکہ مصحف عثمان میں بھی بِضَنِيْنٍ ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت ہارون رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یہ لفظ بِضَنِيْنٍ ضاد کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ کا مفہوم ہے کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں اس کے بارے وہ تم پر بخل کا اظہار نہیں کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے آپ نے اس کے بارے کوئی بخل نہیں کیا۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یہ قرآن غیب تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عطا فرمایا آپ نے اس کے ساتھ پوری کوشش فرمائی اور اس کی تعلیم دی، اس کی طرف دعوت دی اور اس میں کوئی بخل نہیں کیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جو وحی کی گئی ہے آپ اس کے بارے کوئی بخل نہیں کرتے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2996)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 401 (3524)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت

یہ آیت پڑھی: وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے بارے متہم نہیں ہیں۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو لے کر آئے اس پر متہم نہیں ہیں اور جو کچھ آپ کو عطا کیا گیا ہے آپ اس پر بخل کرنے والے نہیں ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ الظنین کا معنی متہم اور بِضَنِيْنٍ کا معنی بخیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْغَيْبِ سے مراد قرآن ہے۔ اور ہماری قرأت میں بظنین بمعنی متہم اور تمہاری قرأت کے مطابق بِضَنِيْنٍ بمعنی بخیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْغَيْبِ سے مراد قرآن کریم ہے اور ہماری قرأت میں بظنین بمعنی متہم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ کے تحت فرمایا (ہدایت اسی کے لیے ہے) جو تم میں سے حق کی تلاش کرنا چاہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو انہوں نے کہا: اختیار ان کے پاس ہے اگر ہم چاہیں تو ہم سیدھی راہ اختیار کر لیں اور اگر چاہیں تو ہدایت حاصل نہ کریں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (اور تم نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے جو رب العالمین ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہو گئے۔

امام ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے بانوے کتابیں پڑھی ہیں جو تمام کی تمام آسمان سے نازل ہوئیں۔ میں نے ان تمام میں یہ پایا ہے کہ جس کسی نے مشیت کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی سو اس نے کفر کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو ابو جہل نے کہا اختیار ہمیں دے دیا گیا ہے اگر ہم چاہیں تو ہم سیدھی راہ چلیں اور اگر چاہیں تو نہ چلیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو ابو جہل نے کہا: امر ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 105۔ 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 401 (3525)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۹ | سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ ۸۲ | رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عشاء کی نماز پڑھائی اور نماز طویل کردی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! تو نے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) وَالضُّحٰى (الضحیٰ:1) اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ سے کہاں تھا (یعنی تجھے ان سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے تھی)(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

" جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب سمندر بہنے لگیں گے۔ اور جب قبریں زیروزبر کردی جائیں گی۔ (اس وقت) جان لے گا ہر شخص جو (اعمال) اس نے آگے بھیجے تھے اور جو (اثرات)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی العشاء، جلد 2، صفحہ 172، دارالحدیث القاہرہ

وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اے انسان! کس چیز نے تجھے دھوکے میں رکھا اپنے رب کریم کے بارے میں۔ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تیرے (اعضاء کو) درست کیا پھر تیرے (عناصر کو) معتدل بنایا۔ (الغرض) جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔ یہ سچ ہے بلکہ تم جھٹلاتے ہو روز جزا کو۔ حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں۔ جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں۔ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ بے شک نیک لوگ عیش وآرام میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار جہنم میں ہوں گے۔ داخل ہوں گے اس میں قیامت کے روز۔ اور وہ اس سے غائب نہ ہو سکیں گے۔ اور آپ کو کیا علم کہ روز جزا کیا ہے۔ پھر آپ کو کیا علم کہ روز جزا کیا ہے۔ (یہ وہ دن ہوگا) جس روز کسی کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا اور سارا حکم اس روز اللہ ہی کا ہوگا''۔

ابن منذر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ کا معنی ہے جب آسمان پھٹ جائے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ کا مفہوم ہے جب بعض سمندر بعض میں بہہ جائیں گے۔ اور وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ کا معنی ہے جب قبریں زیروزبر کردی جائیں گی۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بعض سمندر بعض میں بہہ جائیں گے اور ان کا پانی ختم ہو جائے گا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ جب وہ مردے جو قبروں میں ہیں وہ نکالیں جائیں گے۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ کا مفہوم ہے اور ہر شخص جان لے گا جو خیر اور نیکی کے اعمال اس نے آگے بھیجے تھے۔ اور جو اچھا طریقہ اس نے پیچھے چھوڑا کہ اس کے بعد اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ بے شک اس کے لیے اس آدمی کی مثل اجر ہوگا جس نے اس کے مطابق عمل کیا اور ان کے اجروں میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یا جو بری سنت اس نے پیچھے چھوڑی جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا جائے گا۔ تو جنہوں نے اس کے مطابق عمل کیا ان کے بوجھ کی مثل بوجھ اس پر بھی ہوگا اور ان کے بوجھوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شخص جان لے گا جو خیر یا شر اس نے آگے بھیجا اور جو سنت یا طریقہ اس نے پیچھے چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا جائے گا۔

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے خیر اور نیکی کی راہ واضح کی اور اس کی پیروی کی گئی، تو اس کے لیے اپنا اجر بھی ہے اور اس کی اتباع اور پیروی کرنے والوں کے اجروں کی مثل بھی اجر ہے مگر ان کے اجروں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اور جس نے بری راہ اختیار کی اور اس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

پیروی کی گئی۔ تو اس پر اپنا بوجھ بھی ہے اور ان کے بوجھ کی مثل بھی جنہوں نے اس کی اتباع کی۔ اور ان کے بوجھوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شخص ان امور کو دیکھ لے گا جن کا اسے حکم دیا گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ادا کیے اور وہ بھی جو اس نے ضائع کر دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: مَّا قَدَّمَتْ جو خیر اور نیکی اس نے آگے بھیجی۔ وَ اَخَّرَتْ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جو اس نے پیچھے چھوڑے اور ان کے مطابق عمل نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: مَّا قَدَّمَتْ جو خیر اور نیکی اس نے آگے بھیجی وَ اَخَّرَتْ اور وہ امور جن کے بارے اس کے نفس میں کچھ پیدا ہوا اور ان کے مطابق عمل نہ کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جو خیر اور نیکی اس نے آگے بھیجی اور جن امور کے بارے اسے عمل کرنے کا حکم دیا گیا لیکن اس نے وہ چھوڑ دیئے (ہر شخص ان تمام کو دیکھ لے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّا قَدَّمَتْ جو اس نے اپنے سامنے کیے وَ اَخَّرَتْ اور جو طریقہ اس نے پیچھے چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا جائے گا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ اور فرمایا: قسم بخدا! غرہ کا معنی ہے کس نے اسے جاہل رکھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ میں الْاِنْسَانُ سے مراد ابی بن خلف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صالح بن مسمار سے یہ قول بیان کیا ہے مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ اور فرمایا کس چیز نے اسے (انسان کو) جاہل بنا رکھا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ربیع بن خثیم سے یہ بیان کیا ہے کہ مَا غَرَّكَ سے مراد جہل ہے (یعنی کس نے تجھے جہالت میں رکھا ہے)(2)

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ یہ الفاظ مشدد پڑھتے تھے: فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ۔ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن شاہین، ابن قانع، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت موسیٰ بن علی بن رباح رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 561 (3906)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام الربیع، جلد 7، صفحہ 148 (34864)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2997)

اسے کہا: کیا تیرا بچہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قریب ہے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہو چاہے وہ بچہ ہو یا بچی ہو۔ آپ نے فرمایا: وہ کس کے مشابہ ہوگا؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قریب ہے کہ وہ اپنے باپ کے مشابہ ہو یا اپنی ماں کے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی موت کے وقت تو یہ نہیں کہے گا کہ یہ نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے اور آدم کے درمیان تمام نسبتیں حاضر کر دیتا ہے۔ اور ان صورتوں میں سے کسی صورت میں اس کی تخلیق کو مرکب کرتا ہے۔ کیا تو نے کتاب اللہ میں یہ آیت نہیں پڑھی: فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ تیری اس نسل اور تعلق سے جو تیرے اور آدم علیہ السلام کے درمیان ہے (جس شکل پر چاہے تجھے ترتیب دے دیا)۔(1)

حکیم ترمذی، طبرانی، ابن مردویہ نے سند جید کے ساتھ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مالک بن حویرث سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی روح کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو مرد اور عورت دونوں اکٹھے ہوتے ہیں تو مرد کا پانی عورت کی ہر رگ اور پٹھے میں جا پہنچتا ہے۔ اور جب ساتواں دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ہر رگ کو حاضر کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی کے پاس اس کی عورت نے ایک سیاہ رنگ کے بچے کو جنم دیا تو اس نے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ اور اس عورت نے عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے تحقیق آپ نے میری شادی کی اس حال میں کہ میں باکرہ تھی۔ اور میں نے اس کے بیٹھنے کی جگہ کسی کو بیٹھنے نہیں دیا (یعنی میں نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے، بے شک تیری ننانوے رگیں ہیں اور اس (بچے) کی بھی اتنی ہی ہیں۔ اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو تمام رگیں مضطرب ہوتی ہیں اور ہر رگ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتی ہے کہ وہ اسے اس کے مشابہ بنائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے جس صورت میں چاہا، قبیح یا حسین، باپ کے مشابہ یا ماں کے، ماموں کے مشابہ یا چچا کے اس نے تجھے ترکیب دے دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور امہرمزی رحمہم اللہ نے الامثال میں حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو گدھا بنا دے، اگر چاہے تو خنزیر، اگر چاہے تو گھوڑا اور اگر چاہے تو انسان بنا دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ کے تحت کہا: اگر وہ چاہے تو بندر بنا دے اور اگر خنزیر کی صورت چاہے تو وہی بنا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ یہ سچ ہے بلکہ تم یوم حساب کو جھٹلاتے ہو (حالانکہ تم پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 284 (11472)، دار الفکر بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر رات کے وقت بھی اور دن کے وقت بھی نگران فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ اس کے عمل کی نگرانی بھی کرتے ہیں اور اس کا اثر (انجام) بھی لکھتے ہیں۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ننگا ہونے سے منع فرماتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے ان فرشتوں سے حیا کرو جو تمہارے ساتھ ہیں معزز ہیں اور (سب کچھ) لکھنے والے ہیں۔ وہ تین حاجات میں سے کسی ایک کے سوا کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے۔ یعنی قضائے حاجت کے وقت، جنابت کی حالت میں اور غسل کے وقت۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو پہر کے وقت نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھلی زمین پر غسل کرتے دیکھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا: اما بعد! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کراماً کاتبین (فرشتوں) کی عزت و تکریم کرو جو تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ دو حالتوں میں سے ایک کے سوا تم سے جدا نہیں ہوتے۔ ایک وہ حالت جب آدمی بیت الخلاء میں ہوتا ہے۔ اور دوسری جب بندہ اپنی اہلیہ کے پاس ہوتا ہے (یعنی فریضہ ازدواج کی حالت) کیونکہ وہ معزز ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام رکھا ہے۔ پس تم میں سے ہر کوئی دیوار یا اپنے اونٹ کے وجود کے ساتھ بھی ایسی صورت میں پردہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہے ہوتے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں نگرانی کرنے والے فرشتے جب وہ لے کر رب کریم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں جو کچھ انہوں نے دن کے وقت لکھا ہوتا ہے۔ اور رب کریم صحیفہ کی ابتدا اور آخر میں استغفار کو دیکھتا ہے۔ تو ارشاد فرماتا ہے "قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ مَا بَيْنَ طَرَفِي الصَّحِيْفَةِ" اس صحیفہ کی دونوں طرفوں (اول و آخر) کے درمیان جو کچھ ہے وہ میں نے اپنے بندے کے لیے بخش دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ یہ یوم قیامت کی تعظیم کے لیے ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ اس دن سوائے رب العالمین کے کوئی بھی نہ کسی شے کا فیصلہ کر سکے گا اور نہ کچھ بنا سکے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۳۶ سورۃ المطففین مکیۃ ۸۳ رکوعہا ۱

نحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ المطففین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں سب سے آخر سورۃ المطففین نازل ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ۖ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓـئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ؕ﴿۶﴾ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِىۡ سِجِّيۡنٍ ؕ﴿۷﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا سِجِّيۡنٌ ؕ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ؕ﴿۹﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيۡنَ يُكَذِّبُوۡنَ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ ۙ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۳﴾

"بربادی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو (ان کو) نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ (اتنا) خیال بھی نہیں کرتے کہ انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن لوگ (جواب دہی کے لیے) کھڑے ہوں گے پروردگار عالم کے سامنے۔ یہ حق ہے کہ بدکاروں کا نامۂ عمل سجین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر کہ سجین کیا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو جھٹلاتے ہیں روز جزا کو۔ اور نہیں جھٹلایا کرتا اسے مگر وہی جو حد سے گزرنے والا گنہگار ہے۔ جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں"۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ مدینہ طیبہ میں سب سے اول وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ نازل ہوئی۔ (1)

امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی رحمت ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، تو وہاں کے لوگ ناپ تول (میں کمی کرنے) کے اعتبار سے خبیث ترین لوگ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ نازل فرمائی۔ تو اس کے بعد انہوں نے اپنے پیمانوں کو بہتر اور درست کر لیا۔(1)

ابن سعد، بزار اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سباع بن عرفطہ کو مدینہ طیبہ پر عامل مقرر فرمایا۔ جب وہ خیبر کی طرف گئے اور یہ آیت پڑھی وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ تو میں نے کہا: فلاں ہلاک اور برباد ہو گیا جس کا ایک صاع وہ ہے جس کے ساتھ وہ دیتا ہے۔ اور ایک صاع وہ ہے جس کے ساتھ وہ لیتا ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ اور رونے لگے۔ فرمایا: وہ آدمی جو کسی آدمی کو یا کیال (ماپ کرنے والا) کو اجرت پر لیتا ہے۔ اور یہ جانتا ہے کہ یہ اپنے کیل (ماپنے) میں کمی کرتا ہے تو اس کا بوجھ (گناہ) اس پر ہوگا۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم نے عہد توڑا (یعنی وعدہ خلافی جس کی عادت بن جائے) اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو اس پر مسلط اور غالب کر دے گا۔ اور جنہوں نے ناپ تول میں کمی کی ان سے نباتات (اناج اور پھل وغیرہ) کو روک لیا جائے گا اور انہیں قحط سالی کے ساتھ پکڑ لیا جائے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ نماز ایک پیمانہ ہے، پس جس نے اسے پورا کیا۔ اسے پورا پورا (اجر) دیا جائے گا۔ اور جس نے کمی کی تو تم نے سن رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کمی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تیر امداد اور نگرانی کو ترک کرنا بھی تطفیف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ بربادی ہے کمی کرنے والوں کے لیے۔(5)

امام مالک، ہناد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کئی ایک اپنے کانوں کے نصف تک اپنے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔(6)

امام طبرانی، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 198، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 562 (3907)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الرجل ینقص صلاتہ، جلد 1، صفحہ 259 (2979)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ شعب الایمان، باب فی المکافاۃ بالصنائع، جلد 6، صفحہ 526 (9158)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 206 (3336)، دار الفکر بیروت

طرح جمع فرمائے گا جیسے ترکش میں تیر جمع کیے جاتے ہیں۔ پچاس ہزار سال تک وہ تمہاری طرف نظر نہیں فرمائے گا۔(1)

امام حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو وہ چالیس برس تک کھڑے رہیں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے اس نے بیان کیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے یہ آیات پڑھیں: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرمایا: وہ دن جو پچاس ہزار سال کا ہوگا لوگ اس کے نصف دن کی مقدار (رب العالمین کے سامنے کھڑے رہیں گے) اور وہ دن بندۂ مومن پر انتہائی آسان ہوگا (یعنی اتنا) جیسا کہ سورج غروب ہونے کے لیے جھکے اور غروب ہو جائے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن لوگ کتنی دیر تک رب العالمین کے سامنے کھڑے رہیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہزار برس انہیں اجازت نہیں دی جائے گی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تین سو سال تک کھڑے رہیں گے، انہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن بندۂ مومن پر یہ دن آسان ہوگا جیسا کہ فرض نماز (یعنی اتنی دیر میں وہ دن گزر جائے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تین سو (برس) کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے اس دن کو نصف دن کی مقدار یا فرض نماز کی مقدار آسان اور چھوٹا کر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن تین سو برس تک اپنے پاؤں پر کھڑے رہیں گے۔ اور مومنین پر وہ دن فرض نماز کی مقدار آسان ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر الغفاری کو فرمایا: تو اس دن کیا کرے گا جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے دنیوی ایام میں سے تین سو برس کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ آسمان سے کوئی خبر ان کے پاس نہیں آئے گی اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا کوئی حکم دیا جائے گا؟ تو بشیر نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کی جائے گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے بستر کی طرف (سونے کے لیے) جائے تو قیامت کے دن کے شر اور حساب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی کی بیٹھک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اسے بشیر کہا جاتا تھا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین دن تک مفقود (غیر حاضر) پایا اور پھر آپ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 616 (8707)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب تھہ یوم القیامۃ علی المومنین، جلد 10، صفحہ 610 (18349)، دار الفکر بیروت

نے اسے بدلی ہوئی رنگت میں دیکھا۔ تو فرمایا: اے بشیر! کس شے نے تیری رنگت کو بدل دیا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے ایک اونٹ خریدا۔ وہ مجھ سے بھاگ گیا۔ میں اس کی تلاش میں لگا رہا۔ میں نے اس کے لیے کوئی شرط بھی نہیں رکھی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بھاگا ہوا اونٹ تو واپس لوٹایا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی شے نے تیری رنگت کو بدل دیا ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس دن کیا حال ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔ اور اس دن لوگ (جوابدہی کے لیے) رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے پوچھا: كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ تو انہوں نے فرمایا: بے شک گناہ گار اور فاجر کی روح کو لے کر (فرشتہ) آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ لیکن آسمان اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ پھر وہ اسے لے کر زمین کی طرف اترتا ہے اور زمین بھی اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر ساتویں زمینوں کے نیچے داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے سجین تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی ابلیس کا گڑھا ہے۔ پس اس کے لیے ابلیس کے گڑھے کے نیچے سے ایک کتاب نکلتی ہے۔ اس پر مہر لگائی جاتی ہے اور اسے ابلیس کے گڑھے کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حساب کے سبب یہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ (المطففین:18) کے بارے فرمایا: جب مومن کی روح لے کر (فرشتہ) آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور فرشتے انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں یہاں تک کہ اسے عرش تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور فرشتے بلندی کے زینے چڑھتے جاتے ہیں اور پھر عرش کے نیچے سے اس کے لیے ایک سفید کاغذ نکلتا ہے۔ اس پر لکھ دیا جاتا ہے اور مہر لگا دی جاتی ہے۔ اور قیامت کے دن حساب سے نجات کی پہچان کے لیے اسے عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور ملائکہ مقربین حاضر رہتے ہیں۔ سو اسی کے بارے یہ ارشاد ربانی ہے: وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فجار کے بارے جو وہ عمل کرتے ہیں سب سجین میں لکھ دیا ہے اور وہ اسفل اور سب سے نیچے ہے اور فجار کی انتہا اس پر ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے لکھ دیا ہے۔ اور ابرار اور نیکوکاروں کے بارے جو وہ عمل کرتے ہیں سب علیین میں لکھ دیا ہے اور وہ اوپر اور بلندی میں ہے۔ اور ان کی انتہا اس پر ہوگی جو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٌ سب زمینوں سے نیچے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الفلق جہنم میں ڈھانپا ہوا ایک گڑھا ہے۔ لیکن سِجِّيْنٌ کھلا ہے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 119، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ کے تحت فرمایا: کہ ان کا عمل ساتویں زمین میں ہے وہ بلندی کی جانب نہیں چڑھ سکتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے نیچے والی زمین کے نیچے کفار کی ارواح ہیں۔ اور ان کے اعمال انتہائی گناہ اور برائی کے اعمال ہیں۔

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور محاملی رحمہما اللہ نے امالیہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٍ ساتویں زمین کے نیچے جہنم میں ایک چٹان ہے۔ اسے الٹایا جاتا ہے اور فجار کا نامہ عمل اس کے نیچے رکھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٍ سب سے نیچے والی زمین کے نیچے ہے۔

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٍ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ اور كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ کے تحت فرمایا: یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے نیچے والی زمین میں کفار کی ارواح اور ان کے برے اعمال ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سِجِّيْنٌ سے مراد سب سے نیچے والی ساتویں زمین ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نیچے والی زمین میں کفار کی ارواح اور ان کے برے اعمال ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ سِجِّيْنٌ سے مراد نیچے والی زمین ہے۔ اور مَّرْقُوْمٌ کا معنی لکھا ہوا ہے (یعنی کتاب مرقوم سے مراد لکھی ہوئی کتاب ہے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ کے تحت کہا ہے کہ ان کے لیے شر لکھ دیا گیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لَفِيْ سِجِّيْنٍ کا معنی ہے لفی خسار یعنی وہ خسارے میں ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کا عمل لے کر بلندی کی جانب چڑھتا ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے کہ اس کے ہاتھوں میں انتہائی سرور اور فرحت ہے یہاں تک کہ وہ اس مقررہ مقام تک پہنچ کر رک جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے وہ وہاں اس عمل کو رکھ دیتا ہے۔ پھر جبار مطلق اسے اوپر سے ندا دے کر فرماتا ہے۔ جو کچھ تیرے ساتھ ہے اسے سجین میں پھینک دے۔ اور سجین ساتویں زمین ہے۔ پھر وہ فرشتہ عرض کرتا ہے: میں صرف اور صرف اس کی طرف حق اٹھا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 402 (3535)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرلایا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے سچ کہا ہے جو کچھ تیرے ساتھ ہے اسے سجین میں پھینک دے۔

امام عبد بن حمید، ابن ماجہ، طبرانی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ قریب الموت ہوئے۔ تو ام بشر بنت براء ان کے پاس آئی اور کہا: اگر آپ کی ملاقات میرے بیٹے سے ہو، تو اسے میری طرف سے سلام کہنا۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اے ام بشر! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔ ہم تو اس سے کہیں پیچھے ہوں گے۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہیں سنا ہے کہ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے گھومتی پھرتی رہتی ہے۔ اور کافر کی روح سجین میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اسی طرح ہے۔ (1)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما آپس میں ملے، تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: اگر تو مجھ سے پہلے مرجائے تو مجھ سے ملاقات کرنا۔ اور جو کچھ تیرا رب تجھ سے کرے اس کے بارے مجھے خبر دینا۔ اور اگر میں تجھ سے پہلے فوت ہو گیا تو میں تجھ سے ملوں گا اور تجھے آگاہ کروں گا۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیسے ہوگا؟ تو دوسرے ساتھی نے جواباً کہا: ہاں۔ یہ درست ہے۔ بے شک مومنین کی ارواح عالم برزخ میں زمین میں جہاں چاہیں جاسکتی ہیں اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾

''نہیں نہیں درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ یقیناً انہیں اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن روک دیا جائے گا۔ پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر (ان سے) کہا جائے گا یہی وہ (جہنم) ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ حق ہے نیکوکاروں کا صحیفۂ عمل علیین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر کہ علیون کیا ہے۔ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (حفاظت کے لیے) دیکھتے رہتے ہیں اسے مقربین''۔

امام احمد، عبد بن حمید، حاکم، ترمذی اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن حبان، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ سا بن جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 209 (1449)، دارالکتب العلمیہ بیروت

لے، باز آجائے اور استغفار کرلے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ نکتہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے۔ پس یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: كَلَّا بَلْ سَكْتَةٌ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بعض صحابہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کسی مومن کو قتل کرے اس کے دل کا چھٹا حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور جس نے دو کو قتل کیا اس کے دل کا تیسرا حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے تین کو قتل کیا تو اس کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اور پھر اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی جو اس نے قتل کیا۔ پس اسی کے بارے رب کریم کا مذکورہ ارشاد ہے۔

امام فریابی اور بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دل اس طرح ہتھیلی کی مثل ہے۔ پس وہ گناہ کرتا ہے اور دل اس کے سبب سکڑ جاتا ہے، پھر وہ گناہ کرتا ہے اور دل مزید سکڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ پھر وہ خیر کی بات سنتا ہے اور اس کا کوئی خوشگوار اثر نہیں پاتا۔ وہ جمع اور اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب جمع ہو جاتا ہے تو اس پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ کوئی کلمہ خیر سنے، وہ اس کے کانوں میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ دل کے پاس پہنچتا ہے۔ تو وہ اس میں داخل ہونے کی کوئی جگہ نہیں پاتا۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: كَلَّا بَلْ سَكْتَةٌ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم الآیہ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ دل ہتھیلی کی مثل ہے۔ پھر مذکورہ روایت کی مثل انہوں نے بھی بیان فرمائی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے كَلَّا بَلْ سَكْتَةٌ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آدمی گناہ کا عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ گناہ کا عمل کرتا ہے۔ تو پھر اس کے دل میں سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ پھر اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور جب بندہ گناہ چھوڑ دیتا ہے تو اس کے لیے نیک اور صالح عمل آسان ہو جاتا ہے اور اس طرح دل کی کچھ سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے لیے نیک عمل مزید آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے لیے نیک عمل اور بھی آسان ہو جاتا ہے اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی ساری سیاہی ختم ہو جاتی ہے۔

امام نعیم بن حماد نے الفتن میں، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کے بعد حضرت ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: تم اس خیر اور خوشحالی کے بارے ہرگز فکر نہ کیا کرو جس نے تمہارے دیہات میں رہنے والوں کو تمہارے شہر میں رہنے والوں سے مستغنی کر دیا ہے۔ یقیناً قحط سالی اور افلاس انہیں کھینچ کر لے آئے گا یہاں تک کہ وہ گھروں میں تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اور ان

1۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلب، جلد 5، صفحہ 440 (7203)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 441 (7206)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے مقابلے میں تمہیں جو وافر سہولتیں میسر ہیں ان سے تم انہیں نہ روکو۔ آپ نے فرمایا: کبھی وہ کہیں گے ہم بھوکے ہیں اور تم سیر ہو اور کبھی کہیں گے ہم بدبخت ہیں، مشقت میں ہیں اور تم نعمتوں میں ہو، خوشحال ہو۔ پس تم آج ہمارے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کرو اور زمین تم پر تنگ ہونے لگے گی۔ یہاں تک کہ اہل شہر اہل دیہات پر غصے اور ناراض ہو جائیں گے اور زمین تم پر انتہائی غالب آ جائے گی، ہم میں سے جو ہلاک ہوا سو ہلاک ہو جائے گا اور جو باقی رہا سو وہ باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ غلاموں کو آزاد کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد زمین پر امن اور پرسکون ہو جائے گی اور آزاد کرنے والے نادم اور شرمندہ ہوں گے۔ پھر دوسری بار زمین تم پر غالب آ جائے گی اور اس میں وہ ہلاک ہو جائے گا جو ہلاک ہوا۔ اور وہ باقی رہے گا جو باقی رہا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم آزاد کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا ہے، تم نے جھوٹ بولا ہے، میں آزاد کرنے والا ہوں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں سے آخر میں رہنے والوں کو زلزلہ کے ساتھ آزمائے گا، پس اگر انہوں نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی طرف رجوع فرمائے گا اور ان کی توبہ قبول کر لے گا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ گناہوں کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ بھی دوبارہ ان پر زلزلہ، پتھر اور کنکر برسانا، صورتوں کو مسخ کرنا، زمین میں دھنسا دینا اور کڑک و چیخ کو مسلط کر دے گا۔ اور جب کہا جائے گا: لوگ ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے۔ تو تحقیق وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہرگز عذاب نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ وہ عذر پیش کر لے۔ لوگوں نے عرض کی: اس کا عذر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ گناہوں کا اعتراف کریں گے اور توبہ نہیں کریں گے۔ اور دل اس میں ہونے والی نیکی اور فسق و فجور کے ساتھ اسی طرح مطمئن ہوں گے جیسا کہ درخت اس کے ساتھ مطمئن ہوتا ہے جو کچھ اس میں ہو۔ یہاں تک کہ کوئی نیکی کرنے والا نیکی میں اضافہ کی استطاعت نہیں رکھے گا اور نہ کوئی گناہ کرنے والا رضا مندی طلب کرنے کی استطاعت رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے فرمایا كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ برے اعمال یعنی گناہ پر گناہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے دل مر گئے اور سیاہ ہو گئے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ گناہ اس کے دل پر جم گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے متغیر کر دیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رَانَ کا معنی زنگ اور میل ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَانَ سے مراد الطابع، زنگ آلود کرنے والا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ رین سے مراد زنگ اور میل ہے۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، والملاحم، جلد 4، صفحہ 553 (8548)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلوب، جلد 5، صفحہ 442 (7209)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ دل ہتھیلی کی مثل ہے۔ پس بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو وہ اس کے سبب تھوڑا اسکڑ جاتا ہے۔ پھر وہ دوسرا گناہ کرتا ہے اور دل بھی مزید سکڑ اور سمٹ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر وہ خیر کا کلمہ سنتا ہے لیکن وہ اس کا اچھا اور خوشگوار اثر نہیں پاتا۔ (1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الران الطبع (زنگ، میل، مہر) سے آسان ہے۔ اور الطبع الاقفال (تالا لگا نا دینا) سے آسان ہے۔ گویا تالا لگا دینا ان سب سے زیادہ شدید اور سخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ** کا مفہوم ہے کہ آدمی گناہ کا عمل کرتا رہتا ہے اور وہ اس کے دل کو گھیر لیتا ہے۔ اور جب بھی وہ عمل کرتا ہے وہ (زنگ) بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: **كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ** فرمایا: اس سے مراد ہے۔ گناہ پر گناہ کرنا، پھر گناہ پر گناہ کرنا۔ یہاں تک کہ وہ دل کو ڈھانپ لے اور وہ مر جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت خلیہ بن حکم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوالخیر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں ہیں جو دل کو فاسد اور خراب کر دیتی ہیں احمق اور بے وقوف کی سنگت اختیار کرنا۔ کیونکہ اس کی سنگت تجھے اسی جیسا بنا دیگی۔ اور اگر وہ اس سے خاموش رہا تو اس سے محفوظ رہے گا۔ اور کثرت سے گناہ کرنا بھی دلوں کو فاسد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ** اور عورتوں سے خلوت اختیار کرنا اور ان سے استمتاع کرنا اور ان کی رائے کے مطابق عمل کرنا۔ اور مردوں کی مجالست اختیار کرنا، عرض کی گئی: مردے کون ہیں؟ فرمایا ہر وہ دولت مند جسے اس کی دولت نے غرور اور تکبر میں ڈال دیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوملیکہ زیادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے **كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ** کے تحت کہا: احسان جتلانے والوں، تکبر اور غرور کرنے والوں اور وہ جو لوگوں کا مال کھانے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (انہیں اس دن اپنے رب کے دیدار سے روک دیا جائے گا) واللہ اعلم۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے **كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ** کے تحت فرمایا: علیون ساتویں آسمان سے اوپر ہے اور عرش کے دائیں پائے کے پاس ہے۔ **كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ** فرمایا: اس کے لیے خیر لکھ دی گئی ہے۔ **يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ** فرمایا اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میں سے مقربین اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ **عِلِّيُّوْنَ** عرش کا دائیاں پایا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ **عِلِّيُّوْنَ** ساتواں آسمان ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 123، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 28-126

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اجلع کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب بندۂ مومن کی روح قبض کر کے آسمان دنیا کی طرف بلندی پر لے جائی جاتی ہے۔ تو دوسرے آسمان تک مقربین اس کے ساتھ چلتے ہیں۔

اجلع نے کہا۔ تو میں نے پوچھا: مقربین کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جو زیادہ قریب ہیں دوسرے آسمان کے، پھر تیسرے کے، پھر چوتھے کے، پھر پانچویں کے، پھر چھٹے کے، پھر ساتویں کے، یہاں تک کہ اس کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوتی ہے۔

اجلع نے کہا: پھر میں نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: سدرۃ المنتہیٰ کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے امر سے اس کے پاس ہر شے کی انتہا ہو جاتی ہے۔ کوئی شے اس سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ پس وہ کہتے ہیں اے میرے رب! تیرا فلاں بندہ حالانکہ وہ اس کے بارے ان سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف مہر شدہ تحریر بھیجتا ہے اور اسے عذاب سے امان دے دیتا ہے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عِلِّيِّيْنَ سے مراد جنت ہے۔ اور انہوں نے يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ کے تحت فرمایا: کہ تمام اہل آسمان اسے دیکھتے ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے مراد تمام آسمانوں کے باسیوں کے مقربین ہیں۔ جب ان کے پاس سے مومن کا عمل گزرتا ہے تو ہر آسمان کے مقربین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عمل ساتویں آسمان تک پہنچ کر رک جاتا ہے اور وہ اس کی نگرانی کرتے ہیں دیکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان میں ثابت ہو جاتا ہے ٹھہر جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے پیچھے نماز جن دونوں کے درمیان کوئی لغو کام نہ ہو ایسی کتاب ہے جو علیین میں لکھی ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے خالد بن عرعرۃ اور ابو عجیل کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ الآیہ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: بے شک بندۂ مومن کی موت آتی ہے۔ اور اس کے رب کے پیغامبر اس کے پاس آتے ہیں۔ اور وہ اسے ایک لحظہ بھی مؤخر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی اسے پہلے لا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مقررہ ساعت آ جاتی ہے۔ پس جب وہ ساعت آ جاتی ہے تو وہ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور اسے ملائکہ رحمت کے سپرد کر دیتے ہیں۔ پس وہ اسے دکھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اسے خیر اور بھلائی میں سے دکھائیں۔ پھر وہ اس کی روح کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور ہر آسمان کے مقربین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں اور وہاں اسے اپنے سامنے رکھتے ہیں اور وہ تمہارے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا انتظار نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں: اے اللہ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 28-126، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہم نے اس کی جان کو قبض کیا ہے۔ پھر وہ اس کے لیے ایسی دعائیں مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اس کے لیے دعا مانگیں۔ اور ہم پسند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آج کے دن اس کا نامہ عمل دکھائے۔ پس عرش کے نیچے سے اس کا نامہ عمل کھل جاتا ہے اور وہ اس کا نام اس میں لکھ دیتے ہیں اور وہی اس کے شاہد ہیں۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ اور انہوں نے اس ارشاد کے بارے پوچھا۔ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ الآیہ۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک بندہ کافر کے پاس موت حاضر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیغامبر (فرشتے) اس کے پاس آتے ہیں۔ اور جب اس کی مقررہ ساعت آتی ہے تو وہ اس کی جان کو قبض کرتے ہیں اور اسے عذاب کے ملائکہ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور راستے میں اسے عذاب میں سے اتنا کچھ دکھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اسے دکھائیں۔ پھر وہ اسے لے کر نیچے والی زمین کی طرف اتر جاتے ہیں اور یہی سجین ہے۔ یہی سلطان (اقتدا) ابلیس کی انتہا ہے۔ وہ اس کا نامہ عمل اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اور پھر آپ نے "سدرۃ المنتھی" کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ سدرہ (بیری کا درخت) ہے۔ اور یہ اپنے سوا ساری مخلوق پر بلند ہے۔ اور عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ (النجم) کے بارے فرمایا: یہ شہداء کی جنت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں تمیمہ کے ایک آدمی سے ملا۔ وہ علامہ تھا، کتابیں پڑھتا تھا۔ تو میں نے اسے کہا: وہ زمین جس پر ہم ہیں اس کا پتوار کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ ایک بڑی چٹان پر ہے۔ وہ چٹان فرشتے کی ہتھیلی پر ہے، وہ فرشتہ مچھلی کی پشت پر کھڑا ہے جو عرش کے نیچے سے آسمانوں اور زمین کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: دوسری زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے کہا: اس میں تباہ و برباد کر دینے والی ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک اور تباہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس پر مقرر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان پر اس میں سے ایک دروازہ کھول دو۔ انہوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار! کیا بیل کے نتھنے کی مثل؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تب یہ زمین اور اس پر جو ہے اسے الٹ دے گی۔ سو اسے مزید تنگ کیا۔ یہاں تک کہ اسے انگوٹھی کے حلقے کی مثل کر دیا۔ پھر وہ پہنچا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ پھر میں نے پوچھا: تیسری زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے پتھر ہیں۔ پھر میں نے کہا: چوتھی زمین کے ساکن کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کی گندھک ہے۔ میں نے پھر پوچھا: پانچویں زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے بچھو ہیں۔ پھر میں نے چھٹی زمین کے بارے پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے سانپ ہیں۔ میں نے پھر پوچھا ساتویں زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: وہ سجین ہے اس میں ابلیس ہے۔ اس کا ایک ہاتھ سامنے اور ایک ہاتھ پیچھے بندھا ہوا ہے۔ اور ایک پاؤں اس کے پیچھے ہیں اور ایک پاؤں اس کے سامنے ہے۔ وہ ملائکہ کو ستاتا تھا۔ پس سجین اس کے لیے تیار کی گئی اور وہاں اسے قید کر دیا گیا۔ اور اس کے لیے کچھ وقت ہے جس میں اسے کھولا جاتا ہے۔ اور جب اسے چھوڑا جاتا ہے تو پھر لوگوں کا کوئی فتنہ اس پر اس سے بڑھ کر اذیت ناک نہیں ہوتا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کے اعمال لے کر فرشتے اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے کثیر سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اسے پاکیزہ اور متقی خیال کر رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر وہاں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں سے چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے محافظ اور نگران ہو۔ اور میں اسے تاک رہا ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ بے شک میرا یہ بندہ اپنے عمل میں میرے لیے مخلص نہیں۔ پس تم اسے سجین میں رکھ دو۔ اور وہ ایک بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے قلیل اور حقیر سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر وہاں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں سے چاہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی بھیجتا ہے، بلاشبہ تم میرے بندے کے عمل پر نگران ہو اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ بے شک میرے اس بندے نے اپنا عمل خالص میرے لیے کیا۔ پس تم اسے علیین میں رکھ دو۔

امام ابن ضریس نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے بے شک جنت کے زینے قرآن کریم کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں۔ حافظ قرآن کو کہا جائے گا: قرآن پڑھ اور اوپر چڑھتا جا۔ پس اگر اس نے تہائی قرآن پڑھا تو وہ جنت کے زینوں میں سے تہائی پر ہوگا۔ اور اگر اس نے نصف قرآن کریم پڑھا تو وہ جنت کے زینوں میں سے نصف پر ہوگا۔ اور اگر اس نے مکمل قرآن کریم پڑھا تو وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا اور اس سے اوپر صدیقین اور شہداء میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ علیین کے باسیوں کے لیے روشن دان ہوں گے جن سے وہ جھانکیں گے۔ اور جب ان میں سے کوئی جھانکے گا تو جنت روشن ہو جائے گی۔ اور اہل جنت کہیں گے تحقیق علیین کے باسیوں میں سے کسی آدمی نے اوپر سے جھانکا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جنت میں بجلی کی چمک کی طرح کوئی دکھائی دے گا تو پوچھا جائے گا یہ کیا ہے؟ تو کہا جائے گا: یہ اہل علیین میں سے کوئی آدمی ہے جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف گیا ہے۔ (2)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 37 (34019)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 39 (34030)

اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

"بے شک نیکوکار راحت و آرام میں ہوں گے۔ پلنگوں پر بیٹھے (مناظر جنت کا) نظارہ کر رہے ہوں گے۔ آپ پہچان لیں گے ان کے چہروں پر راحتوں کی شگفتگی۔ انہیں پلائی جائے گی سر بمہر خالص شراب۔ اس کی مہر کستوری کی ہوگی، اس کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے۔ اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے صرف مقربین پئیں گے۔ جو لوگ جرم کیا کرتے تھے وہ اہل ایمان پر ہنسا کرتے تھے۔ اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مارا کرتے۔ اور جب اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے واپس آتے۔ اور جب وہ مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ اہل ایمان پر محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے تھے۔ پس آج مومنین کفار پر ہنس رہے ہیں۔ (عروسی) پلنگوں پر بیٹھے (کفار کی خستہ حالی کو) دیکھ رہے ہیں۔ کیوں کچھ بدلا ملا کفار کو (اپنے کرتوتوں کا) جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کی تفسیر میں کہا ہے کہ انہیں سر بمہر خالص شراب پلائی جائے گی۔ اس کا اختتام کستوری پر ہوگا، قوم کے لیے اسے کافور کے ساتھ ملایا جائے گا اور ان کے لیے کستوری کی مہر لگائی جائے گی۔ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ کے تحت فرمایا: یہ ایسی شراب ہے جو تمام شرابوں سے اشرف و اعلیٰ ہے۔ تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے اور تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَحِيْقٍ سے مراد شراب ہے اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے بارے کہا: اس کی مٹی کستوری کی ہوگی۔ اور وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ کے تحت کہا: کہ ان کے گھروں کی اوپر کی جانب سے ان پر تسنیم ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ شراب ہے (جو سر بمہر ہوگی اور انہیں پلائی جائے گی) اور وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ کے تحت فرمایا کہ یہ مخفی شے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3540)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے مخفی رکھا ہوا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رَّحِیْقٍ سے مراد شراب ہے۔ اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا مفہوم ہے کہ اس کا آخری ذائقہ کستوری کی طرح ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت علقمہ سے بیان کیا ہے کہ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا مفہوم ہے اس کی آمیزش کستوری کے ساتھ ہوگی۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت مالک بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے، جس سے صرف مقربین پئیں گے اور تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تسنیم اہل جنت کی افضل ترین شراب ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا آدمی سے کہا جاتا ہے: بے شک یہ اپنے قول کے سبب بلند مرتبہ ہے۔ ''اِنَّهٗ لَفِی السَّنَامِ مِنْ قَوْلِهٖ''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ یہ جنت میں چشمہ ہے، جس سے اہل جنت وضو کریں گے اور غسل کریں گے۔ پس ان پر راحتوں کی شگفتگی آجائے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَّخْتُوْمٍ کا معنی ہے ملی ہوئی۔ اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا معنی ہے اس کا ذائقہ اور اس کی خوشبو کستوری کی مثل ہوگی۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن ابی حاتم، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ کے تحت فرمایا: کہ رَّحِیْقٍ سے مراد شراب ہے۔ اور مَّخْتُوْمٍ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے آخر میں کستوری کا ذائقہ پائیں گے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ کا مفہوم ہے کہ وہ شراب جس پر کستوری کی مہر لگی ہوگی۔(5)

امام فریابی، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے وہاں مہر نہیں ہوگی جو اس پر لگائی جائے گی۔ بلکہ اس کی آمیزش کستوری کے ساتھ ہوگی۔ کیا تو نے اپنی عورتوں میں سے کسی عورت کی طرف نہیں دیکھا جو یہ کہتی ہے کہ اس کی ملی جلی خوشبو اس اس طرح ہے۔(6)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ چاندی کی مثل سفید رنگ کی شراب ہوگی، وہ اپنی شراب کے آخر میں اختتام اس کے ساتھ کریں گے۔ اگر اہل دنیا میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 44 (34089)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (34094)
3۔ ایضاً (34092)
4۔ ایضاً (34090)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 218 (9062)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

سے کوئی آدمی اس میں اپنی انگلی داخل کرے پھر اسے نکال لے تو کوئی ذی روح اس کی خوشبو پائے بغیر باقی نہ رہے (یعنی ہر ذی روح اس کی خوشبو پائے)(1)

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی مومن نے دوسرے مومن کو پیاس کی حالت میں کسی مشروب سے سیراب کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ سے سیراب فرمائے گا۔(2)

امام بیہقی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ اس چشمے کا نام ہے جس کے ساتھ شراب ملائی جائے گی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ اہل جنت کی اشرف ترین شراب ہے۔ اور یہ صرف مقربین کے لیے ہے اور اصحاب یمین کے لیے اسی کی آمیزش کی جائے گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن مبارک، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ جنت میں ایک چشمہ ہے جس کی اصحاب یمین کے لیے آمیزش کی جائے گی اور اس سے صرف مقربین کو پلایا جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن مہران رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہی ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ (السجدہ:17) ''کوئی نفس اس کے بارے نہیں جانتا جو آنکھوں کی ٹھنڈک (وراحت) ان کے لیے چھپا رکھی ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ جنت عدن میں ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے۔ اور وہ ان کے نیچے سے اصحاب یمین کی طرف بہے گا۔ اور ان کے تمام مشروبات پانی، شراب، دودھ اور شہد میں مل جائے گا۔ اور اس کے سبب وہ تمام خوشبودار ہو جائیں گے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ ایک چشمہ ہے جسے ان پر اوپر کی جانب سے جاری کیا جائے گا اور یہ مقربین کی شراب ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ کے تحت کہا ہے کہ اس نے دنیا میں کہا اور وہ کہتے ہیں: قسم بخدا! بے شک یہ جھوٹے ہیں۔ اور یہ کسی شے پر بھی نہیں

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 13، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3542)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 44 (34091)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3541)

ہیں (یعنی ان کا کوئی مدعیٰ اور مقصد نہیں ہے) (اوران کا یہ قول) اہل ایمان کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کے سبب ہوتا تھا۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں لوگوں کے ساتھ استہزاء کرنے والوں میں سے کسی کے لیے قیامت کے دن جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ قریب آؤ۔ پس وہ بڑی مشقت اور غم کے ساتھ آئے گا۔ جب وہ اس کے قریب آئے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا۔ اور کہا جائے گا آؤ قریب آ جاؤ۔ پس وہ بڑی مشقت اور تکلیف کے ساتھ وہاں آئے گا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے گا تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ پس اسی طرح ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کے لیے دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ قریب آؤ۔ لیکن وہ مایوس ہونے کے سبب نہیں آئے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ کے تحت کہا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان روشن دان ہیں جب اہل جنت میں سے کوئی آدمی اہل جہنم میں سے اپنے دشمن کو دیکھنا چاہے گا تو وہ ایسا کرے گا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هَلْ ثُوِّبَ کا معنی ہے کیا کچھ بدلہ دیا گیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3543)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۲۵ سُورَۃُ الْاِنْشِقَاقِ مَکِّیَّۃٌ ۸۴ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۙ﴿۳﴾ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۙ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ؕ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚۛ﴿۱۴﴾ بَلٰۤى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَ الَّيْلِ وَ مَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ؕ۩﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۖ﴿۲۲﴾ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۖ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

"(یاد کرو) جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور کان لگا کر سنے گا اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے۔ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔ اور باہر پھینک دے گی جو کچھ اس کے اندر ہے اور خالی ہو جائے گی۔ اور کان لگا کر سنے گی اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے۔ اے انسان! تو محنت سے کوشاں رہتا ہے اپنے رب کے پاس پہنچنے تک پس تیری اس سے ملاقات ہو کر رہتی ہے۔ پس جس کو دیا گیا اس کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں۔ تو اس سے حساب آسانی سے لیا جائے گا۔ اور وہ واپس لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں۔ اور جس (بدنصیب) کو اس کا نامۂ عمل پس پشت دیا گیا۔ تو وہ چلائے گا ہائے موت! ہائے موت!۔ اور داخل ہوگا بھڑکتی آگ میں۔ بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہل و عیال میں خوش و خرم رہا کرتا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ وہ (اللہ کے حضور) لوٹ کر نہیں جائے گا۔ کیوں نہیں۔ اس کا رب اسے خوب دیکھ رہا تھا۔ پس میں قسم کھاتا

ہوں شفق کی۔ اور رات کی اور جن کو وہ سمیٹے ہوئے ہے۔ اور چاند کی جب وہ ماہ کامل بن جائے۔ تمہیں (بتدریج) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے۔ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔ بلکہ یہ کفار اسے (الٹا) جھٹلاتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو ان (کے دلوں) میں بھرا ہوا ہے۔ پس آپ انہیں خوشخبری سنائیں دردناک عذاب کی۔ البتہ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا''۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ تو انہوں نے سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور سجدہ کیا۔ تو میں نے ان سے اس کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے۔ پس میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں آپ سے جا ملوں گا۔(2)

ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق:1) میں سجدہ کیا ہے۔(3)

امام بغوی نے معجم میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ میں سجدہ کیا۔

امام ابن خزیمہ، رویانی نے مسند میں اور ضیا مقدسی رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اس جیسی سورتوں کی قرأت فرماتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: آسمان کہکشاں سے پھٹے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے: وَ اَذِنَتْ اور اس نے اطاعت کی۔ وَ حُقَّتْ اور یہ اطاعت و فرمانبرداری اس پر فرض اور لازم ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا: وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ فرمایا: اس نے اپنے رب کے فرمان کی اطاعت کی۔ اور اطاعت کرنا اس کے لیے فرض بھی ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما کان یسجد فی المفصل، جلد 1، صفحہ 369 (4236)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب اقامۃ الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 562 (1058)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا اس نے کلام سنا جو بھی اللہ تعالیٰ نے اس سے کلام فرمایا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ اور اس نے اپنے رب کا فرمان سنا اور اس کی اطاعت کی۔ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ فرمایا جب قیامت کے دن زمین پھیلا دی جائے گی۔ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا تو وہ اپنے اندر موجود مردوں کو باہر نکال دے گی۔ وَ تَخَلَّتْ اور ان سے خالی ہو جائے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وہ سونے کے ٹکڑوں کو نکال دے گی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بیت اللہ شریف زمین سے دو ہزار برس پہلے موجود تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ کہ زمین بیت اللہ شریف کے نیچے سے مکمل طور پر پھیلا دی گئی۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین ظاہر سطح کے پھیلانے کی طرح پھیلا دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوقات، انسان، جنات، چوپائے اور وحشی جانور سب کو اٹھائے گا۔ اور اس دن اللہ تعالیٰ چوپاؤں کے درمیان قصاص کا حکم نافذ فرمائے گا۔ یہاں تک کہ ایسی بکری جس کے پیدائشی سینگ نہیں وہ سینگوں والی بکری سے قصاص لے گی۔ اور جب اللہ تعالیٰ چوپاؤں کے درمیان قصاص سے فارغ ہوگا تو انہیں فرمائے گا تم مٹی ہو جاؤ۔ پس کافر انہیں دیکھے گا تو کہے گا: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا (النبأ:40) اے کاش! میں مٹی ہوتا۔

حاکم نے سند جید کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین کی ظاہر سطح کو پھیلا دیا جائے گا۔ پھر اس میں سے انسان کے لیے اپنے قدم رکھنے کی جگہ کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

ابو القاسم ختلی نے الدیباج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ الآیہ کے تحت فرمایا: میں وہ پہلا شخص ہوں جس سے قیامت کے دن سب سے پہلے زمین پھٹے گی اور اپنی قبر میں سیدھا بیٹھ جاؤں گا۔ پھر زمین حرکت کرنے لگے گی۔ اور میں اسے کہوں گا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ جواب دے گی: بے شک میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کچھ میرے اندر ہے میں اسے باہر نکال دوں اور میں خالی ہو جاؤں۔ پھر اسی طرح ہو جاؤں جس طرح پہلے تھی۔ جب کہ مجھ میں کوئی شے نہ تھی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے: وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ فرمایا اس نے اپنے رب کا فرمان سنا اور اطاعت کی۔ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ فرمایا: وہ زمین اپنے بوجھوں اور جو اس کے خزانے اور لوگ (مدفون) ہیں سب کو نکال دے گی۔ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فرمایا: اے انسان!

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 563 (3910)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3911)

تو اس کے لیے مسلسل اور سخت کوشش کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: اے انسان! تو اپنے رب کی طرف مسلسل کوشش اور محنت کرتا رہتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا کے تحت یہ بیان کیا ہے: بے شک تو سخت محنت کرتا رہتا ہے۔ فَمُلٰقِيْهِ (انشقاق:6) فرمایا: تیری اپنے عمل سے ملاقات ہو کر رہے گی۔(3)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کا محاسبہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ تو میں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا تو آپ نے فرمایا: یہ حساب کے بارے نہیں۔ بلکہ یہ تو عرض (پیشی) ہے اور جس کے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔(4)

امام احمد، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے کسی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے (کہ آپ نے اس طرح کہا) ''اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا'' اے اللہ! میرا حساب آسان فرما دینا۔ جب آپ فارغ ہو کر واپس آئے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حساب یسیر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نامۂ اعمال میں دیکھے اور اس سے چشم پوشی فرمالے۔ کیونکہ جس کے حساب میں مناقشہ ہو گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حساب یسیر یہ ہے کہ وہ اس کے گناہوں کو جانتا ہے اور پھر اس کے لیے چشم پوشی فرمالیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے: قیامت کے دن جس کا حساب لیا جائے گا اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور فرمایا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝ (الرحمٰن)

بزار، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے: تین خصلتیں جس میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس پر حساب آسان فرما دے گا اور اسے اپنی رحمت کے سبب جنت میں داخل فرمائے گا۔ تو اسے عطا کرے جو تجھے محروم رکھتا ہے، تو اسے معاف کر دے جو تیرے ساتھ ظلم کرے اور تو اس سے صلہ رحمی کرے جو تیرے ساتھ قطع تعلق کرے۔(6)

---

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 09-407 (3544,53)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 220 (35498)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب اثبات الحساب، جلد 18-17، صفحہ 171 (2876)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 48، دار صادر بیروت　6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 563 (3912)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا کہ وہ جنت میں اپنے گھر والوں کی طرف شاداں وفرحاں لوٹے گا۔ اور قول باری تعالیٰ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ کے تحت فرمایا: اس کے ہاتھ کو اپنی جگہ سے ہٹا کر اس کی پشت کے پیچھے رکھ دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی کو قیامت کے دن حساب کی طرف بلایا جائے گا اور کہا جائے گا: اے فلاں! آ جا حساب کی طرف۔ فرمایا: یہاں تک کہ وہ کہے گا میرے سوا کوئی اور مراد ہے جسے حساب کے لیے حاضر کیا جارہا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ثُبُوْرًا سے مراد ویل اور ہلاکت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا بے شک وہ دنیا میں اپنے اہل وعیال میں خوش وخرم رہا کرتا تھا۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ اس کی پشت کے پیچھے رکھا جائے گا اور وہ اسی کے ساتھ اپنا نامہ عمل پکڑے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے: اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ بے شک وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ کا معنی ہے کہ وہ ہرگز لوٹ کر نہیں جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ ہرگز ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔

امام طستی نے مسائل میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی ہے کہ وہ ہرگز نہیں لوٹے گا۔ اس کا تعلق لغت حبشہ سے ہے۔ یعنی وہ کہتا ہے کہ وہ ہرگز آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر نہیں جائے گا۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا:

وَمَا الْمَرْءُ اِلَّا كَالشِّهَابِ وَضَوْءُهٗ يَحُوْرُ رَمَادًا بَعْدَ اِذْ هُوَ سَاطِعٌ

"آدمی نہیں مگر شہاب کی طرح کہ اس کے پھیلنے اور چمکنے کے بعد اس کی روشنی راکھ بن جاتی ہے"۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 145، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 408 (3547)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 251، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ کے تحت کہا: کیا تو نے حبشی کو نہیں سنا جب اسے کہا جائے: ''حُرْ اِلٰی اَهْلِكَ'' یعنی تو اپنے گھر والوں کی طرف چلا جا؟

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا بِالشَّفَقِ (کیا ہے) تو انہوں نے فرمایا: بے شک شفق سورج سے ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالشَّفَقِ سے مراد سرخی ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ الَّیْلِ وَ مَا وَسَقَ کا معنی ہے قسم ہے رات کی اور ان کی جو اس میں داخل ہیں۔

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قسم ہے رات کی اور ان کی جنہیں وہ جمع کیے ہوئے ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ وَ الَّیْلِ وَ مَا وَسَقَ کی تفسیر میں کہتے ہیں قسم ہے رات اور ان کی جو اس میں پناہ لیتی ہیں اور جنہیں وہ جمع کیے ہوتی ہے یعنی سانپ، بچھو اور کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَ مَا وَسَقَ کے بارے بیان کیا۔ ہے کہ قسم ہے رات کی اور اس عمل کی جو اس میں کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کا معنی ہے قسم ہے چاند کی جب وہ مکمل ہو جائے۔(4)

امام طستی نے مسائل میں، طبرانی اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی ہے ان کا جمع ہونا، مکمل ہونا۔ نافع نے عرض کی: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابن صرمہ کا قول نہیں سنا:

اِنَّ لَنَا قَلَائِصًا نَقَانِقًا مُسْتَوْ سِقَاتٍ لَوْ یَجِدْنَ سَائِقًا

''بے شک ہمارے پاس شتر مرغ (کی مثل) لمبی ٹانگوں والی اونٹنیاں ہیں وہ جمع ہو جاتی ہیں اگر کسی سائق کو پالیں''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کا مفہوم ہے قسم ہے چاند کی جب وہ گول ہو جائے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الشفق ما ہو، جلد 1، صفحہ 293 (3364)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (3362)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 49-147
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 408 (3549)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: معنی ہے قسم ہے رات کی اور جن کو وہ سمیٹے ہوئے ہے۔ کیا تو نے یہ قول نہیں سنا ہے:

اِنَّ لَنَا قَلَائِصًا نَقَانِقًا مُسْتَوْسِقَاتٍ لَوْيجدْنَ سائقا

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ سے مراد تیرہویں رات کا چاند ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کا معنی ہے کہ تمہیں بتدریج ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہیں بتدریج ایک امر کے بعد دوسرے امر کی طرف بڑھنا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں بتدریج ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔ فرمایا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے بارے) ہے۔(1)

امام ابو عبید نے القراءات میں، سعید بن منصور، ابن منیع، ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یعنی باء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتدریج ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔(2)

امام طیالسی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے آسمان کی طرف زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم نے الکنی میں، ابن مندہ نے غرائب شعبہ میں، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لَتَرْكَبُنَّ کو نصب کے ساتھ ''لترکبن'' پڑھا ہے اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک آسمان کے بعد دوسرے آسمان کی طرف چڑھنا ہے۔(4)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔

---

1۔ صحیح بخاری، باب السور، جلد 3، صفحہ 303 (4839)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 101 (11173)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 95 (10068)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا، پھر شق ہو جائے گا پھر وہ سرخ ہو جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آسمان پگھلی ہوئی دھات کی طرح رنگ برنگا ہو جائے گا گلاب کے پھول کے رنگ کی طرح ہو جائے گا، ڈھیلا اور کمزور ہو جائے گا اور پھٹ جائے گا۔ پس اس طرح وہ مختلف حالات سے گزرے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کے تحت قول بیان کیا ہے کہ تم ہر بیس سال میں ایسے نئے امر پر ہو گے جس پر تم پہلے نہ تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک قوم جس کے معاملات دنیا میں انتہائی خسیس اور گھٹیا تھے وہ آخرت میں بلند ہو جائیں گے۔ اور ایک قوم جو دنیا میں بڑے معزز و محترم تھی وہ آخرت میں پست ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تم نے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔ ایک دنیا دار انسان خوشحالی میں تھا جب کہ پھر وہ آزمائش اور ابتلاء میں پڑ گیا۔ اور ایک انسان آزمائش میں تھا جب کہ وہ پھر خوشحال ہو گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تم ہر بیس سال میں ایک ایسے حال پر ہوتے ہو جس کی مثل حالت پر پہلے تم نہ تھے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوالعالیہ نے نصب کے ساتھ لَتَرْكَبَنَّ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے ابوعمرو بن العلاء سے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لَتَرْكَبَنَّ نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے صیغہ جمع کی صورت میں لَتَرْكَبُنَّ یعنی تاء کے ساتھ اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بِمَا يُوْعُوْنَ کا معنی ہے جسے وہ چھپاتے ہیں(3) اور لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ کے بارے فرمایا ان کے لیے بے حساب اجر ہے۔

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 409 (3556)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 6، 5، صفحہ 184، مطبعۃ السعادۃ مصر　　3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 410 (3559)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے غیر منقوص یعنی ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کم نہیں ہوگا۔ تو نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی سے آگاہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے زہیر کا یہ قول نہیں سنا ہے:

فُضِّلَ الْجَوَادُ عَلَى الْخَيْلِ الْبِطَاءِ فَلَا　　يُعْطِي بِذٰلِكَ مَمْنُوْنًا وَلَا تَرَفَا

"جواد (تیز رفتار گھوڑا) کو سست رفتار گھوڑے پر فضیلت حاصل ہے۔ پس اس کے سبب نہ کوئی اجر دیا جاتا ہے اور نہ ہی خوشحالی (لائی جاتی ہے)"۔

اٰیاتھا ۲۲ | سُوْرَۃُ الْبُرُوْجِ مَکِّیَّۃٌ ۸۵ | رکوعھا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورۃ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (الطارق: 1) پڑھتے تھے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ وہ عشاء کی نماز میں سماوات یعنی وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (الطارق: 1) اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھا کریں۔(3)

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد، دارمی، ابو داؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (الطارق: 1) اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھتے تھے۔(4)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم ان کے ساتھ عشاء کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ: 1) وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (اللیل: 1) اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھا کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 326، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 327

4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب القراءۃ فی الظہر والعصر، جلد 2، صفحہ 193 (307)، دار الفکر بیروت

عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ۝۱۱

”قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حاضر ہونے والے دن کی اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوں گے۔ مارے گئے کھائی کھودنے والے۔ (جس میں) آگ تھی بڑے ایندھن والی۔ جب وہ اس (کے کنارہ) پر بیٹھے تھے۔ اور وہ جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور نہیں ناپسند کیا تھا انہوں نے مسلمانوں سے بجز اس کے کہ وہ ایمان لائے تھے اللہ پر جو سب پر غالب، سب خوبیوں سراہا ہے۔ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ بے شک جن لوگوں نے ایذا دی مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔ اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے“۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَلْبُرُوْجِ سے مراد آسمان میں موجود محلات ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے تحت کہا کرتے تھے: قسم ہے آسمان کی جو محلات والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْبُرُوْجِ سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں (یعنی قسم ہے آسمان کی جو بڑے بڑے ستاروں والا ہے)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: بروج سے مراد ستارے ہیں (یعنی قسم ہے آسمان کی جو ستاروں والا ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا (الفرقان: 61) کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا اس میں بھی بروج سے مراد ستارے ہیں۔ کہا گیا: بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ (النساء: 78) کا کیا مفہوم ہے؟ تو فرمایا: یہاں مراد محل ہیں (یعنی مضبوط اور پختہ محلات)۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آسمان کے بروج سے مراد اس کے ستارے ہیں۔

الیوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ سے مراد دو عظیم دن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایام دنیا میں سے عظمت و شان عطا فرمائی ہے۔ اور ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہد سے مراد قیامت کا دن ہے اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ کا دن) ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 411 (62-61-3560)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے تحت ارشاد فرمایا کہ آسمان کو خوبصورت اور عمدہ تخلیق کے ساتھ مضبوط کیا گیا اور پھر ستاروں کو (اس میں گاڑ کر اسے) مضبوط کیا گیا اور وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے اور فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد جمعۃ المبارک کا دن اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَاتِ الْبُرُوْجِ سے مراد ستاروں والا ہے۔ یعنی قسم ہے ستاروں والے آسمان کی۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد ابن آدم (انسان) اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد ربانی: وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کے بارے قول نقل کیا ہے کہ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد یوم قیامت ہے۔ شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ ہے۔ اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ ہے اور وہی حج اکبر ہے۔ پس جمعہ کا دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے عید کا دن بنا دیا ہے۔ اور تمام مخلوق پر اس کے ذریعہ انہیں فضیلت عطا فرمائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سید الایام ہے۔ اس میں کیے جانے والے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی محبوب اور پسندیدہ ہیں اور اس میں ایک ساعت ہے۔ جس میں جو بندہ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس خیر اور بھلائی کی بھی التجاء کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ قیامت کا دن ہے اور الیوم المشھود عرفہ کا دن ہے اور شاہد جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ کسی ایسے دن پر نہ سورج طلوع ہوتا ہے اور نہ غروب جو کہ اس دن (یوم جمعہ) سے افضل ہو۔ اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں کوئی بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر اور نیکی کی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے حق میں قبول فرما لیتا ہے اور جس شے سے بھی پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور پناہ عطا فرما دیتا ہے۔(2)

حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ شَاهِدٍ سے مراد یوم عرفہ اور یوم جمعہ ہے اور مَشْهُوْدٍ ہی الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے، شَاهِدٍ سے مراد جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ مَشْهُوْدٍ سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ یوم جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ذلیل وخوار کر دیا ہے۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 60-156، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 159

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 564 (3915)، دارالکتب العلمیہ بیروت

الصلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ سے اسے مرسل روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ اور مَشْهُودٍ سے مراد یوم عرفہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح موقوف روایت بیان کی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سید الایام جمعہ کا دن ہے۔ اور شَاهِدٍ وَّمَشْهُودٍ عرفہ کا دن ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو کیونکہ یہی دن یوم مَشْهُودٍ ہے، فرشتے اس دن میں حاضر ہوتے ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ اور مَشْهُودٍ سے مراد یوم عرفہ ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے ان سے وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُودٍ کے بارے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے یہ سوال کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی سوال کیا ہے اور ان دونوں نے فرمایا ہے: اس سے مراد یوم الذبح اور یوم الجمعہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ شَاهِدٍ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں: اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا (الاحزاب) وَجِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ (النحل: 89) اور مَشْهُودٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر یہ آیات پڑھیں: ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (ہود)(5)

امام طبرانی نے الاوسط میں، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور شَاهِدٍ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں: ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (ہود)(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شَاهِدٍ اللہ تعالیٰ ہے اور مَشْهُودٍ یوم قیامت ہے۔(7)

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 286، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 161
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 412 (3564)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 159
6۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 287 (11482)، دار الفکر بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 161

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **شَاهِدٍ** وہ ہے جو انسان پر اس کے عمل کے بارے شہادت دے گا۔ اور **مَشْهُوْدٍ** یوم قیامت ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن نجی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود (کھائی والوں) کے نبی حبشی تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود حبشہ کے رہنے والے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود نبطی تھے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے لوگ تھے جنہوں نے زمین میں کھائیاں کھودیں۔ پھر اس میں آگ جلائی۔ پھر ان کھائیوں پر مردوں اور عورتوں کو کھڑا کیا اور انہیں آگ میں ڈال دیا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ **الْاُخْدُوْدِ** سے مراد نجران میں وہ کھائیاں ہیں جن میں وہ لوگوں کو عذاب دیتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نفیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کھائیاں تبع کے زمانہ میں تھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے **قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جنہوں نے زمین میں کھائیاں کھودیں۔ پھر ان میں آگ جلائی۔ پھر اہل اسلام کو لے کر آئے اور کہا: تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرو اور ہمارے دین کی اتباع کرو۔ ورنہ ہم تمہیں اس آگ میں پھینک دیں گے۔ لیکن انہوں نے آگ کو کفر پر ترجیح دی اور پسند کیا۔ چنانچہ انہیں آگ میں پھینک دیا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے **قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ** کے بارے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہ یمن کے آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ ان میں سے مومن اور کفار آپس میں لڑ پڑے۔ پھر مومن کفار پر غالب آ گئے۔ پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے عہد و پیمان لے لیے۔ کہ کوئی بھی نہ وعدہ خلافی کرے گا نہ معاہدہ کو توڑے گا۔ لیکن کفار نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور انہیں پکڑ لیا۔ پھر مومنین میں سے ایک آدمی نے کہا کیا تمہارے لیے کوئی خیر اور نیکی ہے تم آگ جلاؤ گے۔ پھر تم ہمیں اس پر پیش کرو گے۔ پس جو کوئی تمہارے دین پر تم سے بیعت اور عہد و پیمان کر لے گا۔ تو وہی تم چاہتے ہو۔ اور جو نہیں کرے گا وہ آگ میں کود جائے گا۔ تو تم اس سے راحت اور سکون پا جاؤ گے۔ سو انہوں نے ان کے لیے آگ بھڑکائی اور انہیں اس پر پیش

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 412 (3563)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت　　3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 162

کیا۔ تو وہ اس میں کودنے لگے یہاں تک کہ ایک بڑھیا باقی رہ گئی۔ گویا اس نے تھوڑی سی دیر کی۔ تو اس کی گود میں شیر خوار بچے نے کہا: تو جلدی کر دیر نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے تمہیں خبر دیتے ہوئے اور ان کے بارے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ یعنی یہ مومنین کے بارے ہے۔ اور وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یعنی وہ کفار (جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ میں مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جلایا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ جن لوگوں نے عذاب دیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک ظالم اور جابر حکمران تھا۔ اس نے زمین میں کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی۔ پھر مومنین کو ان پر پیش کیا۔ پس جس کسی نے کفر میں اس کی اتباع کی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ اور جس نے انکار کیا تو اس نے اسے آگ میں پھینک دیا۔ پس وہ آگ میں ڈالتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک عورت کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ایک شیر خوار بچہ بھی تھا۔ تو اس عورت نے آگ میں کودنے سے تاخیر کی۔ تو اس بچے نے بول کر اسے کہا: اے اماں! آگ میں کود جا اور تاخیر نہ کر۔ چنانچہ اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ قسم بخدا! یہ آگ کا تو فقط ایک نقطہ تھا، وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچا دیئے گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جب بھی اصحاب اخدود کا ذکر کرتا ہوں تو بالیقین اللہ تعالیٰ سے آزمائش کی مشقت سے پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن نجی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا۔ آپ کے پاس نجران کا ایک بشپ آیا۔ تو آپ نے اس سے اصحاب اخدود کے بارے پوچھا۔ تو اس نے ایک واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کے بارے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ حبشہ سے ایک نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (غافر:78) (اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا) پس اس نبی نے انہیں دعوت دی اور لوگوں نے اس کی اتباع قبول کی۔ پھر لوگوں کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا گیا۔ اور اسے پکڑ کر بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ پھر وہ رہا ہوا اور لوگ اس کے ساتھ پیار و محبت کرنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ پھر جنگ شروع ہو گئی اور وہ لوگ قتل کر دیئے گئے اور اسے پکڑ کر قید میں ڈال دیا گیا۔ ان لوگوں (کفار) نے زمین میں کھائیاں کھودیں اور ان میں آگ بھڑکا دی اور پھر لوگوں کو اس پر پیش کرنے لگے۔ پس جس کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے اس نبی علیہ السلام کی اتباع کی، اسے آگ میں پھینک دیا گیا اور جس نے ان (کفار) کی پیروی کی، اسے چھوڑ دیا گیا۔ آخر میں ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ بھی تھا۔ وہ عورت تھوڑا سا گھبرائی، خوفزدہ ہوئی، تو اس بچے نے کہا: اے میری ماں! کھائی کو بھر دے اور اس میں ذرا تردد نہ کر۔ پس وہ اس میں کود گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصحاب اخدود کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم میں ان کی مثل ہیں اور تم کسی قوم سے عاجز و کمزور نہیں ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجوسی (آتش پرست) اہل کتاب تھے۔ وہ اپنی کتاب کے ساتھ چمٹے پڑے تھے اور ان کے لیے شراب حلال تھی۔ پس ان کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے شراب پی اور وہ اس کی عقل پر غالب آ گئی۔ پس اس حال میں اس نے اپنی بہن یا اپنی بیٹی کو پکڑا اور اس کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کر لیا۔ اور جب اس کا نشہ اترا تو بہت نادم اور شرمندہ ہوا اور اس نے اسے کہا: تیری ہلاکت اور بربادی ہو! تو نے یہ کیا کر لیا ہے؟ اور اس سے نکلنے کا ذریعہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اس سے نکلنے کا ذریعہ یہ ہے کہ تو لوگوں کو خطبہ دے اور کہے: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح حلال قرار دیا ہے۔ جب وہ اس حال میں لوگوں کے جائے گا۔ تو (کچھ مدت بعد) وہ لوگ اس کے خطبہ کو بھول جائیں گے۔ تو پھر تو اسے حرام قرار دے دینا۔ تو وہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ اور کہا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہنوں یا بیٹیوں کے ساتھ نکاح حلال قرار دیئے ہیں۔ تو لوگوں کی ایک جماعت نے کہا: معاذ اللہ! ہم اس کے ساتھ ایمان لائیں یا اس کا اقرار کریں۔ یہاں تک کہ نبی یہ پیغام لے کر ہمارے پاس آئے یا ہم پر کسی کتاب میں یہ حکم نازل ہو۔ پس پھر وہ اپنی بیوی کی طرف لوٹا اور کہا: تیری ہلاکت ہو! لوگوں نے تو میرا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس نے کہا: جب انہوں نے انکار کیا ہے تو ان پر کوڑے برسا۔ پس اس نے ان میں کوڑا برسانا شروع کر دیا۔ لیکن لوگوں نے اس اقرار سے بھی انکار ہی کیا۔ پھر وہ اس کی طرف لوٹ کر آیا اور کہا: میں نے ان میں کوڑا بھی برسایا ہے۔ لیکن انہوں نے میرے حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ تو اس نے یہ مشورہ دیا، تو ان میں تلوار چلا (یعنی انہیں قتل کر دے)۔ پس اس نے تلوار بھی چلائی لیکن لوگوں نے اقرار سے انکار ہی کیا۔ پھر اس نے مشورہ دیا: ان کے لیے کھائیاں کھود۔ پھر ان میں آگ جلا دے۔ پس جو تیری پیروی کرے اسے چھوڑ دے۔ چنانچہ اس نے کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی اور اپنی رعایا کو اس پر پیش کیا۔ پس جس کسی نے انکار کیا اسے آگ میں پھینک دیا۔ اور جس نے انکار نہیں کیا اسے چھوڑ دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌۙ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌؕ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌؕ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِؕ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اصحاب اخدود کا ذکر

کرتے تھے تو آزمائش وابتلاء کی مشقت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، مسلم، نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت صہیب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عصر کی نماز پڑھی تو آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ تو آپ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ بے شک جب آپ نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے۔ انہوں نے امت کے ساتھ اظہار فخر کیا اور کہا: کون ان کے مقابلہ میں کھڑا ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ آپ انہیں اختیار دے دیں یا انہیں سزا دی جائے گی یا پھر ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا جائے گا۔ پس انہوں نے اپنے لیے سزا اور عذاب کو اختیار کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی اور ایک دن میں ان کے ستر ہزار افراد فوت ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان ہوتی ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک کاہن تھا جو اسے خبریں دیتا رہتا تھا۔ تو اس کاہن نے اسے کہا: میرے لیے ایک سمجھدار بچہ تلاش کرو۔ یا کہا: ایک ذہین اور تیز فہم بچہ میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اسے اپنا یہ علم سکھا دوں۔ کیونکہ مجھے یہ خوف لاحق ہونے لگا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور یہ علم تم سے منقطع ہو جائے گا اور اسے جاننے والا تم میں کوئی نہیں ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اس کاہن کے لیے مذکورہ اوصاف کا حامل بچہ تلاش کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کاہن کے پاس حاضر ہوا کرے اور اس کے پاس آتا جاتا رہے۔ چنانچہ وہ بچہ اس کے پاس آنے جانے لگا۔ اس بچے کے راستے میں ایک راہب بھی اپنے گرجے میں رہتا تھا۔ وہ بچہ جب بھی وہاں سے گزرتا تھا تو اس راہب سے بھی کچھ پوچھتا رہتا تھا۔ پس یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ راہب نے اسے بتایا اور کہا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ پس وہ بچہ اس راہب کے پاس ٹھہرنے لگا اور کاہن کے پاس جانے میں دیر کرنے لگا۔ چنانچہ کاہن نے بچے کے گھر والوں کی طرف پیغام بھیجا کہ قریب ہی یہ بچہ میرے پاس حاضر نہیں ہوگا۔ تو بچے نے اس کے بارے راہب کو خبر دی۔ تو راہب نے اسے کہا: جب کاہن تجھ سے کہے تو کہاں تھا؟ تو اسے کہا: کہ اپنے گھر والوں کے پاس تھا۔ اور جب گھر والے تجھے کہیں تو کہاں تھا؟ تو کہنا: کاہن کے پاس تھا۔ وہ بچہ اسی کیفیت میں تھا کہ ایک دن اس کا گزر کثیر لوگوں کی ایک جماعت کے پاس ہوا جنہیں ایک جانور نے روک رکھا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ شیر تھا۔ پس اس بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! جو کچھ راہب کہتا ہے اگر وہ حق ہے تو میں تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ تو اس جانور کو ہلاک کر دے۔ اور اگر وہ حق ہے جو کچھ کاہن کہتا ہے تو پھر اسے ہلاک نہ کر۔ پھر اس نے وہ پتھر مارا اور اس جانور کو ہلاک کر دیا۔ تو لوگوں نے پوچھا: اسے کس نے مارا ہے؟ تو ان لوگوں نے بتایا اس بچے نے۔ پس لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے کہا: یہ بچہ ایسا علم جانتا ہے جو کوئی اور نہیں جانتا۔ پس اندھے نے یہ سنا۔ تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے کہا: اگر تو میری بصارت واپس لوٹا دے تو تیرے لیے اتنا اور اتنا ہوگا۔ تو اس بچے نے کہا۔ میں تجھ سے اس طرح کی کوئی خواہش نہیں کروں گا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ اگر تیری بصارت واپس لوٹ آئے تو کیا تو اس کے ساتھ ایمان لے آئے گا جو اسے واپس لوٹانے والا ہے۔ اس نے جواب دیا: ہاں۔ چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بصارت عطا فرما دی۔ پس وہ نابینا ایمان لے آیا۔ پھر ان کی خبر بادشاہ

تک پہنچی اور اس نے انہیں بلا بھیجا۔ چنانچہ انہیں اس کے پاس لایا گیا۔ تو بادشاہ نے کہا: میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ہی بار قتل کر دوں گا۔ لیکن اس کے ساتھ میں اس علم کو جاننے والے کو قتل نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے راہب اور اس آدمی کے بارے جو اندھا تھا حکم دیا۔ اور ان میں سے ایک کے سر پر آرا رکھ دیا گیا اور اسے قتل کر دیا۔ اور دوسرے کو دوسرے طریقہ سے قتل کر دیا۔ پھر اس بچے کے بارے فیصلہ دیا اور کہا: اسے فلاں پہاڑ کی فلاں جگہ پر لے جاؤ۔ اور وہاں سے اسے سر کے بل پھینک دو۔ چنانچہ وہ اسے اس پہاڑ پر لے گئے۔ جب اس معین جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے وہ اسے گرانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو وہ مسلسل اس پہاڑ سے گرنے لگے اور لڑھکنے لگے یہاں تک کہ اس بچے کے سوا کوئی بھی زندہ باقی نہ رہا۔ پھر وہ بچہ لوٹ کر آ گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ اسے سمندر کی طرف لے چلیں اور اس میں اسے پھینک دیں۔ چنانچہ بچے کو سمندر کی طرف لے جایا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو غرق کر دیا جو اس کے ساتھ تھے۔ اسے محفوظ رکھا۔ پھر اس بچے نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا۔ مگر اس طرح کہ تو مجھے سولی دے اور یہ کہہ کر میرے اوپر تیر پھینکے "بسم الله رب الغلام" (اللہ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے)۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کا حکم دے دیا، اسے سولی دی گئی۔ پھر اس نے بچے کو تیر مارا اور یہی الفاظ زبان سے کہے "بسم الله رب الغلام" پس اس بچے نے اپنا ہاتھ اس وقت اپنی کنپٹی پر رکھا جب اس نے تیر پھینکا۔ پھر مر گیا۔ تو لوگوں نے کہا: تحقیق اس بچے نے ایسا علم حاصل کیا، جو کسی اور نے حاصل نہیں کیا۔ بلاشبہ ہم اس بچے کے رب کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ کو بتایا گیا۔ تین نے میری مخالفت کی تھی تو تو گھبرا گیا تھا۔ اب یہ سارا عالم تیرے خلاف ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اس نے کھائیاں کھدوائیں۔ پھر ان میں لکڑیاں ڈالی گئیں اور آگ جلائی گئی۔ پھر لوگوں کو جمع کیا اور کہا: جو اپنے دین سے رجوع کرے گا ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ اور جس نے دین سے رجوع نہ کیا۔ ہم اسے اس آگ میں پھینک دیں گے۔ پس اس نے انہیں ان کھائیوں میں پھینکنا شروع کر دیا۔ پس کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِۙ اِذْ هُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌۙ وَّ هُمْ عَلٰى مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُهُوْدٌؕ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِۙ پس رہا بچہ تو اسے دفن کر دیا گیا، پھر اسے نکالا گیا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نکالا گیا۔ تو اس کی انگلی اسی طرح کنپٹی پر تھی جیسا کہ قتل کے وقت اس نے رکھی تھی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ ساحر عمر رسیدہ ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں اور قریب الموت ہوں۔ لہٰذا تو ایک بچہ میرے حوالے کر دے۔ میں اسے سحر سکھا دوں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک بچہ اس کے سپرد کیا اور وہ اسے سحر کی تعلیم دینے لگا۔ ساحر اور بادشاہ کے درمیان ایک راہب بھی رہتا تھا۔ پس وہ بچہ اس راہب کے پاس آیا اور اس کا کلام سنا۔ تو اس نے اس راہب اور اس کے کلام کو زیادہ پسند کیا۔ پھر جب وہ ساحر کے پاس آیا تو اس نے اسے سزا دی اور کہا تجھے کس نے روکے رکھا ہے؟ اور پھر جب وہ اپنے گھر کی طرف آیا، تو راستے میں راہب کے پاس

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 413 (3568)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بیٹھ گیا اور آنے میں دیر کر دی۔ چنانچہ جب وہ گھر پہنچا تو انہوں نے پیٹا اور کہا: تجھے کس نے روکے رکھا ہے؟ تو بچے نے اس کی شکایت راہب کے پاس کی۔ تو اس نے اسے کہا: جب ساحر تجھے مارنے کا ارادہ کرے تو تو کہہ دیا کر: میرے گھر والوں نے مجھے روکے رکھا ہے۔ اور جب گھر والے سزا دینے کا ارادہ کریں تو کہہ دیا کر مجھے ساحر نے روک لیا تھا۔ پس صورت حال اسی طرح تھی کہ ایک دن وہ انتہائی خوفناک بڑے جانور کے پاس آیا، اس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا۔ اور وہ اس سے آگے گزرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ پس اس بچے نے کہا: آج مجھے معلوم ہو جائے گا کہ راہب کا امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے یا ساحر کا امر۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! اگر راہب کا حکم تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور ساحر کے امر سے زیادہ باعث رضامندی ہے، تو تو اس جانور کو قتل کر دے تاکہ لوگ گزر جائیں۔ پھر اسے نے وہ پتھر پھینکا اور اسے قتل کر دیا۔ اور لوگ گزر گئے۔ پھر اس نے راہب کو اس کے بارے بتایا تو اس نے کہا: اے بیٹے! تو مجھ سے افضل ہے۔ اور بلاشبہ تجھے آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ پس اگر تجھے ابتلاء میں ڈالا جائے۔ تو میرے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ وہ بچہ، بہروں، برص کے مریضوں اور دیگر تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا اور لوگوں کو شفایاب کرتا تھا۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا تھا۔ اس نے جب اس کے بارے سنا تو وہ بہت سے تحائف اور ہدایا لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہا: مجھے شفا عطا کر دے تو جو کچھ میں نے یہاں جمع کیا ہے سب تیرا ہے۔ تو بچے نے جواب دیا میں خود کسی کو شفا نہیں دیتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتا ہے۔ پس اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ تجھے شفا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ ایمان لے آیا۔ تو اس بچے نے اس کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نیا سے شفا عطا فرما دی۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے قریب وہاں آ کر بیٹھ گیا جو وہ بیٹھا کرتا تھا۔ تو بادشاہ نے اس سے پوچھا: اے فلاں! تیری بصارت تجھے کس نے لوٹا دی ہے؟ اس نے جواب دیا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میں نے؟ اس نے جواب دیا: نہیں بادشاہ نے پوچھا: کیا تیرا میرے بغیر بھی کوئی رب ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ پس بادشاہ اسے مسلسل اذیتیں اور سزا دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے بچے کے بارے میں بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے اس بچے کو بلا بھیجا اور پوچھا: اے بچے! تیرے جادو کی خبر مجھ تک پہنچی ہے۔ کیا تو بہروں، برص کے مریضوں اور دیگر بیماریوں کا شافی علاج کرتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا، نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور شفا دے سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میں؟ اس نے جواب دیا: نہیں، پھر بادشاہ نے کہا: کیا تیرا میرے سوا بھی کوئی رب ہے؟ بچے نے کہا: ہاں میرا اور تیرا رب صرف اللہ ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے بھی اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ پس وہ اسے مسلسل عذاب دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے اسے کہا: تو اپنے دین سے رجوع کر لے۔ تو راہب نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے آرا اس کے سر میں رکھا۔ یہاں تک کہ وہ دو حصوں میں کٹ کر زمین پر جا گرا۔ پھر اس نے اس بچے سے کہا: تو اپنے دین سے رجوع کر لے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ تو بادشاہ نے اسے ایک جماعت کے ساتھ فلاں پہاڑ کی فلاں جگہ کی طرف بھیج دیا اور کہا: جب تم اس کی چوٹی پر پہنچو اگر یہ اپنے دین سے رجوع کر لے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اسے اوپر سے نیچے گرا دو۔ چنانچہ وہ اسے لے گئے۔ جب وہ اسے لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو اس نے دعا مانگی: اے

اللہ! تو انہیں میری طرف سے کافی ہو جا اس طرح جیسے تو چاہے۔ چنانچہ پہاڑ لرزنے لگا اور وہ سب کے سب گر پڑے۔ اور بچہ تلاش کرتے کرتے آ گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ تو اس نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ میری جانب سے انہیں کافی ہوا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں مار دیا ہے)۔ پھر بادشاہ نے اسے ایک جماعت کے ہمراہ ایک لمبی کشتی میں بھیج دیا اور ساتھ کہہ دیا: جب تم اسے سمندر کی گہرائی میں لیجاؤ اگر یہ اپنے دین سے رجوع کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے غرق کر دینا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر گہرے سمندر میں پہنچے۔ تو بچے نے دعا مانگی: اے اللہ! جیسے تو چاہے انہیں میری طرف سے کافی ہو جا۔ چنانچہ وہ سب کے سب غرق ہو گئے اور بچہ تلاش کرتے کرتے آ گیا اور بادشاہ کے پاس جا داخل ہوا۔ تو بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا میرا اللہ انہیں کافی ہوا۔ پھر اس نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تو وہ کرے جو میں تجھے کہوں۔ پس اگر تو وہ کرے گا جس کے بارے میں نے تجھے حکم دیا تو تو مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہوگا۔ ورنہ تو ہرگز مجھے قتل کرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔ بادشاہ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے۔ پھر تو مجھے ایک خشک تنے پر سولی دے اور میرے ترکش سے تیر لے۔ پھر یہ کہے "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ" بے شک جب تو اس طرح کرے گا تو تو مجھے قتل کر دے گا۔ چنانچہ اس نے اس طرح کیا اور تیر قوس کے چلے میں رکھا اور پھر پھینکا۔ اور کہا "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ" پس وہ تیر اس کی کنپٹی پر جا لگا اور بچے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے کی جگہ پر رکھا اور مر گیا۔ تو لوگوں نے کہا: ہم اس بچے کے رب کے ساتھ ایمان لائے۔ تو بادشاہ سے کہا گیا: تیرا کیا خیال ہے تو ڈر رہا تھا۔ قسم بخدا! یہ تمام کے تمام لوگ تیرے خلاف اتر آئے ہیں۔ چنانچہ اس نے تنگ مونہوں والے کنوؤں کے بارے حکم دیا۔ چنانچہ وہاں کھائیاں کھود دی گئیں۔ پھر ان میں آگ بھڑکا دی گئی۔ اور اس نے کہا: جو اپنے دین سے رجوع کر لے اسے چھوڑ دینا ورنہ انہیں ان کھائیوں میں ڈال دو۔ پس وہ ان میں باہم جنگ لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے کہ ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ آئی۔ وہ آگ میں کودنے سے تھوڑا سا خوفزدہ ہوئی۔ تو بچے نے کہا "يَا أُمَّهْ اِصْبِرِيْ فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ" (اے میری ماں! تو صبر کر بلاشبہ تو ہی حق پر ہے)۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

"بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ بے شک وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہی بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔ عرش کا مالک ہے، بڑی شان والا۔ کرتا ہے جو کچھ چاہتا

ہے۔ کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر۔ (یعنی) فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی۔ بلکہ یہ کفار جھٹلانے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے۔ ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے"۔

امام ابن منذر، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ یہ اس بات پر قسم ہے کہ آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ کے ضمن میں کہا ہے کہ یہاں تک قسم ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ فرمایا: بے شک وہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ وہ اپنی اطاعت پر اسے بہت پسند کرتا ہے جو بھی اس کی اطاعت کرے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ کا مفہوم یہ ہے کہ وہی پہلے عذاب لانے والا ہے اور وہی اسے دوبارہ لائے گا۔ (2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسین بن واقد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ کے تحت انہوں نے کہا: اور وہی مومنین کو بخشنے والا ہے اور اپنے اولیاء کے ساتھ بہت محبت کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْوَدُوْدُ کا معنی ہے بہت محبت کرنے والا ہے۔ اور ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ کے تحت فرمایا: وہ صاحب عرش ہے کریم ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: بے شک وہ لوح محفوظ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی میں ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔ (4)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ سے مراد ام الکتاب ہے۔

ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ لوح الذکر ایک لوح ہے جس میں ذکر (قرآن مجید) ہے اور لوح نور کی ہے اور (اس کی طوالت) تین سو سال کی مسافت کی ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ایسی لوح میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وہ (قرآن) ایسی لوح میں ہے جو محفوظ ہے یعنی مومنین کے سینوں میں ہے۔

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 564 (3916)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 169 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 171

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قرآن ایک لوح میں لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہی ام الکتاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں سند جید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پیدا فرمایا اور (اس کی لمبائی) ایک سو سال کی مسافت کی مثل تھی۔ پھر اس نے قلم کو مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تو میری مخلوق کے بارے میں میرا علم لکھ دے۔ پس اس نے قیامت تک ہونے والا سب کچھ لکھ دیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں، بیہقی نے الشعب میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حلال تسلی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی لوح سبز زبرجد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عرش کے نیچے رکھا ہے۔ اور اس میں لکھا ہے۔ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا (طٰہٰ:14) بلاشبہ میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ میں نے تین سودس سے کچھ زائد (قسموں کی) مخلوق پیدا فرمائی ان میں سے جس مخلوق نے بھی یہ شہادت دی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وہ جنت میں داخل ہوگی۔(1)

امام عبد بن حمید نے مسند میں اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رحمٰن تبارک وتعالیٰ کے سامنے ایک لوح ہے جس میں تین سو پندرہ شریعتیں ہیں۔ وہ رحمٰن فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی میرے پاس آئے گا وہ میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا اور تم میں سے کوئی ایک اس میں سے ہوگی تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک انتہائی خوبصورت لوح ہے۔ اس کا ایک جانب یاقوت کی ہے اور دوسری سبز زبرجد کی ہے، اس کا قلم نور کا ہے، اس میں وہ پیدا کرتا ہے، اس میں وہ رزق دیتا ہے، اس میں وہ زندہ کرتا ہے، اس میں وہ مارتا ہے، اس میں عزت اور غلبہ دیتا ہے اور اس میں وہ جو چاہتا ہے ہر دن اور رات میں کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک سفید موتی سے لوح پیدا کی ہے۔ اس کی دونوں طرفیں سبز زبرجد کی ہیں۔ اس کی کتابت نور سے ہے۔ وہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اس کی طرف دیکھتا ہے، زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، پیدا کرتا ہے، عزت دیتا ہے، ذلت دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الدعاء والمسئلۃ، جلد 6، صفحہ 365 (8547)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 554 (1309)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اٰیاتہا ۱۷ سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَکِّیَّۃٌ ۸۶ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾

''قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔ اور آپ کو کیا معلوم یہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ ایک تارا نہایت تاباں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ نہ ہو۔ سو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسے پیدا کیا گیا ہے اچھلتے پانی سے۔ جو (مرد و زن کی) پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ بے شک وہ اس کو پھر واپس لانے پر قادر ہے۔ یاد کرو اس دن کو جب سب راز فاش کر دیئے جائیں گے۔ پس نہ خود اس میں زور ہوگا اور نہ کوئی (دوسرا) مددگار ہوگا''۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے خالد العدوانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثقیف کے بازار میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قوس یا عصا مبارک پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور آپ ان کے پاس مدد نصرت کی خواہش کرنے لگے۔ پس اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ پوری سورت پڑھتے ہوئے سنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں یہ سورۂ یاد کر لی۔ پھر زمانہ اسلام میں یہ سورت پڑھی۔ (2)

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء کی قرأت کی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنہ برپا کرتا ہے؟ کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ تو وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (الشمس: 1) اور ان جیسی سورتیں پڑھے۔ (3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 197 (4126)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی المغرب، جلد 1-2، صفحہ 168، دار الریان القاہرہ

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کے بارے کہا کہ تیرے رب نے رات کونمودار ہونے کی قسم کھائی ہے۔ اور ہر وہ شے جو رات کے وقت تیرے پاس آئے، نمودار ہو وہی طارق ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ تو انہوں نے کہا: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ۔ پھر میں نے کہا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ (التکویر) تو انہوں نے کہا: الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ (التکویر) پھر میں نے کہا۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) تو انہوں نے کہا اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النساء: 24) پھر میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس سے زیادہ نہیں جانتا مگر وہی جو تو سن رہا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کے تحت فرمایا ہر وہ شے جو رات کے وقت نمودار ہوتی ہے۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا: ہر نفس پر محافظ فرشتے ہیں۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد روشن ستارہ ہے۔ اور اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا کوئی نفس نہیں ہے مگر اس پر محافظ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کا مفہوم ہے کہ الطَّارِقِ سے مراد ستارہ ہے جو دن کو چھپ جاتا ہے اور رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ اور اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کے تحت فرمایا: کہ ہر نفس کی اس کے عمل، اس کی مدت عمر اور اس کے رزق نے حفاظت کی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ فرمایا: طارق سے مراد رات کے وقت ستارے کا ظاہر ہونا ہے۔ وہ کہتے ہیں: يَطْرُقُكَ بِاللَّيْلِ (یعنی وہ جو رات کے وقت تیرے پاس آئے) النَّجْمُ الثَّاقِبُ فرمایا: مراد چمکنے والا روشن ستارہ ہے۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا: کوئی نفس نہیں ہے مگر اس پر نگران اور محافظ ہے۔ فرمایا: وہ کراماً کاتبین ہیں جو تیرے عمل، تیرے رزق اور تیری موت کے وقت کی حفاظت کرتے ہیں اور ابن آدم! جب تجھے موت آتی ہے تو تیری روح کو تیرے رب کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ ہے جو شعلے مارتا ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد ثریا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ان میں سے ہے جو چوری چھپے گفتگو سننے والے (شیاطین) کو جلا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لَّمَّا میں لام کو مشدد اور منصوب پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ کے ضمن میں یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 74-172، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 416 (3569)، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 173

بیان کیا ہے کہ الْاِنْسَانُ سے مراد ابوالاشدین ہے وہ چمڑے پر کھڑے ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا: اے گروہ قریش! جو مجھے اس سے ہٹا دے گا اس کے لیے اتنا اتنا (انعام) ہوگا اور وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ جہنم پر مقرر فرشتوں کی تعداد انیس ہے۔ پس میں اکیلا تم دس کو کافی ہوں اور تم نو مجھے کافی ہوتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ خارج ہوتا ہے آدمی کی پیٹھ سے اور عورت کے سینہ کی ہڈیوں سے اور ہر بچہ انہی دو سے ہوتا ہے۔

عبد بن حمید نے ابن ابزی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الصُّلْبِ سے مراد مرد کی پیٹھ اور التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کا سینہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ پانی گردن اور سینے کے درمیان سے خارج ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: التَّرَآىِٕبِ ہنسلی سے نیچے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کا سینہ ہے اور یہی ہار پہننے کی جگہ ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد ربانی يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کے ہار پہننے کی جگہ ہے (یعنی سینے کی وہ جگہ جہاں تک عورت ہار پہنا کرتی ہے)۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

وَالزَّعْفَرَانُ عَلٰى تَرَائِبِهَا شَرَقًا بِهِ اللَّبَّاتُ وَالنَّحْرُ

"اور زعفران اس کے سینہ پر ہے۔ اس کے سبب لبہ اور نحر (سینے کا اوپر والا حصہ) دونوں کو شرف حاصل ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے ان سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ پانی نکلتا ہے آدمی کی پیٹھ سے اور عورت کے سینے کی ہڈیوں سے۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

نِظَامُ ( ) اللُّؤْلُؤِ عَلٰى تَرَائِبِهَا شَرَقًا بِهِ اللَّبَّاتُ وَالنَّحْرُ

"موتیوں کا ہار اس کے سینے پر ہے۔ اس کے سبب لبہ اور نحر دونوں کو شرف حاصل ہے"۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد سینہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت عطیہ اور حضرت ابوعیاض رحمہم اللہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور اس صحیح قرار دیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد ہر جانب سے نیچے والی پسلیوں میں سے چار پسلیاں ہیں۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 174 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 565 (3918)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہڈیاں اور پٹھے آدمی کے پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور گوشت اور خون عورت کے پانی سے پیدا ہوتے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح تفسیر بیان کی ہے کہ يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ کے بارے فرمایا: وہ پانی آدمی کی پیٹھ اور اس کے سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے خارج ہوتا ہے۔ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرنے اور لوٹانے پر قادر ہے۔ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ فرمایا: بے شک یہ اسرار اور راز آزمائش اور امتحان ہیں۔ پس تم چھپ کر اور سرا بھی نیکی کرو اور اعلانیہ بھی نیکی اور خیر کا عمل بجالاؤ۔ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ پس نہ خود اس میں ایسی قوۃ ہوگی جس کے سبب وہ بچ سکتا ہو۔ وَّلَا نَاصِرٍ اور نہ ہی کوئی مددگار ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خلاف اس کی مدد کرے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ بوڑھے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بنادے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نطفہ کو احلیل میں واپس لوٹانے پر قادر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ اسے (نطفہ) کو صلب میں واپس لوٹادے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ اسے (انسان کو) نطفہ کی صورت میں اپنے باپ کی صلب میں واپس لوٹادے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرنے پر قادر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ السَّرَآئِرُ سے مراد وہ اعمال ہیں جو لوگوں سے مخفی ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک وادی میں ہیں۔ تم ان کا ان کی دوا کے ساتھ علاج کرو۔ عرض کی گئی: ان کی دوا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: دوا یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور ان کا اعادہ نہ کرے۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ السَّرَآئِرُ سے مراد روزہ، نماز اور غسل جنابت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو چار چیزوں کا ضامن بنایا ہے: نماز، زکوٰۃ، رمضان المبارک کے روزے اور غسل جنابت۔

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 417، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 177، داراحیاء التراث العربی بیروت

یہی وہ اسرار ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (1)

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَكِیْدُ كَیْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ﴿۱۷﴾

"قسم ہے آسمان کی جس سے بارش برستی ہے۔ اور زمین کی جو (بارش سے) پھٹ جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ قرآن قول فیصل ہے۔ اور یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔ یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ اور میں بھی تدبیر فرما رہا ہوں۔ پس آپ کفار کو (تھوڑی سی) مہلت اور دے دیں، کچھ وقت انہیں کچھ نہ کہیں"۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کی تفسیر میں فرمایا: قسم ہے آسمان کی جو بارش کے بعد بارش (مسلسل بارش) برسانے والا ہے اور وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ کے تحت فرمایا: اس میں مراد نباتات سے زمین کا پھٹنا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حضرت عکرمہ، حضرت ابو مالک، حضرت ابن ابزی اور حضرت ربیع بن انس رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بادل بارش برساتا ہے پھر بارش کے ساتھ لوٹ کر آتا ہے۔ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ فرمایا وادیوں کے سوا تنگ مقامات اور کھو کھلے کنارے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کا معنی یہ ہے قسم ہے آسمان کی جو ہر سال بارش کے ساتھ لوٹتا ہے۔ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اور زمین کی جو ہر سال نباتات کے ساتھ پھٹتی ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ سے مراد وادیوں کا پھٹنا ہے۔

امام ابن منده اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ کا مفہوم ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے اموال ونباتات کے ساتھ پھٹ جاتی ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کہ قسم ہے آسمان کی جو ہر سال بندوں کی طرف ان کے رزق کے ساتھ رجوع کرتا ہے (یعنی بارش برساتا ہے جو ان کے رزق کا سبب بنتی ہے) اگر

1۔ بحوالہ کنز العمال، جلد 2، صفحہ 13 (2942)، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 416 (3571)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7197)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایسا نہ ہوتو لوگ بھی ہلاک ہو جائیں اور ان کے مویشی بھی مر جائیں۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ فرمایا: اور زمین کی جو کہ نباتات اور پھلوں کے ساتھ پھٹ جاتی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ بے شک یہ قرآن قول فیصل ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ فرمایا: اور یہ کوئی کھیل تماشا نہیں۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا فرمایا: اس میں رُوَيْدًا کا معنی قلیل ہے (یعنی آپ کفار کو تھوڑی سی مہلت اور دے دیں، کچھ وقت انہیں کچھ نہ کہیں)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے ارشاد ربانی وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے قرآن محض باطل اور کھیل نہیں ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے قیس بن رفاعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَمَا اَدْرِیْ وَسَوْفَ اُخَالُ اُدْرِیْ     اَهَزْلٌ ذَاكُمْ اَمْ قَوْلُ جِدِّ

''اور میں نہیں جانتا اور میں فراست سے جان لوں گا کہ کیا یہ تمہارا کھیل اور مزاق ہے یا عمدہ اور اچھا قول ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ کا مفہوم یہی بیان کیا ہے کہ قرآن کوئی کھیل نہیں ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ آپ کے بعد آپ کی امت میں اختلاف پڑ جائے گا۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: کتاب اللہ کے ساتھ ہر جابر کو توڑا جا سکتا ہے۔ پس جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ قرآن قول فیصل ہے، یہ تمسخر اور مذاق نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ کے تحت کہا: بلاشبہ یہ قول حق ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ اور یہ باطل نہیں ہے۔ اور اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا کے تحت فرمایا: آپ انہیں قریب کی مہلت دے دیجئے (یعنی تھوڑی سی مہلت دے دیجئے)۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ان کفار کو مہلت دیجئے۔ یہاں تک کہ میں جنگ کا حکم دے دوں۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی، ترمذی، محمد بن نصر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت حارث الاعور رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو لوگ احادیث کے بارے میں عیب اور نقائص بیان کرنے لگے۔ تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں اس کے بارے اطلاع دی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 203 (35348)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 83-182، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب فتنہ برپا ہوگا۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے بارے بھی اور تمہارے لیے بھی حکم ہے، یہ قول فیصل ہے تمسخر و مذاق نہیں ہے۔ پس جب جبر و قہر کرنے والے نے اسے چھوڑا، اللہ تعالیٰ اسے توڑ دے گا اور جو اس کے سوا کسی اور سے ہدایت چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کردے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ یہی ذکر حکیم ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ یہ وہ ہے جس کے سبب خواہشات (صراط مستقیم) ٹیڑھی نہیں ہوں گی۔ علماء اس سے سیر نہیں ہوں گے اور نہ زبانیں اس سے ملتبس ہوں گی اور نہ بار بار پڑھنے سے یہ اکتاہٹ کا سبب ہوگا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے۔ یہ وہی ہے جسے جونہی جنات نے سنا تو وہ رک گئے یہاں تک کہ انہوں نے کہہ دیا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ (الجن) جس نے اس کے ساتھ گفتگو کی اس نے سچ کہا۔ جس نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا اس نے عدل کیا۔ جس نے اس کے مطابق عمل کیا اس نے اجر پایا۔ اور جس نے اس کی طرف دعوت دی اس نے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔

امام محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں انتہائی عظیم اور شدید قرار دیا۔ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ان سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ اس میں نکلنے کی راہ ہے۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کا ذکر بھی ہے اور تم سے بعد والوں کی خبر بھی اور اس میں تمہارے بارے میں فیصلے بھی ہیں۔ پس جس جبر و ظلم کرنے والے نے اسے چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا، اور جو اس کے سوا کسی اور سے ہدایت کا خواہش مند ہوگا اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کردیگا۔ وہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، وہی ذکر حکیم ہے اور وہی صراط مستقیم ہے۔ اور وہی ہے جسے جنات نے جب سنا تو رکے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ کہہ دیا: اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ (الجن) اور یہی وہ ہے جس کے ساتھ زبانیں تھکتی نہیں اور نہ ہی بار بار کثرت سے پڑھنا باعث اکتاہٹ ہوتا ہے۔ (1)

1۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 84 (160)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آیاتھا ۱۹ سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی مَکِّیَّۃٌ ۸۷ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۪ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۪ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا یَخْفٰى ؕ﴿۷﴾ وَ نُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ۚۖ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ؕ﴿۹﴾ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ۙ﴿۱۰﴾ وَ یَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰى ؕ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ؕ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۪ۖ﴿۱۶﴾ وَ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۙ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى ﴿۱۹﴾

"(اے حبیب!) آپ پاکی بیان کریں اپنے رب کے نام کی جو سب سے برتر ہے۔ جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا پھر (ظاہری اور باطنی قوتیں دے کر) درست کیا۔ اور جس نے (ہر چیز کا) اندازہ مقرر کیا۔ پھر اسے راہ دکھائی۔ اور جس نے زمین سے چارا نکالا۔ پھر اسے بنا دیا کوڑا اسیاہی مائل۔ ہم خود آپ کو پڑھائیں گے پس آپ (اسے) نہ بھولیں گے۔ بجز اس کے جو اللہ چاہے۔ بے شک وہ جانتا ہے ظاہر کو اور جو چھپی ہوتی ہے۔ اور ہم سہل بنادیں گے آپ کے لیے اس آسان (شریعت) پر عمل۔ پس آپ نصیحت کرتے رہیے اگر نصیحت فائدہ مند ہو۔ سمجھ جائے گا جس کے دل میں (خدا کا) خوف ہوگا۔ اور دور رہے گا اس سے بدبخت۔ جو (بالآخر) بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ پھر نہ وہ وہاں مرے گا اور نہ جیے گا۔ بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ البتہ تم لوگ دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر ہے اس سے اور باقی رہنے والی ہے۔ یقیناً یہ (سب کچھ) اگلے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں"۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ سَبِّحِ

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سب سے اول ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ یہ دونوں ہمیں قرآن کریم پڑھانے لگے۔ پھر حضرت عمار، حضرت بلال اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ پھر بیسویں نمبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور پھر ان کے بعد حضور نبی کریم ﷺ قدم رنجہ فرما ہوئے۔ اور میں نے اہل مدینہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس سے بڑھ کر کسی شے سے خوشی کا اظہار کیا ہو، یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو بھی دیکھا وہ کہہ رہے تھے: یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں: ''هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَدْ جَاءَ'' اور آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور اس جیسی کچھ سورتیں پڑھ چکا تھا۔ (2)

امام احمد، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پسند فرماتے تھے۔ (3)

ابو عبید نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں افضل المسبحات بھول گیا ہوں۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: شاید وہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ عیدین اور یوم جمعہ کو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ: 1) پڑھا کرتے تھے۔ اور اگر عید جمعہ کے دن آجاتی تو پھر دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو عتبہ خولانی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ: 1) پڑھتے تھے۔ (5)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عید کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ: 1) پڑھتے تھے۔ (6)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 303 (4840)، دار الفکر بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 96، دار صادر بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما یقرأ فی صلوٰۃ الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 471 (5452)
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 472 (5455)
6۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القراءۃ فی صلوٰۃ العیدین، جلد 2، صفحہ 122 (1283)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابن ماجہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ عیدین میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ: 1) کی قرأت فرماتے تھے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ: 1) پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی ہے؟ تو ایک آدمی نے عرض کی: میں نے (پڑھی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جان لیا ہے کہ تم میں سے کسی نے اس کے ذریعے مجھے فکروسوچ میں مبتلا کر دیا ہے۔(3)

ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون: 1) کی قرأت کرتے تھے۔(4)

امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ سَبِّحِ اور دوسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون: 1) اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص: 1) اور معوذتین پڑھتے تھے۔(5)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی معظم ﷺ نماز وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون: 1) اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص: 1) پڑھا کرتے تھے۔

امام محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ تو وہاں سے انصار کا ایک غلام گزرا۔ وہ اونٹ تلاش کر رہا تھا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز طویل کر دی۔ جب اس غلام نے یہ دیکھا تو نماز چھوڑ دی اور اپنے اونٹ کی تلاش میں چلا گیا۔ پھر اس نے یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو آزمائش میں ڈالتا ہے؟ کیا تم میں سے کوئی مغرب کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا (شمس: 1) جیسی سورتیں نہیں پڑھے گا؟(6)

---

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القراءۃ فی صلوٰۃ العیدین، جلد 2، صفحہ 122 (1283)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 312 (3569)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 313 (3582)

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 282 (3016)، دارالکتب العلمیہ بیروت — 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 566 (3921)

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما یقرأ بہ فی المغرب، جلد 1، صفحہ 315 (3606)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور ان پر نماز طویل کردی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نماز میں) وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا (شمس: 1) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (لیل: 1) اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق: 1) پڑھا کرو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے سجد میں کیا کہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى نازل فرمائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: کہ ہم اپنے سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرمی بن عامر کا وفد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تو قرآن مجید میں سے کوئی شے پڑھتا ہے؟ تو اس نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۞ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى وَالَّذِيْ اَمَتَنَ عَلَى الْحُبْلٰى، فَاَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعٰى بَيْنَ شَغَافٍ وَحَشَا" پڑھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس میں قطعاً اضافہ اور زیادتی نہ کر۔ کیونکہ یہ بذات خود شافی اور کافی ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۞ (الواقعہ: 74) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تم اسے اپنے رکوع میں رکھ لو (یعنی اپنے رکوع میں یہ پڑھا کرو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ) اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى نازل ہوئی، تو فرمایا: اسے اپنے سجود میں رکھ لو (یعنی اپنے سجود میں کہا کرو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔(2)

امام احمد، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تو کہتے۔ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى "(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تو فرماتے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھے تو یہ کہا کر: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى "

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی اور کہا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى حالانکہ وہ نماز میں تھے۔ تو آپ نے عرض کی گئی کیا آپ قرآن میں اضافہ کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ بے شک ہمیں اس کا حکم دیا گیا

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القراءۃ فی صلوٰۃ العشاء، جلد 1، صفحہ 453 (836)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب التسبیح فی الرکوع، جلد 1، صفحہ 479 (887)

3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 232، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 418 (3578)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے۔ لہٰذا میں نے یہ کہا ہے۔ (1)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نماز جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی۔ تو کہا۔ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے سنا تو انہوں نے کہا ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' اور فرمایا: اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی اور کہا۔ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' جب کہ وہ نماز کی حالت میں تھے۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اسی طرح پڑھتے تھے اور کہتے تھے: جو کوئی اسے پڑھے تو اسے چاہیے کہ یہ کہے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ذکر کیا گیا ہے جب حضور نبی کریم ﷺ یہ پڑھتے تھے تو کہتے ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى''

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تھے تو کہتے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' (5)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى کے تحت فرمایا: اس نے انسان کو شقاوت اور سعادت کی راہ دکھائی اور چوپاؤں کو ان کی چراگاہوں کی راہ دکھائی۔ (6)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى میں الْمَرْعٰى سے مراد نباتات اور چارہ ہے یعنی وہ جس نے زمین سے چارہ نکالا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً کا معنی ہے۔ پھر اس ٹوٹی ہوئی خشک گھاس بنا دیا۔ اَحْوٰى جس کی رنگت متغیر اور بدلی ہوئی ہو۔ (7)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى کے تحت فرمایا کہ غُثَآءً سے مارد پرانی بوسیدہ شے ہے۔ اَحْوٰى فرمایا: زرد، سبز اور سفید رنگ ہوتا ہے پھر وہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کان اذا قرأ، جلد 2، صفحہ 247 (8641)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (8640)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب القراءۃ، جلد 2، صفحہ 248 (8642)
5۔ ایضاً (8647)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 185
7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 186

خشک ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ سبزی کے بعد خشک ہو جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی کا مفہوم ہے پھر اسے سیلاب کے بہائے ہوئے (کوڑے) کی طرح بنا دیا۔ سیاہی مائل یعنی اَحْوٰی سے مراد سیاہ رنگ ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى کے تحت فرمایا: کہ آپ ﷺ بھول جانے کے ڈر سے دل میں قرآن کریم یاد کرتے تھے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے تو ابھی تک حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی سے فارغ نہ ہوتے کہ آپ وحی کے بوجھ سے دب جاتے اور آپ ﷺ اس خوف سے اسے شروع سے پڑھنے لگتے کہ وہ آپ کے دل کو ڈھانپ لے گی اور آپ کو بھول جائے گی۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ سے کہا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بھولنے کے خوف سے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ قرآن کریم کی کئی آیات بھولے جو حلال و حرام سے متعلق نہیں۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ سے کہا: کہ آپ سے قبل کسی نبی پر کچھ نازل نہیں ہوا مگر یہ کہ وہ اسے بھول گیا اور کچھ اٹھا لیا گیا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (تورات کے) تیرہ اجزا نازل ہوئے۔ جب اس نے تختیاں (الواح) پھینکی تو وہ ٹوٹ گئیں وہ زمرد کی تھیں۔ پس ان میں سے چار اجزاء ختم ہو گئے اور نو باقی رہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم اس خوف سے قرآن کریم یاد کرتے تھے کہ وہ آپ کو بھول جائے گا۔ تو آپ کو کہا گیا اس بارے میں ہم آپ کے لیے کافی ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعنی ہم خود آپ کو پڑھائیں گے۔ پس آپ اسے نہ بھولیں گے بجز اس کے جو میں نے چاہا۔ پس وہ میں آپ کو بھلا دوں گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی شے نہیں بھولیں گے بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا يَخْفٰى فرمایا: اس میں وَ مَا يَخْفٰى سے مراد وسوسہ ہے۔ یعنی بے شک وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور وسوسہ کو بھی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا يَخْفٰى کے تحت

---

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 30 صفحہ 418 (3576)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 567 (3924)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 418 (3577)

یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جو آپ دل میں چھپائے ہوئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى کا مفہوم ہے ہم آپ کے لیے خیر اور نیکی کو آسان بنا دیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! جو بندہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرا اس نے اس کا ذکر کیا اور جو بندہ اس ذکر سے بے رغبتی کے سبب اور ذکر اور اہل ذکر سے بغض رکھنے کے سبب دور ہٹتا ہے وہ اشقیاء (بد بخت لوگوں) میں سے ایک شقی ہے۔(1)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد ربانی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کے تحت فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دی اور انداد (شرکاء یعنی وہ جنہیں الوہیت میں اللہ تعالیٰ کا شریک جانا جائے) کو چھوڑ دیا اور یہ شہادت دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى فرمایا: مراد پانچ نمازیں ہیں، ان پر دوام اختیار کرنا ہے اور انہیں اپنے اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام کرنا ہے (یعنی اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور پانچ وقت کی نمازیں پابندی کے ساتھ ہمیشہ ادا کیں)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى فرمایا: بے شک اس نے فلاح پائی جس نے شرک سے اپنے آپ کو پاک کیا۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اقرار کرتا رہا۔ فَصَلّٰى اور پانچ نمازیں پڑھتا رہا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى بے شک وہ فلاں پا گیا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا (وہ فلاح پا گیا)۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جو ایمان لے آیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے کثرت سے استغفار کیا۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بے شک وہ عمل صالح کے سبب فلاح پا گیا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 189، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 91-190 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 190
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 419 (3579)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 288، دار الفکر بیروت

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عید کی نماز ادا کرنے سے قبل صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیتے تھے اور یہ آیت تلاوت کرتے تھے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور ایک روایت کے الفاظ میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ سے صدقہ الفطر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى اور فرمایا یہی صدقۃ الفطر ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى پھر آپ عیدالفطر کے دن عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے صدقہ فطر تقسیم کرتے تھے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے صدقہ ادا کیا۔ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى فرمایا: اور عید کی طرف نکلا اور نماز ادا کی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں مراد صدقہ الفطر ہے۔ یعنی بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے صدقۃ الفطر ادا کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (عیدگاہ کی طرف) جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرتے تھے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ یہ مذکورہ آیت عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کرنے کے بارے میں نازل کی گئی۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے عیدگاہ میں گندم ڈالنا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی یعنی تو صدقہ فطر ادا کرے اور پھر تو نماز پڑھے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوخلدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں ابوالعالیہ کے پاس داخل ہوا۔ تو انہوں نے مجھے کہا جب تو صبح عیدگاہ کی طرف جائے تو میرے پاس سے گزرنا۔ ابوخلدہ نے کہا: میں ان کے پاس سے گزرا۔ تو انہوں نے کہا: کیا تم نے کوئی شے کھائی ہے۔ میں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر انہوں نے کہا: مجھے بتاؤ تم نے اپنے صدقہ فطر کا کیا کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہ بھیج دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اسی لیے تمہیں طلب کیا۔ پھر

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 419 (3579)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، ابواب زکوۃ الفطر، جلد 4، صفحہ 159 (مفہوم)، دارالفکر بیروت

3۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 288 (1148)، دارالفکر بیروت 4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 159

انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور فرمایا: بے شک اہل مدینہ تو کسی بھی صدقہ کو صدقہ فطر اور پانی پلانے سے افضل نہیں دیکھتے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے صدقہ فطر ادا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے صدقہ فطر ادا کیا پھر (عیدگاہ کی طرف) نکلا اور صدقہ ادا کرنے کے بعد نماز پڑھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عید الفطر کے دن اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ پہلے ادا کرے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کا اس ارشاد ربانی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کے بارے کیا خیال ہے کیا یہ صدقہ فطر کے لیے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کے بارے نہیں سنا۔ بلکہ یہ ہر قسم کی زکوٰۃ کے لیے ہے۔ پھر میں نے اس کے بارے آپ کی طرف رجوع کیا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: یہ تمام صدقات کے لیے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے خالق کو اپنے مال سے راضی کیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے مال کو پاک کیا اور اپنے اخلاق کو پاک کیا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر رحم فرمایا جس نے صدقہ کیا اور پھر نماز پڑھی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى الآیہ۔ اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں جو اپنی نماز ادا کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کی استطاعت رکھے۔ تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور پھر مذکورہ آیت ذکر کی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کسی قسم کا صدقہ کرے تو وہ دو رکعتیں پڑھے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى الآیہ۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکاۃ، جلد 2، صفحہ 352 (9825)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 190 (مفہوم)

مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے ارادہ سے نکلے تو اس پر کوئی شے صدقہ کرنا واجب نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔(1)

ابن ابی شیبہ نے ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے تھوڑا سا مال دیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عرفجہ ثقفی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا تو انہوں نے قرأت چھوڑ دی اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے۔ پس ساری قوم خاموش ہوگئی۔ تو پھر فرمایا: ہم نے دنیا کو ترجیح دی ہے کیونکہ ہم نے اس کی نیت، اس کی عورتوں اور اس کے طعام و شراب کو دیکھا ہے اور آخرت ہم سے پوشیدہ اور مخفی ہے۔ لہٰذا ہم نے اس عاجل (یعنی دنیا) کو اختیار کر لیا ہے۔ اور آجل (یعنی آخرت) کو چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا: الفاظ اس طرح ہیں: بَلْ يُؤْثِرُوْنَ یعنی یہ لفظ یاء کے ساتھ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بلکہ لوگوں نے اس جلدی ملنے والی (دنیا) کو اختیار کر لیا ہے۔ بجز ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ وَ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ حالانکہ آخرت بھلائی میں وَّ اَبْقٰى اور باقی رہنے میں (اس سے کہیں بہتر ہے)(4)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مراد یہ امت ہے بے شک تم دنیوی زندگی کو ترجیح دو گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے روکتا ہے جب تک وہ اپنے دنیوی معاملات کو اپنے دین پر ترجیح نہ دیں اور جب وہ اپنی دنیا کے معاملات کو ترجیح دینے لگیں اور پھر کہیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تو اُسے ان پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے جھوٹ بولا ہے۔(5)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بھی لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ کی شہادت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا جب تک کہ وہ اس کے ساتھ کسی غیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکاۃ، جلد 2، صفحہ 352 (9819)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 192 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 92-191

5۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 337 (10497)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو شریک نہ کرے۔ آپ ﷺ نے یہ ارشاد تین بار فرمایا۔ دور سے آنے والے لوگوں میں سے کسی نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! ﷺ کون سی شے کوئی اس کے ساتھ شریک کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور دنیا کو اس کا ترجیح دینا۔ دنیا کے لیے جمع ہونا، دنیا کے ساتھ راضی اور خوش ہونا اور ظلم اور جبر کرنے والوں کا عمل کرنا۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی، اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا۔ پس تم باقی رہنے والی کو فناہ ہونے والی پر ترجیح دو۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کے لیے کوئی مال نہیں اور اسے وہی جمع کرتا ہے جس کی عقل نہ ہو۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان تک خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جل ثناء نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں فرمائی جو اس کے نزدیک دنیا سے زیادہ مبغوض ہو اور بے شک جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔(5)

امام بزار، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: **اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۙ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى** تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سب حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف میں ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ سورت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف سے لکھی گئی ہے۔ اور حضرت سعید کے الفاظ ہیں: یہ سورت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحف میں ہے اور ابن مردویہ کے الفاظ ہیں کہ یہ سورت اور یہ ارشاد **وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾** (النجم: 37) تا آخر سورت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ سورت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف میں اسی طرح ہے جیسے حضور نبی رحمت ﷺ پر نازل ہوئی۔

---

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 338 (10499)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 412، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 71

4۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 338 (10500)

5۔ ایضاً (10501)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى کی تفسیر میں وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس سورت کا قصہ پہلے صحف میں ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتب میں تسلسل کے ساتھ یہ موجود ہے جیسا کہ تم سنتے ہو کہ بے شک آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ سابقہ صحف میں یہ موجود ہے: بے شک آخرت دنیا سے بہتر ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک یہ آیات پہلے صحف میں ہیں۔(4)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے بے شک یہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سو چار کتابیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل فرمائے۔ حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحائف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے دس صحائف نازل فرمائے۔ اور (علاوہ ازیں) اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید کتب نازل فرمائیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحف کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تمام میں اس طرح ہے کہ اے جابر، غالب، آزمائش میں مبتلا کرنے والے اور مغرور بادشاہ! میں نے تجھے نہیں بھیجا کہ تو دنیا کو ایک دوسرے پر جمع کرتا رہے۔ بلکہ تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تو مظلوم کی دعا کو مجھ سے واپس لوٹائے۔ کیونکہ میں اسے رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر کی طرف سے ہو۔ اور عاقل پر لازم ہے جب تک اس کی عقل مغلوب نہ ہو۔ اس کے لیے تین ساعتیں ہوں (یعنی اس کا وقت تین حصوں میں منقسم ہو)۔ ایک ساعت میں وہ اپنے رب کی مناجات کرتا ہو۔ اور ایک ساعت میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہو اور جو کچھ اس نے عمل کیا اس میں غور و فکر کرتا ہو۔ اور ایک ساعت اس کی حلال حاجات کے لیے خالی ہو۔ کیونکہ یہ ساعت ان پہلی ساعتوں کے لیے معاون ہو گی، دلوں کو اطمینان پہنچائے گی اور ان کو (غفلت سے) خالی اور فارغ رکھے گی۔ اور صاحب عقل پر لازم ہے کہ وہ آنے والے وقت میں پیش آنے والے کاموں پر نظر رکھے اور اپنی زبان کی حفاظت رکھے۔ کیونکہ جو اپنے عمل سے اپنی کلام کا محاسبہ کرتا ہے۔ اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے بجز ایسے امور کا جو بامقصد اور نفع بخش ہوتے ہیں۔ اور صاحب عقل پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ تین چیزوں کی تلاش کرے۔ ذریعہ معاش، توشہ آخرت اور غیر محرم میں تلذذ۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم صحف موسیٰ علیہ السلام کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 192، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 193
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 192

ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ تمام کے تمام عبرت ہیں۔ مجھے اس پر تعجب ہے جو دنیا کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو الٹتی رہتی ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ مطمئن رہتا ہے اور اس کے لیے جو تقدیر کا یقین رکھتا ہے پھر تھکتا رہتا ہے اور اس کے لیے تعجب ہے جو حساب کا یقین رکھتا ہے پھر وہ عمل نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس میں سے آپ پر بھی کوئی شے نازل ہوئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحف میں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! ہاں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى ﴿۱۹﴾۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے معجم میں حضرت عبد الرحمن بن ابی شبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کئی چیزوں کے بارے میں آپ سے کچھ دریافت کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کتنی رکعتیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین رکعتیں۔ ان میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1)۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون:1) اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص:1) پڑھی جاتی ہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون:1) کی قرأت فرمائی۔(1)

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 298 (2705)، دار الفکر بیروت

آیاتھا ۲۶ ﴿ سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۸۸ ﴾ رکوعھا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الغاشیہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ ۫ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶

”کیا پہنچی آپ کو چھا جانے والی آفت کی خبر۔ کتنے ہی چہرے اس دن ذلیل وخوار ہوں گے۔ مشقت میں مبتلا، تھکے ماندے۔ داخل ہوں گے دہکتی ہوئی آگ میں۔ انہیں پلایا جائیگا کھولتے ہوئے چشمہ سے۔ انہیں کوئی کھانا نہ ملے گا بجز خاردار جھاڑ کے۔ جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا۔ کتنے ہی چہرے اس دن بارونق ہوں گے۔ اپنی کاوشوں پر خوش ہوں گے۔ عالی شان جنت میں۔ نہ سنیں گے وہاں کوئی لغو بات۔ اس میں چشمہ جاری ہوگا۔ اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہوں گے۔ اور ساغر (قرینے سے) رکھے ہوں گے۔ اور گاؤ تکیے قطار

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

در قطار لگے ہوں گے۔ اور قیمتی قالین بچھے ہوں گے۔ کیا یہ لوگ (غور سے) اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے (عجیب طرح) پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ انہیں کیسے نصب کیا گیا ہے۔ اور زمین کی طرف کہ اسے کیسے بچھایا گیا ہے۔ پس آپ انہیں سمجھاتے رہا کریں۔ آپ کا کام تو سمجھانا ہی ہے۔ آپ ان کو جبر سے منوانے والے تو نہیں ہیں۔ مگر جس نے روگردانی کی اور کفر کیا۔ تو اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ بے شک انہیں (آخر) ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر یقیناً ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے''۔

امام مالک، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ کے ساتھ اور کون سی سورت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْغَاشِيَةِ سے مراد قیامت ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے: هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ کیا آپ کو قیامت کی خبر پہنچی ہے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۙ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (کتنے ہی چہرے اس دن ذلیل وخوار ہوں گے) مشقت میں مبتلا ہوں گے اور آگ میں پڑے ہوں گے۔ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ فرمایا: یہ وہ چشمہ ہے جس کا ابلنا اور کھولنا سخت اور شدید ہوگا (یعنی اس چشمے سے انہیں پلایا جائے گا)۔ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ فرمایا: ضَرِيْعٍ سے مراد شبرق ہے یعنی کانٹے دار بوٹی جو جب سبز رہے اونٹ کھاتے ہیں اور خشک ہونے کے بعد وہ بھی کھانا چھوڑ دیتے ہیں)(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ کیا آپ کو قیامت کی خبر پہنچی ہے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ فرمایا: کتنے ہی چہرے اس دن آگ میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ فرمایا: انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تکبر اور رعونت اختیار کی۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں مشقت میں مبتلا کرے گا اور انہیں آگ میں ڈال دے گا۔ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ فرمایا: یہ اتنا گرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت سے پکا رکھا ہے جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ فرمایا: ضَرِيْعٍ سے مراد شبرق ہے جو انتہائی تکلیف دہ کھانا ہے اور انتہائی بدمزہ اور پلید ہوگا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ کا مفہوم ہے یعنی آخرت میں کتنے چہرے (ذلیل وخوار ہوں گے)۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القراءۃ فی صلوٰۃ الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 34 (1119)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 194، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 96-95-194 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ کے تحت فرمایا کہ یہود و نصاریٰ ڈریں گے اور ان کی مشقت انہیں نفع نہیں دے گی۔ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ فرمایا: پلایا جائے گا ایسے چشمہ سے جو شدت سے کھول رہا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے ابو عمران الجونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک راہب کے پاس سے گزرے اور ٹھہر گئے اور راہب کو بلایا گیا۔ پھر اسے بتایا گیا: یہ امیر المومنین ہیں۔ پس وہ ظاہر ہوا تو وہ ایک انتہائی تکلیف اور مشقت میں مبتلا انسان تھا اور اس نے دنیا کو چھوڑ رکھا تھا۔ تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو آپ رونے لگے اور آپ کو بتایا گیا یہ تو نصرانی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں لیکن مجھے اس پر رحم آ گیا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد آیا: عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً پس مجھے اس کی تھکاوٹ اور مشقت پر ترس آیا ہے حالانکہ یہ آتش جہنم میں ہوگا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وہ دنیا میں گناہوں کے سبب تھکنے والے ہیں انہیں قیامت کے دن جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ فرمایا: ضَرِيْعٍ سے مراد خار دار جھاڑ (شبرق) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً کا معنی ہے وہ داخل ہوں گے انتہائی گرم (دہکتی ہوئی) آگ میں۔ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ فرمایا: پلایا جائے گا چشمہ سے جو اپنی گرمائش کی انتہا تک پہنچا ہوگا۔ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ فرمایا: ان کے لیے کوئی کھانا نہیں ہوگا بجز جہنم کے ایک درخت کے (یعنی ضریع جہنم میں ایک درخت ہے)(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ کے تحت کہا کہ اس کا پکنا اور کھولنا اس وقت سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ کے تحت کہا کہ اس کی حرارت اور گرمی حد کو پہنچی ہوئی ہے اور وہ اس کے پینے کا وقت ہے۔ اور اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ کے تحت کہا کہ ضَرِيْعٍ سے مراد خشک شبرق ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ کی تفسیر میں کہا اس کی گرمی انتہاء کو پہنچی ہوگی اور اس سے اوپر کوئی گرمی اور حرارت نہیں ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اٰنِيَةٍ کا معنی حاضرۃ (موجود) ہے۔(4)

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 420 (3584)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 196، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 97-196 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 196

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد خشک شبرق ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ لغت قریش کے مطابق ضریع کو موسم بہار میں شبرق اور موسم گرما میں ضَرِیْعٍ کہا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ الشبرق زمین پر بچھی ہوئی کانٹے دار بوٹی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد سلم ہے اور یہ کانٹے ہیں اور وہ کیسے فربہ ہوگا جس کا کھانا کانٹے ہوں؟

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد پتھر ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد زقوم (تھور) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جہنم پر بھوک مسلط کر دی جائے گی یہاں تک کہ وہ اس عذاب کے مشابہ ہو جائے گی جس میں وہ مبتلا ہوں گے اور وہ کھانا طلب کرنے لگیں گے۔ تو انہیں جو کھانا دیا جائے گا وہ ضَرِیْعٍ (شبرق) ہے جو نہ فربہ کرے گا اور نہ ہی بھوک دور کر سکے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ کے تحت یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میں کانٹوں کی طرح ایک شے ہوگی وہ مصبر سے زیادہ کڑوی ہوگی، مردار سے زیادہ بدبودار ہوگی اور آگ سے زیادہ گرم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ضَرِیْعٍ کا نام دیا ہے کہ جب اسے کھانے والا کھائے گا وہ پیٹ میں داخل نہیں ہوگی اور نہ ہی منہ کی طرف اوپر آئے گی اور درمیان میں ہی باقی رہ جائے گی اور وہ بھوک کو بھی دور نہیں کر سکے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سورۂ غاشیہ میں پڑھا وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ یعنی اس دن کتنے ہی چہرے بارونق ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے لِّسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ کے تحت یہ معنی بیان کیا کہ وہ اپنے عمل اور کاوش پر خوش اور راضی ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا میں تاء کو منصوب اور لَاغِیَةً کو منصوب اور تنوین کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً میں فرماتے ہیں کہ وہ کوئی اذیت ناک اور باطل گفتگو نہیں سنیں گے اور فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ میں فرمایا: اس میں ایک دوسرے کے اوپر تخت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 197، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

بچھے ہوں گے۔ وَّ نَمَارِقُ اور مجالس (انتہائی سجی ہوں گی)(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَاغِیَةً سے مراد گالی گلوچ ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَاغِیَةً سے مراد اذیت ناک گفتگو ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے لَا تَسْمَعُ فِیۡهَا لَاغِیَةً کی تفسیر میں کہا کہ تو جنت میں کوئی باطل اور گناہ کی گفتگو نہیں سنے گا۔ اور نَمَارِقُ سے مراد تکیے ہیں اور مَبْثُوْثَةٌ کا معنی ہے بچھائے ہوئے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیۡهَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ کا معنی ہے اس میں اونچے اونچے پلنگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَمَارِقُ کا معنی گاؤ تکیے ہیں۔ اور زَرَابِیُّ سے مراد قالین ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَمَارِقُ سے مراد تکیے اور تکیہ لگانے کی جگہیں ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ زَرَابِیُّ سے مراد قالین ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ کا معنی ہے کہ قالینیں ایک دوسرے کے اوپر بچھی ہوں گی۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت عمار بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے منصور بن معتمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو انہوں نے نماز میں هَلۡ اَتٰىكَ حَدِیۡثُ الۡغَاشِیَةِ پڑھی اور اس میں یہ آیت بھی پڑھی: وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ اور وہ نرم و گداز اور قالینوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی ہذیل سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی اور نبی نے کہا: اے رب! یہ تیری طرف سے کیسے ہو سکتا ہے؟ تیرے دوست زمین میں ڈرتے ہیں اور قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ دامن طلب پھیلاتے ہیں لیکن انہیں عطا نہیں کیا جاتا۔ اور تیرے دشمن جو چاہیں کھاتے ہیں، جو چاہیں پیتے ہیں اور اسی طرح کی اور چیزیں بھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں بندے کو جنت کی طرف لے چلوں گا۔ پس وہ وہاں ایسی نعمتیں دیکھے گا جو اس نے کبھی نہیں دیکھیں۔ مثلاً وہاں ساغر قرینے سے رکھے ہوں گے، گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوں گے اور قیمتی قالین بچھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 200-199　4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 200

ہوں گے۔ علاوہ ازیں یہ خوبصورت آنکھوں والی حوریں، پھلوں، میووں اور ان خدام کی طرف دیکھے گا جو ایسے سچے موتیوں کی طرح ہوں گے جو چھپا رکھے ہوں۔ مزید فرمایا: کیا وہ مشقت جو دنیا میں میرے دوستوں کو پہنچی اس نے انہیں کوئی نقصان دیا، جب کہ ان کا انجام یہ ہے؟ پھر فرمایا: میرے اس بندے کو لے چلو۔ پس اسے جہنم کی طرف لے جائے گا۔ تو وہاں سے بلی کی طرح کا ایک جانور نکلا۔ تو وہ بندہ غش کھا کر گر پڑا۔ پھر اسے افاقہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے دشمن کو اس نے کیا نفع دیا ہے جو میں نے انہیں دنیا میں عطا کیا جب کہ ان کا انجام اور ٹھکانا یہ ہے؟ تو اس نے جواب عرض کیا: کوئی شے نہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تیرے بندوں میں سے ایک بندہ تیری عبادت کرتا ہے، تیری اطاعت کرتا ہے اور تیری ناراضگی سے بچتا ہے تو اس سے دنیا کو دور رکھتا ہے اور اسے طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا رکھتا ہے۔ اور ایک بندہ تیرے سوا غیر کی پوجا کرتا ہے اور تیری نافرمانی کے اعمال کرتا ہے تو اس کے لیے دنیا کو قریب کرتا ہے اور اس سے آزمائشوں کو دور ہٹاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ بندے اور شہر (زمین) میرے ہیں۔ ہر کوئی میری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے۔ پس میرے بندۂ مومن کے کچھ گناہ ہوتے ہیں تو میں اس کے لیے آزمائشوں اور مصیبتوں کو لاتا ہوں اور اس سے دنیا کو دور رکھتا ہوں۔ نتیجۃً وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں اور میں اسے جزا عطا فرماؤں گا جب وہ مجھ سے آ ملے گا۔ اور رہا کافر بندہ تو اس کی کچھ نیکیاں ہوتی ہیں تو میں اس سے مصیبتوں اور آزمائشوں کو دور کر دیتا ہوں اور اسے دنیا وافر عطا کرتا ہوں۔ پس یہ اس کی نیکیوں کی جزا ہو جاتی ہے اور میں اس کے گناہوں کی سزا اس وقت دوں گا جب وہ میرے پاس آئے گا۔ (2) واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا بیان فرمایا جو جنت میں ہیں تو اس سے گمراہ ہونے والوں نے تعجب کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: **اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ** اور اونٹ عربوں کے کھانوں میں سے ایک کھانا اور ان کے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ **وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ** فرمایا: تو اپنی زندگی کی عام دنوں میں بڑی چٹانوں والے پہاڑ کی طرف چڑھتا رہتا ہے۔ اور جب تو اس کی بلندی پر پہنچتا ہے تو وہاں پھوٹنے والے چشموں اور لٹکے ہوئے پھلوں کو دیکھتا ہے۔ اسے ہاتھوں نے گاڑا نہیں اور نہ ہی لوگوں نے اس پر کام کیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص مدت تک انعام ہے۔ **وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ** یعنی (کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے) زمین کی طرف اسے کیسے بچھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: بے شک جو انہیں تخلیق کرنے پر قادر ہے وہ جنت میں جو چاہے اسے تخلیق کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شریح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو کہا کرتے تھے ہمارے ساتھ بازار کی طرف نکلو کہ ہم اونٹ کی طرف دیکھیں اسے کیسے تخلیق فرمایا گیا۔

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 35 (34008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 46 (34108)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ قتال کروں یہاں تک کہ وہ کہنے لگیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پس جب انہوں نے یہ کہا: تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال محفوظ کر لیے بجز اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۙ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ (1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بِمُصَيْطِرٍ کی قرأت صاد کے ساتھ فرمائی۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ پس آپ انہیں معاف فرما دیجئے اور ان سے درگزر کیجئے۔ (3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمُصَيْطِرٍ کا معنی قاصر، جبر کرنے والا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میرے بندوں کو میرے سپرد کر دیجئے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِمُصَيْطِرٍ کا معنی مسلط ہے یعنی کوئی شے مسلط کرنے والا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِمُصَيْطِرٍ کا معنی جبار، جبر کرنے والا ہے اور انہوں نے اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ کے تحت فرمایا: اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ (6)

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم انہیں پاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ کا مفہوم ہے بے شک انہیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 568 (3926)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 279 (3007)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 421 (3588)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 202
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 202-203

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: الایاب کا معنی مرجع (لوٹنا) ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے عبید بن ابرص کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَكُلُّ ذِىْ غَيْبَةٍ يَؤُوْبُ وَغَائِبُ الْمَوْتِ لَايَؤُوْبُ

"ہر غیب ہونے والا لوٹ آتا ہے لیکن موت کے سبب غیب ہونے والا لوٹ کر نہیں آتا"۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

فَاَلْقَتْ عَصَاهَا وَاسْتَقَرَّ بِهَاالنَّوٰى كَمَا قَرَعَيْنًا بِالْاِيَابِ الْمُسَافِرُ

"پس اس نے اپنا عصا ڈال دیا اور اس کے ساتھ اقامت اختیار کر لی۔ جیسا کہ مسافر کے لوٹنے کے سبب آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں (اور انہوں نے سکون پالیا)"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ کا معنی ہے بے شک وہ ہماری طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ان کا لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہی ان کا حساب ہے۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت

اٰیاتہا ۳۰ سُوْرَۃُ الْفَجْرِ مَکِّیَّۃٌ ۸۹ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَیَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ۚ﴿۴﴾ هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۪ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۪ۙ﴿۷﴾ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۪ۙ﴿۸﴾ وَ ثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۪ۙ﴿۹﴾ وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۪ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۪ۙ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ۪ۙ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿ۚۙ۱۳﴾

''قسم ہے اس صبح کی۔ اور ان (مقدس) دس راتوں کی۔ اور قسم ہے جفت اور طاق (راتوں) کی۔ اور رات کی جب گزرنے لگے۔ یقیناً اس میں قسم ہے عقل مند کے لیے۔ کیا آپ نے ملاحظہ نہ کیا کہ آپ کے رب نے کیا کیا عاد۔ ارم کے ساتھ جو اونچے ستونوں والے تھے۔ نہیں پیدا کیا گیا جن کا مثل (دنیا کے) ملکوں میں۔ اور ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جنہوں نے کاٹا تھا چٹانوں کو وادی میں۔ اور (کیا کیا) فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔ جنہوں نے سرکشی کی تھی (اپنے اپنے) ملکوں میں۔ پھر ان میں بکثرت فساد برپا کر دیا تھا۔ پس آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا''۔

امام ابن ضریس، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ وَالْفَجْرِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَالْفَجْرِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی ہے۔

ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ وَالْفَجْرِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: اے معاذ! آپ نے فتنہ میں ڈالا ہے۔ تم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (الشمس:1)۔ وَالْفَجْرِ اور وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰى (الیل:1) سے کہاں تھے؟ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے وَالْفَجْرِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ (3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی العشاء، جلد 1، صفحہ 172، دار الحدیث القاہرہ 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 204

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کے ساتھ چاہتا ہے قسم کھاتا ہے۔ لیکن کسی اور کے لیے درست نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی قسم کھائے۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد دن کا پھوٹنا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الْفَجْرِ سے مراد صبح ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد جمعہ کا دن فجر کا طلوع ہونا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد یوم نحر (قربانی کے دن) کی فجر ہے ہر فجر مراد نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد فجر کی نماز ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ماہ محرم میں سال کی پہلی فجر ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل ترین روزے ماہ محرم الحرام کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل ترین رات کی نماز ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے امیر المومنین! مجھے اس مہینے کے بارے بتایئے رمضان المبارک کے بعد جس کے میں روزے رکھا کروں۔ آپ نے فرمایا: تو نے ایسی شے کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے اس آدمی کے بعد کسی کو سوال کرتے ہوئے نہیں سنا جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے دریافت کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو رمضان المبارک کے بعد کسی مہینے کے روزے رکھے، تو پھر محرم الحرام کے روزے رکھ۔ کیونکہ یہ شہر اللہ ہے۔ اس میں ایک دن ہے جس میں ایک قوم کی توبہ قبول ہوئی اور اس میں دوسروں کی توبہ بھی قبول فرمائے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، باب تخصیص شہر الحرم بالذکر، جلد 3، صفحہ 359 (3771)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 8-7، صفحہ 44 (1163/202)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر صوم الحرم، جلد 2، صفحہ 300 (9223)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

مکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ وہاں یہودی یوم عاشوراء (دسویں محرم) کا روزہ رکھتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن کیا ہوا ہے کہ تم اس دن روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یہ بہت عظیم دن ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی اور آل فرعون کو اسی دن غرق کیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن روزہ رکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔(1)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بنت مسعود بن عفراء رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کی صبح کو انصار کی ان بستیوں کی طرف پیغام بھیجا جو مدینہ طیبہ کے نواح میں تھیں کہ جس کسی نے صبح روزہ کی حالت میں کی ہے اسے اپنا روزہ مکمل کرنا چاہیے۔ اور جس نے روزے کی بغیر صبح کی ہے اسے چاہیے کہ وہ بقیہ دن روزہ رکھے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ اس کے بعد ہم اس دن کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور ہم انہیں مسجد کی طرف لے جاتے تھے اور ہم ان کے لیے اون کی ایک کھیل بناتے تھے۔ پس جب ان میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو اسے وہ دے دیتے۔ یہاں تک کہ افطار کے وقت تک وہ کھیلتا رہتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی دن کو دوسروں پر فضیلت دیتے ہوئے اس کے روزوں کا اہتمام کرتے ہوں بجز اس دن کے، یعنی یوم عاشوراء یا رمضان المبارک کے مہینے کے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے مہینے اور یوم عاشوراء کے سوا کسی دن کو دوسرے دن پر روزے کے اعتبار سے فضیلت حاصل نہیں۔(4)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسود بن یزید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کوفہ میں رہا کرتے تھے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے یوم عاشوراء کے روزے کا حکم دیا ہو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے خود یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اس دن کی تعظیم تو یہودی کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب آئندہ سال یہ دن آئے گا تو ہم ان شاء اللہ نویں کے دن کا روزہ بھی رکھیں گے۔ لیکن آئندہ سال ابھی نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔(6)

---

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 8 (1130/127)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 12 (1136/136)
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 9 (1132/131)
4۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 363 (3784)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً (3784)
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 8 (1134/133)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یوم عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو۔ تم اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھو۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں زندہ ہوا تو میں ضرور بضرور یوم عاشوراء سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھنے کا حکم دوں گا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تم یہود کی مخالفت کرو اور نویں اور دسویں (دو دن) کا روزہ رکھو۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو جبلہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ تو انہوں نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا۔ تو ان سے کہا گیا: آپ سفر میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ رمضان المبارک کا روزہ نہیں رکھتے؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک رمضان المبارک کا روزہ دوسرے دن تک مؤخر ہو سکتا ہے لیکن یوم عاشوراء کا روزہ فوت ہو جاتا ہے (مؤخر نہیں ہو سکتا)۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یوم عاشوراء ایسا دن ہے جس کی تعظیم یہودی کرتے ہیں اور وہ اسے عید کا دن بناتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوم عاشوراء وہ دن ہے جس کا روزہ انبیاء علیہم السلام رکھا کرتے تھے۔ پس تم بھی اس کا روزہ رکھا کرو۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو وسعت اور سہولت باہم پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے پورا سال سہولت اور خوشحالی عطا فرمائے گا۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو آسانی اور خوشحالی عطا کی اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسعت وخوشحالی عطا فرمائے گا۔(8)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو سہولت اور وسعت عطا کی اللہ تعالیٰ سارا سال اسے خوشحالی اور وسعت عطا فرمائے گا۔(9)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے اہل وعیال کو عاشوراء کے دن وسعت دی اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسعت اور سہولت عطا فرمائے گا۔ بیہقی نے کہا ہے:

1۔ شعب الایمان، باب الصیام، جلد 3، صفحہ 365 (3790)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364 (3789)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 287
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 (3798)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 311 (9353)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً (9355)
7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 365 (3791)
8۔ ایضاً، (3792)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 366 (3794)

اس روایت کی اسانید اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن ان کے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کے سبب یہ قوی ہو چکی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ نے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جنہوں نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو راحت اور خوشحالی فراہم کی وہ سارا سال اپنے رزق میں برکت اور وسعت پائیں گے۔(2)

امام بیہقی نے حضرت عروہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عاشوراء کے دن آنکھوں میں سرمہ لگائے گا وہ کبھی آشوب چشم میں مبتلا نہیں ہوگا۔(3)

امام احمد، نسائی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الشعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فرمایا: دس راتوں سے مراد (ذوالحجہ) اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ الْوَتْرِ سے مراد یوم عرفہ اور الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر ہے۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دس راتوں سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں (5)۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: کہ یہ ماہ ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد ذوالحجہ کی پہلی رات سے لے کر یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) تک ہیں۔(6)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں اور یہی سال کے افضل دن ہیں۔(7)

عبدالرزاق، فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں۔(8)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(9)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ بن مزاحم سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام ایام پر ان کی فضیلت کی وجہ سے ان کی قسم کھائی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ اور یہ وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا: وَأَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ (الاعراف:142)

---

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 366 (3795)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (3796)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 (3797)
4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 327، دار صادر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً
7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 353 (3748)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 422 (3591)، دار الکتب العلمیہ بیروت
9۔ ایضاً (3589)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میرے ساتھ حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں یوم عرفہ کو صبح کے کھانے پر دعوت دی۔ حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا یہ دس راتیں وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کون سی شے تجھے بتاتی ہے؟ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں شک میں مبتلا نہیں ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں بلکہ میں تجھے شک میں ڈال رہا ہوں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَالْفَجْرِ اس کے بارے تم جانتے ہو۔ وَلَيَالٍ عَشْرٍ فرمایا۔ یہ اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ وَّالشَّفْعِ فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا (النباء:8) وَالْوَتْرِ فرمایا: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی سے یہ مروی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اور ایام نہیں ہیں جن میں کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں کی نسبت زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ بجز اس آدمی کے جس نے اپنے مال و جان سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور اس سے کوئی شے لے کر واپس نہیں لوٹا (یعنی سب کچھ قربان کر دیا)(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دس دنوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی افضل ایام نہیں اور ان دس دنوں میں کیے جانے والے عمل سے بڑھ کر کسی دن کیا جانے والا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں۔ پس تم ان دنوں میں تہلیل و تکبیر اور تحمید کثرت سے بیان کیا کرو۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان دس دنوں میں سے کسی دن کا عمل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کی طرح ہے۔ ان دونوں کو روزہ رکھا جائے گا اور راتوں کو بیدار رہا جائے گا۔ بجز اس کے کہ کوئی آدمی (جام) شہادت کے ساتھ خاص ہو جائے۔ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے یہ حدیث بنی مخزوم کے ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ہنیدہ بن خالد رحمہ اللہ کی سند سے اپنی بیوی سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ محترمہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کی نو تاریخ، یوم عاشوراء اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے اور ان تین دنوں سے مراد مہینے کا پہلا پیر اور دو جمعراتیں ہیں۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام دنیا میں

---

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 353 (3749)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، (3750)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 355 (3753)　4۔ ایضاً، (3754)

سے کوئی دن بھی نہیں جن میں کیا جانے والے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عبادت سے زیادہ محبوب ہو جو اس کے لیے ان دس دنوں میں کی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں کے مساوی ہوتا ہے اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے افضل کوئی دن نہیں اور کسی دن کا عمل اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ پس تم ان میں تہلیل وتکبیر زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ تہلیل وتکبیر کے دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے دن ہیں۔ بے شک ان میں سے ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے مساوی ہوتا ہے اور ان میں کیا جانے والا عمل سات سو گناہ بڑھا دیا جاتا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد رمضان المبارک کی آخری دس راتیں ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تین دس (ایام) کی تعظیم کرتے تھے: محرم الحرام کے پہلے دس، ذوالحجہ کے پہلے دس اور رمضان المبارک کے آخری دس ایام کی۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے مراد نمازیں ہیں، ان میں سے بعض شفع اور بعض وتر ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ سے مراد فرض نماز ہے، ان میں سے کچھ شفع اور کچھ وتر ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نمازوں میں کچھ شفع ہیں اور کچھ وتر۔ فرمایا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مراد عدد ہے، اسی میں جفت بھی ہے اور طاق بھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ سے مراد نماز مغرب ہے، شفع دو رکعتیں ہیں اور وتر ایک رکعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہمارے رب نے کل عدد کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ شفع (جفت) بھی اسی سے ہے اور وتر (طاق) بھی اسی سے۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 355 (3757)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 356 (3758)

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3593)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد جوڑا اور وتر سے مراد فرد ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہر شے کے الشَّفْعِ سے مراد دو ہونا اور الْوَتْرِ سے مراد ایک ہونا ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ساری کی ساری مخلوق جفت اور طاق ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی قسم کھائی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور تم شفع ہو۔(2)

امام فریابی، سعید بن جبیر، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق شفع ہے: آسمان اور زمین، خشکی و تری، انسان اور جنات اور چاندی اور دیگر اس قسم کی سب مخلوق شفع ہے اور وتر صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور اس کی مخلوق شفع ہے یعنی مذکر اور مؤنث۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شفع سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوا علیہا السلام ہیں اور وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل کی سند سے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے جوڑا جوڑا یعنی دو دو پیدا کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات وتر، واحد اور صمد ہے۔ حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اس کا ذکر حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ تو انہوں نے کہا: حضرت مسروق اسی طرح کہا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے ہر نماز کے بعد اور جب اپنے بستر پر سونے کے لیے جائے یہ کلمات تین بار کہے "اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الطَّيِّبَاتِ الْمُبَارَكَاتِ" اور پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اسی طرح کہا۔ تو یہ کلمات اس کے لیے قبر میں نور ہوں گے، پل پر نور ہوں گے اور صراط پر نور ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔(5)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفع اور وتر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان سے مراد دو دن اور ایک رات ہے اور وہ یوم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3592)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 207، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً (مفہوم)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 32 (29256)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

عرفہ اور یوم نحر ہیں اور وتر سے مراد لیلۃ النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات ہے اور یہی لیلۃ الجمع ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد قربانی کے ایام ہیں یعنی یوم عرفہ اور یوم اضحیٰ یہ دونوں شفع ہیں اور قربانی کی رات الْوَتْرِ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الشَّفْعِ سے مراد (پہلے) دو دن ہیں اور الْوَتْرِ سے مراد تیسرا دن ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: شفع کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ (البقرہ:203) اور الْوَتْرِ سے مراد تیسرا دن ہے۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔ کہ الشَّفْعِ سے مراد درمیان ایام تشریق ہیں اور الْوَتْرِ سے مراد ایام تشریق میں سے آخری دن ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر اور الْوَتْرِ سے مراد یوم عرفہ ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عرفہ الْوَتْرِ ہے اور یوم نحر الشَّفْعِ ہے عرفہ نویں ذوالحجہ کا دن ہے اور نحر دسویں کا دن ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر ہے اور وتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دس دنوں پر ان دونوں کی فضیلت کی وجہ سے ان کی قسم کھائی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ گزر جائے۔ (5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب گزرنے لگے۔ (6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ جب رات گزرنے لگے۔ (7)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ الجمع ہے۔ (8)

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 290 (11491)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 206
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3595)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 210
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 210 (عن قتادہ)
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ کون سی رات ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ عرفات سے واپسی کی رات ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے مزدلفہ میں گزارا جائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیات وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ تک پڑھیں اور فرمایا: یہ اس پر قسم ہے کہ آپ کا رب تاک میں ہے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّذِي حِجْرٍ سے مراد صاحب عقل، دانا اور ذی فہم ہے۔ یعنی قسم ہے صاحب عقل کے لیے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِي حِجْرٍ سے مراد صاحب حلم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِي حِجْرٍ سے مراد آتش جہنم سے چھپانا اور ڈھانکنا ہے (یعنی کیا اس میں آتش جہنم سے چھپانے کی قسم ہے)۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والا بتداء میں حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِي حِجْرٍ سے مراد صاحب عقل ہے۔ حارث بن ثعلبہ نے کہا:

وَكَيْفَ رِجَائِي اَنْ اَتُوْبَ وَاِنَّمَا ... يُرَجِّى مِنَ الْفِتْيَانِ مَنْ كَانَ ذَاحِجْرِ

''میں کیسے آرزو کروں کہ میں توبہ کروں۔ اس کی امید اور آرزو تو وہ نوجوان کرتا ہے جو صاحب عقل ہو''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ اِرَمَ سے مراد ہلاک ہونے والے (ہالک) ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کہتے ہیں: ''ارم بنو فلاں'' کہ بنی فلاں ہلاک ہو گئے۔ اور ذَاتِ الْعِمَادِ سے مراد یہ ہے کہ وہ ستونوں کی مثل لمبے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عاد ارم سے مراد قدیمی عاد ہیں اور ذَاتِ الْعِمَادِ کے بارے کہا: اہل عمود قائم نہیں رہیں گے (اونچی اونچی عمارتوں والے باقی نہیں رہیں گے)(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِرَمَ کا معنی امت (گروہ) ہے اور ذَاتِ الْعِمَادِ کے بارے کہا: اس کا جسم آسمان میں تھا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے ''عاد ارم'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ عاد بن ارم ہیں ان کی نسبت ان کے جد اعلیٰ کی طرف ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 211، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 14-213
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 214

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ ارم عاد کا ایک قبیلہ ہے۔ انہیں ذَاتِ الْعِمَادِ کہا جاتا تھا وہی اہل عمود تھے۔ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی بلندی بارہ ذراع تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک آدمی تھا جو کسی چٹان کے پاس آتا اور اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیتا تھا اور جس قبیلے پر چاہتا اسے پھینک دیتا اور انہیں ہلاک کر دیتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِرَمَ ہی دمشق ہے۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید المقبری رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت خالد الربعی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِرَمَ سے مراد یہی اسکندریہ ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کہ اِرَمَ کا معنی ہے ہلاک ہونے والے کیا تم نہیں جانتے کہ کہا جاتا ہے۔ ارم بنو فلان یعنی بنی فلاں ہلاک ہو گئے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ تفسیر قرأت شاذہ کے مطابق ہے یعنی اِرَمَ اس بنا پر فعل ماضی ہے۔ اور "ذات" تاء کے فتحہ کے ساتھ اس کا مفعول ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اونچے ستونوں والوں کو ہلاک کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے) انہیں بوسیدہ کر دیا اور انہیں بوسیدہ (ہڈیوں کی طرح) بنا دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَاتِ الْعِمَادِ سے مراد شدت (مضبوطی) اور قوت ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ کا مفہوم ہے کہ وہ پہاڑوں میں چٹانوں کو کاٹ کر گھر بناتے تھے۔ وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ فرمایا: الْاَوْتَادِ وہ لشکر ہیں جو اس کے حکم کو مضبوط اور پختہ کرتے تھے۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 213
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 212 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 215
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17-216

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے ان سے جَابُوا الصَّخْرَ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ پہاڑوں میں پتھروں کو کاٹتے اور وہاں گھر بناتے تھے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ کا قول نہیں سنا:

وَشَقَّ اَبْصَارُنَا كَيْمَا نَعِيْشُ بِهَا وَجَابَ لِلسَّمْعِ اَصْمَاخاً وَ آذَاناً

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جَابُوا الصَّخْرَ کے بارے کہا: وہ پہاڑوں کو کاٹتے اور وہاں گھر بنا لیتے۔ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ کے بارے کہا: کہ وہ (فرعون) لوگوں کو کیل لگا دیتا تھا۔ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ فرمایا: سَوْطَ عَذَابٍ سے مراد وہ شے ہے جس کے ساتھ انہیں عذاب دیا گیا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذِي الْاَوْتَادِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی کو چار کیل لگائے۔ پھر اس کی پشت پر ایک بڑی چکی رکھ دی۔ یہاں تک کہ وہ مرگئی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کسی آدمی کو یہاں، کسی آدمی کو وہاں کوئی ہاتھ یہاں اور کوئی ہاتھ وہاں میخوں کے ساتھ باندھ دیتا تھا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسے فرعون ذو الاوتاد کہا گیا ہے کیونکہ وہ منبر بناتا تھا اور ان پر لوگوں کو ذبح کرتا تھا۔(4)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ میخوں کے ساتھ (لوگوں کو) عذاب اور اذیت دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فرعون جب کسی آدمی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو اسے کسی چٹان پر چار کیلوں کے ساتھ باندھ دیتا۔ پھر اوپر سے اس پر ایک اور چٹان لڑھکا دیتا اور وہ اسے کچل دیتی اور وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہوتا اور اس کے ہاتھ کھڑی چٹان کے ساتھ بندھے ہوتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ذِي الْاَوْتَادِ کا معنی اونچی عمارتوں والا ہے۔ مزید فرمایا: کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں یہ بیان کیا ہے کہ فرعون کے خیمے تھے جن کے نیچے وہ کھیلتا تھا اور الْاَوْتَادِ سے مراد وہ میخیں ہیں جو اس کے لیے گاڑھی جاتی تھیں۔(5)

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ میں الْفَسَادَ سے مراد معاصی اور گناہ ہیں۔ اور فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ کا معنی ہے پس تیرے رب نے ان پر عذاب بارش کی طرح برسایا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 18-217، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 568 (3929)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 218 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 25-424 (03-3602)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ شے جس کے ساتھ عذاب دیا گیا وہی سوط عذاب ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

''بے شک آپ کا رب (سرکشوں اور مفسدوں کی) تاک میں ہے۔ مگر انسان (بھی عجب شے ہے) کہ جب آزماتا ہے اسے اس کا رب یعنی اس کو عزت دیتا ہے اور اس پر انعام فرماتا ہے، تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔ اور جب اس کو (یوں) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور نہ تم ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی۔ اور چٹ کر جاتے ہو میراث کا سارا مال۔ اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو۔ یقیناً جب زمین کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اور جب آپ کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرشتے قطار در قطار حاضر ہوں گے۔ اور (سامنے) لائی جائے گی اس دن جہنم۔ اس روز انسان کو سمجھ آئے گی لیکن اس سمجھنے کا کیا فائدہ؟ (اس دن) کہے گا کاش! میں نے (کچھ) آگے بھیجا ہوتا اپنی (اس) زندگی کے لیے۔ پس اس دن اللہ کے عذاب کی طرح نہ کوئی عذاب دے سکے گا۔ اور نہ اس کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا۔ اے نفس مطمئن! واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک آپ کا رب سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ بے شک آپ کا رب بنی آدم کے اعمال کی تاک میں ہے۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ " والفجر " قسم ہے۔ اور انہوں نے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ کے تحت فرمایا: صراط کے پیچھے کئی پل ہیں۔ ایک پل ہے اس پر امانت ہے۔ ایک پل پر رحم ہے اور ایک پل پر خود رب عزوجل ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو رب کریم اپنی کرسی کے بارے حکم ارشاد فرمائے گا اور اسے جہنم پر رکھ دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق اس پر جلوہ افروز ہوگا۔ پھر فرمائے گا: میں ملک دیان ہوں مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج کے دن کوئی ظلم کرنے والا اپنے مظالم کے ساتھ آگے نہیں گزر سکے گا، اگرچہ وہ ہاتھ کے ساتھ ایک ضرب ہی ہو۔ پس اسی کے بارے یہ ارشادگرامی ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم کے تین پل ہیں۔ ایک پل پر امانت ہے، ایک پل پر رحم ہے اور ایک پل پر خود رب کریم ہوگا اور یہی مرصاد ہے۔ بجز نجات پانے والے کے کوئی بھی اس سے نہیں گزر سکے گا۔ اور جو کوئی اس سے نجات پا گیا وہ اس سے نجات نہیں پا سکے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنم پر تین پل ہیں ایک پل پر امانت ہوگی جب وہ اس کے پاس سے گزریں گے تو وہ کہے گی اے میرے رب! یہ امین ہے اور یہ خائن ہے، ایک پل پر رحم ہوگا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزریں گے تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! یہ صلہ رحمی کرنے والا ہے اور یہ قطع تعلقی کرنے والا ہے۔ اور ایک پل پر خود پروردگار عالم ہوگا۔ اسی کے بارے ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جہنم پر سات پل ہیں اور صراط ان کے اوپر ہوگی۔ پس مخلوق کو پہلے پل کے پاس روک لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: انہیں ٹھہرا لو۔ بے شک ان سے پوچھ گچھ کی جائیگی۔ نماز کے بارے میں ان کا محاسبہ کیا جائے گا اور اس کے متعلق ان سے سوالات کیے جائیں گے۔ پس جو اس میں ہلاک ہو گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو اس میں نجات پا گیا تو وہ نجات پا جائے گا۔ اور جب وہ دوسرے پل کے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 220، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 425 (3605)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 569 (3930)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 220 5۔ ایضاً

پاس پہنچیں گے تو وہاں امانت کے بارے میں ان کا حساب لیا جائے گا کہ انہوں نے اسے کیسے ادا کیا اور کس طرح انہوں نے اس میں خیانت کی۔ پس جو ہلاک ہو گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو نجات پا گیا وہ نجات پا جائے گا۔ اور جب وہ تیسرے پل پر پہنچیں گے تو رحم کے متعلق ان سے باز پرس کی جائے گی کہ انہوں نے اسے کیسے جوڑ کر رکھا اور کس طرح اسے قطع کیا۔ پس جو ہلاک ہو گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو نجات پا گیا تو وہ نجات پا جائے گا۔ اس دن رحم جہنم میں ہوی (خواہش) کے ساتھ لٹکا ہوگا اور کہے گا: اے اللہ! جس نے میرے ساتھ صلہ رحمی کی تو بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی کر اور جس نے میرے ساتھ قطع تعلقی کی تو بھی اس سے قطع تعلقی کر لے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جہنم میں ایک بڑا پل ہے اور پھر اس پر آگے سات پل ہیں اور ان کے درمیان میں قضاء ہے۔ پس ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ درمیان والے پل پر پہنچے گا۔ تو اسے کہا جائے گا کیا تیرے اوپر قرضے بھی ہیں؟ آپ نے ساتھ یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ (النساء) تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھ پر اتنا اتنا قرضہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا: اپنا قرض ادا کر۔ تو وہ عرض کرے گا: میرے پاس کوئی شے نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا: اس کی نیکیوں میں سے لے لو۔ پس مسلسل اس کی نیکیاں لی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔ تو پھر کہا جائے گا کہ جو قرض کا مطالبہ کرتا ہے اس کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈالتے جاؤ۔ (1)

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ یعنی بے شک آپ کا رب پل صراط پر ہوگا۔ وہ اس طرح کہ جہنم پر ایک بڑا پل ہے، اس پر مزید سات پل ہیں۔ ہر پل کے اوپر فرشتے کھڑے ہیں۔ ان کے چہرے انگاروں کی مثل ہیں اور ان کی آنکھیں بجلی کی طرح۔ وہ لوگوں سے پہلے پل کے اوپر ایمان کے بارے سوال کریں گے، دوسرے پل کے اوپر وہ پانچ نمازوں کے بارے پوچھیں گے، تیسرے پر وہ ان سے زکوٰۃ کے متعلق سوالات کریں گے، چوتھے پر رمضان المبارک کے بارے پوچھ گچھ کریں گے، پانچویں پر ان سے حج کے بارے پوچھیں گے، چھٹے پر عمرہ کے بارے استفسار کریں گے اور ساتویں پر مظالم کے بارے پوچھیں گے۔ پس جس کے متعلق جس سے سوال کیا جائے گا اگر اس نے اسے اسی طرح ادا کیا ہوگا جیسے اسے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ ورنہ اسے روک لیا جائے گا۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے ہرگز نہیں بلکہ تو نے دونوں کو اکٹھا جھٹلا دیا ہے۔ نہ دولت وغنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت بخشی ہے اور نہ ہی فقر وافلاس کے ساتھ اس نے تجھے ذلیل ورسوا کیا ہے۔ پھر اس عمل کے بارے انہیں بتایا جو انہیں ذلیل ورسوا کر رہا ہے اور فرمایا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ الآیہ۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 641 (18416)، دار الفکر بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ گمان یہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت وکرامت مال میں ہے۔ حالانکہ وہ انتہائی قلیل اور حقیر ہے اور یہ جھوٹ ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ عزت وتکریم عطا کرتا ہے اور اپنی نافرمانی اور معصیت کے سبب ذلیل ورسوا کر دیتا ہے جسے رسوا کرنا چاہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے حُبًّا جَمًّا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے بہت زیادہ۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ بن خلف کا یہ قول نہیں سنا:

اَنْ تَغْفِرَ اَللّٰهُمَّ تَغْفِرُ جَمًّا　　وَاَیُّ عَبْدٍ لَّکَ اِلَّا اَلَمَّا

"کہ تو مغفرت فرمادے اے اللہ! کثیر تعداد (تمام) کو معاف فرمادے۔ کیونکہ تیرا ہر بندہ ہی گناہ گار ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح قرأت فرمائی: كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ یعنی دونوں لفظوں کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ کا معنی ہے: اور وہ کھا جاتے ہیں میراث۔ اَكْلًا لَّمًّا فرمایا: اپنا حصہ بھی اور اپنے دوسرے شریک کا حصہ بھی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے، پھانکنا (چٹ کر جانا) اور "حبا جما" کا مفہوم ہے: شدید محبت۔ (2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے اکلا شدیدا یعنی چٹ کر جانا۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ بن عبداللہ مزنی سے وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میراث میں حد سے تجاوز کر جانا یعنی وہ اپنی میراث بھی کھا جاتا ہے اور دوسرے کی میراث بھی۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ التُّرَاثَ سے مراد میراث ہے "اکلا لما" کا معنی ہے شدید کھانا، یعنی چٹ کر جانا۔ اور وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کا معنی ہے اور وہ مال سے انتہائی شدید محبت کرتے ہیں۔ (5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 23-222، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 24-223
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 222
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 223
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 222,23,24

اَكْلًا لَّمًّا کا مفہوم ہے: ہر شے ہڑپ کر جانا۔ اور حُبًّا جَمًّا کا معنی ہے: بہت زیادہ محبت۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے: ہر شے کھا جانا چاہے وہ پاک ہو یا ناپاک اور حُبًّا جَمًّا کا مفہوم ہے: فحش حد تک چاہنا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ میرا حصہ اور تیرا حصہ سب کھا جاتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ الآیہ کا یہ مفہوم ہے کہ وہ نہ عورتوں کو وارث بناتے ہیں اور نہ ہی بچوں کو وارث بناتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ الا کلہ اللم وہ ہوتا ہے کہ وہ جو شے پاتا ہے اسے اکٹھا کر لیتا ہے اور اس کے بارے وہ کچھ نہیں پوچھتا وہ اسے بھی کھا جاتا ہے جو اس کی اپنی ہو اور اسے بھی جو اس کے دوسرے شریک کی ہو۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ آیا یہ حلال ہے یا حرام؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کے تحت کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کے نزدیک اپنے مال سے زیادہ پسندیدہ مال اپنے وارث کا مال ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کا اپنا مال اس کے نزدیک اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے کوئی مال نہیں ہے بجز اس کے کہ جو تو نے کھالیا اور ختم کر دیا یا تو نے پہن لیا اور پرانا کر دیا یا کسی کو دے دیا اور اسے ختم کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح قرأت کی ہے۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ یعنی ''تکرمون'' کو تاء مرفوع کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ کو مد کے ساتھ اور تاء منصوبہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور بغیر ہمزہ کے الف کے ساتھ اور وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ کو تاء کے ساتھ اور اَكْلًا لَّمًّا میں لما کو مشدد پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پڑھتے سنا ہے: كَلَّا بَلْ لَّا يُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَ لَا يَحٰضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَ يَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّ يُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا یعنی چار مقامات پر یاء ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''كَلَّا بَلْ لَا يُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحٰضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ'' سے ''وَيُحِبُّوْنَ الْمَالَ'' تک سب یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا کا مفہوم ہے: زمین کو حرکت دینا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 224، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 223 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 224

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین اور پہاڑوں کو اٹھایا جائے گا اور پھر انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ **وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا** سے مراد ملائکہ کی صفیں ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے **وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آسمان کے باسی ہر آسمان پر صف بناتے آئیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ کے چہرۂ اقدس سے (اضطراب) پہچان لیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام پر وہ حالت انتہائی شدید اور گراں گزری جو انہوں نے دیکھی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین آئے ہیں اور انہوں نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی ہے: **كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ** تو عرض کی گئی: اسے کیسے لایا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ستر ہزار فرشتے اسے لائیں گے وہ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچیں گے اور وہ سخت بدکنے لگے گی۔ اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو وہ تمام جمع ہونے والوں کو جلا کر راکھ کر دے گی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ **كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ** فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، تو جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جائے گا، ستر ہزار فرشتوں کے ہاتھوں کے ساتھ اور وہ سخت بدکنے لگے گی اگر اللہ تعالیٰ اسے نہ روکے تو وہ آسمانوں اور زمین سب کو جلا دے۔

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے کتاب الاہوال میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ سرگوشی کی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ اٹھے تو آپ کی ایک جانب جھکی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے۔ **كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ** ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر جہنم لائی جائے گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ پس وہ اسی کیفیت پر ہوں گے کہ اچانک وہ بدکنے لگے گی اور ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جائے گی۔ اور اگر وہ اسے نہ پا سکے تو وہ ان تمام کو جلا دے گی جو بھی میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ لیکن وہ اسے پکڑ لیں گے۔

امام مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس دن جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ لایا جائے گا اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد ربانی وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنم ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لائی جائے گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ کا معنی ہے کہ (اس دن) انسان توبہ کا ارادہ کرے گا۔ اور آپ نے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ کے تحت فرمایا کہ انسان کہے گا میں نے اپنی آخرت کی زندگی کے لیے دنیا میں کچھ عمل کیا ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰىؕ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وہ جان لے گا، قسم بخدا! وہ سچا ہے، وہاں ایک طویل زندگی ہے جس میں موت نہیں ہے اور وہ اس زندگی سے اچھی اور بہتر ہے جو زندگی وہ اب گزار رہا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِحَیَاتِیْ سے مراد آخرت ہے۔(3)

امام احمد، بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور آپ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی بندہ اپنی ولادت کے دن سے لے کر بوڑھا ہو کر اپنے مرنے کے دن تک اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رگڑتا رہے تو قیامت کے دن وہ بھی یہی پسند کرے گا کہ اسے دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تاکہ وہ اجر و ثواب میں اضافہ کر سکے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌۙ وَّ لَا یُوْثِقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح نہ کوئی عذاب دے سکے گا اور نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابن جریر، بغوی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اس سے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے پڑھایا اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پڑھایا۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے یوں پڑھایا: فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُعَذَّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌۙ وَّ لَا یُوْثَقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ اس قرأت میں لا یعذب اور لا یوثق یعنی ذال اور یاء کو منصوب پڑھا گیا ہے۔(5)

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 81، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 228
4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 211 (155)، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 229

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیا رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ سے مراد النفس المؤمنة ہے۔ اور ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ کے بارے آپ فرماتے ہیں کہ اسے کہا جائے گا تو لوٹ آ اپنے جسم کی طرف۔ آپ نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتنی خوبصورت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تجھے یہ ندا دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ آیت پڑھی گئی: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بلاشبہ یہ انتہائی حسین ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عنقریب موت کے وقت فرشتہ تیرے لیے یہ الفاظ کہے گا۔ (1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں ثابت بن عجلان کی سند سے حضرت سلیم بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مذکورہ آیت پڑھی گئی۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتنی حسین اور خوبصورت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! بلاشبہ عنقریب موت کے وقت فرشتہ تیرے لیے یہی الفاظ کہے گا: "یَا اَبَابَکْرٍ اَمَا اِنَّ الْمَلَکَ سَیَقُوْلُهَا لَکَ عِنْدَ الْمَوْتِ"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بئر رومہ خریدے گا، ہم اس کے ذریعہ میٹھا اور خوشگوار پانی پائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا۔ پھر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو اسے لوگوں کے پینے کے لیے وقف کر دے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نفس ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ سے مرا تصدیق کرنے والا نفس ہے۔ (2)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 231، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 230

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسا نفس ہے جس نے یہ یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الشیخ الہنائی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے ''یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْاٰمِنَةُ الْمُطْمَئِنَّةُ فَادْخُلِیْ فِیْ عَبْدِیْ ''(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح پڑھا ''فَادْخُلِیْ فِیْ عَبْدِیْ عَلَی التَّوْحِیْدِ''۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ کا مفہوم ہے قیامت کے دن ارواح کو جسموں میں لوٹایا جائے گا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصل عرش سے ایک وادی بہے گی اور اس میں سطح زمین پر تمام کے تمام چوپائے ظاہر ہو جائیں گے۔ پھر ارواح اڑنے لگیں گی اور انہیں جسموں میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً کا مفہوم ہے تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ اس اجر و ثواب پر راضی اور خوش ہوتے ہوئے جو تجھے عطا کیا گیا۔ مَّرْضِیَّةً اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ بھی تیرے عمل سے راضی اور خوش ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ اور تو میرے مومن بندوں میں داخل ہو جا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو نفس اس کی طرف جانے سے مطمئن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اطمینان کا اظہار فرماتا ہے۔ وہ نفس اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے قبض کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور اسے اپنے صالحین بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ یہ ندا موت کے وقت ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا اپنے رب کی طرف رجوع اور دنیا سے خروج ہوتا ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اسے کہا جائے گا: فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔(5)

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا: اس طرح دعا مانگ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ نَفْسًا مُّطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ '' اے اللہ! میں تجھ سے نفس مطمئنہ کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو تیرے فیصلے پر راضی اور تیری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 33-231
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 233 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 231 5۔ ایضاً

عطا پر قناعت کرنے والا ہو۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ سے مراد اللہ تعالیٰ کے لیے عجز و انکساری کرنے والا نفس ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا نفس ہے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا مومن ہے جو اس پر مطمئن ہے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ کی تفسیر میں فرمایا: تو صالحین میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔(3)

عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ کا مفہوم ہے تو اپنے جسم کی طرف لوٹ آ۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ مومن جب فوت ہوتا ہے تو وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اے نفس مطمئن! تو اپنے اس جسم کی طرف لوٹ آ جس سے تو نکلا ہے۔ رَاضِيَةً میرے اس ثواب پر راضی ہوتے ہوئے جو تو نے دیکھ لیا ہے۔ مَّرْضِيَّةً اور میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ یہاں تک کہ تجھ سے منکر اور نکیر سوال کرنے لگیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ کا معنی ہے تو میرے بندوں کے ساتھ داخل ہو جا (یعنی اس میں فی بمعنی مع ہے)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اس میں اس کے لیے جنت کی بشارت ہے موت کے وقت، دوبارہ زندہ کیے جانے کا وقت اور میدان حشر میں جمع ہونے کے دن۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا طائف میں وصال ہوا۔ تو ایک پرندہ آیا جس کی طرح کا کوئی پرندہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا تھا اور وہ آپ کی نعش میں داخل ہو گیا۔ پھر اسے نکلتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ جب آپ کو دفن کیا گیا تو قبر کے دہانے پر یہ آیت تلاوت کی گئی۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ تلاوت کس نے کی تھی: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔(4)

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 287 (17406)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 426 (3610)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 32-230، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 465 (15535)

آیاتہا ۲۰　سُوْرَۃُ الْبَلَدِ مَکِّیَّۃٌ ۹۰　رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورہ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ۝۹ وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰

''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر ( مکہ ) کی۔ درآنحالیکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر میں۔ اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں ( زندگی بسر کرنے کے لیے ) پیدا کیا ہے۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا۔ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ۔ اور ہم نے دکھا دیں اسے دو نمایاں راہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ارشاد ربانی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں اَنْتَ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ حلال قرار دیا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ( فاتحانہ انداز میں ) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ آپ جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ چھوڑ دیں۔ پس اس دن ابن خطل کو بند کر کے قتل کیا گیا، حالانکہ وہ غلاف کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ اس میں کسی کو قتل کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب ایسا کرنا حرام ہے۔ اور جو سلوک اہل مکہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے حلال قرار دیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ آیت میں بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کا مفہوم ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے حلال ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 35-234، دار احیاء التراث العربی بیروت

کہ آپ اس میں قتال کریں۔ لیکن آپ کے سوا کسی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: کہ یہ آیت میری موجودگی میں نازل ہوئی: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ میں نکلا اور میں نے عبداللہ بن خطل کو غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے پایا۔ تو میں نے رکن اور مقام (ابراہیم) کے درمیان اسے قتل کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ نے کعبہ معظمہ کو فتح کیا تو حضرت ابو برزہ اسلمی یعنی حضرت سعید بن حرب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن خطل کو پکڑ لیا۔ اور یہ وہ ہے جسے قریش ذوقلبین (دو دلوں والا) کہا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (الاحزاب: 4) (نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لیے دو دل اس کے شکم میں) تو حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اس کی گردن مار دی حالانکہ وہ غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا پڑا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ بے شک یہ اس لیے ہوا۔ کہ اس نے قریش سے کہا تھا: میں تمہیں محمد ﷺ کا علم سکھاؤں گا۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میں میں پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ لکھوائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو لکھ۔ پس آپ ﷺ نے جب اسے قرآن کریم املاء کرایا "وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا" تو اس نے لکھا۔ "وَكَانَ اللّٰهُ حَكِيْمًا عَلِيْمًا" اور اسے املاء کرایا "وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" تو اس نے لکھا "وَكَانَ اللّٰهُ رَحِيْمًا غَفُوْرًا" پھر کہنے لگا: یا رسول اللہ! ﷺ جو کچھ میں نے لکھا ہے میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (ٹھیک ہے) تو جب اس نے آپ پر پڑھا: "وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یا رَحِيْمًا غَفُوْرًا" تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: میں نے اس طرح تو تجھے نہیں لکھوایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" تو اس نے لکھا۔ "وَاِنَّهٗ لَرَحِيْمٌ غَفُوْرٌ" پھر وہ قریش کی طرف لوٹ کر گیا اور کہنے لگا جو کچھ میں ان سے لیتا رہا ہوں، کسی شے میں بھی میں نے ان کی پیروی نہیں کی۔ چنانچہ وہ پھر گیا اور آپ نے اسے امان نہ دی۔ پس یہ ان چار افراد میں سے ایک ہے جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے امان نہیں دی۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ میں لَا ان کے نظریہ کے رد کے لیے ہے اور کلام اس طرح ہے: اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں مراد رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو کچھ آپ نے اس میں کیا ہے وہ آپ کے لیے حلال ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جو عمل آپ نے اس میں کیا ہے آپ سے اس کا مواخذہ نہیں لیا جائے گا اور اس میں آپ پر وہ

(پابندی) نہیں ہے جو لوگوں پر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے سوال کیا: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ تو آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا پھر آپ نے مجھے اس کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی: کہ میں قسم کھاتا ہوں اس بلد حرام کی۔ درآنحالیکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر حرام میں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت حلال فرمائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا گیا کہ آپ نے اس میں جو کچھ بھی کیا، تو آپ کے لیے وہی حلال ہے۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی تفسیر میں فرمایا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت حلال کی گئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے تحت فرمایا: آپ کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی آپ گناہ گار ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت میں مکہ مکرمہ حلال قرار دیا گیا اور پھر قیامت تک کے لیے اسے حرام کر دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح مکہ کے دن یہ شہر دن کی ایک ساعت میں حلال کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آیت میں اَنْتَ سے مراد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ آپ حرم پاک میں اترے ہیں۔ پس اگر آپ چاہیں تو (انہیں) قتل کیجئے یا چھوڑ دیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیات کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو اس دن سے حرام قرار دیا ہے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور یہ قیام قیامت تک حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت کے بغیر کسی انسان کے لیے یہ حلال نہیں ہوا(3) اس کی تر گھاس کو نہیں کاٹا جائے گا، اس کے کانٹے دار درختوں کو درانتی سے نہیں کاٹا جائے گا نہ اس کے شکار کو پکڑا جائے گا اور اعلان اور اطلاع کی غرض کے سوا وہاں گری پڑی شے کو نہیں اٹھایا جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 235 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 36-234 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 236

لیے بھی یہ شہر حلال نہیں ہوا۔ جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ حرام ہے۔ ان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اس میں قتال کریں اور نہ یہ حلال ہے کہ وہ اس کی حرام کو حلال سمجھیں۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شرحبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے شکار کو قتل کرنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا تو حرام جانتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہاں سے نکالنا اور (نعوذ باللہ) آپ کا قتل حلال سمجھتے ہیں۔

امام حاکم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے کہ آپ اس میں جو چاہیں کریں۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ یعنی قسم ہے باپ کی یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اور آپ کی اولاد کی۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ والد وہ ہے جو پیدا کر سکتا ہے۔ اور مَا وَلَدَ وہ بانجھ مرد و عورت ہیں جو پیدا نہیں کر سکتے (یعنی قسم ہے ان کی جو جنم کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان کی جو جنم کی صلاحیت نہیں رکھتے)۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے۔(4)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی۔ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ درآنحالیکہ آپ اس شہر مکہ میں بس رہے ہیں۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ اور قسم کھاتا ہوں آدم کی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ فرمایا: ہم نے انسان کو انتہائی معتدل اور سیدھا پیدا کیا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ قسم کھاتا ہوں آدم علیہ السلام کی اور ان کی اولاد کی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فرمایا: یہاں قسم واقع ہوئی ہے۔ فِیْ كَبَدٍ فرمایا (ہم نے انسان کو تخلیق فرمایا) مشقت میں۔ وہ دنیا اور آخرت کے امور کی مشقت برداشت کرتا ہے۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا فرمایا: کہتا ہے میں نے کثیر مال فنا کر دیا ہے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ وَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وَّ مَا وَلَدَ سے مراد اولاد آدم ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ہم نے انسان

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 569 (32-3931)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 236
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 237
5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 290 (11492)، دار الفکر بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 38-237

کو انتہائی شدت سے پیدا کیا۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کہتا ہے میں نے کثیر مال فنا کر دیا ہے۔ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی قدرت نہیں رکھے گا۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وَّمَا وَلَدَ سے مراد اولاد آدم ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِیْ كَبَدٍ کا معنی ہے شدت میں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ نے (اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ کے تحت بیان کیا ہے بے شک ہم نے انسان کو شدت میں پیدا کیا اور یہ شدت اس کی ولادت، اس کے دانت اگنے، اس کے جوش (غصہ) میں آنے، اس کی معیشت اور اس کے ختنہ کے وقت میں ہوتی ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مقسم سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سیدھا پیدا فرمایا اور بقیہ ہر شے کو اس طرح پیدا فرمایا کہ وہ چار پاؤں پر چلتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اس طرح کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سیدھا ہوتا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا فرمایا اس حال میں کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سیدھا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے جب ماں سوتی ہے یا لیٹ جاتی ہے تو وہ اس کا سر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اگر وہ اس طرح نہ کرے تو وہ خون میں غرق ہو جائے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: معنی یہ ہے کہ ہم نے انسان کو معتدل اور سیدھا پیدا کیا: تو نافع نے کہا۔ کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا قول نہیں سنا:

یَا عَیْنُ هَلَّا بَكَیْتِ ارْبَدَاِذْ   قُمْنَا وَقَامَ الْخُصُوْمُ فِیْ كَبَدِ

"اے آنکھ! تو کیوں نہیں روئی۔ رنگ خاکستر ہو گیا جب کہ ہم کھڑے ہوئے اور خصم مقابلے اور سیدھ میں آ کھڑا ہوا"۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میرا گمان ہے حضرت عبد اللہ سے مروی ہے کہ فِیْ كَبَدٍ سے مراد سیدھا ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو سیدھا پیدا کیا۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 40-39-237، دار احیاء التراث العربی بیروت     2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 238

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 570 (3933)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تحت یہ قول بیان کیا ہے: ہم نے انسان کو پیدا کیا درآنحالیکہ وہ دنیا کی تنگیاں اور آخرت کی تکلیفیں برداشت کرے گا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ ولادت کتنا تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے جسے یہ انسان برداشت کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کے امور کی مشقت برداشت کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِيْ كَبَدٍ سے مراد شدت اور طول ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ فِيْ كَبَدٍ کا مفہوم ہے: آسمان میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔(1)

امام ابویعلی، بغوی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بنی عامر کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا: اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ یعنی يَحْسَبُ میں سین مفتوح ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ الآیہ کا معنی ہے: کافر یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس پر قدرت نہیں پاسکے گا اور نہ اس نے اسے دیکھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَالًا لُّبَدًا کا معنی مال کثیر ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ بند کرنے میں مال خرچ کیا ہے۔ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ فرمایا: احد سے مراد اللہ تعالیٰ عزوجل ہے (یعنی کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھا نہیں)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے اس نے ہم پر احسان فرمایا لیکن ہم نے اس کی بہتر قدر نہیں کی۔ اسے کوئی ترجیح نہیں دی۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ کیا ہم نے اس کے لیے اس اس طرح دو آنکھیں نہیں بنائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتیں بالکل ظاہر ہیں۔ وہ ان کے ذریعے ہمیں مزید پختہ اور مضبوط کرتا ہے تاکہ ہم شکر ادا کریں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تحقیق میں نے تجھ پر بڑی بڑی نعمتیں فرمائی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا اور نہ تو ان کا شکر ادا کرسکتا ہے۔ اور بے شک جو نعمتیں میں نے تجھ پر فرمائی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ میں نے تیرے لیے دو آنکھیں بنائی ہیں جن کے ساتھ تو دیکھتا ہے اور میں نے انکے لیے ایک پردہ بنایا ہے۔ پس تو اپنی آنکھوں کے ساتھ انہیں چیزوں کی طرف دیکھ جو میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 240، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

نے تیرے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اور اگر تو نے ان کو دیکھا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دی ہیں تو میں ان پر ان کا پردہ ڈال دوں گا۔ اور میں نے تیرے لیے ایک زبان بنائی ہے اور اس کے لیے ایک غلاف بنایا ہے۔ پس تو انہی چیزوں کے بارے گفتگو کر جن کے بارے میں نے تجھے حکم دیا ہے۔ اور میں نے تیرے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اور اگر ان کے لیے زبان کو استعمال کیا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دی ہیں۔ تو میں تجھ پر تیری زبان کو بند کر دوں گا۔ اور میں نے تیرے لیے شرم گاہ بنائی ہے اور اس کے لیے ستر (پردہ) بھی بنایا ہے۔ پس تو اپنی شرم گاہ کو اسی کے لیے استعمال کر جو میں نے تیرے لیے حلال قرار دی ہے اور اگر تجھے وہ کچھ پیش آیا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دیا ہے تو میں تجھ پر تیرے ستر کو ڈھیلا کر دوں گا۔ اے ابن آدم! بلاشبہ تو میری ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی تو میرے انتقام کی استطاعت رکھتا ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ سے مراد خیر و شر کا راستہ ہے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے خیر و شر کے راستے کی پہچان کرا دی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْدَيْنِ سے مراد ہدایت اور گمراہی ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا: بے شک لوگ کہتے ہیں کہ نجدین سے مراد دو پستان ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد خیر اور شر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سنان بن سعید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دو راستے ہیں۔ پس تمہارے لیے شر کے راستے کو خیر کے راستے سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: اے لوگو! بے شک یہ دو راستے ہیں، ایک خیر کا راستہ ہے اور ایک شر کا راستہ ہے۔ پس شر کا راستہ تمہارے نزدیک خیر کے راستہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔ (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو!

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 429 (3620)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 242، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 243

بلکہ یہ دوراستے ہیں خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ پس شر کا راستہ خیر کے راستے سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور پھر آگے مذکورہ بالا روایت ذکر کی۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ دوراستے ہیں، خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ پس تم میں سے کسی کے نزدیک شر کا راستہ خیر کے راستہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہونا چاہیے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْدَيْنِ سے مراد دو پستان ہیں (یعنی ہم نے انسان کی دو پستانوں کی طرف راہنمائی کردی)۔(3)

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

"پھر وہ داخل ہی نہیں ہوا (عمل خیر کی دشوار) گھاٹی میں۔ کیا آپ سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ (غلامی سے) گردن چھڑانا ہے۔ یا کھانا کھلانا ہے بھوک کے دن (قحط سالی) میں۔ یتیم کو جو رشتہ دار ہے۔ یا خاک نشین مسکین کو۔ پھر وہ ایمان والوں سے ہو جو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں صبر کی اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں رحمت کی۔ یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔ اور جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وہ لوگ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 262(8020)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 429(3619)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 244 5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے لیے جنت کے قریب ایک گھاٹی ہے اور اس میں داخل ہونا غلامی سے گردن کو چھڑانا ہے۔ الآیہ۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ گھاٹی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اس کی چڑھائی سات ہزار برس کی ہے اور اس کی اترائی بھی سات ہزار برس کی ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہ عقبہ (گھاٹی) جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی بیان کیا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم میں ستر درجے (سیڑھیاں) ہیں۔(1)

ابن جریر نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: خبردار! اس راستے پر چل جس میں نجات اور خیر ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آیت میں الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم ہے اور وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ کے تحت فرمایا: کہ ہمارے لیے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جو مسلمان آدمی کسی مسلمان کی گردن (غلامی سے) آزاد کرائے گا۔ تو وہ آتش جہنم سے بچنے کے لیے اس کا فدیہ بن جائے گا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ پہلے فرمایا: کیا آپ سمجھے وہ گھاٹی کیا ہے؟ پھر اس میں داخل ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: کہ وہ غلامی سے گردن کو چھڑانا ہے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سی گردن اجر کے اعتبار سے عظیم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ تمہارے سامنے ایک مشقت آمیز گھاٹی ہے، بوجھل لوگ اسے عبور نہیں کر سکیں گے۔ سو میں چاہتا ہوں کہ میں اس گھاٹی کو آسان بنا دوں۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کے پاس ایسا کوئی نہیں ہے جسے وہ آزاد کر سکتا ہو۔ بجز اس کے کہ ہم میں سے کسی کے پاس سیاہ رنگ کی لونڈی ہے جو اس کی خدمت کرتی ہے اور اس پر طرح طرح کی مشقت اٹھاتی ہے۔ پس اگر ہم انہیں زنا کا حکم دیں، تو وہ زنا کریں پھر وہ اولاد لے کر آئیں اور ہم انہیں آزاد کر دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کے راستے میں درے (کی شدت اور سختی) سے لے جانا زنا کا حکم دینے اور پھر بچے کو آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 244، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 245 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 45-244
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 245 5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 58، دارالفکر بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہنچا " اللہ تعالیٰ کے راستے میں درہ لگانا اجر کے اعتبار سے زانیہ کے بچے کی آزادی سے زیادہ عظیم اور ارفع ہے" تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ یہ اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت نازل فرمائی: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ تو بعض مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک ہمارے پاس کوئی ایسا غلام نہیں ہے جسے ہم آزاد کر سکیں۔ البتہ ہم میں سے بعض کے پاس خادمائیں ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پس ہم انہیں زنا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور جب انہوں نے زنا کیا تو وہ بچے جنیں گی اور ہم ان کے بچوں کو آزاد کر دیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں زنا کا حکم نہ دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شدت اور سختی برداشت کرنا اجر کے لحاظ سے اس سے اعظم اور زیادہ بہتر ہے۔

ابن مردویہ نے ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا تو اس کی ہڈیوں میں سے ہر ہڈی کے بدلے آزاد کرنے والے کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کو جہنم سے نکلنے کی جزا دی جائے گی۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان یا مومن آدمی کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو جہنم سے بچا لے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی گردنیں (آزاد کرنا) افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ثمن کے اعتبار سے مہنگی اور قیمتی ہوں اور ان کے نفس ان کے گھر والوں کے پاس ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا یہاں تک کہ شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے۔ (1)

امام احمد، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غلام کو آزاد کر اور گردن کو (غلامی سے) چھڑا دے۔ تو اس نے عرض کیا یہ دونوں ایک نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بے شک عتق رقبہ یہ ہے کہ تو اسے آزاد کرنے میں منفرد ہو۔ اور فک رقبہ یہ ہے کہ تو اس کی آزادی میں معاون و مددگار ہو۔ اور ذی رحم کو دودھ دینے والا جانور دے اور اس پر احسان کر، اور اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھے تو پھر بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور اگر تو اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو پھر خیر اور نیکی کے سوا اپنی زبان کو بند رکھ۔ (2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَوْمٍ ذِىْ مَسْغَبَةٍ

---

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 495، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 66 (4335)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے مراد بھوک کا دن ہے (یعنی قحط سالی کی حالت)(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَسْغَبَةٍ کا معنی بھوک ہے۔(2)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے مفہوم نقل کیا ہے کہ مراد وہ دن ہے جس میں کھانا کم ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے اس طرح قرأت کی ہے۔ اَوْ اِطْعَمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے: موجبات مغفرت میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا بھی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذَا مَقْرَبَةٍ کا معنی ہے ذاقربہ یعنی رشتہ دار۔ اور ذَا مَتْرَبَةٍ سے مراد ہے بعید التربہ یعنی جو اپنے وطن سے دور ہو۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ کا مفہوم ہے ایسا حقیر اور چھوڑا ہوا انسان جس کے لیے گھر نہ ہو اور حاکم کے الفاظ میں ہے ایسا خاک نشین جسے مٹی سے کوئی شے نہ بچا سکتی ہو(4)۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: وہ جو شدت فقر و افلاس کے سبب مٹی سے چپک جائے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ سے مراد انتہائی محتاج اور سخت ضرورت مند آدمی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یہاں مراد ایسا مسکین ہے جو صاحب اہل وعیال ہو اور تیرے اور اس کے درمیان قرابت و رشتہ داری نہ ہو۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے ذَا مَتْرَبَةٍ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مشقت اٹھانے والا اور حاجت مند۔ نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَرِبَتْ يَدَاكَ ثُمَّ قَلَّ نَوَالُهَا وَتَرَفَّعَتْ عَنْكَ السَّمَاءُ سَحَابَهَا

''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوئے پھر ان کی بخشش اور عطا کم ہوئی۔ اور (اسی کے ساتھ) تجھ سے آسمان نے اپنے بادل

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 217 (3366)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 570 (3936)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 249 6۔ ایضاً

بلند کر لیے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ وہ ہے جس کا ٹھکانہ اور پناہ گاہ کوڑے کے ڈھیر ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ذَا مَتْرَبَةٍ کے بارے کہا: کہ ہم یہ گفتگو کرتے ہیں کہ متربہ سے مراد وہ صاحب اہل وعیال ہے جس کے پاس کوئی شے نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کیا ہے کہ فرائض کے بعد لوگوں کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسکین کو کھانا کھلانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن حسان رضی اللہ عنہ سے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے وہ اس پر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو رحمت کی نصیحت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ تمام لوگوں کے لیے رحمت بن جاتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُّؤْصَدَةٌ کا مفہوم ہے دروازوں کا بند کر دیا جانا (یعنی انہیں آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مُّؤْصَدَةٌ کا معنی ہے مطبقہ یعنی ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔ ہر طرف سے انہیں ڈھانپے ہوئے ہوگی۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد، حضرت عکرمہ، حضرت عطیہ، حضرت ضحاک، حضرت سعید بن جبیر، حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ مُّؤْصَدَةٌ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی ہے چھایا ہوا ہونا، ہر جانب سے گھیرے ہوئے ہونا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَحِنُّ اِلٰى اَجْبَالِ مَكَّةَ نَاقَتِيْ وَمِنْ دُوْنِنَا اَبْوَابُ صَنْعَا مُؤْصَدَةْ

"میری اونٹنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی مشتاق رہتی ہے اور ہمارے سامنے صنعا کے بند دروازے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مُّؤْصَدَةٌ کی تفسیر میں کہا ہے: یہ لغت قریش کے مطابق ہے کہا جاتا ہے او صد الباب اس نے دروازہ بند کر دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 250، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

آیاتہا ۱۵ سُوْرَۃُ الشَّمْسِ مَکِّیَّۃٌ ۹۱ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز میں وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا اور اس کی مشابہ سورتیں پڑھتے تھے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ وہ صبح کی نماز میں وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ اور وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا پڑھا کریں۔(3)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم چاشت کی دو رکعتیں ان دو سورتوں یعنی وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا اور وَالضُّحٰى (الضحیٰ: 1) کے ساتھ پڑھا کریں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ: 1) اور وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا ۝۶ وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

”قسم ہے آفتاب کی اور اس کی دھوپ کی۔ اور قسم ہے مہتاب کی جب وہ (غروب) آفتاب کے بعد آوے۔ اور قسم ہے دن کی جب آفتاب کو روشن کر دے۔ اور رات کی جب وہ اسے چھپالے۔ اور قسم ہے آسمان کی اور اسے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 155، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 299 (299)، دارالفکر بیروت

بنانے والے کی۔ اور زمین کی اور اس کو بچھانے والے کی۔ قسم ہے نفس کی اور اس کو درست کرنے والے کی۔ پھر اس کے دل میں ڈال دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کو۔ یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے نفس) کو پاک کر لیا۔ اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں دبا دیا۔ جھٹلایا قوم ثمود نے (اپنے پیغمبر کو) اپنی سرکشی کے باعث۔ جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں سے ایک بڑا بدبخت۔ تو کہا انہیں اللہ کے رسول نے کہ (خبردار رہنا) اللہ کی اونٹنی اور اس کی پانی کی باری سے۔ پھر بھی انہوں نے جھٹلایا رسول کو اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ پس ہلاک کر دیا انہیں ان کے رب نے ان کے گناہ عظیم کے باعث اور سب کو پیوند خاک کر دیا۔ اور کوئی ڈر نہیں اللہ کو ان کے (تباہ کن) انجام کا"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی: وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا قسم ہے آفتاب کی اور اس کی روشنی کی۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا اور مہتاب کی جب کہ وہ آفتاب کے پیچھے آئے۔ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا اور قسم ہے دن کی جب وہ آفتاب کو روشن کر دے۔ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا اور قسم ہے آسمان کی اور اسے بنانے والے کی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمان کو بنایا ہے۔ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا اور قسم ہے زمین کی اور اس کو بچھانے والے کی۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا فرمایا پھر اسے پہچان کرا دی اس کی شقاوت اور اس کی سعادت کی۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اسے گمراہ کر دیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا اور قسم ہے مہتاب کی جب وہ دن کے پیچھے آتا ہے۔ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا اور قسم ہے زمین کی اور اس کی جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا فرمائی۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا اور اسے طاعت و معصیت پر مطلع کر دیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تَلٰهَا کا معنی پیچھے آنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ذی حمامہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے میری عظیم مخلوق (رات کی تاریکی) میں ڈھک چکے ہیں اور رات کا خوف اور ڈر ہے۔ حالانکہ جس نے رات کو پیدا کیا ہے وہ یہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا میں اللہ تعالیٰ نے زمین کی قسم کھائی ہے۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا پھر خیر اور شر کو بیان فرما دیا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 571 (3938)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 55-54-250، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 255

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا کا معنی ہے پھر اسے آگاہ کر دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کے بارے۔(1)

امام احمد، مسلم، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ جو عمل لوگ آج کرتے ہیں اور اس میں خوب محنت کرتے ہیں یہ وہ شے ہے جس کا ان کے بارے فیصلہ کیا جا چکا ہے اور وہ ان پر اتنی مقدار میں ہی پورا ہوتا ہے جتنا پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ یا دونوں میں وہ اس عمل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو ان کا نبی علیہ السلام ان پر لے کر آیا اور اس کو ان پر حجت بنایا گیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ یہ وہ شے ہے جس کا ان کے بارے فیصلہ کیا گیا ہے۔ تو اس نے عرض کی: پھر وہ عمل کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن دو منزلوں میں سے ایک کے لیے اسے پیدا کیا ہے اسے اس کے عمل کے لیے بھی تیار کیا ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ نَفۡسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۪ۙ فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا (2)

امام طبرانی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرماتے تھے تو آپ توقف فرماتے۔ پھر یہ کہتے۔ ''اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفۡسِیۡ تَقۡوَاهَا اَنۡتَ وَلِیُّهَا وَمَوۡلَاهَا وَ خَیۡرُ مَنۡ زَکّٰهَا'' (اے اللہ! مجھے نفس کا تقویٰ اور پارسائی عطا فرما۔ تو ہی اس کا کارساز اور اس کا مولیٰ ہے اور بہتر وہ ہے جس نے اس کا تزکیہ کیا) (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ نے یہ آیت پڑھی فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا اور پھر یہ کہا۔ ''اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفۡسِیۡ تَقۡوَاهَا اَنۡتَ خَیۡرُ مَنۡ زَکّٰهَا، اَنۡتَ وَلِیُّهَا وَمَوۡلَاهَا'' فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفۡسِیۡ تَقۡوَاهَا اَنۡتَ خَیۡرُ مَنۡ زَکّٰهَا، اَنۡتَ وَلِیُّهَا وَمَوۡلَاهَا'' (4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورج ڈھلنے کے فوراً بعد نماز پڑھائی اور بلند آواز سے قرأت کی اور اس میں وَ الشَّمۡسِ وَ ضُحٰىهَا اور وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی پڑھیں۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس نماز میں آپ کو کسی شے کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ میں نے یہ چاہا کہ میں تمہیں وقت سے آگاہ کر دوں۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے وَ الشَّمۡسِ وَ ضُحٰىهَا قسم ہے آفتاب کی اور اس کی روشنی کی وَ الۡقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا اور مہتاب کی جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور دن کی جب وہ اسے روشن کر دے۔ وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰىهَا اور رات کی قسم جب وہ اسے ڈھانپ لے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 571 (3939)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 256، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 291 (11495)، دار الفکر بیروت
4۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 350، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 294 (2688)

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا اور قسم ہے آسمان کی اور اسے بنانے والے کی۔ فرمایا اللہ نے آسمان وزمین کو بنایا ہے۔ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا اور قسم ہے زمین کی اور اسے پھیلانے والے کی۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا فرمایا: پھر اسے اس کی شقاوت اور پارسائی کے بارے آگاہ کر دیا۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے اپنے نفس کو شریف بنالیا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اسے گمراہ کر دیا۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَاۤ جھٹلایا قوم ثمود نے (اپنے پیغمبر کو) اپنی معصیت ونافرمانی کے سبب۔ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ان کے انجام کا کوئی خوف نہیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا قسم ہے آفتاب کی اور اس کے روشن کرنے کی۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا اور مہتاب کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جاتا ہے۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نفس کی خلقت کو درست کیا اور اس میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں چھوڑا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا فرمایا: اس سے مراد دن ہے (یعنی قسم ہے آفتاب کی اور اس کے دن کی) وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا فرمایا: چاند کا ظہور آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے اور اس کے غروب کے بعد ہی مہتاب دکھائی دیتا ہے (یعنی قسم ہے مہتاب کی جب وہ غروب آفتاب کے بعد آوے) وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور قسم ہے دن کی جب وہ آفتاب پر چھا جاے۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا اور قسم ہے رات کی جب وہ اسے چھپا لے۔ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا اور قسم ہے آسمان کی اور جس نے اسے پیدا کیا۔ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے بچھایا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا فرمایا: اس کے لیے نافرمانی کو پارسائی سے علیحدہ کا عمل کیا۔ قَدْ اَفْلَحَ اس آیت تک قسم واقع ہوئی۔ مَنْ زَكّٰىهَا فرمایا: جس نے خیر اور نیکی اور جدا کر کے بیان کیا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے سبب نفس کو پاک کر لیا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا فرمایا: یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے گناہ اور فجور کے سبب اس کو خاک میں دبا دیا۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَاۤ فرمایا: جھٹلایا قوم ثمود نے سرکشی کے باعث۔ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا فرمایا: جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں سے ایک بڑا بد بخت (امیر ثمود) فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم اس اونٹنی اور اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم کے درمیان سے ہٹ جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس پانی کی تقسیم کی ہے۔ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فرمایا: ہمارے لیے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹنے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ ان کے چھوٹوں اور بڑوں، ان کے مردوں اور عورتوں سب نے اس کا پیچھا کیا۔ پس جب قوم اس کی کونچیں کاٹنے میں شریک ہوگئی۔ تو ان کے گناہ عظیم کے باعث ان کے رب نے انہیں ہلاک کر دیا اور سب کو پیوند خاک کر دیا اور اللہ تعالیٰ کو ان کے اس انجام کا کوئی خوف نہیں۔(2)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 252,53,54,55,57,58,59,61، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 252,53,54,57,58,59,60

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا قسم ہے چاند کی جب وہ اس کے بعد آئے۔

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قسم ہے چاند کی جب وہ غروب آفتاب کے بعد آئے۔

عبد بن حمید نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا قسم ہے زمین کی اور اسے بچھانے والے کی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اس کی خلقت کو درست کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاَلْهَمَهَا کا معنی ہے: اور اس نے اس کے لیے لازم کی۔ اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا سے مراد اس کی نافرمانی اور طاعت ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ نفس فاجرہ کے دل میں نافرمانی کو ڈال دیا اور نفس متقیہ کے دل میں تقویٰ اور پارسائی کو ڈال دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ اسی آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے گمراہی سے رشد و ہدایت کو علیحدہ اور واضح کر دیا اور ہر نفس کے دل میں وہ ڈال دیا جس کے لیے اسے تخلیق فرمایا اور اس کے بارے جو لکھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا الآیہ کے تحت حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یقیناً وہ فلاح پا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا اور وہ نامراد ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے خاک میں دبا دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور اس کی اصلاح کر لی اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے ہلاک کیا اور اسے گمراہ کر دیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے عمل صالح کے ساتھ اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے برے عمل کے ذریعے اپنے نفس کو خاک میں دبا دیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مَنْ دَسّٰىهَا کا یہ معنی ذکر کیا ہے (یقیناً وہ نامراد ہوا) جس نے اپنے نفس کو گمراہ کر دیا۔

امام حسین نے الاستقامہ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا یقیناً وہ فلاح پا گیا جس کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یقیناً وہ نامراد ہوا جس کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے خاک میں دبا دیا اور اسے گمراہ کر دیا۔ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا فرمایا: کسی کے پیچھے آنے والے (انجام) کا اللہ تعالیٰ کو کوئی خوف نہیں۔(2)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 431 (3628)
1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 61-58-257

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے نفس کے ساتھ مکر کیا۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی نے جویبر کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا الآیہ، وہ نفس فلاح پا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا اور وہ نامراد ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے ہر خیر سے محروم کر دیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ عذاب جو قوم ثمود پر آیا اس کا نام طغویٰ ہے۔ اور آپ نے مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ قوم ثمود نے اپنے عذاب کو جھٹلایا۔(2)

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اور آپ نے اونٹنی کا ذکر کیا اور اس کا ذکر بھی کیا جس نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے ایک بدخلق آدمی اٹھا جو اپنی جماعت میں ابوزمعہ کی مثل قوی اور طاقت ور تھا۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بغوی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے لوگوں میں سے بڑے بدبخت کے بارے نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی۔ ایک ثمود کا وہ احیمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور دوسرا وہ جو تجھے اس مقام یعنی ہنسلی پر مارے گا۔ یہاں تک کہ اس سے یہ یعنی داڑھی جدا ہو جائیگی۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے اسی طرح کی حدیث حضرت صہیب اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا فرمایا: وہ ہمارا رب ہے جسے ان کے اس انجام کا کوئی خوف نہیں جو کچھ اس نے ان کے ساتھ کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں وہ اس کے انجام سے خوفزدہ نہیں ہوا جو کچھ اس نے کیا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں وہ اس کے انجام سے خوفزدہ نہیں ہوا۔(6)

---

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 211 (6400)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 259، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 261 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

آیاتہا ۲۱　سورۃ اللیل مکیۃ ۹۲　رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝۱ وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰٓی ۝۳ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝۶ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ۝۷ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝۸ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝۹ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ۝۱۰ وَمَا یُغْنِیْ عَنْہُ مَالُہٗٓ اِذَا تَرَدّٰی ۝۱۱ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْہُدٰی ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَۃَ وَالْاُوْلٰی ۝۱۳ فَاَنْذَرْتُکُمْ نَارًا تَلَظّٰی ۝۱۴ لَا یَصْلٰىہَآ اِلَّا الْاَشْقَی ۝۱۵ الَّذِیْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝۱۶ وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی ۝۱۷ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰٓی ۝۱۹ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی ۝۲۰ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ۝۲۱

’’قسم ہے رات کی جب وہ (ہر چیز پر) چھا جائے۔ اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب چمک اٹھے۔ اور اس کی جس نے پیدا کیا نر اور مادہ کو۔ بے شک تمہاری کوششیں مختلف نوعیت کی ہیں۔ پھر جس نے (راہ خدا میں اپنا) مال دیا اور (اس سے) ڈرتا رہا۔ اور (جس نے) اچھی بات کی تصدیق کی۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے آسان راہ۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا رہا۔ اور اچھی بات کو جھٹلایا۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے مشکل راہ۔ اور اس کے کسی کام نہ آئے گا اس کا مال جب وہ ہلاکت (کے گڑھے) میں گرے گا۔ بے شک ہمارے ذمہ (کرم پر) ہے رہنمائی کرنا۔ یقیناً آخرت اور دنیا کے ہم ہی مالک ہیں۔ پس میں نے خبردار کر دیا ہے تمہیں ایک بھڑکتی آگ سے۔ اس میں نہیں جلے گا مگر وہ انتہائی بدبخت۔ جس نے (نبی کریم کو) جھٹلایا اور (آپ سے) روگردانی کی۔ اور دور رکھا جائے گا اس سے وہ نہایت پرہیزگار۔ جو دیتا ہے اپنا مال اپنے (دل) کو پاک کرنے کے لیے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ بجز اس کے کہ وہ اپنے برتر پروردگار کی خوشنودی کا طلب گار ہے۔ اور وہ ضرور (اس سے) خوش ہوگا‘‘۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ وَ

اَلَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی کا کھجور کا درخت تھا، اس کی شاخیں ساتھ والے آدمی کے گھر میں تھیں، جو فقیر بھی تھا اور صاحب عیال بھی۔ وہ آدمی جب آتا اور گھر میں داخل ہوتا تو درخت پر چڑھتا تا کہ اس سے پھل توڑ لے۔ اور بسا اوقات کوئی پھل نیچے گرتا اور اسے اس فقیر کے بچے اٹھا لیتے۔ تو وہ درخت سے نیچے اترتا اور ان کے ہاتھوں سے پھل لے لیتا۔ اور اگر ان میں سے کسی کے منہ میں پاتا تو اپنی انگلی اس کے منہ میں داخل کر کے پھل نکال لیتا۔ پس اس آدمی نے حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت پیش کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو چلا جا۔ پھر آپ ﷺ اس درخت کے مالک سے ملے اور اسے فرمایا: تو اپنا وہ درخت مجھے دے دے جس کی شاخیں فلاں کے گھر میں جھکی ہوئی ہیں۔ تو اس کے بدلے تیرے لیے جنت میں درخت ہوگا۔ تو اس آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کی: میں یقیناً دے دیتا۔ میرے بہت سے درخت ہیں لیکن ان میں کوئی بھی ایسا درخت نہیں جس کا پھل اس سے زیادہ لذیذ اور اچھا ہو۔ پھر وہ آدمی چلا گیا اور وہ اس آدمی سے ملا جو درخت والے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سن رہا تھا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اگر میں وہ درخت لے لوں تو کیا آپ مجھے وہی عطا کریں گے جو آپ نے اس آدمی کو دیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پس وہ آدمی چلا گیا اور اس درخت کے مالک سے جاملا۔ ان دونوں کے درخت تھے۔ اس کو درخت والے نے کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے میرے اس درخت کے بدلے جس کی شاخیں فلاں کے گھر جھکی ہوئی ہیں جنت میں ایک درخت عطا فرمایا ہے۔ تو میں نے عرض کی: میں یقیناً دے دیتا۔ لیکن اس کا پھل مجھے بڑا پسند اور اچھا لگتا ہے حالانکہ میرے بہت سے درخت ہیں لیکن میرے لیے ایسا کوئی درخت نہیں جس کا پھل اس سے اچھا اور بہتر ہو۔ یہ سن کر دوسرے آدمی نے اسے کہا: کیا تو اسے بیچنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں مگر اس طرح کہ کوئی اس کے بدلے اتنا دے جو میں چاہتا ہوں۔ اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ کوئی اتنا دے گا۔ تو اس آدمی نے پوچھا: تو اس کے عوض کتنے کی امید رکھتا ہے؟ اس نے کہا: چالیس درخت۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: تو نے ایک بھاری قیمت رکھی ہے کہ تو اپنے جھکے ہوئے ایک درخت کے بدلے چالیس درختوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔ تو اس آدمی نے کہا: میں تجھے چالیس درخت ہی دوں گا۔ تو اس نے اسے جواب دیا: میں حاضر ہوں اگر تو سچ کہہ رہا ہے۔ سو اس نے اس کے لیے ایک جھکے ہوئے درخت کے عوض چالیس درخت پیش کر دیئے۔ پھر وہ ایک ساعت کے لیے ٹھہرا۔ پھر وہ بولا: میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی تک ہم مجلس سے جدا نہیں ہوئے۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: اس سے زیادہ تیرا کوئی

---

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 391، دارالفکر بیروت

حق نہیں ہے کہ میں نے تجھے ایک جھکے ہوئے درخت کے عوض چالیس درخت دے دیئے ہیں۔ تو اس نے اسے جواب دیا: میں تجھے اس شرط پر وہ درخت دوں گا کہ تو مجھے اپنے درخت دے اس طرح جیسے میں چاہتا ہوں۔ یعنی تو مجھے ایک تسلسل کے ساتھ لگے ہوئے درخت دے گا۔ اس نے تھوڑی سی خاموشی اختیار کی۔ پھر کہا ایک لائن پر لگے ہوئے درخت تیرے لیے ہوں گے۔ راوی کا بیان ہے: پھر وہ آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک وہ درخت میرا ہو گیا ہے۔ اب وہ آپ کا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر والے کے پاس تشریف لے گئے اور اسے ارشاد فرمایا: یہ درخت تیرے اور تیرے بچوں کے لیے ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بلاشبہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سورت سخاوت اور بخل کے بارے میں نازل ہوئی: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ تاریک ہو جائے (یعنی اس کی تاریکی ہر شے پر چھا جائے)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ آئے اور ہر شے کو ڈھانپ لے۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ شام آئے اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے۔ تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا آپ کن میں سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں اہل کوفہ میں سے ہوں (1)۔ تو آپ نے پوچھا: تم نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کس طرح پڑھتے سنا ہے؟ تو حضرت علقمہ نے کہا۔ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پڑھتے سنا ہے اور یہ مجھ سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ میں اس طرح پڑھوں: خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى لیکن قسم بخدا! میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ قرآن کریم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے تھے۔ بجز اٹھارہ حروف کے۔ آپ نے وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے لیے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان حروف کو چھوڑنا میرے لیے باعث مسرت و فرحت نہیں ہے اگرچہ میرے لیے دنیا سرخ سونے سے بھر دی جائے۔ ان میں سے ایک حرف سورۂ بقرہ میں ہے: من بقلها و قثائها و ثومها یعنی اس میں فومها کی بجائے ثومها ثاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ ایک سورۂ اعراف میں ہے: فلنسألن الذين ارسل اليهم قبلك من رسلنا ولنسألن المرسلين ایک سورۂ براۃ میں ہے: یا ایها الذين آمنوا اتقوا الله و كونوا (  ) مع الصادقين سورۂ ابراہیم میں ہے: وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 929-737، قدیمی کتب خانہ کراچی

الْجِبَالُ اور ایک سورۂ انبیاء میں ہے: وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ اور اسی میں یہ بھی ہے: وهم من كل جلدث ينسلون اور سورۂ حج میں ہے۔ یاتون من کل فج سحیق سورۂ شعراء میں ہے: فعلتها اذا وانا من الجاهلين سورۂ نحل میں ہے "اعبد رب هذه البلد التي حرمها" سورۂ صافات میں ہے: "فلما سلما وتله للجبين" سورۂ فتح میں ہے: "وتعزروه وتوقروه و تسبحوه" یعنی تاء کے ساتھ۔ سورۂ نجم میں ہے: "ولقد جاء من ربكم الهدى" اور اسی سورت میں ہے۔ "ان تتبعون الا الظن" سورۂ حدید میں ہے "لكي يعلم اهل الكتاب ان لا يقدرون على شيء" سورۂ ن میں ہے "لولا ان تداركته نعمة من ربه" یعنی تدارك کو مونث ذکر کیا ہے۔ اور سورہ اذا الشمس کورت میں ہے۔ "واذا الموء ودة سالت باي ذنب قتلت" اس میں مزید ہے۔ "وما هو على الغيب بضنين" اور سورۂ اللیل میں ہے: الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى فرمایا یہ قسم ہے تم اسے نہ توڑو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے: وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى یعنی وہ جس نے مذکر اور مؤنث کو پیدا کیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اِنَّ سَعْيَكُمْ کے تحت نقل کیا ہے کہ سعی سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہاں قسم واقع ہوئی ہے اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى فرماتے ہیں: شتی کا معنی مختلف ہے یعنی (بے شک تمہاری کوششیں مختلف ہیں)(3)

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے دھاری دار کپڑے اور دس اوقیہ کے عوض خریدا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہنے کے لیے انہیں آزاد کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى تک آیات نازل فرمائیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، امیہ اور ابی کی کوششوں کی نوعیت مختلف ہے۔ اور حسنی سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ اور اس قول تک فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى فرمایا: یہاں عسری سے مراد جہنم ہے (یعنی ہم اس کے لیے جہنم کی راہ آسان کر دیں گے)(4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى پس جس نے فالتو مال میں سے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 265

3۔ ایضاً 4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 69، دار الفکر بیروت

(راہ خدا) میں دیا۔ وَاتَّقٰى اور اپنے رب سے ڈرتا رہا۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلیفہ ہونے کی تصدیق کی۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى تو ہم اس کے لیے خیر کی راہ آسان کر دیں گے۔ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى اور جس نے اپنے مال کے ساتھ بخل کیا اور اپنے رب سے بے پرواہ بنا رہا۔ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلیفہ ہونے کو جھٹلایا۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى تو ہم اس کے لیے شر کی راہ آسان کر دیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى جس نے اپنے اوپر لازم ہونے والا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا۔ وَاتَّقٰى اور محارم اللہ سے بچتا رہا۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور ان وعدوں کی تصدیق کی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے فرمائے۔ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ فرمایا: اور جس نے اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنے میں بخل کیا۔ وَاسْتَغْنٰى اور اپنی ذات میں اپنے رب سے بے پرواہ رہا۔ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور ان وعدوں کو جھٹلایا جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے۔

ابن جریر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور خلیفہ ہونے کا یقین کیا۔(2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی بیان کی ہے: وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تصدیق کی۔ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى فرماتے ہیں: جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور اس نے زکوٰۃ دینے سے بخل کیا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْحُسْنٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔ یعنی اس نے جنت کی تصدیق کی۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِلْيُسْرٰى سے مراد جنت ہے۔ یعنی ہم اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے نام پر مکہ مکرمہ میں (غلاموں کو) آزاد کرتے تھے۔ پس بوڑھی اور دیگر عورتیں جب اسلام لاتی تھیں، انہیں آپ آزاد کر دیتے تھے۔ تو ان کے والد نے انہیں کہا: اے بیٹے! میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو کمزور اور ضعیف لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ پس اگر تو طاقتور اور مضبوط لوگوں کو آزاد کرے تو وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں گے، تیری حفاظت کریں گے اور تجھ سے (دشمنوں کو) دور ہٹائیں گے۔ تو آپ نے جواب دیا: اے والد محترم! میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی چاہتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى۔(6)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 72-69-266 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 266 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 69-267
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 267 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 268

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کلبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى الآیہ میں مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ الآیہ میں مراد ابوسفیان بن حرب ہے۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شامل ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر جنت اور دوزخ میں اس کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم عمل نہ کریں؟ فرمایا: عمل کرو پس ہر ایک کے لیے وہ آسان بنا دیا گیا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ پس جو اہل سعادت میں سے ہو تو اس کے لیے اہل سعادت کا عمل آسان بنا دیا جاتا ہے۔ اور جو اہل شقاوت میں سے ہو تو اس کے لیے اہل شقاوت کا عمل آسان بنا دیا جاتا ہے۔ پھر یہ آیات پڑھیں: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۙ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر) (ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے)۔ تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر عمل میں کیا ہے کیا کسی شے میں ہم نئے سرے سے شروع ہو سکتے ہیں یا ہم ہر شے سے فارغ کر دیئے گئے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عمل کرو پس ہر عمل آسان بنا دیا گیا ہے۔ پس ہم اس کے لیے آسان راہ آسان کر دیں گے اور ہم اس کے لیے مشکل راہ آسان کر دیں گے۔(3)

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق رحمۃ اللہ علیہ نے اِذَا تَرَدّٰى کے بارے ان سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا: جب وہ گرے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ آیت ابوجہل کے بارے نازل ہوئی۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا:

خَطِفَتْهُ مَنِیَّةٌ فَتَرَدّٰى وَهُوَ فِی الْمُلْكِ یَأْمَلُ التَّعْمِیْرَا

''موت نے اسے اچک لیا، پس وہ گر پڑا۔ حالانکہ وہ ملک میں تعمیر اور آبادی کی آرزو اور امید رکھتا تھا''۔

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِذَا تَرَدّٰى جب وہ آگ میں گرے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے کہ اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا جب وہ جہنم میں گرے گا۔(5)

---

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 30، صفحہ 70، دارالفکر بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 738، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 271، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 433 (3632)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 55 (34171)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے اِذَا تَرَدّٰی جب وہ مرے گا اور نَارًا تَلَظّٰی میں فرمایا: اس سے مراد بھڑکتی آگ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی بے شک بیان، وضاحت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے یعنی اپنی حلال وحرام اور طاعت ومعصیت کا بیان (اسی کے ذمہ ہے)(2)

امام سعید بن منصور، فراء اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عبید بن عمیر نے یہ آیت اس طرح پڑھی فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَتَلَظّٰی یعنی دو تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ فرمایا: تم جنت میں داخل ہو گے بجز اس کے جو انکار کرے گا۔ لوگوں نے کہا: جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کرے گا؟ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: الَّذِیْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی وہ جس نے (نبی کریم) کو جھٹلایا اور (آپ سے) روگردانی کی۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس امت میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس طرح نکل گیا۔ جس طرح شریر اونٹ اپنے مالک کی اطاعت سے بھاگ جاتا ہے۔ اور وہ وہ (آدمی) ہے جس نے میری تصدیق نہ کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِیْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل نہیں کرے گا مگر اس بڑے بدبخت کو جس نے اس دین کو جھٹلایا جو حضرت محمد ﷺ لے کر آئے اور آپ سے روگردانی کی۔(4)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس نرم (اور حسین) ترین کلمہ کے بارے پوچھا گیا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے تم تمام کے تمام جنت میں داخل ہو گے بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس طرح نکل گیا جس طرح شریر اونٹ اپنے مالک سے بھاگ جاتا ہے۔(5)

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میرا ہر امتی جنت میں داخل ہو گا سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون انکار کرتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی تحقیق اس نے انکار کیا۔(6)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 74-273، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 273

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 274 4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 62 (16729)، دار الفکر بیروت

5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 123 (184)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 1081، قدیمی کتب خانہ کراچی

شقی (بدبخت) کے سوا کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ عرض کی گئی: شقی کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق عمل نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو چھوڑتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات کو آزاد کیا۔ ان میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستایا جاتا اور عذاب دیا جاتا تھا۔ یعنی حضرت بلال، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما، نہدیہ اور ان کی بیٹی، زنیرہ، ام عیسیٰ اور بنی مومل کی کنیز رضی اللہ عنہن۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى آخر سورت تک نازل ہوئی۔

امام احمد، مسلم، ابن حبان، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کون سی شے میں ہم عمل کر سکتے ہیں؟ کیا کسی شے کے بارے میں تقدیر ثابت ہو چکی ہے اور اس میں قلم چل چکے ہیں یا کسی شے کے بارے میں ہم عمل کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ ہر شے میں تقدیر کا حکم ثابت ہو چکا ہے اور اس میں قلم چل چکے ہیں۔ تو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ پھر عمل کس لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرو۔ پس ہر آدمی کے لیے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا۔ اور آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى۔

ابن قانع، ابن شاہین اور عبد، ان تمام نے الصحابہ میں حضرت بشیر بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: عمل کس شے میں ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس میں جس کے بارے قلم خشک ہو چکے ہیں اور تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پس تم عمل کرو۔ پس ہر ایک کے لیے وہ عمل آسان بنا دیا گیا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى۔ (1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوقحافہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو۔ اگر تم اس طرح کرتے کہ قوی اور طاقت ور لوگوں کو آزاد کرتے تو وہ تمہاری حفاظت کرتے اور تمہارے ساتھ کھڑے ہوتے۔ تو آپ نے کہا: ابا جان! میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔ پس اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ۝ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَ مَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰى ۝ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ۝ وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى۔ (2)

1۔ معجم الصحابہ لابن قانع، جلد 2، صفحہ 749 (159)، مکتبہ مصطفیٰ الباز الریاض 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 572 (3942)، بیروت

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ایک دوسری سند سے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی: وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤی ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ یَرْضٰی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ نے ایسے لوگوں کو آزاد کیا جن سے نہ کسی جزا اور بدلے کی طلب کی اور نہ شکر کی امید رکھی، وہ چھ یا سات افراد ہیں۔ انہیں میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی میں الْاَتْقَی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤی کے تحت کہتے ہیں: اس پر لوگوں کا بدلہ اور جزا دینا نہیں ہے بلکہ اس کا یہ عطیہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے۔(3)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 291 (11496)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 276، داراحیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً

آیاتہا ۱۱ | سُوْرَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ ۹۳ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ وَجَدَكَ عَآىٕلًا فَاَغْنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآىٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ﴿۱۰﴾ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

’’قسم ہے روز روشن کی۔ اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے۔ نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔ اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے۔ اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر (اپنی آغوش رحمت میں) جگہ دی۔ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اور اس نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔ پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ اور جو مانگنے آئے اس کو مت جھڑکیے۔ اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے‘‘۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ وَالضُّحٰی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالحسن البزی المقری رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ میں نے عکرمہ بن سلیمان کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے اسماعیل بن قسطنطین پر قرآن کریم پڑھا۔ جب میں وَالضُّحٰی پر پہنچا تو انہوں نے کہا: ہر سورت کے خاتمہ پر تکبیر کہنا یہاں تک کہ تو ختم کر لے۔ کیونکہ میں حضرت عبداللہ بن کثیر کے پاس قرآن کریم پڑھا۔ جب میں وَالضُّحٰی پر پہنچا تو انہوں نے کہا تکبیر کہو۔ یہاں تک کہ تو ختم کرتے اور عبداللہ بن کثیر نے انہیں یہ بتایا کہ انہوں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قرآن کریم پڑھا تو انہوں نے بھی انہیں اسی طرح کا حکم دیا۔ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں یہ بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں یہی حکم دیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ اطلاع دی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی طرح کا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دارالفکر بیروت

حکم دیا تھا۔ اور انہوں نے انہیں یہ بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اسی طرح فرمایا تھا۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو دو یا تین راتیں آپ نے قیام نہ فرمایا۔ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد! (ﷺ) میں تیرے شیطان کے بارے یہ خیال کرتی ہوں کہ اس نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے اسے دو یا تین راتوں سے آپ کے قریب نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے میں دیر کر دی تو مشرکین نے کہا: یقیناً محمد (ﷺ) کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔(2)

امام طبرانی نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے سے رک گئے۔ تو آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیوں میں سے کسی نے کہا: میں خیال کرتی ہوں کہ آپ کے صاحب آپ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ تب یہ آیات نازل ہوئیں: وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ اور آپ کے یہ الفاظ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلی مبارک پر پتھر لگا۔ تو فرمایا: تو انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہی تجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دو یا تین راتیں قیام نہ فرمایا۔ تو ایک عورت نے آپ سے کہا: میں یہ خیال کرتی ہوں کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ تب وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى تک آیات نازل ہوئیں۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: جب سورۂ لہب کی یہ آیات نازل ہوئیں تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۙ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۙ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ تو ابولہب کی بیوی کو بتایا گیا کہ محمد (ﷺ) نے تیری ہجو کی ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا اے محمد (ﷺ) تم کس بناء پر میری ہجو کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: قسم بخدا! بلاشبہ میں نے تیری ہجو نہیں کی۔ بلکہ تیری ہجو تو اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے مجھے لکڑیاں اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے یا تم نے میری گردن میں بندھی ہوئی رسی دیکھی ہے؟ پھر وہ چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے چند دن گزارے۔ آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ پھر وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا تو خیال ہے تیرے صاحب نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور وہ تجھ سے ناراض

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 738، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد

ہو گیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: میرا یہ گمان ہے کہ آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے میں کچھ دیر کر دی۔ تو آپ ﷺ بہت زیادہ مضطرب اور پریشان ہو گئے۔ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میرا گمان ہے آپ کا رب آپ سے ناراض ہے۔ اسی وجہ سے وہ آپ کا اضطراب دیکھ رہا ہے۔ تب سورۂ والضحیٰ آخر تک نازل ہوئی۔(3)

امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سے وحی مؤخر ہوئی تو اس سبب سے آپ گھبرا گئے۔ تو میں نے جب آپ ﷺ کے اضطراب اور پریشانی کو دیکھا تو میں نے کہا: آپ کا رب آپ سے ناراض ہے، اس وجہ سے وہ آپ کے اضطراب کو دیکھ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰى۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عوفی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم نازل ہو رہا تھا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کچھ دنوں کے لیے آپ سے رک گئے۔ تو اس سبب سے آپ کو عار دلائی گئی اور مشرکین نے کہا: ان کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ ان سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: وَالضُّحٰى ﴿1﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب وہ آ جائے۔ مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰى نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی طرح مرسل روایت حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہے۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالضُّحٰى فرمایا: مراد دن کی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے (یعنی چاشت کے وقت کی قسم) وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى اور رات کی قسم جب وہ لوگوں کے ساتھ پرسکون ہو جائے (یعنی وہ سکون کے ساتھ چھا جائے)۔(7)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 573 (3945)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 280، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 667 (4214)، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 280 6۔ ایضاً

7۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 435 (3634)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اِذَا سَجٰی کا معنی ہے اذا استوی۔ جب وہ چھا جائے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے جب وہ لوگوں کو چھپا لے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِذَا سَجٰی کا معنی ہے جب وہ آجائے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کا معنی ہے: قسم ہے رات کی جب وہ آجائے اور ہر شے کو ڈھانپ لے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اِذَا سَجٰی جب وہ چلی جائے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا۔ وَ مَا قَلٰى اور نہ ہی اس نے آپ کو مبغوض قرار دیا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے ام حفص سے اور انہوں نے اپنی ماں سے روایت کیا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں کتے کا چھوٹا سا بچہ داخل ہوا اور چار پائی کے نیچے چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار دن تک انتظار کرتے رہے، آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خولہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کیا ہوا؟ جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس نہیں آرہے۔ تو میں نے عرض کی۔ یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دن ہم پر ایسا نہیں آیا جو ہمارے لیے آج کے دن سے بہتر ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمبلی اٹھائی، اسے پہنا اور باہر تشریف لے گئے۔ تو میں نے دل میں سوچا (کتنا اچھا ہے) اگر میں گھر کو تیار کر دوں اور اس سے جھاڑو پھیر لوں۔ چنانچہ میں جھاڑو لے کر چار پائی کے نیچے داخل ہو گئی۔ اچانک ثقیل اور بھاری شے محسوس ہوئی۔ میں جھاڑو پھیرتی رہی یہاں تک کہ کتے کا مردہ بچہ مجھے مل گیا۔ پس میں نے اسے اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور گھر کے پیچھے پھینک دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کی ریش مبارک کانپنے لگی۔ جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا تو آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: اے خولہ! مجھے چادر اوڑھا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورۂ والضحیٰ آخر تک نازل فرمائی۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر وہ پیش کیا گیا ہے جو میرے بعد میری امت کے لیے کھولا گیا ہے اور اس نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔(6)

امام ابن ابی حاتم، عبد بن حمید، ابن جریر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی اور ابو نعیم دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 278، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 435 (3635)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 277

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 79-278

5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 92 (11497)، دار الفکر بیروت

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 293 (11499)

سب کچھ دکھلا دیا گیا جو مشقتیں اور تکالیف آپ کے بعد آپ کی امت سے دور کی جائیں گی۔ تو آپ ﷺ اس سے انتہائی خوش ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جنت میں موتیوں کے ہزار محل عطا فرمائے گا جن کی مٹی کستوری کی ہوگی اور ہر محل میں آپ ﷺ کی خواہش اور چاہت کے مطابق ازواج اور خدام ہوں گے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رضا تو یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رضا یہ ہے کہ آپ کی ساری امت جنت میں داخل ہو۔(3)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تلخیص المتشابہ میں ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء راضی نہ ہوں گے، جب تک کہ آپ کی امت کا ایک فرد بھی جہنم میں ہوگا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بارے میں ارشاد ربانی تلاوت کیا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (ابراہیم:36)

اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (المائدہ 118) الآیہ۔ اور پھر اپنے دست مبارک اٹھائے۔ اور عرض کی ''اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ وَبَكٰى'' (اے اللہ! میری امت، میری امت (تو اس کی مغفرت فرمادے) اور پھر آپ رونے لگے تو یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جا اور انہیں کہہ دے: بلاشبہ ہم تمہیں آپ کی امت کے بارے میں راضی کردیں گے۔ آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت حرب رحمۃ اللہ علیہ بن شریح کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ شفاعت جس کے بارے گفتگو ہو رہی ہے اہل عراق بھی اس کا حق رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں قسم بخدا! میرے چچا حضرت محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا دے گا اے محمد! (ﷺ) کیا آپ راضی ہیں؟ تو میں عرض کروں گا: ہاں اے میرے پروردگار! میں راضی ہوں'' ''اَشْفَعُ لِاُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيَنِيْ رَبِّيْ اَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ؟ فَاَقُوْلُ: نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيْتُ'' پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے گروہ اہل عراق! بے شک تم کہتے ہو کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزاء یہ آیت ہے: يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر:

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 292 (11498)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 281، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 164 (1445)، دارالکتب العلمیہ بیروت

53) میں نے کہا: بلاشبہ ہم یہی کہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: ہم تمام کے تمام اہل بیت یہ کہتے ہیں: کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى اور یہ شفاعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ارشاد ربانی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد شفاعت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیا پر آخرت کو پسند فرمایا ہے اور چن لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔

امام عسکری نے مواعظ میں، ابن مردویہ، ابن لال اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ چکی پیس رہی تھیں اور آپ پر اونٹ کی اون کی چادر تھی۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) جلدی کرو اور دنیا کی مشقت اور تکلیف کو کل آخرت کی نعمتوں کے لیے برداشت کرو۔ سو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کو تمہارے درمیان نہیں رہنے دے گا مگر تھوڑا سا وقت اس لیے کہ وہ وہی ان کے لیے بہتر اور خیر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد قیامت کا دن ہے (یعنی قیامت کے دن آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) اور وہ جنت ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت موسیٰ بن علی بن رباح رضی اللہ عنہ اور اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ تو حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طالب کے اشعار میں سے ایک شعر بیان کیا اور کہا: اگر حضرت ابو طالب اس کیفیت کو ملاحظہ فرماتے جتنی آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمتیں اور عزتیں عطا فرمائیں ہیں تو وہ یقیناً جان لیتے کہ ان کا بھتیجا سردار ہے اور خیر کثیر لے کر آیا ہے۔ تو اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ اس دن بھی سردار اور کریم تھے یقیناً آپ خیر کثیر لے کر آئے۔ تو حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یتیم اس لیے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے والدین کی نسبت سے یتیم تھے۔ اور عائل (حاجت مند) اس لیے کہا کہ جو کچھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 281، دار احیاء التراث العربی بیروت

(ظاہری سامان) عربوں کے پاس تھا اس کی نسبت سے آپ تنگ دست تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو یثرب سے کھجوریں لانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ فوت ہو گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو جنم دیا اور آپ ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے زیر پرورش رہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے میں نے اپنے رب سے ایک سوال عرض کیا اور میں نے پسند یہ کیا کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: مجھ سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں ان میں سے وہ بھی ہے جس کے لیے ہوا مسخر کی گئی اور وہ بھی جو مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور پھر آپ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی؟ کیا میں نے آپ کو حاجت مند نہیں پایا۔ پھر میں نے آپ کو غنی کر دیا؟ کیا میں نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا میں نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار نہیں دیا؟ کیا میں نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند نہیں کیا؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں اے میرے پروردگار! یہ درست ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے کچھ سوال کیے حالانکہ میری پسند یہ ہے کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تمام انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر تو نے سلیمان علیہ السلام کا ہوا کی نسبت سے ذکر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورت وَالضُّحٰی نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا رب مجھ پر احسان فرما رہا ہے اور میں اس اہل ہوں کہ میرا رب مجھ پر احسان فرمائے(3)۔ واللہ اعلم۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گمراہوں کے درمیان پایا اور آپ کو ان کی گمراہی سے بچا لیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا کا معنی ہے: اور اس نے آپ کو فقیر پایا۔ اور انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اس طرح ہے ''وَوَجَدَكَ عَدِیْمًا فَاٰوٰی'' اور آپ کو فقیر پایا تو اپنی پناہ میں لے لیا۔(4)

---

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 187، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 455 (13921)، دار الفکر بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 264 (8135)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرات میں ہے: ''وَوَجَدَكَ عَدِيْمًا فَاَغْنٰى'' اور آپ کو فقیر پایا تو آپ کو غنی کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ فرمایا: پس کسی یتیم کو حقیر نہ جانیے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یہ لفظ اس طرح ہے ''فَلَا تَكْهَرْ'' پس کسی یتیم کو حقیر جان کر اس پر سختی نہ کیجئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: آپ کسی یتیم پر ظلم وزیادتی نہ کیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کسی یتیم پر ظلم نہ کیجئے۔ (2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ فرمایا: آپ یتیم کے لیے رحیم وشفیق باپ کی طرح ہو جایئے۔ وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ اور سائل کا جواب رحمت ونرمی کے ساتھ دیجئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جو اپنے دین کے بارے سوال کرنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہو آپ اسے نہ جھڑکیے۔ واللہ اعلم۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرمایا: آپ کے رب نے نبوت کی صورت میں جو نعمت آپ کو عطا فرمائی ہے اس کا ذکر فرمایا کیجئے۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کے رب نے آپ کو قرآن کریم کی صورت میں جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کا ذکر فرمایا کیجئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے ملا اور آپ سے مصافحہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونا مومن کا مصافحہ ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے ارشاد باری تعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے ایک مومن آدمی نیک عمل کرتا ہے اور اس کے بارے اپنے گھر والوں کو بتاتا ہے۔ میں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی پہلی یا دوسری؟ تو انہوں نے فرمایا: دوسری۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کوئی اچھا کام کرے تو اپنے بھائیوں کے سامنے اس کا تذکرہ کر۔

ابن جریر نے ابونضرہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مسلمان یہ جانتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔ (4)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں ضعیف سند کیساتھ حضرت انس بن بشیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 283　4۔ ایضاً

رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: جس نے قلیل شے کا شکر ادا نہ کیا وہ کثیر نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اور جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تذکرہ کرنا شکر ہے اور اسے چھوڑ دینا ناشکری ہے اور جماعت رحمت ہے۔(1)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس نے (کپڑا پہن کر) بوسیدہ کر دیا، پھر اس کا ذکر کیا تو یقیناً اس نے شکر ادا کیا اور اگر اس نے اسے چھپایا تو یقیناً اس نے ناشکری کی۔ اور جس نے اپنے آپ کو ایسی چیزوں کے ساتھ آراستہ کیا جو اسے عطا نہیں کی گئیں تو وہ جھوٹا لباس پہننے والے کی طرح ہے۔

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جسے کچھ عطیہ دیا گیا اور اس نے اسے پا لیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے آگاہ کرے۔ اور اگر وہ نہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے تعریف کرے اور جس نے اس کی تعریف کی تحقیق اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا یقیناً اس نے ناشکری کی۔

امام احمد، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر احسان کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا بدلہ دے۔ اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا ذکر کرے۔ کیونکہ جس نے اس کا ذکر کیا یقیناً اس نے شکر ادا کیا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر احسان کیا جائے تو اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے۔ اور اگر وہ استطاعت نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا ذکر کرے۔ کیونکہ جس نے اس کا ذکر کیا یقیناً اس نے اس کا شکر ادا کیا۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔

بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کثرت سے اس نعمت کا ذکر کر کیونکہ نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت الجریری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک نعمتوں کو شمار کرنا، گننا بھی شکر میں سے ہے۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن سعید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے نعمتوں کا شمار کرنا شکر ہے۔(6)

عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نعمت کے شکر میں سے اسے عام کرنا بھی ہے۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے: نعمت کا شکر یہ ہے کہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 516(9119)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 515(9113)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 515(9111)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 102(4421)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110(4453)
6۔ ایضاً (4454)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136(4572)

اس کا تذکرہ کیا جائے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الحواری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں ایک رات صبح تک بیٹھے نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نعمت سے بھی نوازا ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو الاسود دؤلی اور زاذان کندی رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں اپنے اصحاب کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے ان کی مناقب بیان کیں۔ ہم نے عرض کی: آپ اپنے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تزکیہ (اپنی برأت اور پاکیزگی بیان کرنے) سے منع فرمایا ہے۔ تو کسی آدمی نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرمایا: میں اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ قسم بخدا! جب بھی میں مانگتا ہوں مجھے عطا کر دیا جاتا ہے اور جب میں خاموش ہو جاتا ہوں تو مجھے پہلے عطا کیا جاتا ہے۔(3)



1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 127 (4534)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110 (4452)

3۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 248 (14941)، دار الفکر بیروت

آیاتہا ۸ ﴿ سُوْرَۃُ الْمُ نَشْرَحْ مَکِّیَّۃٌ ۹۴ ﴾ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ بعض نے یہ اضافہ کیا ہے کہ سورۃ وَالضُّحٰی کے بعد نازل ہوئی۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

"کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔ اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ۔ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو۔ اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو۔ پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب آپ (فرائض نبوت سے) فارغ ہوں۔ تو (حسب معمول) ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے آپ کا سینہ کھول دیا۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ کا سینہ حلم و علم سے بھر دیا۔ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ فرمایا: اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے جس نے بوجھ کو انتہائی بوجھل اور بھاری کر دیا تھا۔ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

امام بیہقی نے دلائل میں ابراہیم بن طہمان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن اقدس آپ کے سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے والے حصہ تک شق کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل باہر نکالا گیا اور اسے سونے کے طشت میں دھویا گیا۔ پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا اور پھر واپس اپنے محل میں رکھ دیا گیا۔(2)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 6

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی شے ہے جو آپ نے نبوت کی علامات میں سے سب سے اول دیکھی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ابو ہریرہ! تو نے سوال کیا ہے۔ میں بیس سال اور کچھ ماہ کی عمر میں صحرا میں تھا۔ تو اچانک میں نے اپنے سر کے اوپر کچھ گفتگو کی آواز سنی۔ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا: کیا یہ وہی ہیں؟ پھر وہ دونوں میری طرف آئے۔ ان کے چہرے ایسے تھے کہ میں نے مخلوق میں کبھی ان جیسا چہرہ نہیں دیکھا، ارواح ایسی تھیں کہ میں نے مخلوق میں کبھی ان جیسی روح نہیں پائی اور ان پر لباس ایسے تھے کہ میں نے مخلوق میں سے کسی کو ایسے کپڑے پہنے نہیں پایا۔ وہ دونوں میری طرف چلتے آئے یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک نے میرا بازو پکڑ لیا اور مجھے ان کے پکڑنے سے مس کا احساس بھی نہ ہوا۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اسے لٹا دو۔ پس اس نے مجھے بغیر کوئی تکلیف اور درد پہنچائے لٹا دیا۔ پھر ایک نے کہا: ان کا سینہ شق کر دے۔ چنانچہ ان میں سے ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور اسے شق کر دیا۔ میں یہ سب دیکھتا رہا۔ نہ اس سے خون نکلا اور نہ ہی کوئی درد ہوا۔ تو دوسرے نے اسے کہا: کینہ اور حسد کو باہر نکال دو۔ چنانچہ اس نے جمے ہوئے خون کی طرح کوئی شے باہر نکالی اور اسے کھینچ کر دور پھینک دیا۔ پھر دوسرے نے اسے کہا: اس میں رافت و رحمت داخل کر دو۔ چنانچہ جو کچھ نکالا گیا تھا اس کے برابر یہ چاندی کے مشابہ تھی پھر میرے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو ہلایا اور کہا: چلو اور سلامت رہو۔ چنانچہ میں اس حال میں لوٹا کہ اس کے سبب مجھ میں چھوٹوں کے لیے نرمی اور بڑوں کے لیے رحمت کے جذبات تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ بن عبد السلمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پہلی حالت کیا تھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنت سعد بن بکر نے میری پرورش کی ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ اور ہم نے آپ سے آپ کے ذنب کو دور کر دیا ہے (یعنی ہم نے آپ کو گناہوں سے پاک رکھا ہے) الَّذِيْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر دیا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شریح بن عبید حضرمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ کا مفہوم ہے اور ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذنب کی مغفرت فرما دی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے: ''وَحَلَلْنَا عَنْكَ وِقْرَكَ'' (اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے)۔

امام شافعی نے الرسالہ میں، عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: کہ میرا ذکر نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 284، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا جائے گا مگر میرے ساتھ تیرا بھی ذکر کیا جائے گا۔ یعنی "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں اسی آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند فرما دیا ہے۔ کوئی خطیب، کوئی تشہد پڑھنے والا نہیں اور کوئی نماز پڑھنے والا نہیں مگر وہ یہ اعلان کرتا ہے: "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه"(2)

امام سعید بن منصور، ابن عساکر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا تو اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ یعنی "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه"

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ میرے ساتھ تیرے ذکر کے بغیر کوئی خطبہ اور نکاح جائز نہیں ہوگا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے: جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا تو ساتھ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا: آپ کا رب کریم ارشاد فرما رہا ہے: کیا آپ جانتے ہیں میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند فرمایا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو اس نے فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کریم سے ایک سوال کیا۔ میری پسند تو یہ تھی کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہم کلامی سے نوازا۔ تو رب کریم نے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور اپنی آغوش رحمت میں لے لیا۔ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اور آپ کو حاجت مند پایا تو میں نے غنی کر دیا۔ میں نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ کر دیا، آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا اور میں نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا اور میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا اور میں نے آپ کو خلیل بنایا ہے۔

---

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 437 (3691)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت　　3۔ ایضاً

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں آسمانوں اور زمین کے امور سے فارغ ہوا، تو میں نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں ہوا۔ مگر اگر تو نے اسے عزت وتکریم عطا فرمائی ہے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا اور شیاطین کو اور تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مردوں کو زندہ فرمایا تو میرے لیے تو نے کیا بنایا؟ تو رب کریم نے فرمایا: کیا میں نے تجھے وہ عطا نہیں فرمایا جو ان تمام سے افضل واعلیٰ ہے؟ کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ ضرور تیرا ذکر بھی کیا جائے گا۔ میں نے تیری امت کے سینوں کو اتنا وسیع اور کشادہ بنایا ہے کہ وہ قرآن کریم یاد پڑھتے ہیں۔ حالانکہ میں نے کسی امت کو یہ نہیں عطا فرمایا۔ اور میں نے آپ کو اپنے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" عطا فرمایا ہے۔

امام ابن عساکر نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر آپ کا ذکر اس کے ساتھ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مشکل، تنگی آسانی کے ساتھ ساتھ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے تحت یہ روایت بیان کی ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے ساتھ صحابہ کرام کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ایک مشکل دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو تمہارے پاس آسانی آ گئی۔ ایک مشکل دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا اور ہم تین سو سے کچھ زائد تھے اور ہمارے قائد حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمارے ساتھ ہماری سواری کے اونٹوں کے سوا کوئی ہودج والا اونٹ نہیں تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کے دو تھیلے بطور زاد راہ عطا فرمائے۔ تو ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: یقیناً رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور تم بھی جانتے ہو کہ تمہارے پاس زاد راہ کتنا ہے۔ سو اگر تم رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ چلو۔ اور آپ ﷺ سے مزید زاد راہ عطا فرمانے کی التجا کرو۔ چنانچہ ہم آپ کی طرف لوٹ کر آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے اس امر کو جان لیا ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ جو زاد راہ میں نے تمہیں دیا ہے اگر اس کے سوا میرے پاس کچھ اور ہوتا تو میں ضرور تمہیں وہ عطا فرما دیتا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 286، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

ہم واپس آ گئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ نے ہم میں سے بعض کو بلا بھیجا اور فرمایا: تمہیں بشارت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اور ہرگز ایک مشکل دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے ایک پتھر پڑا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر مشکل اور تنگی آ جائے اور وہ اس پتھر میں داخل ہو جائے تو یقیناً آسانی آئے گی اور وہ اس میں داخل ہو کر اسے باہر نکال لائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (1) اور طبرانی کے الفاظ ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت حمید بن حماد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عائذ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے۔ پھر آپ ﷺ ایک باغ میں اترے اور فرمایا: اے وہ لوگو جو یہاں حاضر ہو! قسم بخدا! اگر تنگی آ کر اس پتھر میں بھی داخل ہو جائے تو یقیناً آسانی آ کر اسے باہر نکال دے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تنگی اس پتھر میں بھی ہو تو یقیناً اس پر آسانی داخل ہو گی اور اسے باہر نکال دے گی۔ پھر آپ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ (2)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے الصبر میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اگر تنگی پتھر میں بھی ہو تو یقیناً اس کے پیچھے آسانی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس پر داخل ہو کر اسے نکال دے گی اور ایک تنگی ہرگز دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ (3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن انتہائی شاداں وفرحاں باہر تشریف لائے اور آپ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے: ایک تنگی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ (4)

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 206 (10012)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 293 (11500)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 438 (3644)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 206 (10013)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ الآیہ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوں تو دعا میں مشغول ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اس کی طرف راغب ہو جائیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو فرمایا: جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوں اور تشہد پڑھ لیں تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اسی سے اپنی حاجت کا سوال کریں۔

امام ابن ابی الدنیا نے الذکر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ پس جب آپ فارغ ہو جائیں تو دعا میں مشغول ہو جائیں۔ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اور سوال کے لیے اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے: کہ جس آدمی نے اپنی نماز کے آخر میں حدث لاحق کر لیا۔ تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ، یعنی جب آپ رکوع و سجود سے فارغ ہو جائیں۔ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ تو سوال کرنے میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور راغب ہو جائیں۔ حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب آپ فرائض سے فارغ ہو جائیں تو رات کے قیام (ریاضت) میں لگ جائیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ جب آپ بیٹھیں تو دعا اور سوال میں خوب کوشش اور اصرار کریں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ جب آپ اپنے ذاتی معاملات و اسباب سے فارغ ہو جائیں تو نماز میں مشغول ہو جائیں۔ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اور اپنی ساری رغبت اپنے رب کی طرف کر لو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں مشغول ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ جب آپ فرض نماز سے فارغ ہو جائیں۔ تو سوال اور دعا کے لیے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور راغب ہو جائیں۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 287، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان آیات میں یہ حکم دیا ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا کے لیے اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: کہ جب آپ غزوہ سے فارغ ہو جائیں تو عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے **فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ** کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ جب آپ جہاد سے فارغ ہو جائیں تو عبادت و ریاضت میں لگ جائیں۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 439 (3645)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۸ ｜ سورۃ التین مکیۃ ۹۵ ｜ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۃ وَالتِّیْنِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ وَالتِّیْنِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸﴾

"قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ اور قسم ہے طور سینا کی۔ اور اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی۔ بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (عقل و شکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر۔ پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ پس کون جھٹلا سکتا ہے آپ کو اس کے بعد جزا و سزا کے معاملہ میں۔ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم"؟

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی اور ایک رکعت میں سورۃ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ پڑھی اور میں نے کسی سے اس سے زیادہ خوب صورت اور حسین آواز یا قرأت نہیں سنی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید نے مسند میں اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۃ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ پڑھی۔(3)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ کی قرأت کی۔

امام ابن قانع، ابن سکن اور شیرازی رحمہم اللہ نے الالقاب میں حضرت زرعہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ میں یمامہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اسلام پیش فرمایا۔ تو ہم نے اسلام

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 06-105، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 297 (2704)، دارالفکر بیروت

قبول کرلیا۔ پھر جب دوسرے دن ہم نے نماز پڑھی۔ تو آپ ﷺ نے اس میں وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:1) کی قرأت فرمائی۔(1)

خطیب اور ابن عساکر نے ایک ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب سورہ وَالتِّيْنِ نازل ہوئی تو حضور نبی مکرم ﷺ اس سے انتہائی مسرور اور خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ہمارے لیے انتہائی فرحت وانبساط کا اظہار فرمایا۔ پھر ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: وَالتِّيْنِ سے مراد بلاد شام اور الزَّيْتُوْنِ سے مراد بلاد فلسطین ہیں۔ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ اس میں بلد امین سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ اس میں الْاِنْسَانَ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ پھر ہم نے لات وعزیٰ کے پجاریوں کو پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیا۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ فرمایا: اس آیت میں مراد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ اے محمد! ﷺ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور آپ کو تقویٰ پر جمع فرمایا ہے (پس اس کے بعد آپ کو کون جھٹلا سکتا ہے جزاوسزا کے معاملہ میں، کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالتِّيْنِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی وہ مسجد ہے جو آپ نے جودی پہاڑ پر بنائی۔ الزَّيْتُوْنِ سے مراد بیت المقدس ہے اور سِيْنِيْنَ سے مراد مسجد طور ہے۔ اور هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے مراد مکہ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ فرمایا: ہم نے انسان کو بہترین اعتدال پر پیدا کیا ہے۔ پھر اسے ارذل العمر (پیر فرتوت شیخوخۃ) کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ یہ اتنا بوڑھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ مراد وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں تھے۔ جب ان کی عقلیں زائل ہوئیں تو آپ ﷺ سے ان کے بارے پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی معذوری کا حکم نازل فرمایا کہ ان کے لیے ان کے ان اعمال کا اجر ہے جو اپنی عقلیں زائل ہونے سے پہلے انہوں نے کیے۔ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ فرمایا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کو کون جھٹلائے گا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فرمایا: یہ دو مسجدیں ہیں یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔ جہاں سے حضور نبی کریم ﷺ کو (شب معراج) سیر کرائی گئی۔ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ فرمایا: اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ فرمایا:

1۔ معجم الصحابہ لابن قانع، جلد 5، صفحہ 1795 (495)، مکتبہ مصطفیٰ الباز الریاض

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 303-96-93-291، داراحیاء التراث العربی بیروت

بلد امین سے مراد مکہ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ تحقیق ہم نے انسان کو سیدھا پیدا کیا ہے اسے اپنے چہرے پر اوندھا اور الٹا پیدا نہیں کیا گیا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے اسے ارذل العمر کی طرف لوٹا دیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے۔ وَالتِّیْنِ فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جس پر دمشق ہے۔ وَالزَّیْتُوْنِ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر بیت المقدس ہے۔ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا یہ شام کا ایک پہاڑ ہے جو انتہائی متبرک، حسین اور درختوں والا ہے۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ فرمایا: بلد امین شہر مکہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ فرمایا اس پر قسم واقع ہوئی ہے۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ فرمایا پھر ہم نے اسے جہنم میں لوٹا دیا ہے۔ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ اس یقین کے بعد کہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیان آ گیا ہے آپ کو کون جھٹلا سکتا ہے؟(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد اللہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَالتِّیْنِ سے مراد دمشق کی مسجد ہے۔ الزَّیْتُوْنِ سے مراد بیت المقدس ہے۔ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے رب کے ساتھ شرف ہمکلامی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ سے مراد بلد حرام (مکہ) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَالتِّیْنِ سے مراد اصحاب کہف کی مسجد ہے۔ الزَّیْتُوْنِ سے مراد مسجد ایلیا ہے۔ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا اس سے مراد کوہ طور کی مسجد ہے۔ اور وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ سے مراد مکۃ المکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ یہ دونوں شام کی مسجدیں ہیں۔ اور وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ کے بارے فرمایا: کہ طور پہاڑ ہے اور سینین حسن اور خوب صورتی ہے۔

امام ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالتِّیْنِ سے مراد دمشق اور وَالزَّیْتُوْنِ سے مراد بیت المقدس ہے۔ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا فرمایا۔ اور الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ سے مراد مکۃ المکرمہ ہے۔(2)

امام سعید بن منصور نے حضرت ابو حبیب حارث بن محمد سے یہ قول بیان کیا ہے: چار پہاڑ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدس ہیں یعنی طور زیتا، طور سینا، طور تینا اور طور تیما۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ پس طور زیتا بیت المقدس ہے، طور سینا طور ہے، طور تینا دمشق ہے اور طور تیما مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ طور سینا وہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا فرمایا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالتِّیْنِ سے مراد دمشق ہے۔ وَالزَّیْتُوْنِ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 290,93,94,97,302، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 290

مراد فلسطین اور وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ سے مراد مکہ المکرمہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ سے مراد وہ پھل انجیر اور زیتون ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔ اور وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا طور تو پہاڑ ہے اور سِیْنِیْنَ سے مراد مبارک ہے یعنی متبرک پہاڑ۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ یہ وہ پھل ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا: طور سے مراد پہاڑ ہے۔ اور سِیْنِیْنَ سے مراد مبارک ہے۔ یعنی متبرک پہاڑ۔ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ فرمایا بلد امین سے مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ فرمایا ہم نے انسان کو انتہائی حسین صورت میں پیدا فرمایا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ فرمایا پھر ہم نے اسے جہنم میں لوٹا دیا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا: بجز ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ فرمایا: ان کے لیے بلا حساب اجر ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ سِیْنِیْنَ سے مراد حسن اور خوب صورتی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: سِیْنِیْنَ کا مفہوم حبشی زبان میں حسن اور خوب صورت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے: وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ ﴿۱﴾ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا طور سینین وہ پہاڑ ہے جس پر تین (انجیر) اور زیتون ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حزیفہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے بلد امین کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ مکۃ المکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن انباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت عمرو بن میمون سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ آپ نے پہلی رکعت میں وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ ﴿۱﴾ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ پڑھی۔ یہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں بھی اسی طرح ہے۔ اور دوسری رکعت میں اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ (الفیل:1) اور لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ (قریش:1) دونوں کو اکٹھا پڑھا اور بلند آواز کے ساتھ قرأت کی۔ میں نے اندازہ لگایا کہ آپ نے بیت اللہ کی تعظیم کے لیے اپنی آواز بلند کی۔

امام سعید بن منصور، ابن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 576 (3951)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 300-97-95-94-92-290، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 292

عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ہم نے انسان کو بہترین اعتدال پر پیدا کیا ہے۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے اسے ارذل العمر (شیخوخۃ) کی طرف لوٹا دیا(1) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نیا عمال صالحہ کیے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کم نہیں ہو گا۔ جب بندہ مومن ارذل عمر تک پہنچتا ہے اور وہ حالت شباب میں عمل صالح کرتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ان اعمال کی مثل اجر لکھتا ہے جو وہ اپنی صحت اور عالم شباب میں عمل کرتا رہا۔ اور جو اعمال اس نے شیخوخۃ اور بڑھاپے میں کیے وہ اس کے لیے نقصان دہ نہیں۔ اور جو اعمال اس نے ارذل العمر تک پہنچنے کے بعد کیے اس پر اس کے گناہ اور خطائیں نہیں لکھی جاتیں۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کے سوا ہر شے کو اس کے چہرے کے بل الٹا اور اوندھا پیدا کیا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے اسے ارذل العمر کی طرف لوٹا دیا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیہ۔ فرمایا: جو آدمی بھی اپنی قوت اور شباب کی حالت میں عمل صالح کرتا ہے۔ پھر وہ اس سے عاجز آ جائے تو اس کے لیے اس عمل کا اجر جاری رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالتِّیْنِ سے مراد یہی انجیر ہے۔ وَالزَّیْتُوْنِ سے مراد یہی زیتون ہے۔ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا طور تو پہاڑ ہے۔ اور سِیْنِیْنَ حبشی زبان میں حسن اور خوبصورتی کو کہتے ہیں یعنی خوب صورت پہاڑ۔ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ فرمایا مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ یعنی ہم نے انسان کو پیدا فرمایا انتہائی جوان اور قوت والا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ فرمایا پھر ہم نے اسے لوٹا دیا ارذل العمر (شیخوخۃ) کی طرف۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ فرمایا: اللہ تعالیٰ (اہل ایمان اور عمل صالح کرنے والے) کے اجر اور اس کے عمل کو پورا فرما دیتا ہے۔ اور وہ اس کا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا جب وہ ارذل العمر کی طرف لوٹ جائے۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں ان میں سے جو ارذل العمر کی طرف لوٹ جائے اس کے لیے اس عمل کی مثل اجر جاری رہتا ہے جو وہ حالت صحت و شباب میں کیا کرتا تھا۔ پس وہ اجر ختم ہونے والا نہیں اور نہ اس کے ساتھ ان پر احسان جتلایا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فرمایا تین (انجیر) یہ وہی ہے جو تم کھاتے ہو اور زیتون بھی وہی ہے جس کو تم نچوڑتے ہو (یعنی جس سے تم تیل نکالتے ہو) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ تحقیق ہم نے انسان کو انتہائی خوب صورت اور حسین شکل میں پیدا فرمایا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ فرمایا: پھر ہم نے اسے آتش جہنم میں لوٹا دیا۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 96-294، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 99-296

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 300-96-95-94-92-289

کا معنی ہے حسین صورت وشکل میں۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے اسے انتہائی بری شکل میں جہنم میں لوٹا دیا۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو انتہائی حسین شکل میں پیدا فرمایا: اور پھر ہم نے اسے ارذل العمر کی طرف لوٹا دیا اور جب وہ اس عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے لیے اس عمل کی مثل اجر لکھا جاتا ہے جو وہ حالت صحت میں کرتے تھے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے ارشاد باری تعالیٰ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد کافر ہے جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اور بڑھاپے سے لے کر جہنم تک۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا؟ آپ کہتے ہیں:

فَأَضْحَوْا الَّذِی دَارِ الْجَحِیْمِ بِمَعْزَلٍ عَنِ الشَّغْبِ وَالْعُدْوَانِ فِیْ اَسْفَلِ السُّفُلِ

''پس وہ پراگندگی اور عداوت کے سبب دار جہنم کے سب سے اسفل درکہ میں علیحدہ ہو گئے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ سے مراد ارذل العمر ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے جس نے قرآن کریم پڑھا اسے ارذل العمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ اسی لیے ارشاد گرامی ہے: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا: یعنی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے قرآن کریم پڑھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جس نے قرآن کریم پڑھا اسے ارذل العمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا: ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جاننے کے بعد کسی شے کا علم نہ رکھے گا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ سے مراد ایسا بڑھاپا ہے جس میں اس کے لیے کوئی قوت وطاقت باقی نہیں رہتی۔ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْـًٔا (الحج: 5) (تاکہ وہ ہر چیز کو جاننے کے بعد کچھ نہ جانے) فرمایا: جو قرآن کریم پڑھتا رہا وہ اس منزل تک نہیں پہنچے گا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الآیہ۔ فرمایا: مراد اصحاب قرآن ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ یعنی پھر ہم نے اسے بڑھاپے اور ضعف کی طرف لوٹا دیا ہے۔ اور جب وہ کام سے ضعیف اور بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے لیے اس عمل کا اجر لکھا جاتا ہے جو وہ حالت شباب میں کیا کرتا تھا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 97-295، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 556 (2706)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، صفحہ 30، جلد 298

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ خیر اور نیکی کے راستے پر گامزن ہو۔ پھر بیمار ہو جائے یا مسافر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کی مثل لکھ دیتا ہے جو وہ کیا کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ۔

امام بخاری نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار ہو جائے اور سفر پر نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے عمل کی مثل اجر لکھ دیتا ہے جو عمل حالت صحت کے اوقات میں وہ کیا کرتا تھا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ کے تحت فرمایا: وہ اجر منقطع نہیں ہوتا جو دائیں جانب والا فرشتہ لکھتا ہے۔ اگر وہ نیک عمل کرے تو اسے دائیں جانب والا فرشتہ لکھتا ہے۔ اور اگر وہ ضعف اور کمزوری کے سبب وہ عمل نہ کر سکے تو بھی دائیں جانب والا لکھ دیتا ہے۔ اور بائیں جانب والا فرشتہ رک جاتا ہے اور وہ برائی نہیں لکھتا۔ اور جس نے قرآن کریم پڑھا اسے ارذل العمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا تاکہ وہ ہر چیز کو جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار ہو جائے تو بائیں جانب والے فرشتے سے کہا جاتا ہے اس سے قلم اٹھا لو اور دائیں جانب والے سے کہا جاتا ہے تم اس کے لیے وہ نیکی لکھتے رہو جو یہ عمل کیا کرتا تھا۔ کیونکہ میں اس کے بارے بہتر جانتا ہوں اور میں نے ہی اسے قید کر رکھا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندۂ مومن کو آزمائش میں ڈالتا ہوں اور وہ اس ابتلاء پر میری حمد و ثناء بیان کرے تو وہ اپنے بستر سے اٹھے گا اور اسی دن کی طرح گناہوں سے پاک ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ اور رب کریم فرماتا ہے: بلاشبہ میں نے ہی اسے روک رکھا ہے اور اسے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ پس تم اس کے لیے وہ لکھتے رہو جو تم اس سے قبل اس کی حالت صحت میں لکھا کرتے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے منصور رحمہم اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ اور اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ (الماعون) کیا اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ لیے گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: معاذ اللہ! بلاشبہ اس سے مراد انسان ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم فرماتے ہیں: کیوں نہیں۔ میں یقیناً اس پر شہادت والوں میں سے ہوں "بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ"

---

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 420، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 33 (3811)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 302، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت صالح ابو الخلیل رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب اس آیت پر پہنچے: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ تو آپ کہتے "سُبْحَانَكَ فَبَلٰى"

ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: کہ جو وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھے اور اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ پڑھے تو اسے یہ کہنا چاہیے: "بَلٰى وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ" (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تو وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھے اور اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ پڑھے۔ تو پھر کہا کر بَلٰى ہاں (یہ درست ہے)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ جب اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ پڑھتے تو کہتے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فَبَلٰى"۔(2)



1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 300، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۱۹ سورۃ العلق مکیۃ ۹۶ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

"آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔ اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ ہاں ہاں! بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے۔ اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔ (اے غافل!) تجھے اپنے رب کی طرف یقیناً پلٹنا ہے۔ (اے حبیب!) آپ نے دیکھا اسے جو منع کرتا ہے۔ ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ بھلا دیکھیے تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا۔ یا پرہیزگاری کا حکم دیتا (تو اس کے لیے کتنا بہتر ہوتا) آپ نے دیکھ لیا اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔ کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ (اسے) دیکھ رہا ہے۔ خبردار! اگر وہ (اپنی روش سے) باز نہ آیا، تو ہم ضرور (اسے) گھسیٹیں گے اس کی پیشانی کے بالوں سے۔ وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطاکار ہے۔ پس وہ بلا لے اپنے ہم نشینوں کو (اپنی مدد کے لیے) ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلائیں گے۔ ہاں ہاں! اس کی ایک نہ سنیے (اے حبیب!) سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جائیے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم میں سے جو سب سے پہلے نازل ہوا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ضریس، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے،

ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ پہلی سورت ہے جو حضور نبی رحمت ﷺ پر نازل کی گئی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے محمد بن عباد بن جعفر مخزومی نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے بعض علماء کو یہ کہتے ہوئے سنا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو سب سے اول اپنے نبی مکرم ﷺ پر نازل فرمایا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک ہے۔ سوانہوں نے کہا: یہ اس کا آغاز ہے جو حراء کے دن نازل کیا گیا۔ پھر اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے اس کے آخر کو نازل فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے چاہا۔(2)

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ قرآن کریم میں سے سب سے اول اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ نازل ہوا۔(3)

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن الانباری نے المصاحف میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے: آپ جو خواب بھی دیکھتے تھے وہ صبح کے نور کی طرح صاف ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپ کے نزدیک خلوت نشینی پسندیدہ بنا دی گئی۔ چنانچہ آپ غار حراء میں خلوت اختیار کرنے لگے۔ آپ اس میں تحنث فرماتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے گھر والوں کی طرف آنے سے پہلے کئی کئی راتیں وہاں عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ اس کے لیے زادراہ ساتھ لے جاتے تھے۔ پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف واپس لوٹ آتے۔ پھر اسی طرح توشہ ساتھ لے کر وہاں چلے جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس حق آ گیا اور آپ اس وقت غار حراء میں ہی تشریف فرما تھے۔ پس آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا۔ اِقْرَاْ آپ پڑھیے۔ تو آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس اس نے مجھے پکڑا اور مجھے خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی مشقت اور تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ آپ پڑھیے۔ تو میں نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں۔ فرمایا: اس نے دوبارہ مجھے پکڑا اور خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی تکلیف پہنچی۔ پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار پھر بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی تکلیف پہنچی اور پھر اس نے مجھے چھوڑا اور کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ الآیہ۔ پس رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ رجعت فرما ہوئے آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ اور آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھادو، مجھے چادر اوڑھادو، پس انہوں نے آپ پر چادر اوڑھا

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 293 (11502)، دار الفکر بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 157، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 576 (3953)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دی۔ یہاں تک کہ آپ سے خوف اور ڈر ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سارے واقعہ سے آگاہ فرمایا اور فرمایا مجھے اپنے بارے میں خوف ہے۔ تو رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ بلاشبہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، یتیموں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، ناداروں اور فقیروں کو عطا فرماتے ہیں، مہمانوں کی عزت وتکریم کرتے ہیں اور آفات حق کے خلاف معاون ومددگار بنتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ساتھ لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس آئیں۔ ورقہ بن نوفل نے زمانۂ جاہلیت میں عیسائیت کو قبول کیا تھا وہ عبرانی (لغت میں) کتاب لکھتا تھا اور وہ انجیل سے عبرانی زبان میں لکھتا رہا۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ لکھے وہ بہت بوڑھا تھا اور نابینا آدمی تھا۔ تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سن۔ تو ورقہ نے آپ سے کہا: اے میرے بھتیجے! تو نے کیا دیکھا ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے وہ سب کچھ بتایا جو دیکھا تھا۔ تو سن کر ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ اے کاش! میں خوف اور گھبراہٹ کے وقت موجود رہوں، اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ جو بھی ایسا پیغام لے کر آیا جس کے ساتھ آپ تشریف لائے اس کے ساتھ عداوت اور دشمنی رکھی گئی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں آپ کی انتہائی قوی اور طاقت ور مدد کروں گا۔ پھر ورقہ زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا اور مر گیا اور وحی رک گئی۔ حضرت ابن شہاب نے کہا ہے: مجھے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور وہ فترۃ الوحی کے بارے گفتگو کر رہے تھے۔ تو انہوں نے اپنی گفتگو میں فرمایا: "اس اثناء میں کہ میں (حضور نبی کریم ﷺ) چل رہا تھا اچانک آسمان کی جانب سے میں نے ایک آواز سنی۔ تو میں نے اپنی آنکھ اوپر اٹھائی۔ تو وہی فرشتہ دیکھا جو غار میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ زمین وآسمان کے درمیان کرسی پر جلوہ فرما ہے۔ تو میں اس سے مرعوب ہو گیا اور میں لوٹ آیا اور گھر پہنچ کر کہا: مجھے چادر اوڑھا دو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ (المدثر) پھر وحی رک گئی اور مسلسل رکی رہی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر جو سورت سب سے پہلے نازل ہوئی: وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو سب سے اول نازل ہوا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ہے اور پھر نٓ وَ الْقَلَمِ (القلم:1) نازل ہوا۔(2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو شے سب سے اول نازل کی گئی وہ پانچ آیات ہیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 2، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 306، دار احیاء التراث العربی بیروت

رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو سب سے اول نازل ہوا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے اور پھر سورۂ نون ہے۔(1)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ کے بعد جو سب سے اول نازل ہوا وہ نٓ وَ الْقَلَمِ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اور سورۂ وَ الضُّحٰی ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عمرو بن دینار سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم حراء میں تھے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ریشم کا کپڑا لے کر آیا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں تھے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس کے پاس ریشم کا کپڑا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔ تو آپ نے کہا: میں کیا پڑھوں گا؟ تو انہوں نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور خوب بھینچا پھر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔ تو آپ نے کہا: میں کیا پڑھوں؟ تو انہوں نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچے: مَا لَمْ یَعْلَمْ پھر آپ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: میں اسے دیکھ رہا ہوں جو مجھے پیش آیا ہے۔ تو رفیقہ حیات نے عرض کی: ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! آپ کا رب آپ کے ساتھ اس طرح نہیں کرے گا اور کبھی آپ کو کوئی تکلیف دہ اور اذیت ناک امر پیش نہیں آئے گا۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ کے پاس آئیں اور اسے سارے واقعہ کی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا: اگر تو سچ کہہ رہی ہے تو یقیناً تیرا خاوند نبی ہے اور اسے اپنی امت کی جانب سے انتہائی شدت اور تکلیف کا سامنا ہوگا۔ اگر میں نے اسے پالیا تو میں یقیناً اس کے ساتھ ایمان لاؤں گا۔ راوی کا بیان ہے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے پاس آنے میں دیر کردی۔ تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا خیال ہے آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَ الضُّحٰی ۙ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی ؕ۔(4)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 147 (30219)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 444 (3659)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 577 (3955)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 305، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن مردویہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ رفیقہ حیات ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک مہینے کا اعتکاف کیا اور وہ مہینہ رمضان کے موافق تھا۔ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور یہ آواز سنی: السلام علیکم۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا گمان ہے یہ کوئی جن ہے۔ تو اس نے کہا: تمہیں بشارت ہو کیونکہ یہ سلام خیر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک دوسرے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورج پر دیکھا۔ اس کا ایک پر مشرق میں تھا اور ایک پر مغرب میں تھا۔ فرمایا تو میں پس اس سے خوفزدہ ہو گیا۔ چنانچہ آپ اپنے گھر والوں کے ارادہ سے چل پڑے۔ تو آپ نے اچانک اپنے اور دروازے کے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پایا۔ فرمایا: پس اس نے مجھ سے گفتگو کی۔ یہاں تک کہ میں اس سے مانوس ہو گیا۔ پھر اس نے ایک خاص جگہ کا مجھ سے وعدہ کیا۔ تو میں اس کے محل وعدہ پر آیا اور جبرائیل علیہ السلام نے مجھے روک لیا۔ اور جب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو وہ اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر اترے اور میکائیل علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان رہے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ لیا اور گدی کے درمیان سے مجھے زور سے پکڑا اور میرے پیٹ کو شق کر دیا اور اس سے جو اللہ تعالیٰ چاہا اسے نکال لیا۔ پھر اسے سونے کے ایک ٹب میں دویا۔ پھر اسے پیٹ میں واپس رکھ دیا۔ پھر مجھے الٹا کیا جیسے برتن کو الٹا کیا جاتا ہے۔ پھر میری پیٹھ پر مہر لگائی۔ یہاں تک کہ میں نے مہر کے چھونے کو محسوس کیا۔ پھر مجھے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ اور میں نے کبھی کتاب نہیں پڑھی تھی۔ تو اس نے مجھے حلق سے پکڑا یہاں تک کہ مجھے رونے کے قریب کر دیا۔ پھر مجھے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ فرمایا: اس کے بعد میں کوئی شے نہیں بھولا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے میرا وزن ایک آدمی کے ساتھ کیا اور میں اس کے برابر رہا۔ پھر اس نے ایک دوسرے کے ساتھ میرا وزن کیا اور میں اس کے برابر ہو گیا۔ پھر اس نے میرا وزن سو آدمی کے ساتھ کیا۔ تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: رب کعبہ کی قسم! ان کی امت ان کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ فرمایا: پھر میں اپنے گھر کی طرف آیا۔ تو مجھے کوئی پتھر اور درخت نہیں ملا۔ مگر اس نے کہا: السلام علیك یا رسول اللہ۔ یہاں تک کہ جب میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو انہوں نے بھی کہا۔ السلام علیك یا رسول اللہ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی: اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ انہوں نے پہلی رات اپنی بہن کو مارا۔ وہ یہ پڑھ رہی تھیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ یہاں تک کہ انہیں یہ گمان ہوا کہ اسے قتل کر دیا ہے۔ پھر سحری کے وقت اٹھے۔ تو ان کی آواز سنی، وہ پڑھ رہی تھیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ تو کہا: قسم بخدا! یہ شعر نہیں ہے اور نہ ہی یہ آہستہ گنگنانے کی آواز ہے۔ پھر چل پڑے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر پایا اور دروازے کو دھکیلا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہے؟ جواب دیا: عمر بن خطاب۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں۔ تو آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ دروازے پر عمر ہے۔ تو رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے عمر کے لیے خیر کا ارادہ فرمایا ہے تو وہ اسے دین میں داخل فرما دے گا۔ سو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: دروازہ کھول دو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے دونوں بازوؤں کے ساتھ پکڑا اور جھنجوڑا۔ فرمایا: تو کس کا ارادہ رکھتا ہے؟ اور کس کام کے لیے تو آیا ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: آپ مجھ پر وہ (دین) پیش فرمایئے جس کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ''اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' پس عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ اسلام لے آئے اور کہا: اب باہر نکلو (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کھلے عام اعلانیہ کرتے رہو) (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ قلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اگر قلم نہ ہوتا تو دین قائم نہ رہتا اور نہ زندگی کی اصلاح ہوتی۔ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کے تحت فرمایا: اس سے مراد لکھنا ہے یعنی انسان کو لکھنا سکھایا) (2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دو پیٹو ہیں جو سیر نہیں ہوتے ایک صاحب علم اور ایک صاحب دنیا۔ یہ دونوں برابر نہیں ہوتے۔ پس صاحب علم رب کریم کی رضا میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28) اور صاحب دنیا غرور اور سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى واللہ اعلم۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن منذر، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو میں اس کی گردن روند ڈالوں گا۔ پس یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا تو بالیقین ملائکہ اسے ظاہرا پکڑ لیں گے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو ابو جہل آیا اور اس نے کہا: کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا ہے؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا ہے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ اس کی طرف پھرے اور اسے خوب ڈانٹا۔ تو ابوجہل نے کہا: یقیناً آپ جانتے ہیں کہ کوئی آدمی نہیں ہے جس کے معاون اور ہم نشین مجھ سے زیادہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم بخدا! اگر وہ اپنے ہم نشینوں کو بلاتا تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے جہنم کے داروغے پکڑ لیتے۔ (4)

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 56 (14408)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 304، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 740، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن جریر، طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا: کہ اگر محمد (ﷺ) مقام (ابراہیم) کے پاس نماز پڑھنے کے لیے لوٹے تو میں یقیناً انہیں قتل کردوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ۝ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤىۙ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰىؕ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰىؕ۝ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰىۙ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰىؕ۝ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤىۙ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰىؕ۝ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰىؕ۝ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰىؕ۝ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ﳔ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِۙ۝ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍۚ۝ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗۙ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے۔ تو کہا گیا: کیا وہ آپ کو روک سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جو میرے اور اس کے درمیان ہے وہ سیاہ ہو گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم بخدا! اگر وہ حرکت کرتا تو یقیناً ملائکہ اسے پکڑ لیتے اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے۔ (1)

امام بزار، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا۔ تو ابوجہل آیا اور اس نے کہا: مجھے اللہ کی قسم! اگر میں نے محمد! ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو میں یقیناً اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلا یہاں تک کہ میں آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ کو ابوجہل کے قول سے مطلع کیا۔ تو آپ ﷺ غضب ناک ہو کر نکلے یہاں تک کہ آپ مسجد پہنچ گئے اور بڑی عجلت کے ساتھ دروازے سے داخل ہوئے تو دیوار کے ساتھ جا لگے۔ تو میں نے کہا: آج یوم شر ہے۔ چنانچہ میں نے کمبل لپیٹا اور پھر آپ کے پیچھے چل پڑا۔ پس رسول اللہ ﷺ یہ پڑھتے ہوئے داخل ہوئے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پس جب ابوجہل کی حالت پر پہنچے تو کہا: كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى کسی انسان سے ابوجہل سے کہا: اے ابوالحکم! یہ محمد ﷺ ہیں تو ابوجہل نے جواب دیا: کیا تم وہ نہیں دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ قسم بخدا! مجھ پر آسمان کے افق کو بند کر دیا گیا ہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ سورۃ کے آخر میں پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔ (2)

امام احمد، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوجہل نے کہا: کیا محمد (ﷺ) تمہارے درمیان کے سوا کہیں سجدہ کر سکتا ہے۔ تمام نے جواب دیا: ہاں۔ تو ابوجہل نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے اسے اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو میں یقیناً آپ کی گردن روند ڈالوں گا اور ان کے چہرے کو خاک آلود کروں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے تا کہ وہ آپ کی گردن کو روند ڈالے۔ لیکن جلد ہی انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ الٹے پاؤں واپس لوٹ رہا ہے اور اپنے ہاتھوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 310، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 416 (13871)، دارالفکر بیروت

کے ساتھ اپنا بچاؤ کر رہا ہے۔ تو اس سے پوچھا گیا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میرے اور آپ ﷺ کے درمیان آگ سے بھری ہوئی ایک خندق ہے اور یہ بہت سے پر (یعنی فرشتے) ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ میرے قریب آتا۔ تو ملائکہ ایک ایک عضو کر کے اسے کھینچ لیتے۔ فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات آخر سورت تک نازل فرمائیں: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی مراد ابوجہل ہے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ یعنی وہ اپنی قوم کو بلا لائے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی ملائکہ کو بلائیں گے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی یہ اس وقت نازل ہوئی جب ابوجہل بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر اوجھ پھینک دی تھی اور آپ ﷺ رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی فرمایا: یہ آیت اللہ تعالیٰ کے دشمن ابوجہل کے بارے نازل ہوئی۔ اس لیے کہ اس نے کہا تھا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: اور ارشاد فرمایا: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی فرمایا: اس میں عبد سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی یعنی آپ نے دیکھ لیا ابوجہل کو اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ فرمایا: وہ بلا لے اپنی قوم اور اپنے قبیلے کو سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے زبانیہ عرب کلام میں پولیس کو کہا جاتا ہے۔(2)

امام فریابی، عبدن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی کے تحت یہ نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو منع کیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ پس وہ اپنے خاندان کو بلا لے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی ملائکہ کو بلا لیں گے۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَنَسْفَعًا کا معنی ہے ہم اسے پکڑ لیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زبانیہ وہ فرشتے ہیں جن کے پاؤں زمین اور سر آسمان میں ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ اسْجُدْ اے محمد! ﷺ آپ سجدہ کیجئے۔ واقترب اور اے ابوجہل! تو قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے وعید فرما رہا ہے دھمکی دے رہا ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 310، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 300
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44-443، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 311

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی بیان کیا ہے: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو۔ کیا تم سنتے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جائیے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آخری کلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمائی کہ جب آپ نے مجھے طائف پر عامل مقرر فرمایا۔ تو ارشاد فرمایا: لوگوں کے لیے نماز کو خفیف اور آسان کرو یہاں تک قرأت کے وقت میں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ اور قرآن کریم میں اس کے مشابہ سورتوں کی قرأت کرو۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 444 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایاتھا ۵ سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۹۷ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

"بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے شب قدر میں۔ اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ اترتے ہیں فرشتے اور روح (القدس) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر امر (خیر) کے لیے۔ یہ سراسر (امن و) سلامتی ہے۔ یہ رہتی ہے طلوع فجر تک"۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ کی تفسیر میں کہا ہے کہ سارا قرآن کریم ایک ہی بار شب قدر میں اس ذکر سے نازل کیا گیا ہے جو رب العزت کے پاس ہے اور اسے آسمان دنیا میں بیت العزۃ میں رکھ دیا گیا۔ پھر بندوں کے کلام اور ان کے اعمال کے جواب میں جبرائیل امین علیہ السلام اسے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حراء میں نازل ہونا شروع ہوئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارا قرآن کریم ہر لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ فرمایا: شب قدر ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ سے مراد لیلۃ الحکم (فیصلے کی رات) ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ میں عمل، صدقہ، نماز اور زکوٰۃ ہزار مہینوں کے اعمال سے افضل و بہتر ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس الملائی رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ میں کیا جانے والا عمل ہزار مہینے میں کیے جانے والے عمل سے بہتر ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 313، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 314

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ فرمایا: شب قدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ فرمایا: اس رات وہ سارے فیصلے کیے جاتے ہیں جو کام پھر اس رات کے آنے تک سال بھر میں ہوتے ہیں (1)۔ سَلٰمٌ ۛ هِيَ فرمایا: یہ ساری کی ساری برکت اور خیر ہے۔ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ طلوع فجر تک ایسا ہوتا رہتا ہے۔

امام مالک نے الموطا میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے پہلے لوگوں کے اعمال دکھائے گئے یا ان میں سے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم محسوس کیا کہ وہ عمل کے لحاظ سے وہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے جہاں تک دوسرے لوگ اپنی طویل عمروں کے سبب پہنچے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو رات کو قیام کرتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ پھر وہ دن کے وقت دشمنوں کے خلاف مشغول جہاد رہتا یہاں تک کہ شام ہو جاتی اور اس نے یہ عمل ہزار مہینے تک کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ کہ اس ایک رات کا قیام اس آدمی کے ہزار مہینے کے عمل سے بہتر ہے۔ (3)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا: جس نے ایک ہزار مہینے تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہتھیار پہنے رکھے۔ تو مسلمان یہ سن کر انتہائی متعجب ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ ایک شب قدر کا عمل ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں اس آدمی نے فی سبیل اللہ ہتھیار اٹھائے رکھے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے اسی برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اس کی نافرمانی نہیں کی۔ اور وہ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن عجوز اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اس پر انتہائی متعجب ہوئے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت نے اسی برس تک ان لوگوں کے عبادت کرنے پر انتہائی تعجب کیا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر اور افضل شے نازل فرما دی ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیات پڑھیں: إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ یہ اس سے بھی افضل ہے جس پر آپ نے اور آپ کی امت نے اظہار تعجب کیا ہے۔ تو رسول

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 46-445 (66-3662) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ موطا امام مالک، صفحہ 260، نور محمد اصح المطابع کراچی　　3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 314، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 306، دار الفکر بیروت

اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ لوگ بھی انتہائی خوش ہوئے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے منبر پر بنی امیہ کو دیکھا۔ تو اس نے آپ کو غمگین کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ یہی وہ بادشاہ ہے جسے وہ درست پائیں گے اور پھر ساتھ ہی مذکورہ سورت نازل ہوئی۔

امام خطیب نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بنی امیہ دکھائے گئے جو میرے منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ تو یہ منظر مجھ پر انتہائی شاق اور گراں گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر نازل فرمائی۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں یوسف بن مازن رؤاسی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے کے بعد ایک آدمی اٹھا اور اس نے کہا تو نے مومنوں کے چہرے سیاہ کر دیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تو مجھے نہ جھڑک، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے بنی امیہ کو دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر خطبہ دے رہے ہیں۔ تو آپ کو یہ انتہائی ناگوار گزرا۔ تو اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل ہوئی۔ یعنی اے محمد! ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ اور یہ جنت میں ایک نہر ہے۔ اور ساتھ ہی سورۃ القدر نازل ہوئی۔ اے محمد! ﷺ بنو امیہ آپ کے بعد اس کے مالک بنیں گے۔ حضرت قاسم نے کہا: پھر ہم نے شمار کیا تو ان کی حکومت ہزار مہینے تک رہی نہ ان میں ایک دن زائد بنتا ہے اور نہ ہی ایک دن کم۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ سے مراد لیلۃ الحکم ہے۔ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ اور آپ کچھ جانتے ہیں لیلۃ الحکم کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، محمد بن نصر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ شب قدر کا عمل یا اس کے روزے اور اس کا قیام ایسے ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے جن میں شب قدر نہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں کسی دن کو کسی دن پر اور کسی رات کو کسی رات پر افضل نہیں جانتا۔ بجز لیلۃ القدر کے کیونکہ یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرُّوْحُ سے مراد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں۔ اور مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ کی تفسیر میں فرمایا: کسی ستارے کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس کے ساتھ اس رات میں رجم کیا جائے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سَلٰمٌ ھِیَ کا معنی ہے کہ یہ محفوظ اور سلامتی والی ہے۔ کوئی شیطان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 446 (3665)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس میں کوئی برا عمل کرے یا اس میں کوئی تکلیف دہ عمل کرے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح پڑھتے تھے: مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت منصور بن زاذان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے وقت سے لے کر فجر طلوع ہونے تک فرشتے اترتے رہتے ہیں۔ وہ ہر مومن کے پاس سے گزرتے ہیں اور کہتے ہیں "السلام علیك یا مومن" اے مومن! تجھ پر سلام ہو۔

امام ابن منذر نے رحمہ اللہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سَلٰمٌ کے تحت فرمایا: جب شب قدر آتی ہے تو ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت وسلامتی لے کر نماز مغرب کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک مسلسل اڑتے رہتے ہیں۔

امام محمد بن نصر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس رات سرکش جن اور شیاطین اور جنات میں سے عفاریت اوپر کی جانب چڑھتے ہیں اور اس میں تمام آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس رات اللہ تعالیٰ ہر توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ تو اسی لیے فرمایا: سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ فرمایا: یہ سلسلہ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے شب قدر کے بارے سوال کیا گیا کیا یہ کوئی ایسی شے ہے جو تھی اور چلی گئی ہے یا ہر سال میں ہوتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بلکہ یہ حضور نبی رحمت ﷺ کی امت کے لیے ہے جب تک ان میں سے دو بھی باقی رہیں گے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو شب قدر عطا فرمائی ہے اور ان سے پہلے کسی کو یہ عطا نہیں فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید نے عبداللہ بن مکانس مولی معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کا گمان ہے کہ لیلۃ القدر اٹھالی گئی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: جس نے یہ کہا اس نے جھوٹ بولا۔ میں نے پوچھا: کیا ہر رمضان المبارک میں اسے تلاش کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے کہا: لوگوں کا گمان ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن آنے والی وہ ساعت جس میں مسلمان جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول کرلی جاتی ہے وہ ساعت اٹھالی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس نے یہ کہا اس نے جھوٹ بولا۔ پھر میں نے پوچھا کیا ہر جمعہ کے دن میں اس ساعت کو تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا کیا وہ ہر رمضان میں آتی ہے؟(3) اور ابن مردویہ کے الفاظ ہیں: کیا یہ رمضان میں ہوتی ہے؟ تو آپ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 315، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 173 (647)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 313

نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات نہیں سنے: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ اور شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:185) (رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا)

امام ابوداؤد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے بارے استفسار کیا گیا اور میں سن رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ تم شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الفلتان بن عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے لیلۃ القدر کو دیکھا پھر اسے بھول گیا۔ پس تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ بڑی تیزی کے ساتھ ان کی طرف تشریف لائے۔ یہاں تک کہ آپ کی سرعت کے سبب ہم گھبرا گئے۔ تو جب آپ ہمارے پاس آ کر رکے پھر سلام فرمایا اور کہا: میں تمہاری جانب انتہائی تیز رفتاری سے آیا، تا کہ تمہیں شب قدر کے بارے اطلاع کروں۔ لیکن میرے اور تمہارے درمیان جو فاصلہ تھا اس دوران میں اسے بھول گیا۔ البتہ تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

امام احمد، ابن جریر، محمد بن نصر، بیہقی اور ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہے۔ وہ کسی طاق رات میں ہوتی ہے، اکیسویں رات یا تئیسویں رات یا پچیسویں رات یا ستائیسویں رات یا انتیسویں رات یا پھر رمضان المبارک کی آخری رات میں۔ جس نے ایمان و اخلاص کے ساتھ اس رات قیام کیا اس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کی علامات میں سے یہ ہے کہ یہ رات انتہائی راحت بخش، صاف، پرسکون اور خاموش ہوتی ہے، نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی۔ اس میں چاند روشن ہوتا ہے۔ اس رات صبح تک کسی ستارے کے لیے ٹوٹنے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعائیں نہیں ہوتیں۔ وہ بالکل برابر ہوتا ہے گویا کہ وہ چودھویں رات کا چاند ہے اور اللہ تعالیٰ نے شیطان پر حرام قرار دیا ہے کہ اس دن وہ اس کے ساتھ نکلے۔

---

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 197، نور محمد اصح المطابع کراچی　2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327 (9542)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 325 (9525)　4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 324 (9510)　5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 325 (9527)

امام ابن جریر نے تہذیب میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس رات کو دیکھا ہے۔ یہ آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں ہے اور یہ رات انتہائی پرسکون اور راحت بخش ہے۔ نہ گرم ہے اور نہ ہی سرد۔ اس میں چاند روشن ہوتا ہے اور اس میں شیطان ظاہر نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ فجر روشن ہو جاتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اسے جانتا تھا۔ لیکن پھر یہ میرے (ذہن) سے نکل گئی۔ بلاشبہ یہ رمضان المبارک میں ہے۔ سوتم اسے تلاش کرو اس رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوں یا سات باقی رہتی ہوں یا تین باقی رہتی ہوں (یعنی اکیسوں، تیسویں اور ستائیسویں رات) اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ اور جس نے سال بھر قیام کیا، اس نے اسے پالیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت ابوعقرب الاسدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر میں آئے۔ اور ہم نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے، پس میں نے ان سے سوال کیا۔ تو آپ نے ہمیں یہ بتایا کہ شب قدر نصف آخیر کی سات (راتوں) میں ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس دن سورج بالکل سفید طلوع ہوتا ہے، اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو وہ اسی طرح تھا جیسے مجھے بتایا گیا اور میں نے تکبیر بلند کی (یعنی اللہ اکبر کہا)(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت اسود رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم شب قدر کو اس رات میں تلاش کرو جب کہ سات راتیں ابھی باقی ہوں (یعنی تیئیسویں رات)۔ تم اسے تلاش کرو جب کہ نو ابھی باقی ہوں (یعنی اکیسویں رات) اور تم اسے تلاش کرو جب کہ ابھی گیارہ باقی ہوں (یعنی انیسویں رات)۔ چاند روشن ہوتا ہے۔ ہر دن کا سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے سوائے لیلۃ القدر کی صبح کے۔ کہ اس دن سفید طلوع ہوتا ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔(2)

امام ابن زنجویہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شب قدر کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مہینہ کتنا باقی ہے؟ ہم نے عرض کی بائیس دن گزر چکے ہیں اور آٹھ دن باقی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بائیس دن گزر چکے ہیں اور سات باقی ہیں۔ تم شب قدر کو آج کی رات تلاش کرو۔ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی پہلی رات میں، نویں میں، گیارہویں میں، اکیسویں میں اور رمضان المبارک کی آخری رات میں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 324 (9509)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 326 (9529)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب قدر کے بارے فرمایا: بلاشبہ یہ آخری رات ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری رات میں تلاش کرو۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لیلۃ القدر کے بارے بتائیے۔ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں کون سی شے ہوتی ہے جس میں ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور جب ان کا وصال ہوا تو وہ اٹھالی گئی ہے یا وہ قیامت تک کے لیے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: بلکہ وہ قیامت کے دن تک کے لیے ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ رمضان المبارک کے کون سے ایام میں ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اسے پہلے عشرے میں اور آخری عشرے میں تلاش کرو۔ فرمایا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بیان فرمایا اور میں نے آپ کی عدم توجہی (غفلت) غنیمت سمجھی اور کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھے خبر دیں گے یا جب تک آپ مجھے خبر نہ دیں کہ وہ کون سے عشرے میں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر اتنا شدید غصے ہوئے کہ اس کی مثل مجھے کبھی غصے نہیں ہوئے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ تمہیں اس پر مطلع فرما دیتا۔ تم اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔ اس کے بعد کسی شے کے بارے مجھ سے سوال نہ کرنا۔

امام بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق رات میں شب قدر کو تلاش کرو۔ (1)

امام مالک، ابن ابی شیبہ، طیالسی، احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے درمیان والے عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سال اعتکاف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات تھی اور یہ وہی رات ہے جس میں آپ اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے تو آپ نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ میں نے اس رات کو دیکھا ہے پھر مجھے وہ بھلا دی گئی ہے اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اس کی صبح پانی اور مٹی (تر مٹی) میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو اور تم اسے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس رات آسمان نے بارش برسائی۔ مسجد پر کھجور کی چھال پڑی ہوئی تھی اور مسجد ٹپک پڑی۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اکیسویں کی صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کا اثر تھا۔ (2)

امام مالک، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابن زنجویہ، طحاوی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رحمہ اللہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 270، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 271

سے روایت کیا ہے کہ ان سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے: تم اسے آج کی رات تلاش کرو اور وہ رات تیئیسویں کی رات تھی۔(1)

امام مالک اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوالنضر مولی عمر بن عبداللہ بن انیس جہنی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرا گھر خاصا دور ہے۔ اس لیے مجھے ایک رات کے بارے حکم فرمایئے کہ میں اس میں حاضر ہوسکوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو رمضان المبارک کی تیئیسویں رات حاضر ہو۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ضمرہ بن عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کے بارے تیرے باپ کو کیا فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا: میرے والد بادیہ نشین تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ مجھے ایک رات کے بارے حکم فرمائیں جس میں میں حاضر ہو سکوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو تیئیسویں رات حاضر ہو۔ فرمایا: جب وہ واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔(3)

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے شب قدر کو آخری سات راتوں میں دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے خوابوں کو دیکھ رہا ہوں وہ آخری سات راتوں میں باہم موافق ہیں۔ پس جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو وہ اسے آخری سات میں تلاش کرے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ہمیں شب قدر کے بارے کچھ خبر دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن مسلمانوں میں سے فلاں فلاں دو آدمی آپس میں جھگڑنے لگے تو اسے اٹھالیا گیا۔ اور امید ہے کہ وہی تمہارے لیے بہتر ہو۔ پس تم اسے نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو (اس سے مراد انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں کی رات ہے)(5)

امام طیالسی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ یہ چاہتے تھے کہ اپنے صحابہ کرام کو لیلۃ القدر کے بارے بتائیں۔ لیکن دو آدمی باہم جھگڑنے لگے، اور آپ یہ چاہتے تھے کہ اپنے صحابہ کرام کو لیلۃ القدر کے بارے بتائیں۔ لیکن دو آدمی باہم جھگڑنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس ارادہ کے ساتھ نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر کے بارے اطلاع دوں۔ تو دو آدمی آپس میں لڑ پڑے۔ تو وہ مجھ سے نکل گئی۔ پس تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ یعنی اس رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوں یا اس میں جب کہ ابھی سات باقی ہوں یا

---

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 370، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 326 (3675)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، (3675)
4۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 270، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 271

اس میں جب کہ ابھی پانچ باقی ہوں (مراد اکیسویں، تیئسویں اور پچیسویں کی رات ہے)(1)

امام بخاری، ابوداؤد، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اس رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوں اور اس میں جب کہ سات باقی ہوں اور اس میں جب کہ پانچ باقی ہوں۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اسے آخری عشرہ کی نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے عبدالرحمٰن بن جوشن سے یہ نقل کیا ہے کہ میں نے ابوبکرہ کے پاس لیلۃ القدر کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا: ہاں میں تو وہ ہوں جو اس حدیث کے بعد جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، شب قدر کو صرف آخری عشرہ میں تلاش کرتا ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو جب کہ ابھی نو باقی ہوں یا سات باقی ہوں یا تین باقی ہوں یا پھر آخری رات ہو۔ حضرت ابوبکر رمضان المبارک میں بیس رکعتیں اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح سارے سال میں نماز پڑھاتے تھے۔ اور جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو پھر خوب مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔(3)

امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پس تم اسے نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ میں نے کہا: اے ابوسعید! بلاشبہ تم ہم سے زیادہ عدد کا علم رکھتے ہو۔ انہوں نے فرمایا: ہاں درست ہے۔ تو میں نے کہا: یہ نویں، ساتویں اور پانچویں کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب اکیسویں گزر جائے تو وہی وہ رات ہے جس کے پیچھے نو راتیں آتی ہیں۔ اور جب تیئس گزر جائیں تو وہی وہ رات ہے جس کے پیچھے سات آتی ہیں اور جب پچیس گزر جائیں تو وہی وہ رات ہے جس کے پیچھے پانچ آتی ہیں (یعنی تاسعہ، سابعہ اور خامسہ سے مراد بالترتیب اکیسویں، تیئسویں اور پچیسویں کی راتیں ہیں)۔(4)

امام طیالسی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر چوبیس (رمضان المبارک) کی رات ہے۔

امام احمد، طحاوی، محمد بن نصر، ابن جریر، طبرانی، ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب قدر چوبیس کی رات ہے۔(5)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 327 (3679)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 271، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 98، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 370، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 409 (5044)، دار الفکر بیروت

امام محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمن بن عسلہ الصنابحی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے آنے سے پانچ راتیں قبل وصال فرما گئے۔ آپ ﷺ کا وصال ہوا اور اس وقت میں جحفہ میں تھا۔ اور میں آپ کے بہت سے صحابہ کرام کے پاس حاضر ہوا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ تیئسویں کی رات ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو چوبیسویں کی رات میں تلاش کرو۔

امام طیالسی، ابن زنجویہ، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا۔ تو آپ نے مہینے میں کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ جب چوبیسویں کی رات آئی۔ جو باقی رہنے والی سات راتوں میں سے تھی تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ رات کا تہائی حصہ گزرنے کے قریب ہو گیا۔ اور جب پچیسویں کی رات آئی تو آپ نے ہمیں کوئی نماز نہ پڑھائی۔ اور جب چھبیسویں کی رات آئی جو باقی رہنے والی سات راتوں میں سے تھی تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ رات نصف سے زائد گزرنے کے قریب ہو گئی۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ ہمیں رات کے بقیہ حصہ میں نفل پڑھا دیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ بلاشبہ جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس لوٹتا ہے تو اس کے لیے رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر جب ستائیسویں کی رات آئی تو آپ نے ہمیں نماز نہ پڑھائی۔ پھر جب اٹھائیسویں کی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ اور لوگ اکٹھے ہوئے اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہمارا سحری کا کھانا رہ جاتا۔ پھر مہینے کے کسی دن آپ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔ اس روایت میں الفلاح سے مراد سحور (سحری کا کھانا) ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن زنجویہ، عبد بن حمید، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے پوچھا۔ میں نے کہا: بے شک آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو سال بھر قیام کرے گا وہ شب قدر کو پالے گا۔ پس انہوں نے قسم کھائی ہے کہ یہ استثناء نہیں کی جائے گی کہ شب قدر ستائیسویں کی رات ہے۔ میں نے کہا ابو منذر! آپ یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اس نشانی اور علامت کے سبب جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ اس دن صبح سورج طلوع ہوگا اور اس کی شعاعیں نہیں ہوں گی۔ اور ابن حبان کے الفاظ ہیں: وہ سفید ہوگا۔ اس کی شعاعیں نہیں ہوں گی۔ گویا کہ وہ ایک طشت ہے۔(2)

امام محمد بن نصر، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 329 (3683)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 370، قدیمی کتب خانہ کراچی

کے (کبار) صحابہ کرام کے ساتھ بلاتے تھے اور فرماتے: ان کی گفتگو سے پہلے کلام نہ کرنا۔ پس آپ نے ایک بار انہیں دعوت دی اور ان سے پوچھا: شب قدر کے بارے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بارے تمہاری کیا رائے ہے "تم اسے آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں تلاش کرو" وہ کون سی رات ہو سکتی ہے؟ تو ان میں سے بعض نے کہا: وہ اکیسویں کی رات ہے۔ بعض نے کہا: وہ تیئسویں کی رات ہے۔ بعض نے کہا: پچیسویں کی رات ہے۔ اور بعض نے خیال ظاہر کیا کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے۔ سو وہ کہتے رہے اور میں خاموش بیٹھا رہا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے کیا ہے۔ تو گفتگو نہیں کر رہا؟ تو میں نے جواباً عرض کی: آپ ہی نے تو مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے گفتگو کرنے سے پہلے میں کلام نہ کروں۔ تو پھر انہوں نے فرمایا: تجھے گفتگو کے لیے ہی تو بلا بھیجا ہے۔ تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ سات کا ذکر فرماتا ہے۔ پس اس نے سات آسمانوں اور انہی کی مثل سات زمینوں کا ذکر کیا ہے۔ اس نے انسان کو سات سے تخلیق فرمایا ہے اور زمین سے اگنے والی سات ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو ان کے بارے خبر ہے جنہیں میں جانتا ہوں، ان کے بارے کیا خیال ہے جنہیں میں نہیں جانتا؟ اور وہ زمین سے اگنے والی سات ہیں؟ تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ (عبس) (پھر اچھی طرح پھاڑا زمین کو، پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغات اور (طرح طرح کے) پھل اور گھاس) پس "حدائق غلبا" (گھنے باغات) یہ کھجوروں اور دیگر درختوں کے باغات ہیں۔ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ (عبس) پس اب سے مراد وہ چارہ ہے جسے زمین اگاتی ہے اور جانور اور مویشی کھاتے ہیں۔ لیکن انسان اسے نہیں کھاتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم ایسا کہنے سے عاجز ہو جس طرح اس بچے نے کہا ہے جس کی رائے ابھی مجتمع اور مضبوط نہیں۔ قسم بخدا! میں بھی وہی رائے رکھتا ہوں جو تو نے کہا ہے (یعنی ستائیسویں کی رات) حالانکہ میں نے خود تجھے حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ گفتگو نہ کرنا۔ (1)

امام عبدالرزاق، ابن راہویہ، محمد بن نصر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب النبی ﷺ کو بلایا اور ان سے لیلۃ القدر کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے۔ تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں یقیناً جانتا ہوں اور میرا غالب گمان ہے کہ وہ وہی رات ہے۔ تو انہوں نے کہا: وہ کون سی رات ہے؟ میں نے کہا: ساتویں رات جو آخری عشرہ سے باقی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے یہ کہاں سے جانا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سات آسمان، سات زمینیں اور سات دن تخلیق فرمائے۔ بے شک زمانہ سات میں گردش کرتا ہے، انسان سات سے پیدا ہوا ہے اور سات سے کھاتا ہے اور سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے، بیت اللہ شریف کا طواف سات چکر ہیں اور رمی جمار بھی سات کنکریوں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح کی کئی چیزوں کو ذکر کیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالیقین تو نے اس معاملے کو سمجھ لیا ہے جسے ہم

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 330 (3686)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نے نہیں سمجھا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول میں ''اور وہ سات سے کھاتا ہے'' میں یہ اضافہ کرتے ہی کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ۙ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا (عبس) الآیہ۔(1)

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قریب بٹھاتے تھے۔ اور صحابہ کرام میں سے بعض لوگ ایسے تھے جو اپنے دلوں میں اسے محسوس فرماتے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج میں تمہیں ایک ایسی شے دکھاؤں گا جس سے تمہیں اس کی فضیلت کا علم ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام سے سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواباً کہا: یہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے جب وہ لوگوں کو اسلام کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے اور اس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں تو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کریں اور اس سے استغفار کریں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تجھے کیا ہے کہ تم گفتگو نہیں کر رہے؟ تو انہوں نے کہا: میں تو اس سے یہ جانتا ہوں کہ آپ کا وصال کب ہوگا۔ فرمایا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ پس یہی آپ کے وصال کی علامت ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں عمر کی جان ہے میں بھی اس سے وہی سمجھتا ہوں جو تو سمجھا ہے۔ فرمایا: پھر آپ نے ان سے شب قدر کے بارے پوچھا تو ان میں سے اکثر نے اس کے بارے یہ کہا: ہم یہ خیال کرتے تھے کہ وہ درمیان والے عشرہ میں ہے۔ پھر ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ آخری عشرہ میں ہے۔ ان میں سے اکثر نے یہی کہا۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: اکیسویں کی رات۔ بعض نے کہا تئیسویں کی رات اور بعض نے کہا ستائیسویں کی رات۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تجھے کیا ہے تو گفتگو نہیں کر رہا؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن میں تجھ سے تیرے علم کے بارے سوال کر رہا ہوں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وہ وتر کو پسند کرتا ہے۔ اس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور دنوں کی تعداد کو سات بنایا اور بیت اللہ شریف کے طواف کے سات چکر بنائے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے چکر بھی سات ہیں اور رمی جمار بھی سات ہیں۔ انسان کو سات سے پیدا کیا اور اس کا رزق بھی سات سے بنایا۔ تو انہوں نے کہا: انسان کیسے سات سے پیدا کیا گیا اور کس طرح اس کا رزق سات سے بنایا گیا تو نے اس سے ایسی شے کو سمجھا ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (المومنون) پھر اس کے رزق کا ذکر کیا اور فرمایا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۙ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ۙ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ۙ وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۙ وَّ حَدَآىِٕقَ غُلْبًا ۙ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا (عبس) پس اب سے مراد وہ چارہ ہے جو زمین نے

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 331 (87-3686)، دار الکتب العلمیہ بیروت

چوپاؤں کے لیے اگایا ہے۔ اور سات چیزیں بنی آدم کے لیے رزق ہیں۔ کہا واللہ اعلم۔ البتہ شب قدر کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ تین راتیں گزر چکی ہوں اور سات ابھی باقی ہوں (اس سے مراد تیئیسویں کی رات ہے)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مہاجرین صحابہ کرام کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے شب قدر کا ذکر کیا۔ تو ان میں سے بعض نے اس کے بارے گفتگو کی جو اس کے متعلق سن رکھی تھی اور ان میں اس کے بارے باہم گفتگو ہوتی رہی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تجھے کیا ہوا ہے کہ تو خاموش ہے اور گفتگو نہیں کر رہا؟ تو بھی کلام کر۔ کوئی شے تیرے لیے گفتگو سے مانع نہیں ہوگی۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو میں نے کہا اے امیر المومنین! بلاشبہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وہ وتر (طاق) کو ہی پسند فرماتا ہے۔ پس ایام دنیا کو بنایا کہ وہ سات کے عدد پر ہی گھومتے رہتے ہیں۔ اور انسان کو سات سے پیدا فرمایا۔ ہمارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہمارے نیچے سات زمینیں تخلیق فرمائیں اور سبع مثانی (سورۃ الفاتحہ کی سات آیات) عطا فرمائی۔ اور اپنی کتاب میں سات قرابت داروں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ اور اپنی کتاب میں میراث کو سات (حصص) پر تقسیم فرمایا۔ اور ہم اپنے جسم کے سات اعضاء پر سجدہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ معظمہ کا طواف سات بار کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سات بار سعی کی۔ اور جمرات پر سات کنکریوں کے ساتھ رمی کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ میں شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں دیکھتا ہوں۔ واللہ اعلم۔ فرمایا: پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھک گئے اور فرمایا: اس مسئلہ میں میرے ساتھ کسی نے موافقت نہیں کی بجز اس غلام (بچے) کے جس کے سر کی کھوپڑی کا جوڑا ابھی مکمل نہیں ہوا۔ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پھر فرمایا: اے لوگو! ابن عباس کے بیان کرنے کی طرح کون اسے بیان کر سکتا ہے (یعنی کون اس گہرائی تک پہنچ سکتا ہے)۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم شب قدر کو ستائیسویں کی رات کو تلاش کرو"۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے لیلۃ القدر کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی لوگ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ شب قدر ستائیسویں کی رات ہے۔(2)

امام ابن نصر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے تہذیب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم شب قدر کو رات کے آخر میں تلاش کرو"۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 317، مطبعۃ السعادۃ مصر

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 324 (9514)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں آیا اور میں رمضان میں سوگیا۔ تو مجھے کہا گیا: بے شک آج کی رات تو شب قدر ہے۔ پس میں اٹھ کھڑا ہوا اور اونگھنے لگا۔ سو میں نے رسول اللہ ﷺ کے خیمے کی رسی کو پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اس رات میں غور کیا تو وہ ستائیسویں کی رات تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ہر روز شیطان سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ نکلتا ہے بجز شب قدر کے۔ اس دن سورج بالکل سفید طلوع ہوتا ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ (1)

امام محمد بن نصر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے رمضان المبارک کی تیئیسویں رات کے تیسرے حصہ تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا۔ پھر پچیسویں رات کو نصف رات تک آپ کے ساتھ قیام کیا۔ پھر ہم نے ستائیسویں رات آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا۔ یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ ہم فلاح نہیں پاسکتے اور فلاح سے مراد سحری کا کھانا ہے۔ اور تم لیلۃ سابعہ تیرھویں رات کو کہتے ہو اور ہم لیلۃ سابعہ ستائیسویں رات کو کہتے ہیں۔ کیا ہم زیادہ صحیح اور درست ہیں یا تم؟ (2)

محمد بن نصر نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے مہینے میں سے باقی رہنے والے دس دنوں میں تلاش کرو یعنی پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے شب قدر کے بارے پوچھا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ میرا رب سات کو پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ (الحجر: 87) امام بخاری نے فرمایا: اس کی سند محل نظر ہے۔

امام طیالسی، احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کے بارے فرمایا: بے شک یہ ستائیسویں یا انتیسویں کی رات ہے۔ اس رات زمین پر فرشتے سنگریزوں کی تعداد سے زیادہ ہوتے ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابو میمون رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ شب قدر ستائیسویں یا انتیسویں کی رات ہے اور اس میں فرشتے آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ اترتے ہیں۔ اور یہ وہم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں یہ ہے کہ چوبیسویں کی رات شب قدر ہے۔

امام محمد بن نصر، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ میں بہت بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر قیام کرنا مشکل ہوتا ہے۔ پس

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 325 (9523)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 607 (1608)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آپ مجھے ایک رات کے بارے میں فرمادیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس رات کے قیام کولیلۃ القدر کے موافق کر دے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر ستائیسویں رات کا قیام لازم ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، بخاری نے تاریخ میں، طبرانی، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حوہ العبدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا۔تو آپ نے فرمایا: یہ سترہویں رات ہے۔نہ تو اس میں شک کرے اور نہ کوئی استثناء کرے اور فرمایا: اسی رات قرآن کریم نازل ہوا اور اسی کا دن یوم الفرقان ہے جس دن دولشکر باہم دست بگریبان ہوئے۔حرث بن ابی اسامہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شب قدر وہ رات ہے جس کے دن میں رسول اللہ ﷺ اہل بدر سے ملے (یعنی میدان بدر میں جنگ ہوئی)۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (الانفال:41)(اور اس پر جسے ہم نے اتارا اپنے (محبوب) بندہ پر فیصلہ کے دن جس روز آمنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر)۔(2)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ سولہ یا سترہ کی رات ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم شب قدر کو رمضان المبارک کے سترہ دن گزرنے کے بعد تلاش کرو۔کیونکہ اسی رات کی صبح یوم بدر ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (الانفال:41) یعنی وہ اکیسویں رات میں ہے یا تیئیسویں رات میں ہے کیونکہ وہ طاق رات میں ہی ہوگی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم شب قدر کو سترہ رمضان المبارک کی رات، اکیس کی رات اور تیئیسویں کی رات میں تلاش کرو۔پھر آپ نے سکوت فرمایا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے دریافت کیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے نصف آخیر میں تلاش کرو۔پھر لوٹ کر دوبارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔تیئیسویں تک تلاش کرو۔

امام احمد اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے دریافت کیا گیا۔تو آپ نے فرمایا: یہ آخری دس راتوں میں ہے، یا تیئیسویں میں یا پچیسویں میں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو یعنی اکیسویں رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوتی ہیں اور تیئیسویں میں جب کہ ابھی سات باقی ہوتی ہیں، پچیسویں میں جب کہ ابھی پانچ باقی ہوتی ہیں اور ستائیسویں میں جب کہ ابھی تین راتیں باقی ہوتی ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرے کی

1۔شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 332 (3688)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 333 (3692)

ہر طاق رات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لیلۃ القدر سترہ رمضان المبارک کے جمعہ کی رات ہے۔(2)

ابوالشیخ نے حضرت عمرو بن حویرث سے بیان کیا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ لیلۃ القدر سترہ رمضان کی لیلۃ الفرقان ہے۔

امام محمد بن نصر اور طبرانی رحمہما اللہ نے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ وہ رمضان المبارک کی تیئیسویں رات اور ستائیسویں رات شب بیداری کرتے تھے۔لیکن وہ سترہ رمضان کی شب بیداری کی طرح نہ تھی۔تو ان سے پوچھا گیا تم سترہ رمضان کی رات کیسے شب بیداری کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: بلاشبہ یہ وہ رات ہے، جس میں قرآن نازل ہوا اور اس کی صبح حق اور باطل کے درمیان فرق کیا گیا۔(3)

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم لیلۃ القدر کو اس رات میں تلاش کرو جب کہ ابھی گیارہ راتیں باقی ہوتی ہیں اور اسی کی صبح یوم بدر ہے (اور اس رات میں تلاش کرو) جب کہ ابھی نو باقی ہوتی ہیں اور اس میں جب کہ ابھی سات باقی ہوتی ہیں۔بے شک ہر روز شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے سورج طلوع ہوتا ہے سوائے شب قدر کی صبح کے۔اس دن سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔

امام طیالسی، محمد بن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے فرمایا: یہ رات انتہائی نفع بخش اور خوشگوار ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ ہی سرد۔اس کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی روشنی کمزور سرخ ہوتی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لیلۃ القدر انتہائی اطمینان بخش اور فیاض رات ہے۔اس کا سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تہذیب میں حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شب قدر تمام کی تمام دس راتوں میں گھومتی رہتی ہے۔

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں شب قدر کو قیام کیا اس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور اپنی چادر اٹھا لیتے تھے۔(7)

---

1۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 445 (3663)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 251 (8679)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 413 (5058)، دار الفکر بیروت

4۔شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 334 (3693)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327 (9543)

6۔صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 270، قدیمی کتب خانہ کراچی

7۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327 (9594)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں انتہائی ریاضت اور محنت کرتے تھے کسی دوسرے عشرے میں آپ اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رمضان کے مہینہ میں قیام پر برانگیختہ کیا۔ تو کہا گیا: اے امیر المومنین! یہ کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے انہیں یہ بتایا کہ ساتویں آسمان میں حظیرہ ہے۔ اسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے۔ اس میں ملائکہ ہیں۔ انہیں روح کہا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں "روحانیون" کے الفاظ ہیں۔ اور جب شب قدر آتی ہے تو وہ اپنے رب سے دنیا کی طرف نزول کی اجازت لیتے ہیں اور رب کریم انہیں اجازت عطا فرما دیتا ہے۔ تو وہ ہر اس مسجد کے پاس سے گزرتے ہیں جس میں نماز پڑھی جاتی ہے اور راستے میں جس کسی کی طرف توجہ کرتے ہیں، اس کے لیے دعا مانگتے ہیں اور ان کی جانب سے اسے برکت حاصل ہوتی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابوالحسن! پس ہم لوگوں کو نماز پر برانگیختہ کریں گے تاکہ انہیں برکت حاصل ہو۔ سو آپ نے لوگوں کو قیام کا حکم فرمایا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مغرب اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی، یہاں تک کہ رمضان المبارک کا مہینہ اسی طرح گزر گیا تو اس نے لیلۃ القدر سے حظ وافر پالیا۔(3)

امام ابن خزیمہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان المبارک میں عشاء کی نماز باجماعت پڑھی، تحقیق اس نے لیلۃ القدر کو پا لیا۔(4)

امام ابن زنجویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے عشاء کی نماز رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ ادا کی۔ اس نے شب قدر کو پالیا۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے جو آدمی شب قدر کو عشاء کی جماعت میں حاضر ہوا۔ تو اس نے اس سے اپنا حصہ لے لیا۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے رمضان المبارک کے مہینے میں ہر رات عشاء کی نماز پڑھی یہاں تک کہ مہینہ گزر گیا۔ تو تحقیق اس نے اس کا قیام کیا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شب قدر کا دن اس کی رات کی طرح ہے اور اس کی رات اس کے دن کی مثل ہے۔(7)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327(9548)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 337(3697)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 340(3707)
4۔ ایضاً (3706)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 339(3704)
6۔ ایضاً، (3705)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 252(8693)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن الحر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ شب قدر کے دن کا عمل (درجہ میں) اس کی رات میں عمل کرنے کی طرح ہے۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، محمد بن نصر اور بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اگر مجھے لیلۃ القدر کا اتفاق ہو جائے تو میں کیا کہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس طرح کہہ ''اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ'' (1)

امام ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر میں لیلۃ القدر کو پہچان لوں تو میں اس میں اللہ تعالیٰ سے سوائے عافیت کے کچھ نہ مانگوں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر میں جانتی کہ لیلۃ القدر کون سی ہے تو اس میں میری اکثر دعا یہ ہوتی۔ میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت کی التجا کرتی ہوں ''اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ''

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو یحیٰ بن ابی مرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات طواف کیا۔ تو میں نے ملائکہ کو دیکھا: وہ بڑی شدید گرمی میں تیزی کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبدہ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات سمندر کا پانی چکھا، تو وہ انتہائی شیریں اور میٹھا تھا۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ایوب بن خالد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں سمندر میں تھا اور میں رمضان المبارک کی تیئیسویں رات جنبی ہو گیا۔ تو میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو میں نے اسے انتہائی میٹھا اور خوشگوار پایا۔ (5)

امام ابن زنجویہ اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم اس رات کو کتابوں میں حلوط (انتہائی زیادہ گرانے والی) پاتے ہیں کیونکہ یہ گناہوں کو گرا دیتی ہے۔ ان کی اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لیلۃ القدر آتی ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ہمراہ نزول فرماتے ہیں اور ہر اس بندے کے لیے دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو۔ اور جب ان کی عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ملائکہ پر اظہار فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! کسی مزدور کی اجرت اور اس کے عمل کی جزاء کیا ہے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! اس کی جزا یہ ہے کہ اس کی اجرت ادا کر دی جائے۔ تو رب کریم فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میرے بندوں اور کنیزوں نے وہ فریضہ پورا کر دیا ہے جو میری طرف سے ان پر لازم تھا۔ پھر وہ چلا چلا کر میری بارگاہ سے دعا مانگنے کے لیے نکلے ہیں۔ میری عزت و جلال، میرے فضل و کرم اور میری رفعت و بلند مکانی کی قسم! میں ضرور بضرور ان کی دعا قبول

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 190، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 339 (3702)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 332 (3689)
4۔ ایضاً (3690)
5۔ ایضاً (3691)

فرماؤں گا۔ تو وہ فرماتا ہے: تم واپس لوٹ جاؤ۔ میں نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ پس وہ واپس لوٹتے ہیں اس حال میں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔(1)

امام زجاجی رحمہ اللہ نے امالیہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جب تم میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی تلاش میں جمعرات کے دن صبح سویرے نکلے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی ''اے اللہ! جمعرات کے دن کی صبح میں میری امت کے لیے برکت رکھ دے'' ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ'' جب وہ اپنے گھر سے نکلے، تو اسے چاہیے کہ وہ سورہ العمران کی آخری آیات، سورۃ القدر اور ام الکتاب (سورۃ فاتحہ) پڑھ لے۔ کیونکہ ان میں دنیا اور آخرت کی تمام حوائج کی تکمیل ہے۔

امام احمد، ترمذی، محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتوں میں نو سورتیں پڑھتے تھے۔ ایک رکعت میں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ دوسری رکعت میں وَالْعَصْرِ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ اور اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور تیسری رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔(2)

حضرت محمد بن نصر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ پڑھی۔ تو یہ قرآن کریم کے چوتھائی کے برابر ہے۔ اور جس نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی تو یہ نصف قرآن کریم کے برابر ہے۔ اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہوتی ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کریم کے برابر ہے۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 343 (3717)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 61، وزارت تعلیم اسلام آباد

ایاتھا ۸ — سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۸ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُۙ(۱) رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةًۙ(۲) فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌؕ(۳) وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُؕ(۴) وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ﳔ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِؕ(۵) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ اُولٰٓىٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِؕ(۶) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِۙ اُولٰٓىٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِؕ(۷) جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ(۸)

"جن لوگوں نے اہل کتاب میں سے کفر کیا (وہ) اور مشرکین (کفر سے) الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ نہ آجائے ان کے پاس ایک روشن دلیل۔ (یعنی) ایک رسول اللہ کی طرف سے جو انہیں پڑھ کر سنائے پاک صحیفے۔ جن میں لکھی ہوں سچی اور درست باتیں۔ اور نہیں بٹے فرقوں میں اہل کتاب مگر اس کے بعد کہ آگئی ان کے پاس روشن دلیل۔ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی، دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ بالکل یک سو ہو کر اور قائم کرتے رہیں نماز، ادا کرتے رہیں زکوٰۃ اور یہی نہایت سچا دین ہے۔ بے شک جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب سے (وہ) اور مشرکین آتش جہنم میں ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشگی کی جنتیں ہیں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں وہ ان میں تا ابد رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ (سعادت) اس کو ملتی ہے جو اپنے

رب سے ڈرتا ہے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ لَمۡ یَکُنِ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ سورۃ لَمۡ یَکُنِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابونعیم نے المعرفہ میں حضرت اسماعیل بن ابی الحکیم مزنی سے روایت کیا ہے اور یہ بنی فضیل کے ایک فرد ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سورۃ لَمۡ یَکُنِ کی قرأت سنتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندے کو بشارت دے دو۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں یقیناً تجھے جنت میں اتنا اختیار دوں گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

امام ابوموسیٰ رحمہ اللہ مدینی نے المعرفہ میں حضرت اسماعیل بن ابی الحکیم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عطر مزنی رحمہ اللہ یا مدنی سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا کی قرأت سنتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندے کو خوشخبری دے دو کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں تجھے دنیا اور آخرت کے احوال میں سے کسی حال میں بھی نہیں بھولوں گا اور تجھے جنت میں اتنا اختیار دوں گا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

امام احمد، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو جنۃ البدری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۃ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ آخر تک نازل ہوئی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: یارسول اللہ! ﷺ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے تم یہ سورت ابی کو پڑھاؤ۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بے شک جبرائیل امین نے مجھے کہا ہے کہ میں یہ سورت تجھے پڑھاؤں۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا میرا وہاں ذکر کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو وہ رونے لگے۔ (1)

امام ابن سعد، احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھ پر لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا پڑھوں۔ انہوں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تو وہ رونے لگے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا: اور ان پر یہ سورۃ پڑھی۔ پھر فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تجھ پر یہ سورۃ پڑھوں۔ (2)

امام احمد، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرآن لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ پڑھوں۔ پس آپ نے اس میں پڑھا کہ اگر ابن آدم (انسان) مال کی ایک وادی کا سوال کرے اور میں اسے عطا کر دوں۔ تو یقیناً وہ دوسری کا مطالبہ کر دے گا اور اگر وہ دوسری مانگے اور میں اسے عطا کر دوں تو وہ تیسری کا سوال کرنے لگے گا۔ ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی شے نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالے گا جنہوں نے توبہ کی۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 515 (15717)، دارالفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 537، قدیمی کتب خانہ کراچی

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین والا تو وہی ہے جس کی کامل توجہ اسی کی جانب ہو نہ وہ مشرکہ ہو نہ یہودیہ ہو اور نہ ہی نصرانیہ اور جو اس طرح کرے گا وہ ہرگز اسے کافر نہیں قرار دے گا۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھ پر پڑھوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر یہ سورت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین تو صرف حنیفیت ہے، جس میں نہ شرک ہو نہ یہودیت اور نہ ہی نصرانیت ہو۔ اور جو بھی نیک عمل کرے گا وہ ہرگز اسے کافر نہیں قرار دے گا۔ حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پھر آپ نے ان کے بعد والی آیات پڑھیں اِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ (سے بعد کی آیات) اور پھر یہ پڑھا: ''لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِیًا مِّنْ مَالٍ لَسَاَلَ وَادِیًا ثَانِیًا وَّلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ'' فرمایا: پھر ماقبی کے ساتھ سورت کا اختتام کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! بے شک مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تجھے یہ سورت پڑھاؤں۔ چنانچہ آپ نے مجھے یہ سورت پڑھائی: لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةًۙ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ یعنی اے یہودیت و نصرانیت کو اختیار کرنے والو! بے شک صحیح ترین دین حنیفیت مسلمہ ہے جس میں شرک کی آمیزش نہ ہو۔ اور جو عمل صالح کرے گا وہ ہرگز اسے کافر نہیں قرار دے گا۔'' وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ (البینۃ:4) بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے رہے اور انہوں نے اس کتاب سے اختلاف کیا اور علیحدگی اختیار کی جو کتاب آپ لے کر ان کے پاس آئے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ لوگ صرف اور صرف ایک امت تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مبشر اور نذیر بنا کر انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ وہ لوگوں کو حکم دیتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔ وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری مخلوق سے بہتر ہیں جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ (البینۃ:8)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے کچھ سوال کرنے لگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار اس کے سر کی طرف دیکھتے اور دوسری بار اس کے پاؤں کی طرف۔ آپ اس پر بھوک اور یبوست کے آثار دیکھ رہے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیرا مال کتنا ہے؟ اس نے کہا: چالیس اونٹ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ یقیناً تیسری کی خواہش کرے گا اور مٹی کے سوا کوئی شے ابن آدم کے پیٹ کو نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 229، وزارت تعلیم اسلام آباد

تو میں نے کہا: حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی طرح پڑھایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تم ہمیں ان کی طرف لے چلو۔ چنانچہ آپ حضرت ابی کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم اس طرح کہتے ہو؟ تو حضرت ابی نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ اسی پڑھایا ہے۔ آپ نے پوچھا: تب تم نے اسے مصحف میں لکھا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ ''یَعْنِیْ لَوْ کَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغَی الثَّالِثَ، وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ، وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ''

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے کہا: اے امیر المومنین! حضرت ابی رضی اللہ عنہ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے کوئی آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے اسے نہیں لکھا۔ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! میں ابی سے پوچھوں گا۔ اگر انہوں نے انکار کیا تو تمہیں جھٹلایا جائے گا۔ پس جب آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ تو آپ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو انہوں نے آپ کو اجازت دی اور آپ کو تکیہ پیش کیا۔ آپ نے کہا: یہ گمان کیا جارہا ہے کہ تم یہ وہم رکھتے ہو کہ میں نے کتاب اللہ کی کوئی آیت چھوڑ دی ہے۔ میں نے وہ نہیں لکھی۔ تو حضرت ابی نے کہا۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ ''لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَیْنِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰی اِلَیْهِمَا وَادِیًا ثَالِثًا، وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ، وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں اسے لکھ سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: میں آپ کو نہیں روکتا۔ راوی کا بیان ہے گویا حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے شک کیا کہ آیا یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے یا قرآن منزل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا: اے ابی! بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک سورت نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ سورت تجھے پڑھاؤں۔ تو انہوں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تو انہوں نے عرض کی پھر آپ ایسا کیجئے۔ فرمایا: پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ سورت پڑھائی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ کہ اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا (وہ) اور مشرکین اپنے کفریہ نظریات سے باز آنے والے نہیں تھے۔ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ یہاں تک کہ یہ قرآن ان کے پاس آگیا۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فرمایا (ایسا رسول جو) قرآن کا انتہائی خوب صورت اور حسین انداز میں ذکر کرتا ہے اور خوب صورت الفاظ میں اس کی تعریف کرتا ہے۔ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ۔ حُنَفَآءَ سے مراد یہ ہے کہ مہر دین کی ہو (یعنی دین کی طرف رغبت اور میلان ہو) ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کو حرام قرار دیتے ہوئے اور دیگر مناسک پر عمل کرتے ہوئے۔ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ فرمایا: یہ وہ دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا اور اسے اپنی ذات کے قرب کا راستہ قرار دیا اور اسے پسند فرمایا۔(1)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 19-18-317، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُنۡفَكِّيۡنَ کا معنی ہے جدا ہونے والے، چھوڑنے والے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُنۡفَكِّيۡنَ کا معنی ہے باز آنے والے۔ یعنی وہ کفر سے باز آنے والے نہ تھے کہ وہ ایمان لاتے۔ یہاں تک کہ ان کے لیے حق ظاہر ہو جائے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: حَتّٰى تَاۡتِيَهُمُ الۡبَيِّنَةُ کہ اس میں بینہ سے مراد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یہاں تک کہ ان کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے) اور وَ ذٰلِكَ دِيۡنُ الۡقَيِّمَةِ سے مراد دین القیم ہے (یعنی یہی دین انتہائی پختہ اور سچا دین ہے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ میں الۡبَيِّنَةُ سے مراد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: تم یہ گمان کرتے ہو کہ نماز اور زکوٰۃ ایمان میں سے نہیں ہیں۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۙ حُنَفَآءَ وَ يُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤۡتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيۡنُ الۡقَيِّمَةِ آپ دیکھ لیں یہ ایمان میں سے ہے یا نہیں؟

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہیں بتایا گیا۔ ایک قوم نے کہا ہے: نماز اور زکوٰۃ دین میں سے (یعنی دین کا جز) نہیں ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما رہا: وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۙ حُنَفَآءَ وَ يُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤۡتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيۡنُ الۡقَيِّمَةِ سو معلوم ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ دین میں سے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ابو وائل سے جب ایمان سے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ یہی آیات پڑھتے: لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ مُنۡفَكِّيۡنَ حَتّٰى تَاۡتِيَهُمُ الۡبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے پاس ملائکہ کے رتبہ اور درجہ پر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیامت کے دن بندہ مومن کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس فرشتے کے رتبہ سے کہیں اعلیٰ اور عظیم ہوگا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو: اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمۡ خَيۡرُ الۡبَرِيَّةِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مخلوق میں سے معزز و محترم کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 317، دار احیاء التراث العربی بیروت

نہیں پڑھتی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک یہ اور اس کا گروہ قیامت کے دن یقیناً کامیاب ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو صحابہ کرام کہا کرتے: ''جَآءَ خَیْرُ الْبَرِیَّهِ'' ساری مخلوق سے بہتر آ گیا۔ (1)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ہیں۔ (2)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان سے مراد تو اور تیرا گروہ ہے قیامت کے دن یہ (اللہ سے) راضی ہوں گے اور (اللہ) ان سے راضی ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ یہ تو اور تیرا گروہ ہے۔ میرے اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض ہے۔ جب امم کو حساب کے لیے لایا جائے گا تو تمہیں غر مججلین پکارا جائے گا۔

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 42، صفحہ 371، دار الفکر بیروت　　2۔ ایضاً

آیاتہا ۸ سُوْرَۃُ الزَّلْزَالِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۹ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَاۙ ﴿۱﴾ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَاۙ ﴿۲﴾ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَاۚ ﴿۳﴾ یَوْمَىٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَاۙ ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَاؕ ﴿۵﴾ یَوْمَىٕذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ۬ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْؕ ﴿۶﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗؕ ﴿۷﴾ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾

''جب تھرتھرانے لگے گی زمین پوری شدت سے۔ اور باہر پھینک دے گی زمین اپنے بوجھوں (یعنی دفینوں) کو۔ اور انسان (حیران ہوکر) کہے گا اسے کیا ہوگیا۔ اس روز وہ بیان کردے گی اپنے سارے حالات۔ کیونکہ آپ کے رب نے اسے (یونہی) حکم بھیجا ہے۔ اس روز پلٹ کر آئیں گے لوگ گروہ در گروہ تاکہ انہیں دکھا دیئے جائیں ان کے اعمال۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا زُلْزِلَتِ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے پڑھایئے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: راء والی سورتوں یعنی (الٓر) میں سے تین پڑھ۔ تو اس آدمی نے عرض کی: میری عمر بڑھ گئی ہے، دل سخت ہو چکا ہے اور زبان موٹی ہوگئی ہے (یعنی سخت کلامی پر اتر آئی ہے) تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حٰم والی سورتوں میں سے تین پڑھ۔ تو اس نے پھر پہلے جیسی گفتگو کی۔ تو پھر آپ نے فرمایا مسبحات (مثلاً سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى) میں سے تین پڑھ۔ تو اس نے پھر پہلے کی طرح کلام کی یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے کوئی جامع سی سورت پڑھایئے۔ تو آپ ﷺ نے اسے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا پڑھائی۔ یہاں تک کہ آپ نے مکمل سورت پڑھا دی۔ فارغ ہونے کے بعد اس آدمی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس پر اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر وہ واپس لوٹ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَفْلَحَ الرُّوَیْجِلُ اَفْلَحَ الرُّوَیْجِلُ'' یہ آدمی فلاح پا گیا یہ آدمی فلاح پا گیا۔(1)

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 199، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی، تو یہ اس کے لیے نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی یہ اس کے لیے ثلث قرآن کے مساوی ہے اور جس نے قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو یہ اس کے لیے چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔(1)

امام ترمذی، ابن ضریس، محمد بن نصر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن کے مساوی ہے اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے مساوی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے رات کے وقت اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی تو یہ اس کے لیے نصف قرآن کے مساوی ہے۔

امام ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں بنی جہینہ کے ایک آدمی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کی دونوں رکعتوں میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھی۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے بھول کر ایسا کیا یا بالارادہ پڑھی۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھائی اور آپ نے پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھی۔ پھر دوسری رکعت میں یہی سورت دوبارہ پڑھی۔

امام احمد، محمد بن نصر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی مکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ اور آپ ان میں اِذَا زُلْزِلَتِ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتے تھے۔(4)

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ اِذَا زُلْزِلَتِ اور دوسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتے تھے۔(5)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جس نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی تو یہ قرآن کریم کے سدس (چھٹے حصے) کے برابر ہوتی ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہا جاتا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قرآن کریم کا تیسرا حصہ ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ نصف قرآن ہے۔ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ قرآن کا چوتھائی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا جب زمین اپنے نیچے کی جانب سے حرکت کرے گی۔ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور زمین اپنے مردوں کو باہر نکال دے گی۔ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا فرمایا: کافر کہے گا اسے کیا ہو گیا ہے۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 113، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ ایضاً 3۔ سنن ابو داؤد، جلد 17، صفحہ 118، نور محمد اصح المطابع کراچی

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 33، دار الفکر بیروت 5۔ ایضاً

یَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا تیرا رب اسے فرمائے گا تو بول۔ تو وہ کہے گی بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا فرمایا: کہ آپ کے رب نے اسے یونہی حکم بھیجا ہے۔ یَوْمَىِٕذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا فرمایا: اس روز لوگ ہر طرف سے گروہ در گروہ پلٹ کر آئیں گے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا فرمایا اور زمین انہیں باہر نکال دے گی جو قبروں میں ہیں۔ یَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا فرمایا: اس دن زمین لوگوں کو ان اعمال کے بارے خبر دار کرے گی جو اعمال وہ اس پر کرتے رہے۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا فرمایا: کیونکہ آپ کے رب نے یونہی اسے حکم فرمایا ہے تو وہ اپنے اندر جو کچھ ہے اسے باہر پھینک دے گی۔ (1)

ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اَثْقَالَهَا سے مراد زمین میں مخفی خزانے اور مردے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین اپنے جگر پاروں کو سونے اور چاندی کے ستونوں کی مثل اگل دے گی پس قاتل آئے گا اور وہ کہے گا میں نے اس میں قتل کیا ہے، قطع تعلقی کرنے والا آئے گا اور کہے گا: میں نے اس میں قطع رحمی کی اور چور آئے گا اور کہے گا اس میں میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر وہ اسے بلائیں گے لیکن اس سے کوئی شے نہیں لے سکیں گے۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: یَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک زمین کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر اس عمل کے بارے شہادت دے گی جو کسی بندے یا کنیز نے اس کی پشت پر کیا ہوگا۔ زمین کہے گی: اس بندے نے یہ یہ عمل فلاں فلاں دن کیا۔ اور یہی اس کا اپنے حالات سے آگاہ کرنے اور ان کی خبر دینے کا مفہوم ہے۔ (3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک زمین قیامت کے دن ہر اس عمل کے بارے آگاہ کرے گی جو اس کی پشت پر کیا گیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ یَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا یہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کے خبر دینے کا مفہوم کیا ہے؟ پھر فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین اپنی پشت پر کیے گئے ہر عمل کے بارے آگاہ کر دے گی۔ (4)

طبرانی نے حضرت ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زمین سے بچو، اپنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 23-322
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 326، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 463 (7296)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حفاظت کرو کیونکہ یہ تمہاری اصل ہے اور اس پر اچھا یا برا عمل کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے مگر یہ اس کے بارے آگاہ کر دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حکم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے ابوامیہ کو دیکھا، اس نے مسجد حرام میں فرض نماز پڑھی۔ پھر آگے بڑھا اور متفرق مقامات پر جگہ جگہ نمازیں پڑھنے لگا۔ جب فارغ ہوا تو میں نے پوچھا: یہ کیا ہے جو میں نے تجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے یہ آیت پڑھی ہے: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ یَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا تو میں نے یہ چاہا کہ یہ زمین میرے لیے قیامت کے دن گواہ ہو جائے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت اسماعیل بن عبداللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ آیت اس طرح پڑھتے سنا ہے: یَوْمَىِٕذٍ تُنَبِّئُ اَخْبَارَهَا اور انہوں نے ایک بار اس طرح پڑھی: یَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَوْمَىِٕذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ کا معنی ہے اس دن لوگ متفرق ہو جائیں گے۔ اَشْتَاتًا اور اس کے بعد آخر تک جوان پر ہوگا وہ جمع نہیں ہوں گے۔ اور اس سورت کو الفاذۃ الجامعۃ کہا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: اس اثناء میں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ؕ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں دیکھ رہا ہوں جو ذرہ برابر برائی میں نے کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا کیا خیال ہے کہ دنیا میں جن چیزوں کو ناپسندگی کی نظر سے تو دیکھ رہا ہے کہ وہ برائی کے ذرات ہیں۔ تیرے لیے خیر اور نیکی کے ذرات جمع کیے جاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن تو اس خیر کو پوری طرح پالے گا۔(2)

امام اسحاق بن راہویہ، عبد بن حمید، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ؕ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ روک لیا: اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھانا ہمارا وہ برا عمل ہے جسے ہم دیکھ لیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کو تم ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہو یہ وہ چیزیں ہیں جن کے عوض تمہیں جزا دی جائے گی اور آخرت میں ایسا کرنے والوں کے لیے خیر اور نیکی جمع کی جائے گی۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 322، دار احیاء التراث العربی بیروت  2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 324
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 580 (3966)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی الدنیا نے کتاب البکاء میں، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ رونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر! تجھے کون سی شے رلا رہی ہے؟ تو آپ نے عرض کی: مجھے یہ سورت رلا رہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم خطائیں اور گناہ نہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایک اور امت پیدا فرما دے جو گناہ اور خطائیں کرے اور وہ ان کی مغفرت فرمائے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک کھانے سے روک لیا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس نے نیکی اور خیر کا عمل کیا تو اس کی جزا آخرت میں ہے اور تم میں سے جس نے برائی کا عمل کیا تو وہ اسے دنیا میں مصیبتوں اور بیماریوں کی صورت میں دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر بھی خیر اور نیکی کی ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم ان اعمال کو دیکھیں گے جو ہم نے نیکی یا برائی کے عمل کیے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا ان کے بارے کیا خیال ہے جنہیں تو ناپسند کرتا ہے اور وہ شر کی مقادیر میں سے ہیں۔ وہ تیرے لیے خیر اور نیکی کی مقادیر کو جمع کر رہا ہے یہاں تک کہ تو اسے قیامت کے دن پالے گا اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں بھی ہے: وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ (الشوریٰ)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں اپنے عمل کو دیکھوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: کیا وہ بڑے بڑے عمل؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا چھوٹے چھوٹے عمل بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اے افسوس میری ماں مجھے روئے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو سعید! خوش رہو کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ بلکہ سات سو گناہ تک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کئی گنا کر دے گا جس کے لیے چاہے گا اور برائی کا بدلہ اسی کی مثل ہوگا یا اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ اور تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کے سبب ہرگز کامیاب نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ کیا آپ بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی نہیں مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ ہر جانب سے ڈھانپ رکھا ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 410 (7103)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ (الانسان:8) تو مسلمان یہ گمان کرتے تھے کہ جب وہ کسی کو تھوڑی شے دیں گے تو اس قلیل شے پر انہیں کوئی اجر نہیں دیا جائے گا۔ پس سائل ان کے دروازے پر آتا۔ تو وہ اسے پوری کھجور یا توڑ کر کھجور دینے کو قلیل اور تھوڑا سمجھتے تھے۔ لہٰذا وہ اسے واپس لوٹا دیتے اور کہتے: یہ کوئی ایسی شے نہیں ہے کہ ہم اسے دے دیں تو ہمیں کوئی اجر دیا جائے گا۔ حالانکہ ہم تو اسے پسند کرتے ہیں اور کچھ دوسرے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ تھوڑے گناہ پر انہیں کوئی ملامت نہیں کی جائے گی جیسا کہ جھوٹ بولنا، نظر بازی، غیبت اور دیگر اس طرح کے گناہ اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہ کرنے پر جہنم کی وعید فرمائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خیر قلیل میں رغبت دلائی کہ وہ یہ عمل کیا کریں کیونکہ وہی بڑھنے کے قریب ہے۔ اور تھوڑی برائی سے انہیں ڈرایا کیونکہ قریب ہے کہ وہی بڑھ جائے۔ لہٰذا فرمایا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ یعنی چھوٹی سی چیونٹی کے وزن کے برابر جس نے خیر اور نیکی کا عمل کیا۔ خَيْرًا يَّرَهٗ وہ اسے اپنے نامہ عمل میں دیکھ لے گا۔ اور وہ اس کے لیے باعث فرحت و سرور ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: کوئی بھی مومن ہو یا کافر۔ جس نے دنیا میں کوئی بھی نیکی اور برائی کا عمل کیا اللہ تعالیٰ ضرور بضرور اسے وہ عمل دکھائے گا۔ پس مومن کو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں اور برائیاں دکھائے گا۔ پھر اس کے گناہوں اور برائیوں کو بخش دے گا اور اس کی نیکیوں پر اسے ثواب عطا فرمائے گا۔ اور رہا کافر تو اسے اس کی نیکیاں اور اس کی برائیاں دکھائے گا اور اس کی نیکیوں کو رد کر دے گا اور اس کی برائیوں کے عوض اسے عذاب دے گا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کافر ذرہ بھر بھی نیکی اور خیر کا عمل کرے گا تو وہ اس کا ثواب دنیا میں ہی اپنی ذات، اپنے اہل، اپنے مال اور اولاد کے ضمن میں پالے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے جائے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اور جو مومن ذرہ بھر برائی کا عمل کرے گا۔ وہ اس کی سزا دنیا میں ہی اپنی ذات، اپنے اہل اور اپنے مال و اولاد کے ضمن میں دیکھ لے گا۔ یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن مبارک نے الزہد میں، احمد، عبد بن حمید، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے فرزدق کے چچا حضرت صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ تو انہوں نے عرض کی: میرے لیے کافی ہے۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں اس کے سوا قرآن کریم نہ سنوں۔(3)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 324، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 297 (11513)، دار الفکر بیروت

ایک مجلس میں مذکورہ آیت پڑھی اور ان کے ساتھ ایک اعرابی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایک ذرہ کی مقدار بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو اعرابی نے کہا: ہائے افسوس! پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور یہی کلمہ کہنے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اعرابی کے دل میں ایمان داخل ہو چکا ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الآیہ۔ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر یہ کہنے لگا: ہائے افسوس! تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ آدمی ایمان لے آیا۔ (1)

ابن مبارک نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی بھی نہیں جو ذرہ بھر نیکی کرے گا مگر اسے دیکھ لے گا اور ذرہ بھر برائی نہیں کرے گا مگر اسے دیکھ لے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پس وہ آدمی چل پڑا اور یہ کہنے لگا: ہائے افسوس! تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آدمی ایمان لے آیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک آدمی کی طرف بھیجا کہ وہ اسے کچھ تعلیم دے۔ پس اس نے اسے تعلیم دی۔ یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچا۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ تو اس آدمی نے کہا: میرے لیے کافی ہے۔ تو اس دوسرے آدمی نے بارگاہ نبوت میں عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا اس آدمی کے بارے کیا خیال ہے جسے تعلیم دینے کے لیے آپ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جب وہ اس آیت پر پہنچا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ تو اس نے کہا: میرے لیے کافی ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو بالیقین وہ سمجھ گیا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی ایک بار گیا اور پڑھنے کی خواہش کرنے لگا۔ پس جب اس نے یہ آیت سنی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الآیہ۔ تو اس نے کہا میرے لیے کافی ہے میرے لیے کافی ہے اگر میں نے ذرہ بھر نیکی کا عمل کیا تو میں دیکھ لوں گا اور میں نے ذرہ بھر برائی کا عمل کیا تو میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔ راوی کا بیان ہے اور یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: یہ ''الجامعة الفاذة'' ہے۔

امام ابن مبارک اور عبدالرزاق رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا: میرے لیے کافی ہے، میرے لیے کافی ہے۔ اگر میں نے ذرہ بھر نیکی یا برائی کا عمل کیا تو میں اسے دیکھ لوں گا۔ نصیحت مکمل ہوگئی۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حارث بن سوید سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ تو کہا: بلاشبہ یہ شمار اور گنتی تو بہت سخت ہے (یعنی یہ معاملہ تو بہت شدید ہے)۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 449 (3671)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 448 (3670)

3۔ ایضاً، (3669)

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافر کو قیامت کے دن نامہ عمل دیا جائے گا اور وہ اس میں غور و فکر کرے گا۔ تو وہ اس میں دنیا میں کی ہوئی اپنی ہر نیکی کو دیکھ لے گا اور اس کی نیکیاں اس پر لوٹا دی جائیں گی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ (الفرقان) (اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کاموں کی طرف اور انہیں گرد و غبار بنا کر اڑا دیں گے)۔ پس وہ غمگین ہو جائے گا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اور رہا مومن! تو اسے قیامت کے دن نامہ عمل دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور وہ اس میں ہر وہ خطا دیکھ لے گا جو اس نے دار دنیا میں کی۔ پھر اس کے لیے اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان: 70) پس اس کا چہرہ چمک اٹھے گا اور فرحت و انبساط سے اس کا چہرہ کھل جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا۔ ذمہ داری کو ادا کرتا تھا اور مہمان کی تکریم کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ اسلام سے پہلے ہی مر گیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے فرمایا: یہ اعمال اسے ہرگز نفع نہیں دیں گے۔ لیکن یہ اس کے پیچھے باقی رہیں گے کہ تم کبھی رسوا نہیں ہو گے۔ تم ہرگز ذلیل نہیں ہو گے اور تم ہرگز محتاج نہیں ہو گے۔ (1)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن منذر نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تین نہ ہوتیں تو میں یہ پسند کرتا کہ میں دنیا میں باقی نہ رہوں۔ میں رات دن کے اختلاف میں اپنا چہرہ اپنے خالق کی رضا کے لیے سجدے میں رکھ کر اسے اپنی زندگی کے لیے آگے بھیجتا ہوں اور دوپہر کے وقت کی پیاس اور ایسی اقوام کی صحبت جو کلام اور گفتگو سے اس طرح محفوظ رہتے ہیں جس طرح پھل کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اور تقویٰ کی تکمیل اس میں ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے یہاں تک کہ ذرہ بھر کی مقدار میں بھی اس سے ڈرے حتیٰ کہ بعض ایسی چیزوں کو جنہیں وہ حلال خیال کرتا ہے اس خوف سے چھوڑ دے کہ کہیں وہ حرام نہ ہوں۔ تاکہ وہ اس کے اور حرام کے درمیان رکاوٹ بن جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جو کچھ ان کے ساتھ ہوگا۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ پس تو برائی میں سے کسی شے کو حقیر نہ جان تاکہ تو اس سے بچتا رہے اور نہ کسی برائی کے ارتکاب کو حقیر سمجھ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جان لو کہ جنت اور دوزخ تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے۔ جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے "آتش جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو"۔ پھر ام المومنین نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 326، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا۔ تو آپ نے اس کے لیے ایک کھجور کا حکم دیا۔ تو کہنے والے نے آپ سے کہا: اے ام المومنین! کیا تم ایک کھجور صدقہ کروں گی؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ قسم بخدا! مخلوق تو کثیر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سیر نہیں کر سکتا۔ کیا اس میں ذرات کی کثیر مقدار نہیں ہے؟

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ ایک سائل حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ تو آپ نے اپنی کنیز کو فرمایا: اسے کچھ عطا کیجئے۔ تو اس نے صرف ایک کھجور پائی۔ تو آپ نے فرمایا اسے یہی کھجور دے دیجئے۔ کیونکہ اس میں کئی ذرات ہیں اگر یہ قبول ہوگئی۔ (1)

امام مالک، ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک سائل آپ کے پاس آیا اور آپ کے پاس انگوروں کی ایک ٹوکری پڑی تھی۔ تو آپ نے انگور کا ایک دانہ اٹھایا اور اسے دے دیا۔ تو اس کے بارے آپ سے کچھ بات کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا: یہ کثیر ذرات سے بہت بھاری ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت جعفر بن برقان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسکین آیا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں انگور کا ایک گچھا تھا۔ تو آپ نے ایک دانہ اسے عطا فرمایا۔ تو لوگوں نے آپ کے اس عمل پر انکار کے انداز میں اظہار تعجب کیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس میں ذرات کی کثیر مقدار ہے۔

امام حضرت سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن فروخ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن مالک کے پاس ایک سائل آیا اور آپ کے پاس کھجوروں کی ایک ٹرے موجود تھی۔ تو آپ نے اسے ایک کھجور دی۔ تو سائل نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، تو حضرت سعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ایک ذرہ اور رائی کے دانے کی مقدار کو قبول فرما لیا ہے اور اس میں تو کتنے ذروں کی مقدار ہے؟

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا: اے لوگو! آگاہ رہو۔ بے شک دنیا موجودہ زمانہ ہے اس سے نیک اور فاجر سب کھا رہے ہیں اور آخرت اس کے بعد آنے والا زمانہ ہے اس میں شہنشاہ قادر مطلق فیصلہ فرمائے گا۔ آگاہ رہو بے شک خیر اور نیکی سب کی سب جنت میں ہے اور برائی کی سب جہنم میں ہے۔ خبردار! جان لو۔ رب کریم نے ارشاد فرمایا: فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔

امام زجاجی رحمہ اللہ نے امالیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک سائل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 254 (3465)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ موطا امام مالک، صفحہ 734 (مفہوم) نور محمد اصح المطابع کراچی

کے پاس آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک کھجور عطا فرمائی۔ تو سائل نے عرض کی: نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور صدقہ کر رہے ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو جانتا نہیں کہ اس میں کثیر ذرات موجود ہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا پھر اسے اٹھایا۔ پھر اس میں پھونک ماری اور فرمایا ان میں سے ہر کوئی ذرہ کے برابر ہے۔

امام حسین بن سفیان نے مسند میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: اے لوگو! بے شک دنیا حاضر سامان ہے، اس میں سے نیک اور بدسب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں شہنشاہ قادر مطلق ہی فیصلہ فرمائے گا۔ اس میں حق ثابت رہے گا اور باطل باطل ہو جائے گا۔ اے لوگو! آخرت کے بیٹے بن جاؤ۔ دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ کیونکہ ہر ماں کے تابع اس کی اولاد ہوتی ہے۔ تم عمل کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقین کر لو تم اپنے اعمال پر پیش کیے جاؤ گے اور تم بالیقین اللہ تعالیٰ سے جا ملو گے (کیونکہ اس نے فرمایا ہے) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

امام مالک، امام بخاری، امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑا تین آدمیوں کے لیے ہے۔ ایک آدمی کے لیے اجر ہے۔ ایک کے لیے ستر (پردہ) ہے۔ اور ایک آدمی پر بوجھ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھے کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر اس آیۃ الجامعۃ الفاذہ کے بغیر اس کے بارے کچھ نازل نہیں ہوا یعنی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ (1)

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 741، قدیمی کتب خانہ کراچی

آیاتہا ۱۱ سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۰ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ اِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾

’’قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں۔ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر۔ پھر اچانک حملہ کرتے ہیں صبح کے وقت۔ پھر اس سے گردوغبار اڑاتے ہیں۔ پھر اس وقت (دشمن کے) لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔ اور وہ اس پر (خود) گواہ ہے۔ اور بلاشبہ وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب نکال لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے۔ اور ظاہر کر دیا جائے گا جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔ یقیناً ان کا رب ان سے اس روز خوب باخبر ہوگا‘‘۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَالْعٰدِیٰتِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور وَالْعٰدِیٰتِ بھی نصف قرآن کے مساوی ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے۔ وَالْعٰدِیٰتِ بھی نصف قرآن کے برابر ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑسواروں کو بھیجا۔ انہوں نے مہینہ گزار دیا۔ ان کے بارے کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ تو یہ سورت نازل ہوئی وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جنہوں نے اپنے پاؤں سے آواز نکالی۔ اور ابن مردویہ کے الفاظ میں ہے جنہوں نے اپنے نتھوں سے آواز نکالی۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا جنہوں نے قوم پر صبح کے وقت حملہ کیا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا پھر اپنے کھروں کے ساتھ گردوغبار اڑایا۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور انہوں نے قوم (دشمن) کے ساتھ

اکٹھی صبح کی (یعنی ان میں گھس گئے )۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی طرف ایک دستہ بھیجا اور اس کی واپسی کی اطلاع میں دیر ہو گئی۔ تو آپ ﷺ پر یہ شاق گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ ﷺ کو پہنچائی اور جو ان کے معاملات تھے ان سے آگاہ کیا اور فرمایا: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: الْعٰدِيٰتِ سے مراد گھوڑے ہیں۔ اور ضَبْحًا سے مراد گھوڑے کے خراٹے لینے کی آواز ہے (یعنی وہ آواز جو وہ سینے سے نکالتا ہے) فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: جس وقت گھوڑے چلتے ہیں تو اپنے سموں کو پتھروں کے ساتھ مار کر آگ روشن کرتے ہیں۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: یہ وہ گھوڑے ہیں جنہوں نے صبح کے وقت دشمن پر حملہ کیا ہے۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: یہ وہ گھوڑے ہیں جنہوں نے اپنے کھروں کے ساتھ گرد و غبار اڑایا ہے۔ یعنی گھوڑے تیز دوڑتے ہیں اور النقع کا معنی غبار ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اس میں جَمْعًا سے مراد دشمن ہے (یعنی پھر وہ اس وقت دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے الْعٰدِيٰتِ کی شان میں باہم گفتگو کی۔ تو انہوں نے کہا: کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ میدان جنگ کے گھوڑے ہیں اور ان کی آواز اس وقت نکلتی ہے جب انہیں تیار کر کے ان کی لگامیں (آگے بڑھنے کے لیے) ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہیں۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: انہوں نے مشرکین کو ان کے مکروفریب دکھائے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: جب کہ وہ صبح کے وقت دشمن پر حملہ آور ہوں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: جب کہ وہ دشمنوں کے اندر گھس جائیں۔ ابو صالح نے کہا: میں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ صفات حج کے اونٹوں کی ہیں اور میرا آقا تمہارے آقا سے بڑھ کر عالم تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ میں حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے بارے سوال کیا۔ تو میں نے کہا کہ گھوڑے (گھڑ سوار) جس وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ پھر وہ رات کے وقت پناہ لیتے ہیں تو وہ اپنے لیے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے لیے آگ روشن کرتے ہیں۔ تو وہ مجھ سے دور ہٹ گیا اور میرے پاس سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس اٹھ کر چلا گیا۔ اس وقت آپ بئر زمزم کے قریب تشریف فرما تھے۔ اور وہاں آپ سے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی اس کے بارے کسی سے پوچھا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد گھوڑے ہیں جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ تو آپ نے اسے فرمایا: جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ پس جب میں آپ کے قریب جا کر کھڑا ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: تو لوگوں کو ایسی شے کے بارے فتویٰ دیتا ہے جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ایک حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ تو وہ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کیسے ہو سکتے ہیں۔

بلاشبہ وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا (تیز چال) عرفات سے مزدلفہ تک ہے۔ اور جب وہ مزدلفہ میں پہنچے تو انہوں نے آگ روشن کی۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا اور وہ صبح کے وقت مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جاتا ہے۔ پس وہی جمع ہے۔ اور رہا یہ ارشاد فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا تو اس سے مراد زمین کا غبار ہے جو اس وقت اڑتا ہے جب وہ اپنے پاؤں اور کھروں کے ساتھ زمین کو روندتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو میں نے اپنے قول کو چھوڑ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت اعمش کی سند سے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا۝ فرمایا: اس سے مراد اونٹ ہیں۔ ابراہیم نے کہا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اونٹوں کی صفات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ گھوڑوں کی صفات ہیں۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: غزوہ بدر کے دن ہمارے پاس گھوڑے نہیں تھے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ یہ ان گھوڑوں کی صفات ہیں جو ایک سریہ میں بھیجے گئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مابین وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا۝ کے بارے اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مراد گھوڑے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن فلانہ! تو نے جھوٹ کہا ہے، قسم بخدا! غزوۂ بدر کے دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا ہمارے ساتھ کوئی گھڑ سوار نہ تھا۔ وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ان سے مراد اونٹ ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تو دیکھتا نہیں کہ وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ پس وہ ہر شے کو اپنے کھروں کے ساتھ اڑاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا۝ فرمایا: مراد گھوڑے ہیں۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جب وہ چقماق کو جلائے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے جو صبح کے وقت دشمن پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: نَقْعًا سے مراد مٹی، گرد و غبار ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: جَمْعًا سے مراد دشمن کا لشکر ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ فرمایا: بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم ہے جنگ میں تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب کہ وہ سینے سے آواز نکالتے ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے حج کے دوران تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار کی سند سے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34-330، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 581 (3967)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت عطاء سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: کتے اور گھوڑے کے سوا چوپاؤں میں سے کوئی بھی سینے سے آواز نہیں نکالتا۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا: آدمی کا مکر چقماق ہے ۔پس اس نے آگ سلگا دی۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: گھوڑوں نے صبح سویرے حملہ کر دیا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا مراد وہ غبار ہے جو گھوڑوں کے سموں کے ساتھ اڑتا ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اور وہ دشمن کے لشکر میں گھس جانے والے ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ حضرت عبید بن عمیر کہا کرتے تھے کہ یہ اونٹوں کی صفات ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَ الْعٰدِیٰتِ سے مراد تیز دوڑنے والے گھوڑے ہیں۔ اور ضَبْحًا سے مراد اس کا ہکلا کر آواز نکالنا ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ گھوڑا جب دوڑتا ہے تو وہ اح اح کی آواز نکالتا ہے اسی کو ضَبْحًا کہتے ہیں۔(2)

ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ضَبْحًا کا معنی گھوڑے کا ہنہنانا اور اونٹ کا سانس نکالنا ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ قسم ہے ایسے گھوڑوں کی جو تیز دوڑتے ہیں یہاں تک کہ سینے سے آواز نکالنے لگتے ہیں۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا: اور وہ اپنے سموں کے ساتھ آگ روشن کرتے ہیں۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا اور وہ صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ قوم (دشمن) کے لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔(4)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح نقل کیا ہے: وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم ہے کیا تو نے گھوڑے کی طرف دیکھا نہیں کہ جب وہ تیز دوڑتا ہے تو کس طرح آواز نکالتا ہے۔ اونٹ نے کبھی اس طرح کی آواز نہیں نکالی۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا: اس سے مراد مکر ہے۔ جب کوئی آدمی اپنے ساتھی کے ساتھ مکر و فریب کرنے کا ارادہ کرے تو عرب کہتے ہیں: ''اَمَا وَاللّٰهِ لَاَ قْدَ حَنَّ لَكَ ثُمَّ لَاُ وْرِيَنَّ '' قسم بخدا میں تیرے لیے چقماق لاؤں گا پھر آگ لگا دوں گا۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے صبح کے وقت حملہ کرنے والے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ اپنے پاؤں کے ساتھ گرد و غبار اڑانے والے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ دشمن کے لشکر میں گھس جانے والے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح بیان کیا ہے: وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ گھوڑوں کی قسم ہے۔ کیا تو نے گھوڑے کو دیکھا نہیں کہ جب وہ دوڑتا ہے تو وہ اپنے نتھنے سے آواز نکالتا ہے۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا:

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 452 (3678)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 331، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 330
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52-451

اس سے مراد مکر ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: اس میں نَقْعًا سے مراد غبار ہے فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اس میں جَمْعًا سے مراد مشرکین کا لشکر ہے۔ (یعنی وہ مشرکین کے لشکر میں گھس جاتے ہیں) اور لَكَنُوْدٌ کا معنی بہت زیادہ ناشکر گزار ہونا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا میں مراد مشرکین کا مکر اور دھوکہ ہے کہ جب وہ مکر کرتے تو وہ آگ روشن کرتے تا کہ یہ دکھائی دے کہ وہ بہت زیادہ ہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نَقْعًا سے مراد وہ غبار ہے جو گھوڑوں کے سموں کے ساتھ اڑتا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی اہل عرب میں معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا۔ وہ فرماتے ہیں:

عَدَمْنَا خَيْلَنَا اِنْ لَمْ تَرَوْهَا     تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

''ہم اپنے گھوڑے گم کردیں گے اگر تو نے انہیں سیراب نہ کیا۔ غبار اڑنے لگے گا اور ان کا ٹھکانا ویران ہو جائے گا''۔

پھر نافع نے کہا: مجھے اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ کا معنی بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: کنود سے مراد نعمت کی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔ اور یہ وہ آدمی ہے جو صرف اکیلا کھاتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو روکتا ہے اور اپنے غلام کو بھوکا رکھتا ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

شَكَرْتُ لَهٗ يَوْمَ الْعُكَاظِ نَوَالَهٗ     وَلَمْ اَكُ لِلْمَعْرُوْفِ ثُمَّ كَنُوْدًا

''میں نے عکاظ کے دن اس کی عطا کا شکریہ ادا کیا اور میں نہیں ہوں کہ نیکی اور احسان کی پھر ناشکری کرنے لگوں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا یہ حج کے دوران تیز چلنے والے اونٹوں کی قسم ہے۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا جب سنگریزے ان کے پاؤں کے تلووں کے نیچے آتے ہیں تو وہ سنگریزے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہیں اور اس طرح ان سے آگ نکلتی ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا جس وقت وہ لشکر کے ساتھ (دشمن پر) غلبے کا ارادہ کرتے ہیں تو صبح کے وقت حملہ آور ہوتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: تب وہ گرد وغبار اڑانے لگتے ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: تیز چلنے والے اونٹوں کی قسم فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا اور ان گھوڑوں کی جو پتھروں کے ساتھ سم مار کر آگ نکالتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور ان کی جو دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: مراد وہ آگ ہے (جو مزدلفہ میں) جلائی جاتی ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ مزدلفہ سے صبح سویرے (منیٰ کی طرف) لوٹتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34-33-32-330، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ بطن وادی میں غبار اڑاتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ منیٰ کی بھیڑ میں گھس جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہم اہل بلد کی زبان میں لَكَنُوْدٌ سے مراد الکفور یعنی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَكَنُوْدٌ کا معنی ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری نے الادب میں، حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَكَنُوْدٌ وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کو روکتا ہے، اکیلا کھاتا ہے اور اپنے غلام کو مارتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو لَكَنُوْدٌ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ ناشکر گزار ہے جو اپنے غلام کو مارتا ہے، اپنے دوستوں کو روکتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔(2)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ کا مفہوم ہے بے شک انسان اپنے رب کی نعمتوں کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اس پر بخیل ہے جو اسے عطا کیا جائے۔ فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جو اپنے دوستوں کو روکتا ہے اپنے غلاموں کو بھوکا رکھتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔ اور جو آفت اور مصیبت اس کی قوم میں آتی ہے وہ کچھ نہیں دیتا۔ فرمایا: کوئی بھی اس وقت تک لَكَنُوْدٌ نہیں ہوتا جب تک اس میں مذکورہ خصلتیں نہ پائی جائیں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ کنود وہ ناشکرا آدمی ہے جو مصائب کو گنتا رہتا ہے اور اپنے رب کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ اور بے شک انسان اس پر خود گواہ ہے۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اور بے شک یہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ فرمایا: یہ مقادیم کلام میں سے ہے۔ وہ فرمارہا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے اور بے شک انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 336، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 337
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 153 (4628)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 336
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 339

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں الْخَیْرِ سے مراد مال ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ بے شک انسان خود اپنی ذات پر گواہ ہے۔ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اور اسے ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت بختری بن عبید رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرما لیا۔ پھر وہ دوسری صبح آپ کی طرف لوٹ کر آیا اور عرض کی فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرما لیا۔ پھر وہ تیسرے دن لوٹ کر آیا اور کہنے لگا فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مجلس میں پگڑی اور ٹوپی اس کے سر سے اٹھائی تو اس کے سر کو چٹیا پایا۔ اور فرمایا اگر میں تجھے اس حال میں پاتا کہ تو سر مونڈنے والا ہے۔ تو میں اسے ذلیل و رسوا کر دیتا جس میں تیری آنکھیں ہیں۔ اس قول سے اہل مجلس گھبرا گئے۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عنقریب میری امت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن کا بعض حصہ بعض کے مقابلہ میں پڑھیں گے تاکہ وہ اسے باطل قرار دیں اور وہ متشابہات کی پیروی کریں گے اور یہ گمان کریں گے کہ انہیں اپنے رب کے حکم کا علم ہے۔ ہر دین میں مجوسی ہے اور وہ میری امت کے مجوس اور جہنم کے کتے ہیں۔ گویا کہ وہ کہہ رہے ہیں: وہ قدریہ ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں کہا ہے: بختری کو ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے اور کئی دوسروں نے اسے معلل قرار دیا ہے۔ ابو نعیم نے کہا ہے کہ بختری نے اپنے باپ سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 453 (3681)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۱ سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۱ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

"(دل ہلا دینے والی) کڑک۔ یہ (زہرہ گداز) کڑک کیا ہے؟ اور آپ کو کیا معلوم کہ یہ کڑک کیا ہے۔ جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔ اور پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون کی مانند ہوں گے۔ پھر جس کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے۔ تو وہ دل پسند عیش (ومسرت) میں ہوگا۔ اور جس کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہوں گے۔ تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ ہاویہ کیا ہے؟ ایک دہکتی ہوئی آگ"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلْقَارِعَةُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلْقَارِعَةُ یوم قیامت کے اسماء میں سے ایک نام ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے، فرمایا: يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ یہ وہی پروانے ہیں جنہیں تم آگ میں گرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ فرمایا: عهن سے مراد اون ہے۔ یعنی پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون کی مانند ہوں گے۔ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ فرمایا: عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ سے مراد جنت ہے۔ یعنی جس کے نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ جنت میں ہوگا۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ فرمایا: ہاویہ جہنم ہے۔ یعنی جہنم ان کی پناہ گاہ، ان کا ٹھکانہ، ان کے لوٹنے کی جگہ اور اس کی مددگار اور دوست ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ کا معنی ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ ہاویہ ہے۔(3)

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ تیرے اس قول کی طرح ہے: هَوِيَتْ اُمُّهٗ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 340، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 42-341 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 342

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ایک عربی کلمہ ہے جب کوئی آدمی کسی انتہائی تکلیف دہ امر میں مبتلا ہو جائے۔ تو وہ کہتے ہیں: ''هَوِيَتْ أُمُّهُ''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابوخالد رحمۃ اللہ علیہ والبی سے بیان کیا ہے کہ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ کا مفہوم ہے۔ ام راسبہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ام رأسہ جہنم میں ہاویہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جہنم میں اپنے سروں کے بل گریں گے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ الہاویہ جہنم ہے، یہی اس کا ٹھکانہ ہے اور یہی اس کی وہ پناہ گاہ ہے جس کی طرف وہ لوٹے گا اور پناہ لے گا۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے اشعث بن عبداللہ الاعمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت بیان کی ہے کہ جب بندۂ مومن مرتا ہے تو اس کی روح مومنین کی ارواح کے پاس لے جائی جاتی ہے تو وہ کہتی ہیں: تم اپنے بھائی کو راحت پہنچاؤ۔ کیونکہ یہ دنیا کے غم اور اضطراب میں تھا۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کا کیا حال ہے؟ وہ انہیں حالات سے آگاہ کرتا ہے اور کہتا ہے: وہ صالح اور نیک ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے: وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ تو وہ (ارواح) جواب دیتے ہیں یقیناً اسے اس کے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔(3)

امام حاکم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندہ مرتا ہے تو اس کی روح مومنین کی ارواح سے ملاقات کرتی ہے۔ تو وہ اسے کہتی ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ اور جب وہ جواب دے کہ وہ تو مر گیا ہے۔ تو وہ کہتی ہیں اسے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔ وہ بہت برا ٹھکانا ہے اور بہت بری رہائش گاہ ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک مومن فوت ہوتا ہے تو اس سے مومنین کی ارواح ملتی ہیں۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں فلاں آدمی کا کیا حال ہے؟ فلاں عورت کی کیا حالت ہے؟ اور اگر وہ مر چکا ہو اور ان کے پاس نہ پہنچا ہو تو وہ کہتے ہیں اسے اس کے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔ وہ بہت برا ٹھکانا ہے اور بری رہائش گاہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ یہ بھی پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا بنا ہے، کیا اس نے شادی کی ہے؟ فلاں عورت کا کیا بنا، کیا اس نے شادی کی ہے؟ پھر آخر میں وہ کہتے ہیں اسے چھوڑ دو تاکہ یہ آرام کر لے۔ کیونکہ دنیا کے مصائب و آلام سے نکل کر آیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بندۂ مومن کی روح جب قبض کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اہل رحمت اسے ملتے ہیں جیسا کہ وہ اہل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 342، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 454 (3685)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 581 (3968)، دارالکتب العلمیہ بیروت

دنیا میں سے کسی کو مبارک باد دینے کے لیے ملتے ہیں اور کہتے ہیں اپنے ساتھی کا خیال رکھو تا کہ یہ راحت و آرام پا لے۔ کیونکہ شدید مصائب و آلام میں مبتلا تھا۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: فلاں آدمی کا کیا حال ہے؟ فلاں عورت کا کیا حال ہے؟ کیا اس نے شادی کی ہے؟ اور جب وہ کسی آدمی کے بارے میں پوچھتے ہیں حالانکہ وہ اس سے پہلے مر چکا ہوتا ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے کافی زمانہ گزر گیا وہ تو مجھ سے پہلے مر گیا تھا۔ تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اسے اس کے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا۔ وہ کتنا برا ٹھکانا ہے اور کتنی بری رہائش گاہ ہے۔

امام ابن مبارک نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جب کسی بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اہل رحمت اس سے ملتے ہیں جس طرح کہ وہ دنیا میں مبارک باد کے لیے ملتے ہیں اور اس کے پاس آتے ہیں۔ تا کہ اس کے احوال پوچھیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں: اپنے بھائی کا خیال رکھنا تا کہ یہ راحت و سکون پائے۔ کیونکہ یہ انتہائی کرب میں مبتلا تھا۔ پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں: فلاں آدمی کا کیا حال تھا اور فلاں عورت کیسی تھی، کیا اس نے شادی کی ہے؟ سو جب وہ کسی ایسے آدمی کے بارے پوچھیں جو اس سے پہلے فوت ہو چکا ہو اور وہ انہیں اس کے بارے بتائے کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے، تو وہ کہتے ہیں: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، اسے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا وہ برا ٹھکانا ہے اور کتنی بری رہائش گاہ ہے۔ پھر ان پر ان کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ جب وہ نیکیاں دیکھتے ہیں تو انتہائی مسرور اور خوش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تیرا اپنے بندے پر احسان ہے۔ پس اسے کامل بنانا اور قائم رکھنا۔ اور اگر کسی برائی اور گناہ کو دیکھیں تو کہتے ہیں اے اللہ! اپنے بندے پر رجوع فرما (اس کی طرف نظر رحمت فرما) ابن مبارک نے کہا ہے اسے سلام الطویل نے ثور سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع قرار دیا ہے۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا مردے زندوں کی خبریں لاتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ جس کا بھی کوئی دوست ہو وہ یقیناً اس کے اقارب اور رشتہ داروں کی خبریں لاتا ہے۔ پس اگر وہ اچھی اور خیر کی خبر ہو تو وہ اس سے مسرور اور خوش ہوتا ہے۔ اور اگر وہ بری خبر ہو تو وہ اس کے سبب پریشان اور غمزدہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک آدمی کے بارے پوچھتے ہیں جو مر چکا ہوتا ہے۔ تو انہیں کہا جاتا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں یقیناً اسے اپنے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی کے پاس سے گزرے جس کے باسی جن وانس، کیڑے مکوڑے، چوپائے اور پرندے سب مر چکے تھے۔ آپ وہاں ٹھہرے اور تھوڑی دیر اس کی طرف دیکھ کر غور و فکر کرتے رہے۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ سب اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مرے ہیں۔ اگر یہ اس کے بغیر مرتے تو بالیقین انہیں علیحدہ علیحدہ موت آتی اور متفرق طور پر مرتے۔ پھر آپ نے انہیں آواز دی: اے بستی والو! تو جواب دینے والے جواب دیا: لبیک یا روح اللہ! آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم نے کون سا جرم کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بتوں کی عبادت اور دنیا کی محبت۔ آپ نے پوچھا: تمہاری طاغوت کی عبادت کیا

تھی؟ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی طاعت و پیروی آپ نے پھر پوچھا۔ تمہاری دنیا کی محبت کیا تھی؟ انہوں نے کہا جیسے بچے کی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ جب وہ آتی ہم خوش ہوتے اور جب پیٹھ پھیرتی تو ہم غم زدہ ہو جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ دور کی امیدیں رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و پیروی سے منہ پھیرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کی طرف متوجہ تھے۔ آپ نے فرمایا: تم کس حال میں ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم نے عافیت میں رات گزاری اور ہم نے صبح ہاویہ میں کی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاویہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ ایک جیل اور قید خانہ ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ سجین (قید خانہ) کیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: دنیا کی طشتریوں کی طرح یہ آگ کا ایک انگارہ ہے جس میں ہم تمام کی ارواح رکھ دی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا ہے، کیا وہ گفتگو نہیں کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا: وہ گفتگو کی قدرت نہیں رکھتے، انہیں آگ کی لگامیں پہنادی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے ان میں سے کس طرح باتیں کی ہیں؟ اس نے عرض کی: بلاشبہ میں ان میں تھا لیکن میں ان کی حالت پر نہیں تھا اور جب عذاب آیا تو وہ ان کے ساتھ مجھے بھی آپہنچا۔ اور اب میں ایک بال کے ساتھ ہاویہ میں معلق ہوں۔ میں نہیں جانتا مجھے جہنم میں جکڑ دیا جائے گا یا میں نجات پا جاؤں گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حق کی قسم کھا کر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کی روٹی کھانے، خالص پانی پینے اور کتوں کے ساتھ کوڑے کے ڈھیروں پر سونے کے سبب بہت سے لوگ دنیا اور آخرت میں عافیت کے ساتھ ہیں۔ (1)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب آپ کے اصحاب میں سے کوئی آدمی تین دن تک مفقود رہتا (یعنی آپ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوتا) تو آپ اس کے بارے دریافت کرتے۔ پس اگر وہ غائب ہوتا، تو اس کے لیے دعا فرماتے۔ اگر وہ حاضر ہوتا تو اس سے ملاقات فرمائے۔ اور اگر وہ مریض ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے۔ ایک دفعہ انصار میں سے ایک آدمی تین دن تک حاضر نہ ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے پوچھا: صحابہ کرام نے عرض کی: ہم نے اسے اس حال میں چھوڑا ہے کہ چوزے کی مثل ہو گیا ہے۔ وہ جو شے بھی منہ کے راستے سے کھاتا ہے وہ دبر کے راستے سے خارج ہو جاتی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی عیادت کے لیے چلو۔ چنانچہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں اس کی عیادت کے لیے چلے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے عرض کی: میں جو شے بھی منہ میں داخل کرتا ہوں وہ دبر سے نکل جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ایسا کیوں ہوا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے پاس سے گزرا اور آپ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے یہ سورت آخر تک پڑھی: اَلْقَارِعَةُ ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾ یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۴﴾ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ﴿۹﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِیَةٌ ﴿۱۱﴾ تو میں نے یہ دعا مانگی: اے اللہ! جس گناہ پر مجھے آخرت میں عذاب دینے والا ہے اس کی سزا مجھے دنیا میں پہلے دے دے۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 61، مطبعۃ السعادۃ مصر

پس اس وقت سے میری یہ حالت ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے بہت برا کیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں سوال کیا کہ وہ تجھے دنیا اور آخرت دونوں میں نیکی اور بھلائی عطا فرمائے اور تجھے جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے حکم فرمایا: تو اس نے اس طرح دعا مانگی اور آپ ﷺ نے بھی اس کے لیے دعا فرمائی۔ تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ گویا کہ وہ بیڑیوں سے آزاد ہو گیا ہو۔ (1)

1۔ مسند ابو یعلیٰ، جلد 3، صفحہ 217 (3416)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ایاتہا ۸ سُوْرَۃُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۲ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾

"غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہاں ہاں! تم جلد جان لوگے۔ پھر ہاں ہاں! تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا۔ ہاں ہاں! اگر تم (اس انجام کو) یقینی طور سے جانتے (تو ایسا ہرگز نہ کرتے)۔ تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو۔ پھر آخرت میں تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے۔ پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے اس دن جملہ نعمتوں کے بارے میں"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا؟(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ کو المغیرہ کا نام دیتے تھے۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ تو آپ ﷺ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ رہے تھے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: آپ پر اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔ اور آپ ﷺ فرمانے لگے: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، تیرے لیے تیرا مال صرف وہ ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا، یا صدقہ کیا اور اسے باقی رکھا۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے مطرف سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورہ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ تیرے لیے تیرا مال صرف وہ ہے جو تو نے کھا لیا اور فنا کر دیا یا پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا یا کسی کو دے دیا اور اسے پورا کر دیا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 498 (2518)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام طبرانی رحمہ اللہ نے مطرف سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: جب سورۂ تکاثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ کیا اس کے سوا بھی کوئی تیرا مال ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا یا عطا کیا اور پورا کر دیا۔

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال۔ اس کا مال صرف تین قسم کا ہے، جو اس نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا اور جو اس کے سوا ہے تو وہ خود جانے والا ہے اور اسے لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: میں تم پر ایک سورت پڑھنے والا ہوں (یعنی سورۃ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ) پس جو کوئی رو پڑا تحقیق وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ سورت پڑھی۔ تو ہم میں سے بعض رائے اور بعض نہ روئے۔ تو وہ لوگ جو نہ روئے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے رونے کی خوب کوشش کی ہے لیکن ہم اس پر قادر نہ ہو سکے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم پر دوبارہ پڑھوں گا۔ جو کوئی رو پڑا اس کے لیے جنت ہے۔ اور جو رونے پر قادر نہ ہو سکے تو اسے چاہیے کہ رونے کی طرح منہ بنا لے(2)۔ بیہقی نے کہا ہے: یہ روایت ضعیف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس میں آخر تک سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھی۔

امام بخاری اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم قرآن کریم میں ہم قرآن کریم سے یہ جانتے تھے کہ اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری وادی کی تمنا اور آرزو کرے گا اور مٹی کے سوا ابن آدم کے پیٹ کو کوئی شے نہیں بھر سکے گی پھر جس نے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا یہاں تک کہ سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ آخر تک نازل ہوئی۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی سورت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہم بنی فلاں سے زیادہ ہیں اور بنو فلاں بنی فلاں سے زیادہ ہیں۔ پس اسی شے نے انہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ وہ گمراہ ہو کر مرے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ یہود کے بارے نازل ہوئی۔

امام ترمذی، خشیش بن اصرم نے الاستقامۃ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 407، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 193، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 344، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 456 (3687)، دار الکتب العلمیہ بیروت

طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ان منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ پڑھی۔ پھر فرمایا: میں قبروں کو سوائے زیارت کے کچھ نہیں خیال کرتا اور زائر کے لیے اپنے گھر کی طرف لوٹنے سے کوئی چارہ نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ کا مفہوم ہے: مال و اولاد میں کثرت کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں فقر و افلاس کا کوئی خدشہ اور خطرہ نہیں ہے۔ البتہ کثرت کی ہوس کا تمہارے بارے میں خوف ہے۔ اور مجھے تم پر خطا کا کوئی خوف نہیں ہے۔ بلکہ تم پر عمداً اور دانستہ (کچھ کرنے) کا خوف ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلاوت فرمائی: اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ فرمایا کثرت کی ہوس نے تمہیں اطاعت سے غافل کر دیا حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ فرمایا: یہاں تک کہ تمہیں موت نے آلیا۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنی اگر تم قبروں میں داخل ہوئے (تو تو جلد جان لو گے) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فرماتے ہیں: اگر تم اپنی قبروں سے محشر کی طرف نکلے (تو تمہیں) اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا) كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ فرمایا: اگر تم اپنے رب کی سامنے اپنے اعمال پر کھڑے ہوئے۔ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ (تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو) اور صراط (پل) کو جہنم کے وسط میں رکھا جائے گا۔ پس مسلم نجات پا جائے گا۔ (جسے) خراش لگی وہ مسلمان ہے اور (جو) کٹ گیا وہ جہنم کی آگ میں ہوگا۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ یعنی اس دن تم سے جملہ نعمتوں مثلاً پیٹوں کے بھرنے، ٹھنڈے مشروبات، رہائش کی سہولتیں، معتدل تخلیق اور نیند لذت وغیرہ کے بارے ضرور پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کو سنا: آپ نے یہ تلاوت فرمائی: اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ آپ فرماتے ہیں: اگر تم قبروں میں داخل ہوئے۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اور تم اپنی قبروں سے نکلے۔ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ہاں ہاں اگر تم اپنے رب کی طرف اپنے اٹھائے جانے کے دن کے بارے یقینی طور پر جانتے لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ تو تمہیں آخرت کے بارے حق الیقین ہو جاتا آنکوں کے ساتھ دیکھ لینے کی طرح۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ پھر قیامت کے دن تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ پھر اس دن تم سے اپنے رب کے سامنے جملہ نعمتوں کے بارے پوچھا جائے گا مثلاً ٹھنڈے مشروبات، خوب صورت رہائش گاہوں کے سائے، پیٹوں کو سیر کرنے کا سامان، معتدل تخلیق اور نیند کی لذتیں یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا کسی عورت سے منگنی کرنا اس کے باوجود کہ اسے پیغام نکاح کسی اور نے دیا ہو۔ پھر اس غیر نے اس

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 582 (3970)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عورت سے شادی کر لی اور اسے روک دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ کفار کے بارے ہے۔ اور ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ مومنین کے بارے ہے (یعنی ہاں ہاں (اے کفار!) تم جلد جان لو گے۔ پھر ہاں ہاں (اے مومنین!) تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا) وہ اسی طرح اسے پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ علم یقین یہ ہے کہ یہ جان لیا جائے اللہ تعالیٰ اسے موت کے بعد ضرور اٹھائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ علم الیقین موت ہے۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر صاحب نعمت سے ان نعمتوں کے بارے پوچھے گا جو نعمتیں اسے عطا فرمائیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کا مفہوم ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد بدنوں، کانوں اور آنکھوں کا صحیح اور تندرست ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دن بندوں سے ان امور کے بارے پوچھے گا جن میں انہوں نے ان نعمتوں کو استعمال کیا۔ حالانکہ اس کے بارے وہ ان سے بہتر اور زیادہ جانتا ہے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶ (الاسراء) (بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق (تم سے) پوچھا جائے گا)(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن لذات دنیا میں سے ہر شے کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔(4)

عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی آیت کے ضمن میں یہ روایت کیا ہے کہ پھر تم سے اس دن امن وصحت کے بارے پوچھا جائے گا۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد امن اور صحت ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد عافیت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مثلاً گندم کی روٹی کھانا، میٹھا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 345، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 456 (3688-89)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 347　4۔ ایضاً　5۔ کتاب الزہد، صفحہ 467، دار الکتب العلمیہ بیروت

ٹھنڈا پانی پینا اور آدمی کا وہ گھر جس میں وہ رہائش پذیر تھا۔ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے اس دن اس سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ خالص گھی اور شہد جمع رکھتے ہیں اور وہی کھاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حمران بن ابان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اہل کتاب میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین سے اوپر کسی بندے کو جو بھی عطا فرمائے گا قیامت کے دن وہ ان کے بارے اس سے باز پرس کرے گا۔ اتنی مقدار روٹی جس کے سبب وہ اپنی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکے، وہ چھت جس کے نیچے وہ سر چھپاتا ہے اور وہ (کپڑا) جس کے سبب وہ لوگوں سے اپنی شرم گاہ کو چھپاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم کون سی نعمتوں میں ہیں؟ ہم تو جو کی روٹی سے بھی اپنے پیٹ نہیں بھرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ ان سے کہا کیا تم جوتے نہیں پہنتے ہو اور ٹھنڈا پانی نہیں پیتے ہو؟ سو یہ بھی نعمتوں میں سے ہی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں محمود بن لبید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ تک یہ پڑھی۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سی نعمتوں کے بارے ہم سے سوال کیا جائے گا؟ بے شک یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں یعنی پانی اور کھجور۔ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں اور دشمن سامنے حاضر ہے۔ تو پھر کون سی نعمتوں کے بارے باز پرس کی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب وہ میسر آئیں گی۔ (1)

عبد بن حمید، ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کون سی نعمتوں کے بارے ہم سے باز پرس کی جائے گی۔ بلاشبہ یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں۔ دشمن سامنے حاضر ہے اور تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ عنقریب ہوگی۔ (2)

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ کون سی نعمتیں ہیں جن کے بارے ہم سے باز پرس کی جائے گی۔ بلاشبہ یہ دو سیاہ چیزیں یعنی کھجوریں اور پانی ہی تو ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عنقریب تمہیں حاصل ہو جائیں گی۔ (3)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد　3۔ ایضاً

مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سی وہ نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا؟ بے شک یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں یعنی پانی اور کھجور۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لو! بلاشبہ وہ عنقریب تمہیں میسر آ جائیں گی۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ آخر تک نازل ہوئی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کی کون سی نعمت کے بارے ہم سے باز پرس کی جائے گی؟ بے شک ہمارے پاس پانی اور کھجوریں ہی تو ہیں اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ وہ عنقریب حاصل ہو جائیں گی۔

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سی نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا حالانکہ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ اور پھر آگے مذکورہ بالا حدیث ذکر کی۔(2)

امام احمد نے زوائد الزہد میں، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے اول جن نعمتوں کے بارے بندے سے پوچھا جائے گا۔ وہ یہ کہ اسے کہا جائے گا: کیا ہم نے تجھے صحت مند جسم نہیں عطا فرمایا اور ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا؟(3)

امام ہناد، عبد بن حمید، بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ غلطی اور خسارے میں رہ جاتے ہیں اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جن نعمتوں کے بارے پوچھا جائے گا (وہ یہ ہیں) گوشت سمیت ہڈی جو آدمی کے لیے باعث قوت وطاقت ہوتی ہے، وہ پانی جو اسے سیراب کرتا ہے اور وہ کپڑا جو اسے ڈھانپتا ہے۔(5)

امام احمد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ تو ہم نے کھجوروں کے ساتھ ان کی تواضع کی اور پانی کے ساتھ سیراب کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔(6)

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 298 (11518)، دار الفکر بیروت
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 507 (6604)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 949، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 348

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے باپ کے ذمہ ایک یہودی کی کچھ کھجوریں بطور قرض واجب الادا تھیں۔ میرے والد محترم غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور دو باغ ترکہ میں چھوڑ گئے اور یہودی کی کھجوریں مقدار کے لحاظ سے دونوں باغوں میں موجود کھجوروں کو محیط تھیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو کچھ کھجوریں اس سال لے لے اور کچھ آئندہ سال کے لیے مؤخر کر دے۔ لیکن یہودی نے اس کا انکار کر دیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کھجوریں توڑنے کا وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تشریف لائے۔ تو ہم نے کھجوریں توڑنا شروع کر دیں اور کھجور کے درخت کے نیچے یہودی کو وزن کر کے دینے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکت کی دعا فرمانے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں میں سے چھوٹے باغ سے ہی یہودی کا سارے کا سارا حق ادا کر دیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء کے پاس کھجوریں اور پانی لے کر حاضر ہوا اور انہوں نے ان سے کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی وہ نعمت ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔(1)

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے۔ تو وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون سی شے ہے جس نے تم دونوں کو اس وقت گھر سے نکالا ہے؟ دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ''بھوک ہے'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی اس شے نے نکلنے پر مجبور کیا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے۔ پس اٹھو۔ تو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے آدمی کے گھر تشریف لائے۔ لیکن وہ گھر پر نہیں تھا۔ جب اس کی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، تو انتہائی مسرت اور خوشی اظہار کرتے ہوئے عرض کی مرحبا واھلا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: فلاں کہاں ہے؟ اس نے جواباً عرض کی ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری آ گیا۔ جونہی اس کی نظر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر پڑی تو اس نے کہا الحمد للہ آج مجھ سے بڑھ کر عزت و تکریم والے مہمان کسی کے پاس نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ گیا اور کھجوروں کا خوشہ لے آیا جس میں خشک اور پکی ہوئی کھجوریں تھیں اور عرض کی اس سے تناول فرمایئے۔ اور اس نے چھری اٹھائی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ والے جانور کو ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے ایک بکری ذبح کی اور تمام مہمان گرامی نے اس کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔ جب تمام سیر ہو کر کھا چکے اور پانی سے خوب سیراب ہو گئے تو اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کو ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے پوچھا جائے گا۔(2)

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 143 (4599)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 176، قدیمی کتب خانہ کراچی

ہے کہ انھوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن دوپہر کے وقت باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسجد میں بیٹھے پایا۔ تو ارشاد فرمایا اس وقت تجھے کس شے نے باہر نکالا ہے؟ انھوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے وہی شے باہر لائی ہے جس نے آپ ﷺ کو باہر آنے پر مجبور کیا ہے۔ پھر اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب کونسی شے ہے جس نے اس وقت تجھے باہر نکالا ہے؟ تو انھوں نے عرض کی مجھے اسی شے نے باہر نکالا ہے جو آپ دونوں کو باہر لائی ہے۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں میں قوت ہے کہ تم اس درخت تک چل سکو۔ تو وہاں تم کھانا اور پانی پالو گے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ چنانچہ ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم مالک بن تیہان ابی الہیثم انصاری کے گھر آ گئے۔

امام ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مسجد کی طرف نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا، تو وہ بھی نکلے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت کس شے نے آپ کو باہر نکالا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے اندر بھوک کی تلخی پا رہا ہوں، اسی نے مجھے گھر سے باہر نکالا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی فقط بھوک ہی نے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ ابھی دونوں اسی حالت میں تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی باہر تشریف لائے اور فرمایا: کون سی شے ہے جس نے تم دونوں کو اس وقت گھر سے باہر نکالا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: قسم بخدا! ہمیں کسی شے نے باہر نہیں نکالا مگر بھوک کی اس تلخی نے جو ہم اپنے پیٹوں میں پا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! مجھے بھی یہی شے گھر سے باہر لائی ہے۔ پس تھوڑی دیر کھڑے رہے اور پھر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چل پڑے۔ جب ان کے گھر کے پاس جا کر رکے تو ان کی زوجہ محترمہ نے کہا: مرحبا، خوش آمدید۔ اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ اور ان کے ساتھ آنے والوں کو۔ پھر حضور نبی رحمت ﷺ نے پوچھا ابو ایوب کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ اس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ پھر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے کھجور کا ایک خوشہ توڑا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے لیے اسے کاٹنے کا ارادہ کیا ہے کیا تو نے پھل چن نہیں لیا؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے پسند کیا ہے کہ آپ اس کی خشک وتر اور پکی کھجوریں تناول فرمائیں۔ پھر انہوں نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کیا۔ اس میں سے نصف بھونا، اور نصف پکایا اور جب حضور نبی مکرم ﷺ کے سامنے رکھا۔ تو آپ ﷺ نے کچھ گوشت اٹھا کر روٹی میں رکھا اور فرمایا: اے ابو ایوب! اسے فاطمہ کے پاس پہنچا دو۔ کیونکہ کئی دنوں سے اس نے اس طرح کا گوشت حاصل نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ وہ لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دینے چلے گئے۔ جب آپ ﷺ اپنے اصحاب سمیت کھانا تناول فرما چکے اور خوب سیر ہو گئے تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روٹی، گوشت، کھجور، خشک وتر اور ساتھ ہی آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں

میری جان ہے! بے شک یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ پس یہی وہ نعمت ہے جس کے متعلق قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔ تو آپ ﷺ نے اسے اپنے اصحاب پر بڑا بھاری اور بڑا اقرار دیا اور فرمایا: ہاں جب تمہیں اس قسم کی شے حاصل ہو اور تم اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاؤ۔ تو کہا کرو: بسم اللہ۔ اور جب تم خوب سیر ہو جاؤ تو یہ کہا کرو: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا وَاَفْضَلَنَا" (یعنی سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں سیر کیا۔ ہم پر یہ انعام فرمایا اور ہمیں یہ فضیلت عطا فرمائی) کیونکہ یہ اس کا کنارہ اور انتہا ہے۔

امام احمد، ابن جریر، ابن عدی، بغوی نے معجم میں، ابن مندہ نے المعرفہ میں، ابن عساکر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابوعسیب مولی النبی ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک رائے سے نکلے۔ میرے پاس سے گزرے اور مجھے بلایا۔ میں آپ کی طرف گیا۔ پھر آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور انہیں بلایا اور وہ بھی آپ کی طرف نکلے۔ پھر آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلایا اور وہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ پھر آپ ﷺ چل پڑے۔ یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ اور باغ کے مالک کو فرمایا: ہمیں کچھ کھلاؤ۔ وہ ایک خوشہ لے آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اسے تناول فرمایا۔ پھر ٹھنڈا پانی منگایا اور اسے نوش فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا ان نعمتوں کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ اٹھایا اور اسے زمین پر دے مارا۔ حتیٰ کھجوریں بکھر گئیں۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا اس کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں سوائے تین کے۔ اتنا ٹکڑا جس کے ساتھ بندہ اپنی بھوک بند کرتا ہے یا اتنا کپڑا جس کے ساتھ اپنا ستر ڈھانپتا ہے یا وہ گھر جس میں وہ سردی گرمی سے بچنے کے لیے رہتا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک کھائی (کھال) پر تھے کہ آپ ﷺ کے پاس کھجوریں اور ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔ تو آپ نے وہ کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ پھر فرمایا: یہی وہ نعمت ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔

امام ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ چلا اور ہمارے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہم ایک آدمی کے پاس گئے جسے واقفی کہا جاتا ہے۔ تو اس نے ہمارے لیے بکری ذبح کی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دودھ والی سے بچنا (یعنی دودھ والی بکری کو ذبح نہ کرنا) پھر ہم نے ثرید اور گوشت کھایا اور پانی پیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 143 (4601)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایسے وقت باہر تشریف لائے جس میں آپ باہر نہ آتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نکلے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر! کون سی شے تجھے اس وقت باہر لائی ہے؟ انہوں نے عرض کی: بھوک مجھے باہر لے آئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے باہر نکلنے کے سبب بھی وہی ہے جو تیرے لیے ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی دریافت فرمایا: اے عمر! کون سی شے تجھے باہر نکال لائی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! مجھے بھوک نے باہر نکالا ہے۔ پھر آپ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ اور لوگ آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ ابوالہیثم کے گھر کی طرف چلو۔ جب وہاں پہنچے تو ان کی زوجہ نے کہا: وہ تو ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ پس تم باغ کی طرف چلو۔ چنانچہ اس نے باغ کا دروازہ کھولا۔ تمام اس میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے۔ پھر ابوالہیثم آئے۔ تو ان کی بیوی نے انہیں کہا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پاس کون آیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو اس نے انہیں بتایا: تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تشریف لائے ہیں۔ پس وہ اندر حاضر ہوئے، اپنا مشکیزہ ایک درخت کے ساتھ لٹکایا۔ پھر چھوٹی سی ٹوکری اٹھائی اور آپ ﷺ کے لیے کھجوروں کا خوشہ لائے اور ان کے لیے تر کھجوریں چنیں۔ اور ان کے سامنے لا کر انڈیل دیں۔ تمام نے وہ کھجوریں کھائیں۔ پھر وہ ان کے لیے ٹھنڈا پانی لائے اور انہوں نے وہ پانی پیا۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: یہ ان نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، تو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا قصد کیا، پاس جا کر ٹھہرے اور سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: اس وقت کون سی شے تمہیں باہر لائی ہے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ سے آپ کے سوال سے پہلے سوال کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بھوک باہر نکال لائی ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا: مجھے بھی اسی نے باہر نکالا ہے جس نے آپ کو مجبور کر دیا ہے۔ پس دونوں وہاں بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں حضور نبی مکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے اور آپ بھی ان دونوں کی طرف آئے۔ پاس آ کر ٹھہرے اور سلام فرمایا۔ انہوں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ تو کریم آقا ﷺ نے دریافت فرمایا: اس وقت تمہیں کس نے باہر نکالا ہے؟ پس دونوں میں ہر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ دوسرا ہی آپ ﷺ کو باہر آنے کے بارے مطلع کرے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ مجھ سے پہلے باہر آئے ہیں اور میں ان کے بعد نکلا ہوں۔ تو میں نے ان سے پوچھا: تمہیں اس وقت کون سی شے باہر نکال لائی ہے۔ تو انہوں نے جواباً کہا: بلکہ تم بتاؤ اس وقت تمہارے باہر نکلنے کا سبب کیا ہے؟ تو میں نے کہا: میں نے تمہارے سوال سے پہلے تم سے پوچھ لیا ہے۔ تو پھر انہوں نے کہا: مجھے تو بھوک باہر نکال لائی ہے۔ تو میں نے بھی انہیں بتایا کہ مجھے بھی اسی نے نکالا ہے جس نے تمہیں

نکالا ہے۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے بھی وہی شے باہر لے آئی ہے جو تم دونوں کے نکلنے کا سبب بنی ہے۔ تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا: کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے ہم کس کے مہمان ہوں گے۔انہوں نے عرض کی: ہاں ابوالہیثم بن التیہان۔ان کے پاس (کھجوروں) کے خوشے بھی ہیں اور بھیڑ کے بچے بھی ہیں۔اگر ہم ان کے پاس گئے تو یقیناً ہم ان کے پاس اچھی اور وافر کھجوریں پائیں گے۔چنانچہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے دونوں ساتھیوں سمیت باغ میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے سلام فرمایا ام ہیثم نے آپ کا سلام سنا اور جواباً عرض کی: میرے ماں باپ قربان ہوں۔اور اس نے بالوں (اون) سے بنا ہوا ایک ٹاٹ بچھایا۔وہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔تو اسی اثناء میں ابوالہیثم بھی دکھائی دیئے۔ مشکیزہ ان کے کندھے پر تھا۔پس جونہی انہوں نے کھجوروں کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کو ظاہر دیکھا تو مشکیزہ ایک تنے کے ساتھ ٹیک دیا اور آپ کے پاس حاضر ہو کر آداب پیش کیے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔تو جونہی انہوں نے اپنے تمام مہمانوں کو دیکھا تو مدعیٰ سمجھ گئے اور ام ہیثم سے پوچھا۔کیا تو نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو کوئی شے کھلائی ہے؟ تو اس نے بتایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی تشریف فرما ہوئے ہیں۔پھر پوچھا: تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے بتایا: میرے پاس جو کے کچھ دانے ہیں۔تو انہوں نے فرمایا: انہیں پیس، آٹا تیار کر اور روٹی پکا۔کیونکہ یہ خمیر کو نہیں جانتے (پسند نہیں کرتے) اور خود چھری اٹھائی۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں پھرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا دودھ والی بکری ذبح کرنے سے اجتناب کرنا۔تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں بکری کے بچہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔چنانچہ انہوں نے اسے ذبح کر دیا اور پار کر دیا۔زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس (کھانا تیار کر کے) لے آئے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے دونوں اصحاب نے کھانا تناول فرمایا اور خوب سیر ہوئے۔ان کے لیے ان جیسے کھانے کے عوض کوئی ضمانت نہ تھی۔ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس یمن سے کچھ قیدی لائے گئے۔تو آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اپنے کام کی کثرت اور ہاتھوں کے زخمی ہونے کی شکایت کی اور آپ ﷺ سے کسی خادم کے بارے التجاء کی۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔بلکہ میں تو ابوالہیثم کو دوں گا کیونکہ میں نے اس کی وہ حالت اور مشقت دیکھی ہوئی ہے جس سے وہ اور ان کی بیوی اس دن دوچار ہوئے تھے جس دن ہم ان کے پاس مہمان بنے تھے۔چنانچہ آپ ﷺ نے ابوالہیثم کو بلا بھیجا اور وہ خادم اس کے حوالے کر دیا اور فرمایا: یہ غلام لے لو۔تمہارے باغ کے کام میں یہ تمہارا معاون ہوگا اور اسے خیر اور نیکی کی نصیحت و تلقین کرتے رہنا۔چنانچہ وہ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کے پاس جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرا رہا۔پھر آپ نے اسے کہا: میں اور میری بیوی تو اپنے باغ کے معاملات میں مستقل لگے ہوئے ہیں۔تو چلا جا۔پس اللہ تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی مالک نہیں ہے (یعنی آپ نے اسے آزاد کر دیا۔) پس وہ غلام شام کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور اس کا سبب فقط بھوک تھا۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی باہر آئے اور ان کے نکلنے کے سبب بھی صرف اور صرف بھوک تھا۔پھر

حضور نبی اکرم ﷺ ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور ان دونوں نے آپ ﷺ کو عرض کی کہ انہیں بھوک گھر سے باہر لے آئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انصار کا ایک آدمی ہے جس کو ابوالہیثم بن التیہان کہا جاتا ہے، ہمارے ساتھ اس کے گھر چلو۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ گھر پر نہ تھے۔ پانی لینے گئے ہوئے تھے۔ ان کی زوجہ محترمہ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا اور ان کے لیے کوئی بچھونا بچھا دیا جس پر وہ تشریف فرما ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ابوالہیثم کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ آگئے اور وہ پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے اسے لٹکا دیا اور مہمانان گرامی کی تواضع کے لیے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اتنا اچھا نہ سمجھا۔ چنانچہ انہوں نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کر دیا۔ پھر گئے اور کھجوروں کے گچھے لے آئے۔ پس تمام نے گوشت اور خشک وتر کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ تو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک نے عرض کی: کیا یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن پر کوئی شے قبیح نہیں ہوگی جو بھی اسے دنیا میں پہنچی۔ بلاشبہ یہ کافر پر ثقیل اور قبیح ہوگی۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے پوچھا گیا: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ یہ کفار کے لیے ہے۔ اور اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (الاحقاف: 20) یہ بھی کفار کے لیے ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ، اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تمام کے تمام باہر آئے اور کہنے لگے: مجھے تو بھوک نے باہر نکالا ہے۔ پس حضور نبی مکرم ﷺ ان دونوں کو لے کر ایک انصاری کی طرف گئے جسے ابوالہیثم کہا جاتا ہے۔ تو آپ نے اسے اپنے گھر پر نہ پایا۔ اس کی بیوی نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو مرحبا اور خوش آمدید کہا اور ایک قالین نکالا اور یہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ابوالہیثم کہاں گئے ہیں؟ تو اس نے عرض کی: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ آگئے اور پانی کا مشکیزہ بھی ساتھ تھا۔ آپ نے اسے لٹکا دیا اور مہمان گرامی کے لیے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی اجازت نہ عطا فرمائی۔ پھر انہوں نے بھیڑ کا بچہ ذبح کیا۔ پھر گئے اور کھجوروں کے گچھے لے کر آئے۔ پس تمام نے گوشت اور خشک وتر کھجوریں کھائیں اور پانی بھی پیا۔ پھر حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک نے کہا: کیا یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ کفار سے باز پرس کی جائے گی اور مومن کے لیے کوئی شے بھی قبیح نہیں ہوگی جو اسے دنیا میں ملی۔ البتہ کافر کے لیے قبیح اور اس پر بوجھ بھی ہوگی۔ ان سے پوچھا گیا تجھے یہ حدیث کس نے بتائی ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ حدیث حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حارث کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں، حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اور حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے گوشت، جو، کھجوریں اور ٹھنڈا پانی کھایا پیا اور فرمایا: تمہارے رب کی قسم! یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 574 (18263)، دار الفکر بیروت

بارے قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کون سی وہ نعمت ہے، جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا حالانکہ تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں۔ اور ساری زمین ہمارے لیے میدان جنگ ہے ہم میں سے ہر کوئی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے پاس صبح کا کھانا نہیں ہوتا۔ اور اس حال میں شام کرتا ہے کہ اس کے پاس شام کا کھانا نہیں ہوتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے بعد قوم ہوگی، تم ان سے بہتر ہو۔ ان کے پاس صبح کے وقت بھی کھانے کے بڑے بڑے پیالے ہوں گے اور شام کے وقت بھی۔ وہ صبح بھی حلوں میں کریں گے اور شام کے وقت بھی حلوں میں واپس لوٹیں گے اور اپنے گھروں میں روپوش ہو جائیں گے جیسا کہ کعبہ کو ڈھانپا جاتا ہے اور ان میں گھی عام ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ایک محتاج آدمی اٹھا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا میرے پاس بھی کوئی نعمت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں سایہ (مکان) جوتے اور ٹھنڈا پانی۔

امام خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چمڑا، ٹھنڈا پانی اور روٹی کے ٹکڑے (ان نعمتوں میں سے ہیں)۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خصاف سے مراد جوتوں کا چمڑا ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ لباس سے زائد ہے، دیوار کا سایہ اور روٹی ان سب کے باریق یامت کے دن بندے سے حساب لیا جائے گا۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جن کے بارے بندے سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ ایک وہ خاص سایہ (چھت) جس سے وہ سایہ حاصل کرتا ہے، وہ ٹکڑا جس کے ساتھ وہ اپنی کمر کو باندھتا ہے اور وہ کپڑا جس کے ساتھ وہ اپنی شرم گاہ کو ڈھانپتا ہے۔

آپ ہی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! روٹی کا ٹکڑا تیرے لیے کافی ہے۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا تجھے ڈھانپ سکتا ہے اور ایک گھر تجھے پناہ دے سکتا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی سے مہاجرین فقراء میں سے کسی نے سوال کیا۔ تو اس نے کہا: کیا تیری بیوی ہے جس کے پاس تو پناہ لیتا ہے اور وہ تیرے پاس پناہ لیتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا تیرا گھر ہے جس میں تو رہتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو پھر اس نے کہا۔ تو مہاجرین فقرا میں سے نہیں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر کی چھت، روٹی کے ٹکڑے، ایسا کپڑا جو شرم گاہ کو ڈھانپ سکتا جو اور پانی کے سوا ہر شے اور جو بھی اس سے زائد ہے

ان میں ابن آدم (انسان) کا کوئی حق نہیں۔

امام احمد، ابن ماجہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے چچا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غسل کے آثار تھے اور آپ انتہائی خوش دکھائی دے رہے تھے۔ سو ہمیں گمان ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کے پاس اترے اور ٹھہرے ہیں۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کو انتہائی فرحت وانبساط میں دیکھ رہے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں الحمدللہ!۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنا کا ذکر کیا اور فرمایا: اس آدمی کے لیے دولت وغنا کا کوئی حرج نہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا۔ ڈرنے والے کے لیے صحت غنی سے بہتر اور افضل ہے اور طیب النفس بھی نعمت ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جذام میں مبتلا تھا، اندھا تھا، بہرہ تھا اور گونگا تھا۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت اس میں دیکھ رہے ہو؟ ساتھیوں نے جواب دیا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ کیا تم اسے دیکھ نہیں رہے کہ وہ پیشاب کرتا ہے۔ نہ تو پیشاب اس کے اختیار کے بغیر خود بخود نکلنا شروع ہوتا ہے اور نہ ہی پیشاب کے وقت اسے کوئی زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ بلکہ وہ بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے نعمت سے غافل ہونے والے! تو لذت سے کھاتا ہے اور آسانی سے نکال دیتا ہے۔ تحقیق اس گاؤں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا وہ اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو دیکھتا کہ وہ باغ میں آتا ہے اور غمزدہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کھڑے کھڑے (اونٹ کی طرح) بلبلانے لگتا ہے اور وہ کہتا ہے: اے کاش! مجھ سے تیری مثل نہیں پیا جائے گا۔ یہاں تک کہ پیاس اس کی گردن کو کاٹ دے گی۔ اور جب وہ پیئے گا تو اس پینے میں اس کے لیے کئی موتیں ہیں۔ اے نعمت سے غافل رہنے والے! تو لذت سے کھاتا ہے اور آسانی سے نکال دیتا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین دیوانوں (نامۂ اعمال) کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ ایک دیوان میں نیکیاں ہوں گی، ایک دیوان میں نعمتوں کا ذکر ہوگا اور ایک دیوان میں گناہوں کا ذکر ہوگا۔ پس نعمتوں کے دیوان کے مقابل نیکیوں کے دیوان کو رکھا جائے گا۔ نتیجۃً نعمتیں نیکیوں کو ختم کر دیں گی اور گناہ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مشیت اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد نے بکیر بن عتیق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ایک پیالے میں شہد کا مشروب پلایا۔ تو انہوں نے پی لیا۔ پھر فرمایا قسم بخدا! اس کے بارے مجھ سے پوچھا جائے گا۔ تو میں نے ان سے کہا: کیا اس کے بارے پوچھا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اسے پیا ہے اور میں اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔(3)

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 5(2141)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 105(34546)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 202(35344)

اٰیاتھا ۳ سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۳ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

''قسم ہے زمانہ کی۔ یقیناً ہر انسان خسارہ میں ہے۔ بجز ان (خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے نیز ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الْعَصْرِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوملیکہ دارمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور ان کا صحابی ہونا ثابت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمی تھے کہ وہ جب بھی ملتے تھے۔ تو جدا ہونے سے پہلے ان میں سے ایک دوسرے پر سورۃ الْعَصْرِ پڑھتا۔ بعد ازاں ایک دوسرے کو سلام کہتے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت میمون رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نیزہ سے حملہ کیا گیا تو ہم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا۔ تو انہوں نے صبح کی نماز میں قرآن کریم کی دو چھوٹی سورتیں تلاوت فرمائیں یعنی سورۃ الْعَصْرِ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن الانباری نے المصاحف میں اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے۔ وَالْعَصْرِ (وَنَوَائِبِ الدَّهْرِ) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (وَاِنَّهٗ لَفِیْهِ اِلٰی اٰخِرِ الدَّهْرِ) ''یعنی قسم ہے زمانہ کی اور حوادثات زمانہ کی بے شک انسان خسارہ میں ہے اور آخر زمانہ تک خسارہ میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل بن عبدالملک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر اس طرح پڑھتے تھے۔ وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ وَاِنَّهٗ لَفِیْهِ اِلٰی اٰخِرِ الدَّهْرِ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے یہ سورت پڑھی: وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ وَاِنَّهٗ لَفِیْهِ اِلٰی اٰخِرِ الدَّهْرِ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ تو بتایا گیا کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 501 (9057)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 351، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حضرت حوشب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت بشر بن مروان رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سورۂ وَ الْعَصْرِ کس طرح پڑھتے تھے۔ تو انہوں نے کہا: وَ الْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ وَهُوَ فِيْهِ اِلٰى آخِرِ الدَّهْرِ" تو بشر نے انہیں کہا وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ نے کہا: لیکن میں تو اس کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ الْعَصْرِ سے مراد دن کی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ الْعَصْرِ سے مراد وہ وقت ہے جو شام کے وقت سورج غروب ہونے سے پہلے ہوتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَ الْعَصْرِ سے مراد دن کی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے۔ اور وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ کا مفہوم ہے وہ کتاب اللہ کی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہے۔ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ایک دوسرے کو تلقین کرتے رہے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَ الْعَصْرِ فرمایا: یہ قسم ہے ہمارے رب تبارک و تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ فرمایا: ۔بے شک تمام کے تمام انسان خسارے میں ہیں۔ پھر استثناء کی اور فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پھر انہیں اسی حالت پر چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پھر انہیں (حق کی تلقین کرنے کی) حالت پر بھی نہیں چھوڑا۔ بلکہ فرمایا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یہ سب ان کے لیے شرائط ہیں (یعنی یہ شرائط پائی جائیں گی تو وہ خسارے سے محفوظ رہیں گے)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ الْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ میں الْاِنْسَانَ سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے۔ اور اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں حضرت علی اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما کا ذکر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 458 (93-3692)، دار الکتب العلمیہ بیروت (عن الحسن)

اٰیاتہا ۹ — سورۃ الھمزۃ مکیۃ ۱۰۴ — رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾ یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ۚ﴿۳﴾ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ۫ۖ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ ۙ﴿۸﴾ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ﴿۹﴾

''ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو (روبرو) طعنے دیتا ہے (پیٹھ پیچھے) عیب جوئی کرتا ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے مال نے اسے لافانی بنا دیا ہے۔ ہرگز نہیں وہ یقیناً حطمہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ حطمہ کیا ہے وہ اللہ کی آگ ہے خوب بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں تک جا پہنچے گی۔ بے شک وہ (آگ) ان پر بند کر دی جائے گی۔ (اس کے شعلے) لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں ہوں گے''۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے کہا گیا: (کیا) یہ آیت وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نہ اس کے بارے فکر مند ہیں اور نہ ہی قرآن کریم کی دس سورتوں کے بارے فکر مند ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عثمان بن عمر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ہمیشہ سنتے رہے ہیں کہ وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ کسی کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ یہ جمیل بن عامر کے بارے نازل ہوئی ہے۔ رقاشی نے یہی خیال کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق کے بارے نازل ہوئی ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت راشد بن سعد مقدامی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کے جسموں پر کھال کو آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹا جا رہا ہے۔ تو میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو (جبرائیل امین نے) بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو زیب و زینت کرتے رہتے تھے اور میں نے اس میں سخت قسم کی آوازیں سنیں۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے بتایا: یہ تمہاری وہ عورتیں ہیں جو بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور وہ کچھ کرتی رہتی ہیں جو ان کے لیے حلال نہیں۔ پھر میں کچھ عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو ان کے پستانوں سے

معلق تھے۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس نے بتایا: یہ طعنے دینے والے مرد اور طعنے دینے والی عورتیں ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ چغل خور لوگ ہیں جو بھائیوں کے درمیان پسندیدہ، اتفاق اور جمعیت کے درمیان تفرقہ پیدا کر دیتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ هُمَزَةٍ کا معنی ہے طعنے والا اور لُّمَزَةٍ کا معنی ہے غیبت کرنے والا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ هُمَزَةٍ کا معنی ہے لوگوں میں طعنہ زنی کرنے والا۔ اور لُّمَزَةٍ وہ ہوتا ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے (یعنی غیبت کرنے والا)(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس کے بارے ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور ان پر طعنہ زنی کرتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ کا معنی ہے ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو روبرو طعنے دیتا ہے اور پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتا ہے۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو اپنی زبان اور اپنی آنکھوں کے ساتھ طعنے دیتا ہے اور عیب جوئی کرتا ہے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور ان پر طعنہ زنی کرتا ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هُمَزَةٍ (طعنہ زنی) آنکھوں، باچھوں اور ہاتھوں کے ساتھ ہوتا ہے اور لُّمَزَةٍ زبان کے ساتھ ہوتا ہے۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ کا معنی ہے جس نے مال جمع کیا اور اس گن گن کر رکھا۔

امام ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور خطیب نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے يَحْسَبُ کو سین کے کسرہ کے ساتھ يحسِب پڑھا ہے۔(8)

---

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 309 (6750)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 354، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 355
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 459 (3695)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، (3695)
7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 309 (6752)
8۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 281 (3013)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی عمر میں اضافہ کر دے گا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ کا معنی ہے ہرگز نہیں وہ یقیناً پھینک دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسین بن واقد سے نقل کیا ہے کہ الْحُطَمَةُ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کی ہر شے کو کھا جائے گی یہاں تک کہ اس کے دل کے پاس پہنچ کر رک جائے گی اور جس اس کے دل کے پاس پہنچے گی تو اس کی خلقت کو پھر مکمل کر دیا جائے گا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آگ اسے کھاتی رہے گی یہاں تک کہ اس کے دل کے پاس پہنچ جائے گی اور وہ زندہ ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ کا معنی ہے: بے شک (آگ) ان پر بند کر دی جائے گی۔ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ آگ کے ستونوں میں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فِیْ عَمَدٍ پڑھا۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ''بعمد ممددة'' پڑھا: اور فرمایا یہ سیاہ رنگ کے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عَمَدٍ سے مراد دروازے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے انہیں ستونوں میں داخل کر کے ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال دی جائیں گی اور ان کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔(3)

ابن ابی حاتم نے فِیْ عَمَدٍ کے بارے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ جہنم میں لوہے کے ستون ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے ہیں کہ یہ وہ ستون ہیں جن کے ذریعہ جہنم میں اہل جہنم کو عذاب دیا جائے گا۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ سے مراد طویل اور لمبی بیڑیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جنہوں نے فِیْ عَمَدٍ پڑھا ہے تو ان کے نزدیک یہ آگ ستون ہیں اور جنہوں نے فِیْ عَمَدٍ پڑھا ہے تو ان کے قریب اس سے مراد لمبی رسی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم کی گھاٹیوں میں

---

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 56، صفحہ 50، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 358، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 359 4۔ ایضاً

سے ایک گھاٹی میں ایک آدمی ہوگا جو ہزار برس تک یا حنان یا منان پکارے گا۔ پھر رب العزت حضرت جبرائیل امین کو فرمائیں گے: میرے بندے کو جہنم سے نکال لا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس آئے گا اور اسے بند پائے گا تو واپس لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا اے میرے پروردگار! اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ بے شک وہ تو ان پر بند کر دی گئی ہے۔ تو رب کریم فرمائے گا: اے جبرائیل! اسے کھول دے اور میرے بندے کو آگ سے باہر نکال۔ چنانچہ وہ اسے کھولے گا اور اسے کوئلے کی مثل نکال کر جنت کے ساحل پر ڈال دے گا۔ یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے بال، گوشت اور خون سب پیدا فرما دے گا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن میری امت میں سے ان لوگوں کے لیے شفاعت ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کیے پھر اسی حال میں فوت ہو گئے۔ پس وہ جہنم کے پہلے دروازے میں ہوں گے، ان کے چہرے سیاہ نہیں ہوں گے اور نہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی، نہ انہیں طوق پہنائے جائیں گے، نہ وہ شیاطین کے ساتھ ملائے جائیں گے اور نہ انہیں گرزوں کے ساتھ مارا جائے گا، اور نہ وہ ادراک میں پھینکیں جائیں گے۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو ایک ساعت اس میں ٹھہریں گے اور کچھ ایک دن ٹھہریں گے پھر نکال لیے جائیں گے۔ ان میں کوئی ایک مہینہ ٹھہرے گا پھر اسے نکال دیا جائے گا۔ کوئی اس میں ایک سال تک رہے گا اور پھر اسے نکال لیا جائے گا۔ اور ان میں سے زیادہ دیر تک اس میں ٹھہرنے والا دنیا کی مثل ٹھہرے گا یعنی دنیا کے پیدا کیے جانے کے دن سے لے کر اسے فناہ کیے جانے کے دن تک اور وہ (مدت) سات ہزار برس ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جب موحدین کو اس سے نکالنے کا ارادہ فرمائے گا تو دیگر دین داروں کے دلوں میں ڈال دے گا۔ تو وہ انہیں کہیں گے: ہم اور تم دنیا میں اکھٹے رہا کرتے تھے۔ سو تم ایمان لائے اور ہم نے کفر کیا۔ تم نے تصدیق کی اور ہم نے تکذیب کی اور تم نے اقرار کیا اور ہم نے انکار کیا۔ پس اس نے تمہیں کوئی نفع نہیں دیا کہ ہم اور تم سب اس میں اکھٹے ہیں۔ تم بھی اسی طرح عذاب دیئے جا رہے ہو جیسا ہم عذاب میں مبتلا ہیں اور تم بھی اسی طرح ہمیشہ یہاں رہو گے جیسا کہ ہم رہ رہے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اتنا شدید اظہار غضب فرمائے گا کہ اس سے قبل کبھی کسی شے سے اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد کسی شے پر اتنا غضب فرمائے گا۔ چنانچہ وہ اہل توحید کو جہنم سے جنت کے چشمے اور پل صراط کے طرف نکال لائے گا اسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ وہاں ان پر اس کا پانی چھڑکا جائے گا۔ تو وہ اس طرح زندہ ہو کر اٹھیں گے جس طرح کہ سیلاب کے لائے ہوئے کوڑے کرکٹ میں دانے اگتے ہیں۔ وہاں جو سائے کے قریب ہوگا وہ سبز ہوگا اور جو دھوپ کے قریب ہوگا وہ زرد ہوگا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا '' عُتَقَاءُ اللهِ عَنِ النَّارِ '' کہ یہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کیا ہے۔ سوائے ایک آدمی کے کہ وہ ان کے بعد بھی ہزار برس تک جہنم میں رہے گا۔ پھر وہ پکارے گا '' يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ '' اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا تا کہ وہ اسے نکال لائے۔ وہ جہنم میں ستر برس تک اس کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتا پھرے گا مگر اسے نہ پا سکے گا اور واپس لوٹ کر عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! بلاشبہ تو نے مجھے اپنے فلاں بندے کو جہنم سے نکالنے کا حکم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 385، دار احیاء التراث العربی بیروت

ارشاد فرمایا تھا۔ میں ستر برس تک اسے وہاں تلاش کرتا رہا، لیکن اسے نہیں پا سکا۔ تو پھر الله تعالیٰ عزوجل ارشاد فرمائے گا: تو جا، اس اس طرح کی وادی میں ایک چٹان کے نیچے ہے اور اسے نکال کر لے آ۔ پس وہ جائے گا اور اسے نکال لائے گا۔ پھر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ پھر وہ جہنم میں رہنے والے الله تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کریں گے کہ وہ ان سے نام کو مٹا دے۔ تو الله تعالیٰ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا اور وہ ان کی پیشانیوں سے اسے مٹا دے گا۔ پھر اہل جنت کو کہا جائے گا اور انہیں جو جہنیوں میں سے جنت میں داخل ہوئے، کہ تم اہل جہنم پر جھانک کر دیکھو۔ پس وہ ان پر جھانکیں گے تو کوئی آدمی اپنے باپ کو دیکھے گا، کوئی اپنے بھائی کو دیکھے گا، کوئی اپنے پڑوسی کو اور کوئی اپنے دوست کو دیکھے گا اور کوئی غلام اپنے آقا کو دیکھے گا۔ پھر الله تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو بھیجے گا جن کے پاس آگ کی بڑی بڑی پلیٹیں (ڈھکن) ہوں گی، آگ کے کیل ہوں گے اور آگ کے ستون ہوں گے۔ پس وہ اہل جہنم پر ان ڈھکنوں کو رکھ دیں گے اور وہ کیل ان میں لگا دیں گے۔ اور اوپر وہ ستون پھیلا دیں گے۔ جہنم میں کوئی سوراخ باقی نہیں رہے گا کہ اس میں کوئی روح (راحت) داخل ہو سکتی ہو۔ اور نہ ہی ان سے کوئی غم باہر نکل سکے گا۔ اور جبار مطلق اپنے عرش پر انہیں بھلا دے گا اور اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لیے وہ استغاثہ نہیں کریں گے۔ کلام ختم ہو جائے گی اور ان کی آواز گدھے کی آوازوں کی مثل ہو جائے گی۔ پس اسی لیے الله تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۸﴾ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ فرماتے ہیں (ان پر جہنم کی آگ بند کر دی جائے گی۔ اس کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں ہوں گے)(1) والله اعلم۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 139، دار صادر بیروت

آیاتھا ۵ سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۵ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

''کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروفریب کو ناکام نہیں بنا دیا۔ اور (وہ یوں کہ) بھیج دیئے ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار۔ جو برساتے تھے ان پر کنکر کی پتھریاں۔ پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عثمان بن مغیرہ بن اخنس سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اصحاب فیل کے قصہ میں سے یہ ہے کہ ابراہیم اشرم حبشی یمن کا بادشاہ تھا۔ اس کا نواسہ اکسوم بن صباح حمیری حج کے لیے نکلا۔ جب وہ مکہ مکرمہ سے واپس مڑا تو وہ نجران کے عیسائیوں کی عبادت گاہ میں اترا۔ پس اہل مکہ میں سے کچھ لوگ وہاں گئے اور اس میں زیب وآرائش کا جو سامان پڑا تھا وہ اٹھا لیا۔ اور ساتھ ہی اکسوم کا ساز وسامان بھی اٹھا لیا۔ تو وہ انتہائی غصے اور ناراضگی کی حالت میں اپنے نانا کے پاس واپس پہنچا۔ تو اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو بیس ہزار خولانیوں اور اشعریوں کے ساتھ بھیجا۔ اسے شہر بن معقود کہا جاتا ہے۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ خثعم کی سرزمین میں جا اترے۔ پس خثعم ان کے راستے سے ہٹ گیا۔ پھر جب وہ طائف کے قریب پہنچا تو بنی خثعم، نصر اور ثقیف کے کچھ لوگ اس کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: تجھے ہمارے طائف کے ساتھ کوئی غرض اور حاجت نہیں۔ کیونکہ یہ ایک چھوٹا سا قریہ ہے۔ البتہ ہم تیری راہنمائی مکہ مکرمہ کے ایک گھر کے بارے کرتے ہیں۔ اس کی عبادت کی جاتی ہے اور اس میں پناہ لے۔ وہ اپنے بادشاہ کے تسلط سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لیے ملکیت عرب مکمل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تجھ پر یہ لازم ہے تو ہمیں چھوڑ دے کوئی تعرض نہ کرے۔ پس وہ چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ وادی مغمس میں پہنچا۔ تو اس نے وہاں حضرت عبدالمطلب کے اونٹ پائے۔ سو اونٹنیاں قلادہ پہنائی گئی تھیں۔ پس اس نے انہیں اپنے ساتھیوں کے درمیان ہبہ کر دیا۔ پھر جب یہ خبر حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچی تو آپ اس کے پاس آئے۔ آپ انتہائی خوبصورت اور حسین تھے۔ اہل یمن میں اس کا ایک دوست تھا۔ اسے ذو عمرو کہا جاتا ہے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا: کہ وہ آپ کے اونٹ واپس لوٹا دے۔ تو اس نے جواب دیا: میں یہ طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں تجھے بادشاہ کے پاس لے جا سکتا ہوں تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: تو ایسا ہی کر دے۔ چنانچہ وہ آپ کو اس کے پاس لے

گیا۔ تو آپ نے اسے کہا: بے شک مجھے تجھ سے ایک حاجت اور کام ہے تو بادشاہ نے جواب دیا: تم جو چاہو گے میں ہر حاجت کو پورا کردوں گا جو بھی آپ چاہیں گے۔ آپ نے فرمایا: بے شک ہم شہر حرام میں اور سرزمین عرب وعجم کے درمیان راستے میں سکونت پذیر ہیں۔ میرے سو اونٹ ہیں جو قلادہ پہنائے ہوئے ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ اور تہامہ کے درمیان اس وادی میں چرتے ہیں۔ انہیں چرانے والے لوگ بھی ان پر مقرر ہیں۔ وہ ہماری تجارت کے کام بھی آتے ہیں اور دشمنوں سے ہماری حفاظت بھی کرتے ہیں۔ مگر تیرے لشکریوں نے ان پر غلبہ پا کر انہیں پکڑ لیا ہے اور تیری مثل لوگ اپنے پڑوسیوں پر ظلم نہیں کرتے۔ وہ ذی عمرو کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر اس نے تعجب سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا اگر یہ مجھ سے ہر شے مانگ لیتے جسے انہوں نے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ تو میں وہ انہیں دے دیتا۔ رہے اونٹ! تو وہ بھی ہم نے آپ کو لوٹا دیے اور ان کی تعداد کے برابر مزید بھی۔ لیکن آپ کو کون سی شے روک رہی ہے کہ آپ مجھ سے اپنی اس عمارت ( کعبۃ اللہ ) اور اپنے شہر کے بارے گفتگو کریں۔ تو حضرت عبدالمطلب نے اسے فرمایا: بلاشبہ یہ ہماری عبادت گاہ ہے اور یہ ہمارا شہر ہے۔ لیکن ان دونوں کا ایک مالک اور رب ہے۔ اگر وہ چاہے گا کہ ان دونوں کی حفاظت فرمائے تو وہ ضرور حفاظت فرمائے گا۔ البتہ میں تو اپنے مال کے بارے تجھ سے گفتگو کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس وقت اس نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کا فیصلہ کیا کہ کعبہ کو ضرور بضرور منہدم کیا جائے گا اور مکہ مکرمہ کو لوٹا جائے گا۔ اور حضرت عبدالمطلب واپس لوٹے اور آپ یہ اشعار کہہ رہے تھے:

لَاھُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رَحَلَالَکَ لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ وَمِحَالُھُمْ عَدْوًا مَحَالَکَ

”اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ عداوت میں ان کی صلیب اور ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آ جائے“۔

فَاِذَا فَعَلْتَ فَرُبَّمَا تَحْمِیْ فَاَمْرٌ مَابَدَالَکَ فَاِذَا فَعَلْتَ فَاِنَّهٗ اَمْرٌتَتِمُّ بِهٖ فَعَالُکَ

”پس جب تو کرے گا تو تو بچالے گا۔ اور یہ ایسا امر ہے جو تیرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔ اور جب تو ایسا کرے گا تو یہ ایسا امر ہے جس کے ساتھ تیرے کام مکمل ہو جائیں گے“۔

وَغَدَوْا غَدًا بِجُمُوْعِھِمْ وَالْفِیْلِ کَیْ یَسْبُوْا عَیَالَکَ فَاِذَا تَرَکْتَھُمْ وَکَعْبَتَا فَوَاحَرْ بَاھُنَالِکَ

”وہ صبح سویرے اپنے لشکروں اور ہاتھوں کے ساتھ چلے تاکہ تیرے عیال کو قیدی بنائیں۔ پس جب تو نے انہیں اور کعبہ کو چھوڑ دیا تو وہاں افسوسناک جنگ ہوگی“۔

جب شہر اور اصحاب فیل متوجہ ہوئے اور ایک فیصلے پر وہ سب متفق ہو گئے تو جب بھی وہ مکہ کا قصد کرتے تو ان کا ( بڑا ہاتھی ) بیٹھ جاتا۔ اور جب اس کا رخ پھیر دیتے تو وہ تیزی سے چلنے لگتا۔ پس اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ان پر رات چھا گئی۔ پھر سمندر کی جانب سے ان پر پرندے ظاہر ہوئے، ان کی سونڈیں تھیں اور وہ زرزور ( ایک چڑیا ہے ) کی طرح چمگادڑ کے مشابہ سرخ وسیاہ رنگ میں تھے۔ جب انہوں نے ان پرندوں کو دیکھا، تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا وہ گر پڑا۔ پس انہوں نے ان پر لڑھکنے والے پتھر بندوق کی گولی کی طرح پھینکے۔ وہ پتھر آدمی کے سر پر لگتا اور اس کے پیٹ سے

نکل جاتا۔ جب انہوں نے دوسرے دن کی صبح کی اور حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں پر صبح کی تو انہوں نے کسی کو ان پر غالب آتے ہوئے نہ دیکھا۔ تو آپ نے اپنے بیٹے کو تیز رفتار گھوڑے پر بھیجا تا کہ وہ ان کے ساتھ پیش آنے والے حالات دیکھ کر آئے۔ تو اس نے دیکھا کہ وہ سارے سارے تباہ ہو کر گرے پڑے ہیں۔ تو وہ اپنے سر کو بلند کر کے اور اپنی ران ننگا کر کے فوراً واپس لوٹا۔ پس جونہی اس کے باپ نے اسے دیکھا تو کہا: بلاشبہ میرا بیٹا عرب کا بہترین شہسوار ہے اور وہ بشارت یا ڈراوے کے سوا اپنی ران سے کپڑا نہیں اٹھاتا۔ پس جب وہ ان کی مجلس کے قریب پہنچا۔ تو انہوں نے پکار کر کہا: تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ سب ہلاک ہو گئے۔ پس حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھی نکلے اور اپنے مال اٹھائے۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب نے اس تناظر میں یہ اشعار کہے:

اَنْتَ مَنَعْتَ الْجَیْشَ وَالْاَ فْیَالَا وَقَدْ رَعَوْا بِمَکَّۃَ الْاَفْیَالَا

''تو نے حبشی لشکر اور ہاتھیوں سے ہماری حفاظت کی۔ درآنحالیکہ وہ مکہ مکرمہ پر ہاتھیوں (کے لشکر) سے حملہ آور ہوئے''۔

وَقَدْ خَشِیْنَا مِنْھُمُ الْقِتَالَا وَکُلُّ اَمْرٍ مِنْھُمُ مُعْضَالَا

''ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ وہ ہم سے برسر پیکار ہوں گے اور ان کی جانب سے ہر امر انتہائی تکلیف دہ اور پیچیدہ ہوگا''۔

شُکْرًا وَّحَمْدً لَکَ ذَاالْجَلَالَا ''اے خداوند ذوالجلال ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم تیری ثناء کرتے ہیں''۔

پس شہر اکیلا بھاگتے ہوئے واپس لوٹ گیا۔ لیکن پہلی منزل پر جہاں وہ اترا۔ اس کا دایاں ہاتھ جسم سے گر گیا۔ پھر جب دوسری منزل پر اترا۔ تو وہاں دایاں پاؤں جسم سے الگ ہو گیا۔ پس جب وہ اپنے گھر اور اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ تو وہ فقط ایسا جسم تھا جس کے اعضاء نہیں تھے۔ پس اس نے صورت حال سے قوم کو آگاہ کیا۔ پھر اس کی جان نکل گئی اور وہ دیکھتے ہی رہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے اور وہ صفاح میں آکر فروکش ہوئے۔ تو حضرت عبدالمطلب وہاں ان کے پاس آئے اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا۔ تو اصحاب فیل نے جواب دیا: ہم اسے گرائے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ وہ اپنے ہاتھیوں کو آگے چلاتے تھے مگر وہ پیچھے ہٹتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بلائے اور انہیں سیاہ رنگ کے ایسے پتھر دیئے جن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پس جب وہ ان کے بالمقابل اوپر آئے تو ان پر پتھر برسائے۔ اور ان میں سے جو بھی باقی بچا اسے خارش نے آلیا۔ اور ان میں سے جو بھی اپنی جلد کو کھجلاتا تھا اس کا گوشت گر پڑتا تھا۔(2)

امام ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے۔ یہاں تک کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے۔ تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس آئے اور ان کے حاکم سے کہا: کون سی شے تجھے ہمارے پاس لائی ہے؟ کیا میں نے پیغام نہیں بھیجا تھا کہ جو تو چاہتا ہے ہم وہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 43، عالم الکتب بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 124، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہر شے تیرے پاس لے آئیں گے؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے اس گھر (کعبہ معظمہ) کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس میں اس کے باسیوں اور مکینوں کو ڈرانے کے لیے آیا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ ہم تیرے پاس وہ ہر شے لے آئیں گے جو تو چاہے گا۔ تو واپس لوٹ جا۔ لیکن اس نے بیت اللہ میں داخل ہوئے بغیر واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ اس کی طرف چل پڑا۔ حضرت عبدالمطلب پیچھے رہ گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ فرمایا: میں اس گھر اور اس کے مکینوں کی ہلاکت نہیں دیکھ سکتا۔ پھر کہا ''اَللّٰهُمَّ اِنَّ لِكُلِّ اِلٰهٍ حَلَالًا فَامْنَعْ حَلَالَكَ، لَا يَغْلِبَنَّ مَحَالُهُمْ اَبَدًا مَحَالَكَ اَللّٰهُمَّ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاَمْرٌ مَّابَدَالَكَ'' (اے اللہ! بے شک ہر الٰہ کا گھر ہے پس تو اپنے گھر کی حفاظت فرما تا کہ کبھی ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آ جائے۔ اے اللہ! اگر تو نے ایسا کر دیا تو پھر جو تو چاہے حکم ارشاد فرما) پس سمندر کی جانب سے بادل کی مثل ان پر پرندوں کے غول آئے اور ان پر چھا گئے انہیں ہی اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ پس ہاتھی سخت آواز نکالنے لگے اور انہوں نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی مانند بنا دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابرہم الاشرم حبشہ سے آیا اور اس کے ساتھ اہل یمن میں گمراہ اور باغی لوگ بھی تھے۔ تا کہ وہ بیت اللہ شریف کو گرا دیں کیونکہ عرب لوگوں نے سرزمین یمن میں ان کی معبد کو نقصان پہنچایا تھا۔ پس وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہاتھیوں کو لائے۔ یہاں تک کہ جب وہ صفاح کے مقام پر تھے تو پھر جب وہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرتے تو (بڑا ہاتھ) لگام کھینچ کر زمین پر بیٹھ جاتا۔ اور جب وہ اس کا رخ اپنے شہروں کی طرف پھیرتے تو وہ چل پڑتا اور اس کی رفتار تیز ہو جاتی۔ یہاں تک کہ جب وہ نجلہ یمانیہ کے پاس تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سفید رنگ کے پرندوں کے ڈار بھیجے۔ یہ بڑے بڑے تھے۔ وہ ان پر پتھر پھینکنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ ابو یکسوم بچ نکلا۔ لیکن وہ راستے میں جب بھی کسی مقام پر اترا، اس کے جسم کا کچھ گوشت گر جاتا۔ حتیٰ کہ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور پھر ہلاک ہو گیا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ ابو یکسوم جابر حکمرانوں میں سے ایک انتہائی جابر اور ظالم حکمران تھا وہ اپنے لشکر جرار میں ہاتھیوں کو ہانک کر ساتھ لایا۔ تا کہ وہ بیت اللہ شریف کو منہدم کر دے کیونکہ یمن میں ان کی عبادت گاہ کو گرا دیا گیا تھا۔ پس جب ہاتھی حرم شریف کے قریب پہنچا تو وہ اپنے ہانکنے والے کو مارتا۔ اور جب وہ حرم سے واپس لوٹنے کا ارادہ کرتے تو وہ تیزی سے دوڑنے لگتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو یکسوم حاکم حبشہ آیا اور اس کے ساتھ ہاتھی بھی تھے۔ پس جب وہ حرم کے پاس پہنچا تو ہاتھی بیٹھ گیا اور اس نے حرم میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ اور جب وہ اسے واپس لوٹنے کے لیے پھیرتے تو وہ بڑی تیزی سے واپس مڑتا۔ پھر جب وہ حرم پاک کی طرف لوٹتے تو وہ بیٹھ جاتا اور چلنے سے انکار کر دیتا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے پرندے بھیجے۔ ان کے مونہوں میں پتھر تھے جو چنے کے دانے کی طرح تھے لیکن وہ جس پر بھی گرتا تھا وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ (2)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 583 (3974)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 326 (36535)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے اور وادیٔ صفاح میں فروکش ہوئے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس آئے اور فرمایا: یہ وہ گھر ہے جس پر کوئی غالب نہیں آسکا۔ انہوں نے جواب دیا: ہم تو اسے گرائے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ وہ اپنے ہاتھیوں کو آگے کی جانب چلاتے مگر وہ پیچھے کی جانب چلتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بلائے اور انہیں سیاہ رنگ کے پتھر دیئے جن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پس جب وہ ان کے بالمقابل پہنچے اور بالکل صاف ان کے اوپر آگئے تو وہ پتھر ان پر برسائے۔ تو ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچا جسے خارش نہ لگی ہو۔ اور ان میں سے جو انسان بھی اپنے جسم کو کھجلاتا تھا اس کا گوشت اس سے گرنے لگتا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں پر پتھر برسائے۔ تو جسے بھی وہ پتھر لگتا تھا وہ گر جاتا اور وہی چیچک کی ابتدا تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سیلاب بھیجا اور وہ ان تمام کو بہا کر لے گیا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا۔ پوچھا گیا: ابابیل کیا ہے؟ تو فرمایا: اس سے مراد ڈار اور غول ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ طَيْرًا اَبَابِيْلَ سے مراد پرندوں کے ڈار ہیں۔(2)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے: گروہ در گروہ یعنی وہ سمندر سے ان پر ڈاروں کے ڈار نکلتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں طَيْرًا اَبَابِيْلَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سبز رنگ کے پرندے تھے۔ ان کی سونڈیں اونٹ کی سونڈ کی طرح تھیں اور ناک کتے کی ناک کی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ ان کے پنجے آدمی کی ہتھیلیوں کی طرح تھے اور ان کی کچلیاں درندوں کی کچلیوں کی طرح تھیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے اکٹھے دلائل میں حضرت عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو ہلاک کرنا چاہا۔ تو ان پر پرندے بھیجے جو سمندر سے اٹھے۔ وہ چمگادڑوں کی طرح تھے۔ ہر پرندے کے پاس تین سیاہ پتھر تھے۔ ایک پتھر اس کی چونچ میں تھا اور دو پتھر اس کے پاؤں میں۔ پھر وہ آئے اور ان کے سروں پر آکر منڈلائے۔ پھر چلائے اور پھر ان پر وہ پتھر پھینکے جو وہ اپنی چونچ اور پاؤں میں لیے ہوئے تھے۔ پس جو پتھر بھی جس آدمی پر گرا وہ دوسری جانب سے پار نکل گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سخت اور شدید ہوا بھیجی اس کے سبب ان کی ٹانگیں ٹکرائیں۔ اور شدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ نتیجۃً وہ تمام کے تمام ہلاک ہو گئے۔(3)

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 361 (3702)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 360، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 123، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ سفید رنگ کے پرندے تھے۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ وہ سبز رنگ کے تھے۔ وہ سمندر کی جانب سے آئے۔ اور ان کے منہ درندوں کے مونہوں کی طرح تھے۔ اس سے قبل اور نہ ہی اس کے بعد ایسے پرندے دیکھے گئے۔ انہوں نے ان کے جسموں پر چیچک کی مثل نشانات لگادیئے۔ اور اسی وقت پہلی مرتبہ چیچک دکھائی دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اصحاب فیل مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے ارادہ سے آئے تو ان کا سردار ابو یکسوم حبشی تھا۔ یہاں تک کہ وہ وادی مغمس تک آ گئے۔ تو وہاں ان پر پرندے آ گئے۔ ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر تھا اور پاؤں میں دو پتھر تھے۔ انہوں نے وہ پتھر ان پر برسائے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ فرمایا: وہ غول در غول ایک دوسرے کے پیچھے تھے۔ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فرماتے ہیں: وہ پتھر مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ فرمایا وہ چھوٹے ستاروں کے ٹکڑے تھے ریوڑ کے مینگنیوں کی مثل۔ پس پرندوں نے وہ پتھر ان پر برسائے۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ اور انہیں اس طرح بنادیا جیسا کھائی ہوئی کھیتی کے بوسیدہ اور گلے سڑے پتے ہوتے ہیں۔ فرمایا: پتھروں نے انہیں اس طرح پھاڑ دیا، تباہ کر دیا جیسا کہ اس کھیتی کے پتے پھٹے اور گلے سڑے ہوتے ہیں جو کھائی ہوئی ہو اور بوسیدہ ہو۔ فرمایا: اصحاب فیل حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تیئیس برس قبل مکہ مکرمہ کی طرف آئے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو الکنود سے بیان کیا ہے کہ وہ پتھر چنے سے ذرا کم اور مسور کے دانے سے تھوڑا بڑے تھے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عمران رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بہت سے پرندے بہت سے پتھروں کے ساتھ آئے۔ ان میں سے بڑے پتھر چنے کے دانے کے برابر تھے اور چھوٹے مسور کی مثل تھے۔ (1)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پتھر بندوق کی گولی کی مثل تھے۔ وہ برسائے گئے درآنحالیکہ ان پر سرخ مہر لگی ہوئی تھی۔ ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے۔ دو پتھر اس کے پاؤں میں اور ایک پتھر اس کی چونچ میں تھا۔ ان پرندوں نے آسمان سے آ کر ان پر حلقہ بنایا پھر ان پر پتھر برسائے اور ان کا لشکر بھاگ نہ سکا۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت نوفل بن معاویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ان کنکروں کو دیکھا ہے جو اصحاب فیل پر برسائے گئے۔ وہ کنکر چنے کے دانے کی مثل تھے اور مسور سے تھوڑا بڑے تھے۔ وہ سرخ مہر زدہ تھے گویا کہ وہ چھوٹے ستاروں کے ٹکڑے ہیں۔ (2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پتھر مقدار میں چنے اور مسور کی طرح تھے۔ وہ برسائے گئے۔ ان پر سرخ مہر لگی ہوئی تھی جیسا کہ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اگر قوم ان کے ساتھ عذاب نہ دیا گیا ہوتا۔ تو

---

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 460 (3698)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 1، صفحہ 45، عالم الکتب بیروت

میں ان سے اتنے اٹھا لیتا کہ میں ان سے اپنے لیے مسجد بنا لیتا۔ یہ (پتھر) مکہ مکرمہ میں کثیر ہیں۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت ام کرز الخزاعیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ان پتھروں کو دیکھا ہے جو اصحاب فیل پر پھینکے گئے۔ ان کے رنگ سرخ ہیں اور ان پر مہر لگی ہوئی ہے۔ گویا کہ وہ ستاروں کے ٹکڑے ہیں۔ پس جس نے اس کے سوا کچھ کہا اس نے انہیں دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی وہ ان تمام تک پہنچا۔ وہ (پتھر) ان سے غائب ہو گئے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے وہ دو ہاتھیوں کو لے کر آئے۔ ان میں سے ایک محمود تھا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اور دوسرا لشجع تھا۔ اسے پتھر سے مارا گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے اس نے بتایا ہے جس نے ہاتھی کے قائد اور اس کے سائس (چلانے والا) سے گفتگو کی۔ اس نے ان دونوں سے کہا: مجھے اس ہاتھی کے بارے کچھ بتاؤ۔ تو ان دونوں نے کہا: ہم وہ لے کر آئے۔ وہ نجاشی اکبر بادشاہ کا ہاتھی تھا۔ وہ اسے لے کر جس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا، اس نے انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ لیکن جب حرم پاک کے قریب پہنچا۔ تو جب بھی ہم اس کا منہ حرم پاک کی طرف کرتے تھے تو وہ بیٹھ جاتا تھا۔ پس کبھی ہم اسے مارتے تو وہ گر جاتا اور کبھی ہم اسے مارتے مارتے اکتا جاتے تھے، تھک جاتے تھے اور ہم اسے چھوڑ دیتے۔ پس جب وہ وادیٔ مغمس میں پہنچا تو وہاں وہ بیٹھ گیا۔ اور پھر نہ اٹھا۔ اتنے میں عذاب آ گیا۔ تو ہم نے پوچھا: کیا تم دو کے سوا اور بھی کوئی بچا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ابھی ان تمام کو یہ عذاب نہیں آیا تھا۔ تو ابرہہ واپس پھرا اور کچھ نے اس کی اتباع کی۔ وہ اپنے شہروں کی طرف جانے لگے۔ لیکن جب بھی وہ کسی زمین پر ٹھہرتے تو ان کا کوئی عضو جسم سے کٹ کر الگ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ جب وہ بلاد خثعم تک پہنچے۔ تو سر کے سوا اس پر کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر وہ مر گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہما کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ابرہہ اشرم یمن سے کعبہ معظمہ کو گرانے کے ارادے سے آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندوں کے ڈار بھیج دیئے۔ ان کی سونڈ ہیں اکٹھی تھیں۔ وہ ایک کنکر اپنی چونچ میں اور دو کنکر اپنے پاؤں میں اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ آدمی کے سر پر ایک پتھر مارتے تھے۔ تو اس کا گوشت جھڑنے لگتا اور خون اس سے بہنے لگتا اور ایسی کھوکھلی اور خالی ہڈیاں باقی رہ جاتیں، تا کہ نہ ان پر کوئی گوشت ہے، نہ جلد ہے اور نہ ہی خون ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خود بنی ہذیل کے ایک آدمی سے پوچھا: کہ یوم فیل کے بارے مجھے کچھ بتاؤ۔ تو اس نے کہا: یوم الفیل کو گھڑسواروں کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ میں بھی ایک گھوڑی پر سوار تھا۔ تو میں نے پرندے دیکھے جو حرم پاک سے نکلے، ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر تھا اور اس کے پاؤں میں بھی ایک پتھر تھا۔ پھر تیز ہوا چلی اور تاریکی چھا گئی یہاں تک کہ میری گھوڑی میرے سمیت دو مرتبہ بیٹھی۔ سو اس ہوا نے انہیں یکبارگی کے ساتھ کاٹ دیا۔ پھر تاریکی دور ہوئی اور ہوا ساکن ہو گئی۔ تو میں نے قوم کو اس میں دیکھا کہ مرے پڑے تھے۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے پاس تقریباً ایک قفیز کے برابر وہ پتھر دیکھے۔ ان پر سرخ خط کھینچے ہوئے تھے۔ گویا کہ وہ ظفار کے نگینے ہیں۔ ہر پتھر پر آدمی کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ** کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوسے کی مانند بنا دیا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گندم کے پتوں کی طرح کر دیا (یعنی بھوسے کی طرح کر دیا)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ العصف سے مراد گندم کے کھائے ہوئے پتے ہیں۔ یعنی بھوسہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ** کا معنی ہے کہ گندم کے وہ پتے جن میں سوراخ ہو چکے ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اسے (گندم کو) کھایا جائے اور وہ اندر سے خالی اور کھوکھلی ہو جائے تو اسے **كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ** سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کھیتی کے اڑنے والے پتے اور تنکے ہیں (یعنی انہیں ان کی طرح بنا دیا)۔

امام ابن اسحاق نے السیرۃ میں، واقدی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ہاتھی کے سائس اور اس کے قائد دونوں کو دیکھا ہے۔ وہ دونوں اندھے اور اپاہج تھے اور کھانا مانگتے تھے۔(2)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ہوئی۔(3)

ابن اسحاق، ابونعیم اور بیہقی نے قیس بن مخرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل کو پیدا ہوئے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ہوئی۔ عکاظ (ایک میلہ منڈی) عام الفیل کے پندرہ برس بعد شروع ہوا۔ بیت اللہ شریف عام الفیل سے پچیسویں سال کے شروع میں تعمیر کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفیل سے چالیس برس بعد اعلان نبوت فرمایا۔(5)

---

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 123، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 125
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 79
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 76
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 78

آیاتھا ۴ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ ١٠٦ رکوعھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

"اس لیے کہ اللہ نے قریش کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ الفت تجارتی سفر کی جاڑے اور گرمی (کے موسم) میں۔ پس چاہیے کہ وہ عبادت کیا کریں اس خانہ (کعبہ) کے رب کی۔ جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی اور امن عطا فرمایا انہیں (فتنہ و) خوف سے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری نے تاریخ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الخلافیات میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قریش کو سات خصلتوں کے سبب فضیلت عطا فرمائی ہے جو نہ ان سے قبل کسی کو عطا فرمائیں۔ اور نہ ہی ان کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا (وہ یہ ہیں) بلاشبہ میں ان میں سے ہوں۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں: نبوت ان میں ہے، خلافت ان میں ہے (کعبہ معظمہ کی) دربان ان میں ہے۔ سقایۃ (حاجیوں کو پانی پلانا) ان میں ہے، ہاتھیوں کے لشکر کے مقابلہ میں ان کی مدد کی گئی، انہوں سات برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور ایک روایت میں دس سال کا ذکر ہے کہ اس عرصہ میں ان کے سوا کسی نے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی۔ اور ان کے بارے قرآن کریم میں ایک ایسی سورت نازل فرمائی جس میں ان کے سوا کسی کا ذکر نہیں۔ یعنی سورہ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ۔ (1)

امام طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سات خصائل کے سبب قریش کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت عطا فرمائی کہ انہوں نے دس برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اس وقت قریش کے سوا کوئی اس کی عبادت نہیں کرتے تھا۔ انہیں یہ فضیلت عطا فرمائی کہ ہاتھیوں کے لشکر کے دن ان کی مدد فرمائی حالانکہ وہ مشرک تھے۔ اور انہیں یہ بھی فضیلت عطا فرمائی کہ ان کے بارے میں قرآن کریم میں ایک سورت نازل فرمائی جس میں عالمین میں سے ان کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا، اور وہ یہی سورت قریش ہے۔ اور انہیں یہ بھی فضیلت عطا فرمائی کہ ان میں نبوت، خلافت، دربانی اور سقایۃ کے اعزازت بھی ہیں۔ (2)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 753 (16446)، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 754 (16447)

نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے سات خصائل کے سبب قریش کو فضیلت عطا فرمائی۔ وہ یہ ہیں: میں ان میں سے ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کے بارے ایک مکمل سورت نازل فرمائی ہے جس میں ان کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں فرمایا، انہوں نے دس برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب کہ اس وقت اس کے سوا کسی نے عبادت نہیں کی اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کے لشکر کے خلاف ان کی مدد فرمائی اور خلافت، سقایہ اور دربانی بھی انہیں میں ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کے پاس لوگوں کو نماز پڑھائی اور سورۃ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھی اور راوی نے کہا جب انہوں نے فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ کی تلاوت کی۔ تو آپ حالت نماز میں ہی اپنی انگلی کے ساتھ کعبہ کی طرف اشارہ کرنے لگے۔

امام فریابی، ابن جریر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: (بطور اظہار تعجب فرمایا) تمہاری ماں ہلاک ہو، اے قریش! لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ۔(1)

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ اے قریش! حکم دیا جا رہا ہے کہ تم اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کرو جس نے انہیں رزق عطا فرما کر فاقہ سے نجات بخشی اور انہیں (فتنہ و) خوف سے امن عطا فرمایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرح پڑھتے تھے: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کو عیب قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قریش میں الفت پیدا کرنے کے لیے ہے۔ وہ موسم سرما اور موسم گرما میں روم اور شام کی طرف سفر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کی الفت و محبت پیدا کریں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ فرمایا قریش میرا انعام ہے۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ فرمایا: وہ سردیوں کے موسم میں مکہ مکرمہ میں رہا کرتے تھے اور گرمیوں کے موسم میں طائف میں سکونت اختیار کرتے تھے۔ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ فرمایا: انہیں چاہیے کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کیا کریں۔ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ فرمایا: خوف سے مراد جذام ہے۔ یعنی جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی اور انہیں جذام سے امن عطا فرمایا۔(3)

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 299 (11520)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 371، دار احیاء التراث العربی بیروت     2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 76-74-372

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ فرمایا: قریش پر میرا انعام (اور احسان) ہے۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ فرمایا: ان کی الفت (اور محبت) یہ ہے کہ ان پر موسم سرما کا تجارتی سفر اور نہ ہی موسم گرما کا سفر ان پر تکلیف دہ اور گراں ثابت نہیں ہوتا۔ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے حرم میں ہر دشمن سے امن عطا فرمایا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے دلوں میں الفت پیدا کر دی ہے اور وہ انہیں لازم ہے۔ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ یعنی وہ جس نے قریش مکہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے سبب رزق عطا فرما کر فاقہ سے نجات بخشی۔ کیونکہ آپ نے یہ دعا کی تھی: وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (ابراہیم: 37) اور انہیں ہر قسم کے فتنہ وخوف سے امن عطا فرمایا۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (ابراہیم: 35)(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ ان سے لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ آخر تک پڑھی اور فرمایا: یہی لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ہے کہ قریش کی محبت والفت کے سبب ہی اصحاب فیل کے ساتھ یہ سبب کیا گیا، تا کہ ان کی باہمی محبت والفت اور ان کی اجتماعیت منتشر اور مفترق نہ ہو جائے۔ ہاتھیوں کا لشکر لے کر آنے والا تو ان کے حرم میں ظلم وزیادتی کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا (جس کا ذکر سورۂ فیل میں ہے)(3)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش خدمت سرانجام دیتے تھے۔ اور ان کی یہ خدمت تھی کہ جب اس کے سبب ان کے گھر والے ہلاک ہو جاتے یعنی ان کے مال ہلاک ہو جاتے تو وہ کھلی زمین کی طرف نکل جاتے، اور وہاں خیمے لگا کر رہنے لگتے اور ان میں طرح طرح کی مصیبتیں اور تکالیف برداشت کرتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خلت اور دوستی کا علم ہونے سے پہلے ہی مر جاتے (یہ سلسلہ چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت ہاشم بن عبد مناف جوان ہوئے۔ اور جب انہوں نے اپنی قوم میں شرافت ونجابت اور قدر و عظمت کو پا لیا تو فرمایا: اے گروہ قریش! بے شک عزت اور غلبہ کثرت کے ساتھ ہے۔ تم سارے عرب میں سب سے بڑھ کر مال دار ہو، اور افراد کے اعتبار سے ان پر غالب ہو۔ اور یہ خدمت کا جذبہ تم میں سے بہت سے لوگوں کو حاصل ہے میری ایک رائے ہے۔ سب نے کہا۔ یقیناً آپ کی رائے صائب اور مفید ہوگی۔ سو آپ ہمیں حکم دیں، ہم اطاعت کریں گے۔ آپ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ میں تم میں سے فقراء اور مفلس لوگوں کو اغنیاء اور خوشحال لوگوں کے ساتھ ملا دوں۔ پس آپ نے ایک دولت مند اور غنی آدمی کا سہارا اپنایا اور اس کے ساتھ اس کے گھر والوں کی تعداد کے مطابق ایک فقیر اور مفلس آدمی کو عیال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 75-372، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 75-373

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 372

سمیت ملا دیا کہ وہ دونوں سفروں یعنی موسم گرما میں شام کی طرف اور موسم سرما میں یمن کی طرف اس کا معاون و مددگار ہوگا۔ اور غنی کے مال میں جو منافع اور بچت ہوگئی فقیر اور اس کے گھر والے اس کے سائے میں زندگی گزاریں گے۔ اور یہ چیز ان کی باہمی لڑائی جھگڑے کو ختم کر دے گی۔ تمام نے کہا: ہاں یہ رائے درست ہے۔ پس اس طرح آپ نے لوگوں کے درمیان الفت اور محبت پیدا کر دی۔ پھر جب اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو (عذاب) نازل فرمایا۔ سو فرمایا: یہی نبوت کی مفتاح تھی اور قریش کا پہلا غلبہ تھا یہاں تک کہ تمام کے تمام لوگ ان سے خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے: یہ اہل اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اسی سال حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا: تو اس کے بارے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اسے آپ کی قوم جانتی ہے۔ اور اصحاب فیل کا جو انجام ہوا اور جتنی ہاتھی والوں نے ہاتھیوں کے ساتھ ان کی مدد کی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے ساتھ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ذکر سورۂ فیل میں فرما دیا ہے۔ پھر فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کی قوم کے ساتھ ایسا کیوں کیا، حالانکہ ان دنوں وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ پھر خود ہی ان کے لیے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ آخر سورت تک فرما دیا (یعنی قریش کی یہ مدد اس لیے کی گئی) کیونکہ وہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا سلوک کرتے تھے اور آپس میں صلہ رحمی کرتے تھے حالانکہ وہ مشرک تھے۔ پس یہی وہ سبب ہے جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے انہیں ہاتھیوں اور ان کے لشکریوں پر پرامن کر دیا۔ اور ان میں جلد بازی اور خدمت کے سبب جو بھوک تھی اس سے انہیں کھانا عطا فرما کر نجات عطا فرما دی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ الآیہ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سفر کرنے سے منع فرمایا اور انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کریں۔ اور ان کے لیے مشقت کافی ہے۔ ان کا یہ سفر تجارت سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں ہوتا تھا۔ ان کے لیے نہ کوئی سردیوں میں راحت تھی اور نہ ہی گرمیوں میں کوئی سکون تھا۔ پس اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں فاقہ سے نجات عطا فرمائی۔ اور انہیں خوف سے امن عطا فرما دیا۔ نتیجۃً وہ سفر سے الفت کرنے لگے۔ یہ بھی ان پر اللہ تعالیٰ کا احسان اور انعام تھا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قریش سردیوں اور گرمیوں کے سفر تجارت سے الفت اور محبت کرنے لگے اور وہ ان پر شاق نہ گزرتا۔

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں (تجارت کے لیے) سفر کرنا قریش کی عادت تھی۔ اور ارشاد باری تعالیٰ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ کے ضمن میں فرمایا: کہ وہ کہا کرتے تھے: ہم اللہ تعالیٰ کے حرم کے باسی ہیں۔ پس زمانہ جاہلیت میں کوئی بھی ان سے تعرض نہیں کرتا تھا اور وہ اس سے پرامن رہتے تھے۔ جب کہ ان کے سوا دیگر قبائل عرب جب باہر سفر پر نکلتے تو ان پر لوٹ مار کی جاتی تھی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 373، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 462 (06-3704)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ موسم سرما اور موسم گرما میں باری باری تجارت کی غرض سے بیت اللہ شریف آتے تھے اور وہ بالکل پر امن ہوتے تھے، اپنے حرم کے سبب وہ کسی شے کا کوئی خوف نہیں رکھتے تھے۔ جب کہ دیگر عرب اس پر قادر نہیں تھے اور نہ ہی وہ کسی قسم کا خوف (برداشت کرنے) کی استطاعت رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی امن کا ذکر فرمایا جو انہیں حاصل تھا۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی آدمی کو قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی تھی، تو کہا جاتا تھا۔ یہ حرمی ہے (یعنی حرم کا رہنے والا ہے) راوی نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے قریش کو ذلیل ورسوا کیا، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا“ مزید فرمایا: ”تم میرا اور قریش کا انتظار کرو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف میری مدد فرمائی تو لوگ ان کے تابع ہوں گے“۔ پس جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو بڑی تیزی سے اسلام میں داخل ہوئے۔ تو ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ خیر اور شر میں قریش کے تابع ہیں، ان میں سے کفار ان کے کفار کے تابع ہیں اور ان کے مومنین ان کے مومنین کے تابع ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت سے اسی طرح الفت ومحبت کریں جیسا کہ سردیوں اور گرمیوں کے سفر تجارت سے لفت ومحبت کرتے ہیں۔ (1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شام سے قریش کی محبت کو جانتا ہے تو انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے رب کی عبادت سے اسی طرح الفت ومحبت کریں، جس طرح سردیوں اور گرمیوں کے سفر سے الفت ومحبت کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قریش موسم سرما اور موسم گرما میں تجارت کی غرض سے سفر کرتے تھے تو اس نے ان میں باہمی الفت ومحبت پیدا کر دی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قریش سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں تجارت کرتے تھے اور وہ سردیوں کے موسم میں سمندر اور ایلہ کے راستے فلسطین کی طرف جاتے تھے اور حرارت وگرمی تلاش کرتے تھے۔ اور گرمیوں کے موسم میں بصریٰ اور اذرعات کی طرف جاتے تھے اور ٹھنڈک حاصل کرتے تھے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: اٖلٰفِهِمْ الآیہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش کے تجارت کے غرض سے دو سفر ہوتے تھے۔ ایک گرمیوں کے موسم میں شام کی طرف اور ایک سردیوں کے موسم میں یمن کی طرف۔ (2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ کا مفہوم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 375، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 374

ہے: ان سے (مال) چھینا نہیں جاتا تھا (یعنی وہ لوٹ مار سے محفوظ تھے)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں حبشہ کے خوف سے امن عطا فرما دیا۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ نے انہیں جذام سے محفوظ رکھا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں ابوریحانہ العامری سے بیان کیا ہے کہ معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا قریش کا نام قریش کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک جانور کی وجہ سے جو سمندر میں ہوتا ہے اور سمندری جانوروں میں سب سے بڑا ہے۔ اسے قریش کہا جاتا ہے۔ اس کے پاس سے لاغر اور موٹی کوئی شے بھی گزرتی ہے وہ اسے کھا جاتا ہے۔ تو معاویہ نے عرض کی: اس کے بارے مجھے کوئی شے سنایئے۔ تو آپ نے اسے جمح کے شعر سنائے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

وَ قُرَيْشٌ هِيَ الَّتِيْ سَكَنَ الْبَحْرَ　　بِهَا سُمِّيَتْ قُرَيْشٌ قُرَيْشَا

"قریش وہ ہے جو سمندر میں رہتا ہے، اسی کے سبب قریش کا نام قریش رکھا گیا ہے"۔

تَاْكُلُ الْغَثَّ وَالسَّمِيْنَ وَلَا تَتْرُكُ　　مِنْهَا لِذِی الْجَنَاحَيْنِ رِيْشَا

"وہ کمزور اور موٹے (ہر جانور) کو کھا جاتا ہے۔ اور وہ ان میں سے پروں والے جانوروں کے پر کو بھی نہیں چھوڑتا"۔

هٰكَذَا فِي الْبِلَادِ حَتّٰى قُرَيْشٌ　　يَاْكُلُوْنَ الْبِلَادَ اَكْلًا كَمِيْشَا

"اسی طرح شہروں میں ہے کہ قریش شہروں کو انتہائی مضبوطی اور جرأت کے ساتھ نگل جاتے ہیں"۔

وَلَهُمْ آخِرَ الزَّمَانِ نَبِيٌّ　　يُكْثِرُ الْقَتْلَ فِيْهِمْ وَالْخُمُوْشَا

"اور انہیں میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان میں قتل وزخم کثرت سے ہوتا ہے"۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن محمد بن جیر بن معطم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت محمد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: قریش کا نام قریش کب رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جس وقت وہ اپنے افتراق وانتشار کے بعد حرم پاک میں جمع ہوئے۔ پس اسی اجتماع کے سبب وہ قریش بنے۔ تو عبدالملک نے کہا: میں نے اس طرح نہیں سنا۔ بلکہ میں نے تو یہ سنا ہے کہ قصی کو قرشی کہا جاتا تھا۔ اس سے قبل قریش نام نہیں رکھا گیا۔

ابن سعد نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قصی حرم میں اترے۔ اور اس پر غالب آئے اور بہت خوب صورت افعال کیے۔ تو اسی سبب سے قرشی کہلائے۔ پس سب سے اول ان ہی کا یہ نام رکھا گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ قریش کے پاس گئے اور ان سے بہت فیاضانہ سلوک کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے قتادہ! قریش کو گالی گلوچ نہ دینا۔ کیونکہ شاید تو ان میں سے بعض کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 376، دار احیاء التراث العربی بیروت

مقابلے میں حقیر جانتے ہوں۔ اور جب تو انہیں دیکھے تو ان پر رشک اور غبطہ کرنے لگے۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ قریش سرکش ہو جائیں گے تو میں انہیں اس رتبہ اور مقام سے آگاہ کرتا جو انہیں رب کریم کے پاس حاصل ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس امر میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں جوان کے اچھے لوگ تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی ان سے اچھے اور بہترین ہیں۔ بشرطیکہ وہ سمجھیں۔ قسم بخدا! اگر قریش کے مغرور ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انہیں اس مقام و مرتبہ سے آگاہ کرتا جو ان کے اچھے اور نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس حاصل ہے۔ راوی کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اچھی اور بہترین عورتیں وہ ہیں کہ وہ اونٹ پر سوار ہوئیں۔ قریش کی عورتیں کتنی اچھی اور صالح ہیں کہ خاوند کا خیال رکھتی ہیں اس اعتبار سے کہ وہ (گھر کا) مالک ہے اور بچوں کی عمر چھوٹی ہونے کی صورت میں ان سے اظہار محبت وشفقت کرتی ہیں۔(1)

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم انصار کے ایک آدمی کے گھر میں تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ یہاں تک کہ آپ ٹھہر گئے اور دروازے کی دونوں اطراف کو پکڑ لیا۔ پھر فرمایا: ائمہ قریش میں سے ہوں گے اور ان کا تم پر حق ہے۔ اور تمہارے لیے بھی اسی طرح (حق) ہے۔ اگر انہیں حکم بنایا جائے تو وہ عدل کریں، اگر ان سے رحم طلب کی جائے تو وہ رحم کریں۔ اور جب وہ کوئی معاہدہ کریں تو اسے پورا کریں۔ پس ان میں سے جو اس طرح نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک قرشی کے لیے غیر قریشی آدمی کی قوت کا دوگنا ہے۔ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: اس سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس سے مراد رائے کا عمدہ اور پختہ ہونا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سہل بن ابی حثمہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قریش سے کچھ سیکھو اور انہیں نہ سکھاؤ۔ قریش کو آگے کرو انہیں پیچھے نہ رکھو۔ کیونکہ قریش کے پاس غیر قریشی دو آدمیوں کے برابر قوت ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قریش سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور نہ ان سے پیچھے رہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ قریش کے نیک اور اچھے لوگ تمام لوگوں سے اچھے اور بہترین ہیں۔ اور قریش کے شریر اور برے لوگ تمام لوگوں سے زیادہ شریر اور برے ہیں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر قریش کے مغرور اور متکبر ہونے کا خدشہ نہ ہوا، تو میں انہیں اس رتبہ سے آگاہ کرتا جو انہیں رب کریم کے پاس حاصل ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 03-402 (32403-32387)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 402 (32385)
3۔ ایضاً (32386)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 401 (32381)

لوگ خیر اور شر میں قریش کے تابع ہوں گے۔(1)

ابن ابی شیبہ نے اسماعیل بن عبداللہ بن رفاعہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کو جمع کیا اور فرمایا: کیا تم میں کوئی تمہارے سوا بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں بجز ہمارے بھانجوں، غلاموں اور حلیفوں کے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بھانجے تم میں سے ہیں۔ اور تمہارے غلام بھی تم میں سے ہیں۔ بلاشبہ قریش اہل صدق و امانت ہیں۔ اور جس کسی نے گمراہی کے سبب ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کی، تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرائے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امارت میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ پس ان میں سے اچھے اور نیک ان کے اچھے اور نیک لوگوں کے تابع ہیں اور ان کے شریر لوگ ان کے شریر لوگوں کے تابع ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے۔ وہاں قریش کے لوگ بھی تھے۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ یہ امارت قریش میں رہے گی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کو فرمایا: بے شک یہ امارت تم میں رہے گی اور تم اس کے والی ہو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امارت قریش میں رہے گی جب تک دو آدمی بھی باقی رہے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کو حرکت دی (یعنی اشارہ کیا)(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بادشاہی قریش میں ہے، قضاء انصار میں ہے اور اذان حبشہ میں ہے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے لیے دعا فرمائی اے اللہ! جس طرح تو نے ان کے پہلوں کو عذاب چکھایا ہے اسی طرح ان کے آخر والوں کو بخشش و نوال کا مزا چکھا۔(8)

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی قتل ہوا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے دور فرمائے، وہ قریش سے بغض رکھتا تھا (یعنی اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے)(9)

ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح دعا کی: اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب دیا ہے۔ پس تو ان کے آخر والوں کو نوال اور بخشش عطا فرما۔ ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(10)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 402 (32382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (32383)
3۔ ایضاً (32384)
4۔ ایضاً (32389)
5۔ ایضاً (32390)
6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 497، قدیمی کتب خانہ کراچی
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 403 (32395)
8۔ ایضاً (32396)
9۔ ایضاً (32399)
10۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 230، وزارت تعلیم اسلام آباد

اٰیاتہا ۷ سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۷ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷

"کیا آپ نے دیکھا ہے اس کو جو جھٹلاتا ہے (روز) جزا کو۔ پس یہی وہ (بدبخت) ہے جو دھکے دے کر نکالتا ہے یتیم کو۔ اور نہ ہی برانگیختہ کرتا ہے (دوسروں کو) کہ غریب کو کھانا کھلائیں۔ پس خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لیے۔ جو اپنی نماز (کی ادائیگی) سے غافل ہیں۔ وہ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور (مانگے بھی) نہیں دیتے روز مرہ استعمال کی چیز"۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ میں جھٹلانے والے سے مراد کافر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آیت میں بِالدِّيْنِ سے مراد حساب ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کیا آپ نے دیکھا ہے اس کو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو جھٹلاتا ہے۔ اور فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا: پس یہی وہ (بدبخت) ہے جو یتیم کو اس کے حق سے دھکیل دیتا ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے وہ یتیم کو اس کے حق سے دور رکھتا ہے، پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت ابو طالب کو نہیں سنا، وہ کہتے ہیں:

يُقْسِمُ حَقًّا لِلْيَتِيْمِ وَلَمْ يَكُنْ ۔۔۔ يَدُعُّ لِذِيْ يَسَارِهِنَّ الْاَصَاغِرُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 377، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

امام سعید بن منصور نے حضرت محمد بن کعب سے بیان کیا ہے کہ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ کا معنی ہے: وہ اسے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔

عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ یتیم کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ منافقین ہیں جو لوگوں کے دکھاوے کے لیے اپنی نمازیں پڑھتے ہیں جب حاضر ہوں اور جب غائب ہوں تو انہیں ترک کر دیتے ہیں اور لوگوں سے بغض رکھتے ہوئے انہیں ادھار کوئی شے نہیں دیتے۔ اور یہی الماعون ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ منافقین ہیں جو سرے سے نماز چھوڑ دیتے ہیں اور علانیہ نمازیں پڑھتے ہیں (یعنی ریاکاری کرتے ہیں)(3)

فریابی، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مذکورہ آیت میں مراد منافقین ہیں۔(4)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مصعب بن سعد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا: کیا آپ نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ہم میں سے کون غافل نہیں ہوتا ہے اور ہم میں سے کون ہے جس کے دل میں طرح طرح خیال نہیں آتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: بے شک یہ وہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کرنا ہے۔(5)

امام ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ ارشاد باری تعالیٰ کے بارے پوچھا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔ حاکم اور بیہقی نے کہا ہے کہ موقوف روایت زیادہ صحیح ہے، یعنی اصح ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر یہ آیت تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم میں سے ہر آدمی کو ساری دنیا دے دی جائے۔ یہ وہ آدمی ہے کہ اگر وہ نماز پڑھے تو اسے اپنی نماز کی بہتری اور خیر کی فکر اور خواہش نہ ہو۔ اور اگر وہ نماز ترک کرے تو اسے اپنے رب کا خوف نہ ہو۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیتے ہیں۔(8)

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 463 (3707)، دارالکتب العلمیہ 2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 340 (6853)، بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 379، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 381 5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 378

6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 380 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 379

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو نمازوں کے اوقات ضائع کر دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوالعالیہ سے مذکورہ آیت کے بارے سوال کیا کہ وہ کیا ہے؟ تو حضرت ابوالعایہ نے فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جو یہ نہیں جانتا کہ کتنی رکعتیں گزر چکی ہیں دو یا تین (یعنی جفت یا طاق)۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رک جاؤ۔ مراد وہ آدمی ہے جو نماز کے اوقات سے غافل ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتی ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ سَاهُوْنَ بمعنی لاھون ہے۔ یعنی غافل ہونے والا۔(2)

امام ابن الانباری نے المصاحف میں بیہقی نے سنن میں اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرأت کی ہے: اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کہا ہے۔ اور "فِيْ صَلَاتِهِمْ" نہیں کہا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد وہ آدمی ہے جو نماز پڑھتا ہے اور اس طرح کرتا ہے یعنی اپنے دائیں بائیں متوجہ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ ریا کاری کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ نماز ان کا مقصود نہیں ہوتی۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ نماز کے بارے کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ کیا اس نے پڑھی ہے یا نہیں (یعنی وہ نماز کے بارے فکر مند نہیں رہتا)(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ کا مفہوم ہے: وہ اپنی نمازوں کے ساتھ ریا کاری کرتے ہیں۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ماعون ان چیزوں کو شمار کرتے تھے ڈول، ہنڈیا، کلہاڑی اور وہ چیزیں جن سے مستغنی نہیں ہوا جا سکتا۔(6)

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 464 (3713)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 380، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 463 (3708)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 381

6۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 234، نور اصح المطابع کراچی

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: ہم اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ بیان کیا کرتے تھے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد ڈول، ہنڈیا، کلہاڑا اور دیگر ضروریات کی اشیاء ہیں۔(1)

امام فریابی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد کلہاڑی، ہنڈیا، ڈول اور اس طرح کی دیگر اشیاء ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: مسلمان منافقین سے ڈول، ہنڈیا، کلہاڑی اور اس طرح کی اور چیزیں عاریۃً مانگتے تھے اور انہیں نہ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔(2)

امام ابونعیم، دیلمی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ساتھ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مثلاً کلہاڑی، ہنڈیا، ڈول اور ان کے مشابہ اور چیزیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قرۃ بن دعموص نمیری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ہمیں کوئی وصیت فرمائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم روزمرہ استعمال کی چیزیں نہ روکنا۔ وفد نے عرض کی: الْمَاعُوْنَ (روزمرہ استعمال کی چیزیں) کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پتھر، لوہا اور پانی۔ عرض کی: لوہے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری تانبے کی دیگیں اور لوگوں کے لوہے سے مراد وہ اوزار ہیں جن کے ساتھ وہ پیشے کا کام کاج کرتے ہیں۔ پھر وفد نے عرض کی: پتھر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد پتھر کی بنی ہوئی تمہاری ہانڈی ہیں۔

امام الماوردی رحمہ اللہ نے حضرت حدث بن شریح رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس سے روزہ مرہ استعمال کی چیزیں نہیں روکتا۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ماعون کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا اطلاق پتھر، پانی اور لوہے پر ہے۔ انہوں نے عرض کی کون سا لوہا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تانبے کی دیگیں اور کلہاڑی کا وہ لوہا جس کے ساتھ تم پیشے کا عمل کرتے ہو۔ لوگوں نے عرض کی: یہ پتھر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مراد وہ ہنڈی ہے جو پتھر کی بنی ہوئی ہے۔

امام ابن قانع رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جب وہ اس سے ملے تو وہ اسے السلام علیکم کہے اور وہ اسے اس سے بہتر الفاظ کے ساتھ جواب لوٹائے (یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) اور وہ اس سے روزمرہ استعمال کی چیزیں (الماعون) نہ روکے۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 299 (11521)، دار الفکر بیروت 2۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 2، صفحہ 310 (2117)، جامعہ دراسات اسلامیہ کراچی
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 407 (7182)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ماعون کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پتھر، لوہا، پانی اور ان کے مشابہ اشیاء۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حفصہ بنت سیرین سے روایت کیا ہے کہ ہمیں ام عطیہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا: کہ ہم روزمرہ استعمال کی چیزیں دینے سے انکار نہ کریں۔ میں نے عرض کی: ماعون کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا: اس سے مراد وہی چیزیں ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے کو دیتے رہتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن عیاض رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے یہ بیان کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد کلہاڑی، ہنڈیا اور ڈول ہیں۔(2)

امام آدم، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد گھر کا وہ سامان ہے جو عاریۃً دیا جا سکتا ہو۔(3)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی الْمَاعُوْنَ سے مراد عاریہ ہی ذکر کیا ہے۔

امام فریابی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے الْمَاعُوْنَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد عاریۃ ہے۔ تو کہا گیا: کیا جو اپنے گھر کا سامان نہیں دیتا اس کے لیے ہلاکت ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ جب کوئی تین چیزیں جمع کرلے، تو اس کے لیے ہلاکت ہے۔ جب وہ نماز سے غافل ہو، ریا کاری کرے اور روزمرہ استعمال کی چیز (مانگنے پر بھی) نہ دے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے یعنی وہ اپنی نماز کے ساتھ ریا کاری کرتے ہیں اور اپنی زکوٰۃ نہیں دیتے۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ منافقین ہیں، نماز ظاہر عمل ہے پس وہ اسے پڑھ لیتے۔ اور زکوٰۃ خفیہ عمل ہے پس وہ اسے روک لیتے تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد زکوٰۃ ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو المغیرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس (الْمَاعُوْنَ) سے مراد وہ مال ہے جس کا حق ادا نہ کیا جائے۔ میں نے ان

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 300 (11522)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 387، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 585 (3977)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 184، دار الفکر بیروت

سے کہا: بے شک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا ہے: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو لوگ بطور نیکی آپس میں ایک دوسرے کو دیتے رہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: جو میں تجھے کہہ رہا ہوں اس سے مراد وہی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ راس الماعون مال کی زکوۃ ہے اور اس کے ادنی درجے میں چھلنی، ڈول اور سوئی وغیرہ ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لغت قریش کے مطابق اَلۡمَاعُوۡنَ سے مراد مال ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: اَلۡمَاعُوۡنَ سے مراد زکوۃ ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلۡمَاعُوۡنَ سے مراد المعروف (نیکی) ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے العوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلۡمَاعُوۡنَ کے مفہوم کے بارے لوگوں کے مابین اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے: وہ زکوۃ نہیں دیتے۔ بعض نے یہ قول کیا ہے کہ وہ طاعت سے انکار کرتے ہیں۔ اور بعض نے یہ خیال کیا ہے کہ وہ عاریۃً کوئی شے نہیں دیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ کے تحت یہ قول فرمایا ہے کہ انہوں نے اس کے بعد اس طرح نہیں کیا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 383، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 389
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 421 (10634)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 389
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 388

ایاتھا ۳ سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۸ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠۝۳

”بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد وحساب عطا کیا۔ پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیں (اسی کی خاطر)۔ یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام (ونشان) ہوگا“۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا۔ اور لوگ مضطرب اور غیر مرتب ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (نماز پڑھانے کے لیے) آگے بڑھے اور قرآن کریم میں سے دو انتہائی چھوٹی سورتوں کی قرأت کے ساتھ نماز مکمل کی۔ یعنی اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شبرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں تین آیات سے کم کوئی سورت نہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: یہ جنت کے اندر ایک نہر ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر موتیوں اور یاقوت کے گنبد ہیں۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور خدام ہیں۔ حضرت نافع نے کہا: کون سی شے ہے جس کے سبب اس کا ذکر کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب صفا میں داخل ہوئے اور باب مروہ سے باہر نکلے۔ تو عاص بن وائل سہمی آپ کے سامنے آ گیا۔ پھر عاص قریش کی طرف لوٹ کر گیا۔ تو قریش نے اسے کہا: اے ابوعمرو! ابھی تیرا واسطہ کس سے پڑا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ ابتر تھا۔ اور اس سے اس کی مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت (الکوثر) نازل فرمائی۔ یعنی آپ کا دشمن عاص بن وائل ہی خیر سے خالی (اور بے نام و نشان) ہے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم جہاں میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ اور جس نے میرا ذکر کیا اور آپ کا ذکر نہ کیا تو اس کے لیے جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا۔؟ وہ کہتے ہیں:

وَحَبَاهُ الْاِلٰهُ بِالْكَوْثَرِ الْاَكْبَرِ فِيْهِ النَّعِيْمُ وَالْخَيْرَاتُ

"اللہ تعالیٰ (جو عظمت و کبریائی میں سب سے بڑا ہے) نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ اس میں (بے شمار) نعمتیں اور خیرات و برکات ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہلکی سی نیند کی۔ اور پھر تبسم فرماتے ہوئے اپنا سر اٹھایا اور ارشاد فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مکمل سورۃ الکوثر پڑھی۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو میرے رب نے جنت میں مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس میں خیر کثیر ہے، قیامت کے دن میری امت اس پر آئے گی (اور اس سے سیراب ہوگی) اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ ان میں سے ایک بندے کو کھینچ کر نکال لیا جائے گا۔ تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار! یہ بھی میری امت میں سے ہے۔ تو کہا جائے گا بلاشبہ آپ وہ نہیں جانتے ہیں جو کچھ اس نے آپ کے بعد کیا ہے۔(1)

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے اس طرح بیان کیا ہے کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور آخر سورت تک یہ سورۃ الکوثر پڑھی۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے کہ اہل التفاسیر والمغازی کے درمیان یہ مشہور ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور یہ الفاظ اس کے مخالف نہیں ہیں۔ پس مشابہ ہونا اولیٰ ہے۔

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ پڑھی۔(2)

امام احمد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی۔ پس یہ جنت میں ایک نہر ہے جو جاری ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اس کے دونوں کناروں پر موتوں کے گنبد ہیں۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی تک مارا۔ تو وہ انتہائی خوشبودار کستوری تھی اور اس کے سنگریزے موتی ہیں۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا۔ تو اچانک میں ایک ایسی نہر پر پہنچا۔ جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ وہاں تک مارا جہاں پانی چل رہا تھا۔ تو وہ انتہائی خوشبودار کستوری تھی۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! علیہ السلام یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔(3)

امام احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کوثر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے جو میرے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 172، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 281 (3015)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 103، دار صادر بیروت

رب نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ یقیناً وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس میں پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی طرح ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک وہ بڑے آسودہ حال اور موٹے ہوں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اس کے پھل اس سے بھی بڑھ کر ملائم، لذیذ اور راحت بخش ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی ہے۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوثر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے اس کا طول و عرض اتنا ہے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔ جو کوئی اس سے پیے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی وضو کرے گا وہ کبھی پراگندہ اور غبار آلود نہیں ہوگا۔ اس سے وہ نہیں پیئے گا جس نے میرے عہد کو توڑ دیا اور نہ ہی وہ جس نے میرے اہل بیت کو قتل کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن السائب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محارب بن دثار نے مجھے کہا: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کوثر کے بارے کیا فرمایا؟ تو میں نے کہا انہوں نے ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خیر کثیر ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ تو نے سچ کہا ہے قسم بخدا! بلاشبہ یہ خیر کثیر کے لیے ہے۔ لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر ہے اس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، وہ موتیوں اور یاقوت پر جاری ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کوثر کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ نہر ہے جو تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کے اندر عطا کی گئی ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر موتی ہیں جو اندر سے خالی ہیں اور اس پر ستاروں کی تعداد کے برابر برتن اور لوٹے پڑے ہوئے ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابن ابی نجیح کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الکوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ جنت میں ایک نہر ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے جو کوئی اپنے کانوں میں انگلیاں داخل کرے گا وہ اس نہر کے چلنے کی آواز سنے گا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کی طرح ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور آپ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 394، دار احیاء التراث العربی بیروت  2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 172، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742، قدیمی کتب خانہ کراچی  4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 93-91-390

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کوثر ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنت میں عطا فرمائی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے اور چاندی کے ہیں۔ وہ یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس کے دونوں کنارے موتیوں، یاقوت اور زبرجد کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام انبیاء علیہم السلام میں سے صرف اور صرف حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے خاص کیا ہے۔

امام بخاری، ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو بشر کی سند سے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کہ کوثر سے مراد وہ خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔ ابو البشر نے کہا: میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ نہر جو جنت میں ہے وہ بھی اسی خیر میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک وسیع نہر ہے۔ اس پر سونے اور چاندی کے برتن ہیں جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور آپ کو گھر پر نہ پایا۔ تو آپ ﷺ نے ان کی زوجہ محترمہ سے ان کے بارے پوچھا؟ تو اس نے عرض کی: ابھی باہر گئے ہیں۔ کیا آپ اندر تشریف نہیں لائے گے، یا رسول اللہ! ﷺ چنانچہ آپ اندر داخل ہوئے۔ تو اس نے آپ کو حلوہ پیش کیا تو آپ نے وہ تناول فرمایا۔ پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک باد! آپ تشریف لاتے میں آپ کے پاس حاضر ہونے کا ارادہ رکھتی تھی تا کہ آپ کو مبارک باد پیش کروں، کیونکہ ابو عمارہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کو جنت میں ایک نہر عطا کی گئی ہے جسے کوثر کہا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس کی زمین یاقوت، مرجان، زبرجد اور موتیوں کی ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کوثر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کا عرض اتنا ہے جتنا ایلہ اور عدن کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس نے عرض کی:

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 390، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 301 (11526)، دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 395

یارسول اللہ! ﷺ کیا اس کی مٹی یا کیچڑ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں وہ سفید کستوری ہے۔ پھر اس نے عرض کی: کیا اس کے سنگریزے اور کنکریاں بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس کی کنکریاں ہیرے، جواہر ہیں اور اس کے سنگریزے موتی ہیں۔ اس نے پھر عرض کی: کیا اس کے درخت بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس کے دونوں کناروں پر سونے کے تازہ درخت ہیں جن کی شاخیں لمبی اس پر جھکی ہوئی ہیں۔ اس نے عرض کی: کیا ان شاخوں کے ساتھ پھل بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ وہاں سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کی کئی اقسام اگتی ہیں۔ اس میں کپ، برتن اور پیالے بھی ہیں۔ جو کوئی ان سے پینے کا ارادہ کرے گا وہ اس کی طرف دوڑ کر آئیں گے۔ وہ اس کے وسط میں بکھرے ہوئے ہیں گویا کہ وہ چمکتے دمکتے ستارے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے گنبد ہیں جن میں حضور نبی رحمت ﷺ کی ازواج مطہرات ہوں گی۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے: جو یہ پسند کرے کہ وہ کوثر کے چلنے کی آواز سنے، تو اسے چاہیے وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھے۔ (1)

ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کوثر سے مراد دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ (2)

امام ہناد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوثر سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو نبوت، خیر اور قرآن عطا فرمایا ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوثر سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ پر یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے کہا: یہ قربانی کیا ہے جس کا حکم میرے رب نے مجھے دیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: وانحر سے مراد ذبح کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم ارشاد فرما رہا ہے کہ جب آپ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہیں تو آپ اپنے ہاتھوں کو اٹھائیں (یعنی رفع یدین کریں) جب آپ تکبیر کہیں، جب رکوع کریں اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھائیں۔ کیونکہ یہ ہماری نماز ہے اور ان ملائکہ کی نماز ہے جو سات آسمانوں میں مقیم ہیں۔ بے شک ہر شے کے لیے کوئی زینت اور خوبصورتی ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رفع یدین اسی اطاعت و عاجزی میں سے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا: فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (المومنون) (4) (مسئلہ: 5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 391، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 393 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 586 (3981)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مسئلہ زیر غور: نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا کیا حکم ہے؟ مختصر وضاحت فرمادیں۔

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ، حضرت فاروق اعظم، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ کا معنی ہے اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے وَانْحَرْ فرمایا: آپ تکبیر افتتاح کہتے وقت رفع یدین کریں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ جب آپ نماز کے لیے تکبیر کہیں تو اپنے ہاتھ اپنے سینے تک بلند کریں۔ پس یہی نحر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دار قطنی نے الافراد میں، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کے تحت فرمایا: کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی کے درمیان رکھا اور پھر دونوں کو اپنے سینے پر رکھا۔(2)

امام ابو الشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن شاہین نے السنۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے نماز میں تکبیر تحریمہ کہہ کر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آپ نماز پڑھیں اور اپنا سر رکوع سے اٹھائیں تو سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آپ اپنے سینہ

---

(بقیہ پچھلا صفحہ) صرف تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الافی اول مرۃ" قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن و بہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم التابعین" کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں رفع یدین کیا۔ ابو عیسیٰ ترمذی نے فرمایا حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علماء صحابہ کرام اور تابعین بھی یہی فرماتے ہیں۔ (ترمذی، جلد 1، صفحہ 30)

اور بعض روایات میں جو رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنا ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ جیسا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ "ہذا انہ رای رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لہ لا تفعل فانہ شی فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ترکہ" یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو رکوع کرتے اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا تو آپ نے اسے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ کیونکہ یہ ایسا عمل ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا اور پھر چھوڑ دیا۔ مختصراً معلوم یہ ہوا کہ رفع یدین فقط تکبیر تحریمہ کے وقت کرنا چاہیے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 397، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 396
3۔ معرفۃ السنن والآثار، جلد 14، صفحہ 19 (2979)، دار قتیبہ دمشق
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 19 (18909)

کے ساتھ قبلہ شریف کی طرف متوجہ ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ آپ اپنے رب کے لیے فرض نماز پڑھیے اور (اسی کے بارگاہ میں) سوال کیجئے۔(1)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ کا معنی ہے: اپنے رب کا شکر ادا کیجئے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کے دن نازل ہوئی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ قربانی کے جانور ذبح کر دیجئے اور واپس تشریف لے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور قربانی کے متعلق خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر قربانی کے اونٹوں کی جانب متوجہ ہوئے اور انہیں نحر کیا۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد، حضرت عطاء اور حضرت عکرمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صبح کی نماز مزدلفہ میں ادا کیجئے اور قربانی کا جانور منیٰ میں ذبح کیجئے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ سے مراد فرض نماز ہے اور وَانْحَرْ سے مراد عید الاضحیٰ کے دن جانور ذبح کرنا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَانْحَرْ سے مراد ہے: آپ اضحیٰ کے دن قربانی دیجئے اور النحر کا معنی اونٹ کو نحر کرنا (اور جانور کو ذبح کرنا) ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں نماز سے مراد عید کی نماز ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: وَانْحَرْ کا معنی ہے آپ جانور ذبح کیجئے۔

ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عید کی) نماز سے پہلے قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ پہلے نماز پڑھیں اور پھر قربانی کریں۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: پس آپ قربانی کے دن دعا کیجئے۔(7)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی تو قریش نے کہا: ہم میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے نام ونشان ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔(8)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 399، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 397 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 398 6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 397
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 259، دارالفکر بیروت 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 401

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کعب بن اشرف مکہ مکرمہ میں آیا۔ تو قریش نے اسے کہا: تو اہل مدینہ میں سے بہتر و افضل ہے اور اس کا سردار ہے۔ کیا تو اس صابی کی طرف دیکھتا نہیں جو اپنی قوم میں ابتر ہے اور گمان یہ کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے۔ اور ہم حاجیوں کے میزبان ہیں، پانی پلانے کا انتظام کرنے والے ہیں اور کعبہ معظمہ کے خدمت گار ہیں؟ تو کعب نے کہا: تم اس سے بہتر اور افضل ہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اور یہ آیت بھی نازل ہوئی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ (النساء)(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے پاس چل کر گئے اور کہنے لگے: بے شک یہ صابی آج کی رات بے نام ونشان ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مکمل سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔(2)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم تھے، پھر حضرت زینب، پھر حضرت عبداللہ، پھر حضرت ام کلثوم، پھر حضرت فاطمہ اور پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ پس حضرت قاسم فوت ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے مکہ مکرمہ میں سب سے اول فوت ہونے والے یہی تھے۔ پھر حضرت عبداللہ کا وصال ہوا۔ تو عاص بن وائل سہمی نے کہا: تحقیق ان کی تو نسل کٹ گئی اور یہ ابتر ہوگیا۔ تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ نازل فرمائی۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حضرت عبداللہ کو جنم دیا۔ پھر ان کے بعد بچے کی ولادت میں تاخیر ہوگئی (یعنی وقفہ زیادہ ہوگیا)۔ پس اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی سے گفتگو فرما رہے تھے۔ اور عاص بن وائل آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ جب اس آدمی نے اس سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: یہ ابتر ہے یعنی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ قریش میں جس آدمی کے گھر بچہ پیدا ہوتا۔ پھر اس کے بعد دوسرے بچے کی ولادت میں تاخیر ہو جاتی تو وہ کہتے: یہ ابتر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی آپ کے ساتھ بغض وعداوت رکھنے والا یہی وہ ابتر ہے جو ہر خیر سے خالی ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم اس عمر کو پہنچے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوسکیں اور سرعت رفتاری کے ساتھ چلیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 401، (مفہوم) داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 300 (11525)، دارالفکر بیروت 3۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 3، صفحہ 126، دارالفکر بیروت 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 128

جان قبض کر لی۔ تو اس وقت عمرو بن عاص نے کہا: محمد (ﷺ) اپنے بیٹے کے وصال کے سبب ابتر ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی اور فرمایا: اے محمد! ﷺ ہم نے آپ کو آپ کے صاحبزادے حضرت قاسم کے وصال کی مصیبت اور سلخی کے عوض بے حد و حساب عطا فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ راوی نے کہا: بیہقی نے اسی طرح اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے۔ اور مشہور ہے کہ یہ عاص بن وائل کے متعلق نازل ہوئی۔

امام زبیر بن بکار اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے جنازے سے آرہے تھے کہ آپ ﷺ کا گزر عاص بن عائل اور اس کے بیٹے عمرو کے پاس سے ہوا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ تو اس نے کہا بلا شبہ میں اس سے عداوت و بغض رکھتا ہوں۔ تو عاص بن وائل نے کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ابتر ہو گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ نازل فرمائی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ عاص بن وائل کے بارے نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ جب کسی آدمی کا بیٹا فوت ہو جاتا، تو قریش کہا کرتے تھے "بُتِرَ فُلَانٌ" کہ فلاں بے نام و نشان ہو گیا۔ پس جب حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے وصال فرما گئے تو عاص بن وائل نے کہا: آپ تو ابتر ہو گئے۔ اور الْاَبْتَرُ سے مراد منفرد ہونا اور اکیلا و تنہا رہ جانا ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر، عبد الرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ کا معنی ہے: بے شک آپ کے دشمن۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ میں ابوجہل مراد ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن عطیہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے عقبہ بن ابی معیط کہتا تھا: کہ اس نبی (ﷺ) کے لیے کوئی بیٹا باقی نہیں رہے گا اور یہ ابتر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ نازل فرمائی۔ (4)

---

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 3، صفحہ 125، دار الفکر بیروت
تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 400، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 401

آیاتھا ۶ سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۱۰۹ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَۙ۝۲ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُۚ۝۳ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْۙ۝۴ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُؕ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۠۝۶

"آپ فرما دیجئے اے کافرو!۔ میں پرستش نہیں کیا کرتا (ان بتوں کی) جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو اس (خدا) کی جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں۔ اور نہ ہی میں کبھی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین"۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ مدینہ منورہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول بیان کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرف دعوت دی کہ وہ آپ کو اتنا مال دیں گے کہ آپ مکہ مکرمہ میں انتہائی دولت مند اور خوشحال آدمی بن جائیں گے۔ اور عورتوں میں سے جس کے ساتھ آپ پسند کریں گے وہ آپ کی شادی کر دیں گے۔ اور انہوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) یہ سب آپ کے لیے ہے۔ آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائیں اور آپ ہمارے معبودوں کا برائی کے ساتھ ذکر نہ کریں۔ اور اگر آپ اس طرح نہ کریں تو پھر ہم آپ پر ایک مشورہ پیش کرتے ہیں۔ یقیناً اس میں آپ کا فائدہ اور نفع ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ ایک برس تک ہمارے معبودوں کی پرستش کریں اور پھر ایک برس آپ ہم کے معبود کی پرستش کریں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف سے آنے والے حکم کا انتظار کروں گا۔ چنانچہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوئی: قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الآیہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی: قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْۤ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۝۶۴ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝۶۵ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۝۶۶۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 403، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے کہا: اگر آپ خوش ہوں کہ ہم ایک برس آپ کی اتباع کریں تو پھر آپ ایک برس کے لیے ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ سورۂ الکافرون مکمل نازل فرمائی۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت سعید بن میناء مولی ابی البختری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب اور امیہ بن خلف حضور نبی رحمت ﷺ سے ملے اور کہا: اے محمد! (ﷺ) آؤ آپ اس کی عبادت کریں جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور ہم اس کی پرستش کریں گے جس کی پرستش آپ کرتے ہیں۔ تاکہ ہم اور آپ تمام امور میں باہم شریک ہو جائیں۔ پس اگر وہ دین زیادہ صحیح ہے جس پر ہم ہیں اس دین سے جس پر آپ ہیں تو آپ اس سے حصہ لے لیں گے۔ اور اگر وہ دین جس پر آپ ہیں وہ اس سے زیادہ صحیح ہے جس پر ہم ہیں تو ہم اس سے حصہ لے لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں مکمل سورۃ الکافرون نازل فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا اگر آپ ہمارے معبودوں (بتوں) کو چوم لیں تو ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ مکمل سورت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زرارہ بن اوفی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سورت کو مقشقشہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس آئے اور یہ آیت پڑھی: وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ: 125) پھر آپ نے نماز پڑھی اور فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) پڑھی۔ اور ساتھ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُۚ پڑھی۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی طرح ہے۔ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْۙ فرمایا: وہ اللہ ہے۔ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی طرح ہے۔ پھر آپ نے رکوع اور سجدہ کیا۔ پھر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اس کے ساتھ سورۂ کافرون پڑھی: قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَۙ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْۙ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ اور فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ پھر آپ نے رکوع اور سجدہ کیا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔(3)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔(4)

---

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 469 (3722)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 404
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 451 (833)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 58 (1166)

بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت فرمائی۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کی تلاوت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔ یعنی "سبح، قل للذین کفروا اور اللہ الواحد الصمد" حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت فرمائی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو پچیس مرتبہ دیکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ تک دیکھا کہ آپ ﷺ دو رکعتیں فجر سے پہلے اور دو رکعتیں مغرب کے بعد پڑھتے تھے اور ان میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت فرمائی۔(4)

امام ابن ضریس، حاکم نے الکنی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو غزوۂ تبوک کے دوران چالیس صبحوں کو دیکھا۔ اور میں نے آپ کو فجر کی دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا۔ اور آپ فرماتے: دونوں سورتیں کتنی اچھی ہیں کہ ایک قرآن کریم کے چوتھائی اور دوسری قرآن کریم کے تہائی کے برابر ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ مغرب کے بعد دو رکعتوں میں اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو یہ اس کے لیے چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے۔

امام طبرانی نے صغیر میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو گویا اس نے چوتھائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے قرآن کریم کا تیسرا حصہ پڑھا۔(6)

حضرت مسدد رحمہ اللہ نے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے بیس سے زائد مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: یہ دونوں سورتیں کتنی اچھی ہیں جنہیں دو رکعتوں میں پڑھا جاتا ہے یعنی "الاحد الصمد" اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔

1۔ معرفۃ السنن والآثار، جلد 7، صفحہ 243 (35-9934)، دار قتیبہ دمشق 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 282 (3016)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 251، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 49 (1149)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 499 (2523)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 500 (2527)

امام احمد، ابن الضریس، بغوی اور حمید بن زنجویہ رحمہم اللہ نے ترغیب میں ایک شیخ (بوڑھا آدمی) سے جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو پایا سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ تو آپ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی شرک سے بری ہو چکا ہے۔ اور ایک دوسرا آدمی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ رہا تھا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے سبب اس آدمی کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اس آدمی کی مغفرت فرما دی گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن الانباری نے المصاحف میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت فروہ بن نوفل بن معاویہ اشجعی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے وہ بتائیے جو میں اپنے بستر پر سوتے وقت پڑھا کروں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ راوی کا بیان ہے۔ پھر میرے باپ نے دنیا سے جدا ہوتے وقت تک (مرنے کے وقت تک) کسی دن اور رات اسے پڑھنے میں خطا نہیں کی۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نوفل اشجعی سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میں شرک کے ساتھ قریب زمانے والا آدمی ہوں۔ مجھے ایسی آیت کا حکم فرمایئے جو مجھے شرک سے بری کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کرو۔ راوی نے فرمایا: اس کے بعد میرے باپ نے دنیا سے رخصت ہونے تک کسی دن اور رات میں اس سورت کو ناغہ نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت نوفل بن معاویہ اشجعی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جب تو سونے کے لیے اپنے بستر پر آئے تو قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ کیونکہ جب تو یہ پڑھے گا تو تو شرک سے بری اور محفوظ رہے گا۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت حارث بن جبلہ رحمہ اللہ سے اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے کہا حضرت جبلہ بن حارثہ رحمہ اللہ سے جو کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں سے یہ مروی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے کوئی ایسی شے بتایئے جو میں سوتے وقت پڑھا کروں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: رات کے وقت جب تو اپنے بستر پر جائے تو قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ آخر تک پڑھا کر۔ کیونکہ یہ شرک سے براءت کا اظہار ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: سونے کے وقت قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ کیونکہ یہ شرک سے براءت کا اظہار ہے۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن جراد سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ منافق نہ صلوٰۃ

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 176، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 166 (17033)، دارالفکر بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 499 (2522)، دارالکتب العلمیہ بیروت

الضحیٰ (چاشت کی نماز) پڑھتا ہے اور نہ ہی قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتا ہے۔(1)

امام ابو یعلی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہاری ایک ایسے کلمہ پر راہنمائی کروں جو تمہیں اشراک باللہ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا) سے نجات دلا دے۔ تم سونے کے وقت قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کرو۔(2)

امام بزاری، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر جائے تو قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کبھی بھی بستر پر تشریف نہیں لے گئے مگر آپ نے قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔(3)

ابن مردویہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو سورتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اس کا حساب نہیں ہوگا۔ اور وہ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہیں۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور ابن ضریس نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جس نے رات کے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھیں اس کے (مال میں) اضافہ اور وہ خوشحال ہوگا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الصغیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے بچھو نے ڈس لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے! یہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ دوسرے کو۔ پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگایا اور اس پر ملنے لگے۔ اور ساتھ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے رہے۔(4)

امام ابو یعلی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے جبیر! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ جب تو سفر پر نکلے تو تو ہیئت میں اپنے ساتھیوں کی مثل ہو اور زادراہ کے اعتبار سے تو ان سے زیادہ ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ پانچ سورتیں پڑھا کر قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور ہر سورت کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کر۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے بتایا: پس میں غنی اور انتہائی دولت مند بن گیا۔ میں پہلے سفر پر نکلتا تھا میری ہیئت کمزور اور زاد کم ہوتا تھا۔ اور جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورتیں بتائیں اور میں نے یہ پڑھیں میری ہیئت سب سے اچھی ہوگئی اور زادراہ ساتھیوں سے بڑھ گیا یہاں تک کہ میں اپنے سفر سے واپس لوٹ آتا۔(5)

ابن ضریس نے عمرو بن مالک سے بیان کیا ہے کہ ابو الجوزاء کہتے ہیں سورۃ الکافرون کثرت سے پڑھو اور ان سے اظہار برأت کرو۔

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 203 (6621)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 166 (17035)، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً، (34-17031)

4۔ ایضاً، جلد 5 صفحہ 191 (4845) 5۔ مسند ابو یعلی، جلد 6، صفحہ 265 (7382)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۳ ﴿ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ ﴾ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

''جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے)۔ اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج درفوج۔ تو (اس وقت) اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لیے) اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ساری کی ساری فتح مکہ اور لوگوں کے دین میں داخل ہونے کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے وصال کی خبر دی جا رہی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بزار، ابو یعلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ سورت ایام تشریق کے دوران منیٰ کے مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع فرما رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پہچان لیا کہ یہ حجۃ الوداع ہے۔(2)

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح قرأت کی ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آیت میں الْفَتْحُ سے مراد فتح مکہ ہے اور وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا کے تحت کہا: کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: میں جانتا ہوں کہ عنقریب اس وقت آپ کا وصال ہو جائے گا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اَفْوَاجًا سے مراد لوگوں کے گروہ ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 408، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 447، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 09-405

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے: اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ یہ سورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی علامت ونشانی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ سورت علم اور حد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حد مقرر فرمائی ہے اور آپ کے وصال کی خبر دی ہے۔ یعنی اس کے بعد آپ تھوڑا ہی زندہ رہیں گے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل عرصہ یعنی صرف دو سال تک زندہ رہیں پھر آپ وصال فرما گئے۔(2)

امام احمد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۂ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے بارے میں وصال کی خبر دی گئی ہے کہ اس سال میری جان قبض کر لی جائے گی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۂ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے وصال کی خبر دی گی ہے اور میری موت قریب ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ نصر نازل ہوئی تو آپ نے یہ جان لیا کہ یہ آپ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ سورۂ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ نازل ہوئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک یہ پڑھی۔ پھر ارشاد فرمایا: میں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہتر ہیں اور لوگ بہتر ہیں۔ فتح (مکہ) کے بعد کوئی ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت (باقی) ہے۔(4)

امام نسائی، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ نازل ہوئی تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال کی خبر دی گئی۔ جس وقت یہ نازل کی گئی تو آخرت کی تیاری کے لیے تمام تر صلاحیتیں صرف کرنے کے امر نے مجھے آلیا۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا امت میں اس کی عمر کو اس سے پہلے گزرنے والے نبی کی امت کا نصف بنا دیا۔ بے شک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں چالیس برس تک رہے اور میرے لیے یہ عمر بیس برس ہے اور میرا اس سال میں وصال ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر حضور نبی کریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 408، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 407
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 282 (3017)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 591 (13241)، دار الفکر بیروت

ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھ سے ملنے والی ہے۔ تو یہ سن کر وہ تبسم کرنے لگیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے واپس تشریف لائے تو آپ پر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل کی گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور فتح آ گئی اور میں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے دیکھ لیا۔ سبحان ربی و بحمدہ۔ اور میں اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو اپنے وصال کی خبر دی جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت فرما ہونے کے بعد آٹھویں سال (مکہ مکرمہ) فتح ہوا۔ جب آپ ﷺ نے اپنی ہجرت کے بعد ناویں سال میں قدم رکھا تو لگا تار آپ کے پاس قبائل اور وفود آنے لگے۔ اور آپ نہیں جانتے تھے کہ کب پیغام اجل آ جائے گا رات کو یا دن کو۔ پس آپ اسی مقدار عمل کرتے رہے اور آپ نے سالوں کو وسیع کر دیا اور فرائض کی پابندی کی اور رخصتوں کو ظاہر فرما دیا۔ بہت سی احادیث کو منسوخ کیا، غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے اور الوداع کہنے والے کے افعال کی طرح افعال کیے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے آئے تو آپ پر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ آخر تک نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اے فاطمہ بنت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور فتح آخر قصہ تک آ گئی۔ سبحان ربی وبحمدہ۔ اور میں اس سے (امت کے لیے) مغفرت طلب کرتا ہوں بے شک وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ اے علی! بے شک میرے بعد مومنین میں جہاد ہوگا۔ آپ نے عرض کی: ہم ان مومنین سے کس بنا پر جہاد کریں گے جو کہیں گے ہم ایمان لے آئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دین میں بدعات داخل کرنے پر، جب کہ وہ رائے کے مطابق عمل کریں گے اور دین میں کوئی رائے نہیں ہے۔ بلاشبہ دین میں امر و نہی رب کریم کی جانب سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آ جائے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بارے میں آپ ﷺ کی کوئی سنت قائم ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے مومنین میں سے عبادت گزاروں کی شوریٰ میں رکھو۔ اور صرف رائے سے اس کا فیصلہ نہ کرو۔ اگر میں کسی کو خلیفہ بناتا تو تم سے زیادہ کوئی حقدار نہ ہوتا۔ اس لیے کہ تمہیں اسلام میں قرب حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرابت داری کا تعلق ہے، تم داماد رسول ہو اور سیدۃ نساء المومنین تمہارے پاس ہیں۔ اور اس سے قبل حضرت ابو طالب کی آزمائشیں اور مشقتیں بھی میرے سبب ہیں۔ اور قرآن نازل ہوا اور میں اس پر حریص ہوں کہ میں اس کے لیے ان کی اولاد میں نظر رکھوں۔ (1)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 431 (844)، دار الفکر بیروت

امام احمد، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: بلاشبہ مجھے اپنے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اکابر بدری کو ہمارے ساتھ شامل کرتے اور بٹھاتے تھے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ شامل کرتے ہیں، حالانکہ اسی کی مثل ہمارے بیٹے بھی ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک یہ ان میں سے ہے کہ تم بھی جانتے ہو۔ چنانچہ آپ نے ایک دن انہیں بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلایا اور میں یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ نے اس دن مجھے اس لیے بلایا تا کہ میرے بارے میں آپ انہیں آگاہ کریں اور کچھ دکھائیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: تو اس ارشاد ربانی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ آخر سورت تک کے بارے کیا کہتے ہو؟ اور اس سے مغفرت طلب کریں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور فتح ہم پر آ جائے اور بعض نے کہا: ہم نہیں جانتے اور بعض نے کچھ بھی نہ کہا۔ تو پھر آپ نے مجھے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو پھر پوچھا: پھر تو کیا کہتا ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے پیغام اجل ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ کیا ہے۔ اور آیت میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ اور وہی آپ کے وصال کی علامت ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بارے میں بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا جو تو جانتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے قول باری تعالیٰ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد مدائن وقصور کی فتح ہے (یعنی شہروں اور محلات کی فتح) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تو اس کے بارے کیا کہتا ہے؟ تو میں نے کہا: یہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے اور آپ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے۔

امام ابن مردویہ، ابو نعیم نے فضائل الصحابہ میں اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلو تا کہ اگر آپ کے بعد یہ امارت ہمارے لیے ہے تو قریش اس بارے میں ہم سے کوئی عداوت و دشمنی نہ رکھیں۔ اور اگر ہمارے سوا کسی اور کے لیے ہے۔ تو ہم اپنے لیے آپ سے کچھ وصایا کی التجا کریں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آیا اور اس کا تذکرہ آپ ﷺ کے سامنے کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دین پر اور اپنی وحی پر حضرت ابو بکر صدیق رضی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 301 (11528)، دارالفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 743، قدیمی کتب خانہ کراچی

اللہ عنہ کو میرا خلیفہ بنایا ہے اور انہی سے وصیت طلب کی جاسکتی ہے۔ پس تم ان کی نصیحت کو سنو اور اطاعت و پیروی کرو۔ تو ہدایت پا جاؤ گے اور کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور ان کی اقتداء کرو، راہنمائی حاصل کرلو گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فتنہ ارتداد عرب میں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے آپ کی مخالفت کی تو سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کسی نے آپ کی رائے کے ساتھ اتفاق نہیں کیا، آپ کے معاملہ پر آپ کو مضبوط نہیں کیا اور آپ کے معاملہ پر آپ کی مدد نہیں کی۔ آپ نے کہا: قسم بخدا! ان دونوں کی رائے نہیں بدلی اور ان دونوں کی مستقبل مزاجی کو تمام اہل زمین نے دیکھا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے بارے کہا: اس وقت ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ گروہ در گروہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ یعنی جب آپ لوگوں کو اسلام قبول کرتے ہوئے دیکھیں۔ وہ فرماتا ہے کہ جس وقت آپ کی موت حاضر ہو تو اس وقت اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لیے) (اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے تحت یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یہ علم اور حد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کی حد بیان کی ہے اور آپ کو اپنے وصال کی خبر دی ہے کہ بے شک آپ فتح مکہ کے بعد باقی نہیں رہیں گے مگر تھوڑا سا وقت۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سارے قرآن کریم میں جو سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابوبکر سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ النصر نازل کی گئی۔ تو آپ نے جان لیا کہ یہ آپ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ فتح مکہ کا ارادہ فرمایا: تو آپ مدینہ طیبہ سے رمضان المبارک میں روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ آئے ہوئے آٹھواں سال نصف گزر چکا تھا اور ابھی رمضان المبارک کے تیرہ دن باقی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کرلیا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ پڑھتے تھے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ'' تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کثرت سے یہ پڑھتے ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 323، دارالکتب العلمیہ بیروت

وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ‘‘تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ عنقریب میں اپنی امت سے ایک علامت دیکھوں گا۔ اور جب میں اسے دیکھوں تو کثرت سے یہ کلمات پڑھوں ’’سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ‘‘اور تحقیق میں نے وہ دیکھ لی ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ سے مراد فتح مکہ ہے۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔(1)

امام عبد الرزاق، احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع و سجود میں کثرت سے یہ کہا کرتے تھے: ’’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ‘‘اور آپ قرآن کریم کی یہ تفسیر کرتے تھے: یعنی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب سے رسول اللہ ﷺ پر یہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل کی گئی میں نے آپ ﷺ کو اکثر انہی دو کی مثل کلمات کہتے سنا: ’’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ‘‘(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ اپنی آخری عمر میں اٹھتے بیٹھتے اور آتے جاتے یہی کلمات کہتے تھے: ’’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ‘‘تو میں نے (ان کے بارے) آپ سے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر آپ نے سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ آخر تک پڑھی۔(4)

امام عبد الرزاق، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جب سورہ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی مکرم ﷺ کثرت سے یہ پڑھا کرتے تھے: ’’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ‘‘(5)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ پڑھا کرتے تھے: ’’سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ‘‘اور جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو پھر اس طرح کہتے: ’’سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ‘‘(6)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل یمن آئے ہیں ان کے دل انتہائی نرم ہیں ایمان یمانی ہے، فقہ یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے۔

---

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 192، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 407، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 408
5۔ ایضاً
6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 587 (3983)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا اور فرمایا یقیناً لوگ گروہ درگروہ دین سے نکلیں گے جیسا کہ وہ گروہ درگروہ اس میں داخل ہوئے۔(1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۃ النصر نازل ہوئی تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! علیہ السلام مجھے میرے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ کے لیے ہر آنے والی ساعت پہلی سے بہتر ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک لوگ گروہ درگروہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوئے ہیں۔ اور عنقریب وہ گروہ درگروہ اس سے نکلیں گے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اور اہل یمن آئے، ان کے دل انتہائی نرم ہیں، ان کی طبعی خصائل اور دلوں کی عظمت نے انہیں انتہائی حسین بنادیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں گروہ درگروہ داخل ہوئے ہیں۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 541 (8518)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۵ سورۃ اللھب مکیۃ ۱۱۱ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚ﴿ۖ۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

”ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ کوئی فائدہ نہ پہنچایا اسے اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا۔ عنقریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں۔ اور اس کی جورو بھی، بدبخت ایندھن اٹھانے والی۔ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہوگی“۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ابولہب کفار قریش میں سے تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس وقت شعب (ابی طالب) سے نکل آیا۔ جب قریش نے آپس میں ایک دوسرے کی معاونت کی، یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں شعب میں محصور کر دیا اور اس نے ان کی مدد کی۔ جب ابولہب شعب سے باہر آیا اور ان کی مدد کی۔ تو جب وہ اپنی قوم سے علیحدہ ہوا تو وہ ہند ابنت عتبہ بن ربیعہ سے ملا اور کہا: اے عتبہ کی بیٹی! کیا لات اور عزیٰ نے تیری مدد کی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے اے ابوعتبہ! اس نے کہا: بے شک محمد (ﷺ) ہمیں ایسی چیزوں کے بارے ڈراتے ہیں جنہیں ہوتا دیکھتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ موت کے بعد ہوں گی۔ وہ کیا ہے۔ اس کے باوجود کہ کام میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر اس نے اپنے ہاتھوں میں پھونکا۔ پھر اس نے کہا: تم دونوں کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے۔ میں تم دونوں میں وہ شے دیکھ رہا ہوں جو محمد (ﷺ) کہتے ہیں۔ پس تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم تین سال تک گھاٹی میں محصور رہے اور ہم سے خوراک کا ساز و سامان روک لیا گیا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی آدمی خرچہ لے کر نکلتا تھا، تو کوئی اس سے چیز بیچتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آتا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے کئی ہلاک ہوں گئے۔ (1)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 95، عالم الکتب بیروت

وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ تو حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور صفا پہاڑی پر چڑھے اور ندا دی: یا صباحاہ۔ پس سارے لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے گھڑ سواروں کا ایک دستہ آ رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمیں آپ کے بارے جھوٹ کا تجربہ نہیں ہے۔ تو پھر آپ نے فرمایا: بے شک میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ میرے سامنے شدید عذاب ہے۔ تو ابو لہب نے کہا: تیرے لیے بربادی ہو کیا تو نے اس لیے ہمیں جمع کیا ہے؟ پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تو یہ سورت نازل ہوئی۔ تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تَبَّتْ کا معنی ہے خسرت یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک اور برباد ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہو جائیں۔ وَّتَبَّ اور وہ ہلاک ہو گیا۔ (2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیے ہیں کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ابولہب کو اس کے حسن کے سبب ابولہب کہا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بلاشبہ اچھی اور پاکیزہ ترین وہ خوراک ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھائے اور بلاشبہ اس کا بیٹا بھی اس کمائی میں سے ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ اور فرمایا: وَمَا كَسَبَ سے مراد اس کی اولاد ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اس کے مال نے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور جو اس نے کمایا اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں نے اسی طرح کہا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ نازل فرمائی۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی طلاق کے بارے اسے کہا۔ تو اس نے طلاق دے دی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔ (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی

---

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 743، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 473 (3731)، بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 342 (5238)، دارالفکر بیروت

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عتیبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوئی تھی اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی اس کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوئی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ لہب نازل فرمائی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتیبہ اور عتبہ کو کہا: تم دونوں کے سر کے لیے میرا سر حرام ہے اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔ اوران دونوں کی ماں بنت حرب بن امیہ نے کہا: اور یہی ایندھن اٹھانے والی تھی کہ تم دونوں انہیں طلاق دے دو۔ کیونکہ وہ دونوں صابی ہیں (یعنی انہوں نے دین بدلا ہوا ہے) چنانچہ ان دونوں نے انہیں طلاق دے دی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ابولہب کی بیوی حضور نبی کریم ﷺ کے راستہ میں کانٹے پھینکتی تھی۔ پس یہ سورت نازل ہوئی۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّ امْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اور ابولہب کی بیوی کو یہ خبر پہنچی کہ حضور نبی مکرم ﷺ تیری ہجو کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا: وہ کیونکہ میری ہجو کرتے ہیں؟ کیا تم نے مجھے اس حال میں دیکھا ہے جس طرح محمد (ﷺ) نے کہا ہے کہ میں ایندھن اٹھاؤں گا اور میری گردن میں مونج کی رسی ہوگی پھر وہ کچھ وقت ٹھہر گئی۔ اور پھر آپ کے پاس آئی اور کہا: بے شک آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے اور اس نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ۝ (الضحیٰ) تک نازل فرمائی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے وَّ امْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ کانٹے دار ٹہنیاں لاتی تھی اور رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے راستے میں پھینک دیتی تھی۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ابولہب کی بیوی چغل خوری کرتی تھی۔ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ اس کی گردن میں آگ کی رسی ہوگی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَّ امْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ بعض لوگوں کی باتیں دوسرے بعض کی طرف منتقل کرتی تھی۔ اور فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ کے بارے فرمایا: کہ اس کی گردن میں رسی ہوگی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ چغلی اٹھاتی ہے اور قریش کے خاندانوں میں اسے لائی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ کے تحت کہا ہے کہ اس حَبْلٌ سے مراد جہنم میں لوہے کی زنجیر ہے جو ستر گز لمبی ہے۔(5)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ اس کی

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 14-413، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 414 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 15-413

گردن میں کوڑی کی رسی ہوگی۔

امام ابن جریر، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ کانٹے دار لکڑیاں اٹھاتی تھی۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں پھینک دیتی تھی تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو زخمی کر دے۔ کہا جاتا ہے کہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا معنی ہے بات ادھر ادھر منتقل کرنے والی حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ فرمایا: یہ رسیاں مکہ مکرمہ میں ہوتی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مَّسَدٍ سے مراد وہ ڈنڈا ہے جو چرخی میں ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مَّسَدٍ سے مراد کوڑی کی وہ رسی ہے جو گلے میں ڈالی جائے۔(1)

امام ابن عساکر نے ایک سند کے ساتھ جس میں کدیمی ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مبعوث کیا گیا اور میرے چار چچے ہیں۔ پس ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو الفضل ہے اور ان کی اولاد کے لیے یوم قیامت تک فضل رہے گا۔ اور ایک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو یعلی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان کی قدر و منزلت کو بلند فرما دیا ہے۔ اور ایک عبد العزیٰ ہے۔ اس کی کنیت ابولہب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم میں داخل کر دیا ہے اور اس پر اسے خوب بھڑکایا ہے۔ اور ایک عبد مناف ہیں اور ان کی کنیت ابو طالب ہے۔ پس ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے قیامت کے دن تک فضل و احسان اور رفعت و بلندی ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابولہب کی بیٹی درہ ایک آدمی کے پاس سے گزری۔ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا ذکر اس کے نسب اور شرف کی وجہ سے کیا ہے اور تیرے باپ کو اس کی جہالت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ پھر اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: کہ کوئی مسلمان کسی کافر کو اذیت نہ پہنچائے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ درہ بنت ابی لہب ہجرت کر کے آئی۔ تو عورتوں نے اسے کہا: تو اس ابولہب کی بیٹی درہ ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ تو اس نے اس کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! مجھے میرے اہل کے بارے میں اذیت نہ دی جائے قسم بخدا! میری شفاعت میری قرابت کے سبب پائی جائے گی یہاں تک کہ حکم، حاء، صدا اور سلہب (قبائل بھی) قیامت کے دن میری قرابت کے سبب اسے پائیں گے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 15-413، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 66، صفحہ 312، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 67، صفحہ 172

اٰیاتھا ۴ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۱۱۲ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

"(اے حبیب!) فرما دیجئے وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ صمد ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے"۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ترمذی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم نے السنہ میں، بغوی نے معجم میں، ابن منذر نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: اے محمد! (ﷺ) ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ کیونکہ کوئی شے پیدا نہیں کی جائے گی مگر وہ عنقریب مرجائے گی اور کوئی شے نہیں مرے گی مگر اس کا وارث بنایا جائے گا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو نہ موت آئے گی اور نہ اس کا وارث بنایا جائے گا۔ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس کا کوئی شبیہ نہیں اور نہ کوئی ہمسر ہے۔ اور اس کی طرح کوئی شے نہیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکین نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ ہمیں اپنے رب کے بارے بتائیے۔ اپنے رب کے اوصاف بیان کیجئے۔ وہ کیا ہے؟ اور وہ کون سی شے سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (2)

امام ابن ضریس اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے رب کا سب بیان کیجئے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام مذکورہ سورت لے کر حاضر ہوئے۔ (3)

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی نے الاوسط میں، ابو نعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی: اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (4)

امام طبرانی اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش نے کہا

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 172، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 418، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 287 (2040)، دارالکتب العلمیہ بیروت

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اپنے رب کا سب بیان کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں ابوبکر سمرقندی نے فضائل میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ خیبر کے یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور حجاب سے آدم علیہ السلام کو گوندھی ہوئی مٹی سے۔ ابلیس کو آگ کے شعلے سے، آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو پانی کی جھاگ سے تخلیق فرمایا ہے۔ تو آپ ہمیں اپنے رب کے بارے بتایئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لے کر حاضر ہوئے۔ فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس کی رگیں نہیں ہیں جو متفرق اور بکھری ہوئی ہوں۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ وہ پیٹ والی نہیں۔ نہ وہ کھاتا ہے اور نہ ہی وہ پیتا ہے۔ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ نہ اس کا باپ ہے اور نہ ہی بیٹا جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہو۔ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس کی مخلوق میں سے کوئی شے نہیں جو اس کے مکاں کی برابری کر سکے اور وہ آسمانوں کو روک سکے اگر وہ زائل ہونے لگیں۔ اس سورت میں جنت اور دوزخ کا ذکر نہیں ہے۔ نہ اس میں دنیا اور آخرت کا اور نہ ہی حلال وحرام کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف منسوب ہے اور یہ خالص اسی کے لیے ہے۔ جس نے اسے تین بار پڑھا تو یہ مکمل وحی (قرآن) کی قرأت کے برابر ہے، اور جس نے اسے تیس مرتبہ پڑھا تو اہل دنیا میں سے کوئی اس دن اس سے افضل نہیں بجز اس کے جس ن اس سے زائد مرتبہ اس کی قرأت کی۔ اور جس نے دوسو مرتبہ اسے پڑھا تو اس نے جنت الفردوس میں ایسا عالیشان مسکن بنالیا کہ وہ اس سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ اور جس نے اسے اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت تین بار پڑھا تو یہ اس سے فقر وافلاس کو دور کر دے گی اور اس کے پڑوسی کے لیے بھی نفع بخش ہوگی۔ ایک آدمی اسے ہر نماز میں پڑھتا تھا۔ لو لوگوں نے اس کے سبب اس سے تمسخر کیا اور اس پر عیب لگانے لگے۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کی شکایت کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تجھے کس شے نے اس پر برانگیختہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پڑھتے ہوئے رات بسر کی اور آپ اسے بار بار دہراتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابونعیم نے حلیہ میں محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے احبار یہود سے کہا: کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد کے بارے تجدید عہد کروں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے۔ آپ مکہ میں تھے۔ پس انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں پایا اور لوگ آپ کے ارد گرد تھے۔ وہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا کیا تو عبداللہ بن سلام ہے۔ عرض کی: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہو۔ وہ آپ کے قریب ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تو تورات میں میرے رسول اللہ ہونے کا ذکر نہیں پاتا ہے؟ تو آپ سے عرض کی: آپ ہمارے لیے اپنے رب کی صفات بیان کیجئے۔ تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَدٌ آخر تک یہ سورت آپ تک پہنچادی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھا۔ تو اس وقت عبداللہ بن سلام نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" پھر وہ مدینہ طیبہ کی طرف واپس لوٹ گئے اور اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ یہودی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں کعب بن اشرف اور حی بن اخطب بھی تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) ہمارے لیے اپنے اس رب کے اوصاف بیان کیجئے جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ اس نے کسی کو نہیں جنا کہ اس سے کوئی بچہ نکلے۔ وَلَمْ یُوْلَدْ اور نہ وہ جنا گیا کہ وہ کسی شے سے نکلے۔

طبرانی نے السنہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) اپنے رب کی صفات بیان کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ تو انہوں نے کہا اللہ احد (یکتا) ہے۔ تحقیق ہم نے اسے تو پہچان لیا ہے لیکن صمد کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ ہے جس کا پیٹ نہ ہو۔(2)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے آپ سے کہا: یا محمد! (ﷺ) یہ اللہ ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ لیکن اسے کس نے پیدا کیا ہے؟ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ غضب ناک ہو گئے، یہاں تک کہ آپ کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے حالت غضب میں اپنے رب کے لیے ان پر حملہ کر دیا۔ تو اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کو سکون دلایا اور کہا اپنے پر بچھا دیجئے (یعنی نرم ہو جائیے) اور وہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا جواب لائے جس کے بارے انہوں نے سوال کیا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ جب آپ نے ان پر یہ سورت تلاوت کی۔ تو انہوں نے کہا: ہمارے لیے اپنے رب کا وصف بیان کیجئے۔ اس کی خلقت اور شکل وصورت کیسی ہے، اس کے بازو کیسے ہیں، اس کے ہاتھ کیسے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ پہلے سے زیادہ انتہائی شدید غصے ہو گئے اور آپ ان پر حالت غضب میں حملہ آور ہو گئے۔ تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور آپ سے پہلے کی طرح گفتگو کی۔ اور جس کے بارے انہوں نے آپ سے سوال کیا وہ اس کا جواب لے کر آئے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (الزمر)(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں کے کچھ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا: ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں، آپ ہمارے لیے اپنے رب کا وصف بیان کیجئے۔ اور آپ نہیں جانتے تھے کہ آپ ان پر کیا جواب لوٹائیں۔ تو

---

1۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 438 (13905)، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 303 (11530)، مفہوم

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 418، داراحیاء التراث العربی بیروت

اس وقت قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ مکمل سورت نازل ہوئی۔(1)

امام ابوعبید، احمد نے فضائل میں، نسائی نے الیوم واللیلہ میں، ابن منیع، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت کی۔

ابن ضریس، بزار، سمویہ نے فوائد میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ دوسو مرتبہ پڑھی۔ اس کے دوسو سال کے گناہ بخش دیئے گئے۔(2)

امام احمد، ترمذی، ابن الضریس اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں اس سورۃ (اخلاص) سے محبت کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے ساتھ تیری محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔(3)

امام ابن ضریس، ابویعلی اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رات کے وقت تین مرتبہ قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔ بے شک یہ سورت ثلث قرآن کے برابر ہے۔(4)

امام ابویعلی اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پچاس مرتبہ پڑھی۔ اس کے پاس سال کے گناہ بخش دیئے گئے۔

امام ترمذی، ابویعلی، محمد بن نصر، ابن عدی اور بیہقی نے الشعب رحمہم اللہ میں اور یہ الفاظ انہی کے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہر روز دو مرتبہ قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے پچاس سال کے گناہ مٹا دیتا ہے بجز اس کے اس پر کوئی دین اور قرض ہو۔(5)

ترمذی، ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی رات کے وقت اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے، تو وہ اپنے دائیں پہلو پر سوئے اور سو مرتبہ قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا تو رب کریم اسے فرمائے گا: اے میرے بندے! تو اپنے دائیں (پہلو) پر جنت میں داخل ہو جا۔(6)

امام ابن سعد، ابن ضریس، ابویعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام میں تھے کہ آپ پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی فوت ہو گئے ہیں۔ کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ ان پر نماز جنازہ پڑھ لیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 419، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 507 (2546)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 114، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 401 (4104)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 113
6۔ ایضاً

ہاں۔ چنانچہ انہوں نے زمین پر اپنا پر مارا تو آپ کے نیلیے ہر شے گرگئی اور زمین کے ساتھ چپک گئی (یعنی تمام زمین ہموار ہو گئی) اور پھر ان کی چارپائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اٹھائی گئی اور آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کون سی شے کے سبب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت عطا ہوئی ہے؟ ان پر ملائکہ کی دو صفوں نے نماز جنازہ پڑھی ہے اور ہر صف میں چھ لاکھ فرشتے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کے سبب (انہیں یہ فضیلت اور اعزاز حاصل ہوا) وہ اٹھتے، بیٹھتے، آتے، جاتے اور سوتے وقت یہ پڑھتے رہتے تھے۔ (1)

امام ابن سعد، ابن ضریس، بیہقی نے دلائل میں اور الشعب میں ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تبوک کے مقام پر تھے کہ ایک دن ایسی روشنی، شعاؤں اور نور کے ساتھ سورج طلوع ہوا کہ اس سے قبل گزشتہ دنوں میں ہم اس طرح نہیں دیکھا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی روشنی اور نور پر تعجب فرمانے لگے کہ اچانک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس آ گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا سورج کو کیا ہے کہ یہ ایسے نور، روشنی اور شعاؤں کے ساتھ طلوع ہوا ہے کہ میں نے گزشتہ دنوں میں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس کا سبب یہ ہے کہ آج مدینہ طیبہ میں حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بھیجے ہیں۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا: اے جبرائیل! ایسا کس سبب ہوا؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: وہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کھڑے، بیٹھتے، چلتے ہوئے اور رات اور دن کے وقت کثرت سے پڑھتے تھے۔ آپ بھی اسے کثرت سے پڑھیے کیونکہ اس میں تمہارے رب کا سب ہے۔ اور جس نے اسے پچاس مرتبہ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے پچاس ہزار درجات بلند فرما دیتا ہے اس سے پچاس ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لیے پچاس ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور جس نے اس مقدار میں اضافہ کیا، اللہ تعالیٰ بھی اس کے لیے اضافہ فرما دے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں زمین کو سمیٹ لوں اور آپ ان پر نماز جنازہ پڑھ لیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ (2)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دوسو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ بشرطیکہ وہ چار کاموں سے اجتناب کرے خون (قتل) اموال (چوری) زنا اور شراب نوشی۔ (3)

ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس نے نماز کی طہارت کی طرح باوضو ہو کر سو بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی وہ فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) سے ابتدا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں سو محل بنا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 296، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 245

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 508 (2551)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دیتا ہے (اور یہ ایسا ہے) گویا کہ اس نے تینتیس مرتبہ قرآن کریم پڑھا ہے۔ یہ سورت شرک سے اظہار برأت ہے ملائکہ کو حاضر کرنے والی اور شیطان کو دور بھگانے والی ہے۔ اس کی گونج عرش کے اردگرد ہوتی ہے۔ یہ اپنے قاری کا ذکر کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب وہ اس کی طرف نظر فرماتا ہے تو پھر وہ کبھی بھی اس عذاب نہیں دیتا۔(1)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اعمال ہیں جس نے بھی انہیں حالت ایمان میں کیا وہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے اور بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے جس سے چاہے شادی کر لے۔ وہ آدمی جس نے قاتل کو معاف کیا۔ جس نے مخفی دین (قرض) ادا کیا اور جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ان میں سے ایک عمل بھی جس نے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان میں سے ایک عمل کا اجر بھی یہی ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر روز پچاس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی قیامت کے دن اسے قبر سے اس طرح بلائے جائے گا: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے اٹھ اور جنت میں داخل ہو جا۔(3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کھانا کھاتے وقت بسم اللہ شریف بھول جائے تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لینی چاہیے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے گھر داخل ہوتے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو یہ اس گھر والوں اور پڑوسیوں سے فقر وافلاس کو دور کر دے گی۔(4)

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے الصغیر میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو گویا اس نے چوتھائی قرآن کریم پڑھا۔(5)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنی اس بیماری کے دوران نماز پڑھی جس میں وہ فوت ہو جاتا ہے تو اسے اپنی قبر میں فتنے میں مبتلا نہیں کیا جاتا اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن ملائکہ اسے اپنی ہتھیلیوں پر اٹھائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسے پل صراط سے گزار کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔(6)

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 508 (2550)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 196 (1788)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 305 (11541)، دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 179 (17075)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 305 (11540)
6۔ ایضاً (11538)

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن ہے۔

ابن ضریس، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن دوران سفر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ تو آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور دوسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی۔ اور جب سلام پھیرا تو فرمایا میں نے تمہارے ساتھ ثلث قرآن اور ربع قرآن کی قرأت کی ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد! ﷺ حضرت معاویہ بن معاویہ کے جنازہ میں حاضر ہو جائیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نکلے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ اترے۔ تو انہوں نے اپنا دایاں پر پہاڑوں پر رکھا تو وہ ہموار ہو گئے جھک گئے اور اپنا بایاں پر زمین پر رکھا یہاں تک کہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کو دیکھنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ، حضرت جبرائیل امین اور دیگر ملائکہ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ اس مقام تک کیسے پہنچے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ اس لیے کہ وہ اٹھتے، بیٹھتے اور سواری اور پیدل چلتے ہوئے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی تھے جنہیں معاویہ بن معاویہ کہا جاتا تھا۔ جب حضور نبی مکرم ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو اس وہ شدید بیمار تھے۔ رسول اللہ ﷺ دس دن تک سفر کر چکے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور بتایا کہ حضرت معاویہ بن معاویہ کا وصال ہو چکا ہے۔ یہ خبر سن کر آپ ﷺ غمزدہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے عرض کی کیا آپ کو اس سے خوشی ہوگی کہ میں آپ کو ان کی قبر دکھا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا پر زمین پر مارا۔ تو کوئی پہاڑ باقی نہ رہا مگر وہ پست ہو گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر ظاہر فرما دی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے دائیں جانب تھے اور ملائکہ کی صفیں ستر ہزار پر مشتمل تھیں۔ یہاں تک کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے جبرائیل! حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس مرتبہ پر کس ذریعہ سے پہنچے؟ تو انہون نے جواب دیا: وہ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے اور سوتے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور میں آپ کی امت کے بارے ڈرتا تھا یہاں تک کہ اس میں یہ سورت نازل ہوگئی۔

طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں تو اسے موت کے سوا کوئی شے جنت میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔(2)

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں مجاشع بن عمرو جو کہ کذاب راویوں میں سے ایک ہے کی سند سے یزید الرقاشی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 300 (2718)، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 128 (16922-23)

سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام انتہائی حسین صورت میں مسکراتے اور اظہار مسرت کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! ﷺ العلی الاعلیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرما رہا ہے کہ ہر شے کا نسب نامہ ہے اور میرا نسب نامہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہے۔ آپ کی امت میں سے جو بھی اپنی زندگی میں ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے میرے پاس آیا، میرا دار اور میرے عرش کی اقامت اسے لازم رہے گی اور میں ان ستر میں سے اس کی شفاعت کروں گا جن پر سزا واجب ہو چکی ہو گی۔ اگر میں نے بذات خود یہ قسم نہ کھائی ہوئی کہ ہر نفس کے لیے موت کا ذائقہ ہے تو میں اس کی روح قبض نہ کرتا۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے گھر کی چوکھٹ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے واپس لوٹنے تک اس کا محافظ و نگہبان ہو گا۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مغرب کی نماز کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے قبل دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سے پہلی رکعت میں الحمد للہ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتا ہے۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتا ہے۔ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن السنی رحمہ اللہ نے عمل الیوم واللیلہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے جمعہ کی نماز کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سات مرتبہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک ہر برائی اور مصیبت سے پناہ عطا فرمائے گا۔

امام حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ نے فضائل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں اسحاق بن عبد اللہ بن فروہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا کہ اس نے ایک تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے دس مرتبہ اسے پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تب ہم اس کی کثرت کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ اکبر و اطیب، آپ نے یہی الفاظ دوبارہ دہرائے۔

آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے دو بار پڑھی تو گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھا۔ اور جس نے تین بار پڑھی تو گویا اس نے وہ سب پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

امام سمرقندی نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی اس پر برکتیں نازل کی گئیں۔ اور جس نے دو بار پڑھی اس پر بھی برکتیں نازل کی گئیں اور اس کے گھر

والوں پر بھی۔ اور جس نے تین مرتبہ پڑھی اس پر، اس کے گھر والوں پر اور اس کے پڑوسیوں پر بھی برکتیں نازل کی گئیں۔ جس نے بارہ مرتبہ اسے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت میں بارہ محل بنا دیئے۔ اور جس نے بیس مرتبہ پڑھی وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اس طرح ہو گیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد کے وقت اپنی درمیان اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو آپس میں ملا دیا۔ اور جس نے سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ نیا س کے لیے قرض اور قتل کے سوا پچیس برس کے گناہ بخش دیئے۔ اور جس نے دو سو مرتبہ پڑھا اس کے پاس برس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ اور جس نے چار سو مرتبہ یہ سورت پڑھی۔ تو اس کے لیے چار سو ایسے شہیدوں کا اجر ہے جن میں سے ہر ایک کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئیں اور اسے شہید کر دیا گیا۔ اور جس نے ہزار مرتبہ یہ سورۂ پڑھی تو وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا یا اسے دکھا دیا جائے گا۔

انہوں نے ہی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے ایک تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے دو بار پڑھی گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھا۔ اور جس نے تین بار یہ سورت پڑھی۔ تو گویا اس نے ٹھہر ٹھہر کر پورا قرآن کریم پڑھا۔

امام سمرقندی رحمہ اللہ نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے ہزار (جانوروں) سے زیادہ پسندیدہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگام دی گئی ہو اور زین پہنائی گئی ہو۔

آپ ہی نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین (قسم کے لوگ) جنت میں جہاں چاہیں گے اتریں گے۔ شہید اور وہ آدمی جس نے ہر روز دو سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ ہی سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جس نے دن یا رات میں دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور آیت الکرسی پڑھنے پر مواظبت اختیار کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی واجب کر لی۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو گیا اور شیطان سے محفوظ ہو گیا۔

آپ ہی نے حضرت نعیم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس نے سورہ اخلاص تیس مرتبہ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے برأت، عذاب سے امان اور فزع اکبر کے دن (مراد یوم قیامت) کی امان لکھ دے گا۔

اور سمرقندی رحمہ اللہ نے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اپنے گھر داخل ہوا۔ اور اس نے سورۂ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر و افلاس کو دور فرما دے گا۔ اور اس کے گھر کی خیر و برکت میں اضافہ فرما دے گا یہاں تک کہ اس کا فیضان اس کے پڑوسیوں کو بھی پہنچے گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے بھی حضرت ابوبکر بردعی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ ہمیں ابو زرعہ اور ابو حاتم دونوں نے بتایا کہ ہمیں ثقہ راوی عیسیٰ بن ابی فاطمہ نے بتایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب

صور میں پھونکا جائے گا، تو رحمٰن کا غصہ شدید ہو جائے گا اور ملائکہ اتر کر زمین کے اطراف کو پکڑ لیں گے اور وہ مسلسل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا غضب پرسکون ہو جائے گا۔

امام ابراہیم بن محمد الخیارجی رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہزار مرتبہ پڑھی۔ تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو خرید لیا۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے رات یا دن کے وقت تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ تو یہ قرآن کریم کی مقدار ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنا دے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: قسم بخدا! یا رسول اللہ! ﷺ تب ہم کثیر محل بنا لیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ ہی امن دینے والا اور فضیلت عطا فرمانے والا ہے۔ یا فرمایا: وہی امن دینے والا اور بہت زیادہ وسیع ہے۔

امام بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ایک آدمی کو سریہ پر بھیجا۔ تو وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتا تھا اور ختم کرتا تھا۔ پس جب وہ لوگ واپس لوٹ کر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو۔ کسی شے کے سبب وہ اس طرح کرتا رہا ہے؟ چنانچہ انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ وہ لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اطلاع کر دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ ''اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُحِبُّهٗ'' (1)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کتاب اللہ میں ایک سورت ہے۔ لوگ اسے چھوٹا گمان کرتے ہیں اور میں اسے انتہائی عظیم وطویل دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔ اس میں (توحید کے ساتھ) اور کسی شے کی آمیزش نہیں۔ میں تم میں سے جو بھی اس کی قرأت کرے۔ تو وہ اسے قلیل سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ کسی اور شے کو جمع نہ کرے۔ کیونکہ یہ (سورت) اسے جزا اور بدلہ دے گی۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: میرا ایک بھائی ہے۔ اس کے نزدیک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت انتہائی پسندیدہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کو جنت کی بشارت دے دو۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 271، قدیمی کتب خانہ کراچی

کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اچانک دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۙ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہیکہ جب اس کے وسیلہ سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے سبب دعا مانگی جائے تو وہ شرف قبول عطا فرماتا ہے۔(1)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دو سو مرتبہ پڑھی تو اس کے لیے پانچ سو سال کی عبادت کا اجر ہے۔

امام دار قطنی نے الافراد میں اور خطیب رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب کبھی بیمار ہوتے تھے۔ تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر اپنے آپ پر (پھونکتے) تھے۔

ابن النجار نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنی رضا اور مغفرت واجب کر دی۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابو غالب مولی خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک رات صبح سے تھوڑا پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو غالب! یاد رکھو: اٹھو اور نماز پڑھو۔ اگر چہ ثلث قرآن ہی کی قرأت کرو۔ تو میں نے عرض کی: اب تو صبح قریب ہے۔ میں قرآن کریم کا تہائی کیسے پڑھ سکتا ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہوتی ہے۔

امام عقیلی رحمہ اللہ نے حضرت رجاء الغنوی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار پڑھی۔ تو گویا اس نے سارا قرآن کریم پڑھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر کوئی گفتگو نہ کی۔ یہاں تک کہ دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لی۔ تو اس دن اسے کوئی گناہ اور شیطان کی جانب سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے کمزور سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جس نے صبح کی نماز کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی۔ تو اس دن اسے پچاس صدیقوں کے عمل کے برابر اسے بلند کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے جب ان کی شادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ کی۔ تو آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور اس پانی سے تھوڑا سا منہ میں لے کر اس پانی

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 316 (3857)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں کلی کردی۔ پھر وہ پانی ان کے گریبان اور کندھوں پر چھڑکا۔ پھر انہیں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین تعویذ پہنایا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تیس مرتبہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سو محل بنائے گا۔ اور جس نے نماز میں پڑھی تو وہ اس سے افضل ہے۔ اور جس نے اپنے گھر والوں اور اپنے پڑوسیوں کے پاس داخل ہوتے وقت یہ سورت پڑھی۔ تو اس کے سبب اس کے اہل اور پڑوسیوں کو خیر اور برکت پہنچے گی۔(2)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں تھے اور وہ کہنے لگے: کیا تم میں سے کوئی یہ استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ ہر رات ثلث قرآن کے ساتھ قیام کرے؟ لوگوں نے کہا: کیا کوئی اس کی طاقت رکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن ہے۔ اتنے میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی گفتگو سماعت فرمانے لگے۔ پھر فرمایا: ابوایوب نے سچ کہا ہے۔

ابن ضریس، بزار، محمد بن نصر اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر رات ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کریم کے برابر ہوتی ہے۔(3)

امام احمد، طبرانی اور ابن السنی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنا دے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تب ہم کثرت کریں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی اکثر واطیب ہے۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو ایک منزل پر آپ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور دوسری رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قرأت فرمائی۔ اور جب آپ نے سلام پھیرا، تو فرمایا: کسی آدمی نے نماز میں ان دو سورتوں سے زیادہ بلیغ اور افضل سورتوں کی قرأت نہیں کی۔

امام محمد بن نصر اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کریم کے برابر ہے۔(5)

امام ابوعبید، احمد، بخاری نے تاریخ میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن ضریس اور بیہقی

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 41، صفحہ 125، دارالفکر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 510 (2557)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 308 (11552)، دارالفکر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 304 (11535)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 309 (11553)

رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رات کے وقت تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہوتا ہے؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ یہ قول ان پر گراں گزر رہا ہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے رات کے وقت سورۂ اخلاص پڑھی۔ تحقیق اس نے اس رات تہائی قرآن کریم پڑھ لیا۔ (1)

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ سورۂ اخلاص پڑھ رہا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے) اس کے لیے جنت واجب کردی۔ (2)

امام ابوعبید، احمد، مسلم، ابن ضریس اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر روز تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: ہم تو اس سے بہت کمزور ہیں اور بہت عاجز ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تین اجزاء میں تقسیم فرمادیا ہے اور فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن ہے۔ (3)

امام مالک، احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ضریس اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو سورۂ اخلاص پڑھتے سنا کہ وہ اسے بار بار دہرا رہا ہے پس جب صبح ہوئی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ ثلث قرآن کے برابر ہوتی ہے۔ (4)

امام احمد، بخاری اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رات کے وقت ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہوتا ہے؟ تو یہ قول ان پر گراں گزرا۔ انہوں نے عرض کی: ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ الواحد الصمد ثلث قرآن ہے۔ (5)

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے ساری رات قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے بسر کی اور اس کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک یہ سورت نصف قرآن یا ثلث قرآن کے برابر ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدس میں قیام کیا اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مکمل سورت پڑھی۔ پھر اسے ہی بار بار پڑھتا رہا۔ اس پر کچھ زائدہ نہ کیا۔ جب ہم نے صبح کی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے آگاہ

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 113، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 303 (11532)، دارالفکر بیروت

3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 271، قدیمی کتب خانہ کراچی

4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 750، قدیمی کتب خانہ کراچی

5۔ ایضاً

کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ ایک تہائی قرآن کریم کے برابر ہے۔(1)

امام احمد، ابوعبید، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن کے برابر ہوتی ہے۔(2)

امام طبرانی نے الصغیر میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے صبح کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے چار مرتبہ قرآن کریم پڑھا اور اس دن اس کا یہ عمل تمام اہل زمین سے افضل ہے۔ بشرطیکہ وہ متقی رہے۔(3)

امام احمد، ابن ضریس، نسائی، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ثلث قرآن ہے یا اس کے برابر ہے۔(4)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو سورۂ اخلاص پڑھتے سنا، کہ وہ ترتیل کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: سوال کر، تجھے عطا کیا جائے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے فجر کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اور ایک روایت میں صبح کے بعد کے الفاظ ہیں: تو اس دن اسے کوئی گناہ لاحق نہیں ہو گا۔ اگرچہ شیطان کوشش کرتا بھی رہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس نے عشا کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ پندرہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں دو محل بنائے گا جنہیں اہل جنت دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ بیس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں دو محل بنا دیتا ہے جنہیں اہل جنت دیکھیں گے۔

امام سعید بن منصور اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے چار رکعتوں میں سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور ہر رکعت میں پچاس مرتبہ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے سو برس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ پچاس

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 502 (2532)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 278 (3789)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 305 (11539)، دار الفکر بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 507 (2544)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سال آنے والے اور پچاس سال جو گزر چکے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات جب بستر میں آرام فرمانے کے لیے تشریف لے جاتے۔ تو آپ اپنی ہتھیلیوں کو جمع کرتے اور پھر ان میں پھونکتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے تھے۔ پھر ان دونوں کو اپنے جسم پر پڑھیر دیتے تھے جہاں تک ہاتھ پہنچتے۔ آپ اس کا آغاز سر سے کرتے پھر چہرہ اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر پھیرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عمل تین بار کرتے تھے۔ (1)

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا صبح وشام تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھا کر یہ تجھے ہر شے کے لیے کافی ہیں۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے وہ افضل ترین تین سورتیں نہ سکھادوں جو تورات، انجیل، زبور اور فرقان عظیم سب میں نازل کی گئی ہیں؟ میں نے عرض کی: ہاں کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھائیں اور فرمایا: اے عقبہ! ان سورتوں کو نہ بھولنا اور انہیں پڑھے بغیر کوئی رات نہ گزارنا۔

امام نسائی، ابن مردویہ اور بزار رحمہم اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن انیس اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا۔ پھر ان سے فرمایا: کہو۔ اور میں نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یہاں تک کہ میں اس سے فارغ ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے کہا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ یہاں تک میں اس سے فارغ ہو گیا (یعنی میں نے یہ سورتیں مکمل پڑھیں) تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس اس طرح پناہ طلب کرو۔ پناہ مانگنے والوں نے ان کی مثل کے ساتھ کبھی پناہ طلب نہیں کی۔ (3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک رات نماز پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا۔ تو بچھو نے آپ کو ڈس لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نعلین کے پاس سے پالیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر جب پیچھے مڑے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے نہ یہ نماز کو چھوڑتا ہے اور نہ ہی دوسرے کو۔ یا فرمایا: نہ یہ نبی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نبی کو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمک اور پانی طلب فرمایا اور اسے ایک برتن میں ڈالا۔ پھر

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 750، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 693، نور محمد اصح المطابع کراچی
3۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 311، وزارت تعلیم اسلام آباد

آپ ﷺ اپنی انگلی کی اس جگہ پر اسے انڈیلنے لگے جہاں بچھو نے ڈسا تھا اور اسے ملنے لگے اور ساتھ معوذ تین پڑھتے رہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس پر ہاتھ پھیرنے لگے اور ساتھ ساتھ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے رہے۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ الصمد وہ سردار ہے جو اپنی سیادت و سرداری میں مکمل ہو۔ اور وہ شریف ہے جو اپنے شرف میں کامل ہو۔ اور وہ عظیم ہے جو اپنی عظمت میں مکمل ہو۔ وہ حلیم ہے جو اپنے حلم میں کامل ہو۔ وہ غنی ہے جو اپنے غنا میں کامل ہو۔ اور وہ جبار ہے جو اپنے جبروت میں مکمل ہو۔ وہ عالم ہے جو اپنے علم میں کامل ہو۔ اور وہ حکیم ہے جو اپنی حکمت و دانائی میں کامل ہو۔ اور وہ ذات جو سیادت و شرف کی تمام انواع میں کامل و اکمل ہے وہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ یہ اسی کی صفت ہے۔ یہ اس کے سوا کسی کو سزاوار نہیں۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں اور نہ ہی اس کی مثل کوئی شے ہے۔

امام ابن ضریس، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک اس سورت کی بنا پر سات آسمانوں اور سات زمینوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی برابری کرنے والا اور کوئی بھی اس کا معاون و مددگار نہیں۔(2)

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 518 (2575)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 424، داراحیاء التراث العربی بیروت

اٰیاتھا ۵ سُوْرَۃُ الْفَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۱۱۳ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

"آپ عرض کیجئے میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی۔ ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا۔ اور (خصوصاً) رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور ان کے شر سے جو پھونکے مارتی ہیں گرہوں میں۔ اور (میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے"۔

امام احمد، بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے طرق صحیحہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مصحف سے معوذتین کو مٹا دیتے تھے اور کہتے تھے: تم قرآن میں ایسی شے کی آمیزش نہ کرو جو اس میں سے نہیں ہے۔ بے شک یہ دونوں کتاب اللہ میں سے نہیں ہیں۔ صرف حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے ساتھ پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کی قرأت نہیں کرتے تھے۔ بزار نے کہا ہے: صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع و پیروی نہیں کی۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ سے صحیح روایت کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے نماز میں ان دونوں کی قرأت کی ہے اور ان دونوں کو مصحف میں ثابت رکھا گیا ہے۔(1)

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ان دونوں سورتوں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کہا گیا ہے تو میں نے کہا: پس تم بھی اسی طرح کہو جیسے میں نے کہا ہے۔(2)

امام احمد، بخاری، نسائی، ابن ضریس، ابن الانباری، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: اے ابو المنذر! میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے مصحف میں معوذتین نہیں لکھتے۔ تو انہوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں نے ان دونوں کے بارے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا اور جب سے میں نے پوچھا ہے اس وقت سے تیرے سوا کسی نے بھی ان کے بارے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کہا گیا ہے کہو۔ سو میں نے کہا: پس تم بھی کہو۔ چنانچہ ہم اسی طرح کہتے ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے کہا۔

امام مسدد اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حنظلہ سدوسی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: میں قوم کو نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتا ہوں۔ تو انہوں نے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 12-311 (63-11562)، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 312 (11564)

فرمایا: ان دونوں کو پڑھا کر۔ کیونکہ یہ دونوں قرآن میں سے ہیں۔

امام احمد اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو العلاء یزید بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور لوگ پیچھے پیچھے آرہے تھے اور سواریوں کی قلت تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور میرے اترنے کا مقام آگیا۔ چنانچہ آپ مجھے ملے اور میرے کندھے پر ضرب لگائی اور فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ تو میں نے کہا اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت پڑھی۔ اور میں نے بھی آپ کے ساتھ ساتھ اسے پڑھا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت پڑھی۔ اور میں نے بھی آپ کے ساتھ اس کی قراءت کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے تو ان کی قراءت کیا کر۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر کچھ آیات نازل کی گئی ہیں کہ ان کی مثل مجھ پر نازل نہیں کی گئیں اور وہ معوذتین ہیں۔(1)

امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ضریس، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آج کی رات مجھ پر کچھ آیات نازل کی گئی ہیں۔ جن کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھیں (یعنی) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔(2)

امام ابن ضریس، ابن الانباری، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ اور ہم جحفہ اور ابواء کے درمیان تھے کہ اچانک شدید ہوا اور تاریکی نے ہمیں ڈھانپ لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! تو بھی ان دونوں کے ساتھ پناہ طلب کر۔ پس ان دونوں کی مثل کے ساتھ پناہ طلب کرنے والا کوئی نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں ان دونوں کے ساتھ امامت کراتے بھی سنا ہے۔(3)

امام ابن سعد، نسائی، بغوی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو حابس جہنی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابو حابس! رضی اللہ عنہ۔ کیا میں تجھے وہ افضل ترین شی نہ بتاؤں جس کے ساتھ پناہ مانگنے والے پناہ طلب کریں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! کیوں نہیں۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ یہ دونوں معوذتین ہیں۔(4)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 310 (11558)، دار الفکر بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 272، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 511 (2563)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 311، وزارت تعلیم اسلام آباد

رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنات اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگتے تھے اور جب معوذتین کی سورتیں نازل ہوئیں، تو آپ ﷺ ان دونوں کے ساتھ پناہ طلب کرنے لگے اور ان کے سوا ہر شے کو چھوڑ دیا۔(1)

امام ابوداؤد، نسائی، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دس خصلتوں کو ناپسند کرتے تھے۔ زعفران ملی خوشبو لگانا یعنی الخلوق، بڑھاپے کو چھپانا، تبدیل کرنا، چادر کو زمین پر گھسیٹنا، سونے کی انگوٹھی پہننا، تعویذ باندھنا اور معوذات کے سوا دم کرنا، ٹخنوں پر مارنا، خاوند کے علاوہ کسی غیر کے لیے زیب و زینت کا اظہار کرنا۔ ایسے مقام پر پانی ڈالنا جو حلال نہ ہو (مراد زنا کرنا ہے) اور بچے کو خراب کرنا اسے غیر محرم کے حوالے کرکے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ معوذات کے سوا دم کرنا ناپسند فرماتے تھے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کرو۔

ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں (یعنی موذتین) کی مثل کے ساتھ نہ کسی سائل نے سوال کیا اور نہ کسی پناہ طلب کرنے والے نے پناہ طلب کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عقبہ! قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ۔ کیونکہ تو ان سے زیادہ بلیغ ہرگز نہیں پڑھے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین سورتوں میں سے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس بھی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں معوذتین کی قرأت کی۔ پھر فرمایا: اے معاذ! کیا تو نے سنا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے ان کی مثل نہیں پڑھیں۔

امام نسائی، ابن ضریس، ابن الانباری اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: پڑھ۔ میں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پھر فرمایا: تو پڑھ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں کیا پڑھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تو ان دو کی مثل ہرگز نہیں پڑھے گا۔(4)

---

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 27، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 580، نور محمد اصح المطابع کراچی
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 517 (2578)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 312، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ثابت بن قیس بیمار ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور یہ مریض تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذات پڑھ کر انہیں دم کیا اور پھونک ماری۔ اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اکْشِفِ الْبَاْسَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ شِمَاسٍ" (اے اللہ! جو سارے لوگوں کا رب ہے۔ ثابت بن قیس بن شماس سے بیماری دور فرما دے) پھر آپ نے ان کی اس وادی (طحان) سے کچھ مٹی لی اور اسے پانی میں ڈالا اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو پلا دیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب فجر طلوع ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی اور اقامت کہی۔ پھر مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ پھر آپ نے معوذتین کے ساتھ قرأت کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تو نے کیسے دیکھا؟ میں نے عرض کی: تحقیق میں نے دیکھ لیا ہے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ دونوں پڑھا کر جب بھی تو سوئے اور جب بھی تو اٹھے۔(1)

امام ابن الانباری نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ بن عامر کو فرمایا: سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھا کر۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کی پسندیدہ سورتوں میں سے ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑے چل رہا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی دو سورتیں نہ لکھا دوں جن کی قرأت انتہائی بہتر اور نفع بخش ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور جب آپ نے نزول فرمایا تو آپ نے صبح کی نماز میں ان ہی کی قرأت کی۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عقبہ! تو کیسے دیکھتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار تھے۔ تو وہ بدکنے لگی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روک دیا اور ایک آدمی کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس پر یہ پڑھے: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ پس وہ پرسکون ہوگئی اور چل پڑی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاہی مائل سفید رنگ کی ایک خچر بطور ہدیہ وتحفہ پیش کی۔ تو اس میں بڑی مشقت اور مشکل پیش آئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس پر سوار ہو اور اسے مطیع بناؤ۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نسبتاً زیادہ ڈرنے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اس پر سوار ہو اور قرآن کریم پڑھو۔ انہوں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تو نے اس کی مثل سورت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہوگی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 146 (30211)، دار التاج بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 366 (877)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار تھے تو آپ اپنے اوپر معوذتین پڑھتے اور تھوکتے یا پھونک مارتے تھے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھے تو کہا کر اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ تو کہا کر۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

امام محمد بن نصر نے حضرت ابوضمرہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس دوسری رکعت میں جس کے ساتھ آپ وتر بناتے تھے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے اہل خانہ میں سے ایک عورت کے گلے میں ایک تسمہ دیکھا جس میں تعویذ تھے۔ تو آپ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا: آل عبداللہ شرک سے غنی اور بری ہے۔ پھر فرمایا: مصیبت، تعویذ اور منتر شرک میں سے ہیں۔ تو اس عورت نے کہا: بلاشبہ ہم میں سے کوئی اپنے سر میں تکلیف کی شکایت کرتی ہے تو وہ منتر گنڈے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور جب وہ منتر کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ یہ گمان کرتی ہے کہ تحقیق اس نے اسے نفع اور فائدہ دیا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور وہ اس کے سر میں آکر کیل چبھو دیتا ہے۔ اور جب وہ منتر کراتی ہے تو وہ رک جاتا ہے۔ اور جب منتر نہ کرائے تو وہ اسے اور مضبوط اور پختہ کرتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کسی کو تکلیف ہو۔ تو وہ پانی لے کر اسے اپنے سر اور منہ پر چھڑکے۔ پھر یہ کہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پھر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھے۔ ان شاءاللہ اس کے لیے نفع بخش ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے مسند میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی نے حضور نبی مکرم ﷺ پر جادو کیا اور آپ بیمار ہو گئے۔ پھر حضرت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور آپ ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا۔ بے شک یہود میں سے ایک آدمی نے آپ پر جادو کیا ہے۔ اور وہ سحر فلاں کنوئیں میں ہے۔ پس آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ اسے لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ چنانچہ وہ آیت پڑھتے رہے اور گرہ کھولتے رہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ گویا کہ آپ ﷺ بندھی ہوئی رسی (بیڑی) سے آزاد ہو گئے (اور ہشاش بشاش ہو گئے)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک یہودی غلام تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا۔ اسے لبید بن اعصم کہا جاتا تھا۔ وہ یہودی آپ کے ساتھ مسلسل رہا یہاں تک کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کر دیا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ گھلتے رہے، کمزور ہوتے رہے اور یہ معلوم نہ تھا۔ آپ کو تکلیف کیا ہے۔ پس اسی دوران ایک رات رسول اللہ ﷺ آرام فرما تھے کہ اچانک آپ کے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک آپ کے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا پاؤں کی جانب۔ پس وہ فرشتہ جو سر کی جانب تھا اس نے پاؤں کی جانب بیٹھنے والے فرشتے سے کہا: انہیں کیا تکلیف ہے؟ تو اس نے جواب دیا: ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پھر پوچھا: ان پر کس

نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا: کس کے ساتھ اس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: کنگھی کے بالوں اور تر کھجوروں کے خشک گابے کے ساتھ۔ وہ ذی اروان میں ہے اور وہ کنوئیں کے اس پتھر کے نیچے ہے جس پر کھڑے ہو کر پانی نکالا جاتا ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی معیت میں کنوئیں کی طرف چلے اور ایک آدمی اس میں اترا۔ وہ پتھر کے نیچے سے گابے کو نکال لایا۔ تو دیکھا اس میں رسول اللہ ﷺ کی کنگھی اور آپ کے سر مبارک کے بال تھے۔ اور اس میں موم کا مجسمہ بنا ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی تصویر کے مشابہ تھا۔ اور اس میں سوئی گاڑھی ہوئی تھی۔ جب کہ ایک تسمے میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام موذتین لے کر آئے اور کہا: اے محمد! ﷺ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور گرہ کھل گئی۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور دوسری گرہ کھل گئی۔ حتیٰ کہ آپ سورت سے فارغ ہوئے اور تمام کی تمام گرہیں کھل گئیں اور سوئی کو نکالتے وقت تو آپ ﷺ نے اس کا درد محسوس کیا۔ پھر اس کے بعد آپ راحت و سکون پانے لگے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ یہودی کو قتل کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت و عافیت عطا فرمائی ہے اور اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا عذاب انتہائی شدید ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے نکال دیا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کیا۔ اس نے اس میں مجسمہ بنایا اور اس میں گیارہ گرہیں لگائیں۔ اس کے سبب آپ ﷺ شدید بیمار ہو گئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کو معوذتین پیش کیے۔ تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: اے جبرائیل! آپ کے صاحب تو تکلیف میں ہیں۔ اس نے جواب دیا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے اور وہ بئر میمون میں پانی کے پتھر کے نیچے سخت زمین میں ہے۔ انہوں نے پوچھا: اس کا علاج کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: کنوئیں کا پانی نکالا جائے پھر اس پتھر کو الٹا جائے اور وہاں سے غلاف کو اٹھالیں۔ اس میں ایک تصویر ہے۔ اس میں گیارہ گرہیں ہیں۔ پس اسے جلا دیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہو جائیں گے۔ پس آپ ﷺ نے ایک جماعت بھیجی۔ ان میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پانی نکالا گیا تو انہوں اسے اس طرح پایا گویا کہ وہ مہندی کا پانی ہے۔ پھر چٹان کو الٹایا گیا۔ تو اس کے نیچے وہ غلاف تھا جس میں ایک مجسمہ تھا۔ اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اے محمد! ﷺ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اس میں خلق سے مراد صبح ہے۔ تو ایک گرہ کھل گئی۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یعنی جن و انس کے شر سے۔ تو دوسری گرہ کھل گئیں۔ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اور رات کی تاریکی کے شر سے جس کے ساتھ رات آتی ہے۔ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ اور تکلیف دہ جادو کرنے والیوں کے شر سے۔ پس گرہیں کھل گئیں۔ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور میں حسد کرنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرے)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ یہودیوں نے حضونبی کریم ﷺ کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 92، دار الکتب العلمیہ بیروت

ساتھ کچھ عمل کیا جس کے سبب آپ کو شدید درد ہونے لگا۔ آپ کے صحابہ کرام آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ پھر آپ کے پاس سے باہر نکل گئے۔ وہ خیال کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد ہے۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام معوذتین لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ آپ کو تعویذ کیا۔ پھر کہا "بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ وَّنَفْسٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ" (میں الله کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر حسد کرنے والے کی نظر اور نفس سے۔ الله آپ کو شفا دے۔ میں الله کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں)

امام ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی الله عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھی اور فرمایا: اے ابن عبسہ! کیا تو جانتا ہے فلق کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی الله تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلق جہنم میں ایک کنواں ہے۔ جب جہنم بھڑکتی ہے تو اس کے سبب بھڑکتی ہے اور جہنم اس سے اسی طرح اذیت پاتی ہے جس طرح بنو آدم جہنم سے اذیت پائیں گے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی الله عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کیا تو جانتا ہے فلق کیا ہے؟ یہ جہنم کا ایک دروازہ ہے جب اسے کھولا جائے گا تو جہنم بھڑک اٹھے گی۔

ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ جہنم میں قید خانہ ہے جس میں ظلم کرنے والے جابر (حکمرانوں) اور تکبر کرنے والوں کو قید کیا جائے گا۔ بے شک جہنم بھی اس سے الله تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الْفَلَقِ جہنم میں ایک گڑھا ہے جو اوپر سے ڈھانپا ہوا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت زید بن علی اور ان کے آباء سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْفَلَقِ جہنم کی گہرائی میں ایک گڑھا ہے اس کے اوپر سے ڈھانپا ہوا ہے۔ جب اسے کھولا جائے گا تو اس سے آگ نکلے گی تو اس گرمی کی شدت سے جہنم چیخنے چلانے لگے گی جو اس گڑھے سے خارج ہو گی۔

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہ سے نقل کیا ہے کہ الْفَلَقِ سے مراد صبح ہے۔(3)

امام طستی رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ الله نے ان سے کہا: مجھے قول باری تعالیٰ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کے بارے بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں جب کہ وہ رات کی تاریکی سے پھوٹتی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب بھی اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے زہیر بن ابی اسلمی کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 217 (6427)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 427، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

اَلْفَارِجُ الْهَمِّ مَسْدُوْلًا عَسَاكِرُهٗ كَمَا يَفْرُجُ غَمَّ الظُّلْمَةِ الْفَلَقُ

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلْفَلَقِ کا معنی الخلق یعنی پیدا کرنا ہے۔(1)

امام احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن چاند کی طرف دیکھا جب کہ وہ طلوع ہوا اور فرمایا: اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر۔ کیونکہ یہی غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ہے۔(2)

ابن جریر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ سے مراد تاریک ہونے والے ستارے کے شر سے پناہ طلب کرنا ہے اور وہ ستارہ ثریا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ عرب کہتے ہیں غاسق سے مراد ثریا کا گرنا ہے۔ اس کے گرنے کے وقت بیماریوں اور طاعون کی کثرت ہو جاتی ہے اور اس کے طلوع کے وقت (یعنی بلند ہونے کے وقت) وہ اٹھ جاتی ہیں۔(4)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ستارے بلند ہوں گے تو ہر شہر سے آفات اٹھا دی جائیں گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ رات کے شر سے جب وہ جانے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غَاسِقٍ سے مراد ثریا کا گرنا ہے۔ اور غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کا مفہوم ہے۔ سورج جب غروب ہو جائے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ رات کے شر سے جب وہ آنے لگے۔(5)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ آپ مجھے وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: کہ غَاسِقٍ سے مراد ظلمت اور تاریکی ہے۔ اور وَقَبَ سے مراد اس کی شدید سیاہی اور انتہائی تاریکی ہے۔ جب کہ وہ ہر شے میں داخل ہو جائے۔ یہ سن کر نافع نے کہا: کیا

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 428، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 172، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 430 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 429

عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے زہیر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

ظَلَّتْ تَجُوْبُ يَدَاهَا وَهِيَ لَاهِيَةٌ حَتّٰى اِذَا جَنَحَ الْاَظْلَامُ وَالْغَسَقُ

اور اس نے وقب کے بارے کہا

وَقَبَ الْعَذَابُ عَلَيْهِمْ فَكَاَنَّهُمْ لَحِقَتْهُمْ نَارُ السَّمَاءِ فَاُخْمِدُوْا

''ان پر عذاب چھا گیا گویا کہ آسمان کی آگ ان میں داخل ہوگئی اور وہ ٹھنڈے کر دیئے گئے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کا یہ معنی ذکر کیا ہے کہ رات جب کہ داخل ہو جائے۔(1)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا النَّفّٰثٰتِ کا معنی ہے جادو کرنے والی عورتیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد جادو کو جھاڑ پھونک سے ملانے والے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّفّٰثٰتِ سے مراد جادو کرنے والے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ کا معنی ہے۔ دھاگے کی گرہ میں پھونک لگانے والیاں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے گرہ لگائی۔ پھر اس میں پھونک ماری۔ تو اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا تحقیق اس نے شرک کیا۔

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: کیا میں تجھے وہ دم نہ کر دوں جو دم مجھے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کیا تھا؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں ضرور۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نے اس طرح دم فرمایا: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَاللّٰهُ يُشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ فِيْكَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ'' تو آپ ﷺ نے یہی پڑھ کر تین بار دم فرمایا۔(4)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے سر میں درد محسوس کیا۔ اور آپ نے صحابہ کرام کے پاس جانے میں دیر کر دی۔ پھر آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: کون سی شے ہے جس نے آپ کو ہمارے پاس آنے سے لیٹ کر دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ درد ہے جسے میں نے اپنے سر میں محسوس کیا ہے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ میرے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 429، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 431 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 590 (3990)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سر پر رکھا ہے۔ پھر یہ پڑھا ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْكَ اَوْ یُصِیْبُكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ مُعْلِنٍ اَوْ مُسِرٍّ وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ آپ نے فرمایا: پھر میں صحت یاب ہو گیا۔

امام ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حسد وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ہوا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد یہودی ہیں جو کہ اسلام سے حسد کرتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ سے مراد ابن آدم کا نفس اور اس کی نظر ہے (یعنی ابن آدم کی ذات اور اس کی نظر کے سے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں)۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ حاسد کی نظر اور اس کے نفس کے شر سے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ان کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہو رہی تھی۔ تو انہوں نے یہ پڑھا: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْكَ مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ وَّكُلِّ عَیْنٍ، اسْمِ اللّٰهِ یَشْفِیْكَ''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور یہ پڑھ کر دم کیا: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْكَ مِنْ كُلِّ كَاهِنٍ وَّحَاسِدٍ وَاللّٰهُ یَشْفِیْكَ''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم حسد سے بچو۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلند درجات لعنت کرنے والے، احسان جتلانے والے، بخیل، باغی اور حسد کرنے والے کے لیے نہیں کھلیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی اس راستے سے آئے گا۔ پس اتنے میں انصار میں سے ایک آدمی آیا، اس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ اپنے بائیں ہاتھ میں جوتے اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے سلام عرض کیا۔ پھر جب دوسرا دن تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا۔ تو پھر پہلی بار کی طرح ایک

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 273 (6633)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 432، دار احیاء التراث العربی بیروت

آدمی آیا۔ اور جب تیسرا دن ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے کی طرح گفتگو فرمائی۔ تو وہی آدمی اپنی پہلی حالت کی طرح پر آیا۔ اور جب حضور نبی کریم ﷺ اٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے ہو لیے اور کہنے لگے: میرا اپنے باپ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین دن تک اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو آپ مجھے اپنے پاس پناہ عطا فرمائیں۔ یہاں تک کہ وہ تین دن گزر جائیں۔ جن کی میں نے قسم کھائی ہے۔ اس نے کہا: ہاں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے تین راتیں اس کے ساتھ گزاریں اور اسے دیکھا کہ وہ صرف فجر کی نماز کے لیے اٹھتا ہے۔ اور جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی کبریائی بیان کرتا ہے اور وہ خیر کے سوا کوئی بات نہیں کرتا۔ جب تین راتیں گزر گئیں اور میں اس کے عمل کو حقیر جاننے کے قریب ہو گیا۔ تو میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان نہ کوئی ناراضگی ہے اور نہ کوئی اختلاف۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ابھی تم پر اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ پھر تم ہی تین مرتبہ آئے۔ تو میں نے چاہا کہ میں تمہارے پاس رہوں اور تمہارے عمل کو دیکھوں لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ تم کوئی زیادہ عمل کرتے ہو۔ جب میں واپس مڑنے لگا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا: عمل نہیں ہے مگر وہی جو تم نے دیکھ لیا ہے۔ مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی کھوٹ نہیں پاتا اور نہ میں کسی سے اس کی عزت و اکرام اور بھلائی پر حسد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمائی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس یہی وہ وصف ہے جس نے تجھے اس مقام پر پہنچا دیا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس کی طاقت نہیں رکھی جاتی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز نور ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطاؤں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حسد کرنے والا میری نعمت کا دشمن ہے، وہ میرے فیصلے کو ناپسند کرنے والا ہے اور میری اس تقسیم پر راضی نہیں جو میں نے اپنے بندوں کے درمیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (4)

---

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 264 (6605)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 267 (6610)　　3۔ ایضاً (6612)

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 336 (26599)، دار التاج بیروت

ایاتھا ٦ ۔ سورۃ الناس مکیۃ ۱۱۴ ۔ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

"(اے حبیب!) عرض کیجئے میں پناہ لیتا ہوں سب انسانوں کے پروردگار کی۔ سب انسانوں کے بادشاہ کی۔ سب انسانوں کے معبود کی۔ بار بار وسوسہ ڈالنے والے، بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے۔ جو وسوسہ ڈالتا رہتا ہے لوگوں کے دلوں میں۔ خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حکم بن عمیر ثمالی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! بچو اور بار بار وسوسہ اندازی کرنے والے اور بار بار پسپا ہونے والے سے بچو۔ بلاشبہ وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں آزماتا ہے کہ تم میں سے عمل کے اعتبار سے اچھا کون ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے بیان کیا ہے کہ غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وسوسہ اندازی کرنے والا پکڑ لیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس آدمی کے وسوسہ سے بڑھ کر کسی کا وسوسہ بھکانے والا نہیں جو یہ خیال کرتا ہے کہ وسوسہ اس میں کارگر ہے۔

امام ابوبکر بن داؤد رحمہ اللہ نے کتاب ذم الوسوسہ میں حضرت معاویہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں سے یہ بھی ہے: "اَللّٰھُمَّ اعْمُرْ قَلْبِیْ مِنْ وَسْوَاسِ ذِکْرِکَ وَاطْرِ دْعَنِّیْ وَسْوَاسَ الشَّیْطَانِ" (اے اللہ! میرے دل کو اپنے ذکر کے الہام سے آباد رکھ اور شیطان کے وساوس مجھ سے دور بھگا دے)۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے کتاب ذم الوسوسہ میں مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ شیطان کی مثال لومڑی کی طرح ہے کہ وہ اپنا منہ دل کے منہ پر رکھتا ہے اور اس میں وساوس ڈال دیتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 106 (1201)، دار التاج بیروت

ہے۔ اور جب (بندہ) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر خاموش ہو جائے تو اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔ پس یہی الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کا مفہوم ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابو یعلی، ابن شاہین نے الترغیب فی الذکر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ شیطان اپنی چونچ انسان کے دل پر رکھ دیتا ہے۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور اگر وہ بھول جائے تو وہ اس کے دل کو لقمہ بنالیتا ہے (یعنی اپنی چونچ مضبوطی سے گاڑ لیتا ہے)۔ پس یہی الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کا مفہوم ہے۔(1)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وسوسہ اندازی کرنے والے کی پرندے کی چونچ کی طرح ایک چونچ ہے۔ جب آدمی غافل ہو جائے تو وہ اس چونچ کی نوک کو دل کے کان میں پیوست کر دیتا ہے اور وسوسہ اندازی کرنے لگتا ہے۔ اور اگر آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ باز آجاتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اسی کو الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کہا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان آدمی کے دل پر ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ جب وہ بھول جاتا ہے اور غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ اور جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اس سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر اس کے دل پر بار بار وسوسہ اندازی کرنے والا (شیطان) قابض ہوتا ہے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ غافل ہو جاتا ہے تو یہ وساوس ڈالتا ہے۔ پس اسی کے متعلق یہ ارشاد ربانی ہے: الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ خناس وہ ہے جو ایک بار وسوسہ اندازی کرتا ہے اور ایک بار پیچھے ہٹ جاتا ہے چاہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے۔ اور کہا جاتا ہے کہ شیطان الانس لوگوں پر شیطان الجن سے زیادہ سخت (اور خطرناک) ہوتا ہے۔ شیطان الجن وسوسہ اندازی کرتا ہے اور تو اسے دیکھتا نہیں اور یہ (شیطان الجن) تجھے بالکل ظاہر دیکھ رہا ہوتا ہے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک شیطان کے لیے انسان کے سینے میں ایک دروازہ ہے جس سے وہ وساوس ڈالتا رہتا ہے۔

---

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 453 (4285)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 433، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 434

امام سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ آپ کو شیطان کی وہ جگہ دکھائے جو ابن آدم (انسان) کے اندر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر وہ جگہ ظاہر فرمادی۔ تو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر سانپ کے سر کی طرح ہے اور وہ دل کے منہ پر اپنا سر رکھے ہوئے ہے۔ پس جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ اس کا ذکر نہ کرے تو وہ پھر اپنا سر دل کے منہ پر رکھ لیتا ہے اور اسی طرح کے وساوس ڈالتا رہتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان کا محل انسان کے دل پر ہے، اس کی آنکھوں میں ہے اور اس کے ذکر (شرم گاہ) میں ہے اور عورت میں اس کا محل اس کی آنکھیں اور اس کی شرم گاہ ہے جب وہ سامنے سے آئے اور اس کی دبر میں ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے۔ یہی شیطان کی مجالس (بیٹھنے کی جگہیں) ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے **مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: دونوں وسوسہ اندازی کرنے والے ہیں۔ پس جنات میں وسوسہ اندازی کرنے والا جن ہے اور انسان کے نفس کی وسوسہ اندازی کو **وَ النَّاسِ** سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے **مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ لوگوں میں سے بھی شیاطین ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں شیطانوں (کے شر) سے چاہے وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے۔(1)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 478 (3748)، دارالکتب العلمیہ بیروت

# سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد سے متعلقہ روایات کا ذکر

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے فضائل میں ذکر کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں خبر دی، کہ حماد نے ہمیں بتایا اس نے کہا ہم نے مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں پڑھا ہے: "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ" حماد نے کہا: یہ اب ایک سورت ہے۔ اور اسی طرح میرا خیال اس کے بارے میں بھی ہے "اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ، وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ، وَنَخْشٰی عَذَابَكَ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ، اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ"

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو جب آپ دوسری سورت سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس طرح پڑھا: "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ، نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ" اور مصحف ابن عباس رضی اللہ عنہما میں حضرت ابی اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کی قرأت اس طرح ہے: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللھم انا نستعینك ونستغفرك ونثنی علیك الخیر ولا نكفرك ونخلع و نترك من یفجرك" اور مصحف حجر میں ہے: "اللھم انا نستعینك" اور مصحف ابن عباس رضی اللہ عنہما میں حضرت ابی اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ہے۔ "اللھم ایاك نعبد ولك نصلی ونسجد والیك نسعی ونحفد، نخشی عذابك ونرجو رحمتك، ان عذابك بالكفار ملحق"۔

امام ابوالحسن القطان رحمہ اللہ نے مطولات میں حضرت ابان بن ابی عیاش رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں کلام سے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا: "اللھم انا نستعینك ونستغفرك ونثنی علیك الخیر ولا نكفرك، ونومن بك ونترك من یفجرك، اللھم ایاك نعبد ولك نصلی ونسجد والیك ونسعی ونحفد، نرجو رحمتك ونخشی عذابك الجد ان عذابك بالكفار ملحق"۔ حضرت انس نے فرمایا: قسم بخدا! یہ دونوں آسمان سے نازل کیے گئے ہیں۔

امام محمد بن نصر اور طحاوی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دونوں سورتوں کے ساتھ خشوع وخضوع کا اظہار کرتے۔ یعنی "اللھم ایاك نعبد" اور "اللھم ان نستعینك"۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دونوں سورتوں کے ساتھ اظہار خشوع وخضوع کیا۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دو سورتوں کے ساتھ اظہار اطاعت کرتے۔ یعنی "اللهم انا نستعينك" اور "اللهم اياك نعبد"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن ابی عمران رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: اس اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضر کے خلاف دعا کرنے لگے۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے۔ تو انہوں نے آپ کو اشارہ کیا کہ آپ خاموش رہیں۔ پس آپ خاموش ہو گئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی گلوچ دینے اور لعنت کرنے کے لیے مبعوث نہیں فرمایا: بلکہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اس نے آپ کو عذاب دینے کے لیے نہیں بھیجا۔ ان امور میں سے آپ کے ذمہ کوئی شے نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع فرمائے تو بہ قبول کرے یا انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ پھر انہوں نے آپ کو یہ دعا قنوت سکھائی: "اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك و نخضع لك ونخلع ونترك من يفجرك، اللهم اياك نعبد، ولك نصلي و نسجد، اليك نسعى ونحفد، نرجو رحمتك ونخفى عذابك، ان عذابك الجد بالكفار ملحق"۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں محمد بن نصر اور بیہقی نے سنن میں عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہیکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی اور کہا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونثنى عليك ولا نكفرك، ونخلع ونترك من يفجرك، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اللهم اياك نعبد ولك نصلي و نسجد ولك نسعى و نحفد، نرجو رحمتك ونخشى عذابك، ان عذابك بالكفار ملحق" اور عبید نے یہ گمان کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ دونوں مصحف ابن مسعود میں قرآن کریم کی سورتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالملک بن سوید الکاہلی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں ان دو سورتوں کے ساتھ خشوع وخضوع کا اظہار کرتے تھے: "اللهم انا نستعينك و نستغفرك، ونثنى عليك ولا نكفرك، ونخلع ونترك من يفجرك، اللهم اياك نعبد، ولك نصلي ونسجد، واليك نسعى ونحفد، نرجو رحمتك ونخشى عذابك، ان عذابك بالكفار ملحق"۔

امام ابن ابی شیبہ اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے "اللهم انا نستعينك و نستغفرك، ونثنى عليك ولا نكفرك، ونخلع ونترك من يفجرك، اللهم اياك نعبد ولك نصلي و نسجد، واليك نسعى و نحفد، نرجو رحمتك ونخشى عذابك، ان عذابك بالكفار ملحق"۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے مصحف ابی بن کعب میں کتاب الاول العتیق کے بارے پڑھا ہے۔ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تا آخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ تا آخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تا آخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ''اللهم ان نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك، بسم الله الرحمن اللهم اياك نعبد، ولك نصلي ونسجد، واليك نسعى ونحفد، نرجو رحمتك ونخشى عذابك، ان عذابك بالكفار ملحق۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: اَللّٰهُمَّ لَا تَنْزَعُ مَا تُعْطِيْ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجِدِّ مِنْكَ الْجِدُّ، سُبْحَانَكَ وَ غُفْرَانَكَ وَحَنَانَيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ''۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن حبیب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن رزین عافقی کو بلا بھیجا اور انہیں کہا: قسم بخدا! میں تجھے بدسلوکی کرنے والا گمان کرتا ہوں اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو قرآن نہیں پڑھتا؟ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ قسم بخدا! میں بالیقین قرآن پڑھتا ہوں اور میں اس سے وہ بھی پڑھتا ہوں جو تم نہیں پڑھتے۔ تو عبدالعزیز نے اسے کہا: وہ کیا ہے میں قرآن کریم میں سے نہیں پڑھتا؟ اس نے کہا: قنوت۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قرآن میں سے ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن ہمیں پڑھاتے تھے: ''اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير، ولا نكفرك ونؤمن بك ونخلع ونترك من يفجرك۔ اللهم اياك نعبد ولك نصلي و نسجد، واليك نسعى و نحفد، نرجو رحمتك ونخشى عذابك الجد، ان عذابك بالكفار ملحق''۔ ابوعبدالرحمٰن کا خیال ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں یہ پڑھاتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ پڑھاتے تھے۔

امام محمد بن نصر نے حضرت شعبی سے بیان کیا ہے کہ میں نے پڑھا، یا اس نے مجھے بیان کیا جس نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کسی مصحف میں یہ سورتیں پڑھیں اللهم انا نستعينك اور دوسری ان دونوں کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ ان دونوں سے پہلے مفصل میں سے دو سورتیں ہیں اور ان دونوں کے بعد بھی مفصل میں سے کچھ سورتیں ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ وتر کے قنوت میں ان دو سورتوں کو پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں یعنی ''اللهم انا نستعينك'' اور ''اللهم اياك نعبد''۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ وتر میں دو سورتیں پڑھتے ہیں: ''اللهم اياك نعبد'' اور ''اللهم نستعينك و نستغفرك''

محمد بن نصر نے خصیف سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے پوچھا: میں قنوت میں کون سی شے پڑھا کروں؟ تو انہوں نے کہا: یہ دو سورتیں جو کہ قرأت ابی میں ہیں۔ یعنی ''اللهم انا نستعينك '' اور ''اللهم اياك نعبد''۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہم قنوت میں دو سورتوں سے ابتدا کرتے ہیں۔ پھر کفار کے خلاف دعا کرتے ہیں۔ پھر مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حارث بن معاقب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کسی نماز میں اس طرح کہا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ غفار غفر الله لها، واسلم سالمها الله، وشیء من جهينة و شیء من مزينة عصية عصت الله ورسوله، ورعل وذكوان ما انا قلته الله قاله''۔ حارث نے کہا: بنی اسلم اور بنی غفار کے لوگ آپس میں جھگڑ پڑے۔ بنی اسلم کے لوگوں نے کہا: اسلم کا ذکر پہلے ہوا اور بنی غفار کے لوگوں نے کہا: غفار کے ذکر سے آغاز ہوا۔ حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تو میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پہلے غفار کا ذکر کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت خفاف بن ایماء بن رحضۃ الغفاری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اور جب دوسری رکعت کے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو کہا: ''لعن الله لحيانا ورعلا وذكوان وعصية عصت الله ورسوله اسلم سالمها الله، غفار غفر الله لها'' (کہ اللہ تعالیٰ بنی لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ بنی اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت و محفوظ رکھے اور بنی غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے) پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو اپنا رخ زیبا لوگوں کی طرف کیا اور فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ میں نے یہ نہیں کہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے: ''اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ لَسْتُ قُلْتُ هٰذَا، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَالَهٗ'' (1)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 108 (7052)، دار التاج بیروت

# تذکرہ دعاء ختم قرآن

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب قرآن کریم ختم کرتے تو کھڑے ہو کر دعا فرماتے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کریم پڑھا، رب کریم کی حمد بیان کی حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھا اور اپنے رب سے مغفرت طلب کی۔ تو اس نے تمام خیر (اور برکات) کو طلب کر لیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے ذکر کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ قرآن کریم ختم کرتے تو آپ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی محامد بیان کرتے۔ پھر کہتے: "الحمد لله رب العالمين، الحمد لله الذى خلق السموات والارض "سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اندھیروں اور نور کو پیدا کیا ہے، پھر وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے وہ شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے والے جھوٹے ہیں اور وہ انتہائی بری طرح گمراہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ عرب، مجوس، یہود و نصاریٰ اور صابیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اور انہوں نے بھی جھوٹ کہا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا، یا بیوی یا مد مقابل یا شبیہ، یا مثیل، یا ہمسر یا کسی کے عدیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پس تو ہمارا رب ہے تو اس سے برتر اور عظیم ہے کہ تیری مخلوق میں سے کسی کو تیرا شریک بنایا جائے۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ ہی بیٹا۔ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ ہی تابعداروں میں سے اس کا کوئی ولی ہے۔" وكبره تكبيرا "اور تو اسی کی عظمت و کبریائی بیان کر الله الله الله اكبر كبيرا۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے" والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة واصيلا، والحمد لله الذى انزل على عبده الكتاب" تا قولہ "الا كذبا، الحمد لله الذى له ما فى السموات وما فى الارض" تا دو آیات۔" الحمد لله فاطر السموات والارض" الا آخر الا یتیں۔" الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، الله خير اما يشركون، بل الله خير وابقى واحكم واكرم واعظم مما يشركون، فالحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون، صدق الله وبلغت رسله، وانا على ذلك من الشاهدين، اللهم صل على جميع الملائكة والمرسلين وارحم عبادك المومنين من اهل السموات والارضين، واختم لنا بخير، وافتح لنا بخير، وبارك لنا فى القرآن العظيم، وانفعنا بالآيات والذكر الحكيم ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم"۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جس نے قرآن کریم ختم کیا تو اس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی مجموعی سورتیں ایک سو تیرہ ہیں، پچاسی سورتیں مکی ہیں اور اٹھائیس سورتیں مدنی ہیں۔ قرآن کی کل آیات چھ ہزار سولہ ہیں۔ اور حروف قرآن کی مجموعی تعداد تین لاکھ، تیئس ہزار، چھ سو اکہتر حروف ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کے حروف کی تعداد دس لاکھ ستائیس ہزار ہے۔ پس جس نے ٹھہر ٹھہر کر اخلاص اور ثواب کی نیت سے اسے پڑھا۔ تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض حور عین میں سے ایک زوجہ ہوگی۔" بعض علماء نے کہا ہے: حروف کی یہ تعداد اس اعتبار سے ہے کہ کچھ حروف پہلے قرآن میں تھے اور پھر انہیں لکھنا منسوخ کر دیا گیا (جب انہیں اس میں شامل کیا جائے) ورنہ اب موجودہ حروف اس تعداد کو نہیں پہنچتے۔

علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی ابتداء میں اسباب نزول ذکر کیے ہیں اور ان کا نام رکھا ہے "العجاب فی بیان الاسباب" چھ ائمہ کے طبقہ میں سے جنہوں نے التفسیر المسند جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے وہ یہ ہیں: ابوجعفر محمد بن جریر طبری، ان کے ساتھ ملنے والوں میں سے ابوبکر محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری، اور ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم بن ادریس الرازی ہیں۔ اور ان کے شیوخ کے طبقہ میں سے عبد بن حمید نصر الکشی ہے۔ پس یہ چار تفاسیر ہیں۔ کم ہی کوئی شے ہوگی جو مرفوع، موقوف علی الصحابہ اور مقطوع عن التابعین تفسیر میں سے ان میں ذکر نہ ہو۔ اور علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے تو بہت سی ایسی اشیاء کو اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جن میں دوسرے ان کے ساتھ شریک نہیں مثلاً تمام قرأتوں کا ذکر، اعراب (ترکیب) اور اکثر آیات پر گفتگو معانی اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دینے کے لیے چیلنج کے انداز میں ہے۔ ان کے بعد جس کسی نے بھی تفسیر لکھی ہے اتنی اشیاء کو کسی نے بھی جمع نہیں کیا۔ کیونکہ آپ ان تمام امور میں قریب ترین مراتب میں تھے۔ جب کہ کسی اور پر کوئی دوسرا فن غالب ہوتا ہے اور وہ اس میں ممتاز ہو جاتا ہے اور اس کے سوا دوسرے فن میں کمزور ہوتا ہے۔ اور تابعین میں سے تفسیر کے بارے کلام کرنے میں جو مشہور ہوئے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب ہیں۔ ان میں سے کچھ ثقہ ہیں اور کچھ ضعیف۔ ثقات میں سے حضرت مجاہد اور حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہما ہیں اور آپ سے ابن ابی نجیح مجاہد رضی اللہ عنہ کی تفسیر روایت کی جاتی ہے اور ابن ابی نجیح تک سند قوی ہے۔ ان میں سے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے حسن بن واقد عن یزید النحوی کی سند سے تفسیر روایت کی جاتی ہے۔ ایک سند یہ ہے اور محمد بن اسحاق عن محمد بن ابی محمد مولی زید بن ثابت عن عکرمہ یا سعید بن جبیر۔ اس سند کے اس مقام پر شک ہے۔ لیکن یہ ضرر رساں نہیں کیونکہ یہ روایت ثقہ سے ہے۔ اور معاویہ بن صالح عن علی بن ابی طلحہ عن ابی عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی تفسیر مروی ہے۔ اس سند میں علی صدوق راوی ہیں۔ ان کی ملاقات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں ہوئی۔ لیکن انہوں نے آپ کے ثقہ اصحاب سے روایات جمع کی ہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ امام بخاری اور ابو حاتم وغیرہما اس نسخہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور ایک سند اس طرح ہے: ابن جریج عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ لیکن ان روایات میں جو سورۃ البقرۃ اور آل عمران سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جو ان کے سوا ہیں وہ عطاء خراسانی ہوں گے۔ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔ لہٰذا وہ سند منقطع ہے۔ بجز اس سند کے جس میں ابن جریج یہ تصریح کردیں کہ اس میں عطاء بن ابی رباح مراد ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والے ضعیف راویوں کی روایات میں سے وہ تفسیر ہے جو ابونصر محمد بن سائب کلبی کی طرف منسوب ہو۔ کیونکہ وہ ابوصالح سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ام ہانی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور پھر وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ اور کلبی کو (علما جرح وتعدیل نے) کذب سے متہم کیا ہے۔ وہ بیمار ہوئے۔ تو انہوں نے اپنی حالت مرض میں اپنے اصحاب کو بتایا۔ جو کچھ بھی میں نے تمہیں ابوصالح سے بیان کیا ہے وہ سب جھوٹ ہے۔ اور کلبی کی ضعف کے سبب جو تفسیر ان سے مروی ہوگی وہ بھی اسی طرح ضعیف ہوگی۔ اور ان سے بھی بڑھ کر ضعیف راوی محمد بن مروان سدی الصغیر ہے۔ اس نے اپنے ہی مثل محمد بن مروان سے تفسیر روایت کی ہے۔ اور ایک انتہائی ضعیف راوی صالح بن محمد ترمذی ہے۔ اور راویوں میں سے جنہوں نے کلبی سے تفسیر روایت کی ہے۔ ان میں سے حضرت سفیان ثوری اور محمد بن فضیل بن غزوان ہیں۔ اور (سوء) حفظ سے پہلے کے ضعیف راویوں میں سے حضرت حبان ہیں۔ اور یہی ابن علی العنزی ہیں۔ اور ان میں سے ایک جویبر بن سعید ہیں۔ یہ کمزور راوی ہے۔ اس نے ضحاک بن مزاحم سے تفسیر بیان کی ہے۔ اور حضرت ضحاک صدوق ہیں۔ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے آپ سے کچھ نہیں سنا۔ اور جنہوں نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر بیان کی ہے ان میں علی بن الحکم ہیں۔ یہ ثقہ راوی ہے اور علی بن سلیمان ہیں۔ یہ صدوق راوی ہے اور ابوروق عطیہ بن الحرث ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں اور ان میں سے عثمان بن عطاء خراسانی ہیں۔ یہ اپنے باپ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر روایت کرتے ہیں اور ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔ ان میں سے ایک حضرت اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی ہیں۔ یہ کوفہ کے رہنے والے صدوق راوی ہیں۔ لیکن انہوں نے کئی طرق سے تفسیر جمع کی ہے۔ مثلاً عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، عن مرہ بن شراحیل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اور کئی دیگر لوگوں کے واسطہ سے مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور دیگر افراد سے بھی۔ اور انہوں نے تمام روایات کو خلط ملط کردیا۔ لہٰذا ثقہ راویوں کی روایات ضعیف راویوں کی روایات سے ممتاز نہیں کی گئیں۔ اور نہ ہی سدی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی سے ملاقات کی ہے۔ اور بسا اوقات ان کا سدی صغیر سے التباس بھی لازم آجاتا ہے۔ ان میں سے ایک ابراہیم بن حکم بن ابان العدنی ہیں اور یہ ضعیف ہے۔ یہ اپنے باپ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر بیان کرتا ہے۔ اور علماء نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس کے ذکر کے ساتھ بہت سی احادیث کو اس نے متصل کردیا ہے اور اس راوی سے آپ کی تفسیر عبد بن حمید نے روایت کی ہے ان میں سے ایک اسماعیل بن ابی زیاد شامی ہیں یہ بھی ضعیف راوی ہے۔ اس نے بہت سی تفاسیر جمع کی ہیں۔ ان میں صحیح بھی ہیں اور

کمزور بھی۔ یہ تبع تابعین کے دور میں تھے۔ ان میں سے ایک حضرت عطاء بن دینار ہیں۔ یہ لین اور نرم راوی ہیں۔ یہ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر روایت کرتے ہیں اور ان سے آگے ابن لہیعہ نے تفسیر روایت کی ہے اور یہ ضعیف راویت ہے۔

تابعین کی تفاسیر میں سے جو قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کی جاتی ہے اس کے بھی کئی طرق ہیں۔ ان میں ایک روایت عبدالرزاق عن معمر عن قتادہ ہے۔ اور آدم بن ابی ایاس وغیرہ عن شیبان عن قتادہ کی روایت ہے۔ اور ایک یزید بن زریع عن سعید بن ابی عروبہ کی روایت ہے۔ اور ان کی تفاسیر میں سے تفسیر الربیع بن انس عن ابی العالیہ ہے۔ ابوالعالیہ کا نام رفیع الریاحی ہے۔ اور بعض نے ربیع کے اوپر کسی کا نام ذکر نہیں کیا اور ان سے کئی طرق سے روایت کی جاتی ہے ان میں سے ایک ابوعبیداللہ بن ابی جعفر الرازی عن ابیہ ربیع بن انس کی روایت ہے۔ ان کی تفاسیر میں ایک مقاتل بن حیان کی تفسیر ہے۔ ان کی سند یہ ہے محمد بن مزاحم بن بکیر بن معروف عن مقاتل بن حیان۔ یہ مقاتل صدوق راوی ہے اور ایک ان کے سوا مقاتل بن سلیمان ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ضعفاء تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کی تفاسیر میں سے زید بن اسلم کی تفسیر ہے کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ان سے روایت کرتے ہیں اور یہ بہت بڑا نسخہ ہے جس کو ابن وہب اور کئی دوسروں نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے باپ اور دوسروں سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں بہت سی ایسی اشیاء ہیں کہ کوئی بھی انہیں کسی کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ عبدالرحمٰن ضعیف راویوں میں سے ہے اور ان کا باپ ثقہ راویوں میں سے اور ان میں مقاتل بن سلیمان کی تفسیر بھی ہے۔ علماء نے اس کی نسبت کذب کی طرف کی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ مقاتل، اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے یہ قول اس لیے کہا کیونکہ وہ بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے میں مشہور تھا۔ اور اس مقاتل کی تفسیر ابوعصمہ نوح بن ابی مریم الجامع سے مروی ہے۔ علماء نے اسے بھی کذب کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور مقاتل سے حکم بن ہذیل نے بھی روایت کیا ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔ لیکن اس کی حالت ابوعصمہ سے بہتر ہے۔ اور ان میں سے یحییٰ بن سلام مغربی کی تفسیر ہے۔ یہ بہت بڑی تفسیر ہے۔ تقریباً چھ اجزاء میں ہے۔ اس کی اکثر روایات تابعین اور دوسروں سے منقول ہیں۔ یہ لین الحدیث راوی ہے۔ اور اس میں بہت منکر روایات بھی ہیں اور اس کے شیوخ میں سعید بن ابی عروبہ، مالک اور ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے افراد ہیں۔ اور اس کے قریب ہی سنید کی تفسیر ہے اس کا نام حسین بن داؤد ہے اور ائمہ ستہ کے شیوخ کے طبقہ سے ہیں۔ اور یہ اکثر حجاج بن محمد مصیصی اور ان جیسے افراد سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں کچھ نرمی پائی جاتی ہے۔ ان کی تفسیر یحییٰ بن سلام کی تفسیر کی طرح ہے۔ اور ان سے زیادہ روایات ابن جریج نے لی ہیں۔ راویوں کی کمزوری کے سبب کمزور تفاسیر میں سے وہ ہے جسے موسیٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی صنعانی نے جمع کیا ہے۔ یہ دو جلدوں کی مقدار ہے۔ اور وہ اسے ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ابن حبان نے موسیٰ کی نسبت وضع الحدیث کی طرف کی ہے۔ اور اس نے موسیٰ عبدالغنی بن سعید ثقفی سے اسے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اسباب نزول میں بہت سی چیزیں کتب مغازی میں پائی

جاتی ہیں۔ اور ان میں سے کچھ معتمر بن سلیمان بن عن ابیہ کی روایت سے ہیں یا اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ عن عمہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت سے ہیں وہ واقدی کی روایات کے برابر ہیں۔ انتہی

## تمت بالخیر

اللہ تعالیٰ کے لاتعداد فضل و کرم اور اس کے پیارے محبوب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر التفات سے آج مورخہ یکم فروری 2004ء بمطابق 9 ذی الحجہ 1423ھ بروز اتوار بوقت ساڑھے گیارہ بجے دن یہ ترجمہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ میرے پروردگار جو ہوا تیری توفیق سے ہوا، ورنہ میں تو کمزور اور ناتواں ہوں۔ اس حقیر کاوش کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما۔ اسے بندہ پر تقصیر کے گناہوں کی مغفرت کا سبب بنا، میرے والدین کے درجات کی بلندی و شرف کا وسیلہ بنا۔ اور اسے قارئین کے لیے نفع بخش بنا۔ اے میرے پروردگار! تیری اس نعمت عظمیٰ پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اسے شرف قبول عطا فرما اور ہماری نجات کا ذریعہ بنا۔

امین بجاہ نبیك الكريم عليه افضل الصلوٰۃ والتسليم۔ وصلى الله على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

اہل علم کیلئے ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی ایک اور عظیم علمی پیشکش

قرآن حکیم ہی نظریاتی خلفشار کے موجودہ تاریک دور میں بنی نوع انسان کو ایک باوقار مستقبل کی راہ دکھاتا ہے

قرآنی علوم کا بیش بہا خزینہ

# تفسیر الحسنات

مفسر

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کلام مجید کو سمجھنے میں تفسیر الحسنات آپ کی صحیح رہنمائی کرے گی

**مکمل سیٹ سات جلدیں**

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی

# خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

## تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

# خوشخبری

معروف محدث ومفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

# تفسیر مظہری 10 جلد

جس کا جدید، عام فہم سلیس اور مکمل اردو ترجمہ "ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف"

نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مگھالوی صاحب

سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان